اسمائے حکام ہائیکورٹ

آنریبل سر جان اچ صاحب کیو سی نیٹ چیف جسٹس
ڈبلیو سی اسٹریٹ صاحب بیرسٹر ایٹ لا
اسمی براڈہرسٹ صاحب سی ایس
ڈبلیو کی ٹر ل صاحب بی اے سی ایس
ایس محمود صاحب بیرسٹر ایٹ لا

جسٹس

جے ڈی ٹامس صاحب سی ایس رجسٹرار
جے کلارک صاحب ڈپٹی رجسٹرار
بابو پیشنب داس برال صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار
اے اسٹریچی صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ رپورٹر
جی ای آ ے راس صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ پبلک پراسیکیوٹر
منشی رام پرشاد صاحب وکیل گورنمنٹ پلیڈر

فہرست اسمای

مقدمات

بہ ترتیب حروف تہجی

اسماے	صفحہ	اسماے
ابلاکهہ [illegible] بنام بھاگیرتھی	۲۰۷	اودی چند بنام رگھوناتھ رائے
آلو سنگھ بنام اجودھیا ساہو	۱۸	الیشر اہی سنگھ بنام لالہ سنگھ
احرائل بنام [illegible] کنہی	۷۰۵	—مل بنام بھگوان مل
اجگر سنگھ بنام برہما سنگھ	۸۴۹	باد الله بنام مکند رام
اجودھیا پرشاد بنام انیشل ملیکوندیشر آف دی کائن جنگ بمبئی لمیٹڈ	۱۸۷	بالمکند بنام پنچم
— بنام جودھا	۹۰۰	باندی بی بی بنام [illegible]
—رائے بنام نول رائے	۵۹۴	بانکے لعل بنام محمد حسین خان

نام	نمبر	نام	نمبر
قادر بخش بنام عبدالرحمن	۳۴۶	قیصر ہند بنام شنکر لعل	۳۳۵
قدرت بنام دینو	۱۷	کشیر سنگھ	۲۰۱
قیصر ہند بنام اونکارداس	۳۳۸	عبدالقادر	۳۶۷
گنیشر	۴۰۵	قلندر خان	۲۳۸
بندو	۴۱۳	کربابل سنگھ	۲۳۱
بہاری لعل	۷۴۴	گلن خان	[illegible]
بھیرون مصر	۳۳۳	گارڈھن	۵۰۸
پاربتی	۴۲۷	گنگادین	۴۵۵
پرشادی	۴۵۷	گوبردھن	۵۱۱
پھول کنوری	۳۴۵	لچھمی نراین	۳۴۰
جلجیون	۹۰۴	لطیفن	۷۰۹
جوتی پرشاد	۳۱۳	ماتادین	۴۷۳
جیون	۶۲۸	محمد خلیل	۸۶۷
جھنڈا	۶۲۵	مرلی	۴۶۴
دیوکی نندن	۸۵۴	مکارستی	۱۲۱
ڈلوا	۹۰۷	مہادیو سنگھ	۴۶۷
دہرم رلے	۷۶۶	میڈا	۳۳۱
راحت علیخان	۱۵	نراین	۱۷۰
رگھوبر دیال	۹۶۰	نندرام	۴۷۱
رام سرن	۲۳۷	نہال	۲۳۱
رائی بشن چند	۲۰۹	وزیر خان	۸۸۵
رائڈنک	۷۴۰	ہرجس	۴۱۷
رجوستا	۴۶۰	ہردیول	۱۶۷
زکی الدین	۷۵۴	کالکا پرشاد بنام چندن سنگھ	۹۷۲
سکندر خان	۹۱۹	کریث بنام سیٹھ	۴۴۸

نام مقدمہ	صفحہ
مہابیر تواری بنام جھینگر	٦٨٥
مہادیو پرشاد بنام حبیبہ بی بی	٨٤٣
مہنت ننگ لعل بنام دیو نراین	٩١٠
مول مستری بنام اشفاق احمد	٤٣٣
نبی بخش بنام ملوا رام	٦٠٥
نراین داس بنام [illegible]	١٤٢
[illegible] سنگھ بنام ماتا پرشاد سنگھ	١٦٠
نراینی کنور بنام چندکی دین	٣٩٢
نظیرا بی بی بنام عبد الصمد	٨٦١
نند کشور بنام رام رتن	٨١٤
نتھو مل بنام لبنی رام	١٨٤
نورنگ سنگھ بنام ستاسہل سنگھ	٧٨١
نورنگی کنور بنام رگھوبنسی کنور	٩٢
واجد علیخان بنام گھنشام نراین	٣٨٥
ولایت حسین بنام سید حسین	١٧٩
ہرلو داس بنام [illegible]	٣١١
ہرنراین سنگھ بنام [illegible] سنگھ	٢٩٢
ہرتندر اسے بنام ہرگوبند	٤٠٩
ہرتندران بنام درگا	١٨٣
ہیچی بنام ہیچی	٨٨١
ہنس راج بنام تتندرام	٩٣٨
ہنومان بنام رام چرتر	١٥٩
ہولاسی بنام [illegible] سنگھ	٣٥٩
ہولاسی بنام رام دین	١٢٩

قواعد اور احکام عدالت

مضمون	صفحہ
اسٹیٹوٹ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ دفعہ ۱۳ فرمان شاہی ممالک مغربی وشمالی دفعہ ۲۷ اختیارات جج واحد و ڈویزن کورٹ کے	٦٠٢
ایکٹ ۸ ۱۸۷۹ع دفعہ ۲۷ (محنتانہ جو ایک فریق کو بابت محنتانہ ایڈوکیٹ وکیل اپیلانٹ فریق ثانی کے واجب الادا ہو	٦٠٠

فہرست مضامین

اپیل ——— ۱۳۵ و ۲۰۴ و ۲۰۷ و ۲۲۹ و ۴۱۳ و ۴۲۴ و ۴۴۸ و ۵۹۷ و ۸۶۰

— اجازت ارجاع ——— ۴۶۷

— بعدالت ضلع جج ——— ۵۹۴

— ہائیکورٹ ——— ۶۴

— بنا راضی حکم ناقصی مقدمہ کے ——— ۵۹۴

— بنا راضی حکم ——— ۱۷۷

— مشعر نامنظوری عذرداری ——— ۴۴۳

— حسب فرمان شاہی ممالک مغربی وشمالی دفعہ ۱۰ ——— ۶۴۴

— دوم ——— ۶۹۰ و ۷۱۸

— فوجداری ——— ۳۳۲

— عذر جو اول مرتبہ بصیغہ کیا جاوے ——— ۱

— کا بعد واپسی کے بغیر حاضری رسپانڈنٹ کے ڈسمس ہونا ——— ۹۵۴

— صرف منجانب مدعا علیہم کے ہونا ——— ۶۹۲

— مین اجازت کا حاصل ہونا اور مقدمہ کا واپس ہونا ——— ۸۶۲

— یاد داشت کا واسطے حصول سارٹیفکٹ اسٹامپ فروش کے واپس ہونا ——— ۶۸۶

اجرائے بمقابلہ ذات مدیون مع ڈگری ——— ۳۴۳

— خرچہ ——— ۱۸۴

اجرائے ڈگری ——— ۶۳ و ۷۹ و ۱۲۹ و ۱۵۶ و ۱۷۶ و ۳۳۳ و ۳۷۵ و ۳۹۶ و ۴۲۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۴۲ و ۳۹۶ و ۴۰۶ و ۷۷۰ و ۸۰۵ و ۸۲۶ و ۹۲۵
——— کا بقدر زرِ مستدعویہ کے محدود ہونا ——— ۶۱
——— بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۲۰ کے صاحب کلکٹر کے پاس منتقل ہونا ——— ۳۹۳
احاطہ مکان خانگی کا ——— ۵۹
احتیاط مذہبی بمقابلہ طلاق کے ——— ۸۸۱
احکام سزائے جداگانہ ——— ۸۸۵
——— قرقی ——— ۶۳
احتشام مقابضت ——— ۸۷
اختلاف رائے کا مابین دو جج سماعت کنندگان اپیل کے ——— ۵۰۳
اختیار پذیرائے اعتراض کا ——— ۱۲
——— تجویز لگان بابت ایام مذکورہ نالشات مذکورین ——— ۳۸
——— جج واحد کا دربارہ مقبولی درخواست یکطرفہ بابت نگرانی فوجداری کے ——— ۹۶۰
——— سماعت ——— ۱۰۵ و ۲۲۴ و ۲۶۰ و ۴۳۱ و ۴۷۵ و ۴۸۵ و ۴۵۲ و ۶۹۲ و ۸۴۹ و ۸۶۰
——— صاحب جج دربارہ سماعت اپیل ——— ۵۹۴
——— عدالت اپیل کا کہ بعد واپسی تجاویز کے کل مقدمہ کو طے کردی ——— ۹۴۴
——— دیوانی ——— ۳۶۳
——— لگان کا دربارہ صادر کرنے ڈگری لگان کے بنام شخص مذکور ——— ۵۵
——— ماتحت دربارہ ترمیم کرنے ڈگری کے جو اپیل سے بحال ہو چکی ہے ——— ۹۱۵
——— ہائیکورٹ دربارہ منظوری اپیل ——— ۵۹۴
——— کا بصیغہ نگرانی دربارہ تبدیلی تجویز ثبوت جرم
اشتہار بحالی حکم سزا ——— ۳۱۳

اختیار ہائیکورٹ کا حسب دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری —— ۱۲۲

—— مجسٹریٹ ضلع کا بحالت اختلاف تجویز جوری کے دربارہ بھیجنے

مقدمہ کے ہائیکورٹ مین —— ۱۲۲

اراضی سیر —— ۴۵۶

ارتکاب فریب غدید کا اثناے بلوہ مین اور بغرض پیشرفت غرض مشترکہ کے ۴۸۵

اسامی دخیلکار —— ۹۵۴

—— ساقط المالکیت —— ۴۲۹

اسٹامپ جیسا نیدنی کا منسوخ نکرنا —— ۱۵

اسٹیٹوٹ ۴۲ و ۴۳ سنہ جلوس وکٹوریہ باب ۴ ۱۱ دفعات ۷ و ۱۷ ـ ۵۷۵

۱۳ و ۱۴ ـ ۶۴۳

استحصال بالجبر —— ۸۸۵

استحقاق براہ راست موکل سے ہدایت لینے کا —— ۴۹۹

—— تصرف جایداد مشترکہ کا —— ۸۲۱

—— دخیلکاری کی وراثت —— ۹۵۴

—— راستہ کا —— ۸۴۵

—— رسپانڈنٹ کا کہ تائید ڈگری کی کسی بنیاد پر کرے —— ۱۳۵

—— سکونت —— ۹۰۰

—— مقالبت بمقابلہ غاصب کے عود کرنا —— ۱۶۲

—— مقتضیہ سارٹیفکٹ ذاتی ہے قابل وراثت ہنین ہے —— ۸۰۸

—— موکل کیطرف سے عمل کرنیکا —— ۴۹۹

—— نالش بابت زر رہن —— ۸۱۹

—— کا سقوط نسبت جایداد کے —— ۳۴۱

استصواب باجلاس کامل بعد صدور راے مختلف نسبت اپیل کے —— ۵۰۳

—— خلاف اختیار —— ۵۰۳

—— منجانب مجسٹریٹ ضلع نسبت کاروائی سشن جج کے —— ۲۰۱

استعمال جایداد کا منجانب اسامی خلاف شرایط نوعیت قبضہ اسامی مذکورہ ۳۳۸
استغاثہ ——— ۴۶۷
اسپران ——— ۴۵۵
اشتمال بنائے مخاصمت یا ساتھ نالش بازیافت جایداد غیرمنقولہ کی ۱۲۰
بیجا دعاوی کا ——— ۹۵
فریق ہائے ——— ۴۳۶
اشتہار معین ذکر مقام نیلام کا نمونا ——— ۴۷۶
نیلام صیغہ اجرائے ڈگری ——— ۴۴۲
اصل قیمت کا منجانب بایع و مشتری کے مخفی کیا جانا ——— ۳۲۹
مالک و کارندہ ——— ۷۴۳
و ضامن ——— ۴۴۸
یا سود کا تاریخ معینہ پر ادا نہونا ——— ۹۳۷
اطلاع تحریری کہ سود کا دعوی ہوگا ——— ۹۲۴
حصہ داری کی ——— ۱۰۵ و ۱۸۸
رہن منفعتی ——— ۴۱۱
اطلاعنامہ اپیل بنا راضی حکم صیغہ کارروائی تصفیہ حساب ——— ۱۸۸
بد عملی ——— ۸۷۰
منجانب کلکٹر بنام دیگر حصہ داران بغرض بیان کرنے
اعتراضات کے تاریخ معینہ پر ——— ۲۶۰
اظہار کسی گواہ کا جو مجسٹریٹ نے قلمبند کیا ہو وقت تجویز سشن کے
پیش ہونا ——— ۷۴۰
اظہار لکھنا ——— ۴۶۲
و جہ ——— ۳۶۷
اعانت ——— ۹۲۹
اعتراض مابعد نسبت طرز تقسیم ——— ۲۴۲

اعتراض منجانب رسپانڈنٹ ——— ۱۳۵
نسبت قرقی منجانب مدیون ڈگری باظہار استحقاق جداگانہ
نیلام کے ——— ۱۷۶
اعتراضات کا منجانب اصل سایل کے بعد تاریخ معینہ کے پیش ہونا ——— ۲۶۰
افلاس ——— ۵۹۷
اقرار ——— ۶۳۱
بایع کا بابت ملکیت کامل کے ——— ۳۴۰
تحریری ——— ۶۴۰
تفو کفنگی ——— ۴۲
ثالثی منجانب صرف چند فریقوں کے ——— ۶۹۸
زبانی مابعد دربارہ تنسیخ یا ترمیم معاہدہ رجسٹری شدہ مطابق قانون
مشتہر دینے دخل کے مرتہن کو بعوض سود کے ——— ۱۸۶
طریقہ ادا کے ——— ۲۰۳
مہتممی ——— ۹۰۲
الزام ازالہ حیثیت عرفی کا نالش مین نہونا بلکہ اظہار مابعد مین شامل کیا جانا
جرم مذکور کی نسبت پیروی اہم ہونا ——— ۳۴۰
امانت بطریق ضمانت قرضہ دیگی دوسرے شخص کے ——— ۳۴۸
امتحان وسنا کت ——— ۴۸۴
امتناع تاحکم ثانی ——— ۹۵
امر باعث تکلیف عام ——— ۷۵۴
تجویز شدہ ——— ۱۷ و ۴۱۶ و ۲۲۳ و ۸۰۳
جو اول مرتبہ اپیل دوم مین پیش ہو ——— ۶۸۹
امور حقیت ——— ۲۵۵
متعلقہ نالش ——— ۲۹۲
نزاعی جو عدالت اجرا کنندہ ڈگری سے طے ہونا چاہیئے ——— ۶۱ و ۲۷۲

امور واقعات کی تجویز روداد پر ہونی چاہیے اور نہ بلحاظ تشبیہ مقدمات سابقہ کے —— ۵۱۱

انتقال —— ۳۰۲

بحق وارث —— ۹۹

حیثیت دوران نالش مین —— ۶۲۷

فریبی —— ۱۶۱

قرضہ —— ۶۷ و ۷۲

مقدمہ کا بجانب جج ضلع —— ۱۴۲

انحراف شرط —— ۹۰۲

انسالوینسی —— ۳۰۷

انفکاک رہن —— ۸۱۵ و ۸۴۹

ایجاب حصہ لینے کا —— ۱۸۸

ایفاء شرط —— ۴۷

ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۳۷ء —— ۹۲۴

سنہ ۱۸۵۸ء دفعہ ۳ —— ۶۰۸

۶ و ۸ —— ۷۶۴

۱۸ —— ۱۹۲

۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء —— ۸۰۸

دفعہ ۶ —— ۲۹ و ۶۲

۲۵ سنہ ۱۸۶۱ء دفعات ۴۳ و ۹۱ —— ۷۶۴

۵۳ و ۳۹۲ و ۳۹۵ —— ۴۶۰

۱۷۰ و ۲۷۹ و ۳۲۵ —— ۴۰۵

۳۰۷ و ۳۰۸ —— ۸۸۵

۱۷۷ —— ۸۹۷

۹۵ —— ۲۴۳

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع دفعہ ۱۰۳ — ۲۳۷
۱۰۹ — ۶۲۹
۱۹۱ — ۷۲۴
۱۹۳ و ۱۹۶ و ۴۷۱ — ۹۱۹
۲۶۸ — ۷۵۴
۳۴۹ و ۳۵۰ — ۲۴۳
۳۶۶ — ۴۵۷
۳۸۱ — ۱۶۷
۳۹۷ — ۴۶۰
۴۰۵ — ۶۴۳
۴۱۰ و ۴۱۱ — ۲۳۱
۴۱۱ — ۹۰۷
۴۱۴ — ۲۱۷
۴۲۴ — ۳۳۵
۴۷۱ — ۶۲۸
۴۸۳ و ۴۸۶ — ۳۶۳
۴۹۹ تشریح ۴ — ۱۲۲
۵ سنہ ۱۸۶۱ع دفعہ ۴۳ (دویم) بیرحمی بہ نسبت جانوروں کے — ۲۰۵
۹ سنہ ۱۸۶۱ع — ۷۷۶
۱۶ سنہ ۱۸۶۱ع دفعات ۲ و ۳ — ۴۷
۱۰ سنہ ۱۸۶۵ع دفعہ ۲۵۶ و ۲۵۷ — ۹۰۲
۱۱ سنہ ۱۸۶۵ع دفعہ ۶ — ۳۱۱ و ۴۰۰ و ۷۳۹ و ۸۶۵ و ۹۶۲
۳ سنہ ۱۸۶۷ع دفعہ ۱۳ — ۳۳۸
۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع — ۳۱۳
۱ سنہ ۱۸۶۸ع دفعہ ۱ ضمن (۱۸) — ۱۷۰

ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۵ء دفعہ (۲)	۸۶۲
۴ سنہ ۱۸۶۹ء دفعہ ۱۴	۸۹۱
۱۵	۸۸۱
۵ سنہ ۱۸۷۰ء دفعہ ۱۷	۱۲۹
۲۷	۴۸۳
۴ سنہ ۱۸۷۱ء	۹۷
دفعہ ۱۷	۱۸۸ و ۱۰۵
۲۰	۸۴۹
۲۴	۹۷
۳۲ سنہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۳ و ۴	۷۲۹
۷	۹۷
۱ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۱۱۷	۳۲۵
دفعات ۱۶ و ۱۱۴	۱۰۵
۳۲ (۵)	۳۹۲
۹۱	۱۵۲
تشریح ۳ تمثیل (۸)	۲۰۴
دفعہ ۱۱۲	۳۰۳ و ۸۹
ضمن (۴)	۹۱
دفعہ ۱۰۲	۱۳۷
دفعہ ۱۱۴ تمثیل الف	۹۰۷
تمثیل ۵	۷۴۰
۱۱۵	۱۴۷
۱۳۸ و ۱۶۷	۳۷۱
۳ و ۴	۱۰۵
۹ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۱۱	۲۲۴

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۲۳ —— ۳۵۲
۴۵ —— ۴۳۶
۶۵ —— ۱۹۲
۷۴ —— ۸۲۶ و ۹۰۲
۱۷۰ و ۱۵۱ و ۱۵۲ —— ۱۳۷
۱۹۶ و ۲۰۰ —— ۳۱۹
۲۳۳ —— ۷۴۳
۱۹ سنہ ۱۸۶۳ء دفعات ۲۷ و ۳۷ —— ۳۸
۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۴۲ (د) —— ۲۶۲
۱۱۳ و ۱۱۴ —— ۱۶۴
۱۳۶ —— ۲۴۲
۱۱۵ و ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۴۲ (د) —— ۵۹۴
۱۹۱ —— ۷۵
۱۳۵ و ۱۴۲ (د) —— ۷۰۵
۹ سنہ ۱۸۷۵ء دفعہ ۳ —— ۲۲۴
۱ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۲۱ —— ۴۲
۴۲ —— ۳۴۱ و ۳۵۰ و ۷۳۵ و ۷۵۰
۵۵ —— ۸۲۱
۳ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۷ —— ۶۰۵
۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۵ —— ۹۰ و ۵۹۷ و ۶۸۵
۷ —— ۱۷۷
۱۴ —— ۴۲۱ و ۴۲۰ و ۶۰۰ و ۹۶
۱۹ —— ۹۴۰
۲۳ ضمیمہ ۲ نمبر ۱۱۵ و ۱۱۶ —— ۹۳۷
۲۸ ضمیمہ ۲ مد ۱۳۸ —— ۳۰۴

ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۲۸ ضمیمہ ۲ مد ۱۴۴ —— ۳۴۱
ضمیمہ ۲ مد ۱۰۱ —— ۷۵ و ۷۶۳
مدات ۲ ۶۲ و ۱۰۹ —— ۲۹۹
نمبر ۲۷ او ۱۳۱ —— ۶۷
۱۳۴ —— ۴۸ و ۸۱ و ۷۹۷
۱۶۱ —— ۱۸۴
۱۶۸ —— ۲۵۴
سنہ ۱۸۷۹ء دفعہ ۳ ضمن ۴ (ج) و ۱۳۱ —— ۹۱۲
۱۱ و ۱۲ او ۱۶ و ۶۲ و ۶۹ —— ۱۵
۲۶ و ۲۷ ضمیمہ الف نمبر ۱۳ و ۴۴ —— ۹۱۲
۳۴ —— ۳۱۱
۳۷ ضمیمہ الف نمبر ۱ —— ۹۴
سنہ ۱۸۸۱ء دفعہ ۱۲ ضمن ۷ —— ۷۰۹
۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء دفعہ ۸ —— ۹۱۲
۹ —— ۴۲۹ و ۶۰۴
و ۹۳ (ب) فعل متغایر اوس غرض کے جسکے لئے
اراضی دیگی —— ۹۰
ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء دفعہ ۴ و ۹۵ (ف) و ۲۰۶ و ۲۰۷ —— ۸۶۸
۳۶ و ۳۹ (ج) و ۴۰ —— ۸۷۰
۹۳ (ح) —— ۸۱۴
و ۲۰۹ —— ۹۵۲
۹۵ —— ۶۹۳
عرف (لل) —— ۳۴۸
۱۲۸ —— ۲۵۵ و ۳۶۰
۳۰۹ و ۲۰۵ —— ۲۵۸

ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۳ و ۴ و ۵ —— ۱۷۲

۴۰ و ۸۱ —— ۵۸۹

۵۳ —— ۱۶۱

۵۴ —— ۳۷

۶۷ (د) —— ۵۸

۸۶ (ب) و (ز) —— ۸۱۹

۷۶ —— ۷۹۷

۹۸ و ۱۰۰ —— ۴۸

۹۹ —— ۹۱۲

۱۲۶ —— ۸۱ و ۸۷۲

۱۳۵ —— ۲۱۲

۶ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴۵ و ۴۷ و ۶۰ و ۶۱ ضمیمہ ایکٹ الف (۹۷) —— ۵

۱۶۹ و —— ۸۸

۸ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۴ —— ۸۵

۳ سنہ ۱۸۸۴ء دفعہ ۸ (۲) —— ۱۲۱

۱ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۳۹ —— ۲۴۰

۹ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۳ (الف) —— ۷۵

ایک وکیل کا اپنا خلاصہ دوسرے وکیل کو حوالہ کرنا —— ۴۹۷

ہی وقت نیلام دونوں جایداد کا اجرائے ڈگری میں ناجایز نہیں ہے —— ۴۱۹

بار ثبوت —— ۱۱۹ و ۱۳۷ و ۲۲۵ و ۳۹۷ و ۴۳۸ و ۳۹۰ و ۷۹۷ و ۹۵۸

بحث حقیقت —— ۱۶۴ و ۲۳۲ و ۲۶۰

بداعمالی —— ۳۰۶

بددیانتی سے مال مسروقہ کا لینا —— ۶۰۶

برایت ضامن —— ۳۴۸

برادران و ہمشیرگان ——— ۳۶۴
بعد صدور ڈگری کے حکم امتناعی کا نافذ نہ رہنا ——— ۹۵۰
— و ایسی مقدمہ کے عدالت اپیل ماتحت سے اول مرتبہ عذر کا ہونا ——— ۱۸۰
بقایا لگان مال ماقبل کا اوس سنہ مین وصول ہونا کہ جس سال کے بابت نالش ہے اور محسوب ہونا ——— ۵۱۴
بل کی بیغیانی مطبوعہ کہ اگر پیش ہونے پر اوسکا روپیہ ادا نہوگا تو سود قایم کیا جاویگا ——— ۹۲۴
بلوہ ——— ۲۳۷ و ۴۸۵
بنائے مخاصمت ——— ۱
— واحد ——— ۲۵۷
— جداگانہ ——— ۱۲۹
بورڈ امتحان کا بلا اطلاع امیدوار ان کے تعداد نمبر پاس سارٹیفکٹ کی بدلنا ——— ۴۸۴
— ہسن کی طرف سے اپنا نام درج کرانا متروک ہونا ——— ۳۶۴
بیان شخص متوفی بہ نسبت رشتہ مندی ——— ۳۹۲
— قریب ——— ۴۵۱
بید خلی راہسن کی ——— ۹۱۲
— کرایہ دار کی ——— ۱۸۴
بیرسٹر ——— ۴۹۹
بیضا بطگی ——— ۱۰۵ و ۱۸۰ و ۳۴۳ و ۴۷۱
— اہم جو مشتہر کرنیمین و عمل مین لانے مین ہنیلام کے ہوئی ہو ——— ۹۶ و ۱۵۶ و ۴۲۳ و ۴۶۲
بیع ——— ۲۷۲
— جایداد غیر منقولہ کی ——— ۲۴۰
— حصہ دو ثلث مکان کا ——— ۷۶۳
— حق سکونت ——— ۱۸۴

بیع منجانب اسامی وخیلکار —— ۵۸۹
حصہ دار —— ۴۴۷
بیعیات —— ۷۵۹
بیوہ دعویدار —— ۹۰
بہانجہ —— ۳۹۲
بہائیوں کا نام رجسٹر مال مین درج ہونا —— ۳۶۴
بہائیوں کی طرف سے بیع جایداد کی بشمول حصہ بہن کے —— ۳۶۵
پتہ مدعا علیہ کا —— ۵۵
پٹہ —— ۸۵
دار کا مکان اور اوس آراضی کا بحیثیت جسپر مکان مذکور واقع ہے —— ۲۴۷
منجانب اسامی ساملط المالکیت —— ۴۲۹
پرامیسری نوٹ جو بطور ضمانت تائیدی کے تحریر کیا جاوے —— ۱۵۲
پردہ داری —— ۹۴۴
پنشن —— ۲۶۲ و ۵۹۷
پبلیشن —— ۹۷
بعوض اوس آراضی کے جو بذریعہ معافی دوامی کے مقبوضہ ہو —— ۲۷
پیشہ ور قانونی کا بوجہ بیماری کے حاضر نہونا —— ۹۱۰
پلیشی تمسک کو مدعی کا منظور کرنا —— ۶۲۹
تاثیر بٹوارہ مکمل —— ۷۵
نیلام بمقابلہ مرتہن ثانی کے —— ۳۱۹
فیصلہ سابق عدالت مال کے مشعر انکار بیدخلی اوس بنا پر کہ پٹہ جاینز
پہلین سے —— ۸۵
تاریخ مشتہرہ کے علاوہ دوسری تاریخ پر نیلام کا ہونا —— ۱۵۶
تاوان —— ۲۴۹ و ۹۰۲
تائید —— ۵۱۱

تجویز بوعادی کا ——— ۲۴۵

تجویز ——— ۵۰۳

اوس شخص کی جسکی نسبت تجویز ثبوت جرایم متعلقہ مال کے ہو چکی ہو ——— ۶۲۵

ثانی ——— ۳۴۶ و ۴۷۵

فیصلہ کے ——— ۲۰۴

بثبوت جرم نسبت ہر جرم کے ——— ۸۰۵

سرسری ——— ۳۴۰ و ۹۰۴

عدالت اصل ——— ۶۰۸

لگان کی منجانب مہتمم بندوبست کے ——— ۳۸

منجانب صاحب جج نسبت اوس شخص کے جسپر حکم مقدمہ فوجداری قایم ہونیکا خود مشارالیہ نے صادر کیا ہو ——— ۴۵۵

تجویز منجانب مجسٹریٹ ضلع باعانت جوری ——— ۱۲۱

نالش ——— ۴۱ و ۲۱۷

تحریر و تکمیل دستاویزات ——— ۲۷۲

تحقیقات عدالت کا عدالتا نہ ہونا ——— ۷۶۴

مشترکہ ——— ۳۶۷

تحویل امانتی ——— ۱۳۷

ترمیم ڈگری ——— ۲۵۳

تصدیق ——— ۴۵۱

تعریح مختصر حصہ کے اشتہار نیلام میں نہونا ——— ۱۵۶

تصفیہ حساب ——— ۱۰۵ و ۱۰۸

مقدمہ کا مختصر رپورٹ محکمہ دفعہ ۸ پر مبنی نہونا چاہیے ——— ۷۹۴

تعبیر ——— ۸۴۳

دستاویز ——— ۳۹۹

تعداد فریقین کا تعین نہونا ——— ۲۱

تعداد مالگذاری سرکار کا ذکر ہونا ——— ۱۵۶

تعطیل قطعی ——— ۱۰۴ و ۱۸

تعمیر منجانب ایک شریک کے خلاف رضامندی دیگر شرکا کے ——— ۸۲۱

تعزیری منصرم کی دربارہ دستخط کرنے وارنٹ کے ——— ۱۲۹

تقسیم ——— ۱۶۴ و ۴۵۸ و ۵۹۴ و ۸۱۰

——— اراضی ——— ۲۰۴

——— جایداد مکان مشترکہ کے ——— ۸۱۰

——— رسدی مابین ٹھوگرید اران کے ——— ۸۵۰

——— محال ——— ۲۴۲ و ۲۶۰

تمسک ——— ۸۱ و ۲۰۳ و ۲۴۹ و ۶۱۲ و ۸۲۶ و ۹۳۷

تنقیحات واپس شدہ کی نسبت شہادت لینے سے انکار کرنا ——— ۶۲۱

توسیع میعاد کی ——— ۶۸۵

——— بابت اطلاع اپیل کے ——— ۱۸۸

ثالثی ——— ۲۲ و ۶۳۶ و ۶۹۸ و ۷۸

ثبوت اجازت بحق رشتہ دار بغرض ارجاع نالش ——— ۹۵۸

——— تاریخ وفات کا ——— ۱۸۳

——— غفلت عظیم کا ضروری نہیں ہے ——— ۹۵۲

جایداد خاندان مشترکہ کی کفالت ——— ۹۰۰

——— تنازعہ کی اجرا ڈگری میں بیجا نیلام ہوجانیکا خطرہ ——— ۶۳۸

——— مشترکہ ——— ۳۸۵

——— منقولہ ——— ۸۴۲

جبر مجرمانہ ——— ۲۳۳

جج کا وہ خرچہ دلانا جو در حقیقت عاید نہیں ہوا ——— ۶۳۶

ججوں میں اختلاف رائے کا ہونا ——— ۳۱۳

جداگانہ شئے دعوی ——— ۱۲۹

جرایم متعدد —— ۸۸۵

مختلف —— ۸۸۵

جرم کا تبدیل ہونا —— ۵۰۸

جعلی تمسک کا مقدمہ بین منجانب وکیل مدعی کے پیش ہونا —— ۶۲۸

دستاویز کو بددیانتی سے یا فریباً بطور اصلی دستاویز کے استعمال کرنا —— ۱۸

جماعت ہائے مخالف کی نسبت کارروائی واحدین کارروائی کرنا —— ۳۶۷

جمع ہونا زرثمن کا حسب ہدایت مندرجہ ڈگری ابتدائی منجانب شفیع کے —— ۷۹۲

جھوک —— ۸۱

جوابدہی بربنا اوس بیعنامہ کے جو فریبی ثابت ہوچکا ہے —— ۳۱۵

دعوی شفع کی منجانب اوس شخص کے جو اپنے کو شریک حصہ دار بذریعہ معاملہ کے نامی کے بیان کرتا ہو —— ۲۲۷

جواز قاعدہ ۶ مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۷۳ع کا —— ۶۴۳

چبوترہ مکان خانگی کا —— ۲۲۸

چکدار —— ۹۳۲

چٹھی منجانب لوکل گورنمنٹ بنام رجسٹرار —— ۴۴۶

حصہ رسدی —— ۹۷

غیر منقسم —— ۶۷

داران —— ۱۰۵ او ۱۸۰ و ۲۰۶

قربی —— ۸۴۳

متحقق —— ۶۷

حفاظت خود اختیاری مال کی —— ۲۴۷

حق آسایش —— ۲۶۶

کا سقوط —— ۸۴۵

مروجہ —— ۹۴۴

پسران کا بذریعہ نیلام کے منتقل ہونا —— ۹۴۴

حقیت جو خریدار نیلام کو حاصل ہوتی ہے ——— ۵۳۶

قابل نیلام ——— ۲۰

حکم اسسٹنٹ کلکٹر مشعر نامنظوری عذر ——— ۵۹۴

امتناعی جند سوزہ ——— ۱۳۰ و ۶۴۳ و ۹۵۰

مشعر امتناع انتقال جایداد متنازعہ ——— ۴ ج ۳

ثانی میں یہ حکم ہونا کہ بحالت نا اتفاقی ثالثان کے مقدمہ سرپنچ کے سپرد کیا جاوے ——— ۶۴۴

حکم ڈسمسی بوجہ نہ پیش کرنے شہادت کے ——— ۲۰۷

اسپیرگی مسل کا ناجائز ہونا ——— ۶۹۸

سزا کا بڑھانا ——— ۳۳۲

سزائے قید بدرجہ اقل ——— ۲۶۰

موت کا واسطے منظوری کے ہائیکورٹ میں ارسال کیا جانا

سیشن جج بنام منصف مشعر التوائے مقدمہ تا تصفیہ تجویز فوجداری

عدالت اپیل مشعر لیجانے شہادت مزید روبرو خود اپنے ——— ۲۷۵

مابعد مشعر بدین ہدایت کہ شہادت مذکور عدالت ماتحت میں لیجانے ———

متفرقہ غیر اپیل شدہ کا برطبق اپیل بنا راضی ڈگری کے منسوخ ہونا ——— ۲

مشعر اجازت اس امر کے کہ مرتہن زر واجب بعد تاریخ معینہ کے عدالت میں جمع کرے ——— ۳۵۹

حکم مشعر اسکے کہ دونوں شخص ریسپانڈنٹ مشترک قرار پاویں ——— ۱۹۰

تقسیم مصدرہ اسسٹنٹ کلکٹر جو کلکٹر نے منظور کیا ہو ——— ۲۴۲

منسوخی نیلام کا منسوخ اور نیلام کا بحال ہونا ——— ۷۰۴

منظوری نیلام قبل گذرنے میعاد ادخال عذرداری کے ——— ۱۷۷

نامنظوری عذر ——— ۴۴۴

مقتضیہ دفعہ ۳۷۳ دوران تفویضگی مشعر اجازت دست برداری

[illegible] ——— ۴۳

حکم مقتضیہ دفعہ ۵۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی دربارہ تفویضگی معاملہ متنازعہ
مقدمہ استدایرہ وقت ——— ۴۲
حکم ناقابل اپیل ——— ۳۵۹
واپسی عرضیناالش ——— ۵۵
مقدمہ کا خلاف قانون بغرض ترمیم ——— ۷۲۶
منجانب عدالت اپیل ماتحت حسب دفعہ ۵۶۶
ضابطہ دیوانی ——— ۷۶۱
حکم واسطے وظیفہ ماہانہ کے منجانب شوہر کے جس نے اپنی زوجہ کو چھوڑ دیا ہو
حوالگی دستاویزات حقیت ——— ۶۷
حیثیت نابالغی ——— ۲۲۴
خالی عہدہ پر منجانب سرکار کے ماہواری متروک ہونا ——— ۵۷۵
خاندان مسلمان ——— ۳۶۴
خاندان مشترکہ ہنود ——— ۱۳۲ و ۳۸۶ و ۷۱۶ و ۹۰۰ و ۹۳۴
خانگی حق راہ کا ——— ۲۶۶
خرچہ ——— ۳۱۵ و ۳۷ و ۷۵۰ و ۹۵۴
جوابدہی بمقابلہ الزام فوجداری ——— ۳۴۳
جو بوجہ پیروی مقدمہ عدالت فوجداری کے عاید ہوا ہو ——— ۳۴۳
محکومہ ڈگری ابتدائے کا منجملہ زرثمن کے شفیع کا وصول کرلینا ——— ۹۲۷
مقدمہ بوجہ مداخلت بیجا ——— ۱۷۳
خریدار بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ باطلاع معاہدہ ——— ۸۷
حق راہنی کا فریق مقدمہ نکیا جانا ——— ۶۰۶
کے منجانب مرتہن قابض ——— ۷۵
نیک نیت بلا علم رہن کے ——— ۵۸۹
نیلام طالب دخل کے مزاحمت منجانب مرتہن منفعتی ——— ۴۱۱
خریدار نیلام اجرائے ڈگری منجانب ڈگریدار بلا اجازت کلکٹر کے ——— ۳۹۴

خریداری ہبے ناہی حصص کے ——— ۲۲۷
——جایداد غیر منقولہ کی منجانب اپنے وو دوسرے شخص کے جو
ظاہر نہو ——— ۲۹۹
خسارہ ——— ۱۳۰ و ۲۳ و ۱۷۲ و ۳۹۶
خلاف ورزی ——— ۸۲۶
مسلسل ——— ۹۳۰
داخل خارج نام ——— ۶۷
منتقل الیہ کا نہونا ——— ۸۱
داد رسی کا عطا نہونا اون وجوہ کی بنا پر جو مندرجہ عرضی نالش نہین ہین ۲۹
درختان استادہ ——— ۱۸۱
درخواست استقرار دیوالیہ ——— ۳۰۷
——امیدواران ناکامیاب کے بعدالت ہائیکورٹ ——— ۳۸۴
——انتقال ——— ۴۵۵
——اول مرتبہ عدالت سشن مین ہونا چاہیئے اور نہ ہائیکورٹ مین ۳
——بحضور مجسٹریٹ منجانب شخص بری شدہ بغرض اظہار نام مخبر کے ۲
——تقسیم منجانب حصہ دار ——— ۲۶۰
——ثالثی کا منسوخ ہونا ——— ۷۸۱
——دلاپانے طفل منجانب مان کے ——— ۷۷۶
——شخص ثالث بدعوی قایمقام ہونے اور بغرض قرار پانے
ریسپانڈنٹ بجائے متوفی کے ——— ۲۹۲
درخواست صدور حکم امتناعی کے علاوہ اوس عدالت کے کسی دوسرے
عدالت مین ہونا جو مجوز مقدمہ ابتدا سے کے ہے ——— ۶۲۸
درخواست کا بوجہ کسبی ہونے مان کے نامنظور ہونا ——— ۷۷۶
——منجانب مدعا علیہ اپیلانٹ واسطے قایم ہونے نام قایمقام
جایز متوفی کے ——— ۲۹۲

درخواست منسوخی نیلام آراضی منجانب مدیون ڈگری بربنا ء بضابطگی ۳۹۰
—ملتوی نیلام بعد منسوخی ڈگری کے—— ۹۲۵
—مین کل فریقین کا نام درج نہونا—— ۷۲۴
—نگرانی حکم ریہائی—— ۳۴۵
درنگ غیر معقول دربارہ ادخال درخواست—— ۸۸۱
دستاویز بلا اسٹامپ—— ۱۵۲
—جسپر قبل یا وقت تکمیل کے اسٹامپ لگانا چاہیئے—— ۱۵
—جعلی کو بطور اصلی کے استعمال کرنا—— ۶۲۸
—متضمن عام عبارت مواخذہ نسبت کل جایداد مقر کے—— ۴۸
دست برداری—— ۴۷۱
دستخط—— ۴۵۱
دعاوی کا تجزیہ—— ۳۵۷
دعوی اوس روپیہ کا جو شرح مندرجہ جمعبندی سے زیادہ بطور لگان کے
وصول ہوا—— ۹۵۲
دعوی تقسیم جزو صحن کا—— ۸۱۰
—جو کچھہ معاہدہ پر اور کچھہ استحقاق مروجہ پر مبنی ہو—— ۷۳۹
—سود باوجود انتقال—— ۸۱
—کا کم قیمت پر منتقل ہونا—— ۲۱۲
—منافع ایک خاص سنہ کا—— ۸۱۴
دوران نالش مین بہ الزام جعلسازی دستاویز کے سپرد سشن ہونا ۳۲۸
دہرم شاستر—— ۱۳۲ و ۲۱۰ و ۲۳۰ و ۲۳۹ و ۶۹۵ و ۷۱۶ و ۹۰۰ و ۹۳۴
ڈسمسی اپیل—— ۲۱
—نالش بحیثیت موجودہ—— ۸۰۳
—بوجہ نہ پیش ہونے شہادت کے—— ۳۰۴۶

ڈسمسی نالش کی بوجہ غیر حاضری مدعی کے ——— ۲۰۴ و ۲۷۴
منجانب عدالت مرافعہ اولی بلا قلمبند کرنے اظہار گواہان
مدعا علیہ کے ——— ۱۹۱
ڈکیتی واقع قلمرو برطانیہ ——— ۴۳۱
ڈگری استقراریہ ——— ۷۳۵ و ۷۵۰
بحق زمینداران بمقابلہ مشتری بابت واصلات ——— ۶۸۶
مدعا علیہ مشعر اس استقرار کے کہ دروازہ واسطے آمد و رفت
اور اراضی مدعی کے مستعمل نہ کیا جاوے ——— ۷۰۱
ڈگری بحق مدعی مشعر و طبق استقرار کہ فریقین حقوق ما قبل مزاحمت کے
قایم رہین ——— ۲۶۶
ڈگری بحق مشتری بابت تقسیم اور دخل کے ——— ۷۶۳
برنباء رہن ——— ۹۱۹
بیعیات ——— ۳۵۹
پریوی کونسل ——— ۱۸۴
جو بمقابلہ قایمقام مدیون کے صادر ہوئی ہے ——— ۴۳۳
مشعر انکار بیدخلی و استقرار جواز رہن کے ——— ۹۱۲
کفاذ رہن سادہ مقدم ——— ۴۱۱
کفالت ——— ۴۴۲
اور بمقابلہ خود ذات مدیون ڈگری کے
جو جایداد واحد پر موثر ہون ——— ۸۶۴
زر نقد ——— ۸۵۰
کی اجراء مین نیلام ——— ۷۱۶
عدالت اپیل کی مطابق فیصلہ ثالثی کے ——— ۷۸۱
مین بہ حالیکہ ہر ایک اگر زر زاید بطور زر ثمن کے جمع ہو
اور ہر فریق اپنے اپنے خرچہ کا متحمل ہو ——— ۷۹۲

ڈگری کا اس امر پر مشروط ہونا کہ مدعی رسدی اوس قرضہ کو ادا کرے
بسلسلے علت مین جایداد نیلام ہوئی تھی —— ۱۸۰
ڈگری کا خریدار پر قابل پابندی نہونا —— ۶۰۶
واسطے نیلام کے —— ۳۱۹
جایداد مکفولہ اور بمقابلہ ذات مدیون ڈگری —— ۳۲۳
ڈگریدار مستحق ہے کہ حسب خواہش اپنی کارروائی بمقابلہ ذات یا جایداد
کے کرے —— ۳۲۳ و ۸۵۰
ذمہ واری اوس شخص کی جو از روے معاہدہ کالعدم کے مستفید ہوا ہو —— ۱۹۲
حساب کی —— ۷۹۷
مشترکہ —— ۹۵
وکیل کی بہ نسبت پیش کرنے دستاویز کے شکل مشتبہ ہو جب
ہدایت کے جو اوسکو تھی —— ۶۲۹
رجسٹر مال مین بیوہ کا نام داخل ہونا —— ۶۹۶
ممبران —— ۱۰۰ و ۱۰۵
رجسٹری —— ۶۰۵ و ۸۷۲
رسپانڈنٹ —— ۸۸۱
رسوم عدالت —— ۱۲۹
رسید زر معاوضہ —— ۷۹۷
مشعر وصول زر رہن —— ۶۰۵
رسیور کا مقرر ہونا —— ۶۱۳
رضامندی —— ۲۶۶ و ۲۷۲
در بارہ تنسیخ فیصلہ ثالثی و کارروائی نالش —— ۶۹۸
دیگر ورثا کے —— ۹۹
فریقین —— ۶۱ و ۱۰۵ و ۱۸۸
مدیون ڈگری کے —— ۱۰۴

رعایائے برطانیہ اہل یورپ ——— ۱۲۱

رفیق ——— ۴۲۵

رواج ——— ۴۷۸

——— جو معمولی شاستر پر غالب ہو ——— ۸۸

روپیہ جو دوسرے کے عیوض ادا کیا جاوے ——— ۱

رہن ——— ۱۸۶ و ۳۱۹ و ۳۵۹ و ۳۹۶ و ۴۱۱ و ۵۸۹ و ۶۰۶ و ۶۰۵ و ۶۱۲ و ۶۱۹ و ۷۵۰ و ۷۵۸ و ۷۹۷ و ۸۱۲ و ۸۱۵ و ۸۱۹ و ۸۲۴ و ۸۴۹

——— بذریعہ بیع شرطی ——— ۷۵۹

——— جایداد مذکور کا لعدم نہونا ——— ۳۵۴

——— جو الفاظ سے پیدا ہوا ——— ۱۶۰

——— منجانب اسامی ساقط المالکیت ——— ۹۰

——— پدر ——— ۳۸۶

——— فک سارٹیفکٹ یافتہ بلا منظوری عدالت ضلع ——— ۱۹۲

منفعتی ——— ۳۹۶

——— منجانب اسامی دخیلکار ——— ۹۱۲

——— مرتہن کا کل زر معاوضہ کے ادا کرنیمین قاصر ہونا ——— ۷۹۷

رہن ہائے اول و ثانی ——— ۳۱۹ و ۴۱۱

زبانی انتقال لگان اراضی کا در وجہ بیباقی سود کے ——— ۸۱

زر ثمن ——— ۱۱۹ و ۲۴۳

زر رہن جو جزواً فایدہ جایداد نابالغ مین صرف ہوا ہو ——— ۱۹۲

زر نقد جو گورنمنٹ سے بابت آبکاری سایر کے واجب الادا ہو ——— ۷۳۹

زمانہ (منہائی) مذکور مین او سوقت کا شامل ہونا جو مابین حکم واپسی عرضی نالش اور جب واقعی عرضی نالش مدعی کو واپس ہوئی ہو گذرا ہے ——— ۹۶۶

زمیندار و آسامی ——— ۳۰ و ۳۵ و ۸ و ۹۰ و ۱۹۵ و ۲۳۶ و ۴۳۱ و ۴۸ و ۴۴ ... و ۴۷۸ و ۴۷۶ و ۵۰۶ ... و ۸۶۰

زوجہ ——— ۳۵۱

سارٹیفکٹ ایصال قرضہ ——— ۹۰۳

جدید ——— ۶۲

کا بعد انقضائے میعاد سماعت کے حاصل ہونا ——— ۶۸۶

کا کلکٹر مشعر اسکے کہ دستاویز پر اسٹامپ باضابطہ ہے ——— ۶۵

نیلام مین ذکر اس امر کا ہونا کہ مرتہن اول نے ادا کرنا مرتہن

شفعی کو اپنے ذمہ لیا ——— ۴۱۱

سارٹیفکٹ نیلام مین ذکر صرف حق مرافق باپ کا ہونا ——— ۱۷ و ۹۳۴

سازش ——— ۳۰۲

سایل کا بغرض حصول لیسنس ایسی گاڑی کا پیش کرنا جو اوسکے نہین ہے ——— ۹۶۷

کسی خاص واین کو ترجیح بیجا دینا ——— ۳۰۷

سپردگی ——— ۴۵۷

بعدالت سشن ——— ۶۲۵

سرپنچ کو صرف یہہ اختیار کہ کسی نہ کسی زمرۂ ثالثان سے اتفاق کرے ——— ۶۳۶

سرخط ——— ۶۴

سرقہ مال مقبوضہ آقا سے منجانب ملازم ——— ۱۶۷

سود ——— ۳۹۶ و ۴۲۶ و ۹۳۴

بالائے سود ——— ۴۴۹

بعد تاریخ وجوب کے ——— ۹۳۷

شارع عام یا گلی یا مقام عام مین قماربازی کرنا ——— ۲۳۸

شخص ثالث درمیانی ——— ۳۴۴

کا اوس سے زیادہ ذمہ وار ہونا جو واقعی اوسنے

بہ منہائی اخراجات کے وصول کیا ہے ——— ۳۴۳

شخص ثالث کا جس نے لگان وصول کیا ہے فریق بنایا جانا —— ۵۵
فریق مقدمہ ہونا جو واقعی اور بہ نیک نیتی لگان وصول کرے
اور اوس سے متمتع ہوتا رہا ہو —— ۳۱۰
شراکت —— ۳۱۱
شرح تبادلہ زر —— ۱۸۴
سود —— ۲۲۹
شرط خلاف انتقال —— ۷۵۰
کہ اگر جایداد مخصوص سے زر قرضہ وصول نہو تو مرتہن کو اختیار ہے
کہ دیگر جایداد سے وصول کرے —— ۶۱۹
شرع محمدی —— ۶۶ و ۹۹ و ۱۷۹ و ۱۸۰ اور ۲۷۲ و ۲۸۴ و ۷۷۶
شرکاء مندرجہ کمیوٹ —— ۴۲۷
شرکاء —— ۷۵ و ۳۲۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۷۳ و ۴۱۷ و ۴۲۸ و ۱۳۲
ذمہ دار —— ۱۰۵ و ۱۸۸
شفع —— ۷۵ و ۱۹ و ۲۴۴ و ۲۷۶ و ۳۰۶ و ۳۲۹ و ۳۴
و ۳۴۸ و ۳۷۳ و ۵۹۷ و ۷۱۹ و ۷۴۳ و ۷
و ۳۴۳ و ۴۲۸ و ۹۳۲ و ۹۶۲
کا مشروط با دائے زر معاوضہ مندرجہ صلحنامہ کے ہونا —— ۷۵۹
شفیع ادنیٰ کا صرف اپنے مقدمہ مین اپیل کرنا —— ۹۶۳
اعلیٰ کے مقدمہ مین ڈگری کا مختتم ہونا —— ۹۶۳
کو بیع کا علم ہونا —— ۸۴۳
کی طرف سے زر ثمن کا جمع ہونا —— ۷۹۲
شکل ڈگری —— ۷۱۹
نالش —— ۵۵
شمار میعاد سماعت —— ۳۲۱
شوہر و زوجہ —— ۸۴۵

شریک جرم ـــــ ۵۱۱

متوفی کے قایمقامان کا شریک نالش ہونا ـــــ ۴۳۲

شہادت ـــــ ۱۷۲ و ۳۰۳ و ۱۸۲ و ۱۳۷ و ۱۱۹ و ۸۸ و ۱۸ و ۶۰۵ و ۵۱۱ و ۴۲۷ و ۳۹۲ و ۳۲۹ و ۹۵۸ و ۹۰۷

ـــــ اس امر کی کہ اصل چٹھی پر پتہ صحیح لکھا گیا اور ڈاک مین چھوڑ دی گئی ـــــ ۸۵

ـــــ تجویز سابقہ کی بطور اظہار فریق اول کے تصور ہونا اور سوالات

جرح منجانب قیدی کے ہونا ـــــ ۴۷۱

شہادت جانکر جھوٹھی کا استعمال کرنا ـــــ ۹۱۹

ـــــ جھوٹھی ـــــ ۶۴۴

ـــــ بنانا ـــــ ۹۱۹

ـــــ زبانی بابت وصول ـــــ ۹۰۵

ـــــ کا بربناء قرینہ خلاف قیاس و مشتبہ کے نامعتبر قرار پانا ـــــ ۴۱

ـــــ زنا کی ـــــ ۸۸۱

ـــــ کی مقبولی ـــــ ۱۵۲

ـــــ منقولی اطلاع کی ـــــ ۱۰۵

شئے دعوی متنازعہ ـــــ ۸۴۹

صلحنامہ ـــــ ۲۷۲ و ۷۵۹

ـــــ نالش مشعر اسکے کہ مدعی کو زر متدعویہ سے زیادہ دلایا جاوے ـــــ ۶۱

صحن مقبوضہ مشترکہ ـــــ ۸۱۰

ضابطہ تجویز باعانت اہل جوری ـــــ ۱۲۲

ضرر رسانی ـــــ ۸۶۵

ـــــ نیکنامی کا ـــــ ۸۶۵

ـــــ واقعی ـــــ ۴۷۶

ضمانت خرچہ ـــــ ۲۱

ضمانت حفظ امن ——— ۳۹۷
طفل غیر صحیح النسب ——— ۷۷۶
طلب مواخذت و طلب استشہاد ——— ۴۷۸
طوایف عام (کسبی) کا مندرج رجسٹر ہونا ——— ۷۰۹
عدالت اپیل کا دربارہ تبدیل ڈگری کے اسطرح پر کہ مفر استحقاق شفیع
اعلی کے ہو مجاز نہونا ——— ۹۶۳
عدالت اپیل کا زاید از ڈگری عدالت مرافع اولی کے مدعیکو دلانا ——— ۶۹۲
— کی ڈگری کی عدم تعمیل منجانب شفیع کے ——— ۷۹۲
دیوانی و مال ——— ۳۸ و ۲۴۲ و ۲۹۱ و ۶۹۲ و ۷۰۵ و ۸۶۰
— کا اختیار تمیزی ——— ۹۰ و ۸۲۱
— حسب باب ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی ——— ۳۰۷
— دربارہ صدور حکم منظوری نیلام کی غیر مجاز ہونا ——— ۹۲۵
— مین صرف چیف جسٹس اور چار ججونکا شریک ہونا ——— ۵۷۵
عذر جس سے بحث حقیت یا حق مالکانہ کی نہ پیدا ہوتی ہو ——— ۵۹۴
— مدیون ڈگری قبل نیلام کہ بعض جایداد اجراے ڈگری مین قابل نیلام
نہین ہے ——— ۴۴۴
عذرات مذکورہ کا اول مرتبہ اپیل دوم مین منجانب مدعی کے داخل ہونا ——— ۱
عرضی نالش ——— ۵۵ و ۱۵۶
— کی ترمیم ——— ۸۶ و ۸۰۵
— کے علاوہ اور وجوہ کے بنا پر چارہ کار کا عطا ہونا ——— ۱۲۳
— مین آمدنی ادا کرنے حصہ رسدی قرضہ ذمگی مالک متوفی
جایداد کے ظاہر کرنا ——— ۷۷۷
عرضی نالش مین ذکر قرضہ کا یہہ ہونا کہ وہ قرضہ شراکت کا ہے یا یہہ کہ مدعی
نالش بطور شریک حی القائم کے دایر کرتا ہے ——— ۴۳۶
عطا ہونا سرٹیفکٹ کا عدالت ضلع سے ——— ۲۹

عطیۂ زر ——— ۷۲۹

علم مجرمانہ ——— ۹۰۷

عملدرآمد ——— ۱۲ و ۳۴ و ۱۳ و ۱۰۰ و ۱۸۱ و ۱۹۱ و ۲۰۱ و ۲۱۷ و ۳۲۹ و ۳۱۴ و ۳۲۹ و ۳۴۶ و ۳۴۳ و ۴۱۴ و ۴۵۵ و ۴۷۳ و ۴۸۷ و ۴۷۸ و ۴۹۶ و ۴۹۹ و ۵۱۱ و ۶۰۸ و ۶۲۱ و ۶۲۵ و ۶۳۱ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۸۹ و ۶۹۳ و ۶۲۶ و ۷۲۷ و ۷۶۳ و ۷۶۸ و ۸۲۶ و ۸۶۹ و ۹۱۰ و ۹۴۴ و ۹۵۴ و ۹۶۰

عورت کا بلا رضامندی مندرج رجسٹر ہونا ——— ۷۰۹

فرد قرارداد جرم کا تبدیل کرنا ——— ۸۸۵

فرض عدالت اپیل کا ——— ۱۹۱

فرامین شاہی عدالت ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی وغیرہ ——— ۵۷۵

فعل انتظامی ——— ۳۵۹

فعل بیجا مشترکہ ——— ۱۵۱

جس سے نقصان خفیف ہو ——— ۲۳۴

جو چند اشخاص نے بہ شرکت میں نیت مشترکہ کے کیا ہو ——— ۷۶

حاکمانہ ——— ۴۴۲

فقرہ استقرار شرح جس کے رو سے زر ثمن محسوب ہونا چاہئے ——— ۱۴۲

فیصلہ جو بمقابلہ ایک شریک خاندان مشترکہ ہنود کے ہو وہ دیگر شرکا پر بجز فریق ہونے قابل پابندی نہیں ہے ——— ۲۰۲

فیصلہ بیع کا مشعر دلانے اوس رقم کے جو ہر دو زمرہ نالشان کے تجویز سے زیادہ ہو ——— ۶۳۶

قاعدہ عدالت مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۸۶۳ء ——— ۴۹۷

قبضہ ——— ١٧٩
بیوہ ——— [illegible]
جایداد ازان متوفی پر ——— ٤٢٧
شوہری کا ——— ٦٩٥
مال کا ——— ٩٧
مخالفانہ ——— ٣٤١
واقعی ——— ٧٥
قبل اختتام مقدمہ کے جج کا علیحدہ ہونا ——— ٨٠٥
اصدار الحکم ضمانت [illegible] کے نوعیت اور مقدار شہادت کا ضروری ہونا
قتل عمد ——— ٤٢٧
قرضہ ——— ٩٢٤
خلاف تہذیب ——— ٧١٦
شراکت ——— ٤٣٦
قرقی جایداد ازان مدیون ——— ٣٣٤
قواعد جہاؤنی باب ٣ نمبر ٦٣ ——— ٥٩
عدالت (ہائیکورٹ) مورخہ ١١ جون ١٨٨٦ء نمبر ا ضمن ٩ ——— ٩٦٠-٩٦
لاک ہسپتال ——— ٧٠٩
لوکل گورنمنٹ ——— ٦٨٦
مرتبہ لوکل گورنمنٹ ——— ٧٠٩
قیاس ممبر ہونیکا ——— ١٠٥ و ١٤٤
قید ——— ١٧٠
قید بحالت غیر مودی رہنے جرمانہ کے ——— ١٧٠
سخت اور محض ——— ٤٦٠
قیمت بازاری جایداد مبیعہ کی ——— ٤٢٩
ناکافی ——— ١٠٦

کارروائی بیضابطہ ——— ۱۶۴
" صیغہ دیوانی عدالت ضلع زمانہ تعطیل مین ——— ۱۰۴
" فوجداری ——— ۴۷۱
کارندگری ——— ۳۱۹
کاشت وخیلکاری ——— ۷۸۶
کرایہ پر دینا ——— ۱۳۷
کسی ڈگری کی اجرا مین بیجا طور پر نیلام ہوجانا ——— ۱۳۰
کفالت ——— ۵۸۹ و ۶۰۹ و ۶۷۴
کمپنی ——— ۱۰۵ و ۱۸۰۹
گاؤکشی کا امر باعث تکلیف عام ہونا ——— ۷۶۴
" منجانب اہل اسلام کے خود اپنی جایداد مین اور راہگیرونکی
تطرین ——— ۷۵۴
لمبردار وحصہ دار ——— ۹۵۲
لگان ——— ۱۸۴
" جو ایک شریک نے دوسرے شریک کے حصہ کا وصول کیا ہو ——— ۴۳۰
" سابق مین نہ ادا ہوا ہو یا نہ قایم کیا گیا ہو ——— ۵۰۷
" کا بذریعہ معاہدہ یا بتوسط عدالت مال کے قایم ہونا ——— ۵۸۴
" بطور خسارہ استعمال بیجا اراضی منجانب اسامی کے قابل وصول
لے بھاگنا ——— ۴۵۷
مابین فریقین واحد ——— ۸۰۳
مال مسروقہ ——— ۲۳۱
" کا ملک غیر مین بددیانتی سے لینا ——— ۴۲۱
" مظلومہ کا عدالت مین شناخت ہونا ضروری نہین ہے ——— ۳۱۷
مالک جسکا نام ظاہر نکیا گیا ہو ——— ۷۴۳
مالکانہ ——— ۴۰۰ و ۶۶

مانع تقریر مخالف —— ۲۷۲ و ۲۷۵ و ۳۷۶ و ۴۲۹ و ۴۸۲ و ۴۳۰
عادلانہ —— ۱۳۷ و ۴۳۷
مستاع —— ۶۷ و ۱۷۹
مجرائی —— ۴۲۱
مجسٹریٹ کا دربارہ تجویز پیشی کے غیر مجاز ہونا —— ۳۴۰
کے مسل مین نہ ظاہر ہونا اور نہ شہادت اس ثبوت کی پیش ہونا
کہ اظہار ملزم کی موجودگی مین کیا گیا —— ۴۷
مجموعہ ضابطہ دیوانی —— ۳۱۱
دفعہ ۲ و ۲۰۴۴ و ۲۸۳ —— ۴۳۳
۱۱ —— ۴۶۱
۱۲ تشریح ۵ —— ۷۰۲
۱۳ —— ۱۷ و ۲۰ و ۱۶۴ و ۸۰۳
و ۳۵ —— ۹۱۲
۲۶ —— ۴۳۶
۳۲ —— ۲۹۲
۳۶ و ۳۷ و ۳۹ و ۱۳۵ —— ۴۹۷
۴۳ —— ۳۵۷ و ۵۱۲
و ۴۴ قاعدہ (الف) —— ۲۴۲
۴۴ قاعدہ الف —— ۸۶۲
ب —— ۹۵
۴۶ —— ۹۵۰
۵۳ —— ۵۵ و ۸۷
۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۵۵ —— ۲۷
و ۱۵۵ و ۱۵۷ —— ۲۰۴
۱۵۵ —— ۳۳۶

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۰۳ و ۲۰۹ ایکٹ ۱۵ ——— ۸۰۵
۲۰۶ ——— ۲۵۳ و ۹۱۵
۲۱۴ ——— ۷۹۲
۲۳۵ (ب) ——— ۷۲۴
۲۴۴ ——— ۴۴۲ و ۶۱
۲۹۱ و ——— ۷۷۳
۲۵۱ ——— ۱۲۹
۲۷۸ - اعتراض نسبت قرقی ——— ۶۳
۲۸۳ ——— ۲۲۵
۲۸۷ و ۲۹۰ ——— ۴۷۱
۳۱۱ و ——— ۱۵۶
۲۹۴ - اور اس نیلام سے متعلق نہیں ہے جو باہتمام کلکٹر عمل میں آوے ——— ۶۹۴
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۹۵ ——— ۸۵
۳۱۱ ——— ۳۹۰ و ۶۴
۳۱۲ و ——— ۱۷۶
۳۲۲ و ——— ۹۷
۳۱۳ ——— ۹۲۵
۳۱۶ ——— ۷۰۴
۳۱۷ ——— ۷۱۳
۳۵۱ ——— ۳۰۷
۳۶۲ و ۳۹ و ۳۵ و ۶ ——— ۳۹۹
۳۶۳ ——— ۱۸۳
۳۶۵ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۸۲ ۵ ——— ۲۹۲
۳۷۴ و ۳۷۶ ——— ۹۲۷

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۷۳ —— ۸۲۴
۳۷۶ —— ۱۶۱
۴۴۰ —— ۴۲۵
۵۷۸ و —— ۶۰۸
۴۴۴ و ۵۸۸ —— ۳۵۹
۴۹۲ —— ۱۳۰ و ۹۱۳
۴۹۳ و —— ۳۵۴
۵۰۴ —— ۶۹۸
۵۰۸ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۴۲ —— ۷۹۱
۵۴۹ —— ۲۱۰
۵۶۱ —— ۱۳۵
۵۶۴ و ۵۶۲ و ۵۷۸ —— ۷۲۶
۵۶۶ —— ۶۲۱
۵۶۷ ۔ مدعیان رسپانڈنٹان کی طرف سے عذر داخل ہونا —— ۷۶۱
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۶۸ و ۵۶۹ —— ۴۷۵
۵۷۴ —— ۶۰۸
۵۷۵ —— ۵۰۳
۵۷۸ —— ۷۳۵ و ۷۵۰
۵۸۶ —— ۳۱۱ و ۶۹۰
۵۸۸ (۲۸) —— ۵۹۴
۵۹۱ —— ۲۹۲
۶۱۰ —— ۱۸۴
۶۲۲ —— ۱۳۷ و ۴۲۵ و ۴۳۶
۶۲۳ —— ۳۴۶ و ۴۷۵

مدعی کا مستحق کامیابی بر بنا اس ڈگری کے ہونا بلا ثبوت مزید استحقاق کے ۔۔۔

مدعیان —— ۴۳۶

مدیون ڈگری کا دیوالیہ قرار پانا —— ۶۲۳

" واحد —— ۸۵۰

" کو اطلاع —— ۸۷۳

مرتہن جائداد نا قابل الانتقال —— ۸۱۹

" کا اس امر پر مجبور نکیا جانا کہ وہ پہلی کارروائی بمقابلہ اجراء جائداد غیر نیلام شدہ کے کرے —— ۸۲۶

مرتہن قسم کا بنسبت حقوق دخیلکاری کے مستحق ہونا —— ۹۱۲

" نصف جائداد متنازعہ کا قبول کر لینا —— ۷۵۹

منفعتی بالعوض کا ڈگری مین شریک ہونا —— ۴۱۱

مرتہنان مشترک —— ۷۵۸

مزاحمت —— ۳۶۶

مسلمان —— ۷۷۶

مسلہ افعل عدالت سے کسی شخص کو مضرت نہین پہونچتی —— ۹۶۶

مشتری جزو جائداد مرہونہ کیطرف سے زر رہن کا ادا ہونا —— ۸۱۲

مضامین درخواست اجرائے ڈگری —— ۷۲۴

مضمون مندرجہ دستاویز کا استعمال بطور شہادت بمقابلہ اوس شخص کے جو فریق دستاویز کو سکا نہین ہے —— ۲۱۷

معاملہ مابین دو اشخاص کے —— ۷۰۲

معاوضہ —— ۹۰۲

معاہدہ —— ۲۲۴ و ۳۱۱

" ادا کرنے قرضہ ذمگی شخص دیگر مدیون بشرطیکہ مدیون گرفتاری سے بچا ہو

" جدید باہم داین و اصل مدیون کے بابت واپسی قرضہ کے ۔۔۔

" مشروط بابت بیع جائداد غیر منقولہ بذریعہ دستاویز غیر رجسٹری شدہ ۔۔۔

معاہدہ معاوضہ ——— ۱۶۰
معنی الفاظ بوقت موجودہ ——— ۱۸۴
مفہوم مدعا علیہ کی بدا حکمت بیجا کا ——— ۷۰۱
مقام تجویز ——— ۶۵۷
عام ——— ۵۹
مقدمہ کا ایک حیثیت سے دوسری حیثیت کے مقدمہ میں مبدل ہوجانا
جو اوسکے خلاف ہو ——— ۸۷
مقدمہ کی سماعت اول ——— ۸۰۵
محض قابل سماعت عدالت سشن ——— ۳۴۵
ملازم سرکار بننا ——— ۸۸۵
منتقل الیہ بلاعلم ——— ۳۶۵
کا بعد ڈگری کے فریق کیا جانا ——— ۹۲۷
اوس قیمت سے زیادہ کا مستحق ہونا جو اوس نے دعوی
مذکور کے ادا کی ہے ——— ۴۱۲
منتقل الیہ نیک نیت بلاعلم ——— ۴۰
کے جانب سے زر قرضہ کا پیش ہونا ——— ۷۷۳
منسوخی اجازت ——— ۴۶۷
بیعنامہ کی ——— ۱۸۴
ڈگری بر طبق اپیل کے ——— ۱۰۹۱
نیلام ——— ۲۰
منصف کا بجز اسکے دار فیصلے کے تجویز کا مکمل کرنا ——— ۴۱
ایسے کا فیصلہ صادر کرنا جسنے شہادت نہیں لی ہے ——— ۴۱
منظوری ——— ۳۱۹
اپیل کی ——— ۹۰
بعد میعاد کے ——— ۵۹۷

منظوری واسطے ارجاع استغاثہ فوجداری ——— ۱۵
منہائی اوس زمانہ کی جسمین پیروی بہ نیک نیتی عدالت غیر ذی اختیار
مین ہوتی رہی ہے ——— ۹۶۶
منہائی وقت کی ——— ۴۲۱ و ۶۴۰

مواخذہ ——— ۲۰ و ۴۸
——— قابل وراثت ——— ۴۰۰
——— دار مقدم کا وقت نیلام اجرائے ڈگری کے بولی بولنا اور اپنے
مواخذہ کا ظاہر نکرنا ——— ۸۲۶
موہوب لہ منجانب اہل اسلام قابض حصہ بعوض دین مہر ——— ۳۰۶
میعاد سماعت ——— ۶۷ و ۷۵ و ۹۰ و ۷۷ اور ۲۵۳ و ۲۹۹
و ۴۳۰ و ۴۱۳ و ۴۲۱ و ۴۴۰ و ۴۶۷ و ۹۳۶ و ۹۶۶

نا قابلیت قانونی ——— ۱۷۷
نالش ——— ۸۵۴
——— اثبات حق بہ نسبت جایداد مقروقہ ——— ۲۲۵
——— استقراریہ ——— ۳۴۱
——— حق بحالی قبضہ جایداد غیر منقولہ ——— ۱۷۳
——— دربارہ قرق کرانے جایداد بصیغہ اجرائے ڈگری
مشعر نقصان کفالت ——— ۳۱۵
نالش انفکاک رہن ——— ۶۹۶
——— انہدام عمارت ——— ۸۲۱
——— اور فیصلہ بمقابلہ کارندہ کے ——— ۶۴۳
——— اوس روپیہ کی جسکا مواخذہ جایداد غیر منقولہ پر ہو ——— ۴۸
——— بابت اوس روپیہ کے جو اجرائے ڈگری مین قرق ہو ——— ۶۹۰
——— بمقابلے زر مالکانہ ——— ۳۰۰
——— زر زاید مشدہ چہ و عطیہ از روے صلحنامہ ——— ۴۱

نالش بابت نان و نفقہ منجانب زوجہ —— ۳۱۱

یا زیافت حصہ منجانب بہن کے —— ۳۶۵

بربنا پرامیسری نوٹ —— ۴۴۸

تمسک —— ۸۱

رہن منجانب مرتہن خریدار جزو جایداد اسم فرضی —— ۸۳۴

ہنڈویات —— ۱۲۹

بعدالت دیوانی بغرض رفع مزاحمت کے —— ۲۶۶

بغرض نیلام —— ۳۹۶

بقایاے لگان —— ۸۵ و ۴۴۳ و ۱۶۸ و ۵۰۷

بابت ایام ماقبل حکم —— ۳۸

بنام صرف باپ کے واسطے دلاپانے خسارہ نقض معاہدہ کے —— ۶۱۷

گیرندہ پنشن بغرض اثبات حق حصہ داری —— ۶۷

بند کرا پانے دروازہ کے جو اراضی مدعی پر کہولا گیا ہو —— ۷۰۱

بیدخلی اور واصلات —— ۸۷۰

مرتہن کی —— ۹۱۲

تعمیل مختص معاہدہ —— ۴۷

جداگانہ —— ۷۷۳

جزو منافع مرجوعہ خریدار غیر ظاہر بنام خریدار نیظاہر قابض کے —— ۱۹۹

حصہ دار واسطے دلاپانے جزو منافع کے —— ۹۵۲

رسدی —— ۴۲۱

خریدار ی نیلام کی بغرض دلاپانے خسارہ بطور واصلات کے

تا تاریخ بحالی نیلام کے —— ۷۰۴

نالش خسارہ —— ۸۶۵

دخلیابی حصہ وارث —— ۷۷۷

دلاپانے اوس خرچہ کے جو کارروائی ماسبق مین بعدالت ذی اختیار عاید ہوا ہو

نالش دلاپانے خرچہ کے بطور خسارہ کے ——— ۳۴۴

دور کرایانے درختان منصوبہ شریک ——— ۳۸۵

زمیندار کی بغرض انفکاک رہن کے ——— ۹۱۲

شفع ——— ۷۵۹

عدالت مطالبہ خفیفہ ——— ۱۱۳۱، ۴۰۴، ۳۹، ۷۶۵، ۸۷۴، ۹۶۰

کا اس بنا پر ڈسمس ہونا کہ اجازت واسطے اشتمال کے حاصل نہیں کیگئی ——— ۸۶۲

نالش کا بحیثیت موجودہ باختیار ارجاع نالش جدید کے ڈسمس ہونا

بشکل موجودہ ڈسمس ہونا ——— ۱۲

جزو ڈگری ہونا ——— ۶۹۲

قبل شروع ہونے ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء کے شروع ہونا ——— ۸۶۵

ناقابل پذیرائی ہونا ——— ۳۴۳، ۶۷۴، ۷۰

مالعد کا بمقابلہ اصل مالک کے ممنوع ہونا ——— ۳۴۳، ۷۰

واسطے دلاپانے حق چہارم نسبت بیع مکان ——— ۲۴۷

منجانب اسامی بعدالت ڈگری واسطے استقرار اس امر کے کہ وہ قابض تشخیص لگان معین رہین ——— ۶۹۲

نالش منجانب اصل خریدار نیلام صیغہ اجراء ڈگری بنام بیناہی خریدار کے

ایک راہن کے بغرض نیلام کرایانے جایداد مرہونہ بقدر اپنے حصہ کے ——— ۷۵۹

نالش منجانب بنک واسطے روپیہ کے بنام وصیہ ——— ۵۵

پسران بغرض استقرار حق نسبت اپنے حصوں کے ——— ۷۱۰

زمیندار بابت منسوخی بیع اراضی ——— ۲۴۰

بغرض حکم امتناعی ——— ۳۴۸

بیدخلی اسامی ——— ۴۲۹

شریک بنامی القایم ——— ۴۳۶

نالش منجانب شریک کے واسطے حساب فہمی بلا استدعاے انفساخ شراکت کے —— ۲۱۱
نالش منجانب مرتہن بغرض دخلیابی مالکانہ —— ۷۵۹
نفاذ رہن —— ۶۰۶
مستحق مالبعد بغرض تنسیخ انتقال —— ۳۰۲
نابالغ —— ۶۰۸
وارث جو فریق ڈگری نہو واسطے دلاپانے متروکہ کے خریدار سے —— ۱۸۰
نالش منجانب یکی از راہنان بغرض انفکاک اپنے خاص حصہ کے —— ۵
منسوخی انتقال —— ۷۵۰
رہن —— ۲۴۰
منجانب نابالغ —— ۱۹۲
مین اوس الزام کا شامل ہونا جو قابل تجویز سرسری کے نہو —— ۹۰۴
اوس جرم کا شامل ہونا جو قابل تجویز سرسری نہو —— ۳۴۰
نفاذ حق شفع کے —— ۷۶۳
رہن —— ۵۸۹
بمقابلہ حصص پسران —— ۳۸۶
جایداد منقولہ —— ۸۷۲
واسطے اوس روپیہ کے جسکا مواخذہ جایداد غیر منقولہ پر ہو —— ۱
بحالی نیلام صیغہ اجرائے ڈگری جو کلکٹر نے منسوخ کیا ہو —— ۳
تقسیم خاص قطعات موقوعہ بٹی کے —— ۷۰۵
کرانے رجسٹری دستاویز کے —— ۳۳۸
لگان کے جبکہ استحقاق وصول لگان کا متنازعہ ہو —— ۵۵
نفاذ ڈگری بمقابلہ جایداد مقبوضہ شخص ثالث کے —— ۱۲۳
ڈگری بربناء رہن سابق بنام مشتری —— ۲۳

نالشات کا یکجا تجویز ہونا لیکن تصفیہ بذریعہ ڈگریات جداگانہ کے ہونا متقابل ———— ۹۶۲
نان و نفقہ ———— ۳۵۱
نفاذ حکم کا ———— ۱۷۰
رہن بمقابلہ اوس خریدار کے جسنے دخل نہ پایا ہو ———— ۹۳۶
نقصان رسانی ———— ۳۳۵
نقل چیٹھی کی چھپی ہوئی ———— ۱۰۵
نگرانی ———— ۲۰۱
صیغہ فوجداری ———— ۵۴۳ و ۳۳
نوعیت وارنٹ کی ———— ۱۷۰
نیت زبان ناجائز پہونچانیکی ———— ۳۳۵
نیلام (صیغہ) اجراء ڈگری ———— ۱۱۴ و ۳۷۷ و ۸۵۰
اجراء ڈگری کا منسوخ ہونا ———— ۷۰۴
صیغہ اجراء ڈگری بمقابلہ قایم مقام متروکہ اہل اسلام متوفی دوران اپیل کنارا ضی ڈگری مذکور کے ———— ۷۳۵
اجراء جایداد مرہونہ کا ———— ۸۲۶
اخیر کا منظور ہونا ———— ۸۶۳
جایداد مرہونہ ———— ۵۸۹
مشترکہ خاندانی کا بصیغہ اجراء ڈگری بمقابلہ باپ کے ———— ۴۳
حصہ موقوعہ مختلف بیٹیات ———— ۱۵۶
کا التوائے بدین شرط کہ اشتہار ثانی جاری نکیا جاویگا ———— ۱۵۶
بعد تاریخ مشتہرہ کے عمل مین آنا ———— ۴۷۶
مکان مسکونہ خاندان بصیغہ اجراء ڈگری نفاذ کفالت کے ———— ۱
بجانب مرتہن مقدم بصیغہ اجراء ڈگری بر بناء رہن ثانی اسی کے منصفکے اوس مقدمہ مین جسمین نیلام بجانب کلکٹر کے ہونا چاہیئے تھا ———— ۹۷

واپسی مقدمہ ——— ۱۹۲ و ۲۹۰ و ۳۲۸ و ۳۴۷ و ۴۲۱ و ۶۸۹ و ۶۹۴ و ۹۴۴

واجب الغرض ——— ۸۸ و ۲۳۴ و ۳۰۶ و ۳۸۷ و ۳۳۴ و ۳۷۳ و ۴۳۳ و ۹۳۳

وارث مابعد قریب ترین ——— ۴۰۲

واردات اتفاقیہ ——— ۱۳۷

واصلات کی تشخیص کسطور پر ہونی چاہیئے ——— ۷۸۶

مین اوس وصول کا شامل ہونا جو غاصب قابض سے ہوا ہو ——— ۹۷۰

واقعی خسارہ زر نقد کا ——— ۸۶۵

وجہ کافی ——— ۳۲۶ و ۵۹۷ و ۶۸۵

نہ داخل ہونے اپیل کے بابین میعاد کے ——— ۹۰

وراثت ——— ۲۷۲ و ۲۹۳ و ۷۷۷

وصیت ——— ۲۷۴

وضع بنچ سماعت کنندہ اپیل کی ——— ۶۴۴

عدالت کی خلاف قانون ہونے کے ——— ۵۷۵

وفات ایک کی منجملہ چند اپیلانٹان کے ——— ۱۸۴

مدعی رسپانڈنٹ کی دوران اپیل مین ——— ۲۹۲

وکالت نامہ ——— ۴۹۷

وکیل ——— ۴۹۷

وکیلونکا عدالتہائے ماتحت مین بدین غرض کا غذات کا داخل کرنا
کہ عدالت اپیل مین جھوٹھہ طور پر یہہ بیان کرنا کہ عدالت مرافعہ اولی نے
ایسی سماعت شہادت سے انکار کیا ایسے عملدرآمد سی لو مین عدالت

ولی اور نابالغ ——— ۱۹۲

ہائیکورٹ کے اختیارات نگرانی ——— ۱۳۷ و ۴۲۵ و ۴۳۶

ایڈوکیٹ ——— ۴۹۹

مجاز نہین ہے کہ مجسٹریٹ سے جبراً اظہار کراوے ——— ۹۶۴

ممالک مغربی و شمالی کے تقرری ——— ۵۷۵

ہبہ ——— ۶۷ و ۶۹ او ۳۲۲
——— منجانب ایسے شخص کے جو مرض مہلک میں مبتلا ہو اور منتظر موت کا ہو ——— ۹۹
ہر تجویز ثبوت جرم کی نسبت حکم سزا کا ضروری ہونا ——— ۸۸۵
ہر تنقیح کا ایک دوسری نالش میں مدعا علیہ کیا جانا ——— ۹۶۳
ہندو بیوہ ——— ۱۳۲ و ۳۱۲ و ۹۱۵
ہنود ——— ۲۲۴
——— کے مذہب کے حسب دستور سانڈ کا آزاد کیا جانا ——— ۲۳۱

قیصر ہند بنام بھاندو

دفعہ ۴۱۱ تعزیرات ہند داشتن مال سرقہ مال ملک

واقعات

مدعا علیہ کے قبضہ مین ایک سانڈ تھا یہہ سانڈ کسی ہندو نے بوقت رسومیت موافق دستور ورواج
اپنی قوم کے چھوڑ دیا تھا مدعا علیہ کا یہہ بیان تھا کہ اوسکو نہین معلوم وہ سانڈ کس کی ملکیت تھا مدعا
وہ سانڈ اوسکو مدارا کے گھر لیجانے کو دیا تھا عدالت ماتحت سے بذین تجویز سزا مدعا علیہ کی ہوئی تھی کہ
مذکور کا قبضہ بذریعہ تصرف بیجا کے ضرور حاصل کیا گیا یہہ مقدمہ واسطے راے ہائیکورٹ کے
جج نے ارسال کیا تھا

تجویز ہماری سمجھہ مین سانڈ کو بوقت تصرف بیجا مال حسب معنی تعزیرات ہند کے نہ تھا
کیونکہ نہ صرف وہ ملکیت کسی شخص کا نہ تھا بلکہ اصل مالک نے اپنے استحقاق ملکیت سے دست بردار ہو
کر کے اوسے چھوڑ دیا تھا پس اوسکی نسبت جرم سرقہ نہین ہوسکتا ہے نہ دفعہ ۴۱۱ کا الزام ثابت آتا ہے
مدعا علیہ رہا ہوگا۔

قیصر ہند بنام مٹھو لال

اسٹامپ ایکٹ ۱۸۷۹ء دفعہ ۶۱ اعانت ایکٹ ۱۸۶۰ء دفعہ ۱۰۷

واقعات

مدیون نے کچھہ روپیہ اپنے دائن کو ادا کیا اوس روپیہ کی رسید دائن نے بلا ٹکٹ لگانے مدیون کے حوالہ کی
نے یہہ کہا کہ ٹکٹ رسید کا بالفعل نہین ملتا ہے مدیون نے وہ رسید لے لی اور خود اسٹامپ لگا دیا
ان واقعات پر بجرم اعانت دفعہ ۱۰۷ مدیون کو سزاے جرمانہ ہوئی بحث یہہ تھی کہ یہہ حکم سزا صحیح ہے
تجویز کسی فعل سے اعانت مدیون نے نہین کی پس اب سوال یہہ باقی رہا کہ آیا مدیون نے کوئی
ایسا ترک فعل کیا یا نہین جو قانوناً ادا سپرد کرنا لازم تھا مدیون کے اختیار مین تھا اور اوسنے سب کیا
رسید بے اسٹامپ کے طلب کی حیثیت ملی تو جو کچھہ ملا اوسے لیا یعنی رسید بلا اسٹامپ ہماری سمجھہ مین
نہین ہوئی حکم منسوخ ہوگا۔

قیصر ہند بنام گنگا رام

حاصل کرتا تھا ان واقعات پر ملزم پر جرم خیانت مجرمانہ حسب دفعہ ۴۰۹ - اور دفعہ ۵ ایکٹ ۱۸۶۶ء متعلقہ پوسٹ آفس لگایا گیا تھا اسنجانب سرکار بحث کی گئی تھی کہ ملزم منجانب سرکار ایجنٹ تھا اور جو کچھ نفع بحیثیت ملازم اوسکے کام سے متعلق تھا وہ حاصل کرتا تھا وہ روپیہ در حقیقت سرکار کا تھا اور چونکہ اوسنے وہ روپیہ تصرف کر لیا وہ مجرم جرم خیانت مجرمانہ کا ہوا اور اوسنے جو جعلی رسیدات اور بل غلط بہ نیت فریب دہی طیار کی ہین وہ مجرم دفعہ ۵ ایکٹ ڈاکخانہ کا ہوا -

تجویز - جب آقا ملازم کو روپیہ واسطے ادائے اوس حساب کے جو جاری ہوا اور طے نہوا ہو دیتا ہے اور ملازم حساب طے کرکے روپیہ کچھ بطور انعام یا کمیشن کے لیتا ہے جس سے بل میں قیمت مال کمی واقع ہوتی ہے تو وہ روپیہ سب حق آقا کا ہے اور اگر وہ ملازم تصرف کرتا ہے تو مجرم خیانت مجرمانہ کا ضرور ہے مگر جب خود آقانے ایک شخص سے حساب طے کر لیا ہو اور ایک شرح قرار دے لی ہے اور روپیہ بغرض ادا کے مالک کے پاس بذریعہ اپنے ملازم کے بھیجتا ہے اور نوکر ایسی صورت میں کچھ بطور انعام یا نذر کے حاصل کرتا ہے تو وہ مجرم خیانت مجرمانہ کا نہیں ہے گو نہایت درجہ خلاف انصاف کے ذریعہ سے ممکن ہے کہ اوس روپیہ کا بھی حساب وہ مالک کو ملازم سے اوسکے مقدمہ حال میں خود گورنمنٹ سے نرخ طے ہو گیا تھا اور پورے روپیہ کی رسید موجود ہے کوئی فریب یا بدنیتی ملزم کی نہیں ہے اس مقدمہ میں یہہ درخواست منجانب سرکار تھی کہ فرد جرم تبدیل اپیل میں کر دیجاوے مگر حکام نے نظر بحالات منظور نہیں کیا - رہائی ہوئی -

پونین سنگہ بنام مادہو بھٹ

دفعہ ۱۸۲ تعزیرات ہند بیان غلط بیان واحد نسبت دو اشخاص کے جرائم متعدد

واقعات

ایک مقدمہ چوری کی تحقیقات پولیس کر رہی تھی ملزم نے سپرنٹنڈنٹ کو اطلاع کی کہ اوسنے بعض بدمعاشان سے سنا ہے کہ مال مسروقہ گھر میں جنید رکمار اور عبد اللہ کے ہے یہہ بیان حسب ضابطہ قلمبند ہوا تھا پولیس نے تلاشی مکانات نامبردگان کے لیے اور کچھ برآمد نہیں ہوا بعد ازین استغاثہ بنام سائل کے ہوا اور مجسٹریٹ نے دو جرم جداگانہ ملزم پر حسب دفعہ ۱۸۲ قائم کی ایک یہہ کہ اوسنے غلط بیان نسبت عبد اللہ کے کیا دوسرا یہہ کہ ویسا ہی بیان نسبت جنید رکمار کے کیا اور تین تین مہینے کی ہر جرم میں سزا دی وہ عذر بائی کورٹ کے روبرو ہوئے - اول یہہ کہ بلا اجازت نالش حسب دفعہ

ضابطہ فوجداری نہین ہوئی تو جرم مستغاثہ پر ایک شخص خانگی کے قائم نہین رہ سکتا ہی دوسرے ایک سے بیان پر دو جداگانہ جرم قائم نہین رہ سکتی ہین گو اوس ایک بیان مین فرد چند اشخاص کا ہو

تجویز۔ ہماری دانست مین عذر جو نسبت اجازت کے ہے محض بے وقعت ہے جب استغاثہ ہوا تو اجازت کی ضرورت نہین ہی ہمکو تجویز ہائی کورٹ الہ آباد مندرجہ جلد ۵۔ انڈین لا رپورٹ صفحہ ۲۰۳ سے اتفاق نہین ہی دوسرا عذر صحیح ہے ملزم کا ایک ہی بیان ناراست تھا پس اوس بیان واحد پر دو جداگانہ جرم قائم نہین ہو سکتے ہین ایک جرم قائم ہوگا۔ شیخ عبد اللہ کے استغاثہ کا حکم سزا منسوخ ہوگا۔

انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۹ صفحہ ۳۶۹ سنہ ۱۸۸۶ع ۲۹ مارچ

قیصر ہند بنام **مسماۃ ادمیہ**

تعزیرات ہند دفعہ ۳۱۲ پیٹ مین لڑکا ہونا حاملہ

واقعات

ملزمہ پر یہ الزام تھا کہ اوسنے اسقاط حمل کیا اور پس وہ مجرم دفعہ ۳۱۲ تعزیرات ہند کی ہوئی سشن جج نے بہ تسلیم اس امر کے کہ اسقاط ہونا فرض کیا جاوے مدعا علیہا کو اس بنیاد پر رہا کیا کہ حمل صرف ایک ماہ کا تھا اور لڑکے کی شکل بھی نہین بنی تھی پس فعل مدعا علیہا داخل دفعہ ۳۱۲ نہین ہو سکتا ہائی کورٹ نے مقدمہ بصیغہ نگرانی طلب کیا۔

تجویز۔ رای سشن جج کی درست نہین ہی واسطے اغراض دفعہ ۳۱۲ تعزیرات ہند کے حمل کا گرانا کافی ہی تعداد ایام یا صورت بچہ قابل لحاظ نہین ہے۔ تجویز جدید کو واپس ہوا۔

ایضاً صفحہ ۳۷۰ سنہ ۱۸۸۶ع

قیصر ہند بنام **کہتی گاوو**

مدراس کے جنگل کا ایکٹ دفعات ۳۳ و ۳۴ لکڑی جو مکان مین لگی ہو واپسی

واقعات

مدعا علیہ پر یہ الزام تھا کہ اوسنے جنگل سرکاری سے لکڑی صندل کی خلاف احکام گورنمنٹ کاٹکر اپنے مکان مین لگائی اس جرم پر مدعا علیہ کی سزا ہوئی اور حاکم مجوزنے اوس لکڑی دلائے جانیکا حکم حسب دفعہ ۳۴۔ ایکٹ مذکور صادر کیا۔

تجویز۔ حکم واپسی لکڑی کا خلاف قانون ہی جب لکڑی وہ مکان مین لگ گئی تو اب حیثیت

اوسکی تبدیل ہوگئی اور جائداد منقولہ نہ رہی جو حسب دفعہ ۴۳ دلائی جاوے۔

الیضاً صفحہ ۲۴۳ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۸۸۴ع

قیصر ہند بنام **ہتوایا**

ایکٹ بیجا مداخلت مویشی دفعہ ۲۰ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۵۰ بیجا گرفتاری مویشی۔

واقعات

ایک استغاثہ بیجا گرفتاری مویشی کا دائر ہوا مجسٹریٹ نے یہہ تجویز کیا کہ استغاثہ محض بیجا بغرض تکلیف دہانی تھا اور اوسکو خارج کیا اور حسب دفعہ ۲۵۰ ضابطہ فوجداری حکم دیا کہ مستغیث مدعا علیہ کو ہرجہ دیوے سوال نظر ثانی ہائیکورٹ مین گذرا۔

تجویز۔ ہماری دانست مین الزام گرفتاری بیجا مویشی کا بلفظ جرم مین جسکا ذکر دفعہ ۲۵۰ ضابطہ فوجداری مین ہے داخل نہین ہے پس ہرجہ نہین دلایا جاسکتا ہے۔

الیضاً صفحہ ۳۰۰ مورخہ ۲ اپریل ۱۸۸۴ع

قیصر ہند بنام **ورانا**

ضابطہ فوجداری دفعہ ۳۴۹ واپسی مقدمہ سپردگی کا جواز

واقعات

مجسٹریٹ درجہ دوم نے ایک شخص کو مجرم چوری کا قرار دیا مگر اس لحاظ سے کہ اوسکے سزا زیادہ ہونا چاہیے حسب دفعہ ۳۴۹ ضابطہ فوجداری مجسٹریٹ درجہ اول کے پاس واسطے سزا مزید کے بھیجدیا مجسٹریٹ موصوف نے مقدمہ اس تحریر سے واپس کیا کہ مجسٹریٹ درجہ دوم مقدمہ کو سپرد سشن کرین۔

تجویز۔ طریقہ مجسٹریٹ درجہ اول ناپسندیدہ ہے اوسکو خود حکم سزا دینا چاہیے تھا بیشک کئی مرتبہ اس عدالت سے قرار پاچکا ہے کہ واپسی مقدمہ بغرض سپردگی سشن کے بیجا نہیں ہے مگر ہم حکم سپردگی سشن کو اسوجہ پر منسوخ نہین کرینگے۔

الیضاً صفحہ ۳۰۸ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۸۴ع

راماسامی بنام **لوکاندا**

ہتک عزت دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند طبع کرنے والا غیر حاضری اوسکی

واقعات

ایک اخبار مین بعض مضمون ایسا درج تھا جو حد تک ازالہ حیثیت عرفی کے پہنچا تھا ملزم مالک مطبع

اور شائع کرنیوالا اخبار کا ہے مجسٹریٹ نے یہہ تجویز کیا کہ الفاظ ضرور ازالہ حیثیت عرفی کے باعث ہین اور مدعاعلیہ مجرم ہے اوسنے نسبت حوادث مدعاعلیہ کے کہ وہ جسوقت یہہ مضمون شائع ہوا موجود نہ تھا بلکہ اوسنے اپنی غیبت مین ایک اور شخص کو مہتمم چند روزہ کر دیا تھا اور اسوجہ سے وہ ذمہ دار نہین ہے یہہ تجویز کیا کہ بیان مدعاعلیہ غلط ہے اور محض غیر حاضری سے برات لازم نہین آتی ہے مدعاعلیہ ذمہ دار فعل اپنے کارندہ کا ہے سشن جج نے یہہ تجویز کیا کہ اس بات کی شہادت مسل مین نہین ہے کہ وہ مضمون ملزم نے طبع کیا یا اوسکو اوسکے طبع کا علم تھا پس حکم سزا قائم نہ رہیگا۔

تجویز ۔ ملزم کی جانب سے جو اقرارنامہ ہوا تھا وہ مسل مین شامل ہے اوس اقرارنامہ کی رو سے ملزم حسب ایکٹ مطبع جوابدہ اور ذمہ دار ہے جب تک کہ وہ یہہ ثابت نکرے کہ اوسنے حقیقت مین طبع نہین کیا نہ اوسکو علم ایسی طبع سے تھا ہماری دانست مین یہہ رائے صحیح نہین ہے کہ گو ملزم غیر حاضر ہوا اور اوسکو مطلق واقفیت نہو تاہم اپنے مہتمم چند روزہ کے فعل کا بشرطیکہ شخص معقول مہتمم کیا گیا عدالت فوجداری مین ذمہ دار ہے ملزم اگر غیر حاضر تھا اور اوسکے علم مین طبع نہین ہوا تو یہہ بہت عمدہ جواب استغاثہ مستغیث کا ہے۔

الیضاً صفحہ ۱۴۱ [illegible] ۱۴ نومبر

قیصر ہند بنام **اپادو**

شراب فروخت کرنا شراب بعوض حق الخدمت دینا ایکٹ آبکاری نمبر ۲

واقعات

ملزم نے ایک مزدور کو بعوض خدمت مال بکھانے کے ایک بوتل شراب کی حوالہ کی فروخت شراب کا اسوجہ سے الزام اوسپر قائم ہوا مجسٹریٹ نے یہہ تجویز کیا کہ ایسی تبدیل بھی فروخت کے لفظ مین شامل ہے اور ملزم کو سزا کا حکم دیا۔

تجویز ۔ یہہ سوال مشکل اور مشتبہ ہے لیکن تعبیر قانون تعزیری کی سختی کے ساتھہ کیجائے ہے رعایا کرنا چاہیے پس ہماری رائے مین بعوض اجرت کے شراب کا دینا فروخت مین داخل نہین ہے۔

الیضاً صفحہ ۶۷ [illegible] ۲۲ نومبر

قیصر ہند بنام **اپاتھورائے**

ایکٹ میونسیپل مدراس گھورہ کا اندر شہر کے جمع کرنا۔

واقعات

ملزم پر یہ الزام تھا کہ اوسنے اندر شہر کے گھورہ جمع کیا بموجب دفعہ ۳۴ - ایکٹ ۴۴ ۱۸۵۹ع کے ہر شخص جو میلہ یا کوڑہ یا ملبہ ڈالتا ہے یا سڑک پر اصطبل یا گاڑیخانہ تعمیر کراتا ہے یا کوئی میلہ گھورہ سے سڑک پر نکلنے دیتا ہے سزایاب ہوگا - ملزم پر یہہ الزام تھا کہ اوسنے اندر آبادی کے گھورہ جمع کیا یہہ ثابت نہیں تھا کہ کسی سڑک یا گلی مین پانی وغیرہ میلہ بہتا تھا - ملزم سزایاب ہوا

تجویز - حکم سزا درست نہیں ہے سڑک پر کوئی مزاحمت نہیں ہوئی

ایضاً صفحہ ۲۰۱ ۲۹ جنوری ۱۸۹۲ع

بمقدمہ سرکار بنام ... سرا سامی

ضابطہ فوجداری دفعات ۱۳۳ و ۱۳۷ و ۱۳۰

واقعات

تحصیلدار کی رپورٹ سے اگست ۱۸۹۱ع مین مجسٹریٹ حصہ ضلع کو یہہ معلوم ہوا کہ بعض اشخاص نے سڑک سرکاری پر کچھہ مزاحمت بیجا کی ہے بموجب دفعہ ۱۳۳ کے مجسٹریٹ مذکور نے ایک حکم مشروطیہ بدین مضمون صادر کیا کہ یا تو اشخاص مذکور مزاحمت کو رفع کردین یا روبرو تحصیلدار مجسٹریٹ درجہ دوم کے حاضر ہوکر وجہ ظاہر کرین اور حکم منسوخ کرادین یہہ لوگ تحصیلدار کے روبرو حاضر ہوئے مگر تحصیلدار مذکور کو حکم دیے جانے کے وجوہ معقول معلوم ہوئی اور اونھون نے حسب دفعہ ۱۴۰ - احکام صادر اور اجرا کیے - بحث یہہ تھی کہ آیا جو احکام کہ مجسٹریٹ درجہ دوم نے حسب دفعہ ۱۴۰ - صادر کیے ہین نظر بحالات قانونا درست ہین یا نہین

تجویز - ہماری دانست مین حکم تحصیلدار خلاف قانون تو نہین ہے مگر یہہ نامناسب تھا کہ اوسی تحصیلدار کے روبرو مقدمہ تجویز عدالتانہ کو بہیجا جاوے جنھون نے نسبت اوسکے عاملانہ رپورٹ خود کی تھی

ایضاً صفحہ ۲۲۳ ۱۰ فروری ۱۸۹۲ع

قیصر ہند بنام دران وغیرہ

دفعات ۱۶۴ و ۳۶۴ و ۵۳۳ ضابطہ فوجداری ایکٹ شہادت دفعہ ۲۴ و ۳۰ و ۸۰ اقبال

تصدیق ملزم سے اظہار بیجا ملزم کا بنا منظوری شہادت

واقعات

ملزمان پر شبہہ تھا کہ وہ ایک قتل مین جو نہایت بیرحمی سے ہوا تھا شامل تھے ملزمان ہتوا بیج

مختلف گرفتار ہوئے ابتدا از وہ جرم سے انکار کرتے رہے۔ بعدہ ایک بیان ملزمان کا
ڈپٹی مجسٹریٹ کے حضور مین ہوا جسمین اونھون نے اپنی شرکت صاف صاف تسلیم کی یہہ بیان
مسلسل طور پر صرف انگریزی زبان مین قلمبند ہوا تھا اوسپر صرف دستخط مجسٹریٹ
مذکور کے تھے اوس وقت مین ملزمان حراست پولیس مین تھے۔ بعد اوسکے مجسٹریٹ نے
مقدمہ کی کارروائی مین قبل اسکے کہ کوئی شہادت بمقابلہ ملزمان قلمبند کرین ملزمان سے
نسبت اوس بیان کے جو پہلے قلمبند کر چکے تھے دریافت کیا کہ آیا وہ بیان برضا و رغبت
ہوا اور صحیح ہے یا نہین ملزم نے تسلیم کیا یہہ بیان حسب دفعہ ۳۶۴ ضابطہ فوجداری قلمبند
کیا جاتا یا پایا جاتا ہے بعد اسکے اور شہادت مقدمہ مین لیگئی اور ملزم نے بالآخر اقبال سے
انحراف کیا مجسٹریٹ نے اقبال کو شہادت مین منظور کرکے مقدمہ دورہ سپرد کیا وہان سے
بالخصوص اوس اظہار کے اوپر حکم سزا صادر ہوا ڈپٹی مجسٹریٹ کا بطور گواہ کے اظہار لیا گیا تھا
اونھون نے سشن جج کے روبرو بیان کیا تھا کہ ملزمان نے یہہ بیانات اوسکے روبرو کے
اور وہ قلمبند کیے گئے اور وہ صحیح ہین اور برضا و رغبت ہوئے تھے۔ بحث یہہ تھی کہ آیا
یہہ کارروائی درست ہے یا نہین۔ اور حکم سزا بجا صادر ہوا یا نہین۔

تجویز۔ احکام دفعہ ۳۶۴ ضابطہ فوجداری حکمی ہین اونکی تعمیل ضرور ہے جب اون
احکام کی قطعی تعمیل نہین ہوئی تو وہ بیان یا اقبال بلحاظ احکام دفعہ ۵۳۳ کے قابل شہادت
نہین ہو جاتا ہے پس وہ بیان جو ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو ہوا داخل شہادت بمقابلہ
ملزم نہین ہے اگر بحیثیت عاملانہ نہ عدالتانہ بیان ملزم قلمبند ہوا تھا تو حسب دفعہ [illegible] قانون
شہادت کے وہ قابل منظوری نہین ہے جو تصدیق کہ بیان کی مجسٹریٹ نے شروع کارروائی
مین جب کہ ملزم کے مقابلہ مین کوئی شہادت قانونی نہ تھی کی اور بیان ملزم تحریر کیا یہہ بالکل
خلاف قانون تھا قانون کے بموجب ملزم سے صرف اون واقعات مبینہ کی نسبت سوال
ہو سکتا ہے جو بخلاف ملزم شہادت سے ثابت کیے گئے ہون جسوقت اظہار ملزم لیا گیا اور
سوال نسبت اقبال کے کیا گیا کوئی شہادت بمقابلہ ملزم نہ تھی نہ وہ سوالات بغرض تصریح
کسی واقعہ ثابت شدہ کے تھے پس وہ جواب جو بسطر جبر خلاف قاعدہ مسلمہ ملزم سے لیا گیا شہادت
مین قبول ہوگا جب کہ خود اقبال یا بیان ملزم خلاف قانون اور قابل شہادت کے نہین ہے
تو شہادت درجہ دوم مفید نہین ہو سکتی۔

صفحہ ۱۸۹ انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۱۰ — ۳ نومبر ۱۸۸۵ء

قیصر ہند بنام عبد اللطیف

اختیار سماعت۔ راجکوٹ برٹش انڈیا۔ دفعہ ۱۸۳ و ۴۰۱ و ۴۱۱۔ تعزیرات ہند

واقعات

سوال واسطے تصفیہ کے یہہ تھا آیا راجکوٹ کا سول اسٹیشن برٹش انڈیا کا ایک جزو ہے اور آیا وہ شخص جو ملک غیر کا رہنے والا ہو۔ جسنے ارتکاب جرم چوری کا سول اسٹیشن راجکوٹ مین کیا وہ عدالت برٹش انڈیا سے اوس جرم مین سزایاب ہو سکتا ہے یا نہین۔

تجویز۔ سول اسٹیشن راجکوٹ کا کوئی جزو برٹش انڈیا حسب معنی دفعہ ۲۱ و ۲۲ اسٹیٹیوٹ وکٹوریا باب ۱۰۶ کے نہین ہے پس اگر جرم چوری کا وقوع اوس جگہہ ہوا ہے تو ملزم عدالت برٹش انڈیا سے جرم چوری مین سزایاب نہو سکیگا مگر چونکہ مال مسروقہ اندر حدود برٹش انڈیا کے ملا ہی بجرم داشتن مال مسروقہ سزایابی ممکن ہے۔

صفحہ ۱۹۰ ایضاً ۱۰ دسمبر ۱۸۸۵ء

قیصر ہند بنام دالاجیوا

ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء دفعات ۱۹۵ و ۳۴۲ و ۳۴۳۔ تعزیرات ہند دفعہ ۹۳

واقعات

۱۸۸۳ء مین ملزم بجرم دفعہ ۳۹۵ ماخوذ ہوا ملزم کو مجسٹریٹ نے اوس مقدمہ مین گواہ سرکار قرار دیا اور اوسکا اظہار بطور گواہ کے حلف سے قلمبند کیا اوس اظہار مین ملزم نے یہہ بیان کیا کہ بھولا ناتھہ بھی ڈکیتی مین شریک تھا اب جب اظہار اوسکا بمقابلہ بھولا ناتھہ کے ہوا تو اوسنے حلف سے یہہ بیان کیا کہ بھولا ناتھہ ڈکیتی مین شریک تھا ان دو بیانات مخالف پر جرم حلف دروغی نسبت ملزم کے عائد کیا گیا تھا۔

تجویز۔ ازروے دفعہ ۳۴۳ ضابطہ فوجداری کے صرف اون مقدمات مین جو بالخصوص قابل سماعت عدالت سشن کے ہین مجسٹریٹ حکم معافی دیکر کسی ملزم کو گواہ سرکار قرار دے سکتے ہین جرم دفعہ ۳۹۵۔ ایسا نہ تھا جو صرف قابل سماعت عدالت سشن کے ہو پس جو حلف کہ ملزم کو مقدمہ سابق مین دیا گیا اور جو اظہار اوسکا قلمبند کیا گیا وہ سب خلاف قانون تھا بیان حال کی نسبت ثابت نہین ہے کہ وہ جھوٹ ہے پس حکم سزا قائم نہین رہ سکتا ہے۔

صفحہ ۳ ایضاً ۸ جنوری سنہ

قیصر ہند بنام شیخ آدم والا

سرقہ قبضہ مچھلی مارنا تالاب دفعہ ۳۷۹ تعزیرات ہند

واقعات

ایک تالاب محدود مین جو میونسپل کمیٹی کا تھا مدعا علیہ نے بلا اجازت مچھلی ماری اس تالاب مین مچھلی مارنے سے بذریعہ حکم امتناعی چند مرتبہ ممانعت ہو چکی تھی سوال واسطے تصفیہ کے یہہ تھا کہ آیا مدعا علیہ اس فعل سے مرتکب جرم سرقہ کا ہوا یا نہین۔

تجویز - یہہ فعل جرم سرقہ مین داخل ہے مدعا علیہ نے کسی دریا سے یا تالاب آبپاشی سے مچھلی نہین ماری ہین بلکہ اوسنے ایک تالاب محدود ملکیت میونسپل سے مچھلیان پکڑی اوس تالاب مین رُکی ہوئی تھین اور وہ مالک کی مرضی کے مطابق کام مین آسکتی تھین اور وہ ایسی مال تھین جنکی نسبت ارتکاب جرم سرقہ کا ہوسکتا تھا۔

صفحہ ایضاً جنوری

سرکار بنام ہادیہ تلایا

دفعہ ۳۴۹ سپردگی مقدمہ واسطے ازدیاد سزا کے بھیجنا واپسی مقدمہ

واقعات

ایک مجسٹریٹ درجہ دوم نے حسب دفعہ ۳۴۹ ضابطہ فوجداری ایک مقدمہ مجسٹریٹ حصہ ضلع کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ مجسٹریٹ موصوف ملزم کو سزا زائد تجویز فرماوین کیونکہ مجسٹریٹ موصوف کی دانست مین وہ سزا موافق مستحقی جرم کے نہین دیسکتے تھے مجسٹریٹ حصہ ضلع نے مقدمہ واپس بھیجدیا اور یہہ ہدایت کی کہ ملزم سپرد دورہ کیا جاوے چنانچہ مجسٹریٹ موصوف نے مدعا علیہ کو سپرد دورہ کردیا بحث یہہ تھی کہ آیا کارروائی مجسٹریٹ اس مقدمہ مین درست ہے یا نہین۔

تجویز - جب مقدمہ مجسٹریٹ حصہ ضلع کے روبرو بھیجا گیا تو اونکو لازم تھا کہ مقدمہ کی تجویز قطعی صادر کرتے اونکو واپسی مقدمہ کا اختیار نہ تھا مجسٹریٹ درجہ دوم کو اسطرح سپردگی کا منصب تھا مقدمہ مجسٹریٹ حصہ ضلع کے حضور مین واپس ہوا۔

صفحہ ایضاً

۱۰

مقدمہ انست جنید وت

ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۱۷ حکم نسبت جائداد کے اپیل درس حکم سیشن جج کی ہوگی

واقعات

ایک ڈگریدار نے ایک استغاثہ اپنے مدیون پہ بدین بیان دائر کیا کہ وہ اپنی بعض جائداد منقولہ اس غرض سے چھپا ڈالی کہ وہ ڈگری مین [illegible] قرق ہو سکے بعض جائداد پولیس نے دوسرے شخص کے قبضہ سے نکالی ہے [illegible] وہ جائداد اپنے قبضہ مین تا تصفیہ مقدمہ کے جو روبرو مجسٹریٹ درجہ اول [illegible] تھا رکھی قبل اسکے کہ مجسٹریٹ صاحب کوئی حکم قطعی صادر کرین مستغیث نے [illegible] کے اجرا مین جائداد مذکور جو حراست پولیس مین تھی قرق و نیلام کرائی اور خود نیلام مین خریدی اور مجسٹریٹ نے وہ جائداد ڈگریدار کے حوالہ کروی یہہ حکم صاحب سیشن جج نے اپیل مین منسوخ کیا بحث یہہ تھی کہ آیا اپیل اس حکم کا سیشن جج کے حضور مین ہو سکتا تھا یا نہین۔

تجویز - یہہ حکم مجسٹریٹ کا جو نسبت دلائے جانے مال کے ہے وہ حسب دفعہ ۵۱۷ ضابطہ فوجداری کے متصور نہین ہو سکتا ہے کیونکہ مجسٹریٹ نے خود کوئی تحقیقات نہین کی کہ کوئی جرم دربارہ [illegible] واقع ہوا ہی پس اس حکم کی بابت اپیل نہین ہو سکتا ہے۔

صفحہ ۱۹۹ ایضاً ۶ جنوری ۱۸۸۶ع

قیصر ہند بنام پانڈو ولد

ضابطہ فوجداری دفعات ۲۵۰ و ۲۲ و ۲۴ استغاثہ بیہودہ براءت معاوضہ

واقعات

ایک استغاثہ روبرو مجسٹریٹ کے ہوا اور اس استغاثہ کی تحقیقات کرکے مجسٹریٹ نے مدعا علیہ کو رہا کیا مجسٹریٹ نے یہہ بھی تجویز کیا کہ استغاثہ بیجا تھا اور دو روپیہ معاوضہ [illegible] دلائے مجسٹریٹ ضلع نے یہہ تجویز کیا کہ حکم دلائے جانے معاوضہ کا خلاف قانون اسوجہ سے ہے کہ [illegible] مین مدعا علیہ سے جواب درصفائی لیگئی [illegible] استغاثہ بیجا تھا

تجویز - حکم دلائے جانے معاوضہ کا خلاف قانون نہ تھا کیونکہ بعد تحقیقات مدعا علیہ بری ہوا تھا۔

صفحہ ۲۳ ایضاً

قیصر ہند بنام رایا لکھا

اپیل حکم دلائے جانے معاوضہ کی گرفتاری بیجا [illegible] دفعات ۴۰۴ و ۴۰۷ ضابطہ فوجداری ایکٹ مداخلت بیجا مویشی دفعہ ۲۲ - ایکٹ ۱۸۷۱ء

واقعات

مدعا علیہ پر الزام یہہ تھا کہ اوسنے بیجا طور پر مویشی گرفتار کیے مجسٹریٹ نے مدعا علیہ کو حکم دیا کہ متعلق [illegible] معاوضہ کے ادا کرے اس حکم سے اپیل [illegible] درجہ اول کے روبرو ملزم نے کیا اور اونھون نے [illegible] معاوضہ تجویز کیا مجسٹریٹ ضلع کی [illegible] ہوئی کہ ایسے حکم کا اپیل نہیں ہوسکتا ہے پس اونھون نے ہائی کورٹ رپورٹ کی۔

تجویز - بموجب دفعہ ۴۰۴ ضابطہ فوجداری کے کسی حکم کا اپیل نہیں ہوسکتا ہی سوا اوسکے جسکے واسطے خاص حکم ہو ایکٹ ۱۸۷۱ء مین کسی حکم نسبت اپیل کے نہیں ہی اور جب تک کہ یہہ تجویز نہ کیا جاوے کہ اپیل از روی دفعہ ۴۰۷ ضابطہ فوجداری کے ہوسکتی ہی اپیل ممنوع سمجھنا چاہیے بلکہ ہماری سمجھ مین جس شخص سے معاوضہ دلایا جاوے حسب ایکٹ مداخلت بیجا مویشی وہ شخص مجرم تجویز نہین کیا جاسکتا ہی اور پس اپیل نہوگا۔

قیصر ہند بنام **دوساجیوا**

ایکٹ شہادت دفعہ ۳۰ اقبال ملزم شریک جرم تائید بیان

واقعات

ملزم پر جرم نقب زنی ثابت ہوا بمقابلہ ملزم کے شہادت صرف ایک شریک جرم کی تھی جو اوسکے ساتھ زیر تجویز تھا اور یہہ بھی شہادت تھی کہ اوسنے بعض مال مسروقہ کو بعد چند ماہ کے تاریخ نقب زنی سے نشان دیا بحث یہہ تھی کہ آیا یہہ شہادت تائیدی واسطے ماخوذی ملزم کے کافی ہی یا نہین۔

تجویز - ہماری دانست مین محض نشان دینا مال مسروقہ کا تائید کافی واسطے اثبات جرم کے نہین ہی شہ برآمد کرنا مال کا اور محض بلا تائیدی شہادت کے صرف اقبال ملزم پر حکم سزا صادر نہین ہوسکتا ہے۔

قیصر ہند بنام **کرشنا بھٹ**

ضابطہ فوجداری دفعات ۱۹۳ و ۴۳۶ و ۵۳۷ اختیار عدالت سشن نسبت سپردگی
کے ایکٹ شہادت دفعہ ۳۰ و ۱۱۴ شہادت شریک جرم تائید اقبال

واقعات

ایک مقدمہ مین مجسٹریٹ نے ایک ملزم کو رہا کرنے کے بعد بقیہ کو سپرد عدالت سشن کیا
دوران تحقیقات عدالت سشن کو یہہ معلوم ہوا کہ ملزم رہا شدہ کو ناحق مجسٹریٹ نے چھوڑ دیا ہے
بدینوجہ اونہون نے تحقیقات مقدمہ ملتوی کی اور حکم گرفتاری کرشن بھٹ ملزم رہا شدہ کا
جاری کیا اور یہہ حکم دیا کہ وہ وجہ اسباب کی ظاہر کرے کہ کیون سپرد عدالت سشن کے نکیا جاے
وجہ معقول نہ ظاہر ہوئے پر سشن جج نے اوسکو اپنی عدالت کے سپرد کیا اور ہمراہ دیگر
ملزمان کے اوسکی نسبت تجویز کیے جانیکا حکم دیا اور بالآخر بعد سنائے جانے فرد جرم کے
اوسپر حکم سزا صادر ہوا مدعا علیہ نے اپیل کیا۔ یہہ بحث کی گئی ہے کہ سپردگی بیجا ہوئی۔
مجسٹریٹ کو حکم سپردگی دینا چاہیے تھا۔

تجویز۔ مقدمات قابل تجویز عدالت سشن مین حسب دفعہ ۴۳۶ ضابطہ فوجداری عدالت
سشن یا مجسٹریٹ ضلع کو اختیار ہے کہ حکم سپردگی عدالت سشن کا صادر کرے اس دفعہ مین
کہین فقرہ ایسا نہین ہے کہ جب سپرد کیے جانے کا حکم صادر ہو تو وہ ضرور بذریعہ مجسٹریٹ کے ہو
جسنے اوسکو رہا کیا بلکہ فقرہ اخیر دفعہ مذکور سے واضح ہے کہ عدالت مذکور یعنی سشن بھی سپردگی
کا حکم دے سکتے ہین جو بسلسلہ سپردگی جج عمل مین لائے اوسکی تجویز کا اوسکو اختیار ہے
شریک جرم کے بیان پر محض حکم سزا صادر ہونا چاہیے اور محض یہہ امر کہہ مال ایسے مکان میں پایا گیا
سے نکالا گیا مین وارد نہیں ہال رکہہ سکتے تھے کوئی تائید شہادت مذکور کی نہین اتنا ہی علاوہ
شہادت کے شہادت اوس شریک جرم کی ہے جسنے معافی پائی تھی ایسے شخص کی
شہادت پر اعتبار کیا ہو سکتا ہے اس شہادت پر بھی بلا تائید کافی کے حکم اثبات جرم
نہین ہو سکتا ہے شناخت کی نسبت تو شہادت ہمین سے ممکن ہے کہ شریک جرم جو
تعلق مین جرم کے وقت موجود تھا جملہ شہادت صحیح صحیح ادا کرے مگر کسی غلط نسبت سے ایک
شخص محض بے جرم پر الزام لگادے حکم سزا منسوخ ہوگا۔

قیصر ہند

باقی رشمتی

دفعہ ۴۹۴ تعزیرات ہند ازدواج مکرر استغاثہ منجانب برادر شوہر اول

واقعات

اس مقدمہ مین ملزمہ کو سزا حسب دفعہ ۴۹۴ - تعزیرات ہند کے ہوئی تھی ملزمہ کا شوہر دیوانہ تھا اور اسوجہسے عرصہ سے پاگلخانہ احمدآباد مین موجود تھا اوسکی غیبت مین ملزمہ نے ازدواج مکرر کر لیا شوہر کے بھائی نے دعوی دفعہ ۴۹۴ کا دائر کیا عذر ابتدائی یہہ کیا گیا تھا کہ چونکہ شخص مظلوم کی جانب سے استغاثہ نہین ہوا پس یہہ استغاثہ قابل سماعت کے نہین ہے دفعہ ۱۹۸ - ضابطہ فوجداری کا حوالہ دیا گیا -

تجویز - ہماری دانست مین حسب معنی دفعہ ۱۹۰ ضابطہ فوجداری کے برادر شوہر شخص مظلوم تہا اور استغاثہ بیجا طور پر دائر ہوا -

---

قیصر ہند بنام **پیر محمد**

تعزیرات ہند دفعات ۱۹۳ و ۲۱۱ ضابطہ فوجداری دفعہ ۳۵ مجرم پانا سزا کا

واقعات

مدعا علیہ ہیڈ کانسٹبل پولیس کا تھا اوسنے ایک مقدمہ جھوٹھا دائر کیا تھا اور جھوٹھی گواہی ایک مقدمہ مین دی تھی سشن جج نے دونون مقدمات مین چھ مہینے کی قید محض کی سزا دی اور یہہ تجویز کیا کہ دونون سزائیں ایک ہی وقت مین شروع ہون ہائیکورٹ نے بصیغہ نگرانی تجویز ذیل صادر کی -

تجویز - یہہ ثابت ہے کہ مدعا علیہ نے دیدہ و دانستہ جھوٹھی گواہی دی محض یہہ امر کہ مدعا علیہ کو پنشن نہ ملیگی نظر بحالات کی سزا کے واسطے کافی نہیں ہے دونون سزاون کا ایک وقت مین شروع ہونا خلاف قانون تھا دفعہ ۷۱ تعزیرات ہند متعلق نہین ہے مدعا علیہ دو جرم جداگانہ کا مجرم قرار پایا تھا حکم سزائین تین تین ماہ قید سخت کا صادر ہوا

قیصر ہند بنام **گنپت**

دفعہ ۴۰۹ - تعزیرات ہند خیانت مجرمانہ ملازم سرکار سے

واقعات

مدعا علیہ تحصیل کا چپراسی ہی اوسکو خزانہ سے خفیف روپیہ اس غرض سے ملا تھا کہ ایک مندر کے پوجاری کو جسکو وہ روپیہ ملا کرتا تھا دے آوے اوسنے وہ روپیہ فوراً پوجاری کو نہیں دیا بلکہ یہہ واضح ہوتا تھا کہ پوجاریان مندر اوسکے پاس روپیہ بنے رہنے سے راضی تھے اور اونھون نے رسید روپیہ کی لکھدی تھی جو ملزم نے خزانہ مین داخل کردی۔
تجویز۔ شہادت سے بددیتی ثابت نہین ہی جہانتک گورنمنٹ سے متعلق ہی اوسنے اپنا کام منصبی کردیا یعنی رسیدین داخل کردین یہہ امر ثابت ہی کہ اون اشخاص نے جنکو روپیہ ملنا چاہیے تھا ملزم سے وعدہ آیندہ مان لیا تھا اور وہ اوسپر اسقدر اعتبار کرتے تھے پس ہماری سمجھ مین جرم خیانت مجرمانہ ثابت نہین ہی۔

صفحہ ۲۵۸ ایضاً [illegible]

قیصر ہند بنام **منگل ٹیکچند**

اختیار سماعت جزیرہ پیرم عدن اختیار سماعت رزیڈنٹ ایکٹ ۱۸۶۴ء دفعہ ۲۹

اپیل ہائی کورٹ

واقعات

ملزم پر الزام قتل عمد کا جزیرہ پیرم مین لگایا گیا تھا مجسٹریٹ جزیرہ مذکور نے ملزم کو سپرد عدالت سشن یعنی پولٹیکل ایجنٹ مقام عدن کے کیا وہان سے اثبات جرم ہو کر سزا ہوئی ملزم نے ہائی کورٹ بمبئی مین اپیل کیا بحث اختیار سماعت پیش ہوئی۔
تجویز۔ چونکہ جزیرہ پیرم اس غرض سے آباد کیا گیا ہے کہ افسران گورنمنٹ بمبئی ہمیشہ کے واسطے اپنے قبضہ مین رکھین جزو برٹش انڈیا کا ہوگیا اور وہ حسب اسٹیچوٹ ۲۲ و ۲۳ اجلاس وکٹوریا دفعہ ۱۰۶ جو ۱۸۵۹ء مین جاری ہوا داخل حدود برٹش انڈیا کے ہوگیا اور چونکہ تعزیرات ہند اور ضابطہ فوجداری ہر دو جملہ ہندوستان سے متعلق ہین بموجب حکم گورنمنٹ بمبئی کے جو حسب دفعہ [illegible] ضابطہ فوجداری کے صادر ہوا تھا یہہ جزیرہ متعلق عدن کے ہوا تھا اور بلحاظ احکام ایکٹ ۱۸۶۴ء پولٹیکل ایجنٹ مقام عدن سشن جج متصور ہوسکتا ہی اپیل ہائی کورٹ مین منظور ہوا۔ مگر چونکہ شک نسبت امور متذکرہ بالا کے تھا دوسری مرتبہ بحث کا حکم ہوا۔

صفحہ ۲۵۸ ایضاً [illegible]

قیصر ہند بنام **ٹیکچند**

اختیار سماعت مقام پیرم قلمرو جج عدن اختیار ہائی کورٹ

تجویز - باوجود اسکے کہ بموجب اشتہار گورنمنٹ مورخہ ۶ - مئی ۱۸۸۵ء جزیرہ پیرم داخل سشن ڈویزن عدن کے ہوا ہی اور گورنمنٹ نے افسر فوج کو حکم سپردگی سشن کا دیا ہی لیکن پولیٹیکل ایجنٹ پیرم کو اختیار سماعت مقدمات مقام پیرم کا نہ تھا کیونکہ پولیٹیکل ایجنٹ مقام عدن سشن جج متصور نہیں ہوسکتا ہی پس اس ملزم پر جو نکہ قتل مقام پیرم کا الزام ہی اوسکی تجویز عدالت عدالت پولیٹیکل ایجنٹ عدن سے غلط ہوئی اوسکی تجویز اوس سشن جج کے حضور سے ہونا چاہیے جنکو اختیار سماعت حاصل ہو۔

ایضاً صفحہ ۳۳ ۱۱ - مارچ

قیصر ہند بنام منگل ٹیکچند

حکم انتقال مقدمہ اختیار ہائی کورٹ ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۲۶ اضلاع مندرجہ ضمیمہ ایکٹ ۱۸۷۴ء دفعات ۳ و ۵ و ۶ ایکٹ عدن ۲ ۱۸۶۴ء

تجویز - ہائی کورٹ اوس مقدمہ کو جو کسی عدالت مجاز کے روبرو پیش ہو منتقل ہونے جانے عدالت مجاز کے روبرو حکم نہیں دیسکتے ہیں -

لوکل گورنمنٹ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بموجب دفعہ ۵ - ایکٹ ۱۸۷۴ء کے کسی ایکٹ کو جو فی الحقیقت متعلق کسی محدود جگہ کے ہے دوسری مملکت سے متعلق کردے ۔۔ احکام عدن کے ایکٹ ۲ ۱۸۶۴ء جسمیں صرف عدن کی کارروائی قانونی کا ذکر ہی پیرم سے متعلق نہیں کیا جاسکتا ہے بلا اسکے کہ فحوائے ایکٹ مذکور تبدیل کیا جاوے -

---

صفحہ ایضاً ۱۸

قیصر ہند بنام بالوجی

ڈگری اجرا ڈگری فریبی تعزیرات ہند دفعات ۱۹۳ و ۱۹۹ و ۲۱۰ و ۲۱۰ ڈگریدار پر فرض ہی اطلاع وصول ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵۸ کسی عدالت

واقعات

بذریعہ ایک قسطبندی جانگی کے ڈگریدار کو دو اقساط وصول ہوئی ہیں مگر اوسنے اون اقساط کے وصول کی اطلاع عدالت میں نہیں گذرانی اور ڈگری بلا وصول دینکے جاری کرادی جب مدیون کے نام اطلاعنامہ جاری ہوا تو اوسنے عذر وصول پیش کیا اور قسطبندی جانگی

ذکر کیا مگر ڈگریدار جواب ملزم ہی کلیتاً انکار کیا جج ماتحت نے انکار اوسکا جھوٹھا خیال کرکے
مقدمہ سپرد فوجداری کیا مدعا علیہ پر بجرائم دفعات ۱۹۹ و ۲۱۰ و ۴۱۱۔ تعزیرات ہند
حکم سزا اوسکا صادر ہوا۔ ہائی کورٹ مین یہہ بحث کی گئی کہ عدالت کسی ادا ئی بیرون از عدالت
جسکی نسبت اطلاع نہ کیگئی ہو منظور نہین کرسکتی ہی پس حکم سزا غلط ہے۔

تجویز ۔ ہماری سمجھہ مین عدالت فوجداری بلحاظ دفعہ ۲۰۰ ضابطہ دیوانی
تحقیقات سے ممنوع نہین ہی جو لفظ کسی عدالت کا اوس دفعہ مین واقع ہوا ہے اوس سے
مراد عدالت فوجداری نہین ہی جسکے روبرو استغاثہ فوجداری پیش ہوا اوس سے استغاثہ
فوجداری ممنوع ہے دفعہ ۲۱۰ مین تعزیرات ہند کے لفظ جو وصول شدہ کا استعمال ہوا ہے
اوس سے مراد عام اوس لفظ کی لینا چاہیے وہ لفظ صرف اون ڈگریات سے متعلق نہین
ہے جنکا وصول عدالت مین ظاہر کیا گیا ہو حسب دفعہ ۲۵۸ ضابطہ دیوانی ڈگریدار پر کسی
معاملہ کا جو بیرون از عدالت ہوا ہو ظاہر کرنا فرض ہی پس اگر بالارادہ اوسنے ایسے
معاملہ کا اظہار نہین کیا ہی تو وہ مجرم حلف دروغی کا ہی مگر دفعہ ۱۹۹ متعلق درخواست
اجرا ڈگری کے نہین ہی جسمین بیانات غلط تحریر ہون۔

مقدمہ ۳۰۳ ایضاً ۲۷ فروری ۱۸۸۱ء

قیصر ہند بنام سکھہ رام بھاؤ

ضابطہ فوجداری دفعات ۲۳۵ و ۴۵۴ تعزیرات ہند دفعات ۷۱ و ۳۸۰ و ۴۵۷

سزا ئیکجائی

واقعات

مجسٹریٹ نے ملزم کو سزا بجرم نقب زنی وقت شب اور سرقہ مکان مین ہی دونون جرائم
ایک ہی چوری کے ارتکاب مین ایک ہی وقت عمل مین آئے تھے ۔ جرم اول مین دو سال
قید اور جرم آخر مین چھہ ماہ قید کا حکم دیا۔ مجسٹریٹ ضلع کی یہہ رائے ہوئی کہ دونون سزا ئین
کی تعداد مجموعی اختیار مجسٹریٹ سے زائد تھی پس اوسنے مقدمہ کو واسطے حکم مناسب
کے ہائی کورٹ مین رسل کیا بر طبق اپیل مدعا علیہ کے سشن جج نے دو سال کے قید کا حکم قائم
رکھا اور حکم چھہ ماہ قید سخت کا ایک ہی جرم تجویز کرکے منسوخ کیا۔

تجویز ۔ مدعا علیہ نے دو جدا گانہ جرائم کیے مین یہہ دونون جرائم ملکر کوئی جدا گانہ

ی نہیں ہوتا ہی دفعہ ۱۷ - تعزیرات ہند متعلق نہیں ہی کیونکہ تعداد مجموعی دو تی سزا سے
بند تھی جو مجسٹریٹ مذکور صادر کرسکتے تھے بلحاظ دفعہ ۳۵ - ضابطہ فوجداری حکم سزا درست
و قواعد مذکور کی نسبت دفعہ ۴۵۴ ضابطہ فوجداری ۱۸۸۲ء مین تھی اور وہ دفعہ ۲۳۵
بطہ حال مین بترمیم کی گئی ہین تو اب دفعہ ۷۱ - تعزیرات ہند اور ۲۳۵ ضابطہ فوجداری
ز شکے بارہ مین دیکھنا چاہیے -

صفحہ ۹۱
ایضاً
۱۸۹۹ء
۲۴ فروری

قیصر ہند　　بنام　　مدیا دیا

ابطہ فوجداری دفعہ ۳۰۷　　حکم رہائی منجانب جوری　　اختیار نگرانی ہائی کورٹ

واقعات

م پر جرم قتل عمد و داشتن مال مسروقہ کا الزام تھا تحقیقات مقدمہ باعانت جوری ہوئی تھی جوری
شہادت کو نامعتبر تجویز کرکے ملزم کو رہائی دینے کی راے دی تھی جج نے اس راے اہالی
می سے اتفاق نہ کرکے مقدمہ ہائی کورٹ مین بھیجا -

تجویز - عام طور پر بموجب قاعدہ مجوزہ کے ہائی کورٹ تجویز جوری مین دست اندازی نکی گی
تک کہ یہ ثابت نہو کہ وہ فی الواقع صریحاً غلط ہے دست اندازی نہین کی گئی -

صفحہ ۹۱
۱۸۹۹ء
۸ دسمبر

قیصر ہند　　بنام　　امر سنگھ

فتاری بلا وارنٹ　　اختیارات پولس نسبت گرفتاری بلا وارنٹ　　دفعہ ۵۴ ضابطہ فوجداری
تعزیرات ہند دفعات ۲۲۰ و ۳۴۲

واقعات

ص ایک پولیس کا افسر تہا اوسنے ایک شخص کو اوسکے گہر سے گرفتار کیا اور گرفتاری کے بعد
قلیل اندر ایک گہنٹہ کے مرگیا واضح ہوتا تہا کہ کوئی نشان چوٹ کا جسم متوفی کے نہ تہا ڈاکٹر
احب کی شہادت سے واضح ہوتا تہا کہ متوفی کو غشی بوجہ التہاب قلب کے ہوئی اور وہ مرگیا
زم پر جو الزام تہا کہ اوسنے گرفتاری بیجا کی اوسنے اپنی خدمت کے عمل مین بدایت تعلق
ے گرفتاری کیا اور اوسنے متوفی کی ہلاکت کی مجسٹریٹ نے جملہ الزام سے مدعا علیہ کو بری کیا اس
سے نظر ثانی ہائی کورٹ مین نظر ثانی ہوئی -

تجویز - ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۴ کے بموجب پولیس افسر نہ صرف اول اشخاص کو گرفتار کرسکتا ہے کہ جنکی نسبت ایک استغاثہ معقول یا شبہ معقول اس امر کا ہو کہ وہ کسی جرم قابل دست اندازی میں شریک تھے بلکہ اوس شخص کو بھی گرفتاری کا منصب رکھتا ہے کہ جسکی نسبت اطلاع قابل یقین گذری ہو کہ اوسنے ایسا جرم کیا ہے اس مقدمہ میں سرکار کی جانب سے یہہ ثابت نہیں کیا گیا کہ جو اطلاع پر بسبب اُنکے ملزم کو دی گئی وہ اطلاع قابل یقین حسب دفعہ ۵۴ ضابطہ فوجداری نہ تھی پس یہہ سمجھنا چاہیے کہ ملزم نے اپنے اختیار کے اندر عمل کیا اگر گرفتاری بجا تھی تو علم مجرمانہ جسکا ذکر دفعہ ۲۲۰ میں ہے نہیں ہوسکتا ہے اور سزا ملزم کی نہیں ہوسکتی ہے۔

ضابطہ ۱۸۹۹ع

قیصر ہند لکشمن داگو

مجنون مجنونیت کا عذر تعزیرات ہند دفعہ ۸۴ قانونی ذمہ داری

واقعات

ملزم نے اپنے دو بچوں کو ایک بھاری سے مار ڈالا وجہ مارنے کی یہہ بیان کی گئی تھی کہ ملزم کو بخار آتا تھا اور لڑکوں کا شور وغل ناگوار تھا یہہ بیان کیا گیا تھا کہ بخار کی وجہ سے مزاج ملزم کا چڑچڑا ہوگیا تھا اور آواز اوسکو بُری معلوم ہوتی تھی مگر یہہ ثابت نہیں تھا کہ بوقت ملزم نے ارتکاب جرم کیا وہ بیہوش تھا کوئی کوشش چھپانے کی نہیں کی گئی تھی ملزم نے اقبال صاف صاف جرائم سے کیا۔

تجویز - مدعا علیہ کو جرم کرنے وقت اپنے فعل کی نوعیت معلوم تھی پس یہہ سمجھنا چاہیے کہ وہ خلاف قانون ہونے فعل سے واقف تھا اور وہ مجرم قتل عمد کا ہے دفعہ ۸۴ تعزیرات ہند میں احکام نسبت تجویز مدہوشی کے ہیں اون احکام کے لحاظ سے تجویز نوعیت مدہوشی ہونا چاہیے نہ صرف ڈاکٹر کی راے کے لحاظ سے۔

صفحہ ۳۴۳ ایضاً

بمقدمہ اننت رام چندر

ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۹۵ اجازت نالش عدالت ماتحت مقدمہ دیوانی زائد صد۔ اختیار ضلع جج نسبت اجازت کے

واقعات

ایک ڈگری دار نے جج ماتحت کے حضور درخواست اجازت نالش فوجداری اپنے مدیون پر اس بنا پر سے چاہی کہ اوس مدیون نے جائداد قیمتی سے چھپا ڈالی تھی دفعات ۲۰۶ و ۴۲۴ تعزیرات ہند بابت اجازت کی درخواست تھی یہہ درخواست جج ماتحت نے نامنظور کی ضلع جج کے روبرو درخواست اجازت ڈگریدار نے پیش کی اونھون نے اوس درخواست کو بدین تجویز نامنظور کیا کہ چونکہ ڈگری زائد از پنجہزار ہے اپیل اوسکا ہائی کورٹ مین ہوگا اور درخواست اجازت کی وہ سماعت نہین کر سکتے ہین۔ اس حکم کی ناراضی سے ہائی کورٹ مین درخواست گذری۔

تجویز۔ گو ڈگری اس خاص مقدمہ کی اپیل ہائی کورٹ مین ہوگی مگر چونکہ عام طور پر ڈگریات جج ماتحت کا اپیل جج ضلع کے حضور ہوسکتا ہے وہ عدالت عدالت بالاتر حسب منشی دفعہ ۱۹۵ ضابطہ فوجداری کے تھی ماتحت عدالت اس دفعہ کے اغراض کو وہ عدالت سمجھی جاویگی جسکی اپیل عموماً اوس دوسری عدالت مین ہوتی ہون اور درخواست اجازت ایسی ہی عدالت بالاتر کے روبرو گذرنا چاہیے گو خاص مقدمات مین اپیل ہائی کورٹ مین بھی ہوسکتا ہو۔

قیصر ہند بنام **دیو**

ضابطہ فوجداری دفعات ۲۰۹ و ۲۱۰ رہائی مقدمہ سشن شہادت بادی النظری سپردگی سشن

واقعات

مدعا علیہ پر یہہ جرم تھا کہ اونھون نے مستغیث کے کھیت مین آگ لگا دی مجسٹریٹ کے حضور مین دو گواہان نے چشم دید آگ لگانا بیان کیا تھا ایک گواہ نے یہہ بیان کیا تھا کہ جب ہی آگ لگی اوسنے ملزم کو بھاگتے دیکھا تھا مستغیث کا کھیت جل گیا تھا مجسٹریٹ نے یہہ تجویز کیا کہ یہہ مشتبہ ہے کہ ایسی اندھیری رات مین مدعا علیہ کو گواہان نے شناخت کیا ہو اور گواہان ملزم تنہا کو گرفتار نہ کر سکے ہون شہادت پر بھی گواہان کی اطمینان نہین ہے۔ پس ہم سپرد سشن نہ کرینگے ہائی کورٹ مین نگرانی کی گئی۔

تجویز۔ بموجب دفعہ ۲۰۹ و ۲۱۰ ضابطہ فوجداری کے وجوہ کافی کے اوپر سپردگی سشن ہو سکتی ہے وجوہ کافی کیا ہین اسکی تصریح کہین نہین ہی مگر ہماری سمجھہ مین وجوہ کافی سے ثبوت کامل قطعی مقصود نہ تھا ہماری سمجھہ مین وجوہ کافی وہ ہین جب ملزم سے جواب لینا مناسب معلوم ہوا اور یہہ اوسوقت مین ہوتا ہی جب دو یا زیادہ معتبر گواہ شہادت بخلاف ملزم کے ادا کرتے ہوں اونکی شہادت کے وقعت کا لحاظ کرنا سشن جج کا کام ہے اس مقدمہ مین ثبوت بادی النظری موجود تھا اور ملزم سپرد سشن ہونا چاہیے تھا۔

بمقدمہ عرضی مہادیو جی سدا شو

ضابطہ فوجداری دفعات ۱۳۳ و ۱۳۷ فرض مجسٹریٹ شہادت کے لینے مین جو دفعہ ۱۳۳

واقعات

حسب دفعہ ۱۳۳ مجسٹریٹ ضلع نے حکمنامہ بنام سائل ہذا بدین ارشاد جاری کیا کہ جو پاخانہ اوسنے اپنی زمین پر بنایا ہی گرا دے یا حاضر اگر وجہ اسبات کی ظاہر کرے کہ کیون وہ پاخانہ نہ گرایا جاوے ملزم وجہ ظاہر کرنے کو حاضر ہوا مگر مجسٹریٹ نے بلا اسکے کہ کوئی شہادت قلمبند کرے ملاحظہ موقع کرنے کے بعد یہہ تجویز کیا کہ پاخانہ مذکور باعث تکلیف عام ہے اوسکے گرانیکا حکم صادر کیا اس حکم کی نارضی سے ہائی کورٹ مین نگرانی ہوئی۔

تجویز۔ کارروائی مجسٹریٹ سے صرف اونکی راے نسبت پاخانہ کے معلوم ہوتی ہے کہ وہ باعث تکلیف عام ہی مجسٹریٹ کو شہادت لینا چاہیے تھی حکم بلا اوسکے ناجائز ہے۔

قیصر ہند
بنام
منگیش جیواجی

تعزیرات ہند دفعات ۵۰۲ و ۵۰۷ و ۵۱۱ تخویف مجرمانہ اقدام جرم

واقعات

ملزم نے ایک درخواست منجانب ساکنان دیہہ کے جعلی بنا کر کمشنر کے روبرو بدین مضمون بھیجی کہ اگر فلان افسر جنگل دوسری جگہہ تبدیل نہ کیا جاویگا تو وہ مارڈالے جاوینگا ملزم پر جرم تخویف مجرمانہ کا تھا سشن جج نے یہہ تجویز کیا کہ کمشنر کو یہہ واسطہ جنگل کے محکمہ ہے جسمین ملازم ملزم تھا پس اونہون نے ملزم کو مجرم دفعہ ۵۰۷ تعزیرات ہند کا قرار نہین دیا

مگر اقدام جرم مذکور کا مجرم قرار دیکر چار ماہ قید محض کی سزا کا حکم دیا ملزم محکمہ جنگلات مین ملازم
تھا اور اوسکو افسر جنگل نے بجرم غفلت موقوف کر دیا تھا۔

تجویز ۔ چونکہ وہ عرضی جسکو عرضی بھیجی گئی اوسکو کچھہ تعلق اوس شخص سے نہ تھا جسکو تخویف کی گئی پس جرم
دفعہ ۵۰۷ کا واقع نہین ہوا یہہ جرم جب ہوتا ہے کہ جس شخص کو دہمکی دیجاوے اوسکا کچھہ
واسطہ ہو۔ اوس فعل کی بابت مواخذہ فوجداری نہو سکیگا جو اگر پورا ہی ہوتا تو کوئی جرم
واقع نہ ہوتا پس اگر جرم تخویف مجرمانہ بوجہ ایک جزو ضروری کے عدم موجودگی سے
سرزد نہین ہوا تو اقدام اوسکا کیونکر ہو سکتا ہے۔

قیصر ہند بنام مگن ہرجیون

ایکٹ میونسپل بمبئی ۶ سنہ ۱۸۷۳ء دفعہ ۶۲ فروخت میوہ جات دوکان مین اختیار میونسپلٹی
ممانعت فروخت بازار کی تعریف

واقعات

میونسپلٹی احمد آباد سے ایک اشتہار بدین مضمون جاری ہوا کہ کوئی شخص اندر چھہ سو گز کے
بازار میونسپلٹی سے کوئی دوکان نئی قائم کریگا نہ کھولیگا بلا اسکے کہ وہ اجازت اور لیسنس کمیٹی
سے حاصل کرے اور اگر کوئی شخص خلاف اسکے کریگا تو اوسکے ساتھہ قانونی عمل درآمد کیا جائیگا
ملزم نے ایک مکان کرایہ پر لیا اور اوسمین اندر چھہ سو گز کے بازار میونسپلٹی سے ترکاری
اور میوہ فروخت کرنا شروع کیا کوئی لیسنس میونسپلٹی سے اوسنے حاصل نہین کیا تھا۔
مجسٹریٹ نے ملزمان کو ۵ روپیہ فی کس جرمانہ کیا مجسٹریٹ ضلع نے بحوالہ مقدمہ راجہ بابا جی موجم
انڈین لا رپورٹ بمبئی جلد ۹ صفحہ ۲۳۲ حکم سزا کو فسخ کیا۔

تجویز ۔ دفعہ ۶۲۔ ایکٹ میونسپلٹی سے صرف اس قدر اختیار تھا کہ کسی شخص کو بازار
لگانے یا دکان کی ممانعت ہو بلا اسکے کہ اجازت میونسپلٹی سے حاصل کیجاوے مگر میونسپلٹی
کو ایسے اشتہار جاری کرنیکا اختیار نہ تھا جس سے کسی شخص کو فروخت ترکاری [illegible] کی ممانعت
ہو ملزم کا ترکاری اور میوہ فروخت کرنا اپنے مکان یا دوکان پر داخل بازار [illegible]
کے نہین ہے۔

قیصر ہند بنام رکما

تعزیرات ہند دفعات ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۳۱۴ و ۳۲۴ مرض آتشک کا پیدا کرنا۔

واقعات

ملزمہ ایک طوائف ہی اوسپر یہہ الزام تھا کہ اوسکی بری قسم کی آتشک تھی مستغیث اوسکے پاس گیا اور اوس سے پوچھا کہ اسے بیماری تو نہین ہے اور اوسنے بیمار ہونے سے انکار کیا اور جب مستغیث اوس سے ہمصحبت ہوا تو مستغیث کو بیماری آتشک کی ہو گئی اس وداد پر ملزمہ کی سزا حسب دفعہ ۲۶۹ تعزیرات ہند کے ہوئی۔

تجویز۔ یہہ صحیح ہی کہ اوس عورت کو مرض متعدی آتشک کا تھا مگر بلا اسکے کہ مستغیث خود شامل ہو وہ مرض خود اوسکے اوپر نہین لگ سکتا ہی پس وہ عورت ملزم دفعہ ۲۶۹ نہین ہوسکتی ہی اگر کوئی جرم ہو تو وہ جرم دغا کا تھا اس جرم کے ثابت کرنیکو یہہ ثابت ہونا چاہیے تھا کہ ملزمہ نے غلط بیانی سے ہمصحبتی اختیار کی تھی پس حکم سزا منسوخ ہوگا۔

صفحہ ۹۹۵ ایضاً ۱۹ مارچ ۱۸۸۳ع

قیصر ہند بنام کملیا

شہادت دفعات ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ اقبال روبرو پولیس

واقعات

ملزمہ پر یہہ الزام تھا کہ اوسنے جوار چورائی ہی تحقیقات پولیس مین ملزم نے یہہ اقبال کیا کہ اوسنے جوار چورائی اور ایک مٹکہ مین رکھی ہی کہ جو مٹکہ خود ملزم نے لاکر روبرو پولیس کے پیش کیا یہہ ثابت دیگر شہادت سے نہ تھا کہ جوار پیش شدہ وہی جوار ہے جو چوری گئی تھی یہہ امر فقط بیان ملزم اور اوسکی پیش کرنے سے ثابت ہوتا تھا انھین بیانات پر ملزم کی سزا ہوئی تھی شہادت صرف اس قسم کی تھی کہ ملزم نے اقبال کیا اور جوار پیش کی۔

تجویز۔ یہہ مال خود ملزم نے نکال دیا کسی اطلاع سے جو ملزم نے دی ہو وہ برآمد نہین ہوا پس دفعہ ۲۷ ایکٹ شہادت متعلق نہین ہی گو اس امر کی شہادت گذر سکتی ہے کہ ملزم نے مال پیش کیا مگر اسبات کی شہادت نہین ہی کہ ملزم نے چوری کی پس سوا بیان ملزم کے کہ وہ مال چوری کا ہی اور کوئی شہادت نہین ہے اور وہ کافی نہین ملزم رہا ہوگا۔

صفحہ ۲۵ انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۷ ۵ جولائی ۱۸۸۳ع

قیصر ہند بنام لنگا

اپیل میعاد جیلخانہ کو نقل بھیجنا ایام کی مجرائی

واقعات

سوال واسطے تصفیہ کے اس مقدمہ میں یہہ تھا کہ آیا جو زمانہ سوال نقل کی روانگی میں جیلخانہ سے اور نقل بھیجی جانے میں جیلخانہ کو صرف ہو وہ شمار میعاد سے منہا کیا جاوےگا یا نہیں اور آیا جس تاریخ افسر جیلخانہ کے روبرو اپیل کیجاوے وہ تاریخ ادخال اپیل واسطے اغراض میعاد شمار ہوگی یا جس تاریخ اپیل عدالت اپیل میں آجاوے وہ تاریخ ادخال اپیل سمجھی جاویگی

تجویز ہماری سمجھہ میں ایام جو نقل کے بھیجنے اور سوال نقل کی روانگی میں صرف ہوں وہ سب شمار میعاد اپیل سے منہا ہونا چاہیے اور یہہ زمانہ ضرور ہی نقل کے [illegible] ہونا چاہیے اور ادخال اپیل روبرو افسر جیلخانہ کے واسطے اغراض میعاد کے کافی ہے

قیصر ہند بنام دولاسامی

دفعہ ۷۵ تعزیرات ہند سزای سابق فرد جرم جداگانہ

واقعات

اس مقدمہ میں بلا فرد جرم علیحدہ حسب دفعہ ۷۵ تعزیرات ہند کے ملزم کی سزا زائد بوجہ سزایابی سابق کے ہوئی تھی ہائیکورٹ میں اس کارروائی کے اوپر بحث تھی

تجویز بموجب ضابطہ فوجداری کے مناسب کارروائی یہہ ہوتی کہ گر ملزم پر جرم دفعہ ۷۵ کا لگایا جاتا ہے تو اوسپر فرد جرم علیحدہ مرتب ہونا چاہیے تھی یہہ ضابطہ درست نہیں ہے کہ ملزم سے پوچھا کہ پہلے کبھی سزا پائی ہے اور اوسکے اقرار یا انکار پر بلحاظ سزای سابق حکم زیادتی سزا کا صادر کیا جاوے آیندہ کو احتیاط رکھنا چاہیے اس مقدمہ میں دستاندازی کی ضرورت نہیں ہے ۔

سداگوپ اچارج بنام رنگاواچار

ضابطہ فوجداری دفعہ ۴ و ۲۰۲ و ۳۵۰

واقعات

ایک مجسٹریٹ نے درخواست گذرنے پر سمن بنام مدعا علیہ جاری کیا اور گواہان مستغیث

کے اظہار قلمبند کیے اس قدر کارروائی کے بعد مجسٹریٹ موصوف تبدیل ہو گئے مجسٹریٹ دوسرے جو اوسکے قائم مقام ہوئے اونھون نے استغاثہ واسطے تحقیقات کے پولیس کے پاس بھیج دیا اور رپورٹ پولیس آنے پر خارج ہونی مقدمہ کا حکم صادر کیا اس کارروائی کی صحت پر بحث تھی۔

تجویز۔ تحقیقات کا حکم حسب دفعہ ۲۰۲ قبل شروع ہونے تحقیقات کے عدالت مین ہوسکتا ہے نہ جب کہ گواہان مستغیث کا اظہار ہو چکے اور سمن جاری ہو جاوے پس حکم منسوخ ہوگا موافق قانون کے کارروائی ہونا چاہیے۔

صفحہ ۳۵۶ ایضاً ۹۔ اپریل ۱۸۸۸ء

اسکاٹ بنام الکس

ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۲۶ مجسٹریٹ اور جج ضلع بنگلور ماتحت ہائی کورٹ۔

تجویز۔ مجسٹریٹ ضلع اور سول اور سشن جج ضلع بنگلور کا مجسٹریٹ ماتحت ہائیکورٹ مدراس کے حسب معنی دفعہ ۵۰۶ ضابطہ فوجداری کے ہین۔

صفحہ ۴۰۹ ایضاً ۱۲ جولائی ۱۸۸۸ء

قیصر ہند بنام اوشا گھاسنی

مدراس کا ایکٹ میونسپلٹی ٹکس کے ادا کرنیکا طریقہ قرقی

تجویز۔ بموجب دفعہ ۲۰۱ ایکٹ ۴ ۱۸۸۴ء کے جو متعلق مدراس سے ہی استغاثہ فوجداری بالزام نہ ادا کرنے ٹکس کے اوسوقت تک نہین ہوسکتا ہی جب تک جائداد منقولہ با قیدار سے بذریعہ قرقی کے حسب ایمای دفعہ مذکور کے روپیہ نہ وصول کیا گیا ہو

صفحہ ۴۳۹ ایضاً ۹ جنوری ۱۸۸۸ء

بمقدمہ غلام محمد شفیع الدولہ

ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۹۷ جج کے اوپر الزام نسبت اون الفاظ کے جو جلاس کے وقت کسی گواہ سے کہے ہون اجازت نالش

واقعات

مستغیث نے استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی اور تکلیف رسانی کا حسب دفعات ۵۰۰ و ۵۰۴ مدعا علیہ پر جو جج خفیفہ کا تھا دائر کیا مستغیث ایک مقدمہ مین گواہ تھا ملزم نے

بہ حیثیت جج کے دوران تحقیقات مقدمہ مین وہ الفاظ جنکی شکایت ہے نسبت مستغیث کے کہے تھے مجسٹریٹ نے اس استغاثہ کی سماعت سے بدین وجہ انکار کیا کہ اوسکی بابت اجازت ہائی کورٹ یا گورنمنٹ سے حسب دفعہ ۱۹۷ ضابطہ فوجداری کے نہین لیگئی تھی بحث ہائی کورٹ مین یہہ کی گئی تھی کہ جو الفاظ تہتک آمیز ملزم نے زبان سے نکالی وہ درحقیقت بہ حیثیت جج کے نہین ہوسکتے ہین

تجویز۔ اگر عدالت سے باہر کوئی جج ایسے الفاظ استعمال کرے تو کسی اجازت کی ضرورت نہین ہے مگر جو عدالت کے اجلاس پر جب تحقیقات مقدمہ ہوتی ہے کوئی لفظ اوسکے موںھہ سے نکلے تو یہہ خیال کرنا دشوار ہے کہ وہ جج کے موںھہ سے نہین نکلا ہماری سمجھہ مین بلا اجازت کے اگر وہ الفاظ تہتک آمیز ہین نالش فوجداری نہین ہوسکتی ہے۔

صفحہ ۲۸۸ ایضاً یکم ستمبر ۱۸۸۸ء

قیصر ہند بنام احمد

ضابطہ فوجداری دفعات ۵۱۷، ۵۲۰

واقعات

احمد ملزم پر یہہ الزام تہا کہ اوسنے ایک زنجیر طلائی چورائی ہے واضح ہوا کہ مستغیثہ سے اور ایک شخص بادا سے آشنائی تھی اور احمد بھی اوسکے گھر آیا جایا کرتا تہا مستغیثہ نے وہ زنجیر بادا کو اس غرض سے دی تھی کہ احمد کو کسی مقدمہ مین ماخوذ کرا دے مجسٹریٹ نے احمد کو رہا کیا اور مستغیثہ کو حکم دیا کہ زنجیر دلائی جاوے۔

تجویز۔ جب اوس زنجیر کی نسبت کوئی جرم واقع ہونا ثابت نہین ہوا تو مجسٹریٹ کو اوسکے دلادینے کا اختیار نہ تہا ایسے حکم کا اپیل ہوسکتا ہے۔

صفحہ ۱۴۳ انڈین لا رپورٹ مدراس جلد ۱۲ ۵ ستمبر ۱۸۸۸ء

رنگاما بنام محمد علی

ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۸۸ حکم نان و نفقہ منسوخی حکم وجہ موجبہ

واقعات

محمد علی کو یہہ حکم حضور سے مجسٹریٹ کے ہوا تہا کہ وہ پانچ روپیہ ماہوار واسطے پرورش بعض

نابالغ غیر صحیح النسب کے رنگاما کو دیا کرے بعد اس حکم محمد علی نے قریب چوتھہ ماہ بعد یہہ درخواست گذرانی کہ اوسنے عورت کو سے کلیتہً بالقطع دیدیے ہیں اور اوسنے حق نان و نفقہ سے دست برداری کی ہے بعد تحقیقات کے حکم معہود ورہ سابق منسوخ کیا جاوے یہہ درخواست بدین وجہ نامنظور ہوئی کہ مجسٹریٹ کے نزدیک سائل کو استحقاق ایسی درخواست پیش کرنیکا نہ تھا۔ رنگامانے بعد ازین درخواست دلائے جانے روپیہ کی گذرانی اوس درخواست پر محمد علی نے اپنا عذر مذکورہ بالا پیش کیا یہہ عذر مجسٹریٹ نے اس بنیاد پر نامنظور کیا کہ جب تک حکم دلائے جانے نان و نفقہ کا قائم ہے اوسکے دلائے جانے سے انکار نہین کیا جاسکتا ہے سائل کو چاہیے کہ وہ اوس حکم کو منسوخ کرانے محمد علی نے درخواست نگرانی گذرانی

تجویز۔ ہماری دانست مین تجویز مجسٹریٹ صحیح نہین ہے اگر حقیقت مین عورت نے روپیہ کلیتہً لیکر دست برداری کی ہے تو اب حکم نان و نفقہ دلائے جانے کا جاری نہونا چاہیے یہہ صحیح ہے کہ ایسا صاف حکم ضابطہ فوجداری مین نہین ہے لیکن تاہم حکم اجرا نامناسب ہوگا۔

صفحہ ۲۱
ایضاً
۲۸ ستمبر
۱۸۸۱ء

گریگری بنام وداکاسی کنگانی

ایکٹ ۱۳ ۱۸۵۹ء اختیار سماعت مزدوری کرنے کی عہدشکنی

واقعات

برٹش حکومت مین ایک مزدور سے معاہدہ کام کرنیکا باہر برٹش انڈیا کے ہوا اوسنے خلاف ورزی کی مجسٹریٹ نے حکم دیا وہ روپیہ جو لیا ہے واپس کرے ورنہ قید محض رہے بحث یہہ کی گئی تھی کہ یہہ حکم قانوناً درست نہ تھا۔

تجویز۔ یہہ واضح نہین ہوتا ہے کہ معاہدہ برٹش انڈیا مین ہوا یا نہین لیکن کام کرانا باہر حدود برٹش انڈیا کے قرار پایا تھا ایسی صورت سے ایکٹ ۱۳ ۱۸۵۹ء متعلق نہین ہے رہائی ہوگی۔

صفحہ ۲۵
ایضاً
۲۳ ستمبر
۱۸۸۱ء

بمقدمہ درندی

ہائی کورٹ مدراس

ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۱۷ مال مسروقہ کی حوالگی ۔ بچھڑا گاے کا ۔ حکم سزا چور

واقعات

زید کی گاے چوری گئی بعد چوری کے ڈیڑھ سال کے بعد چور سزایاب ہوا چھ مہینہ بعد چوری کے زید نے وہ گاے خالد کے ہاتھ فروخت کی خالد نے گاے کو نیک نیتی سے خرید کیا اور آج تک اوسکے قبضہ مین وہ گاے رہی اور گاے کے ایک بچہ پیدا ہوا مجسٹریٹ نے یہہ حکم دیا کہ گاے اور بچہ اصل مالک کو دلایا جاوے۔

تجویز ۔ چونکہ بوقت چوری کے بچہ پیٹ مین نہ تھا پس حکم مجسٹریٹ نسبت دلانے بچہ کے خلاف قانون ہے کیونکہ وہ بچہ مال مسروقہ نہ تھا اوسکا بوقت سرقہ کچھ وجود تھا۔

صفحہ ۸۰ ایضاً سنہ ۱۸۶۸ع ۱۳ ستمبر

قیصر ہند بنام نراین سامی

ایکٹ فوج ۱۸۶۱ع دفعہ ۱۵۶

تجویز ۔ بموجب ایکٹ فوج ۱۸۶۱ع دفعہ ۱۵۶ کے جو شخص گروی رکھتا ہے کوئی فوج کا تمغہ وہ لایق سزا کے ہے پس جب کہ مدعا علیہ نے ہندوستانی فوج کے سپاہی سے اوسکا تمغہ گروی کیا تو وہ لائق سزا کے ہے۔

صفحہ ۱ ایضاً سنہ ۶۸ ۲۹ اگست

قیصر ہند بنام کماندو

مال کا بلا وجہ موجہ نہ اوتارنا قاعدہ گھاٹ کے

واقعات

لیسنس گھاٹ مین جو عطا ہوا تھا یہہ شرط تھی کہ مستاجر کو اوسقدر آدمی اور مال جتنا لیسنس مین لکھا ہے پار اوتارنا لازمی ہے اور اگر کوئی مستاجر اپنی کشتی کرایہ پر بلا وجہ موجہ کے نہ دیگا تو اوسکی سزا ہوگی ملزم پر یہہ الزام تھا کہ اوسنے بلا وجہ موجہ کے کشتی کرایہ دینے سے انکار کیا ملزم کا جواب یہہ تھا کہ اوسنے کشتی کرایہ پر دینے سے اسوجہ سے انکار کیا کہ وہ خود نہ ہندوستانی نہ انگریزی پڑھا تھا اور بورڈ دی کے وہ شمار نہین کرسکتا تھا اور بلا ٹیلی مین کے ذمہ داری مال کی نہین لیسکتا تھا اسوجہ سے اوسنے مال اوتارنے سے انکار کیا تھا۔

اس مقدمہ مین واضح ہوتا تھا کہ مدعا علیہ سے بہت سے سوالات مستغیث نے کی تھی۔

ہائی کورٹ مدراس

تجویز - جو وجہ ملزم نے نہ اوتارنے مال کی بتلائی وہ وجہ کافی نہین تھی - پس وہ مجرم قرار پایا - دیگر نسبت کارروائی مجسٹریٹ کے ہم یہہ تحریر کرنا چاہتے ہین کہ وہ خلاف قانون تھی مستغیث کو سوالات کرنیکا اس غرض سے ملزم سے کوئی قانون نہین ہے کہ وہ ملزم سے خود اوسکا جرم کی نسبت قبول کرواے مستغیث کو سوال کرنیکا اختیار نہ تھا اور عدالت کا اختیار بھی [illegible] غرض سے سوال کرنے لیئے ہے کہ ملزم اپنی صفائی بتلا سکے نہ کہ جرم کے نسبت اقبال کرے

صفحہ ۱۲۶ ایضاً [illegible]ء ۲۹ دسمبر

بمقدمہ تن منڈلی

مداخلت قبرستان مقام پرستش زنا دفعات ۲۹۵ و ۲۹۷ تعزیرات ہند

واقعات

ایک فقیر کی قبر کے احاطہ کے اندر ملزم ایک ہندو ایک عورت کے ساتھ ۹ بجے رات کے زنا کرتا پکڑا گیا مجسٹریٹ درجہ اول نے [illegible] حسب دفعہ ۲۹۵ تعزیرات ہند کے کی ضلع مجسٹریٹ کی یہہ رائے ہوئی کہ ملزم کی نیت صرف چھپ کر کام کرنیکی تھی نہ کسی فرقہ یا جماعت کی مذہبی توہین کی - وقت ایسا تھا کہ جسوقت ملزم یہہ خیال کر سکتا تھا کہ کوئی اوسکو دیکھیگا نہین یا دیکھیگا اور اسی غرض سے وہ [illegible] گیا تھا پس حکم سزا قائم رہنے کے لائق نہین ہے تین ماہ کی قید سخت کا حکم ہوا تھا -

تجویز - ہماری دانست مین [illegible] ضلع مجسٹریٹ کی درست ہے کوئی نیت اوس قسم کی نہ تھی جسکا ذکر دفعہ ۲۹۵ مین ہے مگر ہم یہہ تجویز کر سکتے ہین کہ محض ایک قبر ہونے سے بلا کسی شہادت کے وہ جگہہ پرستش کی جا ایسی سمجھی جاوے جسکا ذکر دفعہ ۲۹۵ مین ہے مگر حکم سزا حسب دفعہ ۲۹۷ درست ہوگا کیونکہ مداخلت بیجا مقبرہ مین ملزم نے ضرور کی سزا سخت ہی ایک ماہ کی کافی ہوگی -

---

صفحہ ۱۳۱ ایضاً [illegible]ء ۱۷ دسمبر

قیصر ہند بنام لودایا

ایکٹ اسلحہ [illegible]ء دفعات ۵ و ۱۹

واقعات

مدعا علیہ پر یہہ الزام تھا کہ اوسنے خلاف ورزی احکام دفعہ ۱۹ - ایکٹ اسلحہ کی کی یعنی اوسنے لیسنس صرف بندوق چقماق کا حاصل کیا تھا اور بندوق ٹوپی دار اوسکے قبضہ مین پائی

گئی اس جرم مین جرمانه ملزم پر ہوا تھا۔
تجویز۔ ہماری سمجھه مین حکم سزا درست نہین ہی نوعیت بندوق سے کچھه تعلق نہین ہے ایک بندوق اوسکے پاس تھی اور اوسکی بابت لیسنس موجود تھا دفعه ۱۹۔ نظیر بحالات متعلق نہین ہے۔

صفحه ۱۵۴ ایضاً ۱۹ جنوری ۱۸۸۶ع

بمقدمه ونکٹا چار اپلی

دفعه ۱۹۵۔ ضابطه فوجداری۔ رجسٹرار۔ عدالت۔ جعلی دستاویز بنانا۔ اجازت نالش

واقعات

اس مقدمه مین ملزم پر یهه الزام تھا که اوسنے ایک جعلی دستاویز رجسٹری کرائی مجسٹریٹ اور نیز سشن جج کے روبرو یهه عذر منجانب ملزم کیا گیا که چونکه سب رجسٹرار کی اجازت حاصل نہین کی گئی پس کل کارروائی ناقص ہی امر تجویز طلب اس مقدمه مین یهه تھا که آیا سب رجسٹرار جب که کارروائی دفعه ۴۱ ایکٹ رجسٹری کی کر رہا ہو حسب اغراض دفعه ۱۹۵ ضابطه فوجداری ایک عدالت ہی یا نہین۔
تجویز دفعه ۱۹۵ ضابطه مین لفظ عدالت کا عام لکھا ہی وہ مخصوص کسی خاص عدالت پر نہین ہی سب رجسٹرار بعض صورتون مین اپنے اطمینان کی غرض سے شہادت لیسکتے ہین پس وہ عدالت کے لفظ مین داخل ہین اور اجازت اونکی ضرور تھی حکم سزا کی منسوخ ہوا۔

صفحه ۱۹۶ ایضاً یکم مارچ ۱۸۸۶ع

قیصر ہند بنام پدو تمر تکنم

سرقه۔ جائداد مشترکه

واقعات

ملزم لڑکا ۱۰ سال کا ہی اوسنے باپ کے کارخانه سے ایک گاڑی لیکر بیچڈالی اور زر ثمن کا خود متصرف ہوا ان امور کی بابت باپ کو علم نه تھا جواب یهه تھا که وہ خود خاندان مشترکه کا ایک ممبر تھا اور اوس گاڑی کا بھی مالک تھا باپنے دوسری شادی کر لی اب ہماری خبرگیری نہین کرتا ہی اور اوسنے ایک جزو قیمت خود تصرف کیا باقی اپنی خاص مان کے پاس بھیجدیا تھا مجسٹریٹ کی یهه رای ہوئی که بلحاظ جمله حالات کے ملزم نے تصرف نیک نیتی سے حق اپنا سمجھکر کیا ہی ملزم رہا ہوگا

تجویز۔ یہہ ممکن ہی کہ جائداد مشترکہ کی بابت بیجا جرم سرقہ ایک شریک کرسکے جب وہ مال کو خود بلا شرکت دوسرے کے تصرف کرے۔ حکم برائت منسوخ ہوگا مقدمہ تحقیقات کو واپس ہوا بدنیتی کی تجویز کرنا ضرور رہی۔

صفحہ ۲۱۶ ایضاً ۱۸۸۴ء ۲۲ مارچ

قیصر ہند بنام **بودر بھائی**

ایکٹ ۱۸۸۴ء دفعات ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۸ ایکٹ میونسپلٹی مدراس لیسنس دوکان قصاب

واقعات

میونسپل جماعت نے حسب ایکٹ میونسپلٹی مدراس کے بعض اشخاص کو لیسنس اسوجہ سے نہین دیا کہ انہوں نے ایک خاص مقام معینہ مین دوکان قصابی کے رکھنے سے انکار کیا تہا۔

تجویز۔ دوکان قصاب کی خانگی بازار کے لفظ مین داخل نہین ہی پس حکم میونسپل جماعت کا خلاف اختیار کے تھا۔

صفحہ ۲۱۸ ایضاً ۱۸۸۴ء یکم اپریل

مقدمہ ملرد

ازدواج مکرر دفعات ۱۰۳ و ۴۹۴ کرشٹان شادی دوسری کرنا

واقعات

ہندہ اول ایک تحط مین عیسائی ہوگئی تھی اور اوسکا بپتسمہ بھی ہوگیا تہا بعد اوسکے وہ لڑکی پھر اپنے خاندان ہنود مین آملی اوسکی شادی بعد ازین ایک ہندو کے ساتھہ ہوگئی خاوند مذکور کو جب حال عیسائی ہونیکا معلوم ہوا تو اوسنے اوسکے ساتھہ محبت کم کردی اور یہہ کہا کہ اگر اوسکو ایسا پیشتر سے معلوم ہوتا تو وہ کبھی شادی نہ کرتا بعد ازین ہندہ پھر عیسائی ہوگئی اور ایک پادری نے زندگی مین اوسکے ہندو خاوند کے شادی اوسکی ایک عیسائی سے کردی۔

تجویز۔ جسوقت کہ شادی عیسائی سے کی گئی اوسوقت شادی اوسکی ہندو شوہر سے جائز اور برقرار تھی پس ملزمہ ضرور مجرم ازدواج مکرر کی ہی اور پادری اعانت کا مجرم ہے۔

صفحہ ۲۰۰ ایضاً ۱۸۸۴ء ۱۸ مارچ

قیصر ہند بنام **کوتایا**

تعزیرات ہند دفعات ۲۲ و ۳۷۸ و ۳۷۹ سرقہ جائداد منقول

واقعات

ایک اراضی بنجر بلا لگانی سے ملزمان نے کچھ مٹی کھود لی اور فوراً چند گاڑی مٹی کی لیگئے ان واقعات پر ملزمان کو سزا بجرم سرقہ ہوئی۔ بحث یہہ تھی کہ آیا حکم سزا درست ہی یا نہین

تجویز۔ ہماری رائے مین جرم سرقہ صادق نہین آتا ہی مٹی مال منقولہ متصور نہین ہو سکتی ہی مال منقولہ کی تعریف دفعہ ۲۲ تعزیرات ہند مین ہی وہ درست نہین آتی ہی۔ ملزم رہا ہوگا

صفحہ
انڈین ا
کلکتہ
سنہ
۲۰ جو

مقدمہ ایشر چندر گوہو

حلف دروغی اقرار حلفی تصدیق روبرو ڈپٹی مجسٹریٹ دفعات ۱۹۳ و ۱۹۹ تعزیرات ہند

واقعات

ایک ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو ملزم نے اس مضمون کی درخواست گذرانی کہ اوس مقدمہ کی کارروائی جو بمقابلہ اوسکے ہوتی ہی ملتوی کیجاوے کیونکہ درحقیقت خود ڈپٹی مجسٹریٹ موصوف اوس مقدمہ مین مستغیث ہین اور انتقال مقدمہ کی درخواست عدالت ضلع مجسٹریٹ سے منظور ہو چکی ہی حکم ابھی تک اس عدالت مین نہین آیا ہی اس درخواست کے ساتھ ایک بیان حلفی سائل نے پیش کیا تھا جسمین یہہ ذکر تھا کہ یہہ مقدمہ خاصکر ڈپٹی مجسٹریٹ کی تحریک سے پیدا ہوا ہی اس بیان حلفی کی تصدیق ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو ہوئی تھی مجسٹریٹ ضلع نے حسب درخواست ڈپٹی مجسٹریٹ کے اجازت نالش دفعہ ۱۹۹۔ سائل پر دی کیونکہ اوسنے عدالت کی کارروائی مین ایک بیان حلفی غلط داخل کیا تھا ہائی کورٹ مین اوس کارروائی کی منسوخی کی درخواست گذری جو بنا ے اس اجازت کے دائر ہوئی تھی۔ بحث یہہ کیگئی کہ ڈپٹی مجسٹریٹ کو تصدیق حلفنامہ کا اختیار نہ تھا لہس کوئی حلف دروغی نہین ہوئی

تجویز۔ ہمنے کل ضابطہ فوجداری کو دیکھا اور دریافت کیا مگر کہین اوسمین ذکر اوخال تصدیق حلفنامہ کا نہین ہی ڈپٹی مجسٹریٹ کو بس قانوناً کارروائی فوجداری مین تصدیق حلفنامہ اور قسم کھلانیکا کوئی اختیار نہ تھا لہس الزام حلف دروغی قائم نہ رہیگا۔

صفحہ
ا
سنہ
۶-۲

مقدمہ اومیش چندر کار

ہائی کورٹ کلکتہ

امر باعث تکلیف عام تعزیرات ہند دفعات ۲۶۸ و ۲۸۳ و ۲۹۰ ایک ندی پر مزاحمت کرنا

واقعات

مدعاعلیہم نے مچھلی مارنے کی غرض سے بانس کا باندہ بہار و ندی مین جسمین ناؤ تجارتی چلتی ہین لیا باندہا کہ کل چوڑائی ندی کی اوس سے بندہ گئی ایک طرف کو ملزمان نے مختصر راستہ ناؤ کے نکلنے کی غرض سے کھولدیا تھا کہ جب کوئی ناؤ آتی تھی وہ راستہ کھولکر نکالدیجاتی اور پھر دروازہ بند کرلیا جاوے ان واقعات پر ملزمان کو سزا حسب دفعہ ۲۸۳ تعزیرات ہند کے ہوئی ہائی کورٹ مین یہہ بحث کی گئی تھی کہ جب کسی خاص شخص کی مزاحمت نہین کیگئی تو جرم دفعہ ۲۸۳ عائد نہین ہوتا

تجویز۔ اسمین شک ہوسکتا ہی کہ جرم دفعہ ۲۸۳ ۔ ان واقعات پر قرار دیا جاسکتا ہی یا نہین مگر جرم دفعہ ۲۹۰ ۔ تعزیرات ہند کا بہر نوع صادق آتا ہی فعل ملزمان داخل امر باعث تکلیف عام ہی دفعہ ۲۶۸ ۔ تعزیرات ہند ملاحظہ طلب ہے سزا ئے ۵۰ روپیہ جرمانہ جو عائد کی گئی وہ ۔ انسد نہین ہے ۔

صفحہ ۲۰۰ ایضاً ۲۲ جون ۱۸۸۷ء

قیصر ہند بنام شیام لال

خلاف نالش ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۹۱ سماعت جرم کی اشتباہ پر تعزیرات ہند دفعہ ۲۱۱ پولیس رپورٹ الزام غلط استغاثہ تحقیقات استغاثہ کی

واقعات

۱۵ ۔ مارچ ۱۸۸۷ء کو شیام لال نے پولیس مین اطلاع کی کہ منی لال وغیرہ نے اوسکی فصل کھیت کی لوٹ لی ہی پولیس نے تحقیقات معاملہ کی اور یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ منی لال نے فصل بوئی تھی اور وہ اپنے استحقاق پر استدلال کرتا ہی دعوی غلط ہی ۴ ۲ ۔ مارچ ۱۸۸۷ء کو اس رپورٹ پر مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ مدعاعلیہ شیام لال پر مقدمہ دفعہ ۲۱۱ کا قائم کیا جاوے اوسی تاریخ شیام لال نے ایک سوال دیا کہ اوسکے استغاثہ کی تحقیقات عمل مین آوے اور گواہان اوسکے سماعت کیے جاوین مگر یہہ درخواست مجسٹریٹ نے نامنظور کی اور ایک درخواست دو تین روز بعد شیام لال نے گذرانی وہ بھی نامنظور ہوئی ہائی کورٹ مین سشن جج نے یہہ مقدمہ اس سفارش سے بھیجا کہ کارروائی خلاف سائل کے بلا تحقیقات اوسکے استغاثہ کے خلاف قانون اور نامناسب کی گئی ۔

تجویز۔ پیتھرام چیف جسٹس ۔ تین سوال واسطے تجویز کے اس مقدمہ مین ہین ۔ انمین

آیا بجوڑ خواستین کہ مستغیث نے واسطے تحقیقات معاملہ کے گذرانین وہ درحقیقت ایک استغاثہ تھین اور مجسٹریٹ کو اوسکی تحقیقات کرنا لازمی تھی۔ ۲ نمبر۔ آیا مجسٹریٹ کو محض پولیس رپورٹ پر حکم تحقیقات دفعہ ۲۱۱ کے دینے کا منصب تھا یا نہین۔ ۳ نمبر۔ آیا اگر ایسا اختیار تھا تو مجسٹریٹ نے اوس اختیار تمیزی کو احتیاط سے استعمال کیا یا نہین۔ بنسبت امر اول کے ہماری دانست مین عرضی جو شیام لال نے مجسٹریٹ کے روبرو گذرانی وہ استغاثہ تھی اور ہماری سمجھ مین مجسٹریٹ کو اوسکے اوپر تحقیقات کرنا لازمی تھی۔ بنسبت دوسرے امر کے ہماری سمجھ مین مجسٹریٹ کو اختیار تھا کہ پولیس رپورٹ پر ایسا حکم صادر کرتے۔ بنسبت تیسرے امر کے ہماری راے مین مجسٹریٹ نے اختیار تمیزی کو بجا طور پر استعمال نہین کیا ہماری دانست مین جب پولیس رپورٹ سے جو کسی دوسرے مقدمہ مین پیش ہوئی ہو یہہ اشتباہ ہو کہ کوئی اور جرم واقع ہوا ہے تو مجسٹریٹ کو حسب دفعہ ۱۹۱ تحقیقات اوس جرم کے کیے جانے کا اوسوقت تک حکم نہ دینا چاہیے جب تک کہ شخص مظلوم استغاثہ باضابطہ روبرو مجسٹریٹ کے پیش نہ کرے یا جب تک کہ اوس معاملہ خاص کے بابت پولیس سے رپورٹ نہ طلب کیجاوے مقدمات خلاف نالش مین اوسوقت تک کارروائی کرنا مناسب نہوگی جب تک کہ اصل جرم کی تحقیقات ہو کر فیصل نہوا ہو یا مستغیث نے اوسکی پیروی سے دست برداری کی ہو اور اوسکو موقع اوسکے ثابت کرنے یا دست برداری کرنیکا دیا گیا ہو۔

نارس صاحب جج۔ ہم سشن جج کی سفارش سے اتفاق کرتے ہین (جنہوں نے ہم صاحب سے عام طور پر اتفاق کرنے کے بعد تجویز کیا) ضروری اجرا واسطے قائم کرنے جرم دفعہ ۲۱۱ کے یہہ ہین۔ ۱ نمبر۔ استغاثہ بارادہ ایذا رسانی کیا گیا۔ ۲ نمبر۔ استغاثہ جھوٹھا تھا۔ ۳ نمبر استغاثہ بلا وجہ موجہ کیا گیا یعنی بدنیتی سے کیا گیا تھا۔ تو اب یہہ امر نتیجہ ضروری نہین ہے کہ اگر کسی شخص نے پولیس مین چوری کا الزام لگایا اور بعد اسکے کہ پولیس نے استغاثہ کو غلط قرار دیا اوسنے کوئی کارروائی مجسٹریٹ کے روبرو نہین کی تو گویا اوسنے استغاثہ کو بیجا تسلیم کیا اور اوس سے دست برداری کی یہہ ممکن ہے کہ اوسنے الزام جرم کا کسی شخص کی اطلاع پر لگایا ہو اور دوران تحقیقات پولیس مین اوسکو اس بات کا یقین ہوا ہو کہ جس شخص نے اطلاع دی تھی اوسکو غلطی واقع ہوئی یا فرض کیجیے کہ اوسنے خود اپنے آپ استغاثہ ایک شخص پر کیا اور پولیس کی تحقیقات کے بعد اوسکو خود یقین ہوا کہ اوسکی شناخت مین غلطی تھی یا جو مال ملزم لیگیا وہ اوسکو درحقیقت اپنا سمجھتا تھا

ہائیکورٹ کلکتہ

تو ایسی صورت میں محض اسوجہ سے کہ مجسٹریٹ کے روبرو استغاثہ نہیں کیا گیا یہہ خیال کرنا کہ استغاثہ غلط تھا اور جرم دفعہ ۲۱۱ کا واقع ہوا مناسب نہیں ہی ولسن صاحب و رگہوس صاحب نے عام طور پر اتفاق کیا۔

قیصر ہند بنام کارتک چندر داس

صفحہ ... ریفرنس ... ۲۰ جولائی

شہادت منظوری شہادت سزاے سابقہ بغرض اثبات جرم ایکٹ شہادت دفعہ ۵۴ ضابطہ فوجداری دفعہ ۳۱۰

تجویز حسب دفعہ ۵۴ ایکٹ شہادت سزاے سابقہ ملزم ان امورتون میں شہادت مقابلہ ملزم کے بطرف سزا کے لیے خیال نہیں کی جا سکتی ہے۔

ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام نندرام وغیرہ

ہائیکورٹ الہ آباد جلد ... صفحہ ۶۰۹ ... ۳۰ اپریل

بیضابطگی قبول کرنے شہادت ماسبق میں جو پہلے مقدمہ میں لی گئی ۔ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۵۳ و ۵۳۷ ایکٹ شہادت اول ... دفعات ۱۳۸ و ۱۶۷

واقعات

یہہ ایک مقدمہ بلوہ کا ہے جسمین ہندو اور مسلمان دونون فریق تھے اور دو مقدمے ... سزایاب ہوئے جبکہ مسلمانون کا مقدمہ پیش تھا اوسوقت مین جو ہندو ہان کا اظہار ... لیا گیا بعد ختم ہو جانے مقدمہ کے جو مسلمانون پر تھا فریق ہندوان کی تجویز عمل میں آئی صاحب مجسٹریٹ مجوز مقدمہ نے بجاے اسکے کہ اظہار گوہان لیا جاوے نقول و مقدار اظہار گواہان کے جو منجانب سرکار لیگئی تھی شامل مسل کی اور وہ گواہ کو پڑھ کر سنادی گئی اور بعد ... اسکے جرح منجانب ملزمان کے ہوئی ۔ اور اب یہہ بحث کی گئی ہے کہ درحقیقت کوئی سوال فریق اول کا بمقابلہ ملزمان نہیں ہوا بس تجویز ثبوت جرم قابل منسوخی ہے۔

تجویز - یہہ مقدمہ ہمارے روبرو بصیغہ نگرانی پیش ہی اور بحث یہہ ہی کہ آیا ہمکو دست اندازی کرنا چاہیئے یا نہیں۔ منجانب سائلان یہہ بحث ہی کہ بموجب دفعہ ۱۳۸ قانون شہادت کے پہلے سوال فریق اول کا ہونا چاہیئے تھا اور بعد اوسکے جرح ۔ اور بموجب دفعہ ۳۵۳ ضابطہ فوجداری کے شہادت حاضری ملزم مین لی جانی چاہیئے تھی اور منشاء عذرات یہہ

چونکہ سوال فریق اول مین ہوئے تو جرح قانوناً منجانب فریق ثانی نہین ہو سکتی ہے اگرچہ
یہہ بیضابطگی منجانب مجسٹریٹ ہوئی مگر اس بنیاد پر فیصلہ قابل منسوخی نہین تصور کیا جا سکتا
ہے جب گواہ کے روبرو وہ اظہار پڑہ دیا گیا تہا اور کچہہ عذر نہین کیا گیا بلکہ سوالات
جرح کئے گئے تو سوالات جرح سے ہی واقعات قابل ثبوت جرم پیدا ہوئے اور
یہہ بیضابطگی حسب منشار دفعہ ۵۳۷ درست ہو گی پس دستاندازی نہو گی۔

ہائیکورٹ الہ آباد جلد ۹
صفحہ ۶۲۵
[illegible] ۱۸۸۷ع

قیصر ہند بنام بشیشر

بلوہ۔ ضرر شدید در میان بلوہ کے۔ غرض مشترک۔ دفعات ۱۴۷ و ۱۴۹ و ۳۲۵ تعزیرات ہند۔

واقعات

مسٹر ٹرنر منجانب ایک شریک جایداد غیر منقولہ کے تحصیل ایک موضع کو گئے دوسرے
شریک نے اس غرض سے کہ مسٹر ٹرنر تحصیل نہ کر سکین آدمی بہیجے منجملہ اونکے ایک شخص ناتہہ
پانڈے نے معہ چند اشخاص کے جنکی تعداد پانچ سے زیادہ تہی لاٹہی باندہے ہوئے آکر مسٹر
ٹرنر کو گہیر لیا اور کہا کہ ہم تو صاحب کو مارینگے مسٹر ٹرنر کے چند ضرب لاٹہی کے لگائی گئین
ملزمان نے وہ ضربات لگائین تہین ان واقعات پر جملہ ملزمان کے حسب دفعات ۳۲۵ و
۱۴۹ سزا جرم ضرر شدید اور بلوہ دونون مین ہوئے ہر جرم مین علحدہ سزا اور سزا
ایک بعد دوسرے کے شروع ہونے کا حکم ہوا بحث یہہ تہی کہ جب یہہ صریح ثابت ہے کہ
ایک شخص نے ضرر شدید پہونچائی تو کیا محض بوجہ موجودگی کے جملہ دیگر شرکا مجمع خلاف
قانون مستوجب سزاے ضرر شدید کے ہین۔

تجویز۔ ہماری دانست مین جملہ اشخاص مجرم ہر دو دفعات تعزیرات ہند کے
ہین محض اسوجہ سے کہ ایک خاص شخص نے ضرب پہونچائی دوسرے شرکا بری الذمہ
نہین ہو سکتے ہین دفعہ ۱۴۹ تعزیرات ہند سے کوئی خاص جرم پیدا نہین ہوتا ہے
بلکہ اوس دفعہ کی منشار یہہ ہے کہ یہہ امر صاف ظاہر ہو جاوے کہ جو شخص اوس دفعہ
کے احکام کے اندر داخل ہو جاوے وہ یہہ جواب ہی نہین کر سکتا ہے کہ اوس نے اپنے
ہاتہہ سے کوئی ضرب نہین پہونچائی حکم سزا صحیح ہے کسی ملزم کو چہہ برس سے زاید سزا۔

انڈین اللہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵۲۳ ۲۷ - اپریل ۱۸۸۷ء

نہین دیگئی ہے پس اگر دفعہ ۱۷ - تعزیرات ہند کا تعلق نہین سمجہا جاوے تو ایک جرم قرار سے زائد کی سزا نہین ہوئی ہے
اپیل ڈسمس ہوا

قیصر ہند بنام کرپال سنگہ

اختیار سماعت ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۸۰ "ڈکیتی کا برٹش انڈیا مین واقع ہونا" ملک غیر مین مال مسروقہ کا قبضہ

واقعات

اس مقدمہ مین مدعا علیہ پر جو ساکن گوالیار کے علاقہ کا تہا یہ جرم تہا کہ اوسنے ڈاکہ زنی کی اور مال جو ڈاکہ سے حاصل ہوا تہا اوسکو مسروقہ جانکر اپنے قبضہ مین رکہا نسبت ڈاکہ زنی کے جو برٹش انڈیا کے حدود کے اندر واقع ہوئی تہی (جالون کے ضلع مین) عدالت ماتحت کی یہ رائے ہوئی کہ نسبت ملزمان کے ثبوت کافی نہین ہے مگر اونکے قبضہ سے مال مسروقہ برآمد ہونا ثابت ہے پس عدالت سے بجرم دفعہ ۴۱۲ - تعزیرات ہند کے سزا ہوئی -

تجویز - اس امر کا ثبوت کچہہ نہین ہے کہ ملزمان رعایا برٹانیہ ہین وہ رہنے والے علاقہ گوالیار کے ہین اس امر کا بہی ثبوت نہین ہے کہ برٹش انڈیا کی حدود کے اندر مال مسروقہ اونکے قبضہ مین کبہی تہا صرف یہ امر ثابت ہے کہ ملزم کے قبضہ مین مال مسروقہ علاقہ گوالیار مین تہا پس ہماری سمجہہ مین ملزم کی نسبت تجویز کا اختیار عدالت برٹش انڈیا کو نہین حاصل ہے حکم سزا منسوخ ہوگا -

---

ایضا صفحہ ۵۲۵ ۱۳ - مئی ۱۸۸۷ء

قیصر ہند بنام گارڈن

فرد جرم اضافہ فرد جرم تبدیل فرد جرم ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۲۷

واقعات

اس مقدمہ مین مدعا علیہ مسٹر گارڈن پر یہہ الزام تہا کہ اوسنے جعلی دستاویز بنائی دفعہ ۴۶۷ و ۴۷۱ - تعزیرات ہند یہہ مقدمہ صیغہ ابتدائی فوجداری ہائیکورٹ مین پیش تہا بعد ہوجانے اظہارات گواہان سرکاری اور بیان ملزم کے منجانب وکیل ملزم یہہ حجت

کی گئی کہ کوئی جرم ثابت نہین ہے مسٹر اسٹریٹ صاحب جج نے حکم دیا کہ ملزم پر جرم
حلف دروغی کا حسب دفعہ ۱۹۳ فرد جرم مین اضافہ کیا جاوے اسپر منجانب ملزم عذر اٹھا
ہوا اور یہہ بحث کی گئی کہ حسب دفعہ ۲۲۷ ضابطہ فوجداری عدالت صرف تبدیل فرد جرم
کرسکتی ہے اضافہ جرم کے کرنیکا اختیار نہین ہے۔
تجویز۔ ہماری دانست مین اضافہ کرنا ہی تبدیل مین داخل ہے جرم اضافہ کیا گیا

صفحہ ۶۶۶
انڈین لا رپورٹ
الہ آباد جلد ۹
۱۰ اپریل ۱۸۸۷ع

سرکار بنام مرلی

ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۰۳ اظہار مدعی استغاثہ کی تصدیق تعزیرات ہند دفعہ ۴۰۶

واقعات

مستغیث نے بذریعہ ایک عرضی تحریری کے استغاثہ جرم خیانت مجرمانہ کا مدعا علیہ پر لگایا
اس استغاثہ کے گذرنے پر مستغیث کا بجاے اظہار لینے کے صرف اس قدر بیان پشت
استغاثہ پر تحریر ہوا کہ بیان مندرجہ استغاثہ ہذا صحیح ہے یہہ بیان حلف سے ہوا تھا۔ استغاثہ
مین یہہ ذکر تھا کہ مدعا علیہ کے سپرد وصول بعض رقوم کی خدمت تھی وہ حساب نہین دیتا ہے
اوسنے کچھ روپیہ وصول کرلیا ہے کسی خاص رقم کے تغلب کا اور بے ایمانی سے تصرف کا الزام
نہ تھا مجسٹریٹ نے اوس قدر اظہار مستغیث کے مدعا علیہ سے جو وکیل عدالت تھا کیفیت طلب
کی مدعا علیہ نے کیفیت اپنی معہ راے چند وکلا کے جن سے یہہ ثابت ہوتا تھا کہ جرم خیانت
مجرمانہ بلحاظ حالات بیان کردہ کے عائد نہین ہوتا ہے پیش کردی اس کیفیت کے ملاحظہ
کے بعد مجسٹریٹ نے مقدمہ خارج کردیا اور اس حکم کی ناراضی سے درخواست نگرانی گذری۔
تجویز۔ ہماری دانست مین کوئی حکم مین مجسٹریٹ کے نقص قانونی نہین ہے دفعہ ۲۰۳
کے بموجب قبل اسکے کہ کوئی حکم دیا جاوے استغاثہ پر اظہار قلمبند کرنا مستغیث کا ضرور ہے
اس حکم کا منشا صرف اس قدر ہے کہ مجسٹریٹ کو کارروائی کرنے کی غرض سے ایک حلفی بیان
ملجاوے تاکہ درصورت غلط بیان اور جھوٹے ہونے استغاثہ کے مستغیث پر الزام قائم ہوسکے
ہماری سمجھ مین جو بیان کہ پشت عرضی پر ہوا اظہار حسب معنی دفعہ ۲۰۳ کے تھا اور احکام
قانونی کی تعمیل کے لیئے کافی تھا۔
استغاثہ مین کسی خاص رقم کے تغلب کرجانیکا ذکر نہین ہے صرف نہ سمجھانے حساب کی شکایت

ہے اور درحقیقت استغاثہ صرف واسطے تفہیم حساب کے دائر ہونا پایا جاتا ہے پس کوئی وجہ کارروائی مزید کی نہ تھی نہ خیانت مجرمانہ کا الزام عائد ہوسکتا ہے۔ مجسٹریٹ نے کیفیت مدعا علیہ سے بیجا طلب کی اور رائے وکلا بر لحاظ خلاف قانون کیا۔

صفحہ ۲۰ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۹ ماہ جنوری ۱۸۸۷ء

قیصر ہند بنام رایا دینگ

ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۰۹ اظہار ڈاکٹر تصدیق بمقابلہ ملزم شہادت مستغیث کا کام ثابت کرنا ہر جزو بیان قیاس قانونی دفعہ ۱۱۴ ایکٹ شہادت

واقعات

ہائی کورٹ سشن فوجداری مین ایک اظہار ڈاکٹر جو مجسٹریٹ نے قلمبند کیا تھا بطور شہادت کے پیش منجانب مستغیث کیا گیا ڈاکٹر صاحب موصوف واسطے اظہار کے ہائی کورٹ مین طلب ہوکر نہین آئے تھے اظہار ڈاکٹر صاحب پر دستخط ڈاکٹر صاحب و مجسٹریٹ کے تھے مگر اوسپر یہہ تحریر نہ تھا کہ یہہ بیان ڈاکٹر صاحب کا بمقابلہ ملزم تحریر ہوا اور تصدیق کیا گیا کوئی شہادت بھی اس امر کی نہ تھی کہ وہ بیان اوسطرح تحریر اور تصدیق ہوا تھا۔ منجانب مدعا علیہ اس بیان کی شہادت مین لئے جانیکا عذر ہوا۔

تجویز۔ بموجب دفعہ ۵۰۹ ضابطہ فوجداری کے یہہ ضرور ہے کہ وہ اظہار ڈاکٹر صاحب بموجودگی ملزم لیا اور تصدیق کیا جاوے مستغیث کو ہر جزو اپنے بیان کا ثابت کرنا مقدمہ فوجداری مین ضرور ہے تو جب تک کہ مسل سے خواہ کسی اور شہادت سے یہہ واضح نہو کہ بیان مذکور بموجودگی ملزم لیا گیا وہ بیان داخل شہادت نہین ہوسکتا ہے ہمکو حوالہ دفعہ ۱۱۴ قانون شہادت کا دیا گیا ہے کہ عدالت کو قیاس کرنا چاہیئے کہ ایسا ہوا ہوگا مگر ایسا قیاس کرنا لازمی نہین ہے اور ہم ضرور نہین سمجھتے ہین کہ ایک مقدمہ فوجداری مین جسمین مستغیث کا کام ثابت کرنا ہے اس قسم کا قیاس کرین۔

صفحہ ۴۳ انڈین لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۴ ماہ اگست ۱۸۸۶ء

مقدمہ عرضی باسدیو سرما

واقعات

ایک مقدمہ مین مدعا علیہ پر یہہ الزام تہا کہ اوسنے ایک ہاتہی سرکاری کو جو جنگل مین تہا تصرف بیجا کیا مجسٹریٹ نے جرم تصرف بیجا کا مدعا علیہ پر ثابت قرار نہین دیا اور اوس الزام سے اوسکو بری کیا لیکن ہاتہی سرکار کو دلا دیا ملزم نے ہائیکورٹ مین نگرانی کی ۔

تجویز حسب دفعہ ۵۱۷ صرف اوسی صورت مین حکم دلائے جانے مال کا ہوسکتا ہے جبکہ اوس مال کی نسبت جرم کا ہونا ثابت ہوتا ہو بموجب خود تجویز مجسٹریٹ کے کوئی جرم اس مال کی نسبت واقع نہین ہوا پس حکم مجسٹریٹ خلاف قانون تہا منسوخ ہوگا مگر ویسی مال کی نسبت ہم بہی حکم نہین دیسکتے ہین ۔

صفحہ ۵۲ انڈین لا ریپورٹ الہ آباد جلد ۲۲ اکتوبر

قیصر ہند بنام **چہٹو**

رہائی شہادت مزید شہادت قلمبند شدہ اطلاعنامہ

واقعات

اس مقدمہ مین سائل ملزم پر یہہ الزام تہا کہ اوسنے مال مسروقہ دیدہ و دانستہ اپنے قبضہ مین رکہا ڈپٹی مجسٹریٹ نے بعد قلمبند کرنے شہادت کے جو منجانب سرکار پیش ہوئی مدعا علیہ کو رہا کیا اور ایک دوسرے شخص پر مقدمہ اشتمال مال مسروقہ کا قائم کیا اور بعد لینے شہادت کے اوسکو سزا کا حکم دیا برطبق اپیل کے صاحب جج کی یہہ رائے ہوئی کہ اپیل ڈسمس ہونا چاہیے اور سائل پر ثبوت کافی تہا اور رہائی بیجا ہوئی چنانچہ صاحب جج نے اطلاعنامہ بنام سائل بدین مضمون جاری فرمایا کہ وہ وجہ اس بات کی ظاہر کرے کہ کیون اوسکی تجویز دوبارہ نکیجاوے سائل نے حاضر ہوکر وجہ ظاہر کی مگر وہ منظور نہوئی اور مقدمہ واسطے تحقیقات اور تجویز کے سپرد جنٹ مجسٹریٹ کے کیا گیا جنہون نے سائل کو اوسی شہادت پر جو ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو قلمبند ہوئی تہی حکم سزا کا صادر کیا سائل نے اپیل ضلع جج کے حضور مین کیا صاحب جج نے اپیل کو بلا طلبی مسل کے نامنظور کیا اس حکم سے نظر ثانی ہائیکورٹ مین ہوئی ۔

تجویز ۔ ہماری سمجہہ مین صاحب جج کو اس اپیل کا فیصلہ کرنا نہین چاہیے تہا صاحب جج نے برطبق اپیل دوسرے ملزم کے بلے مخالف سائل کی شہادت قلمبند شدہ پر قائم کرلی تہی نامنظوری اپیل کی اونہون نے بیجا کی اونکو چاہیے تہا کہ اس عدالت کو واسطے انتقال مقدمہ اپیل کے تحریک کرتے ہم اسی وجہ پر مقدمہ مین حکم منسوخی فیصلہ

صاحب جج کا صادر کرتے مگر منجانب سایل ایک عذر اہم یہہ ہوا ہے کہ صاحب جج کو اختیار تحقیقات مزید کا اونھین واقعات پر جب دیگر شہادت بہم پہنچنے کی امید نہ تہی نہین تہا اور جو کارروائی کہ اوس حکم کے بموجب ہوئی وہ کالعدم تہی لہذا یہہ سوال واسطے تجویز اجلاس کامل کے بہیجا جاویگا۔ آیا جب ملزم کی رہائی حسب دفعہ ۲۰۳ ضابطہ فوجداری ہوچکی ہو تو آیا ہائیکورٹ یا کورٹ آف سشن کو اختیار حسب دفعہ ۴۳۶ تحقیقات مزید کیئے جانے کا اوسی شہادت پر ہے یا نہین اور آیا مجسٹریٹ ضلع اوسی شہادت پر حسب دفعہ مذکور تجویز مقدمہ کرسکتے ہین یا تجویز کیئے جانے کا حکم دیسکتے ہین یا نہین۔

اجلاس کامل سے تجویز ذیل ہوئی۔

ہماری دانست مین ایسا اختیار مجسٹریٹ ضلع اور سشن جج اور ہائیکورٹ کو حاصل ہے مگر ایسے اختیارات کے استعمال مین مجسٹریٹ اور سشن جج کو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ اول تو اطلاع وجہ ظاہر کرنے کی ملزم کو دین دوسرے ایسے اختیارات کو بہت احتیاط سے اور کم استعمال مین لاوین خصوصاً اون مقدمات مین جنمین بحث واقعاتی ہو۔

قیصر ہند بنام پورن

مفصلہ ۸۵ انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ... ۱۰ نومبر ۱۸۹۰

استغاثہ ڈسمسی استغاثہ دفعات ۲۰۳، ۴۳۶ ضابطہ فوجداری تحقیقات مکرر

واقعات

ملزم پر الزام ضرر رسانی تہا بعد اظہار مختصر لینے کے نسبت استغاثہ پر مجسٹریٹ درجہ اول نے استغاثہ کو واسطے تحقیقات کے پولیس کے سپرد کیا پولیس کی کیفیت خلاف مستغیث آنے کے بعد مجسٹریٹ نے بلا قلمبند کرنے کسی شہادت کے استغاثہ خارج کیا۔ مستغیث نے بعد اوسکے پہر اونھین ملزمان پر وہی جرم اونھین واقعات پر لگا کر استغاثہ پیش کیا اس زمانہ مین مجسٹریٹ موصوف تبدیل ہوگئے تہے دوسرے مجسٹریٹ قائم مقام نے استغاثہ کی سماعت کرکے ملزم کو حکم سزا کا دیا اس حکم کی ناراضی سے جج کے روبرو استغاثہ ہوا اور اونکی یہہ رائے ہوئی کہ جب ایک مرتبہ مجسٹریٹ مجاز کے حضور سے مقدمہ خارج ہوچکا تو حسب درخواست مستغیث اونھین واقعات پر مقدمہ قائم نہ ہونا چاہیئے تہا۔

تجویز مجسٹریٹ نے اول مرتبہ مستغیث سے گواہان کا نام دریافت نہین کیا نہ کچھ تحقیقات

کی کارروائی اونکی بلحاظ دفعات ۲۰۲،۲۰۳،۲۰۴ درست نہ تھی مجسٹریٹ قائم مقام نے جو تحقیقات مزید درخواست مستغیث پر کی وہ کچھہ بیجا نہ تھی کہیں قانون مین ممانعت اس قسم کی معلوم نہیں ہوتی ہے اور نظر بحالات مقدمہ ایسی تحقیقات اور تجویز ہونا مناسب تھی ۔

صفحہ ۳۴ انڈین لا رپورٹ آلہ آباد ۲۵ - نومبر

قیصر ہند　　بنام　　بلونت

ضابطہ فوجداری دفعات ۴۲۳ و ۴۳۹　برأت　اختیار ہائی کورٹ

واقعات

اس مقدمہ مین بحث یہہ تھی کہ آیا ہائی کورٹ بصیغہ نگرانی حکم برأت مین دست اندازی کرسکتی ہے اور اگر کرسکتی ہے تو کیا ۔

تجویز ۔ ہائی کورٹ حکم برأت کی نگرانی حسب دفعہ ۴۳۹ ضابطہ فوجداری کرسکتی ہے مگر وہ حکم برأت کو حکم سزا کے ساتہہ تبدیل کرنیکا اختیار نہین رکھتی ہے مگر واسطے تجویز جدید کے بمنسوخی حکم برأت مقدمہ واپس کرسکیگی ۔

صفحہ ۱۰ ایضاً ۳۰ - نومبر

قیصر ہند　　بنام　　راحت علیخان

اجازت نالش　اسٹامپ کا نہ بگاڑنا　ایکٹ اسٹامپ دفعات ۱۱ و ۱۲ و ۶۹ و ۱۰

۶۹، ۶۲، ۲

واقعات

راحت علیخان ایک ڈپٹی کلکٹر نے بل اپنی تنخواہ کا خزانہ مین بھیجا اس بل پر ٹکٹ رسید کا چسپان تہا مگر وہ بگاڑا نہین گیا تہا جب یہہ بل پیش ہوا ہیڈ کلرک خزانہ نے اس امر کی اطلاع کلکٹر کو کی جنہون نے کارروائی قائم کرنے مقدمہ فوجداری کی بمقابلہ ملزم کئے جانے کا حکم صادر کیا ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو مقدمہ پیش ہوا اور اونہون نے صرف جرمانہ کیئے مدعا علیہ کی جانب سے یہہ جواب تہا کہ اوسنے بل لکھا ٹکٹ لگا کر پیش کرنے کو اپنے بہتیجے سے کہا تہا بہتیجے نے یہہ اظہار دیا تہا کہ مینے ٹکٹ لگا دیا تہا مگر بل کو بلا بگاڑے ٹکٹ کے پہلے اس غرض سے پیش کر دیا تہا کہ سررشتہ سے معلوم ہوجاوے کہ اوسکی تحریر

با ضابطہ سے ورنہ ٹکٹ بگڑے ہوئے کے استعمال مکرر مین وقت ہوتی ڈپٹی مجسٹریٹ نے تجویز کیا کہ چونکہ بوقت تحریر یا قبل اوس سے ٹکٹ حسب دفعہ ۱۱۔ ایکٹ اسٹامپ کے لگانا ضرور تہا پس راحت علیخان مجرم ضرور ہے برطبق اپیل کے مجسٹریٹ ضلع نے یہہ تجویز کیا کہ راحت علیخان صرف مجرم اعانت کا حسب دفعہ ۱۰۹۔ تعزیرات ہند و دفعات ۱۱ و ۶۲۔ اسٹامپ ایکٹ کا ہے۔ ملزم نے ہائی کورٹ مین نگرانی کی درخواست گذرانی۔

تجویز۔ بموجب دفعہ ۱۱۔ ایکٹ اسٹامپ کے قبل تحریر یا بوقت تحریر اسٹامپ لگانا چاہیے تہا دفعہ ۱۱۔ کا فقرہ۔ اول اون دستاویزات سے متعلق ہے جنپر اسٹامپ بعد تحریر کے لگایا جاسکتا ہے رسید ایسی دستاویز نہین ہے پس اعانت جرم دفعہ ۱۱ و ۶۲ کا ارتکاب نہین ہوا جرم جو واقع ہوا وہ دفعہ ۶۱ کے فقرہ دوم کا ہے اوسکے واسطے اجازت کلکٹر کی ضروری تہی کوئی اجازت حاصل نہین ہوئی پس ہم حکم سزا منسوخ کرینگے اور چونکہ کوئی نیت جرم کرنے کی نہ تہی تو ہم کوئی اور حکم نہ دینگے۔

قیصر ہند بنام نرائن

صفحہ ۴۳ انڈین لا رپورٹس الہ آباد جلد ۵ جنوری ۱۸۸۳ء

نان ونفقہ زوجہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۸۸ عدم تعمیل حکم سزاے قید

واقعات

نرائن کو یہہ حکم ہوا تہا کہ دو روپیہ ماہواری اپنی زوجہ کو دیا کرے نومبر ۱۸۸۱ء مین چہہ ماہ کی بقایا بذمہ نرائن چاہیے تہی اس روپیہ کے وصول کی بابت وارنٹ مجسٹریٹ نے بہیجا اور جب روپیہ نہین دیا گیا تو مجسٹریٹ نے یہہ حکم دیا کہ ملزم بعوض ہر ماہ کی بقایا کے قید سخت یک یک ماہ رہے یعنی کل چہہ ماہ تک قید رہے۔

تجویز۔ ہماری دانست مین حکم سزا خلاف قانون ہے ہر ماہ بر نہ ادا ہونے سے بعد اجرا وارنٹ ملزم کو ایک ماہ کی قید کا حکم ہوسکتا ہے مگر اوس دفعہ کا منشا نہین ہے کہ اگر باقی سال دو سال کی پڑے تو مجموعی سزا ملزم کو یکی سال دو سال کی ہوسکے ہر ماہ کی بقایا کی نسبت جدا وارنٹ ہونا چاہیے تہا اور اگر بقایا چند ماہ کی نسبت وارنٹ جاری ہوا تو عدم تعمیل مین صرف ایک ماہ کی سزا ہوگی نہ زائد اوس سے سزاے قید خواہ با مشقت یا بلا مشقت ہوسکتی ہے۔

زبدة النظایر ہفتہ وار ۱۸۸ء

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ جی کی سنگلی اڈیکی صاحب بیرسٹر و اسلے ٹیریحی صاحب بیرسٹر مترجمہ منشی سید سہائے مصنف و منشی کمبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

ضلع کانپور — اپیل اول نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۸ء — منفصلہ ۱۷ دسمبر

چمپا کنور بنام مینا لال

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ بنار مخاصمت - عذرجو اول مرتبہ بصیغہ اپیل کیا جاوے -

روپیہ جو دوسرے کے عیوض ادا کیا جاوے امر تجویز شدہ -

واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ عدالت مین کامل طور پر درج ہین

کالون و امیر الدین منجانب اپیلانٹ حبیب اللہ و اجودھیا ناتھ منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس مدعی بہائی و مدعا علیہا بیوہ کاستا پرشاد کے ہین جو ۳ - اکتوبر ۱۸۸ء کو لاولد فوت ہوا تہا -

مدعی اور کاستا پرشاد دونون بہائی شریک خاندان مشترکہ ہنود کے زمانہ حیات کاستا پرشاد مین ۱۴ اگست ۱۸۷ء کے تہی مدعی نے ایک نالش بنام کاستا پرشاد واسطے استقرار حق بطور شریک جائداد مشترکہ مستدعوی کی تہی بتاریخ ۹ ستمبر ۱۸۷ء کو مدعی نے ایک دستاویز لکہی ستی جسمین بعد تذکرہ ارجاع نالش مذکور ستون نامبردہ نے یہ اقرار کیا تہا کہ ایک تصفیہ باہم نامبردہ و کاستا پرشاد کے ہو گیا ہے اور کاستا پرشاد نے بعیوض اوسکے حقوق کے بعض جائداد منقولہ و غیر منقولہ مصرحہ دستاویز مذکور اوسکو دیدئے ہین اور نامبردہ یعنی مدعی حال کو اوسوقت کوئی دعوی یا حق یا مطالبہ بمقابلہ کاستا پرشاد کے نہین رہا - از روے دستاویز مذکور کے مدعی نے یہ اقرار کیا تہا کہ اگر وہ یا اونکے ورثا یا قایم مقامان کوئی دعوی بابت اوسکے حصہ بمقابلہ کاستا پرشاد کے پیش کرین تو دعوی مذکور نفی ہوکا اور عدم متصور ہوگا -

۳ جنوری ۱۸۸ء کو مدعا علیہا نے ایک عرضی نالش بمقابلہ مدعی عدالت جج مین پیش کی جسمین اوسنے یہ بیان کیا تہا کہ مین وارث جائداد اپنے شوہر متوفی کی ہون ا

جائداد پر قابض تھی اور بعد وفات اوس کے شوہر کے مدعی نے دخل ناجایز مکان سکونت کے نیچے کے درجہ پر کرلیا ہے اور کرایہ وصول کرلیا ہے اور اوسکو اونھین کیا اور اوسکے دخل اور ایصال کرایہ مین مزاحمت ظاہر کی ہے۔

مدعاعلیہا نے یہ بیان کیا تہا کہ اوسکی بنا مخاصمت ۱۵ - اپریل ۱۸۸۲ء کو پیدا ہوئی جب مدعی نے مکان خالی کرنے سے اور جو کرایہ وصول کیا تہا اوس کے دینے سے انکار کیا - اوس نے تعین اپنی نالش کا [illegible] کیا تہا جسمین سے [illegible] بابت دعوی دخلیابی جائداد کے اور مبلغ [illegible] بابت دعوی بلد یافت کرایہ کے تہا۔

۶ - مارچ ۱۸۸۴ء کو مدعی حال نے اپنا بیان تحریری جوابدہی کا داخل کیا جس مین نامبردہ نے یہ بیان کیا کہ از روے دستاویز مورخہ ۴ - اگست ۱۸۷۷ء جائداد خاندانی تقسیم نہین ہوئی تہی اور وہ کامتا پرشاد سے علیحدہ نہین رہتا تہا اور کوئی علیحدگی نہین ہوئی تہی اور وہ اور کامتا پرشاد ایک جا بود و باش و خورد و نوش رکہتے تہے اور کاروبار یکجائی تہا اور کامتا پرشاد نے اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ بنام اوسکے یعنی مدعی حال کے کردی تہی اور ایک وصیت نامہ بعبارت ذیل بنام نامبردہ لکہہ دیا تہا - تم میرے بہائی اور وارث جائز ہو - تم علیحدہ رہنا چہوڑ دیو اور جس دکان مین بیٹہتے ہو اوسکو بند کردو - تمکو [illegible] مین شریک ہونا چاہیے اور اوس مین بیٹہنا چاہیے - جس مین مین بیٹہتا ہون کاروبار یکجائی کرنا چاہیے اور سرمایہ مشترک سے قرضہ ادا کرنا چاہیے - چونکہ مین بیمار ہون [illegible] کام کی خبرگیری نہین کرسکتا ہون - چونکہ یہ حال ہے مجہے اپنی زندگی کی بہت کم امید ہے - اگر مین اس بیماری سے نہ بچون تو یہی میری وصیت تمہارے واسطے ہوگی - میری زوجہ جمیا کو تم اپنے حفاظت مین رکہنا - تمکو اوسکی عزت ملحوظ رکہنا چاہیے اور اوسکی ضروریات کو رفع کرنا چاہیے کیونکہ وہ تمہاری بہاوج ہے تمکو یہ دیکہنا چاہیے کہ مسل ہندو بیوہ کے کہانا کپڑا پاتی ہے - تمہین ہمارے بہلتیجے اور بہانجی کی شادی جلکی شادی نہین ہوئی ہے سرمایہ مشترکہ سے

ضلع کانپور — اپیل اول نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۹۸ع — منفصلہ ۱۷ دسمبر

چمپا کنور بنام کنہیا لال

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ - بنا رفع مخاصمت - عذر جو اول مرتبہ بصیغہ اپیل کیا جاوے - روپیہ جو دوسری کی عیوض ادا کیا جاوے

امر تجویز شدہ -

واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ عدالت مین کامل طور پر درج ہین

کانلن و امیر الدین منجانب اپیلانٹ — حبیب اللہ و اجودھیا ناتھ منجانب ریسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹڈل صاحب جسٹس - مدعی بھائی و مدعا علیہا بیوہ کامتا پرشاد کے ہین جو ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۸۹۱ع کو لاولد فوت ہوا تھا - مدعی اور کامتا پرشاد دونون بھائی شریک خاندان مشترکہ ہنود کے زمانہ حیات کامتا پرشاد مین اور قبل ۲۲ اگست سنہ ۱۸۷۶ع کے بھی مدعی نے ایک نالش بنام کامتا پرشاد واسطے استقرار حق بطور شریک جایداد مشترکہ مکسوبہ کے کی تھی - ۲۲ اگست سنہ ۱۸۷۶ع کو مدعی نے ایک دستاویز لکھی تھی جسمین بعد تذکرہ ارجاع نالش متذکرہ بالا کے نامبردہ نے یہہ اقرار کیا تھا کہ ایک تصفیہ باہم نامبردہ و کامتا پرشاد کے ہوگیا ہے اور کامتا پرشاد نے بعوض اوسکے حقوق کے بعض جایداد منقولہ و غیر منقولہ مصرحہ دستاویز مذکور اوسکو دیدی ہین اور نامبردہ یعنی مدعی کا حال کو اوسوقت کوئی دعوی یا حق یا مطالبہ بمقابلہ کامتا پرشاد کے نہین رہا - ازروی دستاویز مذکور کے مدعی نے یہہ اقرار کیا تھا کہ اگر وہ یا اوسکے ورثا و قایمقامان کوئی دعوی بہ نسبت اوسکی حصہ بمقابلہ کامتا پرشاد کے پیش کرین تو دعوی مذکور لغو و کالعدم متصور ہوگا -

۳ جنوری سنہ ۱۸۹۷ع کو مدعا علیہا نے ایک ہوکنی نالش بمقابلہ مدعی عدالت جج ماتحت کانپور مین پیش کی جسمین اوسنے یہہ بیان کیا تھا کہ مین وارث جائز اپنی شوہر متوفی کی ہون اور اوسکی جایداد پر قابض تھی بعد وفات اوسکے شوہر کے مدعی نے دخل ناجائز مکان مسکونہ کے

پہنچی سکے درجہ پر کر لیا ہے اور کرایہ وصول کر لیا ہے اور اوسکو واپس نہین کیا اور اوسکے دخل اور ایصال کرایہ مین مزاحمت ظاہر کی ہے۔
مدعا علیہا نے یہہ بیان کیا تہا کہ اوسکی بناء مخاصمت ۱۵ اپریل ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوئی جب مدعی نے مکان خالی کرنے سے اور جو کرایہ وصول کیا تہا اوسکے دینے سے انکار کیا۔ اوس نے کئین اپنی نالش کا معہ سر کیا تہا جسمین سے معہ بابت دعوی دخلیابی جایداد کے اور مبلغ بابت دعوی بازیافت کرایہ کے تہا۔
۱۶ مارچ ۱۸۸۴ء کو مدعی حال نے اپنا بیان تحریری جوابدہی کا داخل کیا جسمین نامبردہ نے یہہ بیان کیا کہ ازروی دستاویز مورخہ ۲۲ اگست ۱۸۶۰ء جایداد خاندانی تقسیم نہین ہوئی تہی اور وہ کامتا پرشاد سی علیحدہ نہین رہتا تہا اور کوئی علیحدگی نہین ہوئی تہی اور وہ اور کامتا پرشاد ایکجا بود و باش و خور و نوش رہتی تہی اور کاروبار یکجائی تہا اور کامتا پرشاد نے اپنی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ بنام اوسکی یعنی مدعی حال کے ہبہ کر دی تہی اور ایک وصیت نامہ بعبارت ذیل بنام نامبردہ لکہہ دیا تہا۔

تم میری بہائی اور وارث جائز ہو۔ تم علیحدہ رہنا چہوڑ دو اور جس دوکان مین بیٹہے ہو اوسکو بند کر دو۔ تمکو سرمایہ مین شریک ہونا چاہئے اور او دوکان مین بیٹہنا چاہئی جسمین مین بیٹہتا تہا۔ تمکو کاروبار یکجائی کرنا چاہئے اور سرمایہ مشترکہ سے قرضہ ادا کرنا چاہئے۔ چونکہ مین بیمار ہون مین کسی کام کی خبرگیری نہین کر سکتا ہون۔ چونکہ یہہ حال ہے مجہی اپنی زندگی کی بہت کم امید ہے۔ اگر مین اس بیماری سے نہ بچون تو بہی میری وصیت تمہاری واسطی ہوگی۔ میری زوجہ جمیا کو تم اپنی حفاظت مین رکہنا۔ تمکو اوسکی عزت ملحوظ رکہنا چاہئی اور اوسکی ضروریات کو رفع کرنا چاہئی کیونکہ وہ تمہاری بہاوج ہے تمکو یہہ دیکہنا چاہئی کہ مسماۃ جمیا بیوہ سے وہ اپنا کہانا کپڑا پاتی ہے۔ تمہین ہماری بہانجی اور بہانجی کی شادی جنکی ابتک شادی نہین ہوئی ہے سرمایہ مشترکہ سے

کر دینا چاہئی اور اوسی سرمایہ سے تمین قرضہ یافتنی دانیان کا بہی ادا
کرنا چاہیئے ۔ اور ہماری روح کے فایدہ کے واسطے کیا کی رسم کرنا
چاہئیے اور اوسی غرض سے مندر اور کنوان بہی تعمیر کر دینا چاہئی ۔
اپنی بیان تحریری مین نامبردہ نے یہہ بہی بیان کیا تہا کہ درحقیقت
نامبردہ کامتاپرشاد کے ساتہہ کاروبار مین شریک رہا ہے اور کنوار
سودی تیج سمت ۱۹۳۸ سے ایک ہی بہی کہاتہ دونون کا تہا ۔
فقرہ سوم مدعی حال کے اس بیان تحریری جوابدہی کا حسب ذیل تہا
(۳) کامتاپرشاد کنوار سودی دسمی سمت ۱۹۴۳ کو فوت ہوا اور
مدعاعلیہ نے بتعمیل ہدایات مندرجہ وصیت نامہ کے اوسکا کریاکرم کیا اور
اپنی خاص دوکان بند کرکے دوکان موسومہ درگاپرشاد و کامتاپرشاد
کو کہولا اور اجتک چلایا اور مدعاعلیہ کی خبرگیری کرتا رہا اور واسطے تعمیر
مندر اور کنوئین کے اور کرنے رسمیات کیا اور نیز واسطے کرنے شادی
اوسکے بہانجی اور بہانجی کے آمادہ تہا اور ابتک ہے ۔ اور قرضہ تعدادی
قریب تین ہزار کے ادا کیا اور قریب ایک ہزار متوفی کے کریاکرم
مین صرف کیا ۔ وقت ملدیا یعنی شمول سے آجکی تاریخ تک مدعاعلیہ نے
قریب ایک ہزار اخراجات خانگی اور تعمیر گودام تا ملکی مین صرف کیا ہے
فقرہ چہارم مین مدعی حال نے یہہ بیان کیا تہا کہ بعد وفات کامتا
پرشاد کے اوسنے قریب ایک ہزار کے بطور کرایہ کے وصول کیا اور
یہہ بیان کیا کہ دیدہ سال تک مدعیہ نے کوئی انحراف ہدایات کامتا
پرشاد مندرجہ وصیت نامہ نامبردہ سے نہین کیا ۔ اور بدستور
مدعاعلیہ کے شامل و شریک رہی اور مطابق دستور خاندان ا
مدعاعلیہ کے عمل کرتی رہی ۔ یہہ بیان مدعیہ کا غلط ہے کہ
کرے مکان کمو بینجی کے درجہ مین جو مقبوضہ شوہر مدعاعلیہ
بطور پیرو دخل کرلیا ہے اور اوسنے (مدعاعلیہ نے) کرایہ کو
ادا کرنے مدعیہ کے وصول کرلیا ہے ۔ مدعاعلیہ ہمراہ کامتا

ادا کرنا بیان کیا کوئی رقوم ادا کی ہین تو وہ ایسی حالات مین ادا نہین ہوئی
ہین کہ جس سے نامبردہ مستحق قایم رکہنی نالش ہذا کا بنام اپیلانٹ بابت
رقوم مذکور کے ہوسکے ہے۔ اور اگر ادا ہوئی ہین تو نامبردہ نے بطور
غاصب کے اور بغرض پیشرفت تدبیر زیبا برواسطے بنائی شہادت بتائید
اپنی بیان کے جو مقدمہ سابق مین اوس نے کیا تہا رقوم مذکور ادا کی
ہین یا مفت ادا کی ہین اور نہ بعیوض یا بابت یا حسب درخواست اپیلانٹ
کے ادا کی ہین اور مزید بران یہ کہ جو رقم فی الواقع رسپانڈنٹ نے ادا کی
ہو وہ اپنی روپیہ سے نہین ادا کی تہی بلکہ کامتا پرشاد کے روپیہ سے یا اوس
روپیہ سے ادا کی ہے جو یا تو زر نقد سے یا اپیلانٹ سے پایا ہے۔
بجانب دیگر بندت اجودیا ناتہ منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ حجت
کرتے ہین کہ کوئی ممانعت نہین ہے اور دعوی سے بنا دعوی مخاصمت
ظاہر ہے اور یہہ عذر عدالت ماتحت مین ہونا چاہئے تہا اور اب
پذیرا نہین ہوسکتا ہے اور رقوم سودی کو بشمول اون رقوم کے
جو کہ جج ماتحت نے نامنظور کیا ہے رسپانڈنٹ نے اپنی روپیہ سے
ادا کی تہین یا اوس روپیہ سے ادا کی تہین جو اوس قرض سے ملی تہین
اور بطور مفت کے نہین ادا ہوئی تہین اور واسطی فایدہ جایداد کے
ادا کی گئی تہین معہذا تا اس قدر واسطی فایدہ اور بابت اپیلانٹ کے
ادا ہوئی ہین اور اپیلانٹ کا حیات مستحق تجویز ہوئی ہے اور یہہ
کہ رقوم مذکور حسب درخواست یا بوجہ افعال اپیلانٹ کے جس سے
رسپانڈنٹ کو ترغیب رقوم مذکور کے ادا کرنے کی ہوئی تہی ادا ہوئی تہین
اور یہہ کہ رسپانڈنٹ نے بطور غاصب یا بنظر بنانے شہادت کی رقوم
مذکور ادا نہین کی تہین۔
دوران بحث مین اسناد ذیل پر استدلال ہوا تہا یعنی ہیر سنگہ
بنام زکیہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۹۵) وہان سنگہ
بنام نراین داس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۴۴

ہماری یہہ رای ہے کہ رسپانڈنٹ نالش ہذا مین اوس بیان کے
کرنے سے ممنوع ہے کہ کوئی جز روپیہ متدعویہ نامبردہ کا اون حالات
مین ادا یا صرف ہوا تہا جنکا بیان نامبردہ نے اپنی بیان تحریری جوابدہی
نالشی سابق مین کیا تہا لیکن ازروی فیصلہ یا ڈگری مقدمہ
سابق متعلقہ اب نامبردہ کو اوس بیان کے کرنیکی ممانعت نہین ہے کہ روپیہ
متنازعہ نامبردہ نے بلعوض یا بابت یا حسب درخواست اپیلانٹ کے
ادا اور صرف کیا تہا۔

ہم خیال کرتے ہین کہ مقدمہ سابق مین بیانات رسپانڈنٹ دربارۂ
رقوم کمسودی اور متفرقہ کے محض بطور معاملہ شہادت تائید اوس
منصب کے بیان کی گئی تہی جو نامبردہ نے اپنا ظاہر کیا تہا اور بطور
بنا عذر مجرائی کے ظاہر نہین کی گئی تہی۔ مقدمہ سابق مین رسپانڈنٹ
عذر مجرائی کا نہین کر سکتا تہا اور ہماری رای مین جج ماتحت کو
اختیار تجویز کرنے تنقیح مجرائی کا نہ تہا جو اونہون نے قایم کی تہی۔
یہہ صاف ظاہر ہے کہ عذر متعلقہ مجرائی کا مقدمہ سابق مین بموجب
دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مناسب طور پر نہین ہو سکتا تہا
اور یہہ بہی بوجہ مسامحہ ظاہر ہے کہ اگر رقوم سودی متنازعہ
اندر حالت مظہرہ رسپانڈنٹ مندرجہ بیان تحریری جوابدہی نالش
مقدمہ سابق کے ادا ہوئی تہین تو کوئی تحریک مجرائی کی نہین
ہو سکتی تہی کیونکہ نامبردہ اوسی حالت مین مالک اوس جایداد کا تہا
جسکے نسبت رقوم مذکور کا ادا کرنا نامبردہ نے بیان کیا تہا

بلحاظ اون رایون کے جو ہمنے نسبت دفعہ ۱۳ کے قایم کی
ہین اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین کہ مقدمہ دفعہ مذکور مین داخل
ہے یا نہین [illegible] ڈگری سابق کا دیکہنا ضروری ہے جو بابت نالش
دعوی مابعد کے پیش کی گئی ہے بلکہ یہہ دیکہنا ضروری ہے کہ کون
امور متنازعہ اوس مین پیدا ہوئی تہی یا کون امور فریقین کے جانب سے

پیدا ہوئی یا ہو سکتی ہے اور جج کے نسبت یہہ قیاس ہو سکتا ہے
کہ اگر عذرات مذکورہ پیدا ہوتے تو بنظر مناسب ہونے اوس ڈگری کے
جو اونہوں نے صادر کی تھی تصفیہ عذرات مذکورہ کا باثبات
یا نفی کر دیتی - اسکے لیئے سوال و جواب اور فیصلہ کا دیکھنا ضرور
ہے اور حسب حجت رسپانڈنٹ ازروی تشریح ۲ و ۳ دفعہ ۱۳ ایکٹ
صرف ڈگری مذکورہی قابل دیکھنے کے نہین ہے - تشریح ۲ سے ظاہر
ہے کہ جو امر فریقین کیطرف سے کسی خاص مقدمہ مین پیش نہ کیا جاوے
ایسا ہوگا کہ مابین اونہین فریقین کے کسی مقدمہ مابعد مین منشاء
نالش نہین ہو سکتا ہے - تشریح ۳ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ
سوال و جواب پر نظر کرنا چاہیئے - رای بالا کے ظاہر کرنے مین ہمارا
یہہ مراد نہین ہے کہ اوسکو ہم اون فیصلون سے متعلق کرین
کہ جن فیصلون کو عدالت صادر کنندہ فیصلہ مذکورہ بجز تجویز ثانی
کے اور طور پر تبدیل کر سکتے ہین - پنڈت اجودہیا ناتہہ نے جن
فیصلون پر مقدمہ کے اس جزو پر استدلال کیا ہے اونپر ہمسے
بہت تنگ تعبیر کرنیکی درخواست کی ہے -

جس مقدمہ کی رپورٹ بنگال لا رپورٹ جلد ۲ ضمیمہ صفحہ ۴۳
مین درج ہے اوس سے ظاہر ہے بشرطیکہ اس امر مین کسی سند
کی ضرورت ہو کہ یہہ اعتراض نسبت مدعی کے کہ کوئی بناء مخاصمت
حاصل نہین ہے مقدمہ کی ہر نوبت پر ہو سکتا ہے ہوس آف
لارڈس نے یہہ فیصلہ کیا ہے کہ عذرات قانونی جو پہلی نہوئی
ہون عدالت اپیل اخیر مین بہی ہو سکتی ہین -

ہمکو واضح ہوتا ہے کہ مقدمہ ہذا مین عرضی نالش سے
کوئی بناء مخاصمت ظاہر نہین ہوتی ہے - جن حالات کے بیانات
کے رو سے رسپانڈنٹ نے اپنی عرضی نالش مین یہہ بیان کیا
ہے کہ اونسے رقوم متنازعہ ادا کی ہین یا اوسکو صرف کیا ہے

اونکو اوسنے اپنی عرضی نالش مین تسلیم کیا ہے کہ عدالت مجاز
سماعت نے اوسکے مقابلہ مین تجویز کی تہین اور تہنا بناء مخاصمت
متنازعہ نامبردہ فیصلہ مخالف عدالت مذکور کا ہے صرف اس امر کے
لحاظ سے ہماری یہہ رای ہے کہ اپیل منظور ہونا چاہیئے لیکن
اس امر کے دریافت کرنے کی تمنا سے کہ شاید کوئی بناء مخاصمت
ایسی ہو جسکو رسپانڈنٹ اپنی عرضی نالش مین شامل کرسکتا ہو
ہمنے پنڈت اجودیا ناتھ سے پوچہا تہا کہ وہ کونسے بناء مخاصمت
رسپانڈنٹ کی بتلانیکو آمادہ ہین اور بجواب ہمارے اس سوال کے مشار الیہ
نے یہہ بیان کیا کہ جس امر پر اونکو استدلال ہی وہ یہہ ہے کہ
رسپانڈنٹ خود اپنی کو وارث کامتا پرشاد کا باور کرتا ہے اور
اس امر کی غلطی سے کامتا پرشاد کا قرضہ ادا کیا اور بنیاد بازیافت
طلب مقدمہ ہذا صرف کیا۔ مزید بران اپیلانٹ نے رسپانڈنٹ
سے رقوم مذکور کے ادا کرنیکی درخواست کی تہی اور اس طور پر
عمل کیا تہا جس سے مدعیکو رقوم مذکور کے ادا کرنیکی ترغیب
ہوئی تہی۔ ظاہری جواب دو امور کا منجملہ تین امور متذکرہ بالا
کے یہہ ہے کہ رسپانڈنٹ نے اپنی بیان تحریری جوابدہی مقدمہ
سابق مین جسپر اوسنے تصدیق کی تہی قطعاً اور صریحی طور پر
بیان کیا تہا کہ معاملہ متنازعہ مین اوسنے بطور سہو براہ مکر یا کارندہ
بالعوض یا منجانب اپیلانٹ کے عمل نہین کیا تہا۔ کل بیان مشعر
نفی دخل استحقاق اپیلانٹ کے تہا اور ہوا ہے اور مقدمہ
ہذا یا مقدمہ سابق کے سوال وجواب مین یہہ ایما نہین ہوا
ہے کہ نامبردہ نے کوئی رقم متنازعہ بالعوض یا حسب درخواست
صریحی یا معنوی اپیلانٹ کے ادا کی تہی۔
نسبت اس ایما کے کہ رسپانڈنٹ نے رقوم متنازعہ اپنی
کو وارث کامتا پرشاد باور کرکے اوس بارہ مین غلطی سے

ادا کی ہین فیصلہ مقدمہ سابق سے جواب قطعی حاصل ہوتا ہے۔ پنڈت
موصوف نے ہماری روبرو فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا مندرجہ
انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۶۶ پر بطور سند اس
امر کے ادراک ہے کہ ریسپانڈنٹ کو استحقاق وصول کا ازروی
دفعہ ۱۰۔ ایکٹ معاہدہ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۲ع کے بابت ادن رقوم کے حاصل
ہے جو ادسنے اپنی روپیہ سے ادا کی ہین اور جو منظم مالیدہ جایداد
مشترکہ کے ادا ہوئی ہین۔ ہم یہہ نہین خیال کرتے ہین کہ ایسا کوئی
نتیجہ فیصلہ اجلاس کامل مذکور سے مستنبط ہو سکتا ہے۔ مقدمہ مذکور
مین مدعی بلاشبہ نسبت جایداد کے ایک شخص غیر تہا لیکن اوسکا نام
رجسٹر مین بطور نمبردار نہ بدعوی داری جایداد استحقاق خاص بالفعل
کے بلکہ بوجہ انتظام کے اور بغرض سہم سانی مالگذاری سرکار تا
تصفیہ نزاع دربارہ حق جانشینی نسبت جایداد مابین خاندان کے
درج رجسٹر ہوا تہا۔ اور نامبردہ نے دو رقوم منشا ذنا کشی نمبر
بابت اپنی استحقاق بطور جایداد اور نہ بحیلہ کسی اپنی استحقاق
کے بلکہ بعوض اور بابت اوس شخص کے ادا کی تہین جو بالاخر ادا
اور مستحق دخل جایداد کا قرار پاوے۔ اسموقع پر بیان ریسپانڈنٹ
کا بموجب اوسکے بیان کے جو اوسنے حلف سے کیا ہے یہہ ہوتا
آیا ہے کہ رقوم متنازعہ نامبردہ نے اپنی بابت بطور مالک جایداد کے ادا
کی ہین۔ علاوہ برین جو نتیجہ ہمنے ازروی شہادت کے اخذ کیا ہے
یہہ ہے کہ جسقدر رقوم کا ادا ہو جانا ریسپانڈنٹ نے بیان کیا ہے وہ
رقوم کل منافع شادی کے روپیہ سے ادا ہوئی تہین یا اوس روپیہ سے
جو ریسپانڈنٹ کو ملا تہا اور نہ ریسپانڈنٹ کے روپیہ سے اور نہ اوس
روپیہ سے جو خود اوسکے اعتبار پر حاصل ہوا تہا اور یہہ کہ جسوقت
نامبردہ نے رقوم مذکور ادا کی تہین جو اوسنے ادا کی ہین نامبردہ
کو بخوبی معلوم تہا کہ اپیلانٹ وارث کل منافع شادی کی ہے اور مین

وارث نہین ہون اور جو دلایل اوس نے اس امر کے ظاہر کرنیکی
پیدا کی ہین کہ رقوم مذکور اوسنے اپنی خاص روپیہ سے ادا کی ہین
وہ بھی صحیح نہین اوسکے طرف سے بنظر بناسنجے شہادت بتائید اس
بیان کے پیش نہین کردہ اور کامتا پرشاد بہم شریک ہو گئی تہی اور
نامبردہ ہی وارث ہے اور نہ اپیلانٹ اور ان حالات کو رسپانڈنٹ
نے رقوم مذکور اپنی ہی روپیہ سے ادا کی ہون تاہم اوسکے نسبت
یہہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ رقوم مذکور بعوض اور بابت اپیلانٹ
کے ادا ہوئی ہین۔ کوئی اعتبار شہادت رسپانڈنٹ پر قایم نہین
ہو سکتا ہے اور ہماری رای مین یہہ امر زاید از اندازہ ثابت ہی کہ نامبردہ
نے جایداد کامتا پرشاد اور اپیلانٹ سے باستثنا اکرایہ کے اوس سے
زیادہ روپیہ پایا ہے جو واسطی ادا اون کل رقوم کے کافی ہے جنکا
ادا کرنا اور صرف کرنا یا عاید ہونا اوسکی نسبت نامبردہ بیان کرتا ہی ہم بطور
امر واقعہ کے تجویز کرتے ہین کہ رسپانڈنٹ کو کل یا جسقدر اپیلانٹ بیان
کرتی ہے کہ اوسنے وصول کیا ہے وصول ہو چکا ہے۔ جو کچھ ہم کہہ
چکی ہین وہ کل رقوم ما بہ النزاع دعوی رسپانڈنٹ سے متعلق ہے بہ نسبت
رقم ما رسہ کے جسکو جج ماتحت نے خارج کر دیا ہے ہم یہہ اور کہہ سکتے
ہین کہ یہہ وہ رقم ہے جسکو کسی شخص ثالث نے کامتا پرشاد کے پاس
امانتا جمع ہونا بیان کیا تہا اور جسکی ذمہ داری امانت کے نسبت رسپانڈنٹ
کا بیان ہے کہ اوسنے از خود اپنی تحریک سے اپنی اوپر عاید کر لی ہے اور
بلا درخواست یا علم کامتا پرشاد یا اپیلانٹ کے۔ بہ نسبت دیگر رقوم منجملہ
نامنظور شدہ یعنی رقم للعہ کے شہادت سے صاف ثابت ہے کہ یہہ
رقوم منجملہ سرمایہ کامتا پرشاد کے ادا ہوئی تہی۔ اور بہ نسبت رقم
دوسری کے یہہ تسلیم ہے کہ اوسکی تائید مین کوئی شہادت بجز عہدنامہ
رسپانڈنٹ کے اور اوسکی بہی کے نہین ہے اور اس مقدمہ مین ہم
اس شہادت پر اعتبار نہین کر سکتے ہین۔ ہماری رای مین رسپانڈنٹ

سفیر پرنسپت فریا ز منتظر بنا نے شہادت کے ایک ہی مین اپنی معاملات
جداگانہ کو معاملات متعلقہ جایداد و معاملات کا منتا پر شہادت شامل کر دیا
ہے۔ اپیل ہذا معہ خرچہ عدالت ہذا اور ماتحت کے منظور کیجاتی ہے
اور ڈگری جج ماتحت کی جہانتک کہ وہ متعلق استحقاق اپیلانٹ کے ہے
منسوخ کیجاتی ہے۔

ضلع مراداباد — نگرانی فوجداری نمبر ۴۰ — منفصلہ ۳ نومبر

قیصر ہند بنام راحت علیخان

ایکٹ اسٹامپ ۱۸۷۹ع (ایکٹ اسٹامپ عام) دفعات ۱۱ و ۱۶ و ۶۱ و ۶۲ و
۶۹ - دستاویز جسپر قبل یا بوقت تکمیل کے اسٹامپ لگانا چاہئے۔ اسٹامپ
چسپاں نہ کا منسوخ نکرنا - منظوری واسطے ارجاع استغاثہ فوجداری -

سائل نگرانی مقدمہ ہذا کا اسسٹنٹ کمشنر و ڈپٹی کلکٹر بمقام پیلی بھیت
کا ہے۔ ۱۹ جولائی ۱۸۷۹ع کو نامبردہ نے بل اپنی تنخواہ بابت ماہ جون
تعدادی ۱۱۰ روپیہ کا خزانہ مراداباد مین بنظر وصول کے بذریعہ اپنے بھتیجے
علیم الدین خان کے بھیجا۔ بل مذکور رو برو ایک کلرک کے پیش ہوا جس
نے استغاثہ فوجداری بنام سائل حسب دفعہ ۶۲ - ایکٹ اسٹامپ ۱۸۷۹ع
(اسٹامپ عام) قائم کرایا - جوابدہی یہہ تہی کہ ملزم نے بل پر اسٹامپ
نہین لگایا تہا لہذا اسٹامپ مذکور کے منسوخ کیجانیکا ملزم ذمہ وار نہین
ہے بلکہ ملزم نے دستاویز مذکور کو بلا اسٹامپ لگائے جانیکے حوالہ اپنے
بھتیجے کے اس غرض سے کر دی تہی کہ اوسکو خزانہ سے وصول کرے اور
اوسیوقت اپنے بھتیجے کو یہہ ہدایت کی تہی کہ قبل پیش کرنے بل کے اوسپر
اسٹامپ لگاوے - علیم الدین خان نے یہہ بیان کیا ہے کہ مجہکو ملزم
نے یہہ حکم دیا تہا کہ اسٹامپ کو اوسوقت تک منسوخ نکرنا جب تک
خزانہ سے یہہ دریافت نہو کہ بل مناسب طور پر لکہا گیا ہے جسمین اگر
بل صحیح نہو تو اسٹامپ خراب نہو۔

ڈپٹی مجسٹریٹ نے ملزم کے نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۶۲
ایکٹ اسٹامپ تمام بہ تجویز (۲) صادر کی۔ یہہ امر قابل دیکھنے
کے ہے (۱) کہ کسنے دستاویز تحریر کی ہے (۲) ازروی قانون
کے کسوقت اسٹامپ لگنا چاہئی تھا۔ بہ نسبت امر اول کے خود جوابدہی
کی طرف سے کا حقہ تسلیم ہے کہ ملزم نے اوسکو تحریر کیا ہے اور بہ نسبت
امر دوئم کے دفعہ ۱۶۔ ایکٹ اسٹامپ مین صاف یہہ حکم ہے ۔ کہ ہر
دستاویز جسپر محصول قابل ادا ہے اور کسی شخص نے برٹش انڈیا مین
تحریر کی ہون اوسپر اسٹامپ قبل یا وقت تحریر کے لگا دینا چاہئے
مضمون متذکرہ بالا سے بخوبی ظاہر ہے کہ وقت تحریر [illegible] کے اوسپر
اسٹامپ لگا دینا چاہئے تھا اور اوسی وقت اور اوسی مقام پر حسب
اقتضاء دفعہ ۱۱ ایکٹ اسٹامپ اوسکو منسوخ کر دینا چاہئی تھا اور قانون
مذکور کے اس انحراف کا ذمہ دار خود ملزم ہے۔ مجسٹریٹ نے پچیس روپیہ
جرمانہ کیا۔

ملزم نے بحضور سیشن جج مرادآباد کے اپیل کیا۔ صاحب جج
کی یہہ رائی قرار پائی کہ بلحاظ واقعات کے ملزم کے نسبت تجویز ثبوت
جرم اعانت کی صادر ہونی چاہئی تھی اور نہ بابت اصل جرم کے چنانچہ
تجویز ثبوت جرم تبدیل کر کے بموجب دفعہ ۱۰۹ تعزیرات ہند جسکے ساتھ
دفعہ ۱۱ ایکٹ اسٹامپ کو بھی پڑھنا چاہئی قایم کی اور جرمانہ کو [illegible] روپیہ
کے ساتھ تخفیف کر دیا۔

ملزم نے واسطی نگرانی حکم مذکور کے ہائیکورٹ مین درخواست کی
کالون منجانب سائل
پبلک پراسیکیوٹر منجانب سرکار

جج صاحب چیف جسٹس۔ ازروی دفعہ ۱۶ ایکٹ اسٹامپ
[illegible] ہو کے یہہ حکم ہے کہ کل دستاویزات جسپر محصول اسٹامپ قابل ادا
ہے اور کسی شخص نے برٹش انڈیا مین تحریر کی ہون اونپر قبل یا
تحریر کے اسٹامپ لگایا جاویگا۔

دفعات ۱۷ و ۱۸ امین حکم نسبت لگانی اسٹامپ اون دستاویزات کے تھا
جو برٹش انڈیا سے باہر تحریر ہوئی ہون۔
مجھی واضح ہوتا ہے کہ فقرہ اول دفعہ ۱۱۔ اون مقدمات سے متعلق ہے جسمین
دستاویزات قابل لاخذ محصول پر اسٹامپ بعد تحریر کے لگایا جاسکتا ہے
بل رسید تنخواہ متنازعہ مقدمہ ہذا ایسی دستاویز ہی جسپر اسٹامپ قبل
یا بوقت تحریر دستاویز کے لگانا چاہئی تھا اور وہ ایسی دستاویز نہین ہے جسکا
مقصود فقرہ اول دفعہ ۱۱ مین ہے۔ لہذا میری یہہ رای ہی کہ کوئی اعانت
کسی جرم مقتضیہ دفعہ ۱۱ و ۶۲۔ ایکٹ مذکور کے نہین ہوئی ہے۔
جس جرم کا ارتکاب ہونا پایا جاتا ہی وہ مقتضیہ فقرہ دوم دفعہ ۱۴ کی ہے اور مجھے
یہہ واضح نہین ہوتا ہے کہ کوئی منظوری حسب دفعہ ۶۹ واسطے ارجاع استغاثہ
فوجداری حسب دفعہ ۶۱ کے کلکٹر نے دی تھی اور مین بجز اسکے اور طور پر
دست اندازی کرنا مناسب نہین سمجھتا ہون کہ تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۰۹
تعزیرات ہند و دفعہ ۶۲۔ ایکٹ اسٹامپ کو منسوخ کرون اور یہہ حکم دون کہ اگر
زرجرمانہ وصول ہو گیا ہو تو واپس دیا جاوے مجھے یہہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ راحت علی
[illegible] اسکا مقصود کسی جرم کے ارتکاب کا تھا۔

ضلع اعظم گڈھ — اپیل دوم نمبر ۱۱ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۱۰ دسمبر

قدرت وغیرہم بنام دینو وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳۔ نالش بکالشکل موجودہ ڈسمس ہونا۔ امر تجویز شدہ
سنہ ۱۸۸۱ع مین مدعیان نی ایک نالش بنام مدعاعلیہم دایر کی تھی جسمین یہہ استدعا تھی
کہ نامبردگان کو قبضہ مدعا بعض اراضی پر دلا دیا جاوے اور اگر یہہ تجویز ہو
کہ فریقین مستحق دخل مشترکہ کے ہین تو دخل بشرکت مدعاعلیہم کے دلا دیا جاوے
عدالت (منصف) نے تنقیح سوم اسمضمون سے قایم تھی کہ آیا مدعیان مناسب
طور سے دعوی دادرسی بطلب بسبیل البدال کا جو انہون نی کیا ہے کرسکتے مین یا نہیں
عدالت نے نالش ڈسمس کی اور بہ نسبت تنقیح مذکور کے حسب ذیل تجویز کی ہے

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹیان — ہنومان پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان

ایچ صاحب چیف جسٹس — یہہ نالش باظہار حقیت شہر کہ واقع اراضی کی دائر ہوئی ہے جو ابتری نالش کی امتناع مقتضیہ دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے سنہ ۱۸۷۲ء میں رسپانڈنٹیان نے نالش بنام اپیلانٹیان لنسبت اسی اراضی کے کی تہی جسمین اوسوقت مین نابرنگان نے دعوی تمہا قبضہ کا اور سبیل البدل بعض مشترکہ کا کیا تہا جو امور اوسوقت پیش ہوئی تہی اوسکے لنسبت تنقیح ہوئی تہین اور شہادت لی گئی تہی بعدہ منصف نے نالش کو ایسی وجوہ کی بنا پر ڈسمس کیا تہا مگر اگر نالش مذکور میں اپیل ہوتا تو غالباً وجوہ مذکورہ سے ساتہہ ہم اتفاق نہ کرتے منصف نے وقت ڈسمسی نالش کے رسپانڈنٹیان کا اختیار رجوع نالش جدید کا محفوظ نہین رکہا تہا۔ نالش حال مین ہم اس بحث پر لحاظ نہین کر سکتے ہین کہ نالش سابق مناسب طور پر ڈسمس ہوئی تہی یا نہین۔ یہہ کہنا کافی ہے کہ مقدمہ سابق کے فیصلہ سے اپیل نہین ہوا تہا اور فیصلہ مذکور دعوی رسپانڈنٹیان دائرہ مقدمہ حال کا مانع ہے۔ ہم منسوخی ڈگریات عدالتین ماتحت کی اپیل معہ خرچہ منظور کرتے ہین۔

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس — مین کلیتہً اتفاق کرتا ہون اور صرف یہہ تحریر کرونگا کہ مقدمہ ہذا بالکل مشابہ مقدمہ گنیش بنام کالکا پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۵۹۵) کے ہے بعدہ فیصلہ مقدمہ مذکور کی لنسبت محمود صاحب جسٹس نے مقدمہ محمد سلیم بنام نبن بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۸۲) مین اعتراض کیا تہا اور مسٹر جسٹس الیٹ نے قاعدہ قرار دادہ مقدمہ مذکور سے اختلاف کیا تہا لیکن فاضل جج ممدوح نے یہہ ظاہر نہین کیا کہ مقدمہ گنیش بنام کالکا پرشاد کا [illegible] ان دو مقدمات سے قابل تمیز ہے جنکو جج ممدوح غور کر رہے تہے۔ مقدمہ گنیش بنام کالکا پرشاد عدالت نے فریقین کی سماعت کی تہی اور بعد لینے شہادت کے تنقیحات قائم کی تہی اور فیصلہ صادر کیا تہا اور جو مقدمہ زیر بحث محمود صاحب جسٹس کے پیش تہا اوسمین بربنا عذر تمہیدی اشتمال بیجا کے مقدمہ مدعی کا خاتمہ ہو گیا تہا۔ فیصلہ پریوی کونسل مقدمہ وا[illegible]

بنام کلکٹر راج شاہی (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۱۷۰) مین اصلی
اصول متقدمات پر اصرار ہوا ہے اور بمطابقت ارای حکام عالیمقام کے جو
مقدمہ مذکور مین ظاہر ہوئی ہین اور نیز بمطابقت صریحی احکام مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے جو اسبارہ مین ہین مقدمہ گنیش بنام کالکا پرشاد مین یہہ تجویز ہوئی
تھی جیسا کہ ہمنی آج اس اپیل مین تحریر کیا ہے کہ ڈگری مقدمہ سابق کی
جسکو تنفیذ ہونے دیا ہے مانع نالش ثانی کے ہے۔

اپیل اول احکام نمبر ۱۹۵ سنہ ۱۸۷۶ع

ضلع میرٹھ — منفصلہ ۱۰ دسمبر [illegible]

نقل ویک نس ودیگر بنام رام جی داس وغیرہم

نیلام صیغہ اجرائے ڈگری ـ منسوخی نیلام ـ مواخذہ حقیت قابل نیلام ـ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۱۲

واقعات مقدمہ ہذا کی تجویز عدالت مین درج ہین
اجودھیا ناتھ و ننداللعل منجانب اپیلانٹان ـ کالون و عبدالمجید و عثمان پیر و منجانب [illegible]
اور لڈفیلڈ صاحب جسٹس نے یہ اپیل بناراضی حکم منسوخ نامنظوری درخواست
منسوخی نیلام مصدرہ بموجب دفعہ ۳۱۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوئی تھی [illegible]
نصف قطعہ مکان از ان مدیون کا نیلام تھا کہ جو صیغہ اجرائے ڈگری نقدا دو
سو کا بیعہ کے ہوا تھا ـ اور جسکو اپیلانٹ نے بعوض مبلغ [illegible] کی خرید کیا تھا
اپیلانٹیان کی یہہ استدعا ہے کہ نیلام اس بنیاد پر منسوخ کر دیا جاوے کہ مدیون کا
کوئی حق قابل نیلام جایداد مین نہین تھا کیونکہ جایداد پر مسطالبہ رہن
کا جسکی تعداد قیمت جایداد اوسے زیادہ تھی ہے۔
میری رای مین یہہ کوئی وجہ منسوخی نیلام کے حسب دفعہ ۳۱۲ کے
نہین ہے ـ یہہ امر کہ جایداد پر مواخذہ ہے گو ہر گاہ مواخذہ مذکور
قیمت تخمینی پر حاوی ہوا سلیئے کافی نہین ہے کہ اس عذر کو قائم
رہ سکے کہ حسب [illegible] جایداد نیلام ہوئی تھی اوسکا کوئی حق
قابل نیلام جایداد مین حسب دفعہ ۳۱۲ کے نہین ہے ـ حق انفکاک
ہمیشہ باقی رہتا ہے ـ دفعہ کا مقصود جو کچھہ مین سمجھتا ہون وہ یہہ

کہ یا تو مدیون دگری کا کچھہ حق ہی نہو یا وہ ایسا ہو جسکو شخص مذکور بیع
نکر سکتا ہو - اور یہہ امر کہ اگر جایداد بیع ہو تو اوس کی قیمت بہت کم
حاصل ہوگی یا کچھہ بہی نہوگی موثر بحث ہذا نہین ہے
ہم مقدمہ ناہر مل بنام سعادت علی (لا رپورٹ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۸۹) کے طرف متوجہ کی گئی ہین لیکن مقدمہ مذکور ہر چہار پہلو سے مطابق اس
مقدمہ کے نہین ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے کہ جو زیادہ تر مطابق
ایک مقدمہ مابعد کے ہے پرتاپ چند چکرمتی بنام بیوی (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۵۰۶) جسمین حکام نے مقدمہ ناہر مل بنام سعادت علی
سے فرق نکالا ہے -

بدین وجوہ مین اپیل ہذا معہ خرچہ ڈسمیس کرونگا -

براڈہرسٹ صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

۱۰ جون ۱۸۸۲ کو اپیل واسطے سماعت کے طیار ہو گیا تھا اور ۲۰ دسمبر ۱۸۸۲ کو
بغرض سماعت روبرو اولڈفیلڈ صاحب جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس کے
پیش ہوا۔

منجانب رسپانڈنٹ کے یہ درخواست ہوئی کہ اپیل ڈسمس ہونی چاہیئے کیونکہ
اپیلانٹیان نے اندر وقت معینہ کے ضمانت داخل نہیں کی لہذا عدالت کو بجز ڈسمسی
اپیل کے اور کوئی اختیار نہیں ہے۔ مقدمہ حیدر رضی بائی بنام ڈی ایسٹ انڈین
ریلوے کمپنی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۰۶) و بدری نرائن
بنام شیو کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۷۱۶) پر حوالہ ہوا ہے

مسٹر سمین منجانب اپیلانٹیان

اسٹیرچی منجانب رسپانڈنٹ

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس۔ عذر ابتدائی نسبت سماعت اپیل ہذا منجانب
رسپانڈنٹ جو متعلق دفعہ ۵۴۹ مجموعہ کے ہے پیش ہوا ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ
۱۹ اپریل گذشتہ کو رسپانڈنٹ نے درخواست اصدار اس حکم کی تھی کہ
اپیلانٹیان سے ضمانت خرچہ اپیل کی طلب ہو۔ تعداد ضمانت مطلوبہ کی بیان
نہیں کی گئی تھی اور ۱۳ مئی مابعد کو ایک حاکم عدالت ہذا نے درخواست مذکورہ پر
حکم ذیل صادر کیا۔ مجھی اطمینان ہے کہ رسپانڈنٹ نے مناسب طور پر درخواست
اصدار حکم حسب دفعہ ۵۴۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ہے اور اوسی مطابق حکم
ہوتا ہے۔ قبل سماعت کے کسیوقت ضمانت داخل ہو جانا چاہیئے۔

کل مقدمہ واسطے سماعت کے پیش ہوا ہے اور رسپانڈنٹ کو نسبت سماعت کے
اعتراض ہے اور اوسکو یہ اصرار ہے کہ بوجہ نہ داخل ہونے ضمانت کے عدالت
ہذا کو اپیل نامنظور کرنا چاہیئے۔

میری رای میں اعتراض باوقعت نہیں ہے۔ میں یہ تجویز نہیں کرتا ہوں
کہ کوئی حکم حسب استدعا دفعہ ۵۴۹ صادر ہوا ہے۔ دفعہ مذکور مقتضی ایسی حکم
کے ہے جسکے رو سے تعداد مستحقہ ضمانت کی مطلوب ہو۔ اس حکم میں کوئی
تعداد ضمانت کے نامزد نہیں ہوئی ہے جو اپیلانٹ مہیا کر سکے غالباً تعین تعداد
ضمانت کا بعد پر چھوڑ دیا گیا تھا لہذا اپیلانٹیان کو ضمانت کا داخل کرنا غیر ممکن تھا

یہہ امر بوجہ غفلت رسپانڈنٹ کے ظہور پذیر ہوا ہے کہ اوس نے واسطے تعین تعداد
کے عدالت مین تحریک نہین کی - مزید بران میری راے مین رسپانڈنٹ کو
حکم نامنظوری اپیل کا اوس عدالت سے حاصل کرنا چاہئے تھا جسنے حکم لیجانے
ضمانت کا حسب دفعہ ۵۴۹ صادر کیا تھا - از روے فقرہ اخیر دفعہ ۵۴۹ کے صریحاً
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حکم نامنظوری اپیل کا اوس عدالت سے حاصل کرنا چاہئے
جسنے حکم لیجانے ضمانت کا صادر کیا ہے اور مین یہہ خیال کرنے پر مائل ہون
کہ مناسب طریقہ یہہ تھا کہ جس حاکم نے حکم لیجانے ضمانت کا صادر کیا تھا اوسی
سے درخواست نامنظوری اپیل کے قبل پیش ہونے مقدمہ بغرض سماعت
کے کیجاتی اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب مقدمہ واسطے سماعت کے پیش
ہوگیا تب عدالت سے درخواست نامنظوری اپیل کی کرنا ناوقت ہی
مین قیاس کرتا ہون کہ غرض ضمانت سے یہہ ہے کہ رسپانڈنٹ کو خطرہ نقصان
عاید ہونے خرچہ کا نہو لیکن جبکہ اپیل پیش ہوا ہی اوسوقت خرچہ مذکور عاید ہوچکا
ہے یا اوسکا جزو کثیر عاید ہوچکا ہوگا باین وجہ مین اس درخواست کو نامنظور کرتا ہون

براڈہرسٹ صاحب جسٹس - مین اپنے بھائی اولڈفیلڈ صاحب سے اس
امر مین بالکل اتفاق کرتا ہون کہ یہہ عذر ابتدائی نامنظور ہونا چاہئے ہو

(اپیل کی سماعت ہوئی اور ڈسمس ہوئی)

ضلع سہارنپور — درخواست متفرقہ — منفصلہ ۱۱ دسمبر

بمقدمہ ولسیٹ ہوپ ٹون ٹی کمپنی لمٹڈ

کمپنی - طے ہونا حساب کا - انتقال مقدمہ طے ہونے حساب کا عدالت ضلع
سے ہائی کورٹ کو - ایکٹ کمپنی ہاے ہند - (۶ سنہ ۱۸۸۲ ع) دفعہ ۲۱۹ - مجموعہ
ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵ و ۶۴۷ - اسٹیٹیوٹ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا (ایکٹ ہائیکورٹ)
باب ۱۰۴ دفعہ ۱۵ فرمان ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی دفعہ ۹ -
یہہ سوال منجانب سی جی ولنسی ٹارٹ وایچ ڈی ولنسی ٹارٹ وآر ولنسی
ٹارٹ وکے جی ولنسی ٹارٹ اعدادی آئی ماکس جسین یہہ تحریر ہے کہ اا

پانچ مارچ سنہ ۱۸۹۶ع کو دہلی لندن بنک واین ولیسٹ ہوپ ٹون ٹی کمپنی لمیٹڈ نے
یہہ درخواست کی ہے کہ حساب کمپنی مذکور کا بموجب ایکٹ کمپنی ہاے ہند
(۶ سنہ ۱۸۸۲ع) کے طے کر دیا جاوے اور ۲۶ جولائی سنہ ۱۸۹۶ع کو افیشل لکیویڈیٹر یعنی
عہدہ دار تصفیہ کنندہ دیون متعینہ سرکار نے یہہ درخواست کی ہے کہ سایلان
معہ دیگر چند اشخاص کے جنکا نام درج ہے شرکا و ذمہ دار جایداد کمپنی مذکور کے
قرار دیے جاویں اور درخواست مذکور عدالت ضلع سہارنپور میں دایر ہے ۔
استدعاء سایل کی یہہ ہے کہ ہائیکورٹ کارروائیات مذکور عدالت ضلع
سے اپنی اجلاس میں منتقل فرماوے اور اسکی اصل وجوہ یہہ بیان ہوئی ہین
کہ مقدمہ مین ایسی اہم امور قانونی متعلق ہین کہ جنکے طے کرنیمین عدالت ضلع
کو قواعد مرتبہ ہائیکورٹ ازروی ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ع سے مدد نہین مل سکتی ہے
اور اوسبارہ مین غالباً اسناد اہم عدالت موصوف کو حاصل نہین ہوسکتی ہین
اور یہہ کہ سایلان کو سہارنپور مین خدمات کونسل کے حاصل نہین ہوسکتی ہین کیونکہ
صرف ایک کونسل جو وہان کام کرتے ہین وہ بطور گواہ کے طلب ہونگے ۔
کانلن و ہل و ایچ و نسی ٹارٹ منجانب سایلان ۔
ڈبلیو کیوری افیشل لکیویڈیٹر واسطے جوابدہی سوال کے اصالتاً حاضر ہوے
مشارالیہ بلباس وکیل ہائیکورٹ کے حاضر ہوے اور اجلاس سے عدالت
مین گفتگو کرتے رہے ۔

دوران بحث مین ایچ صاحب چیف جسٹس نے کیوری سے مخاطب ہوکر
یہہ فرمایا کہ آیندہ سے جن مقدمات مین بارسٹر یا وکیل عدالت مین بطور
متخاصمین اصالتاً حاضر ہو تو اوسکو وکیلون کے میز سے اور اوسکے لباس مین
گفتگو نکرنا چاہیئے بلکہ اوسی موقع اور اوسی طریقہ سے گفتگو کرنا چاہیئے جیسے
کہ کوئی معمولی شخص عامہ خلایق کا کرتا ہے ۔ لیکن اس مرتبہ کیوری کو ویسا ہی
رہنا چاہیئے جیسا کہ مشارالیہ نے شروع کیا ہے ۔
واقعات مقدمہ کی فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے کافی طور
پر درج ہین ۔

جناب جج صاحب چیف جسٹس - یہہ سوال منجانب اون اشخاص کے بابت فہرست
شرکا و حصہ داران دلسیٹ ہوپ ٹون ملز کمپنی جسکا حساب زیر تصفیہ عدالت
جج ضلع ساہارنپور مین ہے بدین درخواست ہے کہ ہم مسل تصفیہ حساب کمپنی
مذکور کے اجلاس جج صاحب سے طلب کرلین اور کارروائی مزید عدالت
ہذا مین کرین - چودہری صاحب ایڈووکیٹ نے عذر ابتدائی کیا ہے کہ عدالت
ہذا کو اختیار نہین ہے کہ مسل طلب کرے اور کارروائیات تصفیہ حساب کو
اپنی اجلاس مین منتقل کرے اونکی اصل حجت یہہ ہے کہ ایکٹ کمپنی ہاے ہند
(۱۹۱۳ع) بذات خود مجموعہ ضابطہ ہے کہ جسکی تعمیل دربارہ تصفیہ حساب
کمپنیون کے ہونی چاہیے اور معینہ کوئی اور ضابطہ اوسکے روسے خارج ہے اور
مانع استعمال اختیار عدالت ہذا دربارہ دست اندازی کا جو عدالت ہذا کو
دیگر مقدمات مین بجز صیغہ اپیل کے حاصل ہی ہے - مشار الیہ یہہ بحث کرتے
ہین کہ یہہ نتیجہ دفعہ ۲۱۹ - ایکٹ مذکور سے مستنبط ہونا چاہیے کیونکہ ازروے
دفعہ مذکور کے عدالت ہذا کو یہہ اختیار صریحاً عطا ہوا ہے کہ مقدمات تصفیہ
حساب کو ایک عدالت ضلع سے دوسرے عدالت مین منتقل کردے اور
اونکی حجت ہے کہ معنیاً یہہ اختیار نفی ہے کہ مقدمات مذکور کو عدالت
ضلع سے عدالت ہذا مین منتقل کرے - مجھے یہہ کہنا چاہیے کہ مین حجت مذکور
کو قبول نہین کرتا ہون - غالباً دفعہ مذکور اختیاری ہے لیکن تاوقتیکہ ایکٹ
مین صریحاً ایسی بات نہو کہ جس سے وہ اختیار محدود ہو جسکا استعمال منجانب عدالت
شماری عدالت ہذا کے [illegible] اور ہر عدالت ماتحت کی نسبت [illegible]
[illegible] مذکور سے جسکے روسے اختیار ہے کہ ایک عدالت
ماتحت سے دوسرے عدالت مین منتقل کرسکتے ہین یہہ نتیجہ مستنبط کرنا چاہیے
کہ عدالت ہذا کو اختیار نہین ہے کہ مقدمات مذکور کو عدالت ہاے مذکور
سے اپنی عدالت مین منتقل کرے - مسٹر چودہری صاحب سے پوچھا گیا تاکہ
آپ کوئی مضمون ایکٹ مذکور کا ایسا بتلا سکتے ہین جسکے روسے صریحاً [illegible]
اس اختیار کے استعمال کی ممانعت ہو لیکن مشار الیہ بتلا نہ سکے - تو سوال یہہ

ہے کہ ہرگاہ ایکٹ کمپنی ہاے مین کوئی امر ہمارا مانع نہین ہے تو کیا
ہمکو ازروے فرمان شاہی یا ایکٹ عدالت ہاے ہائی کورٹ یا مجموعہ
ضابطہ دیوانی اختیار منظوری درخواست مندرجہ سوال کے حاصل ہے
یا نہین ۔ مین اس امر پر غور کرنا ضروری نہین خیال کرتا ہون کہ آیا ہمکو اختیار
مذکور ازروے دفعہ ۱۵ ۔ ایکٹ عدالت ہاے ہائی کورٹ یا دفعہ ۹ فرمان
شاہی کے حاصل ہے یا نہین اگرچہ ایسی صورت پیدا ہوسکتی ہے جسمین اس
امر پر غور کرنا ضروری ہو تو بھی اپنا یہ اطمینان کرنیکے لئے وجوہ بہت قوی مطلق
ہونگی کہ لفظ مقدمہ موقوعہ حکم قانون اخیر کی تعبیر جہانتک ممکن ہو اوسکی منشا
وسیع ہونی چاہئے جسمین کا انصافی ممکن الوقوع کے لئے قاعدہ مہیا رہے
لیکن احکام مذکور مین سے کسی پر غور کرنا ضروری نہین ہے کیونکہ ازروے
دفعہ ۶۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کل کارروایات متفرقہ سے جنکی بابت بالخصوص
ضابطہ مقرر نہین عام ضابطہ جو ازروے مجموعہ کے نالشات اور اپیل کیواسطے
مقرر ہے متعلق ہے ۔ پس معاملہ کے نسبت یہ راے قایم کرکے جیسا کہ
قبل ازین عدالت ہذا سے تجویز ہو چکی ہے میری یہ راے ہے کہ دفعہ ۲۵
مجموعہ کے مقدمات تصفیہ حساب کمپنیون سے متعلق ہے اور ازروے
دفعہ مذکور کے ہمکو اختیار کافی ووافی حاصل ہے کہ کارروایات مذکور کو
طلب کرین اور اونکو اجلاس عدالت ہذا مین منتقل کرلین ۔ لہذا صرف یہ
بحث ہے کہ آیا ہم اختیار مذکور کو مقدمہ ہذا مین مستعمل کرسکتے ہین یا نہین
جو تحریرات مین اب صادر کرنیکو ہون اونکے نسبت مین چاہتا ہون کہ اگر
یہ سمجھا جاوے کہ اخیر امر جو مین کرنیکو مایل ہون گا اوس سے کچھ شبہہ جج
جسٹس صاحب پر پڑیگی ۔ اور یہ بات اسوجہ سے نہین ہے کہ ہمکو کوئی شک
بہ نسبت اونکے لیاقت یا دیانت کے ناشی ہو یا یہ کہ مشار الیہ اون معاملات
مین جو اونکے روبرو پیش ہین بہترین انصاف کرینگے کہ ہم کارروایات مذکور
کو اجلاس ہذا مین منتقل کرنا چاہتے ہین ۔ مین صرف اس لئے کہتا ہون کہ کوئی
الفاظ غلط فہمی بجانب جسٹس صاحب یا کسیکی نسبت [illegible]

کرنا چاہیے کہ مقدمہ کی حالت کیا ہے - مقدمہ مذکور ولیٹ جوپ ٹن
کی کمپنی کے تصفیہ حساب سے پیدا ہوا ہے - شروع مارچ [illegible] مین درخواست
تصفیہ حساب کے ہوئی تھی اور اوسپر کیورنی صاحب نے بطور وکیل دہلی اینڈ
لنڈن بنک کی دستخط کی تھی - بعد درخواست مذکور اور مین قیاس کرتا ہون
کہ بعد صدور حکم ابتدائی کے ایک درخواست منجانب بنک باستدعای تقرر
کیورنی صاحب بطور لکیوڈیٹر کمپنی مذکور کے گذری تھی واضح ہوتا ہے کہ
ایک جلسہ مین جہان چند دائنیان موجود تھے اور چند دائنیان کے قایممقام
حاضر تھے اور جسمین کیورنی صاحب کرسی نشین تھے گفتگو دربارہ تقرری
مشارٌالیہ بطور لکیوڈیٹر کے پیش ہوئی اور فی الواقع جلسہ مذکور مین مشارٌالیہ
مقرر ہوے - مین قیاس کرتا ہون کہ اس تقرری کو نیبسن صاحب نے منظور
کرلیا - یہانتک جو کارروائی ہوئی اوسمین مین کوئی اعتراض نہین دیکھتا ہون
کیورنی صاحب کو اختیار تھا کہ اگر چاہتے تو اپنی حیثیت بطور ایڈوکیٹ
بنک کے موقوف کر دیتے اور یہہ بہی اونکو اختیار کامل تھا کہ بطور لکیوڈیٹر
کمپنی کے عمل کرتے لیکن بعد اپنی تقرری بطور لکیوڈیٹر کے مشارٌالیہ بطور وکیل
بنک کے بہی کام کرتے رہے - مین کوئی اشارہ خلاف اونکی دیانت یا اونکی
اس نیت کے نہین کرتا ہون کہ وہ اپنی موکل اور اون اشخاص کے حق مین
انصاف کرینگے جنکے وہ قایممقام بحیثیت لکیوڈیٹر کے ہین مین اس امر کو بطور
ایک امر محض قانونی مابین الف اور بے کے تصور کرنا چاہتا ہون اور نہ یہہ کہ
کوئی اتہام کیورنی صاحب پر کرون لیکن بطور امر واقعہ کے ہمین معلوم ہوتا
ہے کہ بعد تقرری بطور لکیوڈیٹر کے بہی مشارٌالیہ بطور وکیل اصل دائن کے
جنکا قرضہ متنازعہ تصفیہ حساب مین متنازعہ تھا کام کرتے رہے - جیسا کہ مین
کہتا ہون کہ تعداد قرضہ کی متنازعہ ہو لیکن جیسا امر کہ آیا [illegible] دائن مستحق
ثابت کرنے کا بمقابلہ کمپنی کے ہے یا نہین ایسا ہے جسکے لیے حجت قانونی
ہے کیونکہ مین خیال نہین سمجھ سکتا ہون کہ کوئی لکیوڈیٹر ایسا ہی دیانتدار
ہوئین ہو - اور مین کیورنی صاحب کی نیک نیتی کا کامل قیاس کرتا ہون

کیونکہ اپنی موکل کا کام کرسکتا ہے جو دعویدار ہے کہ جایداد کے دانیان
مین برابر کا درجہ پاوے اور ساتھہ ہی اوسکے اپنا کام متعلق جایداد اور شرکا
ذمہ دار یعنی دیگر دانیان کا کام کرسکتا ہے درحالیکہ دعوی اوسکے موکل
کا دربارہ دادن قرار پانیکا متنازعہ ہے - مین نہین سمجھتا ہون کہ مشار الیہ کیونکہ
اپنی موکل کا ثبوت پیش کرسکتے ہین اور بعد اسکے بحیثیت اپنی لکیویڈیٹری
کے منظور کرنے مین ثبوت مذکور کے جو اونہین نے اپنی وکیل کے حیثیت سے
پیش کیا ہے کیونکر بلا طرفداری کے انصاف کرسکتے ہین - یہہ حیثیت
بیجا عمدہ ہے اور اوس کی پرہیز کرنا چاہئے - جو بیان کیوری صاحب نے کیا
ہے اوس سے واضح ہوتا ہے کہ قبل تقرری لکیویڈیٹر کے بنک کا ثبوت داخل
ہو چکا تھا مین نہین سمجھتا ہون کہ کس قانون کے رو سے یہہ حکم صادر ہوسکتا
ہے جسکے رو سے یہہ کارروائی ہوئی تھی - اور مین خیال کرتا ہون کہ یہی ایک
بیجا بلکی ایسی ہے خود جسکی وجہ سے عدالت ہذا کو مناسب ہے کہ مسل
طلب کرے لیکن مزید بران بعد اسکے کہ اطلاع اس سوال کے عدالت ضلع
مین پہونچ گئی تھی صاحب جج نے کہ جس عمدہ داری مین بہت تعظیم کرتا
ہون ایک حکم تحریر کیا اور جسکے واسطے اونھون نے چند وجوہ تحریر کئے اور
جسکو مشار الیہ نے شامل مسل کارروائی کیا - مین صاحب جج کی اس کارروائی
کی غرض ضرور دریافت کرسکتا ہون اور تصور کرسکتا ہون کہ کیا سبب
ممکن ہے کہ یہہ ہو کہ مشار الیہ نے معاملہ کی مسل اپنی واسطے اوس وقت کے
لئے رکھنی چاہی تھی کہ جب مقدمہ پھر اونکے پاس واپس آوے حالانکہ
[illegible] اوراق یادداشت مین [illegible] ہے لیکن مین خیال کرتا ہون کہ مشار الیہ
[illegible] بارہ [illegible] بعد اسکے کہ اونکو اطلاع اس کا سوال [illegible]
[illegible] اور نیز اس امر کے کہ [illegible] انتقال مقدمہ
[illegible] صاحب [illegible] عدالت سے منظوری ہو چکی ہے [illegible]
کی ہے - اس امر سے [illegible] نہین ہوسکتا [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] لیکن [illegible]

ہے کہ ہنبس صاحب نے جو حکم صادر کیا ہے اوسپر اونکو غور ثانی کرنا دشوار
ہوگا بشرطیکہ مقدمہ پہر اونکے روبرو پیش ہو - پہر جو بیان ذیلعلم کونسل صاحبان
نے کیا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ یہہ مقدمہ ایسا ہے جسمین امور قانونی
اہم غالباً پیدا ہونگے جنکی سہارنپور مین بحث کرنا بلا موجودگی اون اسناد کی
جو اسبارہ مین متعلق ہین دشوار ہوگا - ممکن ہے کہ ہنبس صاحب کو موقع
اون اسناد کے ملاحظہ کرنیکا بہی حاصل نہو اور مقدمہ بہی ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ جسمین اگر کارروائی مزید ہو تو جملہ اون سے بالاخر بذریعہ مختلف اپیل کے
بنا راضی احکام کے جو ایک طرف سے یا دوسرے طرف سے دایر ہونگے ضرور
عدالت مین پیش ہوگا - علاوہ برین عدالت ہذا نے کوئی قواعد مسل دیگر عدالتہاے
ہائیکورٹ کے دربارہ طی کرنے حساب از روے ایکٹ کمپنی ہاے کے
مرتب نہین کئے ہین بلاشبہ اسوجہ سے کہ ملک کی اس جزو مین ایسی کارروائی
اکثر نہین ہوتی ہین پہر صرف اسی وجہ سے صاحب جج کو کچہہ دقت اون
متعدد درخواستونکی طی کرنے مین پیش آویگی جو اسکے حضور مین گذرینگی - مقدمہ
اوس قسم کا ہے جو شاید اکثر صاحبان جج ضلع کے کم تجربہ مین آیا ہے اور
اوسکی نوبت ابتداے مین یہہ امر کہ اصل دراین مستحق ثابت کرنیکا
بمقابلہ جایداد کے ہے یا نہین اور نیز دیگر امور قانونی متعلق ہین - اندرین
حالات میری یہہ راے ہے کہ یہہ مقدمہ واسطے استعمال ہمارے اختیار
دربارہ طلب کرنے مسل حساب تصفیہ کے اپنی اجلاس مین مناسب ہے
اور اوسی مطابق ہم حکم صادر کرتے ہین -

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس - میری بہی یہی راے ہے -

براڈہرسٹ صاحب جسٹس - مین بہی اتفاق کرتا ہون -

ضلع مرزاپور — اپیل اول احکام نمبر ۲ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۲۳ دسمبر

گنگیا بنام رنجی سنگہ

ایکٹ ۲۶ سنہ ۱۸۶۷ع دفعہ ۲ - مطابق منشاے ایکٹ کا عدالت ضلع سے -

سوال بعدالت ہائی کورٹ منجانب عذر دار واسطے سرٹیفکٹ جدید کے - انستر داد
سرٹیفکٹ عطیہ عدالت ضلع -
یہہ درخواست بعدالت ہائی کورٹ حسب دفعہ ۶ - ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ع
بغرض عطاے سرٹیفکٹ ایصال قرضہ یافتنی شخص متوفی یا استرداد سرٹیفکٹ عطیہ
عدالت ضلع مرزاپور کے ہے - واقعات مقدمہ کی تجویز عدالت مین کافی
طور سے درج ہین -
جوالاپرشاد منجانب سایل
ہنومان پرشاد منجانب فریق ثانی
اولڈفیلڈ صاحب جج - جو معاملہ ہمارے روبرو پیش ہے وہ متعلق عطاے
سرٹیفکٹ ایصال قرضہ محکومہ ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ع کے ہے دو شخص ہین جنہون
نے درخواست کی تھی یعنی مسماۃ گنگیا جو ہمارے روبرو سایلہ اور رنگی سنگھ
رسپانڈنٹ ہین - عدالت ماتحت نے دربارہ عطاے سرٹیفکٹ بنام سایلہ
کے انکار کیا اور رسپانڈنٹ کو سرٹیفکٹ مذکور عطا کیا ہے - مسماۃ گنگیا نے یہہ
درخواست داخل کی ہے جسکی غرض یہہ ہے کہ حکم مشعر عطاے سرٹیفکٹ بنام
رنگی کے مسترد کیا جاوے اور خود اوسکو عطا کیا جاوے -
ایک عذر ابتداے منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ پیش ہوا ہے کہ عدالت ہذا
کو اختیار مقبولی درخواست ہذا کا حاصل نہین ہے میری راے مین عذر مذکور
صحیح ہے - ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ع کے جس مضمون پر سایلہ کو استدلال ہے وہ دفعہ
۶ - ایکٹ مذکور مین مندرج ہے - ازروے دفعہ مذکور کے عطا ہونا سرٹیفکٹ
کا بذریعہ اپیل بعدالت صدر کے ملتوی ہو سکتا ہے کہ جو عدالت اوس
شخص کو تجویز کر سکتی ہے کہ جسکو سرٹیفکٹ عطا ہونا چاہئیے یا حکم تحقیقات
مزید بہ نسبت استحقاق کے دے سکتی ہے جسطرح سے کہ عدالت موصوف کو
مناسب معلوم ہو - عدالت موصوف کو بر طبق درخواست بعد اسکے کہ
سارٹیفکٹ عدالت ضلع سے عطا ہو چکا ہو یہہ بھی اختیار ہے کہ سرٹیفکٹ
جدید یا استرداد سرٹیفکٹ عطیہ عدالت ضلع کے عطا کرے -

پس اس طور پر دو طریقہ کارروائی کے ہین - اول بذریعہ اپیل قبل اسکے کہ سرٹیفکٹ عدالت ضلع سے عطا کیا جاوے بدین غرض کہ عدالت ہذا سے یہ حکم حاصل ہو کہ تا صدور حکم عدالت ہذا اعطاہونا سرٹیفکٹ کا ملتوی رہے اور ثانیاً بذریعہ سوال بعد عطا ہونے سرٹیفکٹ کے بدین غرض کہ عدالت ہذا باسترداد سرٹیفکٹ عطیہ عدالت ضلع کے سرٹیفکٹ عطا کرے - ظاہر ہے کہ غرض سوال حال کی اوس قسم کے اپیل سے نہین ہے جسکا ذکر دفعہ ۶ مین ہے اور نہ میری راے مین سائل ایسے سوال سے کامیاب ہو سکتی ہے جسکا مقصود دفعہ ۶ مین ہے - دراصل غرض یہ ہے کہ حکم مشعر عطاے سرٹیفکٹ مسترد کیا جاوے اور نسبت صحت حکم مذکور کے روداد پر بحث کیجاوے کہ جو مناسب طور پر بصیغہ اپیل ہو سکتا ہے اور اندروے ایکٹ مذکور کے اس بنیاد پر اپیل کی اجازت نہین ہے -

جس چارہ کار کا مقصود دفعہ ۶ مین ہے وہ بغرض اعتراض کرنے نسبت صحت اور جواز حکم مشعر عطاے سرٹیفکٹ کے بلحاظ روداد کے نہین عطا ہوا ہے بلکہ اوس کی غرض یہ ہے کہ سرٹیفکٹ جدید باسترداد عطا ہو سکے درحالیکہ بوجہ کیفیت جدید اشیاد کے عطا ہونا اوسکا ضروری ہوگیا ہو - معلوم ہوتا ہے کہ مقصود ایکٹ کا یہ ہے کہ ایسا حکم مشعر عطاے سرٹیفکٹ مقتضٰی دفعہ مذکور کے قطعی ہو اور ایک فریق کو اختیار دیا جاوے کہ نالش بغرض ثبوت استحقاق کے رجوع کرے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی راے بذریعہ فیصلہ اجلاس کامل کے صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی و شمالی نے ۱۸۶۲ء مین قایم کی تھی - مقدمہ گوشائین دہیر گنڈ (رپورٹ صدر دیوانی عدالت مغربی و شمالی ۱۸۶۳ء جلد ۱ صفحہ ۱۶۴)

بدینوجوہ مین اس درخواست کو معہ خرچہ ڈسمس کرونگا -

براڈہرسٹ صاحب جسٹس - مجھے افسوس ہے کہ مین اپنے بھائی اولڈ فیلڈ صاحب کے فیصلہ سے اتفاق نہین کر سکتا ہون کیونکہ مین مختلف

رائے صرف بہ نسبت قانون یعنی دفعہ ۶ - ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء کے قایم کرتا ہون بلکہ فیصلہ اجلاس کامل متذکرہ مشار الیہ سے بھی مختلف رائے قایم کرتا ہون -

دفعہ متذکرہ بالا کے لفظ بہ لفظ وہی ہین جو دفعہ ۵ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۴۱ء کے تھی جسکو عبارت حاشیہ کے کہتے ہین وہ دفعہ ۵ کی حسب ذیل تھی - جایز ہے کہ عطا ہونا سرٹیفکٹ بذریعہ اپیل بعدالت صدر دیوانی عدالت کے ملتوی رہے اور عدالت موصوف حکم دے سکتے ہی کہ کس شخص کو سرٹیفکٹ عطا ہونا چاہئے وغیرہ اور جو سرٹیفکٹ عطا ہو چکا ہو اسکو منسوخ کر سکتی ہے اور سرٹیفکٹ جدید عطا کر سکتی ہے -

اب ہائیکورٹ کو بموجب دفعہ ۶ - ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء کے ٹھیک وہی اختیار حاصل ہین جو صدر دیوانی عدالت کو از روے دفعہ ۵ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۴۱ء حاصل تھے ہرگاہ مخالف سایلان واسطے سرٹیفکٹ کے ہین تو مین خیال کرتا ہون کہ ہائیکورٹ مجاز ہے کہ برطبق اپیل یا بذریعہ برطبق درخواست کے حکم مصدرہ جج ضلع مین ہر وقت دست اندازی کر سکتی ہے - عدالت موصوف برطبق اپیل کے عطا ہونے سرٹیفکٹ کو ملتوی رکھ سکتی ہے اور یہہ تجویز کر سکتی ہے کہ کون شخص مستحق عطا ہونے سرٹیفکٹ کا ہے یا حکم کارروائی مزید کا بغرض تحقیقات استحقاق کے صادر کر سکتی ہے جو عدالت موصوف کو مناسب معلوم ہو - عدالت موصوف کو برطبق درخواست کے یہہ بھی اختیار ہوگا کہ بعد عطا ہو جانے سرٹیفکٹ کے عدالت ضلع سے سرٹیفکٹ جدید باسترداد سرٹیفکٹ عطیہ عدالت ضلع کے عطا کرے اور از روی سرٹیفکٹ جدید کے جس شخص کا نام اوسمین درج ہو وہ مستحق ہوگا کہ کل روپیہ جو باعتبار سرٹیفکٹ اولین وصول ہوا ہو اوس شخص سے واپس لیوے جسکو سرٹیفکٹ مذکور عطا ہوا

مقدمہ اجلاس کامل محولہ بالا مین صرف ایک شخص سایل سرٹیفکٹ متعلقہ ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ء بغرض ایصال قرضہ یافتنی جایداد مسماۃ ... متوفی کا تھا

[illegible]

جایداد ازان جاید او سارداگر متوفی کے نہین ہے اور سایل نے یہہ ثابت
نہین کیا ہے کہ ہبہ نامہ نوشتہ سارداگر موسومہ دیوگردتا دیز صحیح و اصلی نہین
ہے اور چونکہ نامبردہ اسکے ثابت کرنیمین بہی قاصر رہا ہے کہ کوئی زر قوم
یافتنی سارداگر متوفی کے ہین لہذا درخواست واسطے عطاے سرٹیفکٹ
کے اس تحریر کے روسے نامنظور کیجاتی ہے - فیصلہ چار حکام اجلاس کامل
کا حسب ذیل ہے - عدالت کے باستثنا ر ابرٹس صاحب کے جنہون
نے اپنی وجوہ اختلاف راے کے جداگانہ تحریر کئے ہین یہہ راے ہے کہ
ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ع کے روسے اپیل بنارا ضی فیصلہ عدالت ماتحت کے
صرف وو حالتو نمین جنکا ذکر دفعہ ۶ - ایکٹ مذکور مین ہے روا ہی کہ جس دفعہ
مین وہ طریقہ منضبط ہے جسکی تعمیل عدالت صدر کو دربارہ طے کرنے اپیل
کے منضبط ہوا ہے اور باستثنا ر ابرٹس صاحب کے عدالت کی یہہ راے
ہے کہ بنارا ضی حکم صاحب جج مشعر نامنظوری دعوی سایل بابت سرٹیفکٹ
کے اپیل نہین ہوسکتا ہے اور حکم مذکور قطعی ہے اگر سایل اوس سے ناراض
ہو تو اپنی چارہ جوئی بذریعہ ارجاع نالش بعدالت دیوانی واسطے دلا پانے
جایداد متوفی کے جسکی جایداد کے اہتمام کا دعوی کرتا ہے کرسکتا ہے
ر ابرٹس صاحب نے یہانتک تجویز کیا ہی اور یہہ تحریر کیا ہی کہ میں نظیر کلکتہ مجلسی اتفاق کرتا ہون
میری راے مین عدالت صدر کو از روے دفعہ ۶ - ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ع
کے اختیار ہے کہ اوس شخص کو سرٹیفکٹ عطا کرے کہ جس سے بیجا طور پر بابت
سرٹیفکٹ مذکور کے انکار ہوا ہے گو فریق ثانی کو کوئی سرٹیفکٹ عدالت
ضلع سے عطا ہوا ہو -

اس کل کارروائی سے یہہ ظاہر ہے کہ حکام اجلاس کامل کے زیر غور ایسا
مقدمہ تہا کہ جسمین کسیکو سرٹیفکٹ عطا نہین ہوا تہا اور سوال تنہا سایل کا نامنظور
ہوا تہا - کثرت راے حکام نے یہہ تجویز کی تہی کہ ایسے حالات مین حکم جج ضلع کا
قطعی تہا لیکن حکام ممدوح نے یہہ تحریر کی تہی کہ از روے ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ع

بنا در اضی فیصلہ عدالت کے دو حالتو نمین جو دفعہ ۶۔ ایکٹ مین درج ہین اپیل
روا ہے۔ ان دو حالتو نمین سے ظاہرا ایک وہ ہے جسکا ذکر فقرہ اول دفعہ
مذکور مین ہوا ہے لیکن دوسری حالت ظاہری طور پر وہ ہونی چاہئی جس کا
ذکر فقرہ دویم مین ہے اور اگر ایسا ہے تو ذی علم حکام ممدوح نے ضرور سوال
متہدکرہ فقرہ مذکور سوال اپیل کا تصور کیا ہوگا۔ مین خیال کرتا ہون کہ دفعہ بہیر
غور ہنر مندانہ موضوع نہین ہوا ہے۔ ضوابط محکومہ ایکٹ ۲ ۱۸۶۰ء بطور
عام قاعدہ کے مختصر ہین۔ ایسے مقدمات کے کثرت مین جج ضلع کے واسطے
یہ امر ممکن ہے کہ ایک ہی روز مین شہادت قلمبند کرے اور سارٹیفکٹ
عطا کرے اور اوسکو جاری کردے تو ایسی صورت مین یہہ قیاس کرنا مشکل
ہوگا کہ ممکن ہے کہ ہائیکورٹ عطا ہونا سرٹیفکٹ کا ملتوی کر سکے۔ علاوہ برین یہہ واضح
نہین ہوتا ہے کہ کیون ہائیکورٹ کو یہہ اختیار دیا گیا ہے کہ عطا ہونا سرٹیفکٹ
کا ملتوی کردے اور اوس شخص کو تجویز کردے جسکو سرٹیفکٹ عطا ہونا چاہئی
اور ایسے ہی اختیارات کا استعمال کرنیکا اختیار شاید دو ایک روز بعد اسکے
نہ دیا جاوے کہ سرٹیفکٹ عطا ہو جاوے اور گو جاری ہو چکا ہو یا نہین۔
لیکن یہہ جو چاہے سو ہو بہر حال مجھی کچھہ شک نہین ہے کہ از روے دفعہ ۶
ایکٹ ۲ ۱۸۶۰ء کے ہائیکورٹ بر طبق اپیل یا بر طبق درخواست قبل
مابعد عطا ہونے سرٹیفکٹ کے مجاز اس فیصلہ کرنیکی ہے کہ منجملہ مخالف سایلان
کے کسکو سرٹیفکٹ عطا ہونا چاہئی اور اوسی مطابق حکم صادر کرنیکی مجاز ہے۔
علاوہ فیصلہ اجلاس کامل محولہ بالا کے دیگر فیصلجات پر استدلال ہوا ہے لیکن جس فیصلہ کی نسبت
مین لحاظ کرنیکی ضرورت سمجھتا ہون وہ صرف ایک ہی جو صدر ڈاسٹرکٹ صاحب جیمس
داد اللہ فیلڈ صاحب جیمس کا مقدمہ اپیل اول احکام نمبر ۲۰ ۱۸۸۲ء کا ہے فیصلہ کو ہین جو ظاہرا بلا
رپورٹ شدہ ہے فقرہ ذیل واقع ہے۔ اس مقدمہ مین جو ہمارے روبرو
پیش ہے مناسب شکل کارروائی کے بذریعہ سوال کے تھی لیکن بغرض
اسکے کہ ہمکو اختیار ہے کہ جو درخواست ہمارے روبرو پیش ہے اوسکو

سوال تصور کرین ہم یہہ تجویز نہین کرتے ہین کہ سایلان نے وجوہ کافی دربارہ استرداد سرٹیفکٹ عطیہ بحق مسماۃ نبلی کے ثابت کی ہین - اس سے بخوبی یہہ قیاس ہوسکتا ہے کہ ذیعلم حکام ممدوح سرٹیفکٹ کو مسترد کردیتے اور سرٹیفکٹ جدید بحق سایلان جو درخواست دہندگان مخالف تھے عطا کرتے بشرطیکہ سایلان وجوہ کافی واسطے اصدار حکم مذکور کے عدالت مین ثابت کرتے - حسب وجوہ بالا میری یہہ راے ہے کہ عذر ابتدائی جو منجانب ریگی وارندہ سرٹیفکٹ کے پیش ہوا ہے صحیح نہین ہے -

(بوجہ اس اختلاف راے کے اپیل بموجب دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اوس جج کے پیش ہوا جسمین انیج صاحب چیف جسٹس واولڈفیلد صاحب جسٹس و سراوہر سٹ صاحب جسٹس شریک اجلاس تھے -

فریقین کی طرف سے وکلاے سابق کے ... عدالت نے پہلی فیصلہ نسبت عذر ابتدائی کی صادر کیا جو منجانب ریسپانڈنٹ ... سماعت سوال کے پیش ہوا

ایج صاحب چیف جسٹس - ہم خیال کرتے ہین کہ ... اوس عذر ابتدائی کا تصفیہ کردین جو بہ نسبت استحقاق سایلان دربارہ درخواست کرنے استرداد سرٹیفکٹ عطا شدہ اور بابت عطا ہونے سرٹیفکٹ جدید بحق خود اپنے کے ہے - اس امر کے طی کرنے کے غرض سے یہہ بیان کرنا چاہیے کہ سایل نے درخواست عطا ہونے سرٹیفکٹ محکومہ ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ع کے کی ہے اور ریسپانڈنٹ نے درخواست مذکور پر اعتراض کیا تھا اور اپنے طرف سے درخواست عطاے سرٹیفکٹ بحق خود اپنے کے کی ہے - صاحب جج نے حکم مشعر عطاے سرٹیفکٹ بحق ریسپانڈنٹ صادر کیا ہے اور واضح ہوتا ہے کہ سرٹیفکٹ مذکور جاری ہوچکا ہے - کوئی اپیل بموجب دفعہ ۶ - ایکٹ مذکور کے نہین ہوا ہے منجانب ریسپانڈنٹ کے ... ہوئی ہے کہ اس مقدمہ مین درخواست نہین ہوسکتی ہے اور جس شخص نے نسبت عطا ہونے سرٹیفکٹ کے ابتداءً اعتراض کیا ہو اوسکو صرف یہی چارہ کار بذریعہ اپیل کے حاصل ہے

جو بنا راضی حکم صاحب جج کے قبل واقعی اجراے سرٹیفکٹ کے دایر ہوجانی
چاہیئے میری یہہ راے ہے کہ اس سے احکام دفعہ ۶ پر غلط تعبیر قایم کرتا ہے
مجھے واضح ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور کا دو مختلف کارروائیون سے مقصد ہے
جو مختلف حالات مین پیدا ہوتی ہین۔ دفعہ مذکور کے رو سے وہ مقصود ہے
جسکی تاثیر التواے عطا ہونے سرٹیفکٹ سے ہے جسکی معنی مین اجراے
سرٹیفکٹ سے تصور کرتا ہون اور لفظ عطا ہونی کی تعبیر اسوجہ سے اس
طور پر کرتا ہون کہ جب کسی شخص کے نسبت حکم عطا ہونے سرٹیفکٹ
کا ہو یہہ سمجھنا دشوار ہے کہ کیونکر کسی شخص کو منصب اپیل کرنیکا معاملہ مین
حاصل ہوگا۔ مجھے واضح ہوتا ہے کہ واضعان قوانین کی یہہ نیت تھی کہ
بحالت حکم مخالف صادر ہونیکی جس شخص کو اوسکے نسبت اعتراض ہو
وہ اوسکے نسبت اپنا اپیل پیش کرسکتا ہے اور اسکا یہہ اثر ہوگا کہ جج کو
مجبوراً دست کش ہونا پڑیگا اور تا فیصلہ اپیل کے سرٹیفکٹ جاری
نکر سکیگا۔ میری اس رای کی یہہ وجہ ہے کہ برطبق اپیل کے عدالت کو
اوس شخص کے تجویز کرنیکا اختیار ہوگا جسکو حسب عبارت ایکٹ کے
سرٹیفکٹ عطا ہوگا اور بجای اس تجویز کرنیکے تحقیقات مزید نسبت استحقاق کے کرنیکا بھی حکم صادر کرسکیگی
مین قیاس کرتا ہون کہ اس غرض سے اختیار حاصل ہے کہ عدالت یہہ دریافت کرسکیگی کہ کس شخص کو سرٹیفکٹ
دینا چاہیئے۔ دفعہ ۶ مین کوئی حکم اوس حالت کے لئے نہین ہے کہ جب
سرٹیفکٹ عطا ہوجاوے اور اوسکے ذریعہ سے روپیہ وصول کیا جاوے
بعد ازان عدالت بصیغہ اپیل یہہ فیصلہ کرے کہ سرٹیفکٹ مسترد ہوا اور
دوسرے شخص کو عطا کیا جاوے۔ لیکن اگر ہم احکام دفعہ مذکور دربارہ
سوال بغرض عطاے سرٹیفکٹ جدید پر نظر کرتے ہین تو ہمکو معلوم ہوتا
ہے کہ یہہ ضابطہ معین ہے کہ درحالیکہ عدالت سرٹیفکٹ جدید باسترداد
سرٹیفکٹ عطا شدہ کے عطا کرے تو کل رقوم جو بہ نیک نیتی دہندہ مستر
ادا کی گئی ہون وہ جایز ہونگی اور مزید بران یہہ کہ جو شخص برطبق

درخواست سرٹیفکٹ جدید حاصل کرے وہ مستحق ہوگا کہ وارندہ سرٹیفکٹ مسترد شدہ
سے وہ کل روپیہ واپس لیوے جو اوسنے وصول کیا ہے - جزو اخیر دفعہ مذکور سے
صاف ظاہر ہے کہ مقصود یہ تھا کہ شخص یابندہ سرٹیفکٹ جدید وہ شخص ہو جس نے
سرٹیفکٹ اول پایا تھا اور اس سے ذیلیم منشی کی اس حجت کا تصفیہ ہو جاتا ہے کہ
سرٹیفکٹ صرف اون مقدمات مین عطا ہو سکتا ہے جنمین ترتیب سرٹیفکٹ
کے ناقص ہوتی ہے - پس دفعہ مذکور مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس کے
رو سے اختیار عدالت پر بر طبق سوال کے کوئی ایسی حد قایم ہو کہ سرٹیفکٹ
جدید کسی ایسے سایل کو عطا نہ کر سکے جس نے اپنی کو مستحق اوس کا ثابت کر دیا
ہو - اس امر کا کچھ ثبوت نہین ہے کہ سرٹیفکٹ جدید ایسی شخص کو عطا ہونا
چاہیے جو عطا ہونے سے سرٹیفکٹ کے ناراض ہوا جس نے اوس مین
اعتراض کیا ہو مین کوئی وجہ نہین دیکھتا ہون کہ جس تنگ تعبیر کے
قایم کرنے کی حجت نسبت دفعہ مذکور کے ذیلیم منشی نے کی ہے اوسکو
قایم کرون - لہذا میری یہ راے ہے کہ ہم کو اختیار حاصل ہے کہ سایل
کی درخواست دربارہ عطاے سرٹیفکٹ بنام سایل باسترداد سرٹیفکٹ
عطیہ بحق رسپانڈنٹ کے منظور کرین لہذا عذر ابتدائی ساقط ہوتا ہے -

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس - بعد غور مزید کے مین ذیلیم چیف جسٹس صاحب
سے اتفاق کرتا ہون - پہلی مجھی یہ شک ناشی ہوا تھا کہ آیا یہ نیت
تھی کہ بذریعہ درخواست کے صحت حکم مشعر عطاے سرٹیفکٹ اصل پر اعتراض
ہو سکتا ہے یا نہین - میری اس شک کی یہ وجہ تھی کہ آیا اختیار معمولی
طور پر بذریعہ اپیل کے مستعمل ہو سکتا ہے اور ہرگاہ اپیل اندروے دفعہ ۸ -
ایکٹ مذکور کے معین ہے تو وہ اس غرض کے لئے نہین ہے اگر یہ عذر
بصیغہ اپیل پیش ہوتا تو اوسکا یہ اثر ہوتا کہ حکم اصل منسوخ ہو جاتا اور سرٹیفکٹ
ابتدائی اور کل افعال جو اوسکے رو سے ہوئی ہونگی وہ ناجایز ہو جاتی -
لیکن کیفیت یہ ہے تو بھی جو وقت دفعہ ۸ کی تعبیر کرنے مین تھی وہ بسبب
رفع ہو گئی ہے اور مین اوس راے سے اتفاق کرتا ہون جو ڈگری حکم چیف

جسٹس صاحب نے ظاہر کی ہے۔
براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ بموجب اون وجوہ کے جو مین بیان کر چکا ہون مین فیلڈ چیف جسٹس سے اس امر کے تجویز کرنے مین اتفاق کرتا ہون کہ عذر ابتدائی صحیح نہین ہے اور اس درخواست کو بموجب دفعہ ۶ - ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۷ء کی عدالت منظور کر سکتی ہے۔
(بعدہ درخواست کی سماعت ہوئی اور منظور ہوئی)

ضلع غازی پور   اپیل ویکلی نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۶ء   منفصلہ ۲۲ دسمبر

رادھا پرشاد سنگھ بنام جوگل داس۔

تعینداد واسامی - تجویز لگان کی منجانب مہتمم بندوبست - نالش بقایا لگان بابت ایام ماقبل حکم - اختیار تجویز لگان بابت ایام مذکور نالشات مذکور مین عدالت ہائے دیوانی و مال - ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۲، ۸، ۷، و ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۳ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۵ حرف (ل)۔

واقعات مقدمہ کی تجویز عدالت مین درج ہین۔

کالون و الت پرشاد منجانب اپیلانٹ   ہورڈ منجانب رسپانڈنٹ

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ یہہ نالش واسطے وصول یابی روپیہ باقیات لگان کے دایر ہوئی ہے جسکی نسبت بیان ہوا ہے کہ ذمہ مدعا علیہ بابت بعض اراضی کے جو کاشت مقبوضہ مدعا علیہ مین ہے رہ گئی ہے باقی ہے۔ مدعی نے قبل اجراء اس نالش کی کوئی حق کاشتکارانہ مدعا علیہ کا تسلیم نہین کیا تھا بلکہ اوسکو غاصب تصور کیا تھا لیکن از روے ڈگری عدالت دیوانی کے حق کاشتکاری مدعا علیہ کا ثابت ہوا تھا اور یہہ نالش واسطے بقایا لگان بابت سنہ ۱۲۸۸ لغایت سنہ ۱۲۹۲ ف کے بعد از صدور تاریخ ڈگری عدالت دیوانی کے ہے دایر ہوئی ہے
لیکن کوئی لگان اراضی مذکورہ پر باہم یا از روے معاہدہ خانگی یا عدالت

مارچ ۱۸۸۴ء تک مقرر نہین ہوا تہا کہ جب مہتمم بندوبست نے بموجب دفعہ ۶۲ ایکٹ مالگذاری کے لگان مقرر کیا تہا اور اب مدعی دعوی بقایا لگان کا اوسی شرح مقررہ سے کرتا ہے عدالت اپیل ماتحت نے دعوی لگان بابت زمانہ قبل یکم جنوری ۱۸۸۴ء کے ڈسمس کیا ہے اور اوس قدر ڈگری کیا ہے جو بابت زمانہ مابعد کے تہا لیکن بلا سود لہذا اپیل ہذا منجانب مدعی دایر ہوا ہے۔ حجت یہ ہوتی ہے کہ معاہدہ معنوی بابت ادا کرنے لگان کے ہے اور عدالت کو لگان اوسی شرح سے دلانا چاہئے تہا جو مہتمم بندوبست نے مقرر کیا تہا اور سود نامنظور نہین کرنا چاہئے تہا۔

ہماری یہ رائے ہے کہ عدالت ماتحت اپیل نے صحیح طور پر دعوی قبل یکم جولائی ۱۸۸۴ء کا نامنظور کیا ہے

جایز ہے کہ معاہدہ معنوی ادا کرنے لگان کا منجانب مدعا علیہ اوسوقت ہوا ہو جب اوس نے اراضی پر قبضہ کیا تہا لیکن عدالت کسی قسم کی ڈگری بطور بقایا واجب اوسوقت تک نہین کر سکتی ہے کہ جب تک کوئی لگان عدالت مجاز سے واجب الادا نہ تجویز ہو۔ مہتمم بندوبست نے بلاشبہ لگان مقرر کیا تہا لیکن بموجب دفعہ ۶۲ ایکٹ مالگذاری کے مقرر کیا تہا اور جو لگان اسطور سے مقرر ہوتا ہے وہ اوس یکم جولائی سے واجب الادا ہوتا ہے جو بعد حکم مہتمم بندوبست کے آوے اور نہ اوس سے پہلے حکم مذکور کی نسبت یہ نہین قرار پا سکتا ہے کہ اوسکے رو سے لگان بابت کسی زمانہ ماقبل جولائی ۱۸۸۴ء کے مقرر ہوا ہے

ہم ایک فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا کی طرف متوجہ کئے گئے تہے مقدمہ مذکورہ کہادیر پرشاد بنام متہرا (؟) (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱۰۹) مین بحث بہ نسبت لگان واجب الادا کی اسامی ساقط الملکیت متعلقہ دفعہ ۷ ایکٹ لگان کے تہی کہ جو کہ وہ شرح بہ طبق درخواست حسب منشاء احکام دفعہ ۱۴ اور دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے مقرر ہوئی تہی اور یہ تجویز ہوا کہ اسامی مذکور واجب الاداے لگان تعدادی اوس شرح مقررہ کا اوس تاریخ سے ہے کہ جب سے وہ بوجہ زوال اپنے حق مالکانہ کے اسامی ہوا ہے گو تاریخ مذکور ماقبل تاریخ ڈگری شرح مقرر لگان کے تہی۔

مقدمہ کے خرچہ مین شامل ہوگا۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس نے اتفاق کیا۔

ضلع گورکھپور — اپیل دویم نمبر ۲۴۶ بابت ۱۸۸۲ء — منفصلہ ۱۷ اردسمبر

شیو ہمبر وغیرہ بنام دلودت

ثالثی — اقرار تفویضنگی — حکم مستقیضہ دفعہ ۵۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی دربارہ تفویضنگی معاملہ متنازعہ متعلقہ مقدمہ متدایرہ وقت — حکم مقتضیہ دفعہ ۳۷۳ دوران تفویضنگی مشعر اجازت دست برداری بحق مدعی باختیار ارجاع نالش جدید — ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ دادرسی خاص) دفعہ ۲۱۔

یہ نالش دلودت مدعی نے واسطے دخلیابی از حصہ زمینداری بدین بیان دایر کی تھی کہ جایداد مذکور جزو جایداد خاندان مشترکہ خود نامبردہ و مدعاعلیہم کہ جو اوسکے بھتیجے ہین ہے اور اونہون نے مدعی کو حصہ مذکور سے بیدخل کردیا ہے۔ مدعاعلیہم کو بیانات مذکور سے انکار ہے اور استحقاق تنہا نسبت متنازعہ کے بیان کرتے ہین۔ نامبردگان نے یہہ بھی عذر کیا ہے کہ حسب احکام دفعہ ۲۱ — ایکٹ دادرسی خاص (۱ سنہ ۱۸۷۷ء) یہ نالش ممنوع السماعت ہے

یہہ عذر حالات ذیل سے پیدا ہوا ہے — پہلی مدعی نے سنہ ۱۸۸۲ء مین نالش بنام مدعاعلیہم بہ نسبت اوسی معاملہ اور اونہین وجوہ کے بنا پر جیسی کہ نالش حال ہے عدالت منصفی بستی مین دایر کی تھی — دوران مقدمہ مین فریقین اس بات پر راضی ہوے کہ مقدمہ مین جو امور متنازعہ باہم اونکی ہین سپرد ثالثی کیجاوین اور بدین غرض عدالت سے ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء کو یہہ درخواست کی کہ حکم تفویضنگی بہ ثالثی کا حسب دفعہ ۵۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہو۔ یہہ درخواست منظور ہوئی اور ثالثان مقرر ہوے اور یہہ حکم ہوا تہا کہ ثالثان مذکور عرصہ ایک ہفتہ مین اپنا فیصلہ صادر کرین قبل انقضا مدت مذکور کے اور قبل اسکے کہ کوئی فیصلہ ثالثی صادر ہو مدعی نے واسطے حکم مقتضیہ دفعہ ۳۷۳ مجموعہ مشعر اجازت دست برداری مقدمہ

مانع ہوگا یا اوس شخص سے متعلق ہے جو ایسے معاہدہ کے تعمیل کرنے سے
انکار کرے جو اوسیک موثر ہے۔ اس مقدمہ مین مابین ہفتہ معینہ اور حالیکہ
اقرارنامہ نافذ تھا منشی سکہ رام کے موکل نے تعمیل سے انکار کیا اور بعدہٗ دعوے بابت
دست برداری کے انکار مذکور نا تغیر ثابت کر دیا۔

اندرین حالات میری یہ رائے ہے کہ دفعہ ۲۱۔ ایکٹ داد رسی خاص کا تعلق
مقدمہ ہے اور اوس سے جواب نالش کا حاصل ہوتا ہے اور یہ اپیل معہ خرچہ
منظور ہونی چاہیئے۔

ٹرل صاحب جسٹس۔ مین ذی علم چیف جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون
اور صرف یہ اضافہ کرونگا کہ میری رائے مین یہ نالش از روے فقرہ دویم
دفعہ ۳۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے
کہ منصف کو یہ اختیار نہ تھا کہ مدعی کو اجازت دست برداری نالش سابق مین اور
رجوع کرنے نالش جدید بابت اوسی شئے دعویٰ کے عطا کرے۔ بلحاظ اون
حالات کے جو ذی علم چیف جسٹس صاحب نے بیان کئے ہین منصف نے اپنا
اختیار متعلقہ نالش کو ایک ثالث کے سپرد کر دیا تھا جسکو خود اونھون نے حسب تا فرو
فریقین کے مقرر کیا تھا اور بلحاظ حالات متذکرہ درخواست یکطرفی مدعی کے
منصف مجاز نہ تھے کہ مقدمہ کو اپنے فہرست مین قایم کرین اور اوسکو ایسا
تصور کرین کہ گویا منتظر اوسکے فیصلہ کا ہے۔ عمل عدالت کا بارہ سپردگی نالش بہ ثالثی
متعلقہ باب ۳۷ مجموعہ کے صرف منحصر اوپر احکام باب مذکور دربارہ دست اندازی
فیصلہ ثالثی کے ہین عدالت کو اختیار ہے کہ فیصلہ ثالثی واپس کرے یا کسی
اور طرح سے دست اندازی کرے لیکن یہ اختیار نہین ہے کہ اوسکو ایسا مقدمہ
تصور کرے کہ گویا وہ اوسکے فہرست مین قایم تھا۔

مین دربارہ ڈگری کرنے اپیل ہذا معہ خرچہ کے ذی علم چیف جسٹس صاحب سے
اتفاق کرتا ہون۔

ضلع فرخ آباد

اپیل دوم نمبر ۳۳ سنہ ۱۸۸۹ع
چیمم لعل بنام کشوری

منفصلہ ...

معاہدہ مشروطہ بابت بیع جائداد غیر منقولہ بذریعہ دستاویز غیر رجسٹری شدہ - ایفائے شرط
خریدار بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ باطلاع معاہدہ -

نالش تعمیل مختص معاہدہ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۴۴ -

کستوری مدعی مقدمہ ہذا نے بلدیو مدعا علیہ پر نالش تعمیل مختص معاہدہ بیع مشروطہ بابت بیع مکان بعوض مبلغ ۱۰۰ روپیہ کے دایر کی - معاہدہ مذکور مورخہ ۲۴ - اگست سنہ ۱۹۱۳ء اور تحریری تھا لیکن بلا رجسٹری شدہ تھا - مدعی نے منجملہ زر ثمن کے ۵۰ روپیہ وقت معاہدہ کے ادا کر دیا تھا اور یہ اقرار ہوا تھا کہ اگر بلدیو اوس مقدمہ مین کامیاب ہو جو نسبت مکان متنازعہ کے اوس وقت دایر تھا تو نامبردہ مدعی کو مکان مذکور پر دخل دیدیگا اور شخص آخر الذکر بقیہ زر ثمن ادا کر دیگا لیکن بحالت ناکامیابی بلدیو کے نامبردہ ۵۰ روپیہ مذکور جو اوسکو ادا ہو چکا ہے مدعی کو واپس کر دیگا -

۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء کو وہ مقدمہ جسمین حقیت بلدیو کی متنازعہ تھی بحق نامبردہ فیصل ہوا
۱۴ - مئی سنہ ۱۹۱۴ء کو بلدیو نے بیعنامہ بابت مکان مذکور بنام چھیم لعل لکھدیا اور دستاویز مذکور ۲۱ - مئی سنہ ۱۹۱۴ء کو لکھدیا -

جولائی سنہ ۱۹۱۴ء مین مدعی نے نالش ہذا دایر کی ہے - اور بشمول استدعاء تعمیل مختص معاہدہ مورخہ ۲۴ - اگست سنہ ۱۹۱۳ء کے نامبردہ نے یہ بھی استدعا کی ناجائز ہی بیعنامہ مورخہ ۱۴ مئی سنہ ۱۹۱۴ء کا بھی کیا ہے - عدالتین ماتحت یعنے عدالت مرافعہ اولیٰ (منصف قنوج) اور عدالت اپیل ماتحت (جج ماتحت فرخ آباد) نے یہ تجویز کی کہ چھیم لعل مدعا علیہ کو وقت تکمیل بیعنامہ مورخہ ۱۴ - مئی سنہ ۱۹۱۴ء کے معاہدہ مورخہ ۲۴ - اگست سنہ ۱۹۱۳ء سے جو باہم بابت نامبردہ اور مدعی کے تھا اطلاع تھی - جوابدہی نالش کی منجانب چھیم لعل مدعا علیہ کے یہ ہوئی کہ چونکہ بیعنامہ مورخہ ۱۴ - مئی سنہ ۱۹۱۴ء رجسٹری شدہ ہے اور دستاویز مذکور کے رو سے مین مکان مذکور پر قابض ہوں اور دستاویز مورخہ ۲۴ - اگست سنہ ۱۹۱۳ء بلا رجسٹری شدہ ہے لہذا احکام دفعہ ۴۴ - ایکٹ انتقال جائداد قاطع نالش ہین -

عدالتین ماتحت نے دعوی ڈگری کیا چھیم لعل مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے

جوگندر ناتھ منجانب اپیلانٹ — رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

واقعات متعدد [illegible] جو زیر عدالت مین درج ہین۔

ہورڈ منجانب اپیلانٹ اسپیشل منجانب رسپانڈنٹ

لیچ صاحب چیف جسٹس [illegible] صاحب جسٹس۔ یہ وہ نالش ہے جو عدالت
منصفی بلیا مین بتاریخ ۹ - مئی [illegible] واسطے بازیافت مبلغ ماللعہ اصل
معہ سود بتعلق کفالت اجہرا اور نیلام کرانے قطعہ مکان مندرجہ عرضی نالش
اور کفالت دیگر جائداد وازان مدعاعلیہ [illegible] دائر ہوئی تہی۔ مدعی کا یہ بیان ہے
کہ اوس نے مبلغ ماصہ سود کی بشرح [illegible] فیصدی ماہوار امارسی کیوری
ستوفی پدر مدعاعلیہ کو قرض دیا تہا اور امارسی کیوری نے بعوض قرضہ مذکور
ایک دستاویز بحق مدعی لکہنے دستاویز [illegible] نالش جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے
لکہدی تہی جہتبہ بدی ساون سمت [illegible] سو دن کو مین امارسی کیوری پسر جول
کیوری ستوفی ساکن [illegible] پرگنہ خرید ضلع غازیپور کے نام سدہ پانڈے
مہاجن ساکن [illegible] تپہ مہابل پرگنہ خرید واقع ضلع غازیپور کے کل مبلغ
ماصہ جسمین سے مبلغ ماصہ بابت بقایا [illegible] مقرر یافتنی مہاجن مذکور
اور مبلغ [illegible] نقد شامل ہے سکہ لات شاہی مروجہ سود کی بشرح [illegible]
ماہوار کی قرض لیکر اپنے تحت تصرف مین لایا۔ زر مذکور معہ سود بشرح
مذکورہ بالا بمیعاد سودی ۱۵ [illegible] ۱۲۸۶ ع کو لا کلام بلا کسی عذر کے ادا کردونگا
واسطے اطمینان پاس روپیہ کے بخوشی اور رضامندی اپنی دولت اور جائداد
مہاجن مذکور کے پاس رہن کرتا ہون جو کچہہ جائداد وغیرہ ازان میرے
مہاجن مذکور کو دستیاب ہو سکے سب سے مہاجن مذکور [illegible] لیگا۔
اگر بلا ادائے قرضہ یافتنی مہاجن مذکور کے مین جائداد مذکور کو کسی دوسرے
مہاجن کے پاس بیع یا رہن یا منتقل کرون تو انتقال مذکور ناجائز ہوگا
اسی وجہ سے بینے بخوشی خاطر رضامندی اپنی سے یہ تمسک کفالتی لکہدیا
کہ وقت حاجت کے کام آوے مورخہ [illegible] بدی ساون [illegible] دستخط
[illegible] ساکن [illegible] [illegible] نام [illegible] نام مدیون
امارسی کیوری۔ تعداد زر ماصہ۔ نوعیت دستاویز تمسک کفالتی مکان

کی وقت مناسب پر از روے قانون رجسٹری کے بطور دستاویز متعلقہ جایداد غیر منقولہ واقعہ ضلع غازیپور کے رجسٹری ہوئی تھی اور یہہ کہ اسامی کو جو اوس تمسک مین شریک تہا جسکی اسطرح پر رجسٹری ہوئی تہی –

جبورا صاحب نے منجانب مدعی اپیلانٹ کے یہہ حجت کی تہی کہ تمسک مذکور کی رو سے اگر وہ رہن نہو تو دعوی جائداد غیر منقولہ پر پیدا ہوتا ہے اور اسوجہ سے مد ۱۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند (۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء) متعلق ہے اور نالش اندر بارہ سال کے جو میعاد واسطے رجوع کرنے نالشات واسطے دلاپانے اوس روپیہ کے جسکا مواخذہ کسی جائداد غیر منقولہ پر معین ہے دایر ہوئی اور بتائید اپنی اس حجت کے مشار الیہ نے مقدمہ کشن دیال بنام اودت نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۸۶) و دفعہ ۱۰۰ ایکٹ انتقال جائداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) و دفعات ۱۷ و ۴۹ ایکٹ رجسٹری پر استدلال کیا ہے –

بجانب دیگر اسپنکی صاحب نے منجانب رسپانڈنٹان کے یہہ حجت کی ہے کہ کوئی جائداد غیر منقولہ مخصوص تمسک مین بطور شے مکفولہ منظور کے درج نہین ہے اور عبارت تمسک کی ایسی مبہم ہے کہ جس سے تمسک مذکور بطور دستاویز رہن یا ایسے دستاویز کے جس سے کوئی مواخذہ جائداد غیر منقولہ پر پیدا ہوتا ہے غیر موثر ہو جاتا ہے اور مد ۱۳۲ متعلق نہین ہے لہذا نالش اندر میعاد رجوع نہین ہوئی ہے – اسپنکی صاحب نے بتائید اپنی حجت کے دفعہ ۵۸ ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء و مقدمات گوری شنکر بنام سرجو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۷۶) و بجیاب اللہ بنام نرسر مستری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۴۷۴) و قانون رہن مولفہ میکفرسن صاحب صفحات ۱۳۷ و ۱۳۸ طبع ہفتم و دفعہ ۴۹ ایکٹ وراثت پر استدلال کیا ہے –

بجواب اسکے جبورا صاحب نے فیصلہ ولڈفیلڈ صاحب جسٹس مقدمہ شب نول بنام گنگا پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵۵

ہمارا استدلال کیا ہے۔
دوران تقریر مین مقدمہ رام دین بنام کالکا پرشاد منفصلہ پریوی کونسل (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۵۰۲) پر بھی استدلال ہوا تھا۔
بعد اختتام تقریرون کے ہمنے واسطے غور کرنے تجویز کے مہلت لی تھی۔
ہمارا خیال ہے کہ جس امر کا تصفیہ صاحب جج غازیپور نے کیا تھا وہ [illegible]
حسب امر ۱ کی فیصلہ سے پرکھتے ہین کہ آیا ۔ ۱۳۲ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت
سنہ ۱۸۷۷ء مدعی کی کسی جزو سے متعلق ہے یا نہین ہمکو اپنا فیصلہ اوسی امر کی
حد تک محدود کرنا چاہئیے۔ جو راے ہم نسبت تمسک کے قایم کرتے ہین اوسکی رو سے
اس امر کا تصفیہ کرنا ضروری نہین ہے کہ وہ رہن جائداد غیر منقولہ حسب منشاء
دفعہ ۵۸ ایکٹ انتقال جائداد مشتہرہ ۱۸۸۲ء کے ہے یا نہین اور ہم اسکی نسبت کوئی
راے ظاہر نہین کرتے ہین۔

ہماری راے مین بطور عام قاعدہ کے عدالت کو وقت تعبیر کرنے کسی دستاویز
تحریری کے اوسکی ایسی تعبیر کرنا چاہئیے کہ اگر ممکن ہو منشاء فریقین کو موثر کرے بشرطیکہ
ملاحظہ دستاویز سے نیت مذکور دریافت ہو سکتی ہو۔ آیا اس مقدمہ مین ملاحظہ
دستاویز متنازعہ سے نیت فریقین کی دریافت ہو سکتی ہے یا نہین۔ ہم خیال کرتے
ہین کہ دریافت ہو سکتی ہے۔

امارسی کیوری نے بذریعہ اپنے تمسک کے یہ اقرار کیا تھا کہ اوس نے مدعی سے
مبلغ ما عہ (جسمین ما عہ بقایا جو اوسوقت واجب تھی اور عہ نقد قرض
لئے تھے شامل ہے) سود کی بشرح عہ فیصدی ماہواری کا قرض لئے تھے اور اقرار
کیا تھا کہ زر مذکور اصل معہ سود بشرح مذکور یافتہ ایک تاریخ مقررہ کو مدعی کو ادا کریگا۔
اگر فریقین کی یہ نیت تھی کہ اقرار تمسک کا معنی بطور تمسک سادہ کے ہو اور ادس سے
مواخذہ امارسی کے جائداد منقولہ اور غیر منقولہ پر ہو گا تو یہ زیادہ بیان کرنے کی
ضرورت نہین ہے۔ لیکن ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ تمسک مین جیسا کہ اوسکا ترجمہ ہمارے
واسطے ہوا ہے اسطرح پر لکھا ہے کہ بغرض اطمینان مبلغ ما عہ روپیہ کے مین بخوشی رضامندی
اپنی کل دولت اور جائداد بحق صاحبین مذکور مکفول کرتا ہون جو کچھ جائداد وغیرہ

از زر مہری مہاجن مذکور کوشاور ہی سب سے مہاجن مذکور مستفید ہوگا اگر بلا ادائے زر قرضہ یا قبل مہاجن مذکور میں جائداد مذکور کو کسی دوسرے مہاجن کے پاس رہن یا بیع یا منتقل کرون تو انتقال مذکور ناجائز ہوگا۔ اسوجہ سے مین نے اپنی خوشی اور رضامندی سے یہہ دستاویز کفالتی لکھدیا کہ وقت حاجت کے کام اوے۔

تمسک مذکور ہندی مین لکہا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ بہت دہنر مندی کے ساتھہ لکہا گیا ہے۔ اور غالباً خود فریقین نے بلا مشورہ قانونی کے لکہا ہے

ہماری صاف یہہ رائے ہے کہ تمسک سے ثابت ہے کہ نیت فریقین کی یہی تھی کہ اوسکی روسے مواخذہ ادا کرنے قرضہ اصل مع سود بشرح طے یافتہ مدعی کا اماری کی کل جائداد پر پیدا ہو۔ اگر بہ نسبت امر نیت فریقین کے ہم مستحق اسبات کے ہین کہ اوس طریقہ کو غور مین لین جسمین تمسک کی رجسٹری ہوئی تھی اور جیسا پائیٹ فلکس صاحب جسٹس اور فیلڈ صاحب جسٹس نے مقدمہ حبیب اللہ بنام تربیسر مستری (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحات ۱۹۸ و ۱۹۹) مین غور کیا تہا تو ہمارے اس نتیجہ کی تائید بہت زاید ہوتی کہ نیت فریقین کی کیا تہی۔

دوسرے بحث یہہ ہے کہ آیا از روے تمسک کی بحرص موثر ہوئی یا نہین کہ جو اماری کیوری اور مدعی کی تہی۔ اس امر کی تجویز کرنے مین چند اسناد حوالہ پر مختصراً استدلال کرنا ضروری ہے۔ مقدمہ رام دین بنام گنگا پرشاد اور شنکر بنام سرجو جہا تمسک وہ متعلق فیصلہ کام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ رام دین بنام کالکا پرشاد محولہ بالا کے ہے صرف متعلق بحث میعاد سماعت کے متعلق ہین جو بہ نسبت دعوی مدعی اگر کچھ واسطے قایم کرنے ذمہ داری ذاتی بمقابلہ مدعا علیہ کے ہے مقدمہ حبیب اللہ بنام تربیسر مستری محولہ بالا قبل نفاذ ایکٹ انتقال جائداد و سنہ ۱۸۸۲ع کے فیصل ہوا تہا اللہ اولعلم حکام مجوزہ مقدمہ مذکور کے زیر دفعات ۵۸ و ۱۰۰ ایکٹ انتقال جائداد کی جسمین ذکر اون مواخذہ جات کے ہے جو جائداد غیر منقولہ پر ہوتے ہین اور جو بمنزلہ رہن نہ ہونے کے نہین ہو سکتین

حصہ مل چند بنام اے مخلت کی درج ہے اور عرضی نالش پر دستخط اور عبارت
تصدیق حسب ذیل درج ہے۔ منجانب مسوری بنک لمیٹیڈ جی ایچ ویب منیجر
عدالت ماتحت نے عرضی نالش بغرض ترمیم حسب وجوہ ذیل واپس
کی ہے۔ اول اسوجہ سے کہ عرضی نالش مین پتہ مدعاعلیہ کا صحیح طور پر نہین
لکھا گیا ہے مین خیال کرتا ہون کہ دلیل ساقط ہے کیونکہ جو کچھہ مین نے
عرضی نالش سے انتخاب بالا کیا ہے اوس سے صاف ظاہر ہے کہ مدعاعلیہ
کی نسبت بیان ہوا ہے کہ وہ وصیہ کرنل بارلو مرحوم کی ہے اور نالش بنام
اوسکے اوسی حیثیت سے رجوع ہوئی ہے دوسری وجہ یہہ ہے کہ عرضی نالش
ناقص ہے کہ دعوی جو کیا گیا ہے وہ منجانب جارج ہنری ویب منیجر کے
ہوا ہے اور نہ اس طرح پر کہ گویا منجانب بنک کے بلکہ عبارت اس طرح پر ہونی
چاہیے تہی مسوری بنک لمیٹیڈ یا مدعی حسب ذیل بیان کرتا ہے۔ بہ نسبت اسکے
مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ وہ دلیل واپسی عرضی نالش کے ہے میری
رائے مین یہہ امر وجوہ امتناعی متذکرہ دفعہ ۵۳ - مین داخل نہین ہے۔ مقصود اور
منشا عرضی نالش کا بہت صاف ہے اور حالات اور واقعات مظہرہ متعلق متعلقہ
بنک مدعی کے ہین اور عبارت ایسی نہین ہے کہ اوس سے اور کوئی منشا قایم
ہو سکے غرض وفعات متعلقہ عرضی نالش کی جہانتک کہ بحث حال متعلق ہے
یہہ ہے کہ جن واقعات کو مدعی ضروری سمجھے وہ مختصر اور صاف طور سے
ظاہر ہونا چاہیے اور تصدیق ایسے شخص کی طرف سے ہونی چاہیے جو واقعات
مذکورسے واقف ہو اور اسبات مین عرضی نالش سے تعمیل کامل ضروریات
مجموعہ ضابطہ کی ہوئی ہے۔
تیسری اور اخیر دلیل جسکو عدالت ماتحت نے واسطے مناسبت اپنے حکم کے
کافی سمجہا ہے یہہ ہے کہ جس شکل سے نالش رجوع کی گئی ہے اوس شکل سے
رجوع نہ ہونی چاہیے تہی بلکہ بشکل معمولہ دفعہ ۴۳۳ و نمونہ ۵ ضمیمہ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے رجوع ہونی چاہیے تہی لیکن مدعی کو اختیار کامل تہا کہ نالش بنام
[illegible] کسی شخص متہم یا قایم مقام کسی [illegible] شکل سے چاہے رجوع کرے

اگر نالش بہ لحاظ واقعات کے جو شہادت مین ہون ناقابل سرسبزی کے
تجویز ہو تو ڈسمس ہونی چاہیے لیکن کوئی اختیار واپسی عرضی نالش کا
بغرض ترمیم کے اوس وقت نہین ہوتا ہے جب یہ تجویز ہو کہ نالش
اوس شکل سے قابل سرسبزی کے نہین ہے کہ جس شکل سے وہ رجوع
ہوئی ہے اور اس غرض سے ترمیم اس طرح پر ہو کہ نالش مذکور شکل مختلف
مین بدل ہو جاوے۔

انہین وجوہ مین حکم عدالت ماتحت کو معہ خرچہ مسترد کرونگا۔ اور خرچہ جو
رسپانڈنٹ ادا کریگی اور حکم دیتا ہون کہ عدالت ماتحت مقدمہ کو اپنے فہرست
مقدمات حدایرہ مین قایم کرے اور اوسمین کارروائی بموجب قانون کے
کرے۔

ہلاورسٹ صاحب جسٹس ۔ مین اس امر کی تجویز کرنے مین کہ کوئی وجہ
کافی واسطے واپسی عرضی نالش کے نہین ہے اور حکم مجوزہ اپنے بھائی
اولڈفیلڈ صاحب سے اتفاق کرتا ہون۔

صلحنامہ نالش شرط سکے کہ مدعی کو زرمندعویہ سے زیادہ دلایا جاوے۔
رضامندی فریقین سے اجراے ڈگری کا بقدر زرمندعویہ کے محدود ہونا۔
نالش بابت زرزاید مندرجہ وعلیہ از روے صلحنامہ سامور تنزاعی جو عدالت اجراکنندہ
ڈگری سے طے ہونا چاہیے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴۔

واقعات اسمقدمہ کے تجویز عدالت مین کافی طور سے درج ہین۔

رتن چند منجانب اپیلانٹ — سندر لعل منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب جیف جسٹس ۔ یہ نالش واسطے دخلیابی بعض اراضی کے ہے جسکی نسبت از روے شرایط اقرار مندرجہ صلحنامہ کے مدعا علیہ نے نالش سابق مین اقرار کیا تھا کہ مدعی کے حق مین ڈگری کیا جاوے۔ نالش سابق مین نتیجہ صلحنامہ کا یہ ہوا تھا کہ مدعی اراضی اوس قدر سے زیادہ حاصل کرے کہ جسکا اوسنے ابتداءً دعوی کیا تھا یعنے یہ کہ بغرض ختم کرنے نالش کے فریقین اسبات پر راضی ہوئے تھے کہ کسی خاص قطعہ اراضی مین مدعی اوس سے زیادہ اراضی پاویگا جسکا اوسنے ابتداءً دعوی کیا تھا۔ واضح ہوتا ہے کہ منصف نے مطابق شرایط صلحنامہ کے ڈگری مرتب کرنے مین اعتراض اس بنا پر کیا تھا کہ مدعی نے جو دعوی کیا تھا اوس سے زیادہ پاتا ہے اور دوکا ہے فریقین نے اوسوقت اور اوس مقام پر تسلیم کر لیا تھا کہ جس قدر کا دعوی مدعی نے کیا ہے اوسیقدر کی ڈگری اوسکو ملنا چاہیے۔ لیکن اسکے مطابق شرایط صلحنامہ کی منصف نے صحیح طور پر ڈگری مرتب کی۔ مین کوئی ایسا قانون نہین جانتا ہون کہ جسکی روسے فریقین کو بہ رضامندی یا مصالحت کے اصل دعوی سے دعوی مین اضافہ کرنے کی ممانعت ہو یا اسبات کی ممانعت ہو کہ ڈگری زر نقد یا اراضی کے دعوی ابتدائی سے تعداد یا مقدار مین بڑہنے پاوے۔ بتراضی طرفین اور باجازت عدالت کے دعوی مین اسطرح پر ترمیم ہو سکتی ہے کہ اوسمین دعوی اضافہ شدہ شامل ہو جاوے۔ فریقین رضامندی یا مصالحت کے مجاز تھے کہ ڈگری کو اسطرح پر مرتب کراتے جیسا کہ اسمقدمہ مین ہوا تھا۔ یہان تک فریقین نے نیک نیتی سے عمل کیا ہے۔
جب مدعی نے ڈگری مذکور کو جاری کرانا چاہا تو میری دانست مین مدعا علیہ

تو وہ ذمہ دار عذر دار کا ہو گا جو بذریعہ نالش نمبری کے کارروائی کر سکتا ہے اس
عذر کی تصدیق رسیور کے پاس ہونی چاہئے اور وہ بعد تحقیقات کے جو مناسب
سمجھے اوسپر عمل کریگا اور اپنی خاص ذمہ داری پر رسیور درخواست واگذاشت
جاید اد کی کر سکتا ہے یعنی عذر دار کے حوالہ کیجاوے لیکن طلبکہ اوسکو یہہ دریافت
ہو کہ مدیون ڈگری کا دعوی نسبت جاید اد کے ثابت نہین ہوا ہے یا یہہ کہ رسیور
اوسکو تصرف کر سکتا ہے - اگر عذر دار کی درخواست ہو تو مین امادہ ہون کہ نیلام
جاید اد متنازعہ کا تا تصفیہ درخواست نگرانی بنا راضی حکم ہذا تین مہینہ تک ملتوی کیا جاوے

عذر دار نے ہائی کورٹ مین درخواست نگرانی حکم مذکور کی اس بنیاد پر کی ہے
کہ صاحب جج نے بیجا طور پر اپنی اختیار کے استعمال سے انکار کیا ہے -

کاشی پرشاد منجانب سایل رام پرشاد منجانب فریق ہاے مخالف

براد ہرسٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - صاحب جج نے دربارہ
انکار پذیرائی عذر سایل حسب دفعہ ۲۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے غلطی کی ہے - اگر
جاید اد حسب باب ۱۹ مجموعہ کے قرق ہوئی تھی تو عذر دار کا استحقاق دربارہ پیش
کرنے اس دعوی کے کہ مین سچا مالک جاندادکا ہون اسوجہ سے زایل نہین ہو
ہے کہ مدیون ڈگری ایسا نونٹ قرار پاگیا اور یہہ کہ جاید اد نا مبردہ کی بموجب باب
۲۰ کے رسیور کو حاصل ہو گئی ہے صرف ایسا نونٹ کی ہی جاید اد ایسی ہے کہ جو اسکو
حاصل ہو سکتی ہے اور ۔ ـہ عذر دار کی - درخواست پذیرا ہونی چاہئے اور اگر یہہ ثابت
ہو کر جاید اد متنازعہ اوس ڈگری کے اجرا مین قرق ہوئی ہے جو بمقابلہ ایسا نونٹ
ہے تو بعد اوسکے عدالت ماتحت کو امور تنقیح واقعاتی کے تجویز کرنا ہو گی جو عذر دار
نے بموجب دفعہ ۲۷۸ کے پیش کی ہین اور اوسی مطابق مقدمہ کا فیصلہ کرنا چاہئے
مقدمہ حسب دفعہ ۶۲۲ واسطے تجویز مذکرہ بالا کے واپس کیا جاتا ہے اور یہہ کہ
خرچہ خرچہ مقدمہ مین شامل ہو گا -

ضلع غازیپور اپیل دوم نمبر ۱۶۹ سنہ ۱۸۸۶ع متفرقہ بار دوم

اگر حید و غیرہم بنام بالمکند رام و غیرہم

ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۹ع (ایکٹ اسٹامپ) دفعہ ۳ شیڈیول اول نمبر ۱ - اقرار نامہ خط

اس کے کہ دستاویز پر اسٹامپ باضابطہ ہے۔

یہ نالش منجانب چند مہاجنان مسمیان اگرچند وچمپا لعل واسطے دلاپانے مبلغ للعہ ۱۱۲۳ مالی
اصل وسود بربناد ایک دستاویز جو سرخط یا اقرار تحریری بیان کیا گیا ہے موسومہ نامبردگان
مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۸۱ء نوشتہ مدعا علیہم بالک رائے وجگناتھ رائے وگلاب رائے اور شخص اخرالذکر
کاشتکار کوٹھی بالک رائے وجگناتھ رائے کا ہے دائر ہوئی ہے۔ اندرونی دستاویز مذکور
کے مدعا علیہم نے اپنی اوپر ذمہ داری قرضہ مبلغ للعہ مع سود بشرح [illegible] فیصدی ماہواری
ذمگی دو اشخاص مسمیان ہیرا رائے ڈھیکہا رائے یافتنی مدعیان کے لی تھی دستاویز
مذکور اس عبارت سے شروع ہوتی ہے۔ ہم بالک رائے وجگناتھ رائے ساکنان میرنا
پرگنہ ظہور اباد ضلع غازی اباد اس تحریر کے رو سے اقرار کرتے ہین کہ کوٹھی بابو
اگرچند وچمپا لعل ساکنان غازیپور سی روپیہ وصول پایا جسپر ہملوگ سود بشرح [illegible]
فیصدی ادا کرینگے۔ سمت ۱۹۳۸۔ لکہا کنوار ورائے دلال حسب درخواست
گلاب رائے اسکے بعد تفصیل رقوم اقراری کے درج ہے۔ دستاویز پر منجانب
کوٹھی بالک رائے وجگناتھ رائے کے اونکے رشتہ دار اودت نراین رائے نے اور مہابیر
رائے مدعا علیہ نے بہی بطور ضامن کے دستخط کئے ہین۔ مہابیر رائے کے دستخط کے اوپر
الفاظ ذیل درج ہین ضمانت صحیح ہے۔ دستاویز مذکور پر ۸ کا ٹکٹ بلحاظ اقرار قرضہ زیادہ سے
کے لگا ہوا ہے۔

منجملہ عذرات جوابدہی نالش بعدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت غازیپور) کے ایک عذر
یہ تہا کہ دستاویز منشاء نالش پر اسٹامپ کافی نہین ہے لہذا شہادت مین قابل مقبولی کے
نہین ہے۔ اس عذر کی نسبت عدالت نے حسب ذیل تحریر کیا ہے۔

سرخط پر ۸ کا اسٹامپ لگانا چاہئے۔ لیکن دستاویز ہذا بطور سرخط کے متصور نہین ہوسکتی ہے
دستاویز صرف اوسی وقت تمسک سرخط ہوتی ہے کہ جب تک وہ مین محض یادداشت رقوم کسی معاملہ کی بعد
سے ہوتی ہین۔ ان الفاظ سے کہ ضمانت صحیح ہے اور یہ اقرار کہ سود بہر لیا جاوے [illegible]
دستاویز [illegible] سے زیادہ ہو جاتی ہے [illegible] سبک ہو جاتی ہے۔ دستاویز محض یادداشت
حساب کا نہین ہے چونکہ دستاویز مین ماہیت تمسک کی شریک ہے لہذا وہ اسٹامپ تمسکی پر
لکہی جانی چاہئے تہی۔ چونکہ مہابیر رائے بحیثیت ضامن کے مدعا علیہ کیا گیا ہے لہذا [illegible] مین

شک نہین ہو سکتا ہے کہ دستاویز کا اشٹامپ ناکافی ہے اور وہ ناجایز ہے۔ لہذا
قابل قبولی عدالت کے نہین ہے۔

ساتھ ہی اوسکے عدالت نے امور واقعات کی تجویز بلحاظ شہادت کے کی اور دعوےکا
ڈسمس کیا۔ مدعی نے اپیل بحضور صاحب جج ضلع غازیپور کے کیا اور منجملہ موجبات اپیل کے
ایک یہہ ہے کہ عدالت ماتحت نے اس امر کی تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ سرخط پر اشٹامپ
کم ہے۔ دستاویز مذکور بجز یادداشت محولہ دفعہ ۱ ضمیمہ ۱ ایکٹ ۱۸۷۹ء کے اور کچھہ نہین
ہو سکتی ہے عدالت ماتحت نے یہہ ثابت کیا ہے کہ دستاویز مذکور کسی اور دستاویز کی
تعریف مین داخل ہے۔

جزو ضروری تجویز صاحب جج کا حسب ذیل ہے۔

امر اشٹامپ کا اول تجویز طلب ہے۔ مین دیکھتا ہون کہ جس شکل مین سرخط مذکور
مرتب ہوا ہے اوس سے وہ اون معروضہ سلحے مین سے کم گواہون کی دستخطی اس معاملہ
مین اور رضامندی کا اب دایرے دربارہ اوسکی تکمیل کے کوشش نہین کی ہے۔
اسکی نسبت مین تجویز کرتا ہون کہ یہ دیدہ و دانستہ گریز حصول اشٹامپ سے ہے اور نہ عدالت
مرافعہ اولی اور نہ عدالت ابتدائی کسی طرح پر یہ درخواست مدعیان کی قبول کر سکتی ہے کہ اب بھی [illegible]

لحاظ ان صاحب جج نے اپیل ڈسمس کیا۔ بعد صدور حکم ڈسمسی کے صاحب کلکٹر نے ایک
سرٹیفکٹ حسب دفعہ ۳۴ ایکٹ اشٹامپ اس مضمون سے عطا کیا ہے کہ دستاویز متنازعہ فیہ پر اشٹامپ باضابطہ
لگا ہوا ہے۔

مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل دوم پیش کیا ہے۔

راس ولال [illegible] بجانب اپیلانٹان   راس مسٹن بجانب ریسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ ہماری رائے مین عدالت اپیل ماتحت نے کوئی تجویز نسبت واقعات
نہین کی بلکہ دعوی اپیل اس بنا پر ڈسمس کیا ہے کہ سرخط پر اشٹامپ باضابطہ نہین ہے بعد ڈسمسی اپیل کے
صاحب کلکٹر نے ایک سرٹیفکٹ حسب دفعہ ۳۴ ایکٹ اشٹامپ کے اس مضمون سے عطا کیا ہے کہ دستاویز پر اشٹامپ
باضابطہ ہے سرٹیفکٹ مذکور واجب التعمیل ہے لہذا عدالت اپیل ماتحت کو سماعت اپیل کی بحالہ عدد و درج
کرنا چاہیے ہو گا [illegible] شہادت جایز [illegible] کرنا چاہیے اپیل منظور کیا جاتا
اور چونکہ مقدمہ حسب دفعہ [illegible] مقدمہ مین شامل ہو گا

ضلع الہ آباد اپیل دویم نمبر ۱۱۴۲ بابت ۱۸۷۹ء منفصلہ ۳۱ جنوری

صاحب النسا بی بی بنام حفیظ بی بی

حفیظ بی بی بنام صاحب النسا بی بی

پنشن — ایکٹ ۲۳ ۱۸۷۱ء (ایکٹ پنشن) دفعہ ۴ — پنشن بعوض اوس اراضی کے جو بذریعہ معافی دوامی کے مقبوضہ ہو — نالش بنام گیرندہ پنشن بغرض اثبات حق حصہ داری — میعاد — ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ نمبر ۱۲۳ و ۱۴۴ — شرع محمدی — ہبہ — مشاع — ہبہ غیر منقسم حصہ مستحقہ — انتقال قبضہ — داخل خارج نام — حوالگی دستاویز ہبہ حقیت — ایکٹ ۶ ۱۸۷۱ء (بنگال سول کورٹ ایکٹ) دفعہ ۲۴ —

یہہ دو اپیل دویم متنازعہ ڈگری صاحب جج ضلع الہ آباد مورخہ ۹ ستمبر ۱۸۷۹ء کے ہین ایک مقدمہ مین صاحب النسا بی بی مدعا علیہ مقدمہ اپیلانٹ ہے اور دوسرے مین حفیظ بی بی مدعا علیہ اپیلانٹ ہے — مدعی نے نالش واسطے اثبات اپنے حق دربارہ دلاپانے حصہ واقع پنشن کے کی ہے جو سرکار سے واجب الادا ہے اور بادشاہ دہلی نے مورثان وجیہ اللہ پدر مدعیہ کو بالفاظ اوس نقصان کے عطا کی تہی جو بسبب ضبطی اراضیات معافی از روے اسناد متضمن معافی دوامی نامبردگان کے واقع ہوا تہا — وجیہ اللہ کی دو دختران جنمین سے ایک مدعیہ ہی اور دو لڑکے یعنی مسمیان عبد اللہ اور عبد الرحمن ہتہے — صاحب النسا مدعا علیہا بیوہ عبد الرحمن کی ہے — بعد وفات وجیہ اللہ کے اوسکے پسران پنشن وصول کرتے رہتے بعد وفات عبد اللہ کے عبد الرحمن وصول کرتا تہا جسکا نام سرکاری رجسٹرون مین درج ہوا تہا — ۲۲ اپریل ۱۸۷۲ء کو عبد الرحمن نے ایک ہبہ نامہ بنام اپنے زوجہ مدعا علیہا مشعر انتقال کل پنشن کے لکہہ دیا — نامونکا داخل خارج نسبت پنشن مذکور بحق مدعا علیہا کے نہین ہوا لیکن ہبہ نامہ اور اسناد اوسکی حوالہ ہو گئی تہین — عبد الرحمن مئی ۱۸۷۶ء مین متوفی ہوا اور نالش حال دسمبر ۱۸۷۸ء مین دایر ہوئی ہے —

مدعیہ کا یہہ بیان ہے کہ اگرچہ پنشن صرف عبد الرحمن کے نام لکہی ہے

لیکن مدعیا اور دیگر ورثاء وجیہ اللہ اپنا اپنا حصہ عبد الرحمن سے اوسکی وفات تک لیتے رہے ہین لیکن بعد وفات نامبردہ کے کچھہ نہین ملا۔ مدعیہ کیطرف سے یہ حجت ہوئی ہے کہ ہبہ نامہ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۸۸۱ء نہ صرف بہ نسبت انتقال حصص ورثاء وجیہ اللہ علاوہ عبد الرحمن کے غیر موثر ہے بلکہ کلیتًا بہ نسبت خود حصہ عبد الرحمن کے بھی ناجایز ہے یہہ امر اسواسطے کہ ازروے قواعد شرع محمدی کے پنشن مشاع ہے اور ہبہ نہین ہو سکتا ہے اور یہہ کہ ازروے قانون مذکور کے حوالگی واقعی یا انتقال واسطے تکمیل ہبہ کے ضروری ہے اور کوئی ایسی حوالگی یا دست برداری منجانب واہب کے نہین ہوئی۔ بہ ایں وجوہ مدعی نے دعوی اثبات اپنے حق کا (۱) بابت حصہ پنشن جو اوسکو بطور وارث وجیہ اللہ کے پہونچا ہے (۲) بطور وارث اپنے بھائی عبد الرحمن بابت اوس حصہ کے جو اوسکو پہونچا تہا کیا ہے۔ مدعاعلیہا کا یہہ اصرار ہے کہ ہبہ نامہ کلیتًا جایز ہے اور بیان ہے کہ عبد الرحمن بارہ برس سے زیادہ عرصہ تک تمام کل پنشن سے مستفید ہوتا رہا ہے لہذا نالش خارج المیعادی ہے۔

عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت الہ آباد) نے یہہ تجویز کی کہ تا وفات عبد الرحمن کے مدعیہ اپنے حصہ پنشن سے مستفید ہوتی رہی اور وصول کرتی رہی ہے نظر بران یہہ تجویز کی کہ نالش درمیعاد ہے۔ عدالت موصوف نے یہہ بھی تجویز کی ہے کہ ہبہ نامہ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۸۸۱ء اوسقدر غیر موثر ہے جہانتک وہ متعلق حقوق ورثاء وجیہ اللہ علاوہ واہب کے ہے۔ لہذا جسقدر کہ استقرار حق مدعیہ کا بطور یکی از ورثاء مذکور بابت پانے حصہ پنشن مذکور کے تہا عدالت موصوف نے ڈگری کیا۔ لیکن جہانتک کہ نالش کو تعلق حصہ خود عبد الرحمن سے ہے عدالت موصوف نے یہہ تجویز کی کہ ہبہ نامہ جایز ہے اور حصہ مذکور مدعاعلیہا کو پہونچ گیا اور مدعیہ وراثتًا بہ نسبت اوس حصہ کے دعوی نہین ہو سکتا ہے لہذا اسقدر نالش ڈسمس ہوئی۔

فریقین نے بحضور صاحب جج ضلع الہ آباد کے اپیل کیا اور صاحب ممدوح نے دونو اپیل ڈسمس کی۔ ہر فریق نے ہائیکورٹ مین اپیل دوم پیش کی مین اول مدعاعلیہا کی اپیل کی سماعت ہوئی اور اوسی کا پہلے فیصلہ مطلوب ہوا۔

امیرالدین منجانب رسپانڈنٹان کاتلن و اجودھیاناتھ وغیرہ ولد تارا شاہ وغیرہ منجانب اپیلانٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس — یہہ اپیل بنا راضی فیصلہ صاحب جج ضلع الہ آباد کے ہے کہ جنہون نے ڈگری جج ماتحت کی بحال کی ہے یہہ نالش واسطے اثبات حق مدعیہ دربارہ دلا پانے حصہ پنشن کے ہے جو سرکار سے واجب الادا ہی اور جو ابتدًا بادشاہان دہلی نے خاص اشخاص کو عطا کی تہی — مقدمہ مدعا علیہم کا ایک جزو یہہ ہے کہ ۱۸۶۷ء مین عبدالرحمن کل پنشن پاتا تہا اگرچہ نامبردہ صرف ایک جزو اوسمین سے پانیکا مستحق تہا اور فی الواقع کل پنشن پاتا تہا اور اوسنے کل اپنی زوجہ کو منتقل کردی ہے — یہہ حجت ہوئی ہے کہ انتقال مذکور نسبت حصہ مدعیہ کے قانونًا جائز انتقال ہے کہ جو شریک انتقال مذکور کے نہین ہے — مین اس حجت کو نہین سمجہتا ہون — صاحب جج نے صحیح طور پر یہہ تجویز کی ہے کہ عبدالرحمن اپنے خاص حصہ کے سوا کچہہ منتقل نہین کرسکتا تہا نامبردہ کو اختیار انتقال کرنیکا نہ تہا اور اوسکا منتقل الیہ خود نامبردہ کے حق سے کچہہ زیادہ نہین پاسکتا ہے —

بہ نسبت قانون میعاد کے یہہ رائے ہے کہ مجہے بہت شکوک ناشی ہوتے ہین کہ آیا اس قسم کے مقدمہ مین اور مابین ایسے فریقین کے جیسے کہ اس مقدمہ مین ہین قانون مذکور مطلقًا متعلق ہوسکتا ہے یا نہین — یہہ رقم زرنقد کے نہین ہے جو ایک شخص کو دوسرے سے یافتنی ہوتی ہے — یہہ محض ایک استحقاق چند اشخاص کا دربارہ وصول کرنے اپنے اپنے حصص پنشن کے سرکار سے ہے — مجہے واضح ہوتا ہے کہ اگر قانون مذکور متعلق ہو تو وہ اون اشخاص کے ہاتہون سے متعلق ہوگا جنکو ادا کرنا پڑتا ہے — اگر فریقین حال سے متعلق بہی ہو تو منجملہ کل دفعات کے جنکا شمار ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت مین ہوا ہے ہم دفعہ ۱۲۷ یا ۱۳۱ کو متعلق کرینگے جسمین بارہ سال کی میعاد مقرر ہے — صاحب جج نے اپنے فیصلہ مین یہہ تجویز کی ہے کہ مدعیہ اپنا حصہ اوس زمانہ مین پاتی رہی ہے اور یہہ تجویز واقعاتی کافی ہے کہ مقدمہ کو ایکٹ میعاد سے خارج رکہے — بوجوہ مذکور میری یہہ رائے ہے کہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہیئے —

براڈہرسٹ صاحب جسٹس — مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے دربارہ ڈسمسی اپیل معروضہ کے بالکل اتفاق کرتا ہون۔

بعدہ مدعیہ کی اپیل کی سماعت ہوئی۔ یادداشت اپیل مین وجوہ حسب ذیل درج ہین۔

(۱) یہہ کہ بموجب شرع محمدی کے ہبہ پنشن مظہرہ منجانب عبدالرحمن بنام اوسکی زوجہ صاحب النساء کے کالعدم ہے۔

(الف) کیونکہ ہبہ مشاع کا ہے۔

(ب) کیونکہ حوالگی اور قبضہ کالنساء عمل مین نہین آیا۔

(ج) کیونکہ واہب اپنے استحقاق واقع پنشن سے کلیتاً دست بردار نہین ہوا۔

(د) کیونکہ ہبہ مین وہ شخص شامل ہے جو واہب کے تہی۔

(۲) یہہ کہ ازروے شرع محمدی کے استحقاق پانے پنشن کا صرف بذریعہ ہبہ قابل انتقال نہین ہے۔

(۳) یہہ کہ انتقال پنشن کا ازروے ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ء کے کالعدم ہے۔

کالون وامیرالدین منجانب اپیلانٹ ل و سندرلعل منجانب ریسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس — یہہ اپیل بنارا[ضی] فیصلہ صاحب جج ضلع الہ آباد کے ہے جنہون نے یہہ فیصلہ کیا ہے کہ حصہ عبدالرحمن موقوفہ پنشن جو سرکار ہندوستانی نے عطا کی تہی مسماۃ صاحب النسا بی بی مدعا علیہا کو پہونچ گیا ہے۔

اپیل مین امیرالدین صاحب نے ہر امر جو ممکن تہا پیش کیا ہے۔ منجملہ اسکے انہون نے بیان کیا ہے کہ پنشن ہبہ نہین ہو سکتی ہے وہ یہہ بہی کہتے ہین کہ ہبہ مذکور کالعدم ہے کہ شے موہوبہ تقسیم نہین ہوئی تہی یعنی استحقاق پانے پنشن کا تقسیم نہین ہوا تہا۔ وہ یہہ بہی کہتے ہین کہ ہبہ مذکور اسوجہ سے ناقص تہا کہ عبدالرحمن کا مطلب کل پنشن کے دینے سے تہا حالانکہ وہ صرف اوسمین سے ایک جزو پانیکا مستحق تہا اور ہبہ مکمل نہین ہے اور بموجب شرع محمدی کے ناجائز ہے کیونکہ عبدالرحمن نے رجسٹر سرکار مین داخل خارج نام کا نہین کرایا۔ امیرالدین صاحب نے یہہ بہی بحث

تو ایک شخص مستحق اپنے حصہ کا و لو العنی مورث کی وفات پر ایک ثلث کا مستحق ہو جاتا
ہے اور ایسی صورت میں ضرورت تقسیم کی نہیں ہوتی ہے۔ حجت مذکور ساقط ہوتی
ہے کیونکہ بطور امر واقعہ کے میری رائے میں شئے موہوبہ منقسم ہو چکی ہے۔
امیر الدین صاحب کی یہ بھی حجت ہے کہ کل ہبہ اس وجہ سے کالعدم ہے
کہ عبد الرحمن کے اوس حصہ سے زیادہ ہبہ کرنیکی مراد تھی کہ جسکا وہ مستحق تھا۔ مشار الیہ
نے ٹاگور لا لکچر ۱۸۷۳ء صفحہ ۴۸۰ و اصول شرح محمدی مولفہ میگناٹن صاحب باب ۴ پر
بتائید حجت مذکور کے استدلال کیا ہے۔ امیر علی صاحب نے اپنے لکچروں کے
صفحہ ۴۳۰ میں یہ فرمایا ہے۔ اگر کوئی شخص کوئی عمارت ہبہ کرے جسکا قبضہ دے
لیا جاوے اور بعدہ اوسکے ایک جزو پر اپنا استحقاق قایم کرے تو ہبہ کالعدم
ہے۔ اگر کوئی شخص اراضی معہ فصل موجودہ اراضی مذکور کے ہبہ کرے یا درخت
معہ ثمرات کے ہبہ کرے اور دونوں اشیا کی حوالگی کر دے اور بعدہ کوئی استحقاق
نسبت فصل یا ثمرات کے قایم کرے تو ہبہ نسبت اراضی یا درخت کے کالعدم ہے
ایک شخص نے اپنی اراضی معہ فصل موجودہ اراضی مذکور کے ہبہ کی اور فصل کو بلا کر
حوالہ کر دے اور بعد اسکے استحقاق نسبت ایک شے کے قایم کیا تو ہبہ نسبت
دوسرے کے کالعدم ہے۔ ہبہ نسبت حصہ ہائے بالا کے بنڈت استدلال نے
صحیح طور پر بتلایا ہے کہ جس شرع محمدی کے مسئلہ کی حجت امیر الدین صاحب کرتے
ہیں وہ اصل کتاب میں قایم نہیں ہوا ہے۔ مشار الیہ اون صورتوں کی بحث کرتے
جن پر اصول شرح محمدی کا قایم کرنا چاہتے ہیں جو اصل کتاب میں نہیں پایا
جاتا ہے۔ ذی علم لکچرر کے روبرو جو کچھ پیش تھا وہ معلوم ہوتا ہے کہ بحث لیسے
ہی کی تھی جو کہ مشاع کے نا جایز تھا اور جن مقدمات کا حوالہ امیر الدین صاحب نے
دیا ہے وہ مقدمات محض مشاع کے تھے۔ لہذا میں خیال کرتا ہوں جہانتک کہ
اوس حجت کو تعلق ہے مقدمات مذکور سے حجت امیر الدین صاحب کی قایم نہیں ہوتی
مشار الیہ اصول شرح محمدی مولفہ میگناٹن صاحب کے باب ۴ پر بھی استدلال کرتے
ہیں۔ مشار الیہ نے ہمارے روبرو حوالہ یادداشت حاشیہ متعلق جواب نمبر ۲ صفحہ
پر حوالہ دیا ہے۔ ہبہ کر اپنا استحقاق مالک کے نا جایز ہوتا ہے لیکن ہبہ بقدر

استحقاق مذکور سے ناجائز ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یادداشت مذکور
بعبارت موہوم لکھی گئی ہے اور بنظر سرسری ہر شخص اوسکو ایسا تصور کریگا کہ اوس سے
یہہ قاعدہ قایم ہوتا ہے کہ ہرگاہ ایک شخص اپنے استحقاق سے زیادہ ہبہ کرے
تو کل ہبہ کالعدم ہوتا ہے۔ اصلیت سوال ۲ کی جس سے جواب مذکور متعلق ہے
یہہ ہے۔ اگر لڑکے از بیوگان یا اونکے ورثاء ایک جزو اوس اراضی کا بذریعہ
بیع یا ہبہ کے منتقل کرین جو اونکے شوہر متوفی کے ستی تو بیع یا ہبہ مذکور کسیقدر کی
بابت جائز ہوگا یا نہین۔ لہذا جواب مذکور متعلق اون خاص اشخاص محولہ سوال بالا
کے ہے اور اوس سے کوئی عام مسئلہ قانون کا قایم نہین ہوتا ہے۔ پھر مسئلہ
مذکور مجھے اوس اصول پر مبنی معلوم ہوتا ہے جسکا ذکر تاگور لکچر مین ہے یعنی
اصول مشاع یا حصہ غیر منقسمہ پر اور وہ مسل ایسے مقدمات کے جسمین استحقاق
مذکور بابت خود منقسمہ ہے۔ اگر شرع محمدی ایسا سخت بھی ہو کہ ایسے مقدمہ مین
جیسا یہہ ہے کہ جسمین ایک شخص نے اپنے استحقاق سے زیادہ ہبہ کیا ہو متعلق ہو تو
کل ہبہ کالعدم ہو جاتا ہے ایک فیصلہ عدالت ہذا کلا رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی
وشمالی سنہ ۱۸۷۱ع صفحہ ۲) اس مضمون سے ہے کہ از روے دفعہ ۲۴ بنگال سول کورٹ
ایکٹ (۱۸۷۱ع) کے ہم مجبوراً سخت شرع محمدی کو مقدمات ہبہ سے معاملات
زمانہ حال مین متعلق نہین کر سکتے ہین۔ اس قسم کے مقدمہ مین جسمین ایک شخص
نے جسکو حق متفقہ [illegible] مین حاصل تھا اور جسکا ہر طرح یہہ ارادہ تھا کہ اپنا حصہ
اپنی زوجہ کو ہبہ کردے یہہ مراد رکھی اپنے استحقاق سے زیادہ زوجہ کو ہبہ کردے تو
میرا یہہ تجویز کرنا ایک بیجا بات ہے کہ نا بردہ مطلق کوئی استحقاق بحق اپنی زوجہ
کے ہبہ نہین کر سکتا ہے۔

اخیر امر جو بہہ امیر الدین صاحب کو حجت ہے یہہ ہے کہ ہبہ بذریعہ قبضہ کے
تکمیل نہین ہوا۔ مجھے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مطابق شرع محمدی کے واسطے تکمیل
ہبہ کے قبضہ اوس حال مین ضروری ہوتا ہے کہ جب وضعیت معاملہ کی ایسی ہو
کہ جسمین قبضہ ممکن ہے۔ لیکن [illegible] نے اسکا استحقاق پر قبضہ کیونکر دیا جا سکتا
ہے لا یہہ کہ قبضہ مذکور بذریعہ حوالگی دستاویزات حقیت متعلقہ [illegible] یا بذریعہ انتقال

حق پانے پنشن کے دیا جا سکتا ہے۔ اس خاص مقدمہ مین یہہ مسئلہ ہے کہ
عبد الرحمن نے ہبہ نامہ مشعر انتقال بالتحقیق کل پنشن کے لکہا تہا لیکن دستاویز
مذکور اس بات کے لئے بخوبی کافی ہے کہ اوسمین حصہ خاص نامبردہ کا شامل ہے
بشمول اسکے یہہ بہی بیان ہو جانا چاہیے کہ نامبردہ واقعی طور پر کل پنشن پاتا
تہا معلوم ہوتا ہے کہ نامبردہ کے قبضہ مین چند کاغذات یا اسناد اقرار نامہ ہونگے کہ جو
وقت وصول کرنے پنشن کے سرکار مین پیش کرنا پڑتی تہی۔ نامبردہ نے اپنی زوجہ
دستاویز اور کاغذات اپنے زوجہ کو حوالہ کر دی تہین اور سبب مجہے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ ہبہ اور اوسیوقت ہبہ مکمل ہو گیا تہا اوسکے رو سے حق کامل نسبت استحقاق
پانے پنشن بقدر حق نامبردہ کے عطا ہو گیا تہا۔ واسطے اغراض اپنے مقدمہ کے
امیر الدین صاحب کو مجبوراً بحث کرنا پڑتا ہے کہ ہبہ کامل نہین تہا کیونکہ داخل
خارج نام کا رجسٹر خزانہ مین نہین ہوا تہا اور اس قسم کے مقدمہ مین داخل خارج
ہونا نام کا رجسٹر مین مساوی قبضہ دینے کے ہے۔ مینے اون سے پوچہا تہا
کہ آپ کوئی ایسا قانون بتلائے جس سے نتیجہ ایسے مسئلہ کا حاصل ہو سکے اور
وہ اس بارہ مین قاصر رہے۔ مجہی واضح ہوتا ہے کہ ہبہ فوراً بوقت تحریر دستاویز
اور حوالگی کاغذات کی موہبہ لہا کو حاصل ہو گیا تہا۔ داخل خارج نام کا محض ایسا امر
ہے کہ جو بعد تکمیل حق کے ہوتا ہے اور کسی طور پر بذات خود اسکے تکمیل حق
یا جزو حق نہین ہو سکتا ہے۔ میری رائے مین عبد الرحمن نے بذریعہ تحریر
دستاویز اور حوالگی دستاویز مذکور اپنی زوجہ کے تکمیل کل ضروریات شرع محمدی
کے کر دی ہے۔ بہ نسبت اسکے مین بحث شرع محمدی مولفہ سلی صاحب
صفحہ ۲۲۵ پر استدلال کرتا ہون جس ابہام سے ہبہ ناجائز ہوتا ہے وہ اصلی ہوتا ہے
اور نہ اتفاقی مثلاً جب کسی شخص نے کوئی کل شے ہبہ کر دی ہو اور بعد ازان ہبہ مذکور
بہ نسبت نصف یا کسی جزو غیر منقسمہ کے منسوخ کر دیا ہو یا کوئی استحقاق نسبت نصف
یا کسی جزو غیر منقسمہ کے قائم کیا ہو تو ہبہ مذکور بہ نسبت بقیہ کے ناجائز نہین ہو جاتا
ہے۔ اس خاص مقدمہ مین حصص مذکور محدود اور متعین ہین اور کوئی علامت کہ
اون سے زیادہ ضروری نہین ہے جو بوقت وفات تہا مالک کے ہو چکی ہے۔

اندرین حالات مین خیال کرتا ہون کہ فیصلہ عدالت ماتحت کا صحیح ہے اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہیے ۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس ۔ مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے دربارہ ڈسمسی اپیل معہ خرچہ کے بالکل اتفاق کرتا ہون ۔

ضلع شاہجہانپور — اپیل اول نمبر ۱۰۰ ۱۸۸۵ء — منفصلہ ۱۳ر جنوری

شیام سندر بنام امانت بیگم

شفع واجب العرض ۔ شریک ۔ تاثیر بٹوارہ مکمل ۔ ایکٹ ۹ ۱۸۷۳ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۱۹۱ ۔ میعاد ۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ نمبر ۱۰ ۔ قبضہ واقعی خریداری حق راہنی کے منجانب مرتہن قابض

یہہ نالش واسطے نفاذ حق شفع مبنی بر بنا واجب العرض تین مواضع ۔ کمال پور و محمد پور مگی و کالو پور کے ہے ۔ فقرہ واجب العرض متعلقہ شفع حسب ذیل ہے

درحالیکہ کوئی حصہ دار اپنا حصہ بیع یا رہن کرنا چاہے یا اگر مرتہن اپنا حق مرتہنی دررہن کرنا چاہے تو اوسکو وقت انتقال مذکور کے اپنے شریک کو اطلاع کرنی چاہیے۔ اور اوسکے انکار پر دوسری شریک موضع سے اطلاع کرنا چاہیے اور قیمت مناسب پر بیع یا رہن کرنی چاہیے بر تقدیر انکار شخص اخر الذکر دربارہ لینے حصہ مذکور یا ادا کرنے قیمت مذکور کے شخص اول الذکر کو اختیار ہوگا کہ جس شخص کے ہاتھ چاہے منتقل کرے اور بعد اوسکے کوئی دعوی شفع کا قابل پذیرائی نہوگا۔

وقت طیاری واجب العرض کے مدعی شریک بالغیان کا ہر سہ مواضع مین تہا جو اوسوقت محال واحد تھے ۱۸۷۹ء مین حصص مدعی کے زیر تقسیم مکمل ہوئے اور محال علیحدہ وجداگانہ ہو گئے ۔

جس بیع کی نسبت نالش رجوع ہوئی ہے وہ ۱۳ر جنوری ۱۸۸۱ء کو بحق اشخاص اجنبی کے واقع ہوا اور جسکی تکمیل بذریعہ دو بیعنامہ کے ہوئی جنکی ۱۷ر جنوری ۱۸۸۱ء کو رجسٹری ہوئی تھی ۔ بیع مذکور نسبت حصص مقبوضہ بالغیان مدعا علیہم واقعہ کل ہر سہ مواضع کے ہوا ہے اور معاوضہ مندرجہ دستاویزات بقدر [illegible]

گئے ہے ۔ اور وقت بیع کے حصص واقع کمال پور و کالو پور پر مدعا علیہم بزبان بذریعہ رہن بالقبض مشتری قابض رہتے کہ جسکا زر رہن زر ثمن مین مجرا ہوا تہا ۔ اور حصہ واقع محمد پوری پر مدعی بذریعہ رہن بالقبض کے قابض تہا ۔

نالش ۱۷ جنوری ۱۸۷۸ء کو دایر ہوئی ۔ مدعا علیہم نے یہہ عذر کیا کہ مضامین واجب العرض اور منجملہ اونکے مضمون جسکے روسے استحقاق شفع حاصل ہوتا ہے بعد تکمیل تقسیم کامل جایداد کے کہ جس سے مضامین متعلق رہتے غیر موثر ہو گئی ۔ یہہ بہی عذر ہوا تہا کہ از روے مد ۱۰ ضمیمہ ۲ ۔ ایکٹ میعاد سماعت کے نالش خارج المیعاد ہے اور مدعی نے (بغرض اسکے کہ اور طور پر جایز ہو) استحقاق نالش اپنا بذریعہ انکار خریداری و دست برداری بیع سے زایل کر دیا ہے ۔ مدعی کیطرف سے یہہ بیان ہوا تہا کہ بیعنامجات مین زر معاوضہ غلط لکہا گیا ہے ۔

بہ نسبت امر اول کے عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت شاہجہانپور) نے یہہ تحریر کیا ہے ۔ وقت انعقاد معاہدہ کے مواضعات متنازعہ مشترکہ تہے ۔ عدالت کو اب یہہ دیکہنا چاہئے کہ اس معاہدہ کے نافذ رہنے کے کب تک کی نیت تہی ۔ یہہ سچ ہے کہ تقسیم نامکمل ہے جو مواضعات کے نسبت ہوئی ہے بوجہ اسکے لفظ موضع پر یقین پہونچتا ہے ۔ شرکت اور نوعیت حصہ داری کی جو وقت انعقاد معاہدہ کے تہی اب باقی نہین ہے اور حالت حصہ داری کی اب تبدیل ہو گئی ہے لیکن بموجب فیصلہ ہایکورٹ مقدمہ گوکل سنگہ بنام منو لال (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۰ء صفحہ ۴۲۹) جسکی تعظیم واجب ہے جو معاہدہ کہ قبل تقسیم ہوا ہے وہ اون حالات اشیا سے متعلق متصور ہونا چاہئے جو بعد تقسیم کے باقی رہتے ہین ۔ لہذا عدالت استحقاق مدعی از روے معاہدہ واجب العرض کے تسلیم کرتی ہے ۔

بہ نسبت بحث میعاد کے عدالت نے درمیان بیع مواضع کمال پور و کالو پور کے ایک جانب اور بہ نسبت حصہ محمد پوری بجانب دیگر کے فرق قایم کیا ہے ۔ عدالت کی یہہ قطعی قرار یابی کہ مدعا علیہم مشتریان کی نسبت جو پہلے سے قابض حصص اولی الذکر ان از روے رہن کے تہی یہہ تصور ہونا چاہئے کہ اونہون نے قبضہ واقعی بحیثیت مشتریان

سکے وقت بیع سے حاصل کیا۔ لہذا جہانتک کہ اون مواضعات کو تعلق ہے عدالت نے یہ تجویز کی کہ میعاد سماعت ۱۳ جنوری ۱۸۷۸ء سے شروع ہوئی لہذا نالش خارج المیعاد ہے۔ لیکن بہ نسبت حصہ محمد پوری کے عدالت نے یہہ تجویز کی کہ چونکہ مدعی قابض حصہ مذکور بذریعہ رہن وقت بیع کے تھا اور تا انفکاک رہن مدعا علیہم اوسپر قبضہ نہین پا سکتے تھے لہذا حصہ معینہ قابل حصول قبضہ واقعی کے حسب منشا ضمیمہ ۲ مد ۱۰ ایکٹ میعاد سماعت کے نہین ہے لہذا میعاد سماعت ۱۷ جنوری ۱۸۷۸ء سے کہ جس تاریخ دستاویز بیع کی رجسٹری ہوئی ہے شروع ہونی چاہیئے نالش شفع جہانتک کہ محمد پور سے متعلق ہے خارج المیعاد ہے۔

بہ نسبت بحث دست برداری مدعی بابت بیع کے عدالت نے یہہ تجویز کی ہے کہ شہادت بہ نسبت اس امر کے کہ نامبردہ نے خریداری سے انکار کیا ناکافی ہے لیکن اپنے انفکاک رہن کے نالش مین جو اوسنے ۱۸۷۸ء مین دایر ہوئی تھے اور بوجہ نقص اختیار کے ڈسمس ہوئی تھی نامبردہ نے اپنی عرضی دعوے مین اظہار استحقاق شفع یا خواہش خریداری کی ظاہر نہین کی تھی اور اندریحالات اوسکے طریق عمل بطور دست برداری استحقاق کے تصور ہونی چاہیئے چنانچہ عدالت ماتحت نے نالش ڈسمس کی۔

مدعی نے ہائیکورٹ مین بوجوہ اپیل کیا ہے کہ شمار میعاد کا ۱۷ جنوری ۱۸۷۸ء یعنی تاریخ رجسٹری سے ہونا چاہیئے تھا لہذا کوئی جزو دعوی کا خارج المیعاد تھا اور واقعات متذکرہ عدالت ماتحت سے جو فیصلہ عدالت ماتحت مین درج مین کوئی دست برداری منجانب مدعی نسبت اوسکے استحقاق شفع کے ثابت نہین ہے۔

اجودھیا ناتھ و شمبھو ناتھ منجانب اپیلانٹ منولال پرشاد و نندلعل منجانب ریسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس و اولڈفیلڈ صاحب جسٹس۔ اس اپیل کی نسبت چار سوالات پیدا ہوتے ہیں جنمین سے سوال اول متعلق استحقاق مدعی دربارہ قائم رکھنے نالش کے ہے۔ بغرض اسکے کہ جواب اسکا باثبات دیا جاوے تو یہہ

تجویز کرنا چاہیئے کہ یہہ تجویز جج ماتحت کی صحیح ہے کہ نالش بابتہ حصہ کمال پور کے
بیرون المیعاد ہے اور مقاتہ الیہ کی یہہ رائے غلط ہے کہ نامبردہ اپنے طرز
عمل سے بہ نسبت حصص محمد پوری کے ممنوع ہو گیا ہے اور بالآخر واقعی معاوضہ
جو مشتریان نے بالیعان کو بابت حصص مواضعات مذکور کے ادا کیا ہے کیا ہے

بہ نسبت امر اول کے یہہ مسلمہ ہے کہ قبل ۱۸۷۹ء کے مدعی شریک بالیعان کا
مواضعات کمال پور محمد پوری اور کالوپور میں مشترکاً بشمول نامبردگان کے ذمہ دار مالگذاری
سرکار کا تہا اور شرکت اونکی پابند شرائط واجب العرض کا جو اوس سے متعلق تہا ۔
یہہ بھی تسلیم ہے کہ حصص مدعی واقع مواضعات مذکور تقسیم مکمل ہو چکی ہیں اور
علیحدہ اور جداگانہ محال ہو گئے ہیں کہ جسکا مدعی تنہا مالک ہے ۔ یہہ بھی ایک
واقعہ ہے کہ جس بیع پر اب اعتراض ہے وہ ۱۳ جنوری ۱۸۷۸ء کو بہت عرصہ
بعد تقسیم مذکور کے ہوا ہے اور جو بحث پیدا ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ آیا بوجہ
تقسیم مذکور کے ہو چکنے شرائط واجب العرض کے جو اوس سے پہلی تہیں اور
جنکے عیوض دیگر شرائط قایم نہیں ہوئے ابتک موثر اور اون فریقین پر قابل
پابندی ہیں جو ابتداً اشتراک مواضعات مذکور کے تہے یا نہین ۔ کسیطرح یہہ سوال بلا
دشواری کے نہیں ہے اور اگر یہہ بطور کلیہ کے ہوتا تو ہمکو اوسکے تصفیہ کرنیمیں
شکوک ناشی ہوتی ۔ لیکن دو فیصلہ دو بزرگ جج عدالت ہذا کے ہیں ۔ ایک
مندرجہ صفحہ ۸۲ زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۷۸ء اور دوسرا جسکی رپورٹ نہیں
ہوئی مقدمہ اپیل اول نمبر ۲۹ ۱۸۷۸ء جسمین اول مقدمہ کی تقلید عدالت ماتحت نے
مقدمہ ہذا میں کی ہے اور جو صریحاً متعلق ہے ۔ جیسا اوسوقت ہمکو مشورہ دیا جاتا ہے
ہم قاعدہ قایم شدہ مقدمہ مذکور پر غور ثانی کرنیکو امادہ نہیں ہیں لیکن کہ جو اس مضمون سے
ہے کہ باوجود تقسیم موضع کے محالات جداگانہ میں واجب العرض موجودہ وقت
تقسیم کی نسبت یہہ قیاس ہونا چاہیئے کہ وہ اوسوقت تک نافذ اور حاوی محالات
جداگانہ پر ہے کہ جب تک یہہ ثابت ہو کہ واجب العرض جدید مرتب ہوئی ہے ۔
ہم یہہ بھی تحریر کر سکتے ہیں کہ اس رائے کی تائید مضامین فقرہ ۳ دفعہ ۱۴۱ ایکٹ
مالگذاری ۱۹ ۱۸۷۳ء سے ہوتی ہے ۔ بہ نسبت سوال دوم کے یہہ امر تجویز طلب ہے

کہ آیا مرتہن قابض جو اپنے راہن کا حق راہنی خرید کرے وہ کوئی ایسی چیز خرید
کرتا ہے جو حسب منشاء مد ۱۴۴ قانون میعاد سماعت کے قابل قبضہ واقعی کے ہی
اور اگر ہے تو آیا قبضہ واقعی مذکور وقت تکمیل معاہدہ بیع کے مکمل ہوتا ہے یا یہہ کہ
آیا مقدمہ داخل مضمون سبیل البدل مذکور کے ہے جسکی رو سے تاریخ رجسٹری بیعنامہ
کی ہی وہ وقت ہے کہ جب سے میعاد شروع ہوتی ہے۔

پس حق انفکاک رہن وہ استحقاق ہے جسکی تعریف اب قانون مین
ہوئی ہے اور جسکی رو سے راہن مستحق ہے کہ بعد بیباقی زر رہن بذریعہ ادائے
زر رہن مرتہن قابض کو یا بذریعہ وصول زر رہن پیداوار شے مرہونہ کے وقت
اور مقام مناسب پر مرتہن سے یہہ دعوی کرے کہ وہ راہن کو قبضہ حوالہ کرے
اور دستاویز مشعر بہر منتقل ہونیکی تحریر کر دے یا یہہ اقرار تحریری رجسٹری کرا دے
کہ رہن کالعدم ہو گیا۔ لہذا اس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مرتہن قابض
ہو جیسا کہ اس مقدمہ مین ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے تو بیع حقوق
مذکور بجانب راہن بحق مرتہن کا یہہ اثر ہے کہ حقوق مذکور کالعدم ہو جاتے
ہین یا یون کہو کہ دونون حیثیت مرتہن مین مخلوط ہو جاتی ہین لہذا وہ مرتہن
مالک شے مرہونہ کا ہو جاتا ہے۔ ہم یہہ نہین خیال کرتے ہین کہ اس قسم کے
معاملہ مین یہہ کہا جا سکتا ہے کہ جو مابدا بیع ہوتی ہے وہ حسب منشاء
اور مراد مد ۱۴۴ قانون میعاد سماعت کے قابل قبضہ واقعی کے ہے۔ ہمین
معلوم ہوتا ہے کہ قانون مین مثل قانون میعاد سماعت کے جسمین مقصود
اطلاع صریحی یا معنوی کا نسبت ایسے شخص کے ہے جسکو کسی دوسرے
شخص کے فعل مرتکبہ سے ضرر پہونچا ہو اور جسکی وجہ سے اوسکو استحقاق
اعتراض کا بابت فعل مذکور کے ہو اور جسکی بابت اوسکے معاملہ مین میعاد
شروع ہو جاتی ہو یعنی بابت چارہ کار کے ایک وقت معین سے میعاد شروع
ہوتی ہو اوسمین لفظ واقعی سے کوئی فعل مادی یا قابل محسوسیت کے مراد
ہے کہ جیسے بذات خود کسی شخص کے ذہن پر اطلاع اس امر کی پہونچی یا
پہونچنی چاہئے کہ اوسکے استحقاق مین خلل ڈالا گیا ہے۔ ہماری یہہ رائے ہے

کہ حق راہنی قابل اس قسم کے قبضہ کا بذریعہ اوس بیع کے نہین ہے جسکے
روسے وہ منتقل ہوا ہے اور واسطے اغراض شفع کے شفیع کو جو تعرض بیع مذکور
کا ہو ایک سال کی میعاد تاریخ رجسٹری دستاویز بیع مذکور سے حاصل ہوتی ہے
کہ جسکے اندر نامبردہ اپنی نالش رجوع کرسکتا ہے۔ چونکہ معاہدہ بیع مقدمہ ہذا
کی رجسٹری ۱۰ جنوری ۱۸۷۸ء کو ہوئی تھی لہذا نالش ہذا اندر میعاد دائر ہوئی ہے
اور بدینوجوہ ہم جج ماتحت سے بدین تجویز اختلاف کرتے ہین کہ نالش خارج المیعاد
نہین ہے۔ بہ نسبت امر سوم کے ہم جج ماتحت کی اس راے سے اختلاف
کرتے ہین کہ دعوی مدعی نہ نسبت حصہ موضع محمد پور سے ساقط ہوگا جہانتک
میعاد سماعت کو تعلق ہے بلا شبہہ دعوی مدعی نسبت حصہ موضع مذکور کے
اندر میعاد ہے اور بحالت نہونے اس ثبوت کے کہ مدعی سے حصہ مذکور کی خریداری
کے لئے کہا گیا تھا اور اوسنے انکار کیا ہم کوئی ایسا امر نہین دیکھتے ہین جس سے ہم
یہہ تجویز کرسکین کہ نامبردہ بوجہ اپنے سکوت دربارہ بیع کے اپنے استحقاق کے
اظہار سے انصافا ممنوع ہوگیا ہے۔ اب صرف وہ امر تجویز طلب باقی ہے جسکی
نسبت عدالت ماتحت مین امر تنقیح چہارم قایم ہوا تھا یعنی یہہ کہ واقعی قیمت جایداد تنازعہ
کے کیا ہے اور مابین بایع و مشتری کی کس رقم کی دادستد ہوئی ہے اور آیا بہ نسبت
معاوضہ کے بیعنامہ مین استعمال فریب کا ہوا ہے یا نہین۔

عدالت ماتحت نے تجویز ان امور کی نہین کی ہے کیونکہ نالش وجہ
ابتداے کے بنا پر ڈسمس ہوئی تھی۔ لیکن مقدمہ مین اسطور پر کارروائی ہوئی جسمین
شہادت نسبت امور مذکور کے خارج نہین ہوئی تھی۔ کل شہادت جانبین کی مسل
مین موجود ہے لہذا یہہ ہمپر فرض ہے کہ تجویز اس تنقیح کی کرین اور تصفیہ اوسکا
بلحاظ اوس مواد کے کرین جو ہمارے روبرو موجود ہے۔ مدعی نے کوئی شہادت
بہ نسبت واقعی قیمت جایداد یا مبالغہ زرثمن کی جسکا اتہام اوسنے نسبت بیعنامہ
کے کیا ہے پیش نہین کی۔ برعکس اسکے مدعاعلیہم نے شہادت نسبت
صحت اور نیکنیتی مضامین مندرجہ بیعنامہ کے پیش کی ہے جسکی نسبت کوئی
اعتراض یا تردید پیش نہین ہے۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے لہذا ہمکو بجز اسکے اور

کچھ چارہ نہین ہے کہ تنقیح متعلقہ قیمت کو بحق رسپانڈنٹان بجوز کرین ۔ لہذا اسپلانٹ
ڈگری شفعہ استحقاق خریداری حصص معینہ واقع مواضعات متذکرہ بالا اس شرط
سے پاویگا کہ وہ بعوض حصص مذکور کے قیمت مندرجہ بیعنامہ اوس تاریخ سے
تیس ۳۰ دن کے اندر ادا کرے کہ جب یہہ ڈگری عدالت ماتحت مین تصدیق ہو بحالت
نہ ادا کرنے قیمت مذکور کی نالش نامبردہ کی ڈسمس متصور ہوگی ۔
اسطرح سے اپیل معہ خرچہ رسدی بقدر کامیابی ہر فریق کے ڈگری ہوتا ہے

ضلع اعظمگڈھ　　　اپیل دویم نمبر ۲۲۴۳ ۱۸۶۶ء　　　منفصلہ ۳۱ جنوری

الو سنگ بنام اجودھیا ساہو

تمسک ۔ زبانی انتقال لگان اراضی کا دروجہ بیباقی سود کے ۔ جموگ ۔
داخل خارج نام منتقل الیہ کا نہونا ۔ نالش بربنا تمسک ۔ دعوی سود باوجود انتقال
ایکٹ ۱۹ ۱۸۴۱ء (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۱۳۱ شہادت ۔ اقرار زبانی مابعد
دربارہ تنسیخ یا ترمیم معاہدہ رجسٹری شدہ مطابق قانون ۔ ایکٹ ۱ ۱۸۷۲ء (ایکٹ
شہادت) دفعہ ۹۲ شرط (۴) ۔

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالتین درج ہین ۔

جوالا پرشاد منجانب اسپلانٹ
سکھہ رام منجانب رسپانڈنٹ

جج صاحب جیف جسٹس ۔ یہہ نالش واسطے دلاپانے اصل معہ سود جسکے
ادا کے کا اقرار اندروے تمسک کے بغرض نفاذ کفالت کے ہوا تہا ہے ۔ بہ نسبت
دعوی زر اصل کے کچھ جوابدہی نہین ہے ۔ بہ نسبت دعوی سود کے مدعا علیہ
مدیون مضمون بیان کرتا ہے کہ بعد تحریر تمسک کے بموگ ہوا تہا جسکے روسے
مدعی نے اقرار کیا تہا کہ بابت ادا ے سود کے چند اسامیون سے لگان وصول
کر لیگا اور اون اسامیون نے اقرار کیا تہا کہ لگان مذکور مدعیکو ادا کر دینگے اور
اسوجہ سے مدعی نے اقرار کیا تہا کہ اون اسامیونکو اپنے اوس لگان سے سبکدوش
کر دینگا ۔ مین مدعا علیہ کے عذرات کا یہی منشا سمجہتا ہون ۔ اگر کیفیت حالات
کی یہی ہے تو اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ یہہ امر کہ عذر دعوی مدعی پر جو

بابت سود از روے تمسک کے ہے موثر ہوگا۔

اب عدالت مرافعہ اولی نے یہہ تجویز کی ہے کہ جموگ کا اقرار ہوا تہا اور دعوی مدعی کا صرف بابت زر اصل کے منظور کیا ہے۔ عدالت اپیل ماتحت مین مسٹر اسٹین بلٹ صاحب کے فیصلے سے واضح ہوتا ہے کہ نسبت اقرار جموگ نزاع نہین ہوئی لیکن مدعی نے یہہ بیان کیا کہ بموجب جموگ کے مین نے کبھی کوئی لگان نہین وصول کیا۔ اسٹین بلٹ صاحب نے یہہ راے قایم کرکے کہ تاوقتیکہ داخل خارج نام کا نہو جموگ غیر موثر ہوگا کہ جسمین مدعی اسامیون پر عدالت مال مین نالش کر سکے اور مدعی مستحق سود متدعویہ کا ہے۔

اب جیسا مین اوسے سمجہتا ہون تاثیر جموگ کی یہہ تہی کہ وہ فی الواقع معاہدہ جدید ہے جسکے رو سے زمیندار نے جو اس مقدمہ مین مدعا علیہ ہے یہہ اقرار اپنے داین اور اپنے اسامیون سے کیا کہ ذمہ داری اسامیونکی بابت اونکے لگان کے اوس سے داین کیطرف منتقل ہو جاوے یعنی نامبردہ نے تاثیر اجہا تک اوسکو ممکن تہا لگان داین کی حق مین منتقل کر دیا اور اسامیون نے اوس انتظام مین شریک ہو کر یہہ اقرار کیا کہ وے اپنا لگان داین کو ادا کرینگے اور نہ زمیندار کو اور داین نے اپنی طرف سے اقرار مقبولی معاہدہ مذکور کا دربارہ بیباقی اوس سود کے جو دوسرے طور پر از روے تمسک کے واجب الادا تہا کیا تہا۔

ہمارے روبرو دو امر پر اصرار ہوا ہے۔ ایک امر اسٹین بلٹ صاحب کے فیصلہ پر مبنی ہے یعنی یہہ کہ مدعی کوئی نالش بر بناء جموگ مذکور کے اسامیون پر عدالت مال یا عدالت دیوانی مین نہین کر سکتا ہے۔ ہماری یہہ راے ہے کہ ہمکو اس امر کا تجویز کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا مدعی بر بناء جموگ مذکور کے عدالت مال مین نالش کر سکتا ہے یا نہین۔ نامبردہ عدالت دیوانی مین نالش کر سکتا ہے عدالت ہذا سے مقدمہ گنگا پرشاد بنام چندر راوت (زبدۃ النظائر ہفتہ وار ۱۸۷۸ء صفحہ ۱۹۹) مین ایسا ہی تجویز ہوا ہے۔ مقدمہ مذکور مین جسمین اسامی نے بذریعہ تحریر اور برضامندی زمیندار کے کہ اقرار ادا کرنے لگان کا ایک شخص سے سواے زمیندار کے کیا تہا یہہ تجویز ہوئی تہی کہ شخص مذکور نالش بنام اسامی بابت اوس لگان کے

جسکے ادا کرنیکا اسامی نے اوس سے اقرار کیا ہے عدالتہائے دیوانی مین کرسکتا ہے۔ مین اوس فیصلہ سے اتفاق کرتا ہون۔ صرف اسی امر کا تجویز کرنا ضروری ہے کہ اس امر سے کہ جموگ مقدمہ حال کا تحریری نہین ہے کوئی فرق مابین مقدمہ حال اور مقدمہ مذکور کے لازم آتا ہے یا نہین۔ اسبارہ مین منشی ذو العلیم وکیل رسپانڈنٹ سے پوچھا تہا کہ کوئی ایسی سند دکھلائے کہ تجدید معاہدہ یا انتقال لگان کا جیسا اس مقدمہ مین ہے ضرور تحریری ہونا چاہیئے۔ اس امر کی نسبت کسی سند کا ایما نہین ہوا اور درحقیقت از روے دفعہ ۱۳۱ ایکٹ انتقال جایداد کے یہہ مقصد نہین ہے کہ انتقال قرضہ کا اس غرض سے تحریری ہونا چاہیئے کہ منتقل الیہ نالش کرسکے لہذا میری یہہ راے ہے کہ فی الواقع کوئی فرق مابین اوس مقدمہ کے جسکا مینے ابہی ذکر کیا ہے اور مقدمہ حال کے نہین ہے

یہہ اقرار بہی ہوا ہے کہ جموگ متنازعہ داخل دفعہ ۹۲ ایکٹ شہادت ہند کے ہے یعنی یہہ کہ وہ اقرار زبانی مابعد دربارہ تنسیخ یا ترمیم معاہدہ کے ہے جسکی رجسٹری بموجب قانون نافذ الوقت کے ہوئی تہی۔ جو راے مین نسبت معاملہ کے قایم کرتا ہون اوسکے روسے مین اسکو اقرار اوس منشا مین نہین خیال کرتا ہون کہ جسکے روسے معاہدہ کی تنسیخ یا ترمیم ہوتی ہے۔ یہہ ایسا اقرار ہے جسکے روسے مدعی نے درو جہ بیباقی سود کے جموگ قبول کیا ہے اور جسکے روسے اسامیون پر لگان کا اوسکو ادا کرنا لازمی ہوا تہا۔ اوسکے روسے معاہدہ کی ترمیم اوس سے زیادہ نہین ہوئی کہ گویا مدعی نے مثلاً ادا بے نقد موجودہ کے بابت بیباقی کل سود کے جو از روے تمسک کے واجب الادا ہو منظور کرلیا۔ یہہ بخوبی ظاہر ہے کہ مدعا علیہ زبانی شہادت اس بات کی دے سکتا تہا کہ مدعی نے درو جہ بیباقی کل سود کے جو از روے تمسک کے آیندہ واجب الادا ہوتا ہے ادا بے نقد موجودہ کے منظور کرلی ہے۔ بدینوجوہ میری یہہ راے ہے کہ مدعی مستحق قایم رکہنے نالش کا بنام مدعا علیہ بابت اوس سود کے جو از روے تمسک واجب الادا ہی نہین ہے۔

صرف ایک اور امر ہے جسکی نسبت مجھے تحریر کرنا منظور ہے۔ کا غذ [illegible]

اسکے اور بھی اس مقدمہ مین ضرور فرض کرنا چاہیئے کہ یہہ چہوک یا معاہدہ جدید ہوا تھا دوسرے طور پر فیصلہ کرینگا یہہ اثر ہوگا کہ مدعی اب پہر اپنی نالش بابت سود کے قایم رکہہ سکتا ہے حالانکہ در وجہ بیباقی سود کے مدعا علیہ نے اپنا استحقاق زر اصل کہان اسامیان سے اوسوقت تک زایل کر دیا۔ اثر معاہدہ جدید کا یہہ ہے کہ استحقاق واین کا دربارہ ایصال سود کے مدعا علیہ سے زایل ہوگیا۔

اندرین حالات اپیل منظور ہونا چاہیئے اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی معہ خرچہ بحال ہونی چاہیئے۔

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس — مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۷ فروری ۱۸۸۱ء

مرتبہ جی ٹی اسپینکی صاحب و الیس اسٹریچی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شمبو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

جلد ۷	فہرست مقدمات	نمبر ۶

بھیکارام بنام اودری سنگھ	۸۵	حبیب اللہ بنام دہومن خان	۸۷
جمنا بنام کرم چند	۸۸	فاطمہ بیگم بنام ہنسی	۹۰

قیمت سالانہ	فہرست مضامین	معہ محصول ڈاک ... بلا محصول ...

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اختیار امتیازی عدالت	۹۰	شہادت	۸۸
ایکٹ ۵ ۱۸۸۱ء دفعہ ۵	۹۰	فعل معاہدہ اس غرض کی جسکی لئے آراضی دیگئی	۹۰
ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء دفعات ۹ و ۳ و ۹ (ب)	۹۰	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۳	۸۷
پیٹہ	۹۵	مقدمہ کا ایک حیثیت سے دوسری حیثیت کے مقدمہ میں مبدل ہو جانا جو اسکی خلاف ہو	۸۷
تاثیر فیصلہ ثالثی سابق عدالت مال کی مشعر انکار بیدخلی اس بنا پر کہ پیٹہ جائز ہے	۹۵	منظوری اپیل کی	۹۰
ترمیم عرضی دعوی	۸۷	میعاد	۹۰
رواج جو معمولی شاستر پر غالب ہے	۸۸	نالش بقایا لگان	۸۵
رہن منجانب اسامی ساقط الملکیت	۹۰	وجب العرض	۸۸
زمیندار و اسامی	۹۰، ۸۸	دیکھا فی سند داخل ہو صفحہ اپیل کے ما بین میعاد کے	۹۰

واضح ہو کہ تمام مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

مطبع تنویر ہند الہ آباد محلہ بخشی بازار باہتمام منشی منور علی طبع شد

ضلع میرٹھ — اپیل دویم ۲۱۹ ۱۸۸۶ء — منفصلہ ۱۴ دسمبر

ٹیکارام بنام اودی سنگھ

زمیندار و اسامی - پٹہ - نالش بقایا لگان - تاثیر فیصلہ سابق عدالت مال کی مشعر انکار بیدخلی اس بنا پر کہ پٹہ جایز نہین ہے -

یہہ نالش مدعی سے عدالت اسسٹنٹ کلکٹر بلندشہر مین مدعاعلیہ پر واسطے دلاپانے بقایا لگان کے کہ جو بموجب ایک قبولیت کے یافتنی بیان کیا گیا ہے دایر کی - مدعاعلیہ نے اپنے قبضہ ازروے قبولیت و نیز ذمہ داری لگان مدعی سے انکار کیا ہے -

بموجب شرایط پٹہ محررہ ۱۸۸۳ء فصلی کے مدعاعلیہ نے اقرار ادا ے مبلغ پچاس روپیہ بابت ایک سال بطور لگان کے کیا تھا اور یہہ کہ دوسرے سال مین بغیر اجازت کے کاشت نکریگا - واضح ہوتا ہے کہ مدعی نے مدعاعلیہ پر ایک سال کے لگان کی بابت ڈگری حاصل کی اور بعدہ دوبائی سال کا لگان لیا گیا ۱۸۸۵ء مین مدعی نے مدعاعلیہ پر اطلاعنامہ بیدخلی جاری کیا اور مدعاعلیہ نے بموجب دفعہ ۳۹ ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی کے اطلاعنامہ پر اعتراض کیا - عدالت مال نے یہہ تجویز کی کہ تعلق زمیندار و اسامی کا مابین فریقین قایم نہین ہے اور مدعاعلیہ بموجب پٹہ کے قابض نہین ہے اور مدعی مستحق اوسکی بیدخلی کا نہین ہے بعدہ نالش ہذا دایر ہوئی -

عدالت مرافعہ اولی نے دعوی ڈگری کیا - اپیل مین جج ضلع میرٹھ نے ڈگری منسوخ کی اور نالش بوجوہ ذیل ڈسمس کی -

اس عدالت کو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مدعی نے خود پٹہ کو منسوخ کر دیا - اوسکا اطلاعنامہ بیدخلی ایک اطلاع اس امر کی تھی کہ مدعاعلیہ بموجب پٹہ کے آیندہ قابض نہین رہ سکتا - تاریخ حکم عدالت مال سے یہہ تصدیق کیا جاتا ہے کہ وہ بموجب پٹہ کے قابض نہین ہے - واضح ہوتا ہے کہ مدعاعلیہ نے دوبائی سال تک مدعی کو پچاس روپیہ مذکور ادا کیا - اگر مدعی نے درخواست اوسکی بیدخلی کی نہ دی ہوتی اور پٹہ کو ختم نکر دیا ہوتا تو مدعاعلیہ بلاشک پچاس روپیہ سالیانہ کا ذمہ دار رہتا لیکن جبکہ مدعی نے درخواست فسخ پٹہ و بیدخلی مدعاعلیہ کی داخل کر دی اور مدعاعلیہ عذرداری اطلاعنامہ مین کامیاب ہوا اور یہہ تجویز ہوئی کہ اوسکا قبضہ بموجب پٹہ کے

نہین ہے تو مشکل سے یہہ تحریر ہو سکتی ہے کہ پٹہ نافذ ہے ۔ لہذا نالش بموجب قبولیت
کے ساقط ہے ۔ جبل اسلئے کہ مدعی کامیاب ہو سکے اوسکو بذریعہ نالش دلوانی کے
اپنا حق اوس اراضی پر جسپر کہ مدعا علیہ قابض ہے اور جسکا کہ وہ بطور اپنے کے دعوی
کرتا ہے قایم کرانا چاہئے ۔

مدعی سنے اپیل ہائیکورٹ مین کیا ۔

سندرلال منجانب اپیلانٹ نندلال منجانب رسپانڈنٹ

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس ۔ یہہ نالش واسطے ولایانے لگان مدعا علیہ
سے از روے قبولیت کے ہے ۔ واضح ہوتا ہے کہ پٹہ واسطے ۱۲۸۱ فصلی کے
تحریر کیا گیا تھا اور اس مفہوم کے ساتھہ کہ اوسکی توسیع ہو سکے گی اور بطور امر واقعہ
کے مدعی سنے بابت ایک سال کے لگان کی ڈگری حاصل کی اور بعدہ مدعا علیہ نے
مدعیکو لگان ادا کیا ۔ جہانتک کہ تعلق عدالت مال سے ہے واقعات مذکورہ سے صحت
پٹہ کی قایم ہوتی ہے ۔ لیکن واضح ہوتا ہے کہ جون ۱۸۸۰ع مین مدعی سنے مدعا علیہ
اطلاعنامہ بیدخلی جاری کیا اور مدعا علیہ سنے اوسپر بموجب دفعہ ۳۹ ایکٹ لگان
کے عدالت مال مین اعتراض کیا ۔ اور عدالت مال سنے بحق مدعا علیہ فیصلہ اس
بنا پر کیا کہ پٹہ جایز نہین ہے یعنی یہہ کہ تعلق زمیندار و اسامی کا مابین فریقین کے
نہین ہے ۔ بلحاظ اسکے فیصلہ کے صاحب جج نے باختلاف عدالت مرافعہ اولی کے
دعوی مدعی نامنظور کیا ۔ مشارالیہ کا یہہ بیان ہے کہ چونکہ مدعی سنے درخواست
تنسیخ پٹہ اور بیدخلی مدعا علیہ کی کی اور مدعا علیہ بکامیابی اطلاعنامہ پر معترض ہوا
اور چونکہ یہہ تجویز ہوئی کہ اوسکا قبضہ بموجب پٹہ کے نہین ہے لہذا یہہ بمشکل کہا جا سکتا ہے
کہ پٹہ ابتک نافذ ہے ۔ اس موقع پر معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج سنے غلطی کی ۔
وجود تعلق زمیندار و اسامی کا ڈگری عدالت و نیز ادا ے لگان سے قایم ہے اور
وہ اوسوقت تک قایم رہ سکتا ہے کہ جبتک قانوناً ختم کیا جاوے ناکامیابی مدعی
کی بیدخلی مدعا علیہ مین مخل تعلق فریقین کی نہین ہے بلکہ حیثیت اسامی کی ابتک
قایم ہے اور اس تعلق زمیندار و اسامی کو کسی تحریرات سے ضرر نہین پہونچا ہے جو
عدالت مال سے وقت تصفیہ درخواست بیدخلی کی اس مضمون سے عمل مین آئین ہونا

کہ کوئی جایز پٹہ نہین ہے ۔

اگر مدعا علیہ ایسی حالت مین ہو کہ پٹہ سے فریب یا اسیلیح کی کسی وجہ پر نجات حاصل کرے تو اوسکو لازم ہے کہ بذریعہ نالش عدالت دیوانی کے کارروائی کرے لیکن کوئی سند اس امر کی تجویز کرنیکے لئے نہین ہے جیسا کہ صاحب جج نے خیال کیا کہ مدعی صرف اوس حالت مین کامیاب ہو سکتا ہے کہ پہلے اپنا استحقاق نسبت اراضی کے عدالت دیوانی مین ثابت کرے ۔ اپیل ڈگری ہونی چاہئے اور مقدمہ اسلئے واپس جانا چاہیے کہ صاحب جج امر تنقیح نسبت تعداد لگان یا قبضی مدعی کے فیصلہ کرین بعد واپسی اس تجویز کے فریقین کو واسطے عذرداری کے دس روز کی مہلت دیجاوی ۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس ۔ مین در بارہ واپسی مقدمہ ہذا واسطے غرض محولہ کے اتفاق کرتا ہون ۔

ضلع اعظمگڈھ　　اپیل دویم نمبر ۸۰۵ سنہ ۱۹۲۰ء　　منفصلہ ۱۳ جنوری

حبیب اللہ　بنام　دہومن خان وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۰ ۔ ترمیم عرضی دعوی ۔ مقدمہ کا ایک حیثیت سے دوسرے حیثیت کے مقدمہ مین مبدل ہو جانا جو اوسکے خلاف ہو ۔

واقعات اسمقدمہ کے تجویز عدالت مین کافی طور پر درج ہین ۔

امیر الدین منجانب اپیلانٹ　　عبد المجیب منجانب رسپانڈنٹان

ٹڈل صاحب جسٹس ۔ مدعی نے جو کہ اس عدالت مین اپیلانٹ اور ایک مسلمان حصہ دار اوس گاؤن مین ہے کہ جسمین جایداد متدعویہ واقع ہے نالش شفع دایر کی ۔ اپیلانٹ نے اپنے دعوی کو اوس قانونی استحقاق پر جسکا کہ وہ بموجب واجب العرض در بارہ شفع کے مستحق ہے وسیع طور پر مبنی کیا ۔

رسپانڈنٹان نے بجواب دعوی یہ عذر کیا ہے کہ گانو مین جو انتقالات ہوتے ہین اونپر بہ نسبت شفع کے رسم عمومی حاوی ہے ۔

اپیلانٹ نے وقت سماعت اول کے درخواست ترمیم اپنے عرضی دعوی کی

اس صراحت سے کی کہ شرط واجب العرض یہی شرط شفع شرع محمدی کی ہے۔ جج ماتحت نے یہہ درخواست اس غلط خیال پر نامنظور کی کہ ایسی ترمیم دفعہ ۵۳ ضابطہ دیوانی کے اس مضمون کے خلاف ہے کہ عرضی دعوی اسطرح پر ترمیم نہین ہو سکتا ہے کہ ایک حیثیت کا مقدمہ دوسرے مختلف حیثیت کے مقدمہ مین تبدیل ہوجاوے لیکن یہہ صاف ظاہر ہے کہ ترمیم مجوزہ کا ایسا اثر نہوگا۔ مقدمہ شفع ہی کا قایم رہیگا اور استحقاق نالش بہی جیسا ابتداً تھا واجب العرض ہی پر مبنی رہیگا خود واجب العرض اظہار اس امر کا ہے کہ شرع محمدی اس قسم کے مقدمہ شفع سے متعلق ہے جیسا کہ اس مقدمہ مین ہے۔ ترمیم منظور ہونا چاہئے تہی۔

جج ماتحت نے اس امر ابتدائی کے بنا پر کہ مدعی کا مقدمہ ناقص عرضی دعوی پر مبنی ہے قایم نہین رہ سکتا مقدمہ ڈسمس کیا مشارٌ الیہ کا حکم ناالسوٹ کے قسم کا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جج ماتحت نے شہادت فریقین کی قلمبندکی اور شہادت مذکور وقت سماعت اپیل کے روبرو عدالت اپیل ماتحت کے موجود تہی۔

عدالت اپیل ماتحت نے غلط راے عدالت مرافعہ اولی کی دربارہ نوعیت ترمیم کے کہ جو مدعی نے عرضی دعوی مین کرنا چاہی تہی اختیار کی اور مدعی کا اپیل صرف اسی وجہ پر ڈسمس کیا۔ ڈگری قایم نہین رہ سکتی چنانچہ منسوخ کیجاتی ہے اور مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ کے بدین ہدایت واپس کیا جاتا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت مقدمہ بازبہ نمبر سابق اپنی فہرست مین قایم کرے اور اوسکی سماعت و تجویز مطابق قانون کے کرے۔ خرچہ جو یہانتک عاید ہو چکا ہے خرچہ مقدمہ مین شامل ہوگا۔

ضلع مین پوری | اپیل دویم نمبر ۷۶۰ ۱۸۸۱ء | منفصلہ ۱۴ جنوری

جمنا و یکسن و دیگر بنام کرم چند

رواج جو معمولی شاستر پر غالب ہو۔ شہادت۔ واجب العرض۔

واقعات اس مقدمہ کے تجویز عدالت مین کافی طور پر درج ہین۔

کائلین واجودہیا ناتہہ منجانب اپیلانٹان

بشمبہر ناتہہ ونندلال منجانب رسپانڈنٹ

اور اوفیلڈ صاحب جسٹس و براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس ۔ مدعی کے پاس
چند دستاویزات رہن منجانب گرور مدعا علیہ کے جسکی نسبت بیان ہوا ہی کہ پسر متبنی
کلیان سنگہ کا ہی ہین اور نالش بہر دہ دعوید ار بازیافت کا بر بناے دستاویزات مذکور
کے ہے اور اپیلانٹ اسوجہ سے مدعا علیہ مقدمہ کئے گئے ہین کہ مسماۃ جمنا زوجہ
کلیان سنگہ کی ہے اور دوسرا مدعا علیہ ہولاس راے بذریعہ مسماۃ مذکور کے
قابض ہے اور ایک ڈگری بحق مسماۃ جمنا بنام گرور باستقرار ناجوازی تبنیت
صادر ہو چکی ہے اور اسوجہ سے جایداد ذمہ وار نہین ہے ۔ عدالت مرافعہ اولی
نے تبنیت ناجایز قرار دی اور صرف ذات گرور پر ڈگری صادر کی ۔ عدالت
اپیل ماتحت نے دعوی ڈگری کیا ۔ مسماۃ جمنا و ہولاس راے نے اپیل دایر کی
ہماری راے یہہ ہے کہ مقدمہ واسطے تجویز بعض امور تنقیح طلب کے واپس جانا چاہیے
بحث اول نسبت جواز تبنیت کے ہے ۔ گرور سنگہ کلیان سنگہ کی لڑکی کا
بیٹا ہے اور اس قسم کی تبنیت بموجب دہرم شاستر کے درمیان سہ اعلی اقوام
کے ناجایز ہے لیکن یہہ حجت ہوئی ہے کہ تبنیت مذکور حسب رواج مروجہ قوم کہ ارشاد کے
جیسا کہ فریقین اپنے کو بتلاتے ہین جایز ہے اور حوالہ تحریر واجب العرض پر جو
اسپارہ مین ہے کیا گیا جسکی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے
قطعی ثبوت رواج مذکور کا تجویز کیا ہے کیونکہ قطع نظر اسکے اور کوئی شہادت
کے نہین ہے ۔ لیکن یہہ صورت نہین ہے تحریر مذکور شہادت ہے لیکن
قطعی نہین اور ایسا رواج کہ جو قانون پر غالب ہو مضبوط شہادت سے معقول
طور پر ثابت ہونا چاہیے مثلاً تمثیلات ایسی تبنیت کے اور یہہ معلوم کرنا چاہیے
کہ کن حالات مین تحریر مذکور واجب العرض مین بھرتی ہوئی تھی اور تحقیقات بہ نسبت
قدامت رواج مبینہ کے ونیز اسکے کہ فریقین کس قوم سے ہین ہونا چاہیے ۔ دوسرا
امر یہہ ہے کہ آیا مسماۃ جمنا اپیلانٹ بوجہ اپنے طریق عمل کے جو وقت داخل خارج نام
گرور کے بر وقت وقوع تبنیت مظہرہ کے ہوا تہا در بارہ اعتراض تبنیت مذکور کے ممنوع
ہے یا نہین ہے یہہ دریافت ہونا چاہیے کہ آیا مسماۃ مذکور اون کار روائیون مین
شریک تہی اور گرور کے نام بطور مالک جایداد کے کاغذات مال مین داخل ہو گیا

راضی تھے یا نہین ـ ہم تنقیح بالا واسطے تجویز اور نیز دیگر تنقیح جسکا مطلب یہہ کہ فریقین ایک اعلیٰ درجہ کے اقوام مین کے ہین اور یہہ کہ آیا فریقین کی قوم مین رواج جانبے دوبارہ روا رکھنے ایسی تبنیت کے جیساکہ اس مقدمہ مین ہے ثابت ہے واپس بھیجتے ہین شہادت مزید لیجاوے اور بعد واپسی تجویز کے دس روز کی مہلت واسطے اعتراض کے منظور کیجاتی ہے ـ

ضلع الہ آباد اپیل دویم نمبر ۲۴۴ سنہ ۱۸۷۹ء منفصلہ ۲ جنوری

فاطمہ بیگم بنام ہنسی

میعاد ـ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعہ ۵ ـ وجہ کافی نہ داخل ہونے اپیل کے مابین میعاد کے ـ منظوری اپیل کی ـ اختیار امتیازی عدالت ـ زمیندار و اسامی ـ رہن منجانب اسامی ساقط المالکیت ـ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۷۳ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۹ و ۹۳ (ب) فعل مغایر اوس غرض کے جسکے لئے آراضی دیگئی ـ

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے کافی طور سے درج ہین ـ

سندر لال منجانب اپیلانٹ رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس ـ یہہ وہ نالش ہے جو عدالت مال مین بنام اسامی ساقط المالکیت اور اوس شخص کے دایر ہوئی تھی جسکو اسامی ساقط المالکیت مذکور نے از روے دستاویز متضمن رہن کاشت ساقط المالکیت کے قابض کرادیا تھا ـ عدالت مال نے اسامی ساقط المالکیت پر ڈگری دخل کی صادر کی تھی اور واضح ہوتا ہے کہ جس شخص کو ہم مرتہن کہتے ہین اوسپر ڈگری نہین کی کیونکہ نالش بنام مرتہن قابل سماعت عدالت مال کے نہتی ـ بنا راضی ڈگری عدالت مال کے اپیل بحضور صاحب جج الہ آباد دایر ہوا اور مشار الیہ نے فیصلہ عدالت مال منسوخ اور دعوی ڈسمس کیا ـ مرتہن مذکور اپیل مین جو روبرو صاحب جج الہ آباد کے ہتا اور نیز اس اپیل مین جو بنا راضی فیصلہ صاحب جج الہ آباد کے

ہوا ہے فرق نہین ہوا اس مقدمہ مین ایک امر ابتدائی پیش کیا گیا ہے کہ آیا صاحب جج
الہ آباد نے اپنے اختیار امتیازی کو دربارہ منظوری اپیل جو بنا راضی فیصلہ عدالت مال
بعد انقضاے میعاد معینہ کے ہوا تہا مناسب طور پر استعمال کیا یا نہین بلحاظ اس امر کے
چند تواریخ کا بیان کرنا ضروری ہے۔ فیصلہ عدالت مرافعہ اولی ۱۵ ستمبر ۱۸۸۵ء کو صادر
ہوا تہا ۳۰ یوم جو میعاد اپیل بحضور صاحب جج کے ہین ۱۵ اکتوبر ۱۸۸۵ء کو منقضی ہو گئی تہی
اب واضح ہوتا ہے کہ مدعا علیہا مقدمہ نے ۱۲ نومبر ۱۸۸۵ء کو درخواست حصول نقل ڈگری
کی عدالت مرافعہ اولی مین کی تہی اور درخواست مذکور پر اوسی روز حکم ہو گیا اور ۵ دسمبر ۱۸۸۵ء
کو نقل ڈگری کی مدعا علیہ کو دیگئی تہی ۸ جنوری ۱۸۸۶ء کو اوس نے درخواست نگرانی فیصلہ
عدالت مرافعہ اولی کی عدالت بورد مال مین داخل کی تہی۔ واضح ہوتا ہے کہ ۳۰ مارچ
۱۸۸۶ء کو بورد مال نے درخواست مذکور اس بنیاد پر کہ مالیت زاید سو روپیہ ہے نامنظور
کی۔ ۱۶ اپریل ۱۸۸۶ء کو بورد مال نے یہہ حکم دیا کہ کاغذات مدعا علیہا کو واپس دئے جاوین
اور ۲۴ اپریل ۱۸۸۶ء کو در اصل کاغذات اوسکو واپس دئے گئے۔ اور ۲۲ مئی ۱۸۸۶ء کو
اپیل بحضور صاحب جج دایر ہوئی۔ مین برجستہ کہہ سکتا ہون کہ اگر مین بجاے صاحب جج
الہ آباد کی اجلاس کرتا ہوتا تو مین یہہ تجویز نکرتا کہ مدعا علیہا نے وجہ کافی حسب منشاء دفعہ
۵ ایکٹ میعاد سماعت کے ثابت کی ہے۔ صاحب جج نے جنکے حضور مین درخواست
اپیل داخل ہوئی تہی اپنے اختیار امتیازی کو استعمال کیا اور اپیل منظور کی تاوقتیکہ صاحب
جج نے ظاہرا ناکافی وجوہ کے بنا پر عمل نکیا ہو یا اپنے اختیار امتیازی کو نامناسب طور پر
استعمال نکیا ہو میری راے مین ہمکو دست اندازی نکرنا چاہیئے۔ ہمکو صاحب جج کے
اختیار امتیازی مین دست اندازی نکرنا چاہیئے درحالیکہ مشار الیہ نے اپنے ذہن کو
اوس اصل امر پر جو اوسکے روبرو پیش تہا مصروف کیا تہا۔ لیکن جیساکہ مین قبل ازین کہہ چکا ہون
کہ اندرین حالات مین اپیل کو منظور نکرتا لیکن مین اس امر کے تجویز کرنیکا کوئی طریقہ اپنا
نہین دیکہتا ہون کہ صاحب جج نے اپنے اختیار امتیازی کو ایسے بیجا طور پر استعمال
کیا ہے کہ جس سے یہہ کہا جا سکے کہ اپیل ہرگز منظور نہونا چاہیئے تہا۔ اس سے
امر ابتدائی کا تصفیہ ہو جاتا ہے۔

بعدہ یہہ بحث پیش آتی ہے کہ آیا صاحب جج کی راے دربارہ نامنظوری دعوی بجارہ کار

مستدعیہ مدعیہ کے صحیح تھی یا نہین۔ بہ نسبت اس جزو مقدمہ کے واضح ہوتا ہے کہ مدعا علیہا
رسیاپند نتشہ عدالت ہذا مالک اراضی متنازعہ کی تھی۔ شروع ۱۸۸۰ء مین اوسکے
حقوق مالکانہ نیلام ہو کر اپیلانٹ حال کیطرف منتقل ہوئی۔ مزید بران واضح ہوتا ہے
کہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۰ء کو رسیاپند نتشہ نے جو اوسوقت اسامی ساقط المالکیت تھی ایک
جزو اراضی مقبوضہ اپنے مین اوس شخص کے پاس رہن کر دی جسکو ہم مرتہن کہتے
ہین اور اوسکو قابض کرا دیا۔ نالش ہذا ۱۴ فروری ۱۸۸۰ء کو واسطے بیدخلی اسامی ساقط المالکیت
اور مرتہن مذکور کے دائر ہوئی ہے۔ مدعیہ نے اپنی عرضی نالش مین بیان کیا ہے کہ مجھکو
علم رہن کا ۱۳ جولائی ۱۸۸۰ء کو ہوا ہے۔ یہہ نہین ظاہر ہوتا ہے کہ آیا مدعیہ نے بعد
علم رہن مذکور کے کوئی لگان وصول کیا ہے یا نہین۔ اندرین حالات قانون کیا ہے
مدعیہ کی یہہ حجت ہے کہ مین مستحق بیدخلی اسامی ساقط المالکیت کی ہون اس حجت سے
کہ اس رہن کا کرنا داخل ضمن (ب) دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ہے اور ایک فعل مغایر
اوس غرض کے ہے جسکے لئے اراضی دی گئی تھی۔ حجت مذکور کی تائید مین مقدمہ
وجہہ بی بی بنام ابہمان سنگہ (زبدۃ النظائر ہفتہ وار ۱۸۸۰ء صفحہ ۲۴۳) کا حوالہ دیا گیا ہے
مین کہہ سکتا ہون کہ مقدمہ مذکور متعلق ہے اور مفید حجت مدعیہ کی ہے۔ لیکن بملاحظہ رپورٹ
مقدمہ مذکور کے مین خیال کرتا ہون کہ اس امر سے غالباً ذیعلم ججون کے فیصلہ اصل مذکور پر بیہ
شعاع پڑتا ہے کہ اوس مقدمہ مین رسیاپند نتشان حاضر نہین ہوئے تھے اور نہ اونکا کوئی وکیل قائم
تہا سو معمولی طور پر توجہ ذیعلم ججون کے صرف اوس مقدمہ میں مائل ہوئی ہوگی جو اپیلانٹان
کی طرف سے پیش کیا گیا ہوگا۔ لیکن بجانب دیگر مسٹر رام پرشاد نے ایک حال کے
فیصلہ ۱۸۸۰ء پر استدلال کیا ہے۔ دیبی پرشاد بنام مہرو یال (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ و زبدۃ النظائر ہفتہ وار ۱۸۸۰ء صفحہ ۱۰۲) جسمین جسٹس محمود
صاحب نے یہہ تجویز کی تھی کہ کیا جانا رہن کا منجانب اسامی ساقط المالکیت کوئی فعل
مغایر اوس غرض کے نہین ہے جسکے لئے اراضی دی گئی تھی۔ مجھپر یہہ کہنا فرض ہے کہ
مین فیصلہ محمود صاحب جسٹس سے جو اوس مقدمہ مین ہے اتفاق کرتا ہون مین خود
یہہ خیال کرتا ہون کہ الفاظ مغایر اوس غرض کے جسکے لئے اراضی دی گئی تھی کو تعلق
تعلق اوس امر سے ہونا چاہیئے جس سے حیثیت اراضی کی مبدل ہو جاوے یا باعث

ضرر اراضی یا زمیندار کا ہو مثلاً اراضی سیر کا اراضی عمارت مین مبدل ہونا یا اوسکو تالاب کے لئے کہودنا یا غالباً قیمتی باغ کا کاٹ ڈالنا۔ دراصل مین خیال کرتا ہون کہ منشا واضعان قوانین کی اس قسم سے تہی کہ جب واضعان موصوف نے استعمال لفظ مغایر کا کیا تہا ان کل صورتون سے ظاہر ہے کہ فعل اسامی سے حیثیت اراضی کی تبدیل ہو جاویگی یا اراضی کو نقصان پہونچیگا اور اسطرح سے زمیندار کو نقصان پہونچیگا۔ لہذا ایسی صورتون کے لئے قانون مین یہہ حکم ہے کہ زمیندار کو اپنی چارہ جوئی بذریعہ بیدخلی اسامی کی اراضی سے کرنا چاہئے مجہے کوئی امر نظر نہین آتا ہے کہ درصورت رہن منجانب اسامی ساقط المالکیت کے کیونکر زمیندار کو نقصان پہونچ سکتا ہے۔

پنڈت سندر لال نے کہا ہے کہ زمیندار کا نقصان اسطرح پر ہو سکتا ہے کہ اگر لگان باقی رہجائیگا تو وہ مستحق قرقی کرنے اوس فصل کا ہوگا جو اراضی پر مرتہن مذکور نے کاشت کی ہے۔ حجت مذکور سے مین اتفاق نہین کرتا ہون مجہے معلوم ہوتا ہے کہ از روے دفعہ ۵۶ ایکٹ لگان کے زمیندار کو استحقاق قرقی کرنے ہر فصل کا ہے جو اوس اراضی پر پیدا ہو جسکے بابت بقایا ہو گو کسی کی کاشت کی ہو تو مجہے یہہ نظر نہین آتا ہے کہ زمیندار کو کسی صورت مین مثل مقدمہ حال کے کسی طرح پر نقصان یا ضرر بذریعہ رہن مذکور کے پہونچ سکتا ہے۔

پس [illegible] مجہے یہہ بہی واضح ہوتا ہے کہ واضعان ایکٹ لگان کی مصلحت دربارہ حفاظت حقیت خریدار کی نہ تہی بلکہ مفید اوس شخص کے تہی جسکی حقیت فروخت ہوتی ہے اور اسامی ساقط المالکیت ہو گیا ہے۔ اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر ہم یہہ تجویز کرین کہ رہن عطیہ اسامی ساقط المالکیت ایسا فعل ہے جس سے مقصود واضعان قوانین کا یہہ ہے کہ وہ داخل الفاظ مغایر اون اغراض کے جسکے لئے اراضی دی گئی تہی ہے تو ہم قانون پر [illegible] لگا دینگے۔

اندرین حالات میری یہہ راے ہے کہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہئے۔

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس۔ بہ نسبت بحث میعاد سماعت کے مین صرف یہہ کہونگا کہ مین اختیار امتیازی صاحب جج مین دست اندازی نکرونگا۔ جب مرافعہ علیہا پر ڈگری صادر ہوئی اوسکی نالش سی وہ عدالت بورڈ مال مین بصیغہ نگرانی اس خیال سے گئی کہ

ڈگری قطعی ہے اور قابل اپیل بحضور صاحب جج کے نہین ہے ۔ اور یہہ امر کہ اپیل ہوسکتا ہے یا نہین بالکل منحصر اوپر مالیت شئے متنازعہ کے ہے ۔ کوئی امر مثل نقشے بالمداہت نہین پایا جاتا ہے جس سے یہہ نتیجہ ضروری اخذ ہوسکے کہ مالیت شئے متنازعہ کی زائد از سو روپیہ کے ہے لہذا ڈگری قابل اپیل ہے ۔ بلاشبہہ انہین خیالات سے صاحب جج نے بعد انقضاے میعاد کے اپیل منظور کیا ہے ۔ بعدہ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ روبرو ملیور رومال کے کارروائی ۲۴ اپریل ۱۸۸۰ء تک ہوتی رہی ہے کہ جب مدعا علیہا کو نتیجہ سے اطلاع کی گئی تھی ۔ اس امر کا کچھہ ثبوت نہین ہے کہ مدعا علیہا نتیجہ مذکور سے پہلے سے واقف ہو گئی تھی اور بعد اوس وقت کے اوسنے اپیل داخل کرنے مین توقف نہین کیا ۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہی حالات ایسے ہین جسکی وجہ سے صاحب جج نے بعد میعاد کے اپیل منظور کی ہے ۔ لہذا مین خیال کرتا ہون کہ مجھے اختیار امتیازی مستعملہ صاحب جج مین دست اندازی نکرنا چاہیئے ۔

دوسرے امر کی نسبت مین اوس سے بالکل اتفاق کرتا ہون جو نعلم جسٹس حیف صاحب نے فرمایا ہے اور حکم مجوزہ صاحب ممدوح سے بھی اتفاق کرتا ہون ۔

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۱۴ فروری ۱۸۸۶ء

مرتبہ جی ڈی اسپنکی صاحب واسے اسٹریچی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۸	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ	
جلد ۲		اسٹیشن سے	مع محصول

مقدمہ	صفحہ	مقدمہ	صفحہ
بانکے لال بنام محمد حسین خان	۹۷	کشن رام بنام رائے رگھنی سیوک	۹۵
رامداس جکیتی بنام آفیشل لکویڈیٹر کائن جنک کمپنی لمیٹڈ کانپور	۱۰۴	محمد وزیر جان بنام سید الطاف علی	۹۹

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اجرائے ڈگری	۹۷	تصفیہ حساب	۱۰۵
اختیار سماعت	۱۰۵	تعطیل قطعی	۱۰۴
اطلاع حصہ داری کی	۱۰۵	حصہ داران	۱۰۵
انتقال بحق وارث	۹۹	حصہ رسدی	۹۵
ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء دفعات ۳ و ۴	۱۰۵	دعاوی کا استمان میعاد	۹۵
ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۲ء دفعات ۷ و ۱۱	۱۰۵	ذمہ داری مشترکہ	۹۵
ایکٹ ۶ ۱۸۸۲ء دفعہ ۱۷	۱۰۴	رجسٹر ممبران	۱۰۵
ایکٹ ۶ ۱۸۸۲ء دفعات ۴۵ و ۴۷ و ۶۰ و ۱۶ ضمیمہ شیڈول الف (۹)	۱۰۵	رضامندی دیگر ورثا کی	۹۹
		رضامندی فریقین	۱۰۵
بیجنے کی میعاد	۱۰۵	شرع محمدی	۹۹
بیعنامہ بطلی	۱۰۵	شرکائے حصہ دار	۱۰۵
بیعنامہ بطلی ہم جو نیلام کے اشتہار کر دیئے اور عمل میں لائے نہیں ہوئی ہو	۹۷	شہادت اس امر کی کہ اصل چیک پر تصحیح لکھا گیا اور ڈراکمین چھوڑی گئی	۱۰۵

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
شہادت منقولی اطلاع کی	١٠٥	مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق ۳۱۱ و ۳۲۲	٩٧
فعل بیجا مشترکہ	٩٥	نقل ڈگری کی چھپی ہوئی	١٠٥
قیاس تمیز ہونیکا	١٠٥	نیلام منجانب منصف کے اوس مقدمہ مین جسمین نیلام منجانب کلکٹر کے ہونا چاہیئے تہا	٩٧
کارروائی صیغہ دیوانی عدالت ضلع زمانہ تعطیل مین	١٠٤	ہبہ منجانب ایسی شخص کے جو مرض مہلک مین مبتلا ہوا اور منتظر موت کا ہو	٩٩
کمپنی	١٠٥		
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴ تا ۵۸ب	٩٥		

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر ہای چندہ پاس منشی [illegible] وکیل ضلع الہ اباد کے آنا چاہیے

بمطبع تنویر ہند الہ اباد محلہ بخشی بازار باہتمام منشی منور علی طبع شد

ضلع اعظم گڈھ اپیل دویم نمبر ۴۴ سنہ ۱۸۸۰ء منفصلہ ۱۳ جنوری

کشن رام بنام رائے رکمنی سیوک وغیرہم

ذمہ واری مشترکہ بحصہ رسدی - فعل بیجا مشترکہ - دعاوی کا اشتمال بیجا - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۴ قاعدہ ب -

واقعات اسمقدمہ کے کافی طور سے فیصلہ عدالت مین درج ہین -

سکھہ رام منجانب اپیلانٹ کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس - ۱۶ ستمبر سنہ ۱۸۷۸ء کو ہنگولال وغیرہم نے نالش اوپر کشن رام مدعی مقدمہ ہذا اور رائے رکمنی سیوک سنگہ و مسماۃ اتی کنور و مسماۃ رجوت کنور واسطے استقرار اپنے حق بطور خریدار نیلام صیغہ اجراے ڈگری کے جو نامبردگان نے بربنا تمسک نوشتہ اجودہیا پرشاد مورث و مہتمم جایداد مشترکہ خود اپنے و رائے رکمنی سیوک سنگہ و مسماۃ اتی کنور و مسماۃ رجوت کنور موسومہ اپنے کے حاصل کی تہی دایر کی تہی - ۲۴ اگست سنہ ۱۸۷۸ء کو کشن رام مدعی مقدمہ ہذا نے ایک ڈگری بربنا تمسک موسومہ اپنے نوشتہ اجودہیا پرشاد و سنگہ و نر سنگہ سیوک و مسماۃ اتی کنور و مسماۃ رجوت کنور کے حاصل کی تہی اور اوسکے اجراء مین چار جایداد غیر منقولہ مشتہر بہ نیلام کرائی کہ جو ہنگولال وغیرہم نے اپنی ڈگری کی اجراء مین خرید کی تہی - لہذا اشخاص اخر الذکر مذکور نے صیغہ اجراے ڈگری مین عذرداری کی لیکن اونکے عذرات ۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۷۹ء کو نامنظور ہو گئے - اور چونکہ یہہ تجویز ہوئی کہ صرف اجودہیا پرشاد کا حق نیلام ہوا تہا اور وقت نیلام از روے ڈگری مورخہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۸۷۷ء کے وہی حق نامبردگان کو پہونچا ہے لہذا کشن رام کو اختیار نیلام کرانے دو ثلث کا جو حقیت مسماۃ اتی کنور اور مسماۃ رجوت کنور کی ہے عطا کیا گیا - بربناے انہین واقعات اخر الذکر اور کارروائی مسماۃ اتی کنور اور مسماۃ رجوت کنور کے جو صیغہ داخل خارج نام مین ہوئی تہی یہہ امر ظہور پذیر ہوا ہے کہ ہنگولال وغیرہم نے ۱۶ ستمبر سنہ ۱۸۷۸ء کو نالش دایر کی تہی - جج ماتحت اعظم گڈہ نے دعوی نامبردگان کا ڈگری کیا تہا اور ڈگری مشار الیہ کی عدالت ہذا نے بہ نسبت امر خرچہ کے ترمیم کر کے بحال رکہی تہی - اخر الامر کشن رام کو کل خرچہ تعدادی ۱۸۱ عہ ادا کرنا پڑا تہا چنانچہ اب نامبردہ نے نالش بنام رکمنی سیوک سنگہ خود اور بطور وارث اتی کنور و لڑکے نر سنگہ سیوک و رام انج سیوک بحیثیت ورثاء اتی کنور

واسطے دلا پانے دو ثلث زر مذکور یعنی مبلغ صما للعہ ۱۲/۴/۴ اصل و مبلغ للعہ ۱۵/۱ مرجملہ سالعہ کے دایر کی ہے —

منجملہ عذرات پیش کردہ مدعا علیہم کے جن عذرات سے ہمکو بصیغہ اپیل سروکار ہے وہ صرف یہہ ہین (اولاً) یہہ کہ بلحاظ مضامین تمادی ورقعہ ۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بمقابلہ مدعا علیہم استمال بیجا ناسموع ہے — دوسرا یہہ کہ جو تکرار ان راسم مدعا علیہم مرتکب افعال بیجا کے نسبت اون امور کے ہوئی تھی جنسے وہ نالش جنکو نال وغیرہم کی کہ جسمین زر خرچہ وصول کیا گیا تھا پیدا ہوئی تھی تو بلحاظ دو اوسکے طالب حصہ رسدی کا نہین ہوسکتا ہے — عدالت مرافعہ اولی نے عذر استمال بیجا کی تجویز بحق مدعا علیہم کی مگر دیگر امور کی تجویز بالتصریح نہین کی اور نالش موسمسی کی — مدعیان نے اپیل کیا اور صاحب جج نے تصفیہ مقدمہ کا بدین مضامین کیا — اس عدالت مین ڈگری کا مقدمہ سابق کی پیش ہوئی ہے اور حسب بیان مدعا علیہم کے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ڈگری بابت مداخلت بیجا کے صادر ہوئی تھی پس مدعی حصہ رسدی نہین پا سکتا ہے — علاوہ برین مین عدالت ماتحت سے اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ استمال بیجا مدعا علیہم کا ہے — یہہ طریقہ تصفیہ کرنے دو مشکل امور قانونی کا بہت سرسری اور خلاف طریقہ قابل اطمینان کے ہے اور اس سے اپیل بعدالت ہذا کے بہ ہدایت خلاف معمول نہین ہوئی ہے — اول امر تجویز طلب یہہ ہے کہ آیا بہ لحاظ اون واقعات کو ہمنے بیان کئے ہمین نالش ہوسکتی ہے بعدہ اگر نالش ہوسکتی ہے تو وہ بوجہ استمال بیجا کے ناقص ہے یا نہین — منجملہ ہر دو امور مذکور کے امر اولین کی نسبت بلا شبہہ ایک مشہور قانونی مصداق ہے کہ کوئی نالش واسطے حصہ رسدی کے منجانب ایک غاصب بنام دوسرے کے قابل پذیرائے نہین ہوتی ہے اگرچہ دعویدار حصہ رسدی کو کل خسارہ جو فعل مکلبہ ہر دو اشخاص سے پیدا ہوا ہو مجبوراً ادا کرنا پڑا ہو — میرتی ویتھر بنام نکسن (اسمتھ کی مولفہ اسمتھ صاحب جلد ۲ صفحہ ۴۵۶) لیکن اس قاعدہ مین یہہ شرط ہے کہ قاعدہ مذکور اون مقدمات پر محدود ہے جسمین شخص مستدعی چارہ کار کی نسبت یہہ قیاس ہوسکے کہ اوسکو علم اسبات کا تھا کہ جو کام مین کرتا ہون وہ خلاف قانون ہے — لبسٹ صاحب چیف جسٹس نے بمقدمہ آدمسن بنام جاروس (۴ بنگ ۷۲) یہہ وہ مقدمہ ہے جسمین صراحت اوس طریقہ کی ہے کہ جسمین اصول مندرجہ مقدمہ مرکسن بنام فاکس (لا جرنل جلد ۳۰ کو

کونر بنیج صفحہ ۱۳۷) متعلق کیا جاتا ہے جسکا حوالہ صفحہ ۱۰۷ اسمتھہ صاحب کے رپورٹ مین پایا جاتا ہے۔ اصول مذکور کو حالات مقدمہ حال سے موافق کرنیسے یہہ ظاہر ہے کہ کوئی شہادت اس امر کے ثبوت مین نہین ہے کہ مدعی وقت قرق اور مشتہر بہ نیلام کرنے ہرجہار مداعلیہم کے اپنی ڈگری کی اجرا مین بنام اجودھیا پرشاد کے یہہ جانتا تھا کہ میرا عمل ایک فعل خلاف قانون ہے۔ فی الحقیقت نتایج قیاسی بالکل اسکے خلاف ہین۔ لہذا ہماری راے مین نامبردہ قانوناً بخوبی مستحق قایم رکھنے نالش حال و دلاپانے زرخرچہ رسدی کا جو اوسکو بالعوض مدعاعلیہم کے ادا کرنا پڑا ہے مدعاعلیہم سے ہے بہ نسبت سنگھ بنام امرت تیواری (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۲۰۰) لفظ مدعاعلیہم کے استعمال کرنے سے ہماری مراد بہ نسبت رکمنی سیوک بذات خود اور بحیثیت وارث انی کنور اور بہ نسبت نرسنگھ کنور رام انج سیوک کے بحیثیت ورثا انی کنور کے ہے۔

بہ نسبت امر دویم کے کو استدلال بیجا فریقین کا بھی ہو یہہ راے ہے کہ چونکہ منصف کارروائی مقدمہ مین تجویز ٹک کی ہے اور عرضی نالش کو نامنظور یا واپس بغرض ترمیم نہین کیا اور نہ اوسکو ترمیم کیا تو چاہئے تہا کہ اوسکی تجویز بلحاظ روداد کے کرتے اور یہہ تجویز کرتے کہ جو خرچہ مدعی نے ادا کیا تہا اوسمین مسماۃ انی کنور کا کسقدر حصہ تہا اور یہہ کہ اپا اوسقدر کی جایداد مدعاعلیہم کے قبضہ مین بطور ورثا کے آئی ہے یا نہین چونکہ ڈسٹرکٹ جج نے بصیغہ اپیل فیصلہ مقدمہ کا بالاخر ایک امر ابتدائی کی بنا پر دیا ہے لہذا ہم مقدمہ کو صاحب موصوف کے پاس بموجب دفعہ ۳۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تجویز رودادی بہ لحاظ ہمارے تحریر کے واپس بہیجتے ہین۔ یہہ خرچہ خرچہ مقدمہ مین شامل ہوگا۔

ضلع بریلی — اپیل اول احکام نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۶۹ء — منفصلہ ۱۳ فروری

بانکے لال بنام محمد حسین خان وغیرہم

اجراے ڈگری۔ بیضابطگی اہم جو نیلام کے اشتہار کرنے او عمل مین لانیمین ہو نیلام میجانب منصف کے اوس مقدمہ مین جسمین نیلام بجانب کلکٹر کے ہونا چاہیے تہا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۱ و ۲۴۳۔

یہہ درخواست منجانب مدیون ڈگری جسکی جایداد غیر منقولہ صیغہ اجراء ڈگری مین منصفت بریلی سے نیلام کرادی گئی تہی بغرض منسوخی نیلام بربنا بعض غلطی اہم دربارہ اشتہار و عمل مین لانے نیلام کے گذری تہی۔ منصف نے درخواست منظور کی اور یہہ حکم دیا کہ نیلام منسوخ ہو جسکے وجوہ مشارٌ الیہ نے حسب ذیل تحریر کئے۔

اس مقدمہ مین ایک امر قانونی ہے یعنی یہہ کہ جایداد نیلامی مدیون کو سرکار سے بصلہ حسن خدمت کے عطا کی تہی اور مدیون نے سند دستخطی حکام پیش کی ہے۔ بموجب اشتہار مجاریہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نمبری ۱۰۰۵ مورخہ ۳۰ اگست ۱۸۵۸ء کے جایداد متنازعہ موروثی ہے۔ نیلام جو بحکم عدالت ہذا عمل آیا ہے بیضابطہ ہے۔ مدیون اون اختیارات کے استفادہ سے محروم ہوا ہے جو عدالت مال کو ایسے مقدمہ مین حاصل ہین۔

بناراضی اس حکم کے خریدار نیلام نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔ اصل وجہ اپیل کی یہہ ہے کہ کوئی ذکر اس دستاویز کا (سند متذکرہ بالا) عذرات مدخلہ مدیون ڈگری مین نہین ہے اور چونکہ وہ بعد وقت معینہ قانون کے داخل ہوا ہے لہذا اوسکا کچھہ اثر نیلام پر نہین ہو سکتا ہے اور یہہ کہ جایداد نیلامی کی قیمت معقول ادا ہوئی ہے۔

اگنیو صاحب منجانب اپیلانٹ ۔ ریسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

ایچ صاحب چیف جسٹس ۔ یہہ اپیل بناراضی حکم منصف مشعر منسوخی نیلام کے ہے واضح ہوتا ہے کہ جو جایداد از روے ڈگری کے نیلام ہوئی ہے وہ ایسی جایداد ہے کہ جو سرکار سے مدیون ڈگری کو بصلہ حسن خدمت کے عطا کی تہی۔ لہذا وہ ایسی جایداد ہے جسکا نیلام بذریعہ انتقال اجراء ڈگری بعدالت مال کے ہونا چاہیئے تہا۔ بلحاظ واقعہ کے اجراء ڈگری منتقل نہین ہوئی بلکہ کل احکام منصف سے صادر اور جاری کئی گئی تہی مدیون ڈگری نے جسکی جایداد نیلام ہوئی تہی عذرداری بموجب دفعہ ۲۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی تہی۔ یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ جس اعتراض کا فیصلہ منصف نے کیا ہے وہ درخواست عذرداری مین شامل تہا لیکن مین منصف کے فیصلہ سے یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ مدیون ڈگری نے وقت سماعت کے یہہ امر پیش کیا ہوگا کیونکہ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ بتاریخ سماعت یا قبل اوسکے مدیون ڈگری نے سند دستخطی حکام کی پیش کی تہی

جس سے نوعیت جایداد کی ظاہر ہوتی ہے - مین اس سے یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ وقت سماعت کے یہہ امر پیش ہوا تہا خواہ زبانی ہو یا در طور پر - مین خیال کرتا ہون کہ منصف کی راے اس امر کے تجویز کرنیمین بہت صحیح تہی کہ اونکو اختیار نیلام کرا لنے جایداد کا بجز بذریعہ انتقال اجراے ڈگری بمحکمہ کلکٹری کے حاصل نہین تہا اور چونکہ یہہ کارروائی نہین ہوئی تہی لہذا منصف نے صحیح طور پر نیلام منسوخ کیا ہے -

مجھے واضح ہوتا ہے کہ جن مقدمات مین کارروائی بذریعہ کلکٹر کے ہونی چاہئے اور جنمین منصف کارروائی نہین کر سکتے ہین اونمین دربارہ عمل مین لانے نیلام کے بیضابطگی سے زیادہ ہے جیسا کہ اس مقدمہ مین ہوئی ہے - کیونکہ جب اجراے ڈگری منتقل ہو جاوے تو کلکٹر پر یہہ لازم ہے کہ بایداد مدیون ڈگری سے روپیہ کے وصول کرنیکا کون طریقہ عمدہ ہوگا اور یہہ امر کلکٹر کو تصفیہ کرنا ہوگا کہ آیا جایداد نیلام ہونی چاہئے یا نہین اور اگر ممکن کون طریقہ جایداد کے محفوظ رکہنے کا ہوگا - یہہ ایسے امور ہین جو خود کلکٹر کو تجویز کرنی ہونگی - لہذا ہرگاہ ایسے مقدمات مین جیسا کہ یہہ مقدمہ ہے حکمنامہ اجراے ڈگری کا کلکٹر کے پاس منتقل نہوا ہو تو کارروائی متعلقہ نیلام کے بیضابطگی سے زیادہ ہے - مین یہہ تجویز کرنیکو آمادہ ہون کہ ایسا نیلام جیسا کہ مقدمہ حال کا ہے کالعدم ہے اور بلاشبہہ وہ قابل انفساخ ہے - یہہ اپیل مع خرچہ ڈسمس ہونی چاہئے -

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون - مین یہہ تحریر مزید کرونگا کہ مقدمہ رام چہتر بنام بچو بہگت (زبدۃ النظائر مقتبسہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۲۹) مقدمہ حال سے قابل تمیز ہے کیونکہ نیلام متقدمہ مذکور کا منظور اور قطعی ہو چکا تہا -

---

ضلع آگرہ اپیل اول نمبر ۱۹۴ ۱۸۸۳ء منفصلہ ۲۸ جنوری

محمد وزیر جان بنام سید الطاف علی

شرع محمدی - ہبہ منجانب ایسے شخص کے جو مرض مہلک مین مبتلا ہو اور منتظر موت کا ہو - انتقال بحق وارث - رضامندی دیگر ورثا کی -

واقعات اس مقدمہ کے اسٹریٹ صاحب کے فیصلہ مین درج ہین -

ہل دہنومان پرشاد واسد علی وظہور حسین منجانب اپیلانٹ
نندلال منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ جس نالش سے یہہ اپیل متعلق ہے وہ منجانب مدعی رسپانڈنٹ بغرض منسوخی دستاویز مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۹۴ء کے جو نوشتہ اوسکی بہائی سید امداد العلی سی آس آئی بحق مساۃ وزیر جان مدعا علیہا کے جو اوسوقت اوسکی زوجہ اور اب بیوہ ہے معلوم ہوتی ہے دایر ہوئی ہے۔

از روے عرضی نالش کے مدعی نے یہہ بیان کیا تہا کہ بنظر محرومی نامبردہ اوسکے حق وراثت شرعی بحیثیت عصبی بنسبت متروکہ اپنے بہائی متوفی سے مساۃ وزیر جان عرف مختار بیگم مدعا علیہا نے دستاویز مذکور خلاف قانون سید امداد العلی متوفی سے اوسوقت کہ جب متوفی مذکور حالت نزع مین اور اپنے ہوش وحواس مین نتہا اور مرض مہلک مین مبتلا تہا بلا میری خواہش اور رضامندی کے لکہائی ہے۔

روبرو جج ماتحت کے یہہ بحث عبارت وسیع مین پیش تہی کہ آیا دستاویز مذکور فی الواقع اور قانوناً ایسی دستاویز جایز تہی یا نہین کہ جو ورثاء امداد العلی پر واجب التعمیل ہو اور اسطرحپر کہ دستاویز مذکور حارج اوس حق کے ہو کہ جو مدعیکو دوسری حالتین بنسبت جزو جایداد متروکہ متوفی کے حاصل ہو سکے۔

لیکن جج ماتحت نے حسب بیان مدعی کے مقدمہ کو اسطرحپر تصور کیا کہ وہ ایسا ہے جسمین نامبردہ نے بیان کیا تہا کہ دستاویز مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۹۴ء جعلی دستاویز ہے ... جو دستخط او سپر ظاہرا امداد العلی متوفی کے ظاہر ہوتے ہین وہ اوسکے دستخطی نہین ہین بلکہ فریباً بغرض فریب دہی کے ثبت کئے گئے ہین۔ بالفاظ دیگر جج ماتحت نے مقدمہ کو ایسا تصور کیا کہ اوسمین مشار الیہ نے مدعا علیہا اور اوسکے گواہون پر یا تو الزام جعلی دستاویز بنانیکا یا اوسکو جعلی جانکر استعمال کرنیکا اور اوسکی تائید مین جہوٹی شہادت دینیکا قایم کیا ہے۔ بلاشبہہ مشار الیہ نے متوفی کی دستخطون کو جو مسلماً مختلف اصلی دستاویزون پر تہی اونکو دستخط ہاے مشتبہہ ہبہ نامہ سے بالفشانی مقابلہ اور جانچ کرنیکے بعد اور نیز اپنی راے بہ نسبت اوس طریقہ کے لکہنے کے بعد جو معمولی طور پر ہندوستانی شریف لوگ ہم حیثیت متوفی کی دربارہ دستخط کرنیکی اختیار کرتے ہین

یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ امداد العلی نے یہہ تینون دستخط ہین لکھی جو دستاویز مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۸۸۴ء پر ثبت ہین۔

جیسا کہ مین نے کلمہ کہا تہا ویسا ہی مین اب ہی کہتا ہون کہ مین وجوہ جج ماتحت گو کیسی ہی وہ دلکش بادی النظر مین معلوم ہون ایسا خیال نہین کرتا ہون کہ وہ اوس نتیجہ اخذ کرنے کے لئے کافی ہین جو جج ماتحت نے اخذ کیا ہے۔ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ چونکہ امداد العلی نے ایک دستخط مین دستاویز ہذا کے اپنے کو اسطرح پر بیان کیا ہے کہ مولوی وسی آئی یا دوسری دستخط مین مولوی امداد العلی خان بہادر سی ایس آئی لکہا ہے اس سے بالضرور یہہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ نامبردہ کی یہہ تحریر نہین ہے کیونکہ ایسا طریقہ خطاب یا تعریف لکہنے کا ہندوستانی شریفون مین مروج نہین ہے اور ناپسندیدہ ہے۔ بلاشبہہ تحریرات جج ماتحت کی اسبارہ مین قابل غور ہین لیکن مین اسکو مناسب نہین سمجہتا ہون کہ وجوہ مجوزہ جج ماتحت کی بنیاد پر یہہ نتیجہ اخذ کیا جاوے کہ دستاویز مذکور ساختہ ہے قطع نظر بحث طریقہ ناپسندیدگی کے جسکو کبہی کبہی بہت محتاط اشخاص بہول جاتے ہین یہہ دستاویز اگر نوشتہ امداد العلی ہے تو ایسی ہے جسکا ... جہان تک ممکن تہا [illegible] اوس کے نسبت مناظرہ اور جہگڑا مابین اوسکے بہائی خارج شدہ کے بپا کیا جائیگا اور غالباً توجہ عامہ خلائق کے اوسپر متوجہ ہوگی اور عدالت عام مین اوسپر اعتراض کیا جائیگا۔ لہذا بخوبی ممکن ہے کہ یا تو خود اوسنے یا باغوا اپنے دوست کے نامبردہ نے دستاویز پر اوسطرح پر دستخط کئے جیسے اوسکی دستخط پائی جاتی ہین اس نظر سے کہ جو لوگ اوسکو پڑہین اونکو حیثیت اور عظمت اوس شخص کی جسکی دستخط اوسپر معلوم ہوتے ہین بخوبی ذہن نشین ہو لہذا اس بارہ مین مین جج ماتحت کے فیصلہ کو قبول نہین کر سکتا ہون اور نہ بمقابلہ شہادت گواہان مدعاعلیہ کے یہہ کہہ سکتا ہون کہ مدعی نے قابل اطمینان یہہ ثابت کر دیا ہے بشرطیکہ حالت یہی ہو جس حالت مین مدعی عدالت مین آیا تو اوسکی نسبت مجہے شک ہے کہ دستخط امداد العلی کے دستاویز مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۸۸۴ء پر جہوٹہی اور جعلی ہین۔ دراصل میری نظر مین اونکی شکل اور حیثیت سے دستخط مذکور اصلی دستخط اوس شخص کی معلوم ہوتی ہین جو کسی سہارے سے لکہا ہوا اور بوجہ کمزوری

بیماری وقت اونکی تحریر کے مبتلا بیماری ہو اور بوجہ کمزوری کے اوسکے ہاتھہ کی
رہنمائی ہوئی ہو۔ مین یہہ باور نہین کر سکتا ہون کہ شاید ہو اخواہان مدعا علیہ نے اس
دستاویز کے جعلی بنانیکا قصد کیا تہا اور نامبردگان نے یہہ کام ایسی بیوقوفی کے
شکل سے کیا ہو یا دستخط واہب کی نقل ایسے طور پر کی ہو کہ فوراً اشتباہ پیدا کر سکے
کل شہادت پر لحاظ کرنیکے بعد مین سب سے بہتر طریقہ اختیار کرنیکا یہہ خیال کرتا
ہون کہ یہہ تجویز کرون کہ دستاویز مذکور دستخطی سید امداد العلی خان کی ہے اور
چونکہ میری یہہ رائے ہے تو بحث یہہ پیدا ہوتی ہے کہ صحیح نوعیت اور تاثیر دستاویز
مذکور کی کیا ہے۔ بعد غور کرنے اوپر دستاویز مذکور کل مجموعہ اور نیز اس امر پر اوسکی
مضامین پر معمولی معنی قایم کرنیکے بعد معلوم ہوتا ہے کہ بلا شبہہ بادی النظر مین دستاویز
مذکور سے ہبہ نامہ موضوع ہوتا ہے کیونکہ مضامین مذکور اسطرح پر ہین کہ سید امداد العلی
نے اپنی کل جایداد مندرجہ دستاویز مذکور الیتی ... مدعا علیہ کو بخشش دی
لہذا مین نے یہہ ہبہ نامہ اسلیئے لکہدیا کہ سند رہے اور وقت حاجت کام آوی۔
لیکن اگرچہ بادی النظر مین اسطرح سے وہ ہبہ نامہ ہے تاہم اوسکی تاثیر
اور عمل بموجب شرع محمدی کے غور مزید متعلقہ حالات اور وقت کا محتاج ہے کہ جب
دستاویز مذکور لکہی گئی اور یہہ کہ آیا واہب وقت لکہنے دستاویز مذکور کے اپنے
مرض الموت مین مبتلا تہا اور یہہ امر دستاویز مذکور کی صحت پر تعلق صریحی رکہتا ہے
اسبارہ مین مسٹر امیر علی نے اپنے ٹاگور لا لکچرز کے صفحہ ۴۴۸ مین تمام قانون کو
بالاختصار حسب ذیل بیان کیا ہے۔

از روے شرع محمدی کے افعال انتقال کو جو منجانب ایسے شخص کے ہون
جو ایسے مرض مین مبتلا ہو کہ جس سے اندیشہ موت کا پیدا ہوتا ہو اور جو بالآخر باعث
موت کا ہو صرف اثر مشروط حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً جب کوئی شخص جو ایسے مرض
مین مبتلا ہو ہبہ یا وقف کرے تو انتقال مذکور کو ایک عمل فوراً عمل پذیر ہوتا ہے۔
بطور وصیت کے اثر رکہتا ہے اور صرف اوسیقدر جایز ہوتا ہے کہ جسقدر وصیت
جایز ہو سکتی ہے۔

مجہے کسی قسم کا شک نہین ہے۔ اور میرے بہائی ٹرل صاحب مجہے اطلاع

دیتے ہین کہ اونکی بہی یہی راے ہے کہ ڈاکٹر مکندلال کی شہادت سے جو کہ ایک شریف اور
مشہور معالج اور جنکا تجربہ مدت دراز کا آگرہ مین ہے یہہ امر بطور غیر متنازعہ کے ثابت ہے کہ
کہ امداد العلی متوفی وقت دستخط کرنے اس کاغذ کے ایسے مرض مین مبتلا تہے جس سے غالباً
متوفی مذکور کو اندیشہ موت کا زمانہ قریب مین ہو سکتا تہا اور متوفی مذکور تاریخ تحریر دستاویز مذکور
مرض مذکور سے مغلوب ہو گیا۔

ڈاکٹر مکندلال کی شہادت سے میرے ذہن مین کچہہ شک نہین رہتا ہے۔ اور اونکی
تائید ایک مسلمان حکیم رجب علی سے ہوتی ہے کہ ۲۴ نومبر ۱۸۷۸ء کو امداد العلی قریب المرگ
ہتے اور مرض مہلک تومر (انگریزی) جو اونکے معدہ مین تہا مبتلا تھے اور اس قابل نہتے کہ کوئی
ترتازگی قبول کر سکین۔

مجہے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۴ نومبر ۱۸۷۸ء کو امداد العلی خان بخوبی واقف تہے کہ
میری حالت ایسی خطرناک ہے کہ مجہکو اپنی جایداد کا انتظام کرنا ضروری ہے اور یہہ دستاویز
باندیشہ موت لکہی گئی تہی۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے کہ اوسکی شکل سے دستاویز ہبہ نامہ
معلوم ہوتی ہے تو از روے عمل شرع محمدی کے دستاویز مذکور داخل زمرہ وصیت کے
ہے اور جو ہبہ اوسکی روسے ہوا ہے اوسکو ہبہ بالوصیت تصور کرنا چاہیئے اور اوسکو
اوسی حیثیت مین معہ جملہ لوازمات قانونی کے جو اوس سے متعلق ہو سکتے ہین متصور کرنا چاہیئے۔

پس اسمین کوئی شبہہ نہین ہو سکتا ہے کہ مسماۃ وزیر جان مدعا علیہا ایک وارثہ
اپنے شوہر متوفی [illegible] ہے۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے تو جو ہبہ بالوصیت بحق اوسکے ہوئی ہے
وہ بقدر ایک ثلث کے ہی کہ جسپر معمولی طور پر اہل اسلام کو اختیار انتقال کا ہے بلا رضامندی
اوسکی کل دیگر ورثا کے قابل پابندی نہین ہے۔

اس مقدمہ مین یہہ ایما نہین ہوا ہے کہ دستاویز متنازعہ بہ بلا رضامندی ورثاء مذکور کے
تحریر ہوئی ہے۔ برعکس اسکے واضح ہوتا ہے کہ جس روز دستاویز مذکور لکہی گئی اور قریب
رجسٹری ہونیکے ہی اوسیوقت دفتر رجسٹرار دستاویزات مین خود مدعی نے عذرداری نسبت رجسٹری
دستاویز مذکور کے داخل کی تہی۔ واسطے بیان کرنے قاعدہ شرع محمدی محولہ بالا کے
مین ٹاگور لا لکچر مولفہ مسٹر سید امیر علی کے صفحات ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ سے حسب ذیل
نقل کرتا ہون۔

کل کتابون مین اس امر کے تجویز مین اتفاق ہے کہ ہبہ بالوصیت بحق ایک وارث
کے نا جایز ہے ۔ ۔ ۔ ۔ مصنف معتہ کا قول ہے کہ وصیت بحق ایک وارث کے جایز ہے
بشرطیکہ دیگر ورثا اوس سے رضامند ہون ۔ بموجب قاعدہ سنی کے ظاہر رضامندی قبل
از ادا اور مابعد منجانب ورثا کے ہونا چاہیئے وغیرہ ۔

ایک فیصلہ کلکتہ مندرجہ صفحہ ۱۰ ویکلی رپورٹر جلد ۱۱ کا بھی بتائید اس رائے کے ہے
جسمین یہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ کسی حالت مین تملیک نامہ وصیت سے اعلیٰ درجہ نہین پا سکتا
ہے یا بجز ایک ثلث مجملہ متروکہ متوفی کے موثر نہین ہو سکتا ہے اور چونکہ تکمیل اوسکی
سوقت ہوئی کہ جب موصیہ اپنے اخیر اور مہلک مرض مین مبتلا تہی اور بحق ایسے شخص کے
ہوا ہے کہ جو متوفیہ کا ایک وارث ہے تو وہ بلا رضامندی دیگر ورثا کے غیر موثر ہے

شرع محمدی مولفہ مکناٹن صاحب طبع ثانی صفحات ۱۰۰ و ۱۹۰ و ۴۵ ۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے اور اگرچہ مین اون وجوہ سے اتفاق نہین کرتا ہون کہ جنکی
بنا پر جج ماتحت نے دستاویز مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۷۵ع کو موثر کرنے سے انکار کیا ہے اور دعوی
مدعی ڈگری کیا ہے تاہم مین وہی نتیجہ اخذ کرتا ہون جو مشارٌ الیہ نے اخذ کیا ہے یعنی یہہ
کہ مدعی کو اپنے دعوی مین کامیاب ہونا چاہیئے نہ اس وجہ سے کہ دستاویز محولہ بالا پر
متوفی کی دستخط نہین ہین بلکہ اسوجہ سے کہ بوجہ وقت اور حالات کے کہ جسمین دستاویز مذکور
مرتب ہوئی وہ ہبہ بالوصیت مرض الموت کے ہوگئی اور تابع اوس شرائط کے ہے جو
شرع محمدی مین بہ نسبت رضامندی ورثا کے معین ہین اور چونکہ شرائط مذکور کی تعمیل
نہین ہوئی لہذا دستاویز مذکور نہ صرف خارج ہوتی ہے بلکہ فریقین ایسی حالت کو پہونچتے
ہین کہ گویا دستاویز متنازعہ کا کبھی وجود ہی نہین ہوا تہا ۔ لہذا یہہ اپیل معہ خرچہ
ڈسمس کیا جاتا ہے ۔

ٹرل صاحب جسٹس ۔ مین اتفاق کرتا ہون ۔

ضلع کانپور اپیل اول احکام نمبر ۱۸ ا ۱۸۸۰ع منفصلہ ۳۱ جنوری

رام داس چکربتی بنام انفینٹل لکیمہ پیڈ ملک جنگ کمپنی لمیٹیڈ کانپور
تعطیل عظمی ۔ کارروائی صیغہ دیوانی عدالت ضلع مین زمانہ تعطیل مین ۔ ایکٹ ۱۸۷۲ع

(بنگال سول کورٹ ایکٹ) دفعہ ۷، ۱ - اختیار سماعت - بیضابطگی - رضامندی فریقین - کمپنی - تصفیہ حساب - فہرست کا ذمہ دار - حصہ داران - اطلاع حصہ داری کی شہادت منقولی اطلاع کی - نقل چٹھی کی چھپی ہوئی - شہادت اس امر کی کہ اصل چٹھی پر پتہ صحیح لکھا گیا اور ڈاک میں چھوڑی گئی - ایکٹ ۱۸۷۲ء ۱ (ایکٹ شہادت) دفعات ۶۱ و ۱۱۴ - ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء (ایکٹ معاہدہ) دفعات ۳ و ۴ - بھیجنے کی سبیل - رجسٹر ممبران - قیاس صحیح ہونیکا - ایکٹ ۱۸۶۶ء (ایکٹ کمپنی ہائے) دفعات ۲۵، ۴۷ و ۱۹۰ ضمیمہ اول الف (۹۰) -

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین -

ل وکالن و سندر لال و رام پرشاد منجانب اپیلانٹ

ایبنکی و آے اسٹریچی و ٹی اسٹریچی منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و اولڈفیلڈ صاحب جسٹس - یہ اپیل بناراضی حکم صاحب جج کانپور مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۸۵ء کی ہے جو بشمر استقرار اس امر کے ہے کہ اپیلانٹ شریک ذمہ دار بہ نسبت دس حصص کاٹن جننگ کمپنی لمیٹڈ کانپور کا ہے اور زیر مشعر بدین حکم بنام اوسکے کرافیشل لکویڈیٹر کا فرد ادا کرے -

۱۸۶۸ء مین کمپنی کی رجسٹری بطور ذمہ داری محدود کمپنی کے بموجب ایکٹ کمپنی ہائے ہند ۱۸۶۶ء کے ہوئی جسکے سرمایہ مین ایکسو حصص شامل تھے تیبل حرف الف متعلقہ ضمیمہ اول ایکٹ مذکور نے کمپنی مذکور نے اختیار کیا تھا - حکم تصفیہ حساب کمپنی مذکور کا جولائی ۱۸۸۴ء مین صادر ہوا تھا - رسپانڈنٹ افیشل لکویڈیٹر کمپنی مذکور کا مقرر ہوا تھا -

بروقت مرتب ہونے فہرست فرد کا ذمہ دار کے اپیلانٹ نے بہ نسبت قایم ہونے نام کے فہرست مذکور مین بابت دس حصص کے جو رجسٹر سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے نام مین اوسکے نام قایم کئے گئے تھے اعتراض کیا - صاحب جج کانپور نے ۲۷ ستمبر ۱۸۸۵ء اور تواریخ مابعد واسطے سماعت عذرات اور تصفیہ فہرست فرد کا ذمہ داران کے مقرر کی تھی - اور تقرری تاریخ کی اطلاع ۲۴ اگست ۱۸۸۵ء کو اپیلانٹ کے پاس بضابطہ بھیجی گئی تھی -

۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ستمبر ۱۸۸۶ء کو اپیلانٹ معہ اپنے وکیل کے جسنے اوسے ہدایات پائی،
تہین صاحب جج کے عدالت مین حاضر رہے اور ۲۹ ستمبر ۱۸۸۶ء کو اپیلانٹ کے مقدمہ
کی نوبت آئی — ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ ستمبر ۱۸۸۶ء کی وہ تواریخ ہین جو اون ایام کی فہرست مین
شامل ہین کہ جو عدالت ہذا نے بموجب دفعہ ۱ ایکال سول کورٹ ایکٹ ۱۸۶۸ء کی واسطے
تعطیل تعطیلی عدالتہاے ماتحت اپنے کے لئے جسمین سے عدالت جج کانپور کے ایک ہی
مرتب کی تھی — سوقت سماعت عذرات اپیلانٹ کے ۲۹ ستمبر ۱۸۸۶ء کو رجسٹر کمپنی کا
شہادت مین پیش ہوا اور لکھیو پڈیٹر کی طرف سے ایک گواہ کا اظہار کرایا گیا۔ صاحب
جج نے وہ نقول چٹھیات کہ جو چھاپہ کی ہتین بااطلاعنامجات منجانب کمپنی بنام اپیلانٹ
مورخہ ۱۹ مئی ۱۸۸۶ء و ۱۴ اگست ۱۸۸۶ء کو بھی بطور شہادت منجانب لکھیو پڈیٹر کے مقبول
کیا ہے — یہہ چھاپہ کی نقول ایک کتاب نقل چٹھی چھاپہ مین شامل تھی جسکو منوہر چندر
چکربتی گواہ لکھیو پڈیٹر کے ثابت کیا ہے کہ کمپنی کی کتاب نقل چٹھی چھاپہ کی ہے —
گواہ مذکور نے ثابت کیا ہے کہ نقل چٹھی چھاپہ مورخہ ۱۹ مئی ۱۸۸۶ء بشمول دستخط کے
لکھی ہوئی ایک سکرٹری متوفی کمپنی کی ہے اور اوس سکرٹری کا یہہ کام تھا کہ چٹھیان
بعد داشت نقل کے روانہ کرے — ایک کتاب بھی پیش ہوئی تھی اور صاحب جج نے
شہادت مین مقبول کی تھی جو کتاب حساب محصول ڈاک کمپنی کی معلوم ہوتی ہے
لیکن یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ وہ کسکے پاس رہتی تھی کہ جسمین زیر تواریخ ۱۹ مئی
۱۸۸۶ء و ۱۴ اگست کے حساب پوسٹیج اسٹامپ اون چٹھیو نکا لکھا ہے جو اپیلانٹ
کے پاس بھیجی گئی تہین — ہمنے بقول جنسات چھاپہ بربنا اون وجوہ کے جنکو ہم
ابھی آئندہ بیان کرینگے ناقابل مقبولی شہادت تجویز کیا ہے اور اونکو اوس شہادت
مین مقبول نہین کیا ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے —

منوہر چندر چکربتی نے جو کمپنی کا مہتمم ڈائرکٹر اور لکھیو پڈیٹر کا گواہ بشمول دیگر
شہادت محولہ بالا کے ہے یہہ بیان کیا ہے اور مطابق اوسکے بیان کے جو ہمارے
روبرو ہوا ہے جہانتک کہ ضروری ہے حسب ذیل ہے — مئی اور اگست مین مین
اوسکا سکرٹری اور کلارک تھا — کلارک کا یہہ کام تھا کہ حفاظت وقت اور رجسٹر کرے اور جو کچھہ
اوسکو حکم ہو کرے — مین باور کرتا ہون کہ سکرٹری نے چٹھیان روانہ کی تہین — مین

حلف سے یہ نہیں کہہ سکتا ہون کہ کلارک نے ہلین روانہ کی۔ مجھے یاد آتا ہے کہ مین نے ایک مرتبہ کتاب بیو سیبج اسٹامپ کے حساب کی دیکھی تھی۔ جہانتک مین واقف ہون رامداس نے اصالتاً کمپنی سے درخواست نہین کی تھی۔ درخواست چارو چندر کے ذریعہ سے آئی تھی۔ مجھے یہہ یاد نہین ہے کہ چارو چندر نے تحریری درخواست کی تھی۔ اوس نے مجھسے کہا تھا کہ مین بابو رامداس کے واسطے دس حصہ خرید کرنا چاہتا ہون اور مین یہہ کہ وہ دفتر مین چلا گیا۔ مین یہہ یاد نہین کرسکتا ہون کہ کوئی درخواست معہ اندراج رجسٹر کے پیش ہوئی تھی۔ قواعد کمپنی مین یہہ بیان ہے کہ دس فیصدی درخواست کے ساتھ آنا چاہیئے۔ قواعد مذکور پر لحاظ نہین ہوا تھا۔ ایک چھپا ہوا نمونہ درخواست کا تھا۔ چٹھی مورخہ ۱۹ مئی (پیش شدہ) بابت حصص خریدہ کی بعد انقضاء وقت معینہ واسطے ادائے کل زر واجب حصے کے بنے لکھی تھی۔ کل قیمت کے ایک ساتھ طلب کرنیکا دستور تھا۔ جہانتک کتاب چٹھیات سے ثابت ہوتا ہے فوراً تقاضا واسطے ادائے قیمت کے نہین کیا جاتا تھا۔ مین نے کوئی سند تحریری منجانب رامداس کے نہین دیکھی ہے۔ بابت حصص مذکور کے چارو چندر نے روپیہ ادا کیا تھا۔ مین نہین کہہ سکتا ہون شاید چارو چندر نے کہا ہو کہ مجھے حصص مذکور کے لینے کا اختیار ہے و دیگری حصص نامزد کرسکتا تھا۔

دیگر شہادت منجانب الکیوبیٹر کی دو چٹھیات پر شامل ہے جسمین سے ایک لکھی ہوئی منجانب اپیلانٹ بنام نونہر چند رکھر بتی گواہ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۶۵ء ہے اور جواب گواہ کا مورخہ ۱۹ مئی ۱۸۶۵ء ہے۔

اپیلانٹ اور اوسکا وکیل تحقیقات مین شریک تھے۔ اور اپیلانٹ نے صاحب جج کے چند سوالات کا جواب دیا تھا۔ سوالات اور جوابات مذکور کوئی قلمبند نہین ہوئی تھی اپیلانٹ نے نہ کوئی شہادت دی اور نہ اوسکی طرف سے کوئی پیش ہوئے اپیلانٹ نے جسکا نام مندرجہ رجسٹر عدالت ہذا ہے اور جو اس عدالت مین پیشہ وکالت کرتا ہے یا اوسکے وکیل نے کوئی اعتراض یا عذر نسبت کارروائی تحقیقات بروز تعطیل کے نہین کیا۔ بالاخر صاحب جج نے حکم منشاء اپیل ہذا کا صادر کیا۔

امر اول جو ہمارے روبرو بحث مین پیش ہوا تھا وہ بہ نسبت اختیار [illegible]

دربارہ تحقیقات کرنے بروز تعطیل قطعی کے ہے۔ سہل صاحب نے منجانب اپیلانٹ
یہ حجت کی ہے کہ بوجہ دفعہ ۷ انگال سول کورٹ ایکٹ ۱۸۷۱ء کے صاحب جج کو
اختیار تھا اور فریقین برضامندی اپنے یا اور طور پر صاحب جج کو اختیار شروع کرنے
تحقیقات کا یا کسی معاملہ کے سماعت اور تجویز کرنیکا جو اونکے روبرو پیش ہو بالفعل الواقع کسی
معاملہ دیوانی اپنے عدالت کا کسی ایسے روز جو اوس ایام کے فہرست مین شامل ہو جو عدالت ہذا
سے واسطے رکھنے تعطیل عدالتہاے ماتحت عدالت ہذا کے مرتب ہوئی ہے نہین
دے سکتے ہین۔ دفعہ ۷ انگال سول کورٹ ایکٹ ۱۸۷۱ء کی حسب ذیل ہے بہدایت

اون احکام کے جو وقتاً فوقتاً نواب گورنر جنرل بہادر اجلاس کونسل کے حضور سے صادر
ہون عدالت ہاے کورٹ کو لازم ہے کہ فہرست اون ایام کی تعین اوسکے ماتحت
اور عدالتون مین ہر سال تعطیل ہو مرتب کرے۔ وہ فہرست مقام کے سرکاری گزٹ مین مشتہر
کیجائے اور ایام مذکور مین اوسکے مطابق تعطیل رہے گی۔

ہمین واضح ہوتا ہے کہ یہہ دفعہ واسطے فایدہ صاحبان جج اور عہدہ داران
عدالت اور نیز عام ... ہندو و مسلمان اور متخاصمین اور گواہان کہ جنکے خیالات مذہبی
ہین بوجہ نافرتی عدالت کسی خاص روز کے خلل نہ آوے مرتب ہوئی تھی۔

جہانتک ہم واقف ہین چند اسناد ایسے موجود ہین جنکی تجویز سے ہم کوئی مدد
دربارہ تعبیر اور تاثیر دفعہ متذکرہ بالا کے حاصل کر سکتے ہین۔ جن مقدمات مین امر متنازعہ
ایسا تھا جو بیرون اختیار عدالت کا ہے اونسے ہمکو مدد نہین مل سکتی ہے۔ مقدمات
مذکور مین صاحب جج کو رضامندی فریقین کے بھی اختیار بطور جج کے دربارہ شروع کرنے
تحقیقات کسیوقت کے حاصل نہین ہو سکتا ہے۔ اس مقدمہ مین تحقیقات اور تجویز کی نسبت
ایسے اشخاص کے جو مستوجب درج ہونے فہرست شرکا ذمہ داران مقدمہ تصفیہ حساب
کمپنی زیر تصفیہ حساب کے ہین اندر اختیار جج ضلع کے ہے اور اگر کوئی نقص اختیار
کا پیدا ہوتا ہے تو نہ بوجہ نوعیت امر تحقیقات طلب کے بلکہ نوعیت کاروائی ضابطہ
سے پیدا ہوتا ہے۔ جن مقدمات کا فیصلہ بر بنا تعبیر دفعہ ۱ ایکٹ جلوس ۲۹ چارلس ثانی
جو عموماً ایکٹ یوم خداوند کے نام سے مشہور ہے اوس سے ہماری راے مین
کوئی مدد مقدمہ حال مین نہین مل سکتی ہے بلکہ باہمی عبارت دفعہ مذکور اور دفعات

تتنازعہ مقدمہ ہذا کے فرق صریح ہے سے دفعہ مذکور مین یہہ حکم ہے کہ کوئی شخص
یا اشخاص خداوند کے روز کو تجویز یہ یا حکمنامہ یا وارنٹ یا حکم یا فیصلہ یا ڈگری
کے (بجز مقدمات فریب فیلانی یا نقص امن) نہ تعمیل کریگا اور نہ جاری کریگا اور نہ
تعمیل یا جاری کرائیگا اور از روے دفعہ مذکور یہہ بالخصوص حکم ہے کہ تعمیل کسی حکم
تجویز یہ یا حکمنامہ وارنٹ یا فیصلہ و ڈگری کے تعمیل تمام مقاصد اور اغراض
کے لئے کالعدم ہوگی۔ جو مقدمہ مین زیر غور ہے اوسمین کوئی عبارت
مخصوص حسب عبارت محولہ بالا کے نہین ہے۔ اگر واضعان قوانین کا یہہ منشا
ہوتا کہ صاحب جج کو اختیار یا منصب شروع کرنے کارروائی عدالتانہ یا تحقیقات
کا بروز تعطیل حاصل نہین ہے اور یہہ کہ اگر صاحب جج بروز تعطیل کوئی تحقیقات
عدالتانہ یا کارروائی کرینگے تو وہ کالعدم ہونگے تو واضعان قوانین کو اپنا منشا
بعبارت مناسب ظاہر کردینا آسان تھا جیسا کہ ہم دفعہ ۶ ایکٹ روز خداوند مین
پاتے ہین۔

از روے قواعد طہری نمبر ۶ ولیم چہارم کے یہہ حکم ہوا تھا کہ اکثر دفعات متعلقہ
عدالتہاے مذکور مین بعض ایام کو تعطیل مانی جائیگی یا رہیگی۔ یہ نسبت ایام متذکرہ
قواعد مذکور ہمکو یادداشت (نمبر ۱) مندرجہ صفحہ ۰ ہ خلاصہ کامن والسٹیوٹ لا
جلدہ طبع ثانی مولفہ سپیٹر زدارف کے ملتی ہے وہ یہہ ہے۔ یہہ ایام معدوم نہین
ہین بلکہ اوقات تعطیل واسطے عدالتون اور دفترون کے ہین۔ کارروائی معطل
نہین ہوتی ہین۔ اور پھر یادداشت مذکور مین حسب ذیل تحریر ہے۔ جب دفتر باضابطہ
بند کئے ہون تو کسیوقت کھول بھی سکتے ہین واسطے فائدہ عہدہ داران
کے وہ بطور تعطیل کے ہین اور اگر عہدہ داران مذکور حاضر ہونا چاہین تو ہو سکتے
ہین اور اگر دفتر کھولین تو فیصلہ پر دستخط ہو سکتے ہین۔ بنیٹ بنام پوٹر (جلد ۱۰ کرانک
جارس صفحہ ۶۳) سوے اتفاق سے ہمکو اس عدالت مین موقع ملاحظہ کرنے سند
محولہ یادداشت مسٹر جسٹس سپیٹر زدارف کا حاصل نہین ہوا۔

ہماری یہہ راے ہے کہ یوم تعطیل کو جیسا کہ اس مقدمہ مین ہے صاحب
جج کو اختیار تھا کہ کارروائی کسی تحقیقات یا تجویز یا او ر معاملہ صیغہ دیوانی اپنی عدالت

کرنے سے انکار کرتے اور کوئی فریق کسی کارروائی عدالتی کا بشرط حاضر ہونے کے بکامیابی
اوس کارروائی کے ہونیکی نسبت اعتراض کرسکتا تہا اور بحالت ہونے ایسی کارروائی
کے اوسکی غیبت مین یا بلا رضامندی اوسکی کے نامبردہ مستحق تہا کہ کارروائی مذکور کو
بطور بیضابطہ کے اور غالباً اور یقیناً اوس حال مین کہ جب حقوق کو بوجہ اس بیضابطگی کے
ضرر ہوتا منسوخ کرادے۔ اس مقدمہ مین بحث یہہ پیدا ہوتی ہے کہ آیا کوئی فریق جو تعطیل کے
حاضر ہوا اور بلا عذر کارروائی عدالتی مین شریک ہوا وہ بعدہ بکامیابی نسبت اختیار صاحب
جج دربارہ سماعت اور تجویز معاملہ کے جو بروز تعطیل کی گئی ہو اعتراض کرسکتا ہے یا نہین
ہمین واضح ہوتا ہے کہ بدرجہ غایت بروز تعطیل کسی معاملہ کا شروع کرنا یا تجویز کرنا
جو اندر اختیار معمولی عدالت کے ہو ایک بیضابطگی ہے اور جسپر اعتراض کے استحقاق
کی نسبت دست برداری ہو سکتی ہے اور اس مقدمہ مین فریقین کے طریق عمل سے
دست برداری ہوئی ہے۔ مقدمہ اندروز نبام بلیٹ (جلد ۱ ایلس بلیک بردم صفحہ ۹۰۲) کا جو ایسکے حیرس
مین بحال رہا (جلد ۶ ایلس بلیک بردم صفحہ ۲۳۳ و لامبرل کو نسیج صفحہ ۶۲۱ [illegible]) مسلم ہے کہ رضامندی سے غلطی
رفع ہو جاتی ہے۔ اگر ہم یہہ تجویز کرین جیسا کہ بحث ہوئی ہے کہ ہمکو تجویز کرنا چاہیے
کہ کسی مقدمہ مین جج ضلع اپنا اختیار عدالتی بروز تعطیل بصیغہ دیوانی اپنے عدالت
مین استعمال نہین کرسکتے مین تو مقدمات بہت دشواری کے پیدا ہونگے۔ مثلاً ایک
مدیون ڈگری کا مقدمہ فرض کرو کہ جسنے شروع تعطیل دسہرہ سال گذشتہ مین درخواست
اپنی رہائی کی اس بنیاد پر گذرانی کہ حسب منشاء ضمن (ب) دفعہ ۳۴۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی
سکے ڈگری کا ایفا ہو گیا ہے بغرض حصول رہائی کے حکم عدالت کا ضروری ہوگا اور قبل
اسکے کہ جج حکم رہائی کا صادر کرے ضرور ہوگا کہ منشاء الیہ بذریعہ تسلیم ڈگریدار یا بذریعہ تحقیقات
کے کہ فی الواقع ڈگری کا ایفا ہو گیا ہے اپنا اطمینان کرلیوے۔ ایسی صورت مین یقیناً
ایسا منشاء واضعان قوانین کا نہین ہو سکتا ہے کہ صاحب جج مجبوراً تحقیقات مذکور کے
کرنے سے یا تا اختتام تعطیل دسہرہ کی جو سال گذشتہ مین ۴۰ یوم تک مسلسل رہی تہی
حکم رہائی کے صادر کرنے سے باز رہین۔ اس امر کے دوران بحث مین مقدمہ لبرام مہتو لال
بنام صاحب النساء (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۴۳) پر استدلال ہوا تہا۔
[illegible] صاحب نے منجانب ایپلانٹ کے ہمسے یہہ درخواست کی تہی کہ اونکو اظہار

قلمبند کرانے کی ہمارے روبرو اجازت دیجاوے۔ آنریبل اسٹریچی صاحب نے منجانب لکیو ڈیٹر کے اس درخواست پر اعتراض کیا تھا کہ وہ اس بنیاد پر نامنظور کیجاوے کہ چونکہ اپیلانٹ کو عدالت ماتحت مین شہادت دینے کا موقع معقول حاصل تھا اور اوسنے اس امر کا کرنا ناپسند کیا بلکہ اوسنے اپنے مقدمہ کو شہادت موجودہ پر چھوڑ دیا تو ان نوبت پر اوسکو اوس شہادت کے دینے کی اجازت نہونی چاہیے جو عدالت ماتحت مین دیجا سکتی تھی۔

قبل اسکے کہ جو شہادت ہمنے مقبول کی ہے اوسکی تاثیر پر غور کیا جاوے یہہ قرین آسایش ہوگا کہ ہم اپنے اون وجوہ کو بیان کرین کہ جسکے بنا پر ہمنے ہر دو نقول چٹھی چھاپہ محولہ بالا کو بطور شہادت کے مقبولی کو نامنظور کیا۔

منجانب لکیو ڈیٹر کے بیان ہوا تھا اور منجانب اپیلانٹ کے اس سے انکار ہوا تھا کہ اطلاع پیش کرنے کی اصل ہر دو نقول چٹھی چھاپہ کے بوقت سماعت بذریعہ عدالت بموجب دفعہ ۱۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیلانٹ کو دی گئی تھی۔ جو رائے ہم قایم کرتے ہین اوسکے رو سے اس امر کا خیال کرنا فضول ہے کہ آیا اطلاع مذکور فی الواقع دی گئی تھی یا نہین۔ اوسکی نسبت کوئی شہادت مسل مین ہمارے روبرو موجود نہین ہے اور بلحاظ اس امر کے کہ تحقیقات کانپور مین ہوئی تھی اور اپیلانٹ کی سکونت الہ آباد مین تھی ہمکو اس امر پر غور کرنا ضروری نہین ہے کہ اطلاع مذکور بشرطیکہ دی گئی ہو معقول تھی یا نہین۔ ہل صاحب نے منجانب اپیلانٹ دربارہ مقبولی نقول چٹھیات چھاپہ کے شہادت مین اس بنیاد پر اعتراض کیا ہے کہ کوئی شہادت اسبات کی نہین ہے کہ اپیلانٹ اسبات پر رضامند ہوا تھا کہ توسل رسل و رسایل کا اوسکے ساتھ ... یعنی ڈاکخانہ ہوگا اور مزید بران شہادت اسبات کی نہین ہے کہ اصل چٹھیان ... صحیح پتہ لکھا گیا تھا اور وہ ڈاک مین چھوڑی گئی تھین۔ مشار الیہ نے ہماری ... فقرہ ۷ ضمیمہ الف ایکٹ کمپنی ہاے ہند ۱۸۶۶ء کے متوجہ کی ہے۔ بجانب دیگر اسٹریچی صاحب نے استدلال اوپر دفعات ۱۶ و ۱۴ ایکٹ شہادت ہند ۱۸۷۲ء کے کیا ہے اور یہہ حجت کی ہے کہ شہادت محولہ بالا مین اسبات کی شہادت موجود ہے کہ کمپنی کے معمولی کاروبار کے اثنا مین چٹھیان ضمناً ڈاک مین چھوڑی گئی ہونگی اور ہمکو یہہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیے کہ چٹھیات مذکورہ ...

چھوڑی گئین اور اونپر صحیح پتہ لکھا گیا تھا۔ مشار الیہ سے یہہ بھی حجت کی ہے کہ اگر ہم یہہ
نتیجہ اخذ کرین کہ چٹھیات ڈاک مین چھوڑی گئی تہین تو یہہ امر غیر ضروری ہے کہ آیا اونپر
صحیح پتہ لکھا گیا تھا یا نہین اور اپنی حجت اخیر کے تائید مین مشار الیہ مقدمہ ڈونز نیٹ
(لا رپورٹ ۱۳ ایکسچکر صفحہ ۱۴۰) پر استدلال کیا ہے اور حوالہ دفعات ۳ و ۴ ایکٹ
معاہدہ ہند ۱۸۷۲ء پر کیا ہے۔ ہماری رائے یہہ ہے کہ اسبات کی کوئی شہادت
کسی قسم کی نہین ہے کہ اگر چٹھیات مذکور بھیجی گئی ہین تو اونپر صحیح پتہ لکھا گیا تھا اور ہم
اوس نتیجہ کے اخذ کرنے سے انکار کرتے ہین اور اخذ نہین کرتے ہین کہ چٹھیات
مذکور پر پتہ صحیح لکھا گیا تھا یا ڈاک مین چھوڑی گئی تہین۔ یہہ تجویز کرنا کہ نتیجہ مذکور
اوس شہادت سے اخذ ہو سکتا ہے جو اس مقدمہ مین موجود ہے تو ہماری رای
مین دیگر مقدمات مین اشخاص فریبدہندگان کے لئے دروازہ واسطے داخل کرنے نقول
ایسی چٹھیات کے کھولدینا ہے جو ڈاک مین نہین چھوڑی گئی تہین اور اگر چھوڑی
گئین تو فریباً اونپر صحیح پتہ نہین لکھا تھا۔ اس مقدمہ مین کوئی شہادت اسبات کی
نہین ہے اگر چٹھیات مذکور ڈاک مین چھوڑی گئی تہین تو وہ بذریعہ ڈیڈ لیٹر افس کے
کمپنی کو واپس نہین ملین۔ درحقیقت ہم اپیلانٹ کی چٹھی مورخہ ۲۸ اپریل ۱۸۸۱ء
سے یہہ نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ اوسنے کوئی منجملہ ہر دو چٹھیات محولہ بالا کے نہین پائی تہی۔
یہہ ممکن ہے کہ چٹھیات متنازعہ واسطے جو انکی اپیلانٹ کے پاس چند کودی گئی ہون
یا بلحاظ [illegible] طریقہ کاروبار کمپنی جسمین اوسکا کاروبار ہوتا ہے یہہ ممکن ہے
کہ چٹھیات مذکور دفتر کے ردی [illegible] بکس مین چلے گئے ہون یا جس کسی کو خدمت
ڈاک مین چھوڑنیکے سپرد ہوئی ہو اوسنے اسٹامپ کو تصرف کر ڈالا ہو اور چٹھیونکو تلف
کر دیا ہو یا چٹھیون پر پتہ صحیح نہ لکھا گیا ہو اور بذریعہ ڈیڈ لیٹر آفس کے کمپنی کو واپس ملی
ہون۔ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۴ ایکٹ معاہدہ ہند ۱۸۷۲ء کی موید حجت [illegible]
کے ہے اور خلاف حجت اسٹریچی صاحب کے کیونکہ اوسمین یہہ حکم ہے۔ قبول
ایجاب کا اظہار اوسوقت مکمل ہوتا ہے جبکہ اوسکے بھیجنے کی ایسی سبیل مین ہو وغیرہ
جو چٹھی بنام ایجاب کرنیوالے کے بھیجی جاوے جسپر پتہ صحیح نہ لکھا ہو تو باوجود ڈاک
مین چھوڑے جانیکے اوسکی نسبت یہہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ اوسکے پاس

بہیجنے کی ایسی سبیل مین ہے۔

ٹونز نیڈ کے مقدمہ مین یہہ فیصلہ ہوا ہے کہ اطلاع حصہ داری کی جو حصہ دار کو اوس پتہ سے بہیجی جاوے جو اوسنے دیا ہے کافی ہے گو بوجہ ناکافی ہونے پتہ کے چیٹہی مذکور اوسکو کبہی نہ پہونچی ہو۔ مقدمہ مذکور سے واضح ہوتا ہے کہ پتہ کا ناکافی ہونا بوجہ غفلت خود حصہ دار کے ہوا تہا۔ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ مذکور کو تعلق اس بحث سے نہین ہے کہ آیا نقول چیٹہیات چہاپہ کی اس مقدمہ مین قابل مقبولی شہادت کے ہین۔ علاوہ برین فقرہ ۹۰ ضمیمہ الف ایکٹ کمپنی ہاے ہند ۱۸۶۶ع کا یہہ مقصود ہے کہ ثبوت اسباب کا دینا چاہیئے کہ اطلاعنامجات مرسلہ بذریعہ ڈاک خانہ منجانب کمپنی جسنے ضمیمہ مذکور کو اختیار کیا ہو اونپر صحیح پتہ لکہا گیا ہے اور ڈاک خانہ مین چہوڑی گئی ہین جیسا کہ ہم کہہ چکے ہین ہمارے روبرو کوئی شہادت نہین ہے کہ چیٹہیون مین سے کسی پر صحیح پتہ لکہا گیا تہا یا ڈاک مین چہوڑی گئی ہتین اور ہم اس نتیجہ کے اخذ کرنے سے انکار کرتے ہین اور نہین اخذ کرتے ہین کہ چیٹہیون پر صحیح پتہ لکہا گیا تہا یا ڈاک مین چہوڑی گئی ہتین چنانچہ ہم نقول چیٹہیات چہاپہ متنازعہ کو شہادت مقدمہ سے خارج کرتے ہین۔

اسٹریچی صاحب نے یہہ حجت کی ہے کہ شہادت اسبات کی موجود ہے کہ چار جنیل کارندہ ذی اختیار اپیلانٹ کا دربارہ قبول کرنے دس حصص متنازعہ کے تہا اور اپیلانٹ نے افعال چار جنیدر کو منظور کیا تہا اور اپیلانٹ کو اطلاع نامزدگی حصص کی ہے اور چونکہ اپیلانٹ نے بعد پہونچنے چیٹہی منوہر جنیدر چکربتی مورخہ ۱۹ مئی ۱۸۶۸ع کے اوس وقت تک کہ بعد اوسکے کمپنی زیر تصفیہ حساب ہوگئی کوئی کارروائی دربارہ منسوخی افعال چار جنیدر کے نہین کی تو اب اوسکی سماعت اس کہنے کے نہین ہوسکتی ہے کہ مین ذمہ دار بابت دس حصص مذکور کے نہین ہون۔ اسٹریچی صاحب نے یہہ بہی حجت کی ہے کہ اطلاع حصہ داری حصص مذکور سے دست برداری ہوسکتی ہے اور ضرور نہین ہے کہ تحریری ہو۔ اس اخیر حجت سے ہمکو اتفاق ہے۔ اسٹریچی صاحب نے یہہ بہی حجت کی ہے کہ کوئی شہادت تردید اس شہادت بادی النظر کی نہین ہے کہ اپیلانٹ ممبر کمپنی کا بابت اون دس حصون کے ہے جو جسٹر کے دفعہ مین اوسکے لئے مقرر ہین اور چونکہ اپیلانٹ نے وقت تحقیقات کے کوئی شہادت تردید شہادت بادی النظر رجسٹر کے نہین دی ہے تو رجسٹر مذکور قطعی ہے

شہادت زبانی مقدمہ ہذا سے جہانتک اسٹیرجی صاحب کی صحت ہائے بالا کو تعلق واقعات سے ہے تائید نہین ہوتی ہے۔ شہادت زبانی سے کچھہ ثبوت اس امر کا نہین ہوتا ہے کہ اپیلانٹ نے کبھی چارو چندر کو مجاز کیا تھا یا اونکے افعال کو منظور کیا تھا یا یہہ کہ اپیلانٹ کو کوئی اطلاع اس امر کی پہونچی تھی کہ دس حصص متنازعہ اوسکے نام قایم کئے گئے ہین

اب دیگر شہادت جو ہمارے روبرو موجود ہے اوسمین چٹھیات مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۶ء اور ۱۹ مئی ۱۹۰۶ء اور رجسٹر شامل ہے اسمین شک نہین ہے کہ رجسٹر سے یہہ شہادت بادی النظر حاصل ہوتی ہے کہ اپیلانٹ وارندہ دس حصص کا ہے اور ممبر کمپنی کا بہ نسبت حصص مذکورہ کے ۱۹۰۶ء مین ہوا تھا۔ اگر لکویڈیٹر یہہ بات پسند کرتا تو اوسکو چاہئے تھا کہ رجسٹر کو شہادت مین پیش کرنا اور قبل اسکے کہ اور شہادت پیش کرے اوسوقت تک منتظر رہتا کہ اپیلانٹ کوئی شہادت بغرض تردید شہادت بادی النظری رجسٹر کے پیش کرتا یا رجسٹر کی حیثیت پر کچھہ اعتراض کرتا۔ لیکن لکویڈیٹر نے یہہ طریقہ نہین اختیار کیا تھا۔ بالعوض اسکے کہ لکویڈیٹر اپنے پہلے موقع پر اور شہادت بادی النظر سے با حاصلہ رجسٹر کے قایم رہے اوسنے منوہر چندر چکرورتی کو گواہانہ پیش کیا جسکی شہادت سے ہماری راے مین رجسٹر پر زیادہ نامعتبری عاید ہوتی ہے اور ہمارے ذہن مین نسبت ذمہ داری اپیلانٹ کے شکوک را امداز معقول پیدا ہوتی ہین۔ بشمول اس شہادت زبانی کے لکویڈیٹر نے چٹھیات مورخہ ۲۴ اپریل و ۱۹ مئی ۱۹۰۶ء کی شہادت مین داخل کی ہین جنسے بموجب اون وجوہ کے جنکو ہم ابھی آئندہ بیان کرینگے وہ قیاس تبدیل ہو جاتا ہے جو رجسٹر سے پیدا ہوا تھا۔ لکویڈیٹر کے مقدمہ پر بطور کلیہ کے نظر کرنی چاہئے اور چونکہ اوسنے وہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جو اوسنے اختیار کیا ہے لہذا اوسکو نتیجہ اپنے دیگر شہادت کا برداشت کرنا چاہئے جس سے اختلاف یا تردید شہادت بادی النظری با حاصل رجسٹر کے ہوتی ہے اور یہہ بات باوجود اس امر کے ہو سکتی ہے کہ اپیلانٹ نے کوئی شہادت نہین پیش کی ہے۔

اپیلانٹ کی چٹھی مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۶ء حسب ذیل ہے۔

میرے پیارے منوہر بابو۔ چارو نے مجھسے کہا تھا کہ اونہون نے دس حصص ائن جنگ کمپنی کے میرے واسطے خرید کئے ہین یعنی نمبر ۵۵ لغایت ۶۴ [illegible]

میرے نام سے جمع کر دی ہین لیکن مین بافسوس کہتا ہون کہ میرے پاس کوئی پرچہ
سرٹیفکٹ یا کوئی رسید اوس مبلغ ؏ کی جو چارو نے میرے بابت ادا کئی ہین نہین پہونچی جو
مہربانی کر کے مجھے آگاہ کیجئے کہ اصل کیفیت معاملہ کی کیا ہے اگر اونہون نے در اصل
حصص مذکور خرید لئے ہین اور مبلغ ؏ ادا کی ہین تو کیون رسید اوس روپیہ مبلغ ؏ کی
جو کمپنی کو معرفت چارو چندر متر کے وصول ہوئے ہین مجھے نہین ملی جو میرے پاس
نہ پارسید نہین پہونچی اور نہ مین یہہ جانتا ہون کہ آیا حصص مذکور میرے لئے خرید
ہوئی ہین یا کیا ۔ چونکہ مین ان دس حصون کے معاملہ کی اصل کیفیت سے لاعلم ہون
لہذا براہ مہربانی اسکا جواب دیجئے ۔ رسید زر مذکور کی درخواست کیجاتی ہے ۔ کیونکہ مین
مستحق رسید مذکور کا اوسی روز ہو گیا تھا جب روپیہ میرے نام سے جمع ہوا تھا ۔ بلاشک
یہہ کیفیت معاملہ کی ہرگز قابل اطمینان نہین ہے اور اس سے غفلت مہتممان کمپنی کی
ثابت ہوتی ہے ۔ علاوہ بریں امید آیندہ کمپنی کی کیا کیفیت ہے ۔ آیا اوسکا حساب
کتاب طے ہوگا اور تصفیہ اوسکا ہو جائیگا یا موسم آیندہ مین بھی جاری رہے گی مسٹر گیو
اور چلر بہی سے لئے کیا کارروائی کی ہے جب اہتمام اونکو سپرد ہوا ہے ۔ جواب جلد
کی درخواست ہے اور مشتاق و منتظر امور مذکورہ بالا کا ہون ۔ امید ہے کہ آپ طرح سے
بامن و تندرستی ہونگی ۔ مین آپکا وفادار دستخط رام داس چکرورتی وکیل ہائیکورٹ الہ آباد

بعد غور کامل کے ہم یہہ نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ بذریعہ اس چٹھی کے خیالات و نیت
اپیلانٹ کے جو بوقت تحریر چٹھی مذکور کے تھی یہہ نیک نیتی ظاہر کی گئی تھی ور ظاہر
اوسقدر علم کا بھی ہوتا ہے کہ جو کچھہ قبل تاریخ مذکور کے وقوع پذیر ہو چکا تھا ۔ بطور امر مسلمہ
کے ہم کو معلوم ہے کہ چارو چندر نے مبلغ ؏ بابت حصص مذکور کے ادا نہین کی
تھی اور کل روپیہ جو نامبردہ نے ادا کیا تھا اور جو بنسبت حصص مذکور کے جمع ہوا تھا وہ
صرف مبلغ ؏ ہے ۔ بطور امر مسلمہ کے ہم یہہ بھی جانتے ہین کہ جب تجویز ...
حصص اپیلانٹ کے نام پر قایم کی گئی تھی وہ مطابق اون نمبرون کی نہین تھی جو چٹھی مین
لکھی گئی ہین ۔ ہم خیال کرتے ہین کہ امر اخیر صرف اس ثبوت کے لئے اہم ہے کہ جس
اطلاع کی بنا پر چٹھی لکھی گئی تھی وہ غلط تھی ۔ اور یہہ غلطی ایسی ہے کہ جسکی امید ہم
اوس حالت مین نہین کر سکتے ہین کہ اگر اپیلانٹ کو اطلاع نامزدگی حصص کے پہونچی ہوتی

اس چٹھی سے جو اطلاع ہم اخذ کرتے ہین وہ یہہ ہے کہ چٹھی مین اپیلانٹ کو چارو چندر سے کچھہ غلط اطلاع بہ نسبت خریداری حصص مذکور کے ہوئی تھی اور اوسکو کوئی اطلاع قایم ہونے حصص کے نہین ہوئی تھی اور اوسکو یہہ معلوم تھا کہ آیا فی الواقع حصص مذکور اوسکے نام قایم کی گئی یا نہین اور یہہ کہ جو اطلاع اوسکو چارو چندر سے پہونچی تھی اوسپر مستعد تھا اور یہہ کہ اپیلانٹ کو خریداری حصص مذکور کی منظور تھی بشرطیکہ حصص مذکور فی الواقع اوسکے نام پر قایم کی گئی ہوتی اور اونکی بابت مبلغ سا/ ادا کیا گیا ہوتا اور یہہ کہ اوس نے چارو چندر کو کبھی اختیار حاصل کرنے حصص مذکور کا اپنے واسطے نہین دیا تھا اور یہہ کہ اپیلانٹ اونکو تو خرید کریگا الا یہہ کہ کمپنی رسید واپسی بابت مبلغ سا/ کے اوسکو حوالہ کرے۔ اس چٹھی کا جواب ۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۲ء کو بھیجا گیا۔ اور جواب مذکور حسب ذیل ہے۔

مقام کانپور ۱۹ مئی سنہ ۱۸۹۲ء

میرے پیارے رام داس بابو۔ مین اقرار کرتا ہون کہ آپکی چٹھی مورخہ ماہ گذشتہ اور پوسٹ کارڈ مورخہ ۱۱ ماہ حال پہونچا۔ حال مین مین مقام ... تھا اسوجہ سے آپکو جواب نہین ملا۔

ہان چارو نے آپ کے واسطے بابت چند حصص جنگ کمپنی کی دستخط کیے ہین اور اوسکی بابت کچھہ ادا کیا ہے جسکی رسید اونہون نے پائی ہوگی لیکن بعد معاینہ کتب کمپنی کے مین تمہین معاملہ کے مفصل کیفیت سے مطلع کرونگا۔ آپکو حصص (اسکرپ) ... نہین مل سکتے ہین کہ جب تک تمام و کمال ادا نکرین۔ پس آپ خود دیکھہ سکتے ہین کہ آپکا اتہام نسبت منیجر کے بے بنیاد ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ بہت اچھی طرح ہونگے۔ آپکا سچا دوست دستخط منوہر چندر چکربتی۔

جواب مذکور سے کوئی ضروری اطلاع اوس امر کی اپیلانٹ کو نہین پہونچی تھی کہ جو وقوع پذیر ہو چکا تھا۔ اوسمین بیان نہین تھا کہ کتنے حصص اوسکے نام پر قایم کیے گئے تھے اور بہت ضروری کون امر تھا۔ وہ تعداد روپیہ کی جو بابت حصص مذکور کے ادا ہوئی تھی۔ جن امور مفصل کا وعدہ جواب مذکور مین تھا وہ اپیلانٹ کے پاس اوس وقت تک نہین بھیجی گئی تھی کہ کمپنی ... بقیہ

حساب ہوگئی تھی۔ رسید ساعیہ کی اپیلانٹ کے پاس بہیجی ہی نہین گئی
ہین بوجہ معقول یہہ قیاس کرسکتا ہون کہ چونکہ چار وچند رنے صرف ۱۸ حصہ ادا
کی تہی لہذا کمپنی رسید جایز ساعیہ کی نہین دے سکتی تہی۔ اندرین
حالات کوئی بحث نسبت غفلت اپیلانٹ کے پیدا نہین ہوسکتی ہے اپیلانٹ
کی نسبت یہہ تجویز نہین ہوسکتی ہے کہ اوسے چار وچند ر کے افعال کو
منظور کرلیا تہا در حالیکہ جو اطلاع اپیلانٹ کو ہوئی تہی وہ بدرجہ اہم غلط تہی
اور بعلم اوس عہدہ دار کمپنی کے بہی غلط تہی جسکے ذریعہ سے کمپنی عمل کرتی
تہی اور باعتبار اوس خط کتابت کے بہی غلط تہی جسکے ذریعہ پر لکیویڈیٹر قایمقام
کمپنی مذکور کو استدلال ہے۔

ہمارے روبرو تقریرون کے دوران مین چند مقدمات پر حوالہ ہوئے ہے
جسمین مقدمہ گن (لاء رپورٹ جلد ۳ چینسری صفحہ ۴۰) مقدمہ وال (لاء رپورٹ جلد ۱۵
ایکیوئٹی صفحہ ۱۰) مقدمہ ہیڈالف (لاء رپورٹ جلد ۱۱ ایکیوٹی صفحہ ۸۶) مقدمہ وارڈ
لاء رپورٹ جلد ۱۰ ایکیوٹی صفحہ ۶۵۹) مقدمہ رائنس (لاء رپورٹ جلد ۴ چینسری صفحہ
۴۳۳) مقدمہ والی (لاء رپورٹ جلد ۴ چینسری صفحہ ۳۲۵) مقدمہ شبول (لاء رپورٹ جلد ۲
چینسری صفحہ ۳۰) مقدمہ نایف (لاء رپورٹ جلد ۴ چینسری صفحہ ۶۷) مقدمہ انڈ
(لاء رپورٹ جلد ۴ چینسری صفحہ ۲۰۸) مقدمہ کرالی (لاء رپورٹ جلد ۴ چینسری صفحہ ۳۲۲) اور مقدمہ
ہوس ہولڈ انشورنس بنام گرنیٹ (لاء رپورٹ جلد ۴ ایکسچیج ڈویژن صفحہ ۲۱۶)
اگر ہم کہہ سکتے ہین تو اس مقدمہ مین ہل صاحب اور اسٹیرکی صاحب
نے بہت بڑی لیاقت سے بحث کی ہے۔

بطور نتیجہ کے ہم یہہ تجویز کرتے ہین کہ اپیلانٹ کے اپنی طرف سے کسی
حصص کے حاصل کرنیکا اختیار چار وچند ر کو نہین دیا تہا اور نہ کبہی جار وچندر
کے افعال کو منظور کیا اور کوئی اطلاع قایم ہونے حصہ داری سے
نہین پائی اور یہہ ثابت نہین ہے کہ کوئی اطلاع نامہ حصہ داری کا
ٹہیک پتہ کے ساتھہ بہیجا گیا اور ڈاک مین اپیلانٹ کے نام چہوڑا گیا
اور یہہ کہ کوئی معاہدہ یا منظوری معاہدہ کی منجانب اپیلانٹ یا اوسکے طرف سے

در بارہ لینے حصص کمپنی کے نہیں ہوئی اور یہ کہ اس نے کبھی بطور حصہ دار
کمپنی کے عمل نہیں کیا۔ اندریں حالات اپیل معہ خرچہ منظور اور حکم عدالت ماتحت
منسوخ ہونا چاہئے اور نام اپیلانٹ کا فہرست شرکاء حصہ داران سے
خارج کردینا چاہئے۔ خرچہ لکیویڈیٹر کا بشمول اس خرچہ کے جو اسکو
اپیلانٹ کو ادا کرنا پڑے جایداد سے برآمد کیا جاویگا۔

زبدة الفضائر ہفتہ وار

۱۲ فروری ۱۸۸۱ء

مرتبہ جی ڈی اسپنکی صاحب ولے اسپرچی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہای منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

سالانہ		فہرست مقدمات	نمبر ۸
منفصلات معہ ۔	اسپیشن ۔		جلد ۷

شیو پرکاش دوبی بنام مہراج دوبی	۱۱۹	قیصر ہند بنام مکار ہتی	۱۲۱

فہرست مضامین

اختیار مجسٹریٹ ضلع کا بحالت اختلاف تجویز چوری کے درباره بھیجنے مقدمہ کے ہائیکورٹ میں	۱۲۲	ایکٹ ۱۸۶۳ء دفعہ (۲) رعایا برطانیہ اہل یورپ	۱۲۱
اختیار ہائیکورٹ کا حسب دفعہ ۳۰۷		بار ثبوت	۱۱۹
مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۱، ۲۳، ۴۲۳ (د)	۱۲۲	تجویز منجانب مجسٹریٹ ضلع بابت چوری کے	۱۲۱
ازالہ حیثیت عرفی	۱۲۲	زر ثمن	۱۱۹
الفاظ جو از خود فریق ہوں	۱۲۲	شفع	۱۱۹
ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۲۹۹ تشریح ۴	۱۲۲	شہادت	۱۱۹
		ضابطہ تجویز بابت چوری	۱۲۱
		مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۳۰۷	۱۲۲

واضح ہو کہ جملہ مراسلات وزرِ سالانہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل ضلع الہ آباد آنا چاہیئے

مطبع تنویر ہند الہ آباد محلہ بخشی بازار باہتمام منشی منور علی طبع شد

ضلع گورکھپور — اپیل دویم نمبر ۲۰۸ سنہ ۱۸۸۳ء — منفصلہ ۶ جنوری

شیو پرکاش دوبے بنام دہراج دوبے

شفع ـ زرثمن ـ شہادت ـ بار ثبوت ـ

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ مین چیف جسٹس صاحب کے کافی طور سے درج ہین ـ

اجودھیا ناتھ و جوالا پرشاد منجانب اپیلانٹ ـ

اسپنکی و حبیب اللہ منجانب رسپانڈنٹان ـ

ایج صاحب چیف جسٹس ـ یہہ اپیل بناراضی فیصلہ صاحب جج گورکھپور مورخہ ۲۲ دسمبر سنہ ۱۸۸۲ء کے ہے جسکی رو سے مشارٌالیہ سے فیصلہ عدالت ماتحت مین ترمیم کی ہے ـ یہہ شفع کی نالش ہے اور صاحب جج نے بعد تحقیقات یہہ تجویز کی ہے کہ قیمت جایداد کی صرف دو سو پچاس روپیہ ہے اور قیمت متذکرہ بیعنامہ فرضی قیمت ہے ـ اپیل دویم مین ہمکو یہہ تجویز کرنا ہے کہ آیا شہادت موجودہ مثل ایسی ہے جس سے وہ نتیجہ اخذ ہو سکے جو مشارٌالیہ نے اخذ کیا ہے ـــ ان مقدمات مین بہ نسبت بحث بار ثبوت کے مجھے دو تین امور بیان کرنا ہے مجھے واضح ہوتا ہے کہ ایسے مقدمات مین اوس قاعدہ کی تقلید کرنا درست ہے جو فیصلہ مقدمہ بھگوان سنگھ بنام مہابیر سنگھ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۸۴) مصدرہ میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس مین ظاہر کیا گیا ہے ـ قاعدہ مذکور یہہ ہے کہ پہلے مدعیکو شہادت بادی النظری دینا چاہیے جو قیمت کو فرضی بیان کرتا ہے جس سے یہہ قیاس پیدا ہو سکے کہ قیمت متذکرہ بیعنامہ اصل و صحیح قیمت نہین ہے ـ جب یہہ ہو جاوے تو بایع اور مشتری پر جو قیمت مذکور کو صحیح اور واقعی بیان کرتے ہین تو فرض ہوگا کہ بذریعہ شہادت کے ایسا جواب دین جس سے وہ قیاس رفع ہو سکے جو مدعی کی شہادت سے پیدا ہوا تھا بطور عام قاعدہ کے یہہ کیونکر ہو سکتا ہے ـ اس قسم کے مقدمہ مین مدعی اوس معاملہ مین شریک نہین ہو سکتا ہے کہ جس سے معاملہ بیع کا شخص اجنبی کے ساتھہ ہوا ہے ـ بطور قاعدہ کے نامبردہ کو واقعی علم اوس قیمت کا نہین ہو سکتا ہے جو اصلی ہے ـ کثرت مقدمات مین شہادت بادی النظری جو مدعی شفیع پیش کر سکتا ہے یا تو وہ شہادت ہوتی ہے جس سے یہہ ثابت ہوتا ہے

کہ بایع یا مشتری نے اعتبار کیا تہا کہ قیمت فرضی ہے اور یہہ بات بہت سی صورتون مین ہوتی ہے اور یا وہ شہادت ہوگی جس سے یہہ ثابت ہو کہ قیمت بازاری جایداد کی قیمت مظہرہ سے اسقدر زائد ہے کہ جس سے کوئی معقول شخص یہہ نتیجہ اخذ کر سکے کہ معاہدہ قیمت کا صحیح نہین ہے۔ اس خاص مقدمہ مین بفرض اسکے کہ صاحب جج گورکہپور کی یہہ تجویز صحیح ہے کہ قیمت بازاری ما صہ روپیہ ہے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ معاہدہ قیمت کا قریب قریب اوس رقم کا پنجگونہ ہے۔ بالفاظ دیگر یہہ کہ بجائے اسکے کہ یہہ جایداد بالعوض سولہ سال کے زرثمن کے فروخت ہو جایداد مذکور کی نسبت بیان ہوا ہے کہ بعوض کسیقدر قریب قریب اسی سال کے زرثمن کے فروخت ہوئی ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ ان حالات سے معمولی طور پر صاحب جج کو اس نتیجہ کے اخذ کرنیکی رہنمائی ہوئی ہوگی کہ مدعا علیہ مشتری کو کوئی ایسی وجہ ظاہر کرنا چاہئے کہ کیون نامبردہ اس جایداد کو ایسے ظاہرا بے انداز قیمت کی عوض خرید کرنے پر اور اپنے روپیہ کے برباد کرنے پر راضی اور آمادہ ہوگیا۔ مدعا علیہ مشتری اسکا یہہ ثابت کر سکتا تہا کہ کوئی خاص وجہ تہی جس وجہ سے وہ ایسی کثیر قیمت بعوض خرید اراضی حصہ اوس موضع کے دینے کو آمادہ ہوگیا مثلاً نامبردہ کو بوجہ قربت اپنے دیگر جایداد کے یہہ شوق تہا کہ منصب حصہ داری اوس خاص موضع کا حاصل کرے یا یہہ کہ اوسکو اپنے مدیون بایع کی پایداری پر شبہہ تہا اور اسلئے اوسنے یہہ جایداد ایسی کثیر نقصان کے ساتہہ خریدا اسوجہ سے منظور کی کہ کسیقدر وصول کسیقدر جایداد یا نقدی حاصل کرے۔ دراصل بہت سے اور وجوہ واسطے اطمینان صاحب جج کے ظاہر کر سکتا تہا کہ یہہ معاملہ اگرچہ بادی النظر مین قابل اعتراض اور مشتبہ ہے تاہم معاملہ اصلی ہے۔ اس خاص مقدمہ مین مدعا علیہ نے محض دو تمسکات پر استدلال کیا ہے سبب سے واضح ہوتا ہے کہ تمسکات مذکور سے بار ثبوت مدعی پر عاید نہین ہو جاتا ہے اور پیش کرنا تمسکات کا منجملہ اون تدبیرون کے ایک تدبیر ہے جو صاحب جج کے اس امر کا اطمینان کرانیکے لئے ہوسکتی نہین کہ قیمت مظہرہ صحیح قیمت ہے۔ اوسکو چاہئے تہا کہ صاف طور پر یہہ بتلا دے کہ اصلی کیا وجہ ہے کہ اوسنے مبلغ بارہ سو روپیہ لور کیسا اور اوس جایداد کے حاصل کرنے مین ضایع کردی کہ جو صرف ما صہ کی مالیت ہے۔

میری رائے مین بنظر اس امر کے کہ مدعا علیہ نے مزاحمت اون حالات کے نہین کی ہے جسکی وجہ سے نامبردہ جایداد کے بیگھوں کی بازاری قیمت دینے پر آمادہ ہو گیا صاحب جج کو رکبو کے روبرو شہادت کافی ایسے موجود تھے جسکی بنا پر مشار الیہ یہہ تجویز کر سکین کہ قیمت مظہرہ معاہدہ کی فرضی ہے اور اصلی قیمت نہین ہے۔ بہ نسبت قیمت بازاری کے شہادت روبرو صاحب جج کے بلاشبہہ موجود تھی سو واضح ہوتا ہے کہ برضامندی فریقین کے پٹی داریان اور دیگر دستاویزات جو ایک مقدمہ کی شہادت مین داخل ہوئی ہین وہ بطور شہادت کے کل مقدمات مین متصور ہوئی ہین۔ دستاویزات مذکور سے واضح ہوتا ہے کہ حصہ دو پائی کا مساوی اٹھہ بیگھہ کے ہے کہ جسکی قیمت فی بیگھہ سہ محسوب کرنے سے ۸۰۰ للعہ ہوتی ہے۔ اسکی تائید مین مدعی نے دو بیعنامے پیش کئے ہین جنمین سے ایک ۱۸۷۰ء کا ہے اور جسکی رو سے اسی موضع کے دو حصہ دار نے اپنا حصہ تعدادی ۲ ۱/۲ بعوض مبلغ ۸۰۰ للعہ کے بیع کیا ہے اور دوسرا بیعنامہ مارچ ۱۸۷۳ء کا ہے جسکے رو سے ڈیڑھ پائی کا حصہ واقع اس موضع کا تبادلہ بعوض مبلغ ۸۰۰ کے ہوا ہے۔ اگر مین اس مقدمہ کا فیصلہ کرتا تو مین صرف انہین دستاویزات پر استدلال نکرتا بلکہ دستاویزات مذکور شہادت تائیدی اوس نتیجہ کے ہین جو صاحب جج نے پٹی داریون سے اخذ کیا ہے۔

لہذا میری یہہ رائے ہے کہ روبرو صاحب جج کے شہادت کافی ایسی موجود تھی جس سے مشار الیہ مستحق اخذ کرنے اوس نتیجہ کے ہین جو اونہون نے اخذ کیا ہے۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ حسب وجوہ ذی علم چیف جسٹس صاحب کے مین دربارہ ڈسمس کرنے اپیل معہ خرچہ کے صاحب ممدوح سے اتفاق کرتا ہون۔

منصوری استصواب صیغہ فوجداری منفصلہ ۲۰ فروری

قیصر ہند بنام مکارہتی

ایکٹ ۱۰ ۱۸۸۲ء (مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ترمیمی) دفعہ ۱۰ (۶) سرقہ یا رہ

[illegible] اپیل پر بہ تجویز منجانب مجسٹریٹ ضلع باعانت چوری۔ ضابطہ تجویز باعانت

جوری۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری۔ دفعہ ۳۰۷۔ اختیار مجسٹریٹ ضلع کا بحالت اختلاف تجویز جوری کے دربارہ بھیجنے مقدمہ کے ہائیکورٹ میں۔ اختیار بالائی کورٹ کا حسب دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۱۰ و ۴۲۳ (د) ازالہ حیثیت عرفی ایکٹ ۴۵ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۴۹۹ تشریح ۴۔ الفاظ جو ازخود مزیل ہون۔

یہہ تجویز مجسٹریٹ ضلع دیرہ دون اور جوری سے ایک رعایا برطانیہ اہل یورپ میم این میکارتہی کی حسب دفعہ ۵۰۰ ایکٹ ۴۵ ۱۸۶۰ء (مجموعہ ضابطہ فوجداری) ایکٹ مسمی) کے بعلت ازالہ حیثیت عرفی کی کی تہی۔ ایچ جی اسکاٹ وائس چیرمین میونسپل بورڈ مسوری مستغیث تہا۔ بر طبق جلسہ بورڈ موقوعہ ۱۲ نومبر ۱۸۷۸ء کے جسمین بہی مجلس مستغیث تہا ایک رزولیوشن اس حکم سے بنام مدعاعلیہا کے صادر ہوا تہا کہ بعض محصولات وہ لگی اپنا افتتی میونسپلیٹی کا ادا کرے اور اوسپر دستخط مستغیث کا بحیثیت چیرمین کے ہتی۔ ایک نقل رزولیوشن مذکور کی اور دستخطی سکریٹری کی مدعاعلیہ کے پاس بہیجی گئی تہی اور اوسنے اوسپر الفاظ ذیل تحریر کرکے اوسکو واپس کر دیا۔ میم مکارتہی کسی امر پر جو لکہا ہوا ایچ جی اسکاٹ کا ہو لحاظ نکریگی کیونکہ وہ اپنے کو نزول اور بددیانت ادمی اور اوس سے بہی بدتر ثابت کر چکا ہے۔

یہی الفاظ منشار الزام ازالہ حیثیت عرفی مین جو اسکاٹ صاحب نے مدعاعلیہ پر لگایا ہے اور جسکی تجویز مجسٹریٹ ضلع نے بذریعہ جوری کے کی ہے جسمین سات اشخاص شامل تہے۔ جوری نے باتفاق کثرت چار اشخاص بمقابلہ تین اشخاص کے رائے برایت کی ظاہر کی ہے۔ اسپر مجسٹریٹ ضلع نے حکم ذیل صادر کیا ہے۔ عدالت کثرت رائے جوری سے اختلاف کرتی ہے اور تجویز کرتی ہے کہ میم میکارتہی نے ارتکاب جرم ازالہ حیثیت عرفی کا کیا ہے جسکی تعریف دفعہ ۴۹۹ مین اور سزا دفعہ ۵۰۰ مین مقرر ہے۔ عدالت یہہ نہین دیکہہ سکتی ہے کہ کوئی استثنی متذکرہ دفعہ ۴۹۹ کا اس مقدمہ سے متعلق ہے مقدمہ بالائی کورٹ مین حسب دفعہ ۳۰۷ ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۲ء واسطے اصدار حکم کے مرسل ہے مجسٹریٹ ضلع نے مدات اپنے ہدایات کی بنام جوری حسب اقتضار دفعہ ۲۹۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی

کے قلمبند نہین کی تہی -

دو عذر ابتدائی منجانب مدعا علیہا نسبت سماعت استصواب ہذا کے پیش ہوئی تہی - اول عذر یہہ ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کو حسب دفعہ ۸ ضمن (۶) ایکٹ ۳ ۱۸۸۴ء جسکے ساتھہ دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کو بہی پڑہنا چاہئے اختیار ارسال مقدمہ بعدالت ہائی کورٹ کا نہین ہے کیونکہ کارروائیات مابعد تجویز جوری کے کارروائیات واقعہ تجویز باعانت جوری کے نہین ہین کہ جن کارروائیات سے دفعہ ۸ ضمن (۶) ایکٹ ۳ ۱۸۸۴ء متعلق ہوتا ہے بلکہ کارروائیات جدید بشکل اپیل ہین اور بعد ختم ہونے تجویز باعانت جوری کے جسکو الیسا ہی مناسب طور سے کہہ سکتے ہین عمل مین آئی تہین -

عذر ثانی یہہ ہے کہ بغرض اسکے کہ مجسٹریٹ ضلع مجاز ارسال کرنے مقدمہ کے ہون تاہم استصواب حسب دفعہ ۳۰۷ صرف بابت امر قانونی کے ہو سکتا ہے اور ہائی کورٹ رائے جوری کو بجز بربناء غلطی ہدایت منجانب صاحب جج یا غلط فہمی قانون منجانب اہالی جوری کے اوسطرح پر کہ صاحب جج نے اہالی جوری کو قانون مذکور سمجہایا ہو اور کسی بنا پر منسوخ نہین کر سکتی ہے - یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہہ نتیجہ عبارت ذیل موقوعہ دفعہ ۳۰۷ سے اخذ ہوتا ہے -

جب مقدمہ اس طور سے بہیجا جاوے جائز ہے کہ اوسکے طے کرنے مین ہائیکورٹ اون اختیارات مین سے جو کہ وہ بصیغہ اپیل عمل مین لا سکتی ہے کسی اختیار کو عمل مین لاوے - یہہ اختیارات اون مقدمات مین جنکی تجویز باعانت جوری ہوتی ہے از روے دفعہ ۴۱۸ و ۴۲۳ (و) مجموعہ مذکور کے محدود بشرط ہین -

پبلک پراسیکیوٹر (اہل ہند) نے استصواب کی تائید کی -

اسٹیر بکی منجانب مدعا علیہا

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ استصواب مجسٹریٹ ضلع منصوری نے حسب دفعہ ۸ ایکٹ ۳ ۱۸۸۴ء کے جسکے ساتھہ دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے پڑہنا چاہئے کیا ہے میم مسکارہتی ریسپانڈنٹ پر اوسکے روبرو الزام ازالہ حیثیت عرفی کا بہ نسبت ایک شخص موسومہ ایچ جی اسکاٹ کے لگایا گیا تہا اور میم نے دعوی لیس رعایت کا کیا جو از روے ایکٹ ۳ ۱۸۸۴ء کے رعایا برطانیہ اہل یورپ کو دربارہ اسکے عطا ہوئی ہے کہ تجویز اوس الزام کی جو اوسکے مقابلہ مین لگایا جاوے مجسٹریٹ سے باعانت اہالی جوری اسکے

کرائین سماعت اور تجویز مقدمہ کی مطابق طریقہ محکومہ دفعہ ۸ ایکٹ ۲ ۱۸۶۸ع کے ہوئی اور نتیجہ یہہ ہوا کہ بغلبہ یا غلطی اہالی جوری کے چار کی یہہ رائے قرار پائی کہ مسیم میکارٹنی سے اسکاٹ کا ازالہ حیثیت عرفی نہین کیا اور الزام ثابت نہین ہوا اور تین دیگر اہالی جوری سے یہہ تجویز کی کہ الزام ثابت ہے۔ مجسٹریٹ نے بدین تجویز کہ مقدمہ کسی مستثنی متعلقہ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند مین داخل نہین ہے اور یہہ رائے قایم کرکے کہ مدعا علیہ کی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر ہونی چاہیئے بحق فیصلہ ملتوی رکھا ہے اور رپورٹ مقدمہ کی عدالت ہذا مین واسطے صدور اوس حکم کے کی ہے جو عدالت ہذا بموجب دفعہ ۳۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے صادر کرنا مناسب سمجھی۔ دلیعلم کونسل رسپانڈنٹ نے ہمارے روبرو دو عذرات ابتدائی پیش کی ہین۔ اول بہ نسبت ہمارے اختیار کے دربارہ پذیرائی اس معاملہ کے یا اسکو اوس سے زیادہ صحیح طور پر یون کہو کہ بہ نسبت اختیار مجسٹریٹ دربارہ ارسال مقدمہ بعدالت ہذا کے اور ثانیا بہ نسبت وسعت اوس اختیار کے جو ہمکو از روے دفعہ ۳۰۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عطا ہوا ہے۔ خلاصہ حجت دلیعلم کونسل کا مختصرا یہہ ہے کہ ہمکو کوئی اختیار طے کرنے تجاویز واقعاتی کا نہین ہے بلکہ ہمارا اختیار دست اندازی کرنیکا امور قانونی پر محدود ہے۔ پس بہ نسبت حجت اول کے دلیعلم کونسل نے بہت زور دیا ہے اور فی الحقیقت اونکے کل حجت کا مدار عبارت ضمن (۲) دفعہ ۸ ایکٹ ۲ ۱۸۶۸ع پر ہے اور اونکی یہہ حجت ہے کہ الفاظ ضمن ۲ دفعہ مذکور کو پڑہنے سے جسکے روسے مجسٹریٹ ضلع مجاز استعمال اختیارات ایکٹ مذکور کا ہے اختیارات مشابہ اختیارات سشن جج دربارہ تجویز باعانت جوری کے عطا ہوئے ہین عبارت واقعہ تجویز باعانت جوری سے حسب استعمال دفعہ مذکور کے مراد وہ کارروائیات ہین جو اوسوقت تک ہون جب جوری نے اپنی رائے صادر کردی ہے اور نہ بعد اوسکے اور اسوجہ سے مجسٹریٹ کو از روے قانون مذکور کے اختیار نہین ہے کہ مقدمہ کو اس عدالت مین اس غرض سے بہیجی کہ جوری کی رائے کو جس سے مجسٹریٹ نے اختلاف کیا ہے ہم بذریعہ اوس اختیار کے جو ہمکو از روے دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری حاصل ہین نسبت اختلاف امر واقعات کے طے کردین۔ دلیعلم کونسل رسپانڈنٹ نے اس بحث کو

بہت ہوشیاری سے پیش کیا تھا لیکن مجھے اول ہی سے کوئی شبہہ نہین تھا
کہ از روے ضمن ۶ دفعہ ۱۰ ایکٹ ۱۸۸۲ع کے جو کچھ مقصود ہے وہ یہہ ہے
کہ مجسٹریٹ ضلع کو ٹھیک ٹھیک وہ اختیار حاصل ہے جو سشن جج کو از روے دفعہ
۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حاصل ہین اور اگر مثل مقدمہ حال کے مجسٹریٹ
راے جوری سے ایسے کامل طور پر اختلاف کرے کہ جس سے اوسکی والنسبت
مین مقدمہ کا عدالت ہذا مین بھیجنا ضروری ہو تو اونکو ایسا ہی کرنا چاہیے اور عدالت
ہذا استصواب مجسٹریٹ کو ٹھیک اوسی طریقہ سے فیصل کریگی جیسا اوس حال مین کرتی
کہ جب استصواب منجانب صاحب جج حسب دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری
کے صاف و سادہ ہوتا ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اسمین کبھی شک نہین
ہوا ہے کہ از روے دفعہ ۳۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے سشن جج کو صاف
اختیار ہے کہ اگر وہ جوری کی راے سے محض امر واقعات کی نسبت اختلاف
کرین تو مقدمہ کو عدالت ہذا مین بھیجدین اور عدالت کو از روے فقرہ اخیر دفعہ ۳۰۷
مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اختیار کامل ہے کہ بذریعہ بحال رکھنے تجویز برائت اور
اس حکم دینے کے تجویز مذکور بحال مقدمہ ہو یا ساتھ منسوخ کرنے تجویز
برائت اگر صادر ہوئے تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا اسکے تکمیل تجویز کی کرین جیسا
مین اوپر کہہ چکا ہون کہ ذی علم کونسل ہمین اسبات کی ترغیب دینے کی کوشش
کرتی تھی کہ عبارت تجویز باعانت جوری کو جیسا کہ اوسکا استعمال ضمن ۶
دفعہ ۳۰۷ مین ہوا ہے ہم اوس زمانہ تک محدود کرین کہ جب جوری نے اپنی راے
صادر کردی ہو اور نہ اوسکے بعد مین سے تقریر کے شروع مین یہہ بات جتلادی
ہے کہ عبارت تجویز باعانت جوری ایسی ہے جسکا استعمال مجموعہ ضابطہ
فوجداری مین اسطرح پر ہوا ہے کہ وہ عموماً متعلق اوس قسم کے مقدمات
سے ہے جو قابل تجویز عدالت سشن باعانت جوری سمجھے ہوتے ہین اور
اونکی تجویز مین اختلاف امتیازی اون مقدمات سے ہے جنکی تجویز بمدد اسیسرون
کے ہوتی ہے یا کسی اور طور پر حسب تذکرہ مجموعہ کے ہوتی ہے دفعہ ۳۰۷ مجموعہ
ضابطہ فوجداری کی تفسیر استدلال ہوا ہے باب ۲۳ مجموعہ مین واقعہ ہے

جسمین ضابطہ بابت تجویز مقدمات بحضور ہائی کورٹ اور عدالت سشن کے
معین ہے اور زیر حرف (و) ہے جسکی سرخی یہہ ہے خاتمہ تجویز کا اون مقدمات

مین جو بذریعہ جوری کے تجویز ہون — مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ تجویز بذریعہ
جوری یا کوئی تجویز صحیح طور پر کسیقدر مین قبل صدور فیصلہ یا حکم سزا کے ختم ہو سکتی ہے
اور میری یہہ راے ہے کہ جن مقدمات مین سشن جج وقت تجویز با عانت
جوری کے راے جوری سے اختلاف کرے اور فیصلہ کو ملتوی کرکے مقدمہ
عدالت ہذا مین حسب دفعہ ۳۰۷ بھیجدے تو تجویز کی نسبت یہہ نہین
کہا جا سکتا ہے کہ وہ ختم ہو گئی بلکہ یہہ بات عدالت ہذا کے اختیار مین
رہتی ہے کہ بر طبق استصواب منجانب جج کے یا تو بذریعہ بحال رکھنے
راے جوری اور لکھا دینے تجویز برایت کے یا منسوخی راے برایت کے
اور صادر کرنے تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا بہ نسبت ملزم کے تجویز مذکور
کو ختم اور مکمل کردے — بدین وجہ مین فاضل کونسل رسپانڈنٹ کی حجت
کو جو بہ نسبت عذر اول کے ہے معقول نہین کرتا ہون اور اسوجہ سے مین نے
اہل صاحب سے جو منجانب اپیلانٹ کے حاضر ہین رسپانڈنٹ کے حجت
کی اس جزو کا جواب نہین طلب کیا —

بعدہ اسٹریچی صاحب یہہ حجت کرتے ہین کہ بنظر عبارت دفعہ ۳۰۷ اور بشمول
اوسکے دفعات ۴۱۰ و ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری دربارہ سماعت استصواب
مجسٹریٹ ضلع کے جہانتک واقعات کو تعلق ہے ہمارا اختیار مسدود ہے اور ہم استصواب
مین صرف اوسی حالتمین دست اندازی کر سکتے ہین کہ جب کوئی غلطی قانون کی یا کارروائی
ماتحت مین ہو — ایک لمحہ اس حکم قانون کی مصلحت پر غور کرکے مجھے کوئی شبہہ
نہین ہوتا ہے کہ واضعان قوانین نے ضرور یہہ مصلحت سمجھی ہوگی کہ جہان
کہین قاعدہ جوری کا ایجاد کیا جاوے تو چونکہ یہہ قاعدہ جدید ہے اور اوسکے متعلق کو نہین
بوجہ آغاز کے بہت دشواریان لاحق ہونگی اسلئے بہت ضرور ہے کہ
کوئی قاعدہ واسطے حفاظت بے انصافی کے منضبط کیا جاوے
کہ جن مقدمات مین جوری فیصلہ بیجا اور صدہ انصاف کرین اونمین جج ضلع کو

موقع اس عدالت مین رپورٹ کرنیکا اس غرض سے حاصل ہو کہ عدالت ہذا اوسکو درست کردے
میری رائے مین عدالت ہذا کو اختیار صریحی دست اندازی کرنیکا ایسے مقدمات مین ازروے
دفعہ ۲۹۷ کے حاصل ہے اور مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ اس اختیار مین کسیطرحسے
ازروے دفعہ ۴۱۵ کے یا کسی امر سے جو اپیل کے باب مین ہو خلل آتا ہے۔ دفعہ مذکور
مجرّد اور کلیتًا متعلق اون اپیلونسے ہے جو منجانب ملزمون کے ہون جنکی نسبت تجویز
ثبوت جرم صادر ہوئی ہے یا منجانب لوکل گورنمنٹ کے جو حکم برائت پر معترض ہوتی ہے
مل صاحب نے اپنی بحث مین اوسکو تسلیم کیا ہے جو مینے بتلایا ہے یعنی یہہ کہ اپیل [illegible]
حکم برائت مجوزہ جوری منجانب لوکل گورنمنٹ کے اپیل مذکور پر غالبًا ضمن (د) دفعہ ۲۴۴ حاوی
ہوگا اور اپیل مذکور امور قانونی پر محدود ہوگا یعنی ہدایات غلط منجانب صاحب جج کے یا غلط
فہمی ہدایات صاحب جج کی منجانب اہالی جوری نسبت امور قانونی کے محدود ہوگا۔ لیکن
اس موقع پر یہہ حالت نہین ہے۔ یہہ ایسا مقدمہ ہے جو صریحًا دفعہ ۲۹۷ مین داخل ہے اور
مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ دفعہ مذکور کے صاف و صریح مضامین کسطرح ازروے دفعہ
۴۱۵ و ۲۴۴ کے محدود یا کم ہو گئے ہین اور اگرچہ یہہ استصواب منجانب مجسٹریٹ ازروے
دفعہ ۲۹۷ کے جسکے ساتھ دفعہ ۔ ایکٹ ۴ ۱۸۷۷ع کو بھی پڑھنا چاہئے تاہم وہ ان مقدمات کے
بنیاد پر مبنی ہے کہ جنمین جج ضلع جوری کی رائے سے اختلاف کرتا ہے اور مین تجویز کرتا
ہون کہ ہم جوری کی رائے پر اعتراض کر سکتے ہین اور اگر مناسب ہو تو اوسکو منسوخ کر سکتے
ہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ آیا صاحب جج کے استصواب مین (جو بموجب دفعہ ایکٹ ۴
۱۸۷۷ع کے ہمارے سامنے مجسٹریٹ ضلع بھی شامل ہے) یہہ مناسب ہے کہ ہمکو کوئی رائے برائت
مین دست اندازی کرنا چاہئے یا نہین اس سے پہلے مجھکو اس اجلاس سے یہہ کہنے کا
موقع حاصل ہوا تھا کہ بجز بصورت حالات قوی کے اور جس حالمین کہ بلحاظ واقعات
مقدمہ کے مین وس حکم برائت کے منسوخ کرنے پر مجبور ہون یا جہان کہین غلط فہمی قانون
متعلقہ واقعات کے صریحی ہو میری رائے استحکامًا خلاف اس امر کے ہے کہ فیصلہ متفقہ
اہالی عدالت مین دست اندازی کرون جو واسطے تجویز مجرمیت یا بیجرمی اشخاص ملزم
کے کافی طور پر ہوئی ہے اور مین خود اور نیز میرے برادران جج بھی اکثر ایسے اصول
کو اختیار کرتے رہے ہین لیکن مقدمہ حال مین چار اہل جوری نے ریسپانڈنٹ کو بری کیا ہے

اور تین اہل جوری کی راے موافق ثبوت جرم کے ہے اور اگرچہ ایک جملہ کے لئے راے مجسٹریٹ کو
لیکو براے اہل جوری کے تصور کرین تو مجسٹریٹ کی راے سے جو خلاف ملزم کے ہے
چار جوری ایک راے کے ہو جاتے ہین اور دوسرے چار جوری کے خلاف اوسکے یعنی بہ نسبت
مجرمیت ملزم کے قرار پائی ہے ۔ مقدمہ عالمین کوئی اصل حجت نسبت واقعات کے
نہ ہے اور نہ ہو سکتی ہے اور صرف بحث تجویز طلب یہہ ہے کہ آیا یہہ عبارت میم میکار تھی
کی کہ میم میکار تھی اوسکی کچہہ پرواہ نہین کرتی جو ایچ جی اسکاٹ کا لکھا ہوا ہے کیونکہ وہ
اپنی کو بزدل اور بد دیانت آدمی اور کچہہ کچہہ ان دونون مضمون سے بدتر ثابت کرچکا ہے
جو رسپانڈنٹ نے نقل ررزولیوشن میونسپل بورڈ پر لکھی تھی حسب منشا دفعہ ۴۹۹
مجموعہ تعزیرات ہند کے مزیل حیثیت عرفی مین اور اوسے مشتہر کی تھی یا نہین ۔ پس
اگرچہ ذیعلم کونسل رسپانڈنٹ نے ہمارے روبرو کچہہ تقریر جو راے معقول پر مبنی
ہے بہ نسبت تشریح چہارم دفعہ ۴۹۹ کے کی ہے تاہم اون تقریرون کا جواب اس
تجویز سے ہونا چاہیئے کہ تشریح مذکور اوس موقع سے متعلق نہین ہوتی ہے کہ جہان
الفاظ مستعملہ اور جو مبلغ الزام کے ہین از خود مزیل حیثیت عرفی ہوتی ہین درحالیکہ
کوئی بیان مستعملہ زبانی یا تحریری بہ نسبت اوسکے مفہوم کے مشتبہ ہو اور واسطے تجویز
اس امر کے کسیقدر شہادت کی ضرورت ہو کہ بیان مذکور کی کیا تاثیر ہوگی اور یہہ کہ آیا اوس سے
کسی خاص شخص کی نیک نامی کو نقصان پہونچیگا یا نہین تو یہہ ممکن ہے کہ اصول مصرحہ
تشریح چہارم دفعہ ۴۹۹ بہ بحث متعلق ہو سکتا ہے یا ہونا چاہیئے ۔ لیکن اسمقدمہ مین
بہ نسبت مفہوم اور منشا الفاظ تحریری کے بحث نہین ہے ۔ الفاظ مذکور حسب منشا دفعہ ۴۹۹
کے صریحاً مزیل حیثیت عرفی ہین اور اس حیثیت سے آیا الفاظ مذکور عجلت مین یا غصہ مین لکھی
گئی تھی یا نہین الفاظ مذکور کا رسپانڈنٹ صریحاً ذمہ دار ہے اور الا یہہ کہ وہ یہہ ثابت کرے
کہ اوسکا مقدمہ مستثنیات دفعہ مذکور مین داخل ہے ورنہ اوسکو راسے ثبوت جرم پر اعتراض کرنا
غیر ممکن تھا اور ہے ۔ اسکاٹ صاحب کے جوابات سوالات جرح پر نظر کرکے مجھی کوئی عذر یا استحقاق حسب منشا
مستثنیات متعلقہ دفعہ ۴۹۹ کے نہین معلوم ہوتا ہے اور نہ کوئی بات اوس قسم کی خود اوسکی بیان سے جو عدالت ماتحت
مین ہوا ہے ثابت ہوتی ہے

(جج مدوح نے شہادت پر بحث کرنیکے بعد نتیجہ اخذ کیا کہ اسی بابت کا فیصلہ ہونا چاہیئے اور مدعا علیہا کی
نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت ازالہ حیثیت عرفی کی صادر ہونا چاہیئے لیکن کل حالات پر غور کرکے یہہ تجویز کیا کہ دس روپیہ جرمانہ

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۲۸ فروری ۱۸۸۶ء

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب واسے اسٹیرجی صاحب بیرسٹران ومترجمہ منشی شیو سہائی منصف
ومنشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۹	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ
جلد ۲		اسٹیشن ۔ عہ / مفصلات ۔ ۔

مقدمہ	صفحہ	مقدمہ	صفحہ
الفت رائے بنام سکھپال رای	۱۳۴	شیلڈ بنام دلکش	۱۳۰
بھگوتدای بنام دیودت رای	۱۳۵	محمد اسمعیل بنام کشن سہائے	۱۳۰
پرشوتم لعل بنام لچھمن داس	۱۲۹	نراین داس بنام منبی دہر	۱۳۲
ہولاسی بنام رامدین	۱۲۹		

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اپیل	۱۳۵	تقرری منصرم کی دربارہ دستخط کرنے وارنٹ ہا کے	۱۲۹
اجرای ڈگری	۱۲۹	تلف	۱۳۰
استحقاق رسپانڈنٹ کا کہ تائید ڈگری کی کسی بنیاد پر کرے	۱۳۵	جداگانہ شے دعوی	۱۲۹
اعتراض منجانب رسپانڈنٹ	۱۳۵	حکم امتناعی چند روزہ	۱۳۰
ایکٹ ۷ ۱۸۷۰ء دفعہ ۱۷	۱۲۹	خاندان مشترکہ ہنود	۱۳۲
ایکٹ ۱ ۱۸۷۲ء دفعہ ۱۰۶	۱۳۷	خسارہ	۱۳۰
ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء دفعات ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲	۱۳۷	رسوم عدالت	۱۲۹
بار ثبوت	۱۳۷	شاستر	۱۳۲
بنا ہانے مخاصمت جداگانہ	۱۲۹	شہادت	۱۳۷
تحویل امانتی	۱۳۷	علدرآمد	۱۳۴

۹

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
علاوہ وجوہ مندرجہ عرضی نالش کے کسی اور وجہ کی بنا پر چارہ کار کا عطا ہونا	١٣۴	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴٩٢	١٣٠
غفلت	١٣٧	دفعہ ٥٦١	١٣٧
کرایہ پر دینا	١٣٧	دفعہ ٢٢	١٣٧
کسی ڈگری کی اجرا میں بحالت نیلام ہو جانا	١٣٠	نالش بر بناء ہنڈویات	١٢٩
قبضہ بیوہ	١٣٢	واردات اتفاقیہ	١٣٧
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ٢٥١	١٢٩	ہائیکورٹ کے اختیارات نگرانی	١٣٧
		ہنڈ وبیرہ	١٣٢

واضح ہو کہ جملہ مراسلات وزر یا چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہیے

مطبع تنویر ہند الہ آباد محلہ بخشی بازار باہتمام منشی منور علی طبع شد

ضلع مین پوری — اپیل اول احکام نمبر ۱۴۱ ۱۸۸۱ء — منفصلہ ۴ جنوری

ہولاسی بنام رامدین وغیرہم

اجرا ڈگری — تقرری منصرم کی دربارہ دستخط کرنے وارنٹ کے — مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۵۱۔

مایع صاحب چیف جسٹس نے (براد ہرسٹ صاحب جسٹس متفق الرائے) اس مقدمہ مین بنظر ہدایت عدالتہاے ماتحت کے یہہ تحریر فرمایا کہ کل اختیارات جو منصرمونکو بابت دستخط کرنے وارنٹ ہاے صیغہ اجرا ڈگری حسب دفعہ ۲۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دیجاوین بہتر ہوگا کہ تحریری ہون اور بہتر ہوگا کہ مسل اختیارات کی عدالت مین رکھی جاوے اور منصرم کو ایسے وارنٹون پر دستخط کرنیکا اختیار نہین ہے الا یہہ کہ اس کام کے لئے عدالت نے اوسکو مقرر کیا ہو۔

موتی لعل منجانب اپیلانٹ — بینی پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ضلع آگرہ — اپیل دویم نمبر ۱۳۶۹ ۱۸۸۰ء — منفصلہ ۱۱ جنوری

پرسوتم لعل ویک کس دیگر بنام لچھمن داس

رسوم عدالت — نالش بربناے ہنڈویات — بنا ہاے مخاصمت جداگانہ — جداگانہ شے دعوی — ایکٹ ۷ ۱۸۷۰ء (رسوم عدالت) دفعہ ۱۷۔

واقعات اسمقدمہ کے جنکی بابت استصواب عدالت سے رجسٹرار نے حسب دفعہ ۵ — ایکٹ رسوم عدالت کے کیا تہا کافی طور پر چیف جسٹس صاحب کے فیصلہ مین درج ہین

ولسن منجانب اپیلانٹ

مایع صاحب چیف جسٹس — اس مقدمہ مین مدعاعلیہ نمبر ۱ نے تین جداگانہ ہنڈویات ایک ہی تاریخ کو بنام مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳ و ۴ کے جو مالک ایک کوٹھی کے ہین لکہی تہین — ہنڈویات مذکور سب ایک ہی وقت مین واجب الادا تہین — ہنڈوی اول بتعدادی (؟) کی تہی اور دویم اور سویم ہر ایک تعدادی (؟) کے تہین — تینون ہنڈویات کو مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳ و ۴ نے بنام مدعی منتقل کر دین اور چونکہ روپیہ ادا نہو مدعی نے یہہ نالش بربناے ہنڈویات مذکور کے دایر کی ہے۔

مدعا علیہ نمبر ۱ اپیلانٹ عدالت ہذا نے ہر سہ ہنڈویات کی رقم مجموعی پر رسوم عدالت ادا کیا ہے۔ بحث یہہ ہے کہ رقم رسوم عدالت جیسے کہ وہ محسوب ہوئی ہے کافی ہے یا یہہ کہ مدعا علیہ نمبر ۱ پر بحسب دفعہ ۱۰ ایکٹ رسوم عدالت کے ادا کرنا رسوم عدالت کا بر تعداد رقم ہر ہنڈوی جداگانہ کے فرض ہین تھے

اب بحث یہہ ہوئی ہے کہ ان تینون ہنڈویات سے صرف ایک بنار مخاصمت حاصل ہوتی ہے۔ یہہ مین نہین سمجھتا ہون۔ یہہ امر مسلمہ ہے کہ ان ہنڈیون کے بنا پر مدعی تین نالشات جداگانہ دایر کر سکتا تہا اور ہر ہنڈوی سے جداگانہ بنار مخاصمت حاصل ہو سکتی تہی۔ نالش مین تین مختلف اور جداگانہ سے دعوی شامل ہین اور میری یہہ راے ہے کہ یادداشت اپیل پر وہ مجموعی رقم رسوم کے واجب الاخذ ہے کہ جس رسوم عدالت کے ذمہ دار یادداشت ہاے اپیل اون نالشات کے بموجب ایکٹ رسوم عدالت کے ہونگی جنمین ہر ایک جداگانہ ایسی سے دعوی شامل ہوتی ہین۔ لہذا میرا جواب نسبت استصواب کے یہہ ہے کہ چونکہ مناسب رسوم عدالت اس مقدمہ مین ادا نہین ہوئی ہے لہذا تا ادا ے رسوم مناسب کے اپیل منظور نہین ہو سکتا ہے۔ دو ہفتہ کی مہلت بغرض پوری کرنے کمی کے منظور ہوتی ہے۔

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع میرٹھ | اپیل اول احکام نمبر ۱۰ ۱۸۸۰ء | منفصلہ ۱۳ جنوری

محمد اسمعیل خان بنام اگر کشن سہاے وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۹۲ - حکم امتناعی چند روزہ۔ تلف - خسارہ

کسی ڈگری کی اجرا مین بیجا طور پر نیلام ہو جانا۔

یہہ اپیل اول بنا راضی حکم جج ماتحت میرٹھ مشعر نامنظوری درخواست مدعا علیہ اپیلانٹ حسب دفعہ ۲۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے۔ درخواست مین یہہ بیان ہے کہ چند ڈگریات اپیلانٹ پر بحق چند اشخاص جنکا نام د ہے صادر ہو چکی ہین اور ڈگریات مذکور کے اجرا مین چند مواضعات از

اپیلانٹ مشتہر بہ نیلام ہین اور نیلام اوسوقت دایر تہا۔ اور بہت اشخاص خواہشمند خریداری نیلام مذکور کے تہے۔ اوسمین یہہ بہی بیان ہوا ہے کہ ایک نالش بنام سایل منجانب اوسکی زوجہ کے اس استقرار کے واسطے دایر ہوئی ہے کہ وہ مستحق دخلیابی مواضعات مذکور کے بوجہ اپنے دین مہر کے ہے اور یہہ نالش بہی دائر ہے اور بسبب دایر ہوجانے نالش مذکور کے جو لوگ امادہ خریداری جایداد مذکور کے ڈگریات محولہ بالا کے اجرا مین تہے اونکی طرف سے اندیشہ پیدا ہو گیا ہے اور اگر نیلام اجرا ڈگری کا تا تصفیہ نالش مذکور کے ملتوی نہوگا تو قیمت جایداد کی بہت کم ہو جاویگی لہذا سایل مستدعی حکم امتناعی چندروزہ محکومہ دفعہ ۴۹۲ کا بغرض روک دینے نیلام اجرا ڈگری کے ہے۔ جج ماتحت میرٹھہ نے درخواست مذکور کو محض اس بیان سے ڈسمس کی کہ عدالت کوئی وجہ معقول التوا نیلام کے نہین دیکہتی ہے سایل نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔

راس واجودہیا ناتہہ منجانب اپیلانٹ

راس السٹن وجوگندر ناتہہ منجانب ریسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہہ اپیل ڈسمس ہونی چاہیئے۔ یہہ درخواست منجانب مدعاعلیہ اوس نالش کے ہے جو اوسکی زوجہ نے اوسپر واسطے استقرار اس امر کے دایر کی ہے کہ وہ مستحق دین مہر کی ہے۔ منجملہ دیگر مدعاعلیہم کے ایک مدعاعلیہ مستحق جاری کرانے ڈگری کا بمقابلہ اراضی متنازعہ کے ہے۔ مدعاعلیہ اپیلانٹ کا یہہ بیان ہے کہ نتیجہ نالش مرجوعہ اوسکی زوجہ کا یہہ ہوگا کہ قیمت فروخت جایداد کی کم ہو جاویگی اور اوسکی کم قیمت وصول ہوگی اور نامبردہ نے اپنی درخواست اس بنیاد پر مبنی کیا ہے کہ اوس سے جایداد کا اتلاف اور نقصان حسب مراد دفعہ ۴۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے لاحق ہوگا۔ میری رائے مین مراد اتلاف اور نقصان محولہ دفعہ مذکور سے وہ اتلاف اور نقصان ہے جو بالکل مختلف ہے۔ مین کوئی وجہ اسکی نہین دیکہتا ہون کہ کیون اس قسم کی

درخواست منظور کیجاوے کہ جس سے نتیجہ دیر کرنے چارہ کار ڈگریدار کا ہوگا۔ اس امر کا دیکھنا تعلق ڈگریدار کے ہے کہ جایداد سے قیمت کافی واسطے بیباق ہونے اوسکے ڈگری کی حاصل ہوگی۔ اپیلانٹ کیطرف سے یہہ حجت نہین ہو سکتی ہے کہ جایداد ڈگری مین بیجا طور پر نیلام ہوجاویگی۔ بلاشبہہ جج ماتحت نے کوئی بہت صاف وجوہ اپنے حکم کے نہین تحریر کی ہین تاہم مجھے کوئی وجہ نہین دکھلائی دیتی ہے کہ اوس سے وجہ معقول اس اپیل کی دایر ہونیکی اور راونکی معہ خرچہ کے نہ ڈسمس ہونیکی ہو۔

اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ میری بھی یہی رائے ہے۔

منفصلہ یکم فروری

ضلع مراد آباد

اپیل دوییم نمبر ۹۱ سنہ ۱۸۸۰ء

نراین داس بنام بلسی دہر

شناسہ۔ خاندان مشترکہ ہنود۔ ہندو بیوہ۔ قبضہ بیوہ۔

واقعات اسمقدمہ کے اچ صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین۔

منشی ہنومان پرشاد و ظہور حسین منجانب اپیلانٹ

نندلال منجانب رسپانڈنٹان

اسٹرچی صاحب چیف جسٹس۔ یہہ وہ نالش ہے جو واسطے اثبات حق دخل ایک دوکان کے دایر ہوئی ہے۔ مدعی کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ وہ قایمقام چھوٹی کا ہے۔ اولاد مسماۃ شبو اور طوطارام اور وہ اشخاص جو اوسکے ذریعہ سے دعویدار ہین مدعاعلیہم ہین۔ بیان مدعی سے معلوم ہوتا ہے کہ طوطارام حیات مین اپنے باپ سیوک رام کے فوت ہوگیا تھا۔ چھوٹی پسر جیشی رام کا تھا اور جیشی رام اور سیوک رام بھائی تھے۔ مدعا کا بیان ہے کہ خاندان مشترکہ تھا اور بعد وفات سیوک رام کے چھوٹی مستحق جایداد کا ہوا تھا۔ عدالت ماتحت نے بطور امر واقعہ کے یہہ تجویز کی ہے کہ بعد وفات سیوک رام کے جو ۱۸۴۸ء مین واقعہ ہوئی اوسوقت سے ۱۸۶۵ء تک مسماۃ شبو اس دوکان پر

قابض ہی ہے۔ یہہ بہی ثابت ہوا ہے کہ اوسکا نام رجسٹر مین مثل مالک کے داخل
ہوا تہا۔ وقت وفات سیوک رام سے ۱۸۸۸ء تک چہوبی نے کوئی ایسا فعل نہین
کیا جس سے یہہ خیال ہو کہ نامبردہ وہ شخص ہے جو مستحق جایداد کا ہو۔ مدعی کیجانب
سے کوئی شہادت اس امر کے ثابت کرنیکو پیش نہین ہوئی ہے کہ مسماۃ شبو برضامندی
خاندان کے بالعوض نان ونفقہ کے یا کسی ایسی وجہ سے قابض ہوئی تہی
کہ جس سے خاندان ہندو کو ترغیب اسبات کی ہو کہ ہندو بیوہ کو قابض ہونے
دے۔ اندرین حالات مقدمہ مختصراً یہہ ہے کہ یہہ بیوہ بلا خلل قابض جایداد
اوسوقت تک تہی کہ جب اوسنے جایداد کو فروخت کیا تہا بارہ برس سے زیادہ
عرصہ تک اوسکا نام داخل رجسٹر رہا یہ امر اگرچہ ضعیف ہے لیکن اوسکا جواب نہین
ہوا اور بجانب دیگر کوئی شہادت اس امر کے ثبوت مین نہین ہے کہ وہ برضامندی
خاندان بالعوض نان ونفقہ یا کسی اور ایسے ہی وجہ سے قابض تہی۔ مقدمہ
اپیلانٹ کا یہہ ہونا چاہیے کہ جج عدالت ماتحت پر اوا ہمپر جو بصیغہ اپیل اجلاس
کرتے ہین لازم تہا کہ یہہ تجویز کرنا فرض ہو اکہ مسماۃ شبو چونکہ ہندو بیوہ ہے
مخالفانہ قابض نہی بلکہ برضامندی خاندان واسطے اغراض نان ونفقہ یا بوجہ
دیگر وجہ خاندانی کے قابض تہی۔ مین نے منشی ہنومان پرشاد سے کہا تہا
کہ کوئی سند کسی مقدمہ یا کتاب سے جو موید اس مسلہ کے ہو پیش کیجیے۔
مین ذی علم منشی کے علم اور قانونی لیاقت سے بخوبی مطمین ہون کہ اگر ایسی
سند ہوتی تو ضرور اوسپر استدلال ہوا ہوتا۔ لیکن کوئی ایسی سند پر استدلال
نہین ہوا اور مین اس نتیجہ کے اخذ کرنیکو مجبور ہون کہ ہمپر کوئی ایسا فرض نہین ڈالا
گیا ہے کہ کل مقدمات مین جنمین کوئی شہادت اس امر کے ثبوت کی نہو کہ ہندو بیوہ
برضامندی خاندان کے قابض ہے تاہم ہمکو بطور معاملہ قانون کے یہہ قیاس
کرنا چاہیے کہ بیوہ مذکور برضامندی خاندان کے قابض ہے۔ اور طور پر
تجویز کرنے سے عملاً ہم یہہ تجویز کرینگے کہ ہندو بیوہ جو قابض رہتی چلی آئی
ہے وہ کبہی حق ملکیت از روے قانون میعاد کے حاصل نہین کر سکتی ہے
چونکہ بطور امر واقعہ کے یہہ پتا ثابت ہے کہ مسماۃ شبو قابض مخالفانہ زاید از عرصہ

میعاد قانونی سے ہے لہذا یہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

براتوریٹ صاحب جسٹس۔ مین ولیم چیف جسٹس صاحب سے دربارہ ڈسمسی اپیل معہ خرچہ کے اتفاق کرتا ہون۔

ضلع بریلی — اپیل دویم نمبر ۲۹۲ سنہ ۱۸۸۰ء — منفصلہ یکم فروری

الفت رائے وغیرہ بنام سمپال رائے

عملدرآمد۔ علاوہ وجوہ مندرجہ عرضی نالش کے کسی اور وجہ کی بنا پر چارہ کار کا عطا ہونا۔ واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے کافی طور پر درج ہین۔

جوگندر ناتھ منجانب اپیلانٹان — ہنومان پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ اس مقدمہ مین مدعی نے دعوی بعض اراضی کا بطور اپنی جایداد خانگی جداگانہ کے کیا اور نیز دعوی دادرسی دور کرانے ان عمارات کا کیا ہے جو مدعا علیہ نے جایداد متنازعہ پر تعمیر کی ہے۔ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ اراضی مذکور جایداد خانگی جداگانہ مدعی کے نہین ہے بلکہ وہ جایداد مشترکہ مدعی اور مدعا علیہ کی ہے اور مدعی مستحق دور کرانے عمارت مذکور کا ہے۔ عدالتین ماتحت نے دعوی مدعی جہانتک کہ اوسمین استدعا نسبت دور کرانے کے تھی اس بنیاد پر ڈسمس کیا ہے کہ اراضی مشترکہ ہے۔

اندرین حالات یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ ایسی دادرسی ہے جو عدالت عطا نہین کرسکتی تھی۔ میرے ذہن مین یہہ امر بہت مناسب ہے کہ اگر عدالت یہہ دادرسی عطا نہ کرے اور دعوی مدعی کو قطعاً ڈسمس کرے اور مدعی دعوی مابعد اس بیان سے کرے کہ اراضی مشترکہ ہے جسکا وہ استدعا دادرسی اس دلیل سے کرے کہ اراضی مشترکہ ہے اور دیوار مخالفانہ اور بلا رضامندی اوسکے تعمیر کی گئی ہے تو اول جوابدہی مدعا علیہ کی بابت امر تجویز شدہ از روے دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پیش ہوتی۔ مین خیال کرتا ہون کہ جب کسی عدالت کو یہہ معلوم ہو کہ کوئی شخص مستحق کسی دادرسی کا ہے جسکی وہ استدعا کرتا ہے گو وہ مستحق علاوہ ان وجوہ کے کسی اور وجوہ کے بناء پر جو عرضی نالش مین درج ہے تو عدالت کو وہ دادرسی ضرور عطا کرنی چاہیے خصوصاً اوس حال مین کہ

مذکور کے عطا کرنے سے انکار کرنیکا اثر یہہ ہوگا کہ وہ مانع دعوی آئندہ کا ہوگا۔ لہذا یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہیئے۔

بہ نسبت اعتراضات متقابل کے یہہ ہے کہ منشی ہنومان پرشاد نے اونپر زور نہین دیا ہے۔

برائٹ ہرسٹ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع اعظمگڈہ　　اپیل دویم نمبر ۳۰۵ ۱۸۷۹ء　　منفصلہ ۹ فروری

بھگوت راے بنام دیودت راے وغیرہم

اپیل۔ استحقاق رسپانڈنٹ کا کہ تائید ڈگری کی کسی بنیاد پر کرے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۶۱۔ اعتراض منجانب رسپانڈنٹ۔

اس مقدمہ مین جایداد غیر منقولہ متنازعہ اوس ڈگری کے اجراء مین نیلام ہوئی تھی جو جیتر دہاری نے بنام مسماۃ رادہا کنور کے حاصل کی تھی اور نامبردہ نے بنام دیودت کے منتقل کردی تھی۔ وقت نیلام کے جایداد مذکور مسماۃ رادہا کنور و لکھراجی کنور کے قبضہ مین تھی کہ جو لاولد بیوگان مسمیان ظالم سنگہ اور نوازراے کے بدین ترتیب تھین۔

یہہ نالش مرجوعہ بھگوت راے کی ہے جسکا یہہ دعوی ہے کہ مین پسر صلبی ہنسراج برادر ظالم سنگہ و نوازراے کا ہون جسکی نسبت نامبردہ بیان کرتا ہے کہ اوسکے باپ کے ساتھہ شریک رہتا تھا اور جایداد متنازعہ پر بشمول اوسکے بطور جایداد خاندان مشترکہ کے قابض تھا۔ نامبردہ نے بیوگان اور نیز جیتر دہاری اور دیودت راے کو مدعا علیہم قرار دیا اور اوس نے استدعا استقرار اپنے حق نسبت جایداد بذریعہ وراثت بطور پسر ہنسراج کے اور واسطے استقرار اس امر کے کی ہے کہ بیوگان ظالم سنگہ اور نوازراے کی محض بعوض نان و نفقہ کے قابض ہین اور اونکو کوئی حقیت قابل انتقال ایسی حاصل نہتی جو قابل قرقی اور نیلام اوس ڈگری کے اجراء مین ہو جو جیتر دہاری نے حاصل کی اور دیودت راے کے قبضہ مین ہے لہذا نیلام اجراء ڈگری مذکور سے کچھ

اثر جایداد پر نہین پہونچتا ہے۔

عدالت مرافعہ اولی (منصف) سے نے یہہ تجویز کی کہ شہادت سے ثابت ہے کہ مدعی پسر صلبی ہنسراج کا ہے لیکن ہنسراج یا مدعی شوہر متوفیان مسماتان لکھرانی کنور و رلوبا کنور کے ساتھہ مشترکا نہین رہتے تھے۔ چنانچہ عدالت مذکورہ سے نے یہہ تجویز کی کہ مسماتان جایداد پر بطور ورثاء اپنے شوہر و سے کے قابض مین اور نہ بعوض نان و نفقہ کے جیسا کہ مدعی بیان کرتا ہے اور نظر بران دعوی مدعی معہ خرچہ ڈسمس کیا۔

بر طبق اپیل منجانب مدعی عدالت اپیل ماتحت (ججی اعظمگڈہ) سے نے ڈگری منصف کو ان وجوہ کے بناپر بحال رکہا کہ یہہ امر مشتبہ ہے کہ آیا مدعی دراصل پسر ہنسراج کا ہے اور یہہ کہ ہر حال مین یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ جایداد متنازعہ جایداد مشترکہ خاندان کی ہے۔ مدعی سے نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔ اصل بحث جو اوسکی طرف سے پیش ہوئی ہے اوسکی نوعیت آنریبل صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ سے ظاہر ہوتی ہے۔

سکہہ رام منجانب اپیلانٹ

محمد عبید و جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

آنریبل صاحب چیف جسٹس۔ یہہ نالش واسطے دخلیابی جایداد کے ہے۔ مدعی کا یہہ بیان ہے کہ مین بوجہ ہونے پسر ہنسراج کے مستحق جایداد کا ہون اگر نامبردہ اس امر کے ثابت کرنے مین کامیاب نہو کہ وہ پسر ہنسراج کا ہے تو اوسکا دعوی ضرور ساقط ہونا چاہیئے اور دیگر امور پیش شدہ غیر ضروری ہوجاینگے عدالت اپیل ماتحت سے نے یہہ تجویز کی ہے کہ نامبردہ سے نے یہہ ثابت نہین کیا کہ مین بیٹا ہنسراج کا ہون لہذا ڈگری عدالت اول کی صحیح طور پر بحال رکہی ہے۔ اب مسٹر سکہہ رام سے نے یہہ کہا ہے کہ روبرو عدالت اپیل ماتحت کے یہہ بحث پیش نہین ہتی کہ آیا اپیلانٹ بیٹا ہنسراج کا ہے یا نہین کیونکہ مدعاعلیہا سے نے جو رسپانڈنٹ عدالت ماتحت مین تہا کوئی اطلاع اعتراض کی حسب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین دی تہی۔ میری رائے مین دفعہ ۵۶۱ اوس

خلاف ورزی معاہدہ تحویل امانتی مبینہ کے کیا تھا۔ مختصراً واقعات یہہ ہین کہ ۶ نومبر گذشتہ کو مدعی نے ایک گھوڑا بغرض سواری مدعا علیہ بوقت سہ پہر تاریخ مذکور کے مدعا علیہ کو کرایہ پر دیا تھا۔ گھوڑا مذکور مدعی کو واپس نہین ہوا اور یہہ دریافت ہوا کہ جب گھوڑا مدعا علیہ کی حراست اور اوسکی سواری مین تھا بوجہ پیٹ جانے پردہ شکم کے مر گیا تھا۔ عدالت خفیفہ مین شہادت منجانب مدعی کے یہہ تہی کہ گھوڑا سلیم و غریب تھا کہ جو اوسکے پاس چند سال سے تھا اور اوس زمانہ مین کبھی اوس سے شرارت نہین کی اور یہہ کہ بتاریخ مذکور مدعا علیہ کے مکان کو بھیجے جانے کے قبل گھوڑا ٹہلایا گیا تھا۔ مدعی نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ گھوڑے کو ٹہلا کر مدعا علیہ کے پاس کرایہ پر بھیجا تھا۔ برعکس اسکے مدعا علیہ کیطرف شہادت بلیکنپ صاحب اور ایک اور گواہ کی موجود ہے۔ مدعا علیہ کا یہہ بیان تھا کہ میرے [illegible] بیٹھے تھوڑے عرصہ بعد گھوڑا اڑا تھا اور ادہر اودہر کودنے لگا اور تب اوسکو سنبھالا اور تھوڑی دیر بعد پھر وہ کودنے لگا اور مسٹر لوور صاحب کے احاطہ مین پیچھے ہٹکر گرنے لگا مدعا علیہ کا یہانتک بیان ہے کہ ممکن ہے کہ اوسوقت اوسنے گھوڑی کو اپنے بید سے چھوا ہو یہہ امر کہ اوسنے ایسا کیا یا نہین امر یقینی نہین ہے اور اگر نامبردہ نے اپنے بید کو استعمال اعتدال کے ساتھ کیا ہو تو یہہ امر اوس سے زیادہ نہین ہے جیسا کہ کوئی معمولی محتاط شخص ایسی حالت مین کرتا ہے۔ حسب بیان مدعا علیہ کے گھوڑا لوور صاحب کے پہاٹک کے قریب کودنے کے بعد اوس سے نکلا اور بھاگا اور مدعا علیہ اوسکو سنبھال نسکا اور جب گھوڑا قریب دو میل کے فاصلہ پر گیا ہوگا تب اوسکے اختیار مین آیا اور اوسوقت تھوڑی دور لنگڑی چلا اور تب گر پڑا اور مر گیا۔

بلیکنپ صاحب کی یہہ شہادت ہے کہ گھوڑے کے معدہ مین غیر ہضم شدہ غذا بھری تھی جو کہ گھوڑے نے بہت تھوڑی عرصہ قبل اسکے کہ کہا تھا کہ جب وہ سواری کیواسطے نکالا گیا تھا اور یہہ کہ گھوڑا بوجہ پیٹ جانے پردہ شکم کے مرا تھا کہ جو نتیجہ بھرے ہوئے پیٹ پر زیادہ محنت کا تھا۔ بلیکنپ صاحب یہہ بھی بیان کرتے ہین کہ غریب گھوڑے کی نسبت یہہ قرین قیاس نہین ہے کہ بعد غذا کے بلا وجہ جوش دہندہ کے [illegible]

مدعا علیہ کے دوسرے گواہ کی یہہ شہادت ہے کہ مین مدعی کے اصطبل مین گھوڑی
کے لئے حکم دینے کو گیا تہا اور گھوڑے کو دانہ کہاتے پایا اور اصل یہی شہادت
عدالت ماتحت مین دی گئی تھی۔

جج عدالت خفیفہ نے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ مدعا علیہ نے استعمال گوری کا ارادہ
کیا یا کوئی اور فعل ایسا کیا جس سے گھوڑا بگڑ و ٹہا اور مدعا علیہ نے ازادانہ گوری
کے استعمال کرنے مین ایسی احتیاط معقول نسبت گھوڑے کے نہین کی جیسا
کہ کوئی معمولی فہم کا ادمی خاص اپنے گھوڑے کی ایسی حالت مین کرتا ہے اور
یہہ کہ موت گھوڑے کی اس بے احتیاطی کے نتیجہ مین ہوئی ہے اور ڈگری بحق مدعی
واسطے مبلغ [illegible] کے صادر کی۔

اندرین حالات جو اول بحث تجویز طلب ہے وہ یہہ ہے کہ آیا از روے
دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی درباره منظوری درخواست نگرانی ہذا کے ہمکو اختیار حاصل
ہے یا نہین۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہہ بات اس امر کے تجویز پر منحصر ہے کہ آیا
کوئی شہادت ایسی جس پر جج عدالت خفیفہ یہہ ڈگری صادر کر سکتے تہے جو انہون
نے صادر کی ہے موجود ہے۔ مجھے واضح ہوتا ہے کہ کسی عدالت مطالبہ خفیفہ علاوہ کسی جج
ہائی کورٹ کے یا کسی اور عدالت کو اختیار یا یون کہو کہ اختیار سماعت درباره صادر
کرنے ڈگری مقدمات نزاعی مین خلاف مدعا علیہ کے درحالیکہ کوئی شہادت
یا تسلیم تائید ڈگری کے اوسکے روبرو موجود نہو حاصل نہین ہے۔ مین اون
مقدمات کا ذکر نہین کرتا ہون کہ جنمین اندازہ شہادت کا یا کوئی شہادت درباره
تائید اوس تجویز کے موجود ہے کہ جس تجویز پر ڈگری مبنی ہے بلکہ اون مقدمات
کا ذکر کرتا ہون جنمین کوئی شہادت مطلق نہین ہے کہ جسکو جج غور مین لا سکے
یا جوری کے روبرو پیش کر سکے بشرطیکہ مقدمہ جوری کے روبرو ہوتا ایسے
مقدمہ مین احکام دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متعلق ہو سکینگے۔ کیونکہ
جج نے درباره صادر کرنے ڈگری کی جسکی تائید شہادت موجوده مسل سے نہین
ہوتی ہے ایسا اختیار کا اپنی نسبت حاصل ہونا فرض کیا ہے جو قانوناً اوسکو
حاصل نہین ہے۔ جج پر فرض ہے کہ ڈگری صرف مطابق قانون کے صادر کرے

اور اگر جج موصوف ایسی ڈگری صادر کرے جسکے صادر کرنیکا قانونًا اوسکو اختیار
حاصل نہین ہے مثلاً ایسی ڈگری بخلاف مدعاعلیہ کے مقدمہ نزاعی مین درحالیکہ
کوئی شہادت یا تسلیم بتائید ڈگری مذکور کے نہین ہے تو جج موصوف عمل اختیار
کا استعمال کرتا ہے جو کہ قانونًا اوسکو حاصل نہین ہے۔ اسلئے گفتہ میری
مراد اون مقدمات سے نہین ہے جنمین نوعیت مقدمہ سے کل بار ثبوت
ذمہ مدعاعلیہ کے ہوتا ہے اور اوسکی ذمہ قایم رہتا ہے چنانچہ میری [illegible]
مقدمہ حال ویسا نہین ہے۔

[illegible] صاحب نے بجانب مدعی یہہ بحث کی ہے کہ بار ثبوت اس مقدمہ
مین ذمہ مدعاعلیہ کے تہا اونکی یہہ حجت ہے کہ اگر اس مقدمہ کی تجویز ملک
انگلستان مین ہوتی تو بار ثبوت ذمہ مدعی کے ہوتا از روے دفعہ ۱۵۱ و دفعات
مابعد ایکٹ معاہدہ ہند کے بار ثبوت مدعاعلیہ پر ڈالا گیا ہے۔ اسلئے یہہ دیکھنا
ضروری ہے کہ دفعات مذکور کیا ہین۔ دفعہ ۱۵۱ مین یہہ ذکر ہے تحویل امانتی
کی تمام صورتون مین امین کو لازم ہے کہ مال امانتی کی اوسیقدر احتیاط رکھے
جسقدر کہ کوئی [illegible] محتاط حسب دستور اونہین حالات مین اوسیقدر اور اوسی
قیمت کے اپنے مال کی احتیاط کرتا دفعہ ۱۵۲ مین یہہ ہے کہ امین درحالیکہ کوئی خاص معاہدہ نہو ذمہ دار
نقصان یا تلف ہوجانے یا نقص پذیر ہونے سے امانتی کا نہین ہے بشرطیکہ
اوسنے اوسقدر احتیاط اوسکی کی ہو جو کہ دفعہ ۱۵۱ مین بیان کی گئی ہے [illegible] صاحب
یہہ حجت کرتے ہین کہ مدعاعلیہ پر ثابت کرنا فرض تہا کہ اوسنے گھوڑیکی ایسی ہی
احتیاط کی تہی جیسے کوئی معمولی عقل کا آدمی ایسی حالات مین اپنے خاص
گھوڑے کی کرتا ہے یہہ امر کہ ایسے حالات کیا تہے منجملہ امور غیر اختلاف شدہ شہادت
مدعاعلیہ کی ہے [illegible] صاحب کی حجت کی وضاحت یہہ ہے کہ جج کو یہہ تجویز کرنا چاہیے
تہا کہ آیا شہادت مدعاعلیہ کی قابل اعتبار ہے اور آیا مدعاعلیہ نے یہہ ثابت کیا ہے
یا نہین کہ مین نے وہی احتیاط کی تہی جو دفعہ ۱۵۱ مین بیان کی گئی ہے اور تجویز
جج کی اس بحث کی نسبت غلطی ہے [illegible] صاحب نے حوالہ مقدمہ کا نس بنام [illegible]
(نیویارک رپورٹ جلد ۴۶) جسکا حوالہ اسٹوری صاحب نے اپنی کتاب دربارہ تحویل

مین اس امر کا ثابت کرنا ذمہ مدعی کے ہے کہ واردات مذکور کیونکر دراصل واقعہ ہوئی ہے
بمقدمہ کالنس بنام جینٹ جو زیادہ تر ہمشکل مقدمہ حال سے ہے گھوڑا جب مدعا علیہ
کو دیا گیا تہا صحیح سالم تہا اور جب واپس ہوا تب معلوم ہوا کہ ٹہوکر کہانے سے ہوا تہا۔
اوس مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ یہہ اس امر کا ثابت کرنا ذمہ مدعا علیہ کے تہا کہ گہوڑا
جو وقت نکالے جانیکے بالکل صحیح و سالم تہا وہ جب واپس دیا گیا کیونکر ٹہوکر کہایا ہوا
معلوم ہوا ہے یہہ ایسا مقدمہ ہے جو غالبًا دفعہ ۱۰۶ ایکٹ شہادت ہند مین بطور
تمثیل اوس مقدمہ کی ہے جسمین بار ثبوت اوس شخص کے ذمہ ہوتا ہے جسکو واقعات کا
علم خاص حاصل ہوتا ہے میرے نزدیک ان مقدمات سے صرف یہہ ثابت
ہوتا ہے کہ ایسے مقدمات مین مدعا علیہ کو بادی النظر وجہ اس غرض سے ظاہر کرنا چاہیے
کہ بار ثبوت بجانب دیگر عاید ہو جاوے۔

اس موقع پر ہمکو یہہ تجویز کرنا ہے کہ آیا بادی النظر مین وجہ مذکور ظاہر کی گئی ہے
یا نہین صرف ایک شہادت جو بہ نسبت اسکے ہے کہ یہہ واردات کیونکر ہوئی یعنی یہہ کہ گہوڑا
کیونکر بہاگا وہ شہادت خود مدعا علیہ کی ہے مدعا علیہ کی شہادت مین نسبت کسی
امر کے اختلاف نہین کیا گیا اور نہ شہادت مذکور خلاف اوس امر کے جو ہر ایسے شخص
کی زندگی مین پیش آتا ہے جسکو عادت گہوڑے پر سوار ہونے یا ہانکنے کی ہوتی
ہے۔ اوسکے بیانات مین کوئی امر خلاف قیاس نہین ہے اور کیا ایسی حالات مین
[illegible] جج کو ایسا تجویز کرنا مناسب ہے کہ مدعا علیہ نے ایسا عمل نہین کیا جیسا کوئی
[illegible] شخص کرتا اور اوسنے کوئی [illegible] کیا ہوگا [illegible] کہ نیک ہوا ہوگا
وہ کونسی شہادت ہے جسپر جج عدالت ماتحت [illegible] ہے اوسنے
یہہ قیاس کیا ہے کہ بلاشبہہ گہوڑا [illegible] سکے [illegible]
وہ بہاگ گیا یا کوئی وجہ گہوڑے کے بہاگ جانیکی مدعا علیہ کے علم مین ہوگی [illegible]
کے تجویز اور تنہا قیاس اور فرض پر مبنی ہے میری رائے مین جج کو یہہ اختیار
نہین ہے کہ ایسا قیاس قایم کرے یا اوسپر عمل کرے درحالیکہ کوئی شہادت اوسکی
تائید مین نہو اور اس بارہ مین شہادت مدعا علیہ کی تردید نہین ہوئی ہے اور باعتبار
اسبات کے علم کے خلاف قیاس نہین ہے کہ [illegible] شہادت دربارہ تردید شہادت

مدعا علیہ کی نہین ہے۔ اس امر کا کچھہ ثبوت نہین ہے کہ جو حالات مدعا علیہ نے بیان کی ہین
اونمین گھوڑے کا بہاگ جانا یا بگڑ جانا خلاف قیاس ہے تاہم جج نے یہہ قیاس
قایم کیا ہے کہ کوئی بات ضرور واقعہ ہوئی ہوگی جو بیان نہین کی گئی ہے۔ اگر بار ثبوت
ذمہ مدعا علیہ کے تہا تو وہ بذریعہ غیر تردید شدہ اور بادی النظر مین جو خلاف قیاس
شہادت مدعا علیہ کی نہین ہے ذمہ مدعی کے عاید ہو گیا۔ مجھے ضرور کہنا چاہیے
کہ مجھے اوس امر سے کامل اتفاق ہے جو لنڈلی صاحب جسٹس نے بمقدمہ منرولی
بنام ڈگلس (اکیوٹی رپورٹ جلد ۵ صفحہ ۱۴۵) مین ظاہر کی ہی جس موقع پر اونہون نے
یہہ فرمایا ہے۔ کہ یہہ تجویز کہ محض گھوڑے کا بگڑ جانا از خود شہادت غفلت کی ہے
محض ایک عمل قیاسی بے احتیاطی کا ہوگا۔ جج عدالت خفیفہ کو جو کچھہ تجویز کرنا چاہیے
تہا وہ یہہ ہے کیا مدعا علیہ نے اوسقدر احتیاط گھوڑے کی کی تہی یا نہین کہ جسقدر
کوئی معمولی عقل کا آدمی ایسے ہی حالت مین خاص اپنے گھوڑے کی کرتا ہے۔ اونہون
نے یہہ تجویز کی ہے کہ مدعا علیہ نے ایسی احتیاط نہین کی تہی۔ وہ کونسی شہادت
ہے جس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اس مقدمہ مین مدعا علیہ نے ایسی احتیاط
نہین کی تہی۔ اس تجویز کی تائید مین بجز کہ محض اس امر کے کچھہ نہین ہے کہ وہ
غریب گھوڑا تہا مین خیال کرتا ہون کہ یہہ مقدمہ ٹہیک لنڈلی صاحب کی عبارت محولہ
بالا مین داخل ہوتا ہے۔ یہہ امر محض غیر محتاط عمل قیاسی کے سوا اور کچھہ نہین ہو سکتا
ہے کیونکہ جج نے خلاف اور بلا کسی شہادت کے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مدعا علیہ نے
از اوانہ کوری کا استعمال کیا۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہہ وہ قیاس جو بلا تائید
شہادت کے ہے اور محض غیر محتاط عمل قیاسی ہے۔

اگر مین تجویز اس مقدمہ کی جوری کے ساتہہ کرتا تو میرے ذہن مین صاف
ظاہر ہے کہ اسمین کوئی شہادت ایسی نہین ہے جس سے مین مقدمہ کو جوری پر چہوڑنا
مناسب سمجہتا۔ اگر کسی مقدمہ مین جسکی تجویز جوری کے ساتہہ ہو کوئی شہادت ایسی
نہو کہ جسکو جج خلاف مدعا علیہ اہالی جوری کے سپرد کرے تو جج پر لازم ہے کہ جوری کو
ہدایت تجویز کرنے مقدمہ کی بحق مدعا علیہ صادر کرے اور وہ ہدایت ایسی ہوگی جسپر
عمل کرنا جوری کو لازم ہوگا۔ اسطرح جب جج تجویز مقدمہ کی بلاتوسط جوری کے کرے

جیسا کہ اس مقدمہ مین ہوئی ہے تو جج پر قانوناً فرض ہے کہ تجویز بحق مدعاعلیہ کے کرے جن مقدمات پر مین استدلال کرنا چاہتا ہون اونسے وہ اصول ظاہر ہوستے مین جسکے رو سے جج کو اس قسم کے مقدمہ مین جوری پر چھوڑ دینا مناسب ہوتا ہے یا نہین ہوتا ہے مقدمہ کاٹن بنام وڈ (لائن جج بنوسیریز جلد صفحہ ۵۶۸ و لاجرنل کامن پلیز جلد ۲۹ صفحہ ۳۲۳) مین گل صاحب چیف جسٹس نے یہہ فرمایا ہے۔ واسطے مناسبت اس امر کے کہ کوئی مقدمہ جوری پر چھوڑ دیا جاوے یہہ کافی نہین ہے کہ کچھہ شہادت ہو محض ایک ذرہ شہادت کافی نہین ہے بلکہ ثبوت بخوبی محدود غفلت کا ہونا چاہیئے۔ مقدمہ دیوی بنام دی لنڈن اینڈ سوتہہ وسٹرن ریلوی کمپنی (اکویزیج ڈویژن جلد ۱۲) مین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ اگر معقول شہادت غفلت باعث ضرر کے نہو تو جج پر فرض ہے کہ ہدایت تجویز بحق مدعاعلیہ کے صادر کرے۔

بمقدمہ ہمک بنام واہٹ (کامن بنچ بنوسیریز جلد ۱ صفحہ ۶۰۵ و لاجرنل کامن پلیز جلد ۳۱ صفحہ ۱۲۹) یہہ کہا گیا ہے۔ محض وقوع کسی واردات کا ایسی شہادت کافی غفلت کی نہین ہے کہ جوری پر چھوڑ دیجاوے بلکہ مدعی کو کوئی شہادت غفلت منجانب مدعاعلیہ کے بااثبات دینی پڑیگی۔

مقدمہ مذکور مین یہہ بھی تجویز ہوئی تھی کہ محض گھوڑے کا بگڑ جانا از خود شہادت غفلت اوس شخص کے نہین ہے جسکی حراست مین گھوڑا تھا اور نہ وہ اسکی شہادت ہے کہ گھوڑے کو بیجا طور پر گلی مین لائے تھے۔

جیسا مین اوپر کہہ چکا ہون کہ اس مقدمہ مین کوئی شہادت کسی بے احتیاطی کی حسب منشار دفعہ ۱۵۱ ایکٹ معاہدہ ہند کے نہین تھی۔ کوئی ایسی شہادت نہین ہے کہ جس سے جج عدالت خفیفہ کو یہہ استحقاق ہوتا کہ مقدمہ سپرد جوری کے کرتے بشرطیکہ وہ تجویز مقدمہ کے ساتھہ جوری کے کرتے۔ فی الواقع اونپر فرض ہوتا کہ مقدمہ سے دست بردار ہوتے اور جوری کو ہدایت کرتے کہ تجویز بحق مدعاعلیہ صادر کرین۔ باعتبار اوس شہادت کے جو روبرو جج عدالت خفیفہ کے موجود تھی میری راے مین اوسکو اختیار سماعت یا اختیار قانونی دربارہ صادر کرنے اوس ڈگری کے نتھا جو اونہون نے صادر کی ہے۔ جو صورت اس مقدمہ کی مین قایم کرتا ہون۔

اوس سے یہہ تجویز کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا جج عدالت خفیفہ کو اس مقدمہ مین دفعہ ۱۵۰ ایکٹ معاہدہ کو غور مین لانا چاہیے تہا۔ اندرین حالات مجھے واضح ہوتا ہے کہ اس مقدمہ مین ہمکو اپنا اختیار مقتضیہ دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی استعمال کرنا فرض ہے۔ ازروے دفعہ مذکور کے ہم جو حکم مناسب سمجہین صادر کرسکتے ہین۔ مولوی محمد بنام سید حسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۰۳) بنام تواری بنام سکنہ بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۴۷) جو حکم مین اس مقدمہ مین صادر کرنا تجویز کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ فیصلہ اور ڈگری عدالت معاملہ خفیفہ کے منسوخ اور نالش مدعی کی ڈسمس ہو اور فیصلہ بحق مدعا علیہ معہ خرچہ عدالت ماتحت و عدالت ہذا کے درج کیا جاوے۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ ذیعلم کونسل مدعی فریق ثانی نے ایک عذر ابتدائی یہہ پیش کیا ہے کہ کوئی وجہ ازروے دفعہ ۹ یا دفعہ ۱۵ ایکٹ فرمان شاہی یا ازروے دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے منظوری درخواست مدعا علیہ سایل کے نہین ہے لیکن مین دربارہ نامنظوری اس عذر کی ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون کیونکہ میری راے مین تجویز عدالت ماتحت کی صرف بلا تائید ثبوت ہی کے نہین ہے بلکہ علاوہ برین وہ خلاف شہادت موجودہ مثل کے بہی ہے لہذا مین خیال کرتا ہون کہ عدالت ماتحت نے اپنے اختیار کے استعمال مین خلاف قانون عمل کیا ہے جس سے درخواست ہذا منشاء دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے۔

بیان مدعا علیہ سایل بحلف قلمبند ہوا تہا۔ اوسکی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ بلا تردید شدہ ہے اور میری راے مین قابل اعتبار ہے۔ ۶ نومبر ۱۸۸۰ع کے شام کو مدعی کے گہوڑے پر مدعا علیہ سوار ہوا تہا اور اوسوقت وہ مرگئی۔ مدعی نے یہہ تسلیم کیا ہے کہ مین چار روز قبل ۶ نومبر کے الہ آباد سے ہمیرپور گیا تہا اور جب وہ ہمیرپور کو روانہ ہوا تہا اوسنے یہہ حکم دیا تہا کہ میری غیبت مین گہوڑی کو محض تہانیکی محنت دیجاوے اور ۶ کو قبل اسکے کہ گہوڑی مدعا علیہ کے پاس بہیجی جاوے گہوڑی سے اس سے زیادہ محنت نہین لی گئی کہ وہ مابین ریلوی اسٹیشن اور دکان مدعی کی پہیری گئی تہی۔ مدعی کے گواہ اور قرابت مند ایچ ایم کارڈن صاحب نے یہہ بیان کیا ہے کہ مین گہوڑے پر اکثر سوار ہوا ہون اور اوسکے نہ سخت موہنہ تہا اور نہ ملایم تہا بلکہ مین خیال کرتا ہون کہ مدعا علیہ کی شہادت سے صاف ظاہر ہے کہ گہوڑی سخت منہ کی تہی اور باوجود کوشش روکنے مدعی کے وہ

گہوڑی دو میل یا اوس سے زیادہ اوسکو لیکر بہاگ گئی تہی۔

قریب چار دن قبل ۲۹ نومبر سے گہوڑی مسلما بیکام رہی تہی اور تاریخ آخر الذکر کو بہت کم کام اوس سے لیا تہا اور جیسی کہ امید ہو سکتی ہے وہ بہت تر و تازہ تہی جب مدعا علیہ اوسپر ۲۹ نومبر کی شام کو سوار ہوا تہا تو شاید سواری ہوئی تہی اوسیوقت گہوڑی بیچین ہو گئی اور کودنے لگی اور تہوڑی دور سرپٹ گئی اور پہر وہ روک لی گئی اور وہ پہر کودنے لگی اور پیچہے ہٹ کر کلکٹر صاحب کے احاطہ مین جانا چاہتی تہی۔ اگر ایسے حالات مین مدعا علیہ اوسکو اپنی سواری کے بیت سے مارا ہو تو اوسنے میری راے مین اوس سے زیادہ کچہہ نہین کیا جو اوسکو کرنا چاہیے تہا۔ اسکا ثبوت ہے کہ مدعا علیہ کا نٹے پیر مین نہین لگائے تہا۔ اس امر کا ایک ذرہ بہی شہادت کا نہین کہ اوسنے اراوہ استعمال کوری کا کیا تہا اس امر کے قیاس کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے کہ اوسنے اپنی بیت کا استعمال ناواجبی اور نامناسب طور کی اور طور پر کیا تہا اور جو شہادت مسل مین موجود ہے اوس سے مجہکو ہر طرح پر یہہ باور کرنا ہوتی ہے کہ مدعا علیہ نے اوس گہوڑی کی اوسقدر احتیاط کی تہی جیسی کہ کوئی معمولی عقل کا آدمی ایسی حالات مین اوسکی کرتا وہ اوسی کی ملکیت ہوتی۔

ملیکنپ صاحب جو محکمہ آرمی ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ کے ہین اور جنہون اوس گہوڑی کی لاش کا امتحان کیا تہا یہہ بیان کرتے ہین کہ بیرونی کوئی نشان سختی کا جسم پر نہین تہا اور جب لاش کہولی گئی تو اوسکا پردہ شکم پہٹ گیا تہا اور معدہ مین بلا ہضم ہوا کہانا موجود ہے اور گہوڑی کی مرنے سے تہوڑی عرصہ قبل کہانا کہایا ہوگا اور معدہ کچی غذا سے پہیلا ہوا تہا اور اگر کوئی گہوڑا بہری معدہ کے حالتمین سرپٹ دوڑتا ہے تو قرین یہہ ہین کہ اوسکو نقصان پہونچیگا جیسا کہ پردہ شکم کا پہٹ جانا اور صاحب موصوف کی راے مین جانور اس قابل تہا کہ سرپٹ جانے یا جلدی مین دوڑے۔ مشمول شہادت متذکرہ بالا کے بیان رام پرشاد گواہ کا ہے جسنے یہہ بیان کیا ہے کہ جب مین ولکسن صاحب کی گہوڑی کیواسطے گیا تہا تو اوسوقت (۴ بجے یا ۵ منٹ یا ۵ بجے پر ۱۰ منٹ شام کو) چنا کہاتی تہی۔

مین خیال کرتا ہون کہ یہہ ظاہر ہے کہ گہوڑی بوجہ اسکے کہ کئی دن تک قبل اوسوقت سے کہ جب وہ مدعا علیہ کو کرایہ پر دی گئی تہی بیچین تہی اور اسوجہ سے وہ کودتی تہی اور پیچہے ہٹ جاتی تہی اور باوجودیکہ اوسکے روکنے کی کوشش ہوتی تہی تاہم وہ معہ مدعا علیہ کے بہاگ گئی اور اوسکی موت بوجہ پہٹ جانے پردہ شکم کے ہوا اور پردہ شکم اسوجہ سے پہٹ گیا کہ جب وہ سرپٹ دوڑی تہی تب اوسکا معدہ کہانے سے پہیلا ہوا تہا کہ جو کہانا مدعی کے اصطبل مین اوسکو تہوڑی عرصہ قبل اسکے دیا گیا کہ جب مدعا علیہ کو کرایہ پر دی گئی تہی مین خیال کرتا ہون کہ ایسے حالات مین صرف مدعی ذمہ دار گہوڑی کی موت کا ہے لہذا مین دربارہ منظوری درخواست اور منسوخی ڈگری عدالت معہ خرچہ کے اتفاق کرتا ہون۔

ضلع گورکہپور — فیصلہ ۲ فروری ۱۸۸۳ء

اپیل دویم نمبر ۱۰۵ ۱۸۸۲ء
گہیرن بنام کتبہاری وغیرہم

ایکٹ ۱۸۷۲ء (ایکٹ شہادت) دفعہ ۱۱۵ - مانع تقریر مخالف عادلانہ -

واقعات اس مقدمہ کے ایچ صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین -

اجودہیا ناتہ و کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹ

جوالا پرشاد و سکہہ رام منجانب رسپانڈنٹان

ایچ صاحب چیف جسٹس - اس مقدمہ مین مدعی سنے ازروے ایک ڈگری کے جو منجملہ چار بہائیون کے تین کے نام تہی حصہ ۱۰ پائی کہ جو حصہ ان تین بہائیون کا منجملہ حصہ ۶-۱۰ پائی ازان ہر سہ برادران مذکور اور برادر چہارم کا تہا نیلام کرایا تہا - ۲۰ جنوری ۱۸۷۸ء کو مدعی نے نیلام عام مین ۱۰ پائی حصہ مذکور خرید کیا تہا - بعدہ ایک دوسرے شخص نے ڈگری ہر چہار برادران مذکور کے مقابلہ مین حاصل کی اور ازروے ڈگری مذکور کے نامبردہ نے بمقابلہ ہر چہار برادران مذکور کے ڈگری جاری کرائی - ۲۰ اپریل ۱۸۸۰ء واسطے نیلام حصہ ۶-۱۰ پائی ازروے ڈگری مذکور کے مقرر ہتی - ۲۰ اپریل ۱۸۸۰ء کو اس ڈگری دار مابعد نے ایک درخواست بحضور عہدہ دار عامل نیلام کے اس درخواست سے گذرانی کہ عہدہ دار موصوف نیلام صرف ۴ ۲/۳ پائی کا کرین کہ یہہ حصہ برادر چہارم کا تہا کہ جسکی حقیت مدعی کے حق مین نیلام نہین ہوئی تہی درخواست مذکور مین بیان ہوا کہ نیلام سابق حصہ ۱۰ پائی موجودہ مدعی کا بہی تہا - عہدہ دار عامل نیلام نے یہہ حکم صادر کیا کہ درخواست شامل مسل ہو کیونکہ اونکی یہہ رائے قرار پائی تہی کہ وہ درخواست ڈگری دار کی تعمیل نہین کر سکتے ہین بلکہ جو ڈگری اونکے پاس آئی ہتی اوسکا اجرا کرنا اونپر فرض تہا اور عہدہ دار موصوف نے کارروائی نیلام حصہ ۶-۱۰ پائی کی - مدعی نے جو حاضر تہا بولی واسطے حصہ ۶-۱۰ پائی کی بولی تہی لیکن بالآخر عہدہ دار عامل نیلام نے جسے مین قیاس کرتا ہون یہہ تجویز کر کے کہ بذریعہ نیلام صرف ۱۰ حصہ کے زر کافی وصول ہو جاویگا نیلام ۶-۱۰ پائی کا ملتوی کرایا اور صرف ۱۰ حصہ نیلام کیا - اسکے بعد مدعی نے بولی نہین بولی حصہ مذکور متقدم حقیت

مدعاعلیہم مقدمہ ہذا سے خرید کیا۔ بعد ازان خریدار مذکور نے حصہ مذکور کے نسبت کارروائی کی اور جو کچھہ استحقاق نامبردہ کو حاصل ہوا تہا مدعاعلیہم کو پہونچ گیا۔

پس اندرین حالات مدعی نے اپنی نالش واسطے استقرار اس امر کے کی ہے کہ اوسکی اراضی پانی حصہ پر نیلام موقوعہ ۲۰ اپریل ۱۸۸۰ء سے کچہہ مضرت نہین پہونچی ہے۔ عدالت اپیل ماتحت نے تجویز بحق مدعاعلیہم کے ہے اور خلاصہ اونکی تجویز کا یہہ ہے کہ مدعی نے بولی بولی تہین اور اپنی خریداری کے واقعہ کو مخفی کیا تہا اور بعد تذکرہ چند حالات مقدمہ کے عدالت موصوف نے یہہ تحریر کیا ہے۔

قاعدہ مانع تقریر مخالف کا اس قسم کے مقدمہ مین مابین مدعی اور خریدار مابعد کے عمل پذیر ہوگا اور نہ مابین مدعی اور دیگر خریدار کے۔ خریدار نیلام ثانی صیغہ اجرائے ڈگری جسنے حصہ مذکور بہ نیک نیتی اور بلا علم نیلام اول کے خرید کیا اور جسکو فعل یا ترک مدعی سے یہہ باور کرایا گیا کہ خریداری جایداد مین کچہہ خطرہ نہین ہے اپنے استحقاق سے بوجہ نالش حال مدعی کے محروم نہین کیا جاسکتا ہے۔ مجھکو اس امر کے کہنے مین کچہہ تامل نہین ہے کہ مسل مین کوئی شہادت بتائید اون نتائج کے جو عدالت ماتحت اپیل نے اخذ کئے ہین موجود نہین تہی یا بدرجہ اقل کسقدر کی اطلاع ہمکو نہین دیگئی

اس موقع پر یہہ بحث ہوئی ہے اولاً یہہ کہ ایسا مقدمہ ہے جو دفعہ ۱۱۵ ایکٹ شہادت ہند مین داخل ہے اور امر مانع تقریر مخالف اس مقدمہ مین پیدا ہوتا ہی دفعہ مذکور کا یہہ مضمون ہے جب کسی شخص نے اپنے اظہار یا فعل یا ترک سے عمداً دوسرے شخص کو کسی چیز کی نسبت یہہ باور کرایا ہو یا اوسکو باور کرنے دیا ہو کہ وہ راست ہے اور اوسی اعتبار پر اوسے عمل کرایا ہو یا اوسکو عمل کرنے دیا ہو تو وہ یا اوسکا قایم مقام مجاز اسکا نہوگا کہ کسی نالش یا کارروائی مین جو فی مابین اوسکے اور اوس شخص یا اوسکے قایمقام کے ہو اوس چیز کی صداقت سے انکار کرے۔ اب دفعہ مذکور مین اس مقدمہ کے داخل کرنے کی غرض سے یہہ ضرور ہے کہ کوئی شہادت اس امر کی ہو کہ مدعی نے بولی بولنے سے قسمین ڈگریدار نے اطلاع اس امر کی کردی تہی کہ جزو جایداد کا مدعی پہلے خرید کرچکا ہے عمداً کسی شخص کو یہہ قیاس کرنے دیا یا اوسکا باعث ہوا کہ مدعی کو کوئی حق جایداد مین حاصل نہین ہے

امکاناً ایسی نیت کی کوئی شہادت مجھے نظر نہین اسکتی کہ بولی بولنے سے مدعی کی یہہ نیت ضرور رہی ہوگی کہ چونکہ اطلاع نیلام سابق نسبت جزو کثیر جایداد بحق غیر کی ہو چکی ہے تو غالباً اوسکو بہت کم شخص خرید کرینگے اور اس طرح سے مجھکو یہہ کل جایداد ملجایگی جسمین نامبردہ کچھہ حقیت خرید کر چکا تہا اور ارزان پاویگا۔ مین یہہ تسلیم نہین کر سکتا ہون کہ بولی بولنے سے نامبردہ کی مراد اس امر کے ظاہر کرنے سے تہی کہ جایداد مین میرا کوئی حق نہین ہے۔ مسٹر جوالا پرشاد جو یکے از ذی علم وکلائے رسپانڈنٹ کے ہین اونسے مین نے اس امر کو پوچھا تہا اور اونہون نے بہ مستعدی یہہ تسلیم کیا کہ مقدم حقیت اونکے موکلون کو ضرور اوس اعتراض سے علم ہوا ہوگا جو ڈگریدار نے نسبت نیلام کے پیش کیا تہا اور نیز مدعی کی خریداری سابق سے علم ہوا ہوگا۔ لیکن اونکی یہہ حجت ہے کہ طریق عمل مابعد مدعی سے جو دربارہ بولی بولنے کے ہوا ہے خریدار کو مغالطہ ہوا جسنے یہہ خیال کیا کہ مدعی اپنے حق سے دست بردار ہو گیا۔ لیکن مین اس جواب سے اتفاق نہین کرتا۔ لہذا چونکہ یہہ صورت مقتضیہ دفعہ ۱۱۵ ایکٹ شہادت ہند کے نہین ہے تو کیا کوئی اور سند اس امر کے ثبوت مین ہے کہ امر مانع تقریر مخالف اس مقدمہ مین پیدا ہوتا ہے۔ مسٹر سکھہ رام نے منجانب رسپانڈنٹ کے تین یا چار مقدمون پر استدلال کیا ہے جسمین سے اول مقدمہ رامے سیتا رام بنام کشن داس (رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی وشمالی ۱۸۶۹ء صفحہ ۲۰۲) کا ہے۔ اوس مقدمہ مین مدعی دراصل وہ شخص تہا جسنے قرضہ کا معاملہ کیا تہا اور مدعا علیہ سے جو روپیہ بضمانت جایداد کے قرض دیا تہا اس امر کو براہ چالاکی مخفی کیا تہا کہ اوسکو یعنی مدعی کو جایداد مذکور پر کفالت حاصل ہے۔ یہہ بالکل مختلف صورت ہے۔ اوسمین مدعا علیہ یعنی داین ذریعہ فریب کیا گیا تہا اور مدعی نے فایدہ فریب کا اوٹہانا چاہا تہا بشرطیکہ اوسکو یہہ کہنے کی اجازت دیجاتی کہ اوسکو کفالت مقدم موجودہ حاصل ہے۔

دوسرا مقدمہ میکائل بنام ہلیسا (رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی وشمالی ۱۸۶۸ء

صفحہ ۳۱۵) کا ہے ۔ اوس مقدمہ مین بہت صحیح طور پر یہہ تجویز ہوئی ہتی کہ جب کوئی شخص جسکو کوئی دعوی حقیت کا اوس جایداد مین ہو جو نیلام ہوئی ہے برطبق استفسار خریدار کے جواب انکاری دی تو بعد ازان وہ یہہ نہین کہہ سکتا ہے کہ اوسکو استحقاق مذکور حاصل ہے ۔ یہہ جواب انکاری تاثیر آ دیدہ و دانستہ دروغ ہے کہ جسسے خریدار کو مغالطہ ہوا ۔

اوسکے بعد مقدمہ اگروال سنگہ بنام فوجدار سنگہ (کلکتہ لارپورٹ جلد ۵ صفحہ ۳۴۶) کا ہے ۔ یہہ ایک سند صرف اس امر کے ثبوت مین ہے کہ کوئی شخص اسطرحپر عمل کر سکتا ہے کہ جسسے شہادت مخالف اوسکے پیدا ہو ۔ اوسمین یہہ ذکر نہین ہے کہ جو کچہہ اسطرح پر کیا جاسے اوسسے امر مانع تقریر مخالف پیدا ہوگا ۔

اوسکے بعد مقدمہ ای سوتیلو بنام رام لال (کلکتہ لارپورٹ جلد ۷ صفحہ ۱۵۴) کا ہے ۔ یہہ مقدمہ بالکل غیر ہمشکل مقدمہ ہذا کی ہے ۔ مقدمہ مذکور مین مدعا علیہ نے پہلے خریدار حقیت جایداد کا ہوا تہا اور بعدہ اوسنے ایک ڈگری بنام اوس شخص کے حاصل کی جسکی جزو حقیت جایداد کا اوسنے سابقًا خرید کیا تہا اور بنا بر اوسنے کل جایداد کو بلا تذکرہ اس امر کے مشتہر نیلام کیا کہ اوسنے ایک جزو جایداد مذکور کا پہلے خرید کیا ہے اوسمین صریحی بیان بجانب بایع اجراے ڈگری سکے یہہ بہی تہا کہ کل جایداد بلا کسی مواخذہ کے نیلام ہوتی ہے ۔

دوسری سند صرف بیان مندرجہ فقرہ ۵۰۰ کتاب ایکو یٹی جوڈیس پرودنس مولفہ اسٹوری صاحب جلد ا کا ہے کہ بہت صورتون مین جائیگر کہ کوئی شخص بکنا ہی سے خاموش رہے کیونکہ ایسا اکثر خیال کیا گیا ہے کہ خاموشی کسی طرحپر مساوی اخفا کے نہین ہے لیکن دوسری صورتون مین ہر شخص پر بول اوٹہنا فرض ہے اور اوسکی محض خاموشی ایسی ہی بمطلب ہوتی ہے کہ گویا علانیہ وہ اوس امر پر راضی ہے جو کیا یا کہا گیا ہی اور اوس معاملہ مین کچہہ ٹیک تہا ۔ مثلاً اگر کوئی شخص جسکو جایداد مین کچہہ حق حاصل

اور جایداد مذکور نیلام ہوئی ہو اور بعلم اپنے استحقاق کے جو شخص کہ بہت
اوس نیلام ہونے دے اور اوسکو منع نکرے اور دوسرے شخص کو ترغیب
خریداری کی ایسے امر خاص سے کہ حقیت معقول ہے تو شخص اول الذکر
بواسطے کہ اقرار ہے یا خاموش رہنے نیلام کا پابند ہوگا اور دوسکو یا اوسکے
قائم مقامونکو یہہ اختیار نہوگا کہ خریداری مذکور کی صحت پر اعتراض کر سکین۔
اوس صورت مین کتاب مذکور کا یہہ قول ہے کہ کوئی شخص قریب کہڑا ہو اور
نیلام کی ترغیب کرے۔ مگر مقدمہ ہذا مین اس قسم کا کوئی فعل نہین کیا ہے
ایک اطلاع اس امر کے اظہار کی ہو چکی تہی کہ مدیونان ڈگری کی حقیت جایداد
مین کسقدر تہی۔ یہہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ بذریعہ بولی بولنے کے مدعی نے
دوسرے شخص کو خریداری کی ترغیب دی تہی۔ مجہے یہہ نظر نہین آتا ہے
کہ مدعی کو کون ضرورت منع کرنے نیلام کی تہی۔ نامبردہ کو کوئی اختیار منع
کرنے نیلام کا نہین تہا اور ڈگریدار جسکو اختیار منع کرنے نیلام کا تہا اوس نے
اوسکو منع کر دیا تہا۔ اندرین حالات میری یہہ راے ہے کہ اس
مقدمہ مین کوئی صورت مانع تقریر مخالف کے ثابت نہین ہوئی ہے۔
صرف ایک اور امر تجویز طلب ہے۔ مسٹر سکہہ رام ہمسے درخواست
واپسی مقدمہ کی بغرض تصفیہ بعض تنقیح کے کرتے ہین۔ مشارٌ الیہ کا یہہ بیان ہے
کہ جس ڈگری کی علت مین اونکے موکلون کے متقدم حقیت نے خریداری کی تہی
وہ اگرچہ مدعی کی ڈگری سے مابعد کی تہی لیکن بابت اوس قرضہ کے تہی جو پدر
مدیونان ڈگری کے ذمہ عاید ہوا تہا کہ جو بطور خاندان مشترکہ ہنود کے رہتی
تہی اور مشارٌ الیہ کا بیان ہے کہ لہذا ڈگری مذکور بوجہ ہونے بابت قرضہ مقدم
ذمگی پدر کے بمقابلہ اوس ڈگری کے مرجح ہے جسکی علت مین مدعی نے خرید
کی ہے کیونکہ بابت اوس قرضہ کے تہی جو ذمہ پسران بعد وفات اونکے باپ
کے عاید ہوا تہا۔ مین نے اون سے اس امر کی سند طلب کی تہی اور اونہون
نے کوئی سند نہین دکہلائی۔ مجہے یہہ یقین نہین ہے کہ ڈگری کو تقدیم باعتبار
اوس تاریخ کے ہوتی ہے کہ جب وہ صادر ہوئی تہی اور اوسکا مدار قرضہ کے

ن تقدیم پزیر نہین ہے۔ لہذا مین مقدمہ کی واپسی سے انکار کرتا ہون۔ سبب وجوہ بالا اپیل منظور اور فیصلہ عدالت اپیل ماتحت منسوخ اور فیصلہ عدالت مرافعہ اعلی معہ خرچہ بحال کیا جاتا ہے۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع الہ آباد　　　　اپیل دویم نمبر ۲۰۶ سنہ ۱۸۷۹ء　　　　منفصلہ ۱۷ جنوری

گوبردہن داس بنام مہاراجہ بتیا

شہادت۔ معاہدہ ادا کرنے قرضہ ذمگی شخص دیگر بدین شرط کہ مدیون گرفتاری سے رہا ہو۔ پرامیسری نوٹ جو بطور ضمانت تائیدی کے تحریر کیا جاوے دستاویز بلا اسٹامپ۔ شہادت کی مقبولی۔ ایکٹ ۱۸۷۹ء دفعہ ۱۹۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین

سکہ رام منجانب اپیلانٹ

کانلن و پنڈت بشمبہر ناتہہ و مادہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ یہہ وہ نالش ہے جسکے ذریعہ سے مدعی نے درخواست دلاپانے مبلغ ما۔۔ ۱۶ روپیہ کے قائمقام مہاراجہ بتیا سے کی ہے۔ نالش مذکور اسطرح پیدا ہوئی ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ جب مہاراجہ مرحوم بطرض کار مذہبی الہ آباد آئے رہتے تو اونکے ساتھہ ایک ملازم یا مصاحب تہا جسکے اوپر مدعی نے ڈگری زر نقد کی حاصل کی تہی۔ الہ آباد مین مہاراجہ موصوف کے پہونچنے کے بعد مدعی حال یعنی ڈگریدار نے مصاحب مہاراجہ موصوف کو گرفتار کرایا تہا۔ اوسپر مہاراجہ موصوف نے مدعی سے یہہ درخواست کی کہ اونکے ملازم کو رہا کرادے اور زر قرضہ دینے کا اقرار کیا۔ مدعی مصاحب مذکور کے چھوڑ دینے پر بر طبق ہو جانے ذمہ دار مہاراجہ موصوف نسبت قرضہ مذکور کے راضی ہو گیا اور اصرار اسبات پہ کیا کہ مہاراجہ صاحب پرامیسری نوٹ میعادی چہہ ماہ کا بابت قرضہ اور سود کے حوالہ کرین۔ اسپر مہاراجہ صاحب نے پرامیسری نوٹ لکھدیا جو بلا اسٹامپ ثابت ہوئی ہے۔ اندرین حالات عدالتہای ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ یہہ نالش قابل پذیرائی کے نہین ہے کیونکہ

تسلیم کرکے کہ بلا مثل ہونے نوٹ کے شہادت مین نالش مذکور قابل پذیرائی نہ [illegible]
ہو سکتی ہے اور از روے ایکٹ اسٹامپ کے مدعی اوسکو بوجہ بلا اسٹامپ ہونے
شہادت مین پیش کرنے سے ممنوع ہے -

میری راے مین یہ نالش نوٹ مذکور سے بالکل قطع نظر کرکے قابل پذیرائی
کے ہے - مسٹر کالن صاحب نے یہ کہا ہے کہ صرف نوٹ مذکور ہی شہادت اس
معاہدہ کی ہے اور جو معاہدہ فیمابین مہاراجہ موصوف اور مدعی کے منعقد ہوا تہا وہ مع
اپنے کل جزئیات کے معرض تحریر مین آیا تہا اور نوٹ مذکور مین درج ہوا تہا - اب
جو کچھہ معاہدہ ہوا تہا وہ تسلیم ہے - اور اگر ضرورت ہو تو ہم تجویز کرسکتے ہین کہ جو کچہہ
اصل معاہدہ تہا وہ نوٹ سے ظاہر نہین ہوتا ہے -

معاہدہ یہہ تہا کہ مہاراجہ موصوف نے اس قرضہ کا ادا کرنا اس شرط پر اپنے ذمہ
گوارا کیا تہا کہ مدعی اپنے مدیون کو رہا کردے - یہہ وہ معاہدہ ہے جو نوٹ مین
مندرج نہین ہے - میری راے مین نوٹ مذکور محض ضمانت تائیدی بابت تعمیل
اقرار منجانب مہاراجہ موصوف دربارہ ادا کرنے اس قرضہ کے ہے اور کسی طرحپر
اوس سے معاہدہ مابین فریقین کے قایم نہین ہوتا ہے - لہذا میری یہہ راے ہے
کہ نوٹ مذکور بطور معاہدہ مابین فریقین کے متصور نہین ہوسکتا ہے - بلاشبہہ
پرامیسری نوٹ معاہدہ ہوتا ہے لیکن وہ بطور ایسے معاہدہ کے متصور نہین ہوسکتا
ہے کہ جسکے روسے مدعا علیہ کی ذمہ داری پیدا ہوئی ہو -

اندرین حالات مجھے واضح ہوتا ہے کہ اس مقدمہ مین مدعیکو اس امر کے
ثابت کرنیکا اختیار تہا کہ زبانی معاہدہ کیا ہوا تہا - یعنی یہہ ثابت کرسکتا ہے کہ معاوضہ
نوٹ کا کیا ہے اوسطرحپر کہ گویا اوسنے مہاراجہ کو زر نقد قرض دیا تہا یا اسباب حوالہ
کیا تہا - صورت اخیر مین یہان یہہ تجویز ہو چکی ہے کہ داین روپیہ کا یا بایع اسباب
کا اپنی نالش بابت معاوضہ نوٹ کے قایم رکھہ سکتا ہے - اندرین حالات یہہ اپیل
منظور ہوتا ہے اور مقدمہ واسطے تجویز ہونے دوبارہ کے عدالت مرافعہ اولی مین واپس
ہوتا ہے - اپیل مع کل خرچہ کے ڈگری کیا جاتا ہے -

مسٹر [illegible] صاحب جسٹس - مین خیال کرتا ہون کہ مدعی مستحق [illegible]

روپیہ سکے وصول سکے دی گئی ہو تاہم واقعہ وصول کو کوئی ایسا شخص ثابت کرسکتا ہے جسنے اوسکو دیکہا ہو . . . . . . پس اگرچہ جب مضامین رجسٹر شادی کے زیر تنقیح مین تو شہادت زبانی مضامین مذکور نا قابل مقبولی ہے تاہم واقعہ شادی کا کسی ایسے شخص کی شہادت بلا تکلف سے ثابت ہو سکتا ہے جو وقت شادی سکے موجود رہا ہو۔ لہذا اگر اس دستاویز سے فریقین کا یہہ مقصود تہا کہ اوسمین معاہدہ منضبط ہو تو مجھے یہہ تجویز کرنی چاہیئے کہ شہادت اوسکے مضامین کی قابل مقبولی نہین ہے۔ لیکن میری راے مین کوئی ثبوت کسی قسم کا اس امر کے ثابت کرنیکو موجود نہین ہے۔ دعوی بربناء اقرار منجانب مدعی علیہ کے رجوع ہوا ہے اور مدعی کا یہہ بیان اوسکے عرضی نالش مین ہے کہ اوس نے اپنی ڈگری کی اجراء مین مہاراجہ موصوف کے صاحب کو گرفتار کرایا تہا چنانچہ مدیون ڈگری کے اقارب نے اپنے اوپر ذمہ داری زر ڈگری کی لیکر ڈمیر نذکور کو گرفتاری سے رہا کرا دیا تہا اور مدعی سے اقرار او اگر نے زر ڈگری مبلغ ۱۵۰ مع سود ۱۲ ماہوار بعرصہ چہہ ماہ کے کیا تہا اور مہاراجہ کے اس اقرار کی وجہ سے مدعی نے اپنی ڈگری جو بنام ڈمیر یا نذرے کے تہی بصورت طی کامل خارج کرا دی تہی۔ پرامیسری نوٹ کا استعمال اور تصور محض بطور ضمانت تائیدی قرضہ کے حسب تجویز فاضل چیف جسٹس صاحب کے ہوا تہا۔ اندرین حالات مجھے کوئی وجہ نظر نہین آتی ہے کہ کیون یہہ دعوی اور طور پر و دیگر شہادت سے ثابت نہین کیا جاسکتا ہے۔ مین حوالہ ایک مقدمہ کا بہی جسکی رپورٹ نہین ہوئی ہے اور بالکل متعلق ہے اور جسکا فیصلہ عدالت ہذا سے بر طبق استصواب منجانب جج عدالت مطالبہ خفیفہ بنارس کے ۱۵ مارچ ۱۸۸۵ء کو ہوا ہے کرسکتا ہون۔ لہذا مین حکم مجوزہ سے اتفاق کرتا ہون۔

ضلع بنارس

اپیل اول احکام نمبر ۳۰ سنہ ۱۸۸۵ء

گنیش سنگہ بنام بجو بی بی و یکمس و دیگر

منفصلہ ۲۴ جنوری

اجرای ڈگری — نیلام حصص موقوعہ مختلف پٹیات — تصریح مخصوص حصص کے اشتہار نیلام مین ہونا۔ تعداد مالگذاری سرکار کا ذکر ہونا — التوا نیلام بدین شرط کہ اشتہار ثانی جاری نکیا جائیگا — رضامندی مدیون ڈگری کی — تاریخ مشتہرہ کی علاوہ دوسرے تاریخ پر نیلام کا ہونا — قیمت ناکافی — بہ نسبت بطلان اہم نیلام کی اشتہار اور عمل مین لاینگی سے مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۰۷ و ۲۱۱

واقعات مقدمہ کے چیف جسٹس صاحب کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین —

کالن و ماد ہو پرشاد و لول بہاری منجانب اپیلانٹ

کالون و کاشی پرشاد و رام پرشاد و للتا پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹیج صاحب چیف جسٹس — یہہ اپیل بنا راضی حکم جج ماتحت بنارس مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۸۰ء مشعر و مسمی درخواست منسوخی نیلام جو بعلت ایک ڈگری کے ہوا تہا ہے — واضح ہوتا ہے کہ اپیلانٹ کی جایداد یعنی سکہ شئے نیلامی مین حصہ ۲ ایک پٹی مین اور حصہ کسرات انکا دوسری پٹی مین واقع ہے اور اول قرقی کے موقع پر ۱۱ جولائی ۱۸۷۹ء کو اشتہار جداگانہ ہر محال کا جاری ہوا تہا — اول تاریخ نیلام کی ۲۰ فروری ۱۸۸۰ء مقرر ہوئی تہی — ۱۹ فروری ۱۸۸۰ء کو برضامندی فریقین سے ۲۲ مارچ مابعد تک نیلام ملتوی کیا گیا تہا اور ۲۲ فروری کو اشتہار ہوا تہا — اشتہار مذکور مین ذکر جداگانہ حصص موقوعہ ہر دو محالات کا نہین تہا اوسمین محض یہہ اشتہار دیا گیا تہا کہ حصہ ۲ مرکزی ز اپیلانٹ کا نیلام ہوگا او نیز جمع مالگذاری سرکار جو حصص مختلف پر تشخیص ہوئی تہی وہ بہی مندرج نہتی — ۲۲ فروری کو مدیون ڈگری نے ایک درخواست بدین بیان پیش کی کہ مین اپنی جایداد کے بیع یا رہن کرنیکی فکر مین ہون اور درخواست مہلت کی اور جج نے مہلت ۲۰ اپریل ۱۸۸۰ء تک کی منظور کی اور مشار الیہ نے یہہ بہی حکم دیا کہ مہلت آیندہ منظور نکیجائیگی — پس ۲۰ اپریل واسطے نیلام کے تاریخ معین قرار پائی اور اشتہار بہی بشکل اشتہار اول کے جاری ہوا — نتیجہ یہہ ہوا کہ قبل ۲۰ اپریل کے مدیون ڈگری نے پہر درخواست مہلت کی کی اور پہر یہہ بیان کیا کہ بذریعہ بیع یا رہن کے مین روپیہ فراہم کرنیوالا ہون — جج موصوف نے

مہلت ۲۰ جون ۱۸۸۰ء تک اور بڑہادی اور یہ شرط قایم کی کہ اشتہار ثانی جاری
نہوگا۔ غالبًا مدیون ڈگری کو استحقاق دست برداری اشتہار ثانی نیلام کا حاصل
تہا۔ میری رائے مین صاحب جج کو وجوہ کافی التوا سے نیلام کے ثابت ہوئے
تو اونکو یہ شرط قایم نکرنی چاہیئے کہ اشتہار ثانی نیلام کا نہوگا۔ جایز ہے کہ اشتہار
نیلام مدیون ڈگری کے لئے ایک بہت ضروری امر ہو اور ڈگریدار کیلئے بھی بہت باوقعت
کیونکہ اشتہار نیلام کے نہونے سے بہت کم اشخاص خریدار امکانًا ہوسکتے ہین
اور اون اشخاص پر اثر پہونچیگا جو نیلام کے موقع تک پہونچ گئے ہین کیونکہ اشخاص
مذکور کے پاس وہ سامان نہین ہے جس سے وہ مالیت جایداد کا اندازہ کرسکین
اور اپنی بولی بول سکین۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ مدیون ڈگری اشتہار کے
نہ جاری ہونے پر راضی ہوگیا تہا۔ اور تب ۲۰ جون واسطے نیلام کے مقرر ہوئی
تہی۔ لیکن ۲۰ جون کو یکشنبہ تہا اور نیلام جایداد کا ۲۱ جون ۱۸۸۰ء کو ہوا اور
نیلام ہوا یعنی جتو بی بی کے نام ختم ہوا۔ مسماۃ مذکورہ نے وہ جایداد ۔۔۔ کو خریدی
اور جایداد کی نسبت عدالت ہذا مین بیان ہوا ہے کہ ایسی ہے جسکی مالیت خالص
سالانہ ۔۔۔ ہے پس اگر یہ ثابت ہے کہ منافع سالانہ جایداد کا ۔۔۔ ہے
تو قیمت بہت ناکافی ہے۔

درخواست منسوخی نیلام کی بوجوہ متعدد روبرو جج ماتحت کے گذری تہی۔
بیان ہوا تہا کہ اشتہار نیلام بیضابطہ تہا کیونکہ حصص جداگانہ نہین لکہے گئے تہے
اور کیونکہ اوسمین ذکر مالگذاری سرکار کا نہ تہا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دونو امور بیضابطگی
کے اسم مین۔ بلاشبہ مجھے یہ خیال کرلینا چاہیئے کہ از روئے دفعہ ۲۸۷ مجموعہ
دیوانی کے اشتہار نیلام مین تفصیل صحیح جایداد نیلام طلب کے درج ہونا چاہیئے
اور جب جایداد مشتمل مختلف حصص موقوعہ مختلف پٹیات کے ہو تو مین مشکل سے کل
حصص کے یکجا درج ہونیکو مناسب تجویز کرونگا۔ مین خیال کرتا ہون کہ اشتہار مین
تعداد حصص نیلام طلب واقعہ ہر پٹی کی اور ہر حصہ مذکور کی مالگذاری کی صراحت درج
ہونی چاہیئے تہی کیونکہ مین تجویز کرتا ہون کہ دفعہ متذکرہ بالا مین یہ حکم ہے کہ اشتہار
نیلام مین صراحت تعداد مالگذاری مشخصہ محال یا حصہ محال کے جبکہ وہ حقیت

جو نیلام ہونیوالی ہے حقوق و مرافق محال مالگذاران سرکار یا جزو محال مالگذاری سرکار
کے ہون درج ہونی چاہیئے ۔ پس اگر وہ بات ہوئی ہوئی جو وقت گذرنے درخواست
التوا سے نیلام مورخہ ماہ اپریل سنہ کے ہوئی تہی تو مین ضرور یہہ خیال کرتا کہ متروک
مراتب مذکورہ کی اشتہار مین ایسی بیضابطگی ہے جس سے اگر کوئی نقصان مدیون
ڈگری کا ہوتا تو وہ وجہ معقول منسوخی نیلام کے قرار پاتی ۔ مین یہہ بہی دیکہہ
سکتا ہون کہ ان حصص کی صراحت متروک ہونیسے مدیون کا نقصان فی الواقع
ہوتا کیونکہ ہمسے کہا گیا ہے کہ مدیون ڈگری اپنا حصہ تعدادی ۳/۹ کو بعوض
الکہ … بیچنے پر راضی ہوگیا تہا ۔ اب کل زر ڈگری غیر مودی جسکے لئے نیلام
ہوا تہا قریب … کے ہے ۔ لہذا اگر ہر دو حصص نیلام نکیجاتے تو
غالب ہے کہ صرف حصہ ۳/۹ پائی کے نیلام سے قرضہ بیباق ہو جاتا اور دوسرے
حصہ کے نیلام کرنیکی ضرورت نہوتی ۔ لیکن بات تو یہہ ہے کہ مدیون اوس شرط
کو … نہ کیا تہا جو جج نے وقت اوسکی درخواست کرنیکے قایم کی تہی ۔ مجکو
کسیقدر اس امر کے تجویز کرنے مین دقت معلوم ہوتی ہے کہ نامبردہ اب اپنے کو
اون احکام سے مستفید کرسکتا ہے جو دربارہ شرائط اشتہار کے منضبط ہوئی ہین
لیکن اب بہی یہہ امر تجویز طلب باقی ہے کہ نیلام ۲۰ جون ۱۸۸۱ء تک
ملتوی ہوا تہا لیکن اوس روز نیلام نہین ہوا بلکہ ۲۱ جون کو ہوا تہا مین یہہ تجویز
کرسکتا ہون کہ جب نیلام کے ہونیکے لئے ایک تاریخ مقرر ہو تو وہ نیلام کسی
دوسرے روز بلا اجرا سے اشتہار جدید کے اور تاوقتیکہ مدیون ڈگری اوس
نیلام پر رضامند نہو مناسب طور پر ہو سکے ۔ اور یہہ امر کہ مدیون ڈگری کو تاریخ
معینہ پر نیلام نہونے سے نقصان ہوا ہے سو گواہونکی شہادت سے ثابت ہے
جنکا یہہ بیان ہے کہ اگر ہم واقعی تاریخ نیلام سے مطلع ہوتے تو ہم اس سے زیادہ
قیمت دیتے ۔ اور بمقابلہ انکے شہادت سے مجکو یہہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے کہ اگر
محض یہہ بیضابطگی نہوتی کہ نیلام جاید[illegible] کا اوس تاریخ کو ہوا جو واسطے نیلام کے
مقرر نہتی تو جایداد مذکور سے اوس سے زیادہ روپیہ وصول ہوتا جو وصول ہوا ہے لہذا
میری یہہ رائے ہے کہ یہہ اپیل منظور ہونی چاہیئے اور نیلام معہ کل خرچہ کے

منسوخ ہونا چاہیئے۔
اولڈفیلڈ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع غازیپور — اپیل دوئم نمبرہ ۱۸۶۸ء — منفصلہ یکم فروری

ہنومان و یک کس دیگر بنام رام چیتر و یک کس دیگر

بارثبوت۔ نالش دخلیابی اراضی۔ استحقاق۔

واقعات مقدمہ کے فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے درج ہین۔

ہنومان پرشاد و سکھہ رام منجانب اپیلانٹ

جوالا پرشاد و الٰتا پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ اس مقدمہ مین مدعی نے جس نے دعوی دخلیابی اراضی کا کیا ہے یہ بیان کیا کہ عرصہ ستر سال کا ہوا کہ مورث مدعاعلیہم نے جو اوسوقت مالک تہا اراضی مذکور بپاس مورث مدعیان کے رہن کی تہی اور عرصہ پچاس سال کا ہوا کہ بوجہ رہن مذکور اور بعد انفکاک ہونے رہن مذکور کے مدعیان قابض مالکانہ اراضی مذکور کے ہوئی اور اوسی طور پر اوسوقت تک قابض چلے آئے کہ جب مدعاعلیہم نے اونکو بیدخل کر دیا۔ برعکس اسکے مدعاعلیہم کا بیان ہے کہ یہ سچ ہے کہ بااستحقاق مدعیان کے رہن منجانب مورث مدعاعلیہم کے ہے لیکن رہن تنازعہ ۱۸۴۲ء مین ہوا تہا اور نہ ستر سال گذشتہ مین اور رہن مذکور بذریعہ منافع کے انفکاک ہو گیا اور بعد انفکاک رہن کے مدعیان کاشتکارانہ اوسوقت تک قابض رہے کہ جسوقت وہ بیدخل کرد ے گئے۔ مدعیان نے وہ رہنامہ پیش نہین کیا کہ جس پر اونکو استدلال ہے اور جس پر نامبردگان اپنے استحقاق کی بناء کو مبنی کرتے ہین اور نامبردگان رہنامہ مذکور کے تلف ہو جانیکو بہی ثابت نکر سکے لہذا نامبردگان اپنے رہن مستند لہکے ثابت کرنے مین قاصر رہے ہین۔ میری راے مین عدالت مرافعہ اولی نے اس امر کے قیاس کرنے مین غلطی کی ہے کہ اندرین حالات بارثبوت مدعاعلیہم پر ہے۔ عدالت اپیل ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ بارثبوت مدعیان کے

اورچونکہ مدعیان سے اپنا بیان ثابت نہین کیا لہذا عدالت اپیل ماتحت نے فیصلہ
بحق مدعاعلیہم صادر کیا۔

یہہ بالکل صحیح ہے کہ بہت صورتون مین جب کوئی بادی النظر مین استحقاق
بذریعہ مقصد یا وہ استحقاق جسکو استحقاق مقالبفت کہتے ہین ثابت کردی تو یہہ امر
اسلئے کافی ہے کہ مدعاعلیہ کے ذمہ یہہ ثابت کرنا عاید ہوجاتا ہے کہ اوسکو کوئی حق
مرجح بہ نسبت استحقاق مقالبفت فریق ثانی کے حاصل ہے۔ مجھے واضح ہوتا
ہے کہ یہہ مقدمہ اوس قسم کا نہین ہے۔ مدعیان مدالتین استحقاق مقالبفت
کے بیان سے نہین آئے ہین بلکہ وہ عدالت مین اس بیان سے آئے ہین
کہ اونکا استحقاق بوجہ اسکے ہے کہ اوسکے مورثان مرتہن سے تھے اور بوجہ اوس
رہن کے نامبردگان مستحق قبضہ مالکانہ اراضی کے ہوگئے ہین۔ فی الواقع مدعیان
کے کل بیان کا مدار اوس رہن کے مضامین پر ہے جسکو ہوئے ستر سال کا
عرصہ ہوا اور مدعیان نے جسکو بیان کیا ہے۔ یہہ ہوسکتا ہے کہ بجائے ستر
سال کے [illegible] ساٹھ سال کی میعاد واسطے انفکاک [illegible]
[illegible]
آوین اور [illegible] کہ اوین یا [illegible] اور یہہ بیان کرین کہ [illegible] بذریعہ
منافع جایداد کے ادا ہوگیا ہے۔ مدعیان نے اپنے استحقاق کو ستر سال
گذشتہ کے رہن پر مبنی کیا ہے اور اس امر کے ثابت کرنے مین قاصر رہے کہ
ایسا کوئی رہن وقوع پذیر ہوا تھا۔ مدعاعلیہم کے محض اس تسلیم سے کہ بناء
معاملہ کی رہن سے قایم ہوئی تھی مدعاعلیہم پر بار ثبوت عاید نہین ہوسکتا ہے۔
انہین حالات مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرونگا۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ مین بارہ ڈسمسی اپیل معہ خرچہ کے اتفاق کرتا ہون۔

ضلع بنارس | اپیل دوم نمبر [illegible] سنہ [illegible]ء | فیصلہ یکم فروری

[illegible] بنام [illegible] پرشاد سنگھ

معاہدہ معاوضہ۔ جبر واپس۔ رہن جو الفاظ سے پیدا ہوا۔ مجموعہ

ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۷۶ – ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) دفعہ ۵۳ –
انتقال فریبی –

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ میں از جج صاحب چیف جسٹس کے درج ہیں –
جوالا پرشاد منجانب اپیلانٹ ماد ہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایچ ۔ ای صاحب چیف جسٹس – یہہ نالش مدعیان نے بنام تین مدعا علیہم
بدعوی دلا پانے زر نقد بر بناء تمسک نوشتہ مدعا علیہم مذکور نمبر ا بمقابلہ مدعا علیہ
نمبر ۳ بدعوی دلا پانے زر نقد بذریعہ نیلام مکان جسکی نسبت بیان ہوا ہے کہ وہ
مکفول ہے وایہہ کی ہے – تمسک متنازعہ میں معاوضہ [illegible]
بیان کیا گیا ہے – ایک جزو معاوضہ کا مبلغ [illegible] بابت رہن نامہ مع سود کے جو کہ
نوشتہ [illegible] مدعا علیہم جو باہم باپ بیٹے ہیں اور [illegible] بابت اوس ڈگری کے
ہے کہ جو ڈگری ذاتی بنام گوپال بیٹے از مدعا علیہم کے تھی – ہمکو یہہ نہیں معلوم ہے
کہ [illegible] رقم کیونکر قائم ہوئی ہے – یہہ ہو سکتا ہے کہ بقیہ رقم [illegible] بابت
[illegible] رہن کے [illegible] ہوئی ہو – واضح ہوتا ہے کہ ایک شخص مسمی
[illegible] سنگھ نے حکم قرقی جائداد کا ۱۹ اپریل [illegible] کو حاصل کیا تھا اور قبل تاریخ
مذکور کے مدعی نے دیا یا سچا طور پر حکم قرقی جائداد مذکور کا بعلت [illegible] حاصل
کیا تھا – ۲۴ اپریل [illegible] کو تمسک متنازعہ مدعیان کو باپ اور دونوں
بیٹوں نے لکھا تھا اور ۲۰ اپریل [illegible] کو قرقی بعلت ڈگری [illegible] سنگھ کے جاری
نہیں ہوئی تھی ۳۱ جولائی [illegible] کو بعلت ڈگری [illegible] سنگھ کے جائداد نیلام ہوئی
اور مدعا علیہ نمبر ۳ نے کہ جسکا دعوی مدعی سے علم تھا خرید کی – اندرین حالات
بحث یہہ ہے کہ آیا فیصلہ عدالت ماتحت کا صحیح ہے یا نہیں اور یہہ کہ از روے
کسی دلیل کے جو منجانب رسپانڈنٹ کے ہمارے روبرو پیش ہوئی ہیں ہم اوس
چارہ کار کے عطا کرنے سے ممنوع ہیں جسکی مدعی نے استدعا کی ہے –
اول [illegible] عدالت اپیل ماتحت کی وہ راے غلط ہے جو عدالت موصوف نے
بابت معاوضہ کے یہہ قائم کی ہے کہ اس قسم کے تمسک کی سے تائید کرنا ضروری ہے
معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ماتحت نے یہہ خیال کیا ہے کہ جو تکہ ڈگری [illegible] کی

بمقابلہ گوپال کے جداگانہ تہی تو اوس سے کوئی معاوضہ واسطے تحریر تمسک منجانب
اوسکے باپ اور بہائی کے نہیں ہوسکتا ہے۔ اس مسئلہ کے ساتھہ مین اتفاق
نہین کرتا ہون۔ اگر کسی شخص کے پاس کوئی ڈگری اوسکے خاص مدیون
کے نام ہو اور شخص مذکور اوس کو بمقابلہ ذات یا جایداد مدیون کی جاری کراسکتا
ہے تو شخص مذکور کا ڈگری کا اجراء ان شرائط پر ملتوی رکہنا کہ وہ دیگر اشخاص
شریک ہوں اور جایداد اون کے نام مکفول کردین معاوضہ کافی اور معقول
کفالت جایداد مذکور کا ہے جو منجانب مدیون ڈگری یا دیگر دو اشخاص مذکور
کے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ جج عدالت ماتحت نے یہ خیال کیا ہے کہ معاوضہ
معقول ہونیکے لئے کسیقدر زر دیگی پدر اور بہائی کے ہوتا اسلئے ضرور ہے
کہ مدعی اوسپر نالش کرنیکا مستحق ہو۔ میری رائے مین معاوضہ یہہ تہا کہ مدعی
نے جسکے پاس ڈگری بنام ایک از اشخاص مذکور کے تہی اور جسکو نامبردہ نے
فی الواقع جاری کرایا تہا اوسکے نافذ کرنے سے اسباب پر اجتناب کیا کہ فریق
ہاے تمسک کے اوسکی تحریر کرنے مین شریک ہوگئی تہی۔ پس جس امر کے
بنا پر عدالت اپیل ماتحت نے اپنا فیصلہ بالخصوص مبنی کیا ہے وہ قانوناً بیجا ہے۔

مسٹر مادہو پرشاد نے مختلف امور منجانب ریسپانڈنٹ کے پیش
کئے ہین۔ یہہ کہا گیا ہے کہ تمسک متنازعہ تمسک مکفولی نہین ہے اور فی الواقع
در اصل اس تمسک مین کوئی کفالت نہیں ہے۔ بہ نسبت اوس حجت کے
صرف خود تمسک پر نظر کرنا ضروری ہے۔ تمسک مذکور مین یہہ جایداد بطور مکفول
کے درج ہے اور اوسمین یہہ شرط ہے کہ بحالت نہ ادا ہونیکے مدعیان کو
اختیار ہے کہ ذات اور جایداد مقران پر مواخذہ کرین۔ مین واسطے قائم کرنے
عمدہ تمسک مکفولی کے اس سے زیادہ مناسب الفاظ نہین تجویز کرسکتا ہون۔

مادہو پرشاد نے یہہ بہی کہا ہے کہ مدعاعلیہم کو اختیار رکہنے اس تمسک
مکفولی مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۷۸ء کا نہین تہا کیونکہ حکم قرقی مورخہ ۱۹ اپریل
کا ہوچکا تہا۔ یہہ امر دفعہ ۲۷۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے معنی پر منحصر ہے۔ دفعہ
مذکور کا یہہ مضمون ہے جب قرقی بذریعہ گرفتاری واقعی بالعبد و حکم تحریری کے

جسکا اشتہار و اعلان باضابطہ حسب شرائط مندرجہ صدر کے کیا گیا ہو وقوع
مین آئے تو بایام قیام قرقی انتقال نالشی کرنا جایداد مقروقہ کا بذریعہ
بیع یا ہبہ یا رہن یا بطور دیگر اور ادا کرنا مدیون ڈگری قرضہ یا سرمایہ منافع
کا یا حصہ شراکتی جماعہ وغیرہ کا بمقابلہ اون تمام مطالبہ جات کے جنکا
ایفا اس قرقی کے روسے ہو سکتا ہو باطل ہوگا۔ اس مقدمہ مین
قرقی بذریعہ گرفتاری واقعی بالصدور حکم تحریری کے جسکا اشتہار اعلان حسب
طریقہ مشتہرہ دفعہ ۲۷۴ مجموعہ کے باضابطہ ہوا ہو ۲۰ اپریل تک نہین ہوئی
تہی۔ فی الواقع کوئی امر مانع اس امر کا نہ تہا کہ یہہ رہن نامہ منجانب باپ
اور اوسکے دو بیٹون کے کیا جائے۔

مسٹر مادہو پرشاد نے یہہ حجت بہی کی ہے کہ یہہ معاملہ ازروے
دفعہ ۵۳ ایکٹ انتقال جایداد کے باطل ہے۔ نسبت اسکے میری
یہہ رائے ہے کہ اس مقدمہ مین معاوضہ معقول ہے۔ مجہے کوئی ایسی
شہادت نظر نہین آئی ہے کہ مقصود اس معاملہ کا بغرض فریب دہی یا توقف
مین ڈالنے دائنان کے تہا ممکن ہے کہ نتیجہ اس معاملہ کا غالبًا یہہ ہو کہ کسی
خاص داین کے حق تلفی ہو یا اوسکو توقف عاید ہو۔ لیکن مجہے واضح ہوتا
ہے کہ محض اس معاملہ کے وجہ سے کسی خاص داین کو توقف ہو تو اوسکی
نسبت یہہ کہا جاسکتا ہے کہ انعقاد اس معاملہ کا بہ نیت حق تلفی یا
توقف مین ڈالنے دائنان کے ہوا تہا اس بارہ مین سند مقدمہ سوبائی بی
بنام بالگوبند داس (زبدۃ الفقایر ہفتہ وار ۱۸۸۰ع صفحہ ۱۰۷) کے موجود ہے
علاوہ برین دفعہ ۵۳۔ ایکٹ انتقال جایداد مین ہمکو یہہ مضمون ملتا ہے

جب نتیجہ کسی انتقال جایداد غیر منقولہ کا متقضی فریب دہی یا حق تلفی یا
توقف مین ڈالنے کسی ایسے شخص کا ہوا اور وہ انتقال بلا ادا اسے معاوضہ
یا بادلے ایسے معاوضہ کے جو محض غیر کافی ہو ہوا ہو تو یہہ سمجہا جائیگا کہ وہ
انتقال اس نیت سے ہوا ہے جسکا اوپر مذکور ہوا ہے۔ یہہ انتقال بلا ادا کے
معاوضہ کے نہین ہوا ہے اور جہانتک ہمکو اطلاع ہوئی ہے بادلے محض غیر کافی

معاوضہ کے نہین ہوا۔ جہانتک ہم دیکھتے ہین یہ معاملہ بعوض معاوضہ معقول
اور بہ نیک نیتی ہوا ہے اور دفعہ ۵۳ متعلق نہین ہے۔
بدین وجوہ اپیل معہ خرچہ ڈگری اور فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کا بحال ہوگا
براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع میرٹھ — اپیل دوئم نمبر ۱۰۹ ۱۸۷۹ء — منفصلہ ۳ فروری

امیر سنگھ وغیرہم بنام نیمتی پرشاد

تقسیم۔ بحث حقیت۔ ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۱۱۳ و ۱۱۴۔ کارروائی سے پہلے ضابطہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۳ [illegible] پیش شدہ۔

واقعات مقدمہ کے فیصلہ مین جج صاحب چیف جسٹس کے درج ہین۔
ہنومان پرشاد و نندلال منجانب اپیلانٹان
بشمبھر ناتھ منجانب رسپانڈنٹ

جج صاحب چیف جسٹس۔ واضح ہوتا ہے کہ بوقت تقسیم اراضی مشترکہ کے جسمین چھہ پٹی کے مالکان حقدار تھے یہ بحث پیدا ہوئی کہ اراضی مشترکہ کا حصہ کیونکر قایم ہونا چاہیے۔ مدعیان حال کا یہ قول تھا کہ بلحاظ مقدار پٹی کے حصہ قایم کردیجائین اور دیگر پٹیات کے مالکان کا یہ قول تھا کہ اراضی مذکور بلحاظ تعداد پٹیات کے رسدی تقسیم کردیجاوے یعنی چھہ مساوی حصہ مین تقسیم کردیجائین یہہ عذر مدعیان حال نے روبرو اسسٹنٹ کلکٹر کے کیا تھا اور حاکم موصوف نے شہادت کی سماعت کی اور واجب العرض ملاحظہ کیا اور یہہ فیصلہ کیا تھا کہ مدعیان اپنے پٹی کے بابت ایک چھٹی حصہ سے زیادہ کے مستحق نہین ہین۔ بنا راضی اوس فیصلہ کے اپیل بحضور کلکٹر اور پھر بحضور کمشنر کے ہوا تھا اور فیصلہ اسسٹنٹ کلکٹر کا بحال رہا تھا۔ بالاخر یہہ نالش عدالت دیوانی مین بغرض تحقیقات اس امر کے کہ اراضی مشترکہ مین حقوق مدعیان کیا ہے دایر ہوئی ہین۔ منجانب مدعا علیہم کے ایک اعتراض

اس بنیاد پر پیش ہوا ہے کہ کارروائی عدالت ماتحت کی دفعہ ۱۳۳ ایکٹ
مالگذاری (۱۹ [illegible] ۱۸۷۳ء) مین داخل تہین اور ہرگاہ فیصلہ اسسٹنٹ کلکٹر کا حسب
منشاء دفعہ ۱۴۴ ایکٹ مذکور کے ہوا ہے لہذا نالش حال از روے
دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے ـ مین خیال کرتا
ہون کہ کل امر اس بحث کے فیصلہ پر منحصر ہے کہ آیا جو اعتراض عدالت
حال مین پیش ہوا تہا وہ ایسا اعتراض تہا کہ جس سے بحث استحقاق یا
حق مالکانہ کے پیدا ہوئی تہی یا نہین ـ مین خیال کرتا ہون کہ جو بحث
وہان اوس اعتراض مین متعلق تہی جو روبرو اسسٹنٹ کلکٹر کے پیش
ہوا تہا اوس مین بالضرور بحث استحقاق یا حق مالکانہ کے پیدا ہوئی تہی
یہہ سچ ہے کہ استحقاق یا حق مالکانہ مدعیان واقع اوس پٹی کے [illegible]
نزاع نہ تہا اور نہ دیگر پٹی داران کے استحقاق یا حق مالکانہ [illegible]
اونکے پٹیات کا کبھی زیر نزاع ہوا تہا بحث یہہ تہی کہ اراضی مشترکہ
کیونکر تقسیم ہو گی اور حقوق فریقین بہ نسبت مقدار اراضی مشترکہ
کہ جسکے فریقین مستحق تہے کیا تہی ـ فیصلہ امر مذکور کا بالضرور بموجب
کسی رواج یا قاعدہ قانون کے ہونا چاہیئے اور اگر اوسکا تصفیہ بموجب
رواج یا قاعدہ قانون کے کیا جاوے تو ضرور [illegible] مین بحث
استحقاق یا حق مالکانہ کی شامل ہے مدعیان کو بنظر اپنے کامیابی
کے یہہ کہنا چاہیئے تہا کہ از روے رواج یا قاعدہ قانون کے
ہم اراضی مشترکہ مین اوس رقبہ سے زیادہ پانے کے مستحق [illegible]
جو اونکے لیئے نامزد کیا گیا ـ مین نہین دیکہہ سکتا ہون
تصفیہ اس کا بلا پیدا ہونے بحث استحقاق یا حق مالکانہ یا بین مالکان
مختلف پٹیات کے نہ باہم اونکے پٹیات کے [illegible] اراضی مشترکہ
کے کیونکر ہو سکتا ہے ـ جو کیفیت یہہ ہے لہذا مین خیال کرتا
ہون کہ یہہ مقدمہ دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے
اور یہہ نالش ممنوع السماعت ہے ـ مین جج عدالت ماتحت سے اتفاق

اس راے سے اتفاق کرتا ہون کہ ضابطہ کے کسی غلطی سے اس بحث
مین اثر نہین پہونچ سکتا ہے۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ میری راے مین عدالت اپیل
ماتحت نے صحیح طور پر اس نالش کو ڈسمس کیا ہے اور در بارہ ڈسمسی
اپیل معہ خرچہ کے مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع بجنور — استصواب صیغہ فوجداری نمبر ۹ — منفصلہ ۱۳ جنوری

قیصر ہند بنام ہردیوا

سرقہ مال مقبوضہ آقا منجانب ملازم۔ ایکٹ ۴۵ ۱۸۶۰ء (تعزیرات ہند) دفعہ ۳۸۱ ـ سزا۔

یہہ استصواب ہائی کورٹ سے از روے دفعہ ۴۳۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ ضلع بجنور نے ہردیوا کے مقدمہ مین کیا تہا جسکے نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۸۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے آنریری مجسٹریٹ تاجپور نے صادر کی تہی مجسٹریٹ نے یہہ تحریر کیا ہے کہ مشار الیہ نے یہہ استصواب اوس وجہہ سے کیا ہے کہ اونکو حکم سزا صادرہ بالکل ناکافی معلوم ہوا۔ مشار الیہ کے حکم استصواب مین مضامین ذیل مندرج ہین۔ ہردیوا ملازم مستغیث نے مال مملوکہ اپنے آقا کا آقا کے مکان کے اندر سے چورایا ہے کہ جسمین ملزم بہی رہتا ہے۔ آنریری مجسٹریٹ (درجہ دویم) تاجپور نے برطبق اقبال ملزم کے جسکی تائید شہادت کافی سے ہوتی ہے حکم سزاے قید صرف ایک مہینہ کا نسبت نامبردہ کے صادر کیا ہے۔ میری یہہ راے ہے کہ مجسٹریٹ کو یہہ مقدمہ مجسٹریٹ ہیڈ حصہ ضلع کو بغرض اسکے سپرد کر دینا چاہیے تہا کہ اوس سے زیادہ شدید سزا اوسکو دیجاوے جسکے صادر کرنیکا خود مجسٹریٹ موصوف مجاز تہا مینے مکرر سہ کرر ہدایات بنام اس مجسٹریٹ کے اور نیز دیگر ہندوستانی مجسٹریٹون کے نام بدین درخواست جاری کی ہین کہ جرائم کے سنگینی کے اندازہ کرنیمین احتیاط اور احکام سزا کے صادر کرنے مین ذرا زیادہ انصاف ملحوظ رکہا کرین۔ وہی فاقہ کش کو جو مٹھی بہر غلہ کا چور ہے اور ایسے ملازم کو جو اپنے مالک کا گہر لوٹتا ہے ایک ہی سزا دیتے ہین اور جو شخص اپنی اوس میزبان کے مکان سے اوسکی کپڑے صبح کو چورلیجاتا ہے جس نے ایک شب کے واسطے اپنی مکان مین بحیثیت شخص اجنبی رحمدلی سے ٹکا لیا تہا اوسکو بہی وہی سزا ملتی ہے جو ایسے کاشتکار

کو سزا دیجاتی ہی کہ جس نے براے نام چوری (گو کہ وہ) ٹکڑہ لکڑی کا ہو
واسطے اپنے ہل کے کی ہو۔ مین چند واقعی مقدمات کا ذکر کرتا ہون۔

مین عدالت العالیہ ہائی کورٹ کو اس مقدمہ مین نہ صرف اس خیال
سے تکلیف دیتا ہون کہ سزاے کافی اس مجرم کو دیجادے بلکہ اس امید
سے بھی تکلیف دیتا ہون کہ آنریبل حکام اپنی راے نسبت مجرم کے اوس
سمجھہ مجرمانہ کی قایم کردین جو بابت اوس تعلق کے ہے جو جرم کو سزا کے
ساتھہ ہے۔

مطابق سرکلر لیٹر عدالت نمبر ۱ مورخہ ۹ دسمبر ۱۸۸۳ء کے آنریری
مجسٹریٹ نے کیفیت دی ہے جسکا [illegible] ضروری حسب ذیل ہے۔ مجھے
معلوم ہوتا ہے کہ ملزم عرصہ سے مستغیث کے خدمت مین ہے اور کبھی
کسی جرم کا مجرم نہین ہوا اور چونکہ یہہ اوسکا پہلا جرم ہے لہذا مین نے
اوس کے مقدمہ مین رحم ظاہر کیا ہے۔ قطع نظر اسکے مین اون حالات
کے نسبت مشتبہ ہون کہ جن حالات مین ارتکاب اس سرقہ کا ہوا تھا
جیسا کہ مین ہمیشہ اون [illegible] قسمون کے ارتکاب کے بابت مشتبہ ہوا کرتا
ہون کہ ایسے حیثیت کے اشخاص کے ملازم ارتکاب کیا کرتے ہین
جیسا کہ مستغیث ہے کیونکہ عموما ایسا ہوتا ہے کہ کم حیثیت کے آقا ملازمونکو
کافی اور برابر تنخواہ نہین ادا کرتے ہین اور ملازمان وسایل ناجائز سے
اپنی احتیاج رفع کیا کرتے ہین لہذا آقا بہ نسبت ملازمان کے زیادہ تر
قابل الزام ہین جو بوجہ قصور آقا کے اونکی چوری کیا کرتے ہین۔ لہذا
میری یہہ راے ہے کہ ایسے ملازمان سے بہ سختی نہ مسلوک ہونا چاہیئے
چونکہ کوئی شہادت اس بارہ مین ایسی نہ تھی جس سے مین تحریرات بالا
اپنی فیصلہ مین داخل کرتا لہذا مین نے تحریرات مذکورہ کے لکھنے سے احتناب
کیا لیکن وقت فیصلہ کرنے اس مقدمہ کے یہہ کل باتین میرے ذہن
مین نہین کہ جنکا اثر کسیقدر میرے ذہن مین بوقت تجویز کرنے ادنی سزا کو ہوا
تھا کہ جو سزا معمولی مقدمات مین بالکل ناکافی سمجھی جاسکتی ہے۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس - چونکہ ملزم اپنی حکم سزا کو بھگت چکا ہے اور رہا ہو چکا ہے لہذا مین اس بات پر آمادہ نہین ہون کہ حکم سزا کو بڑھا کر پھر گرفتاری کا حکم صادر کر دون - لیکن مین یہہ لکھنا مناسب سمجھتا ہون کہ مجسٹریٹ بجنور نے بہت صحیح طور پر اس مقدمہ کی رپورٹ کی ہے اور مین اونکی تحریرات سے بالکل اتفاق کرتا ہون خود انگریزی مجسٹریٹ کے کیفیت سے صاف ظاہر ہے کہ اونھون نے نسبت بحث سزا کے اپنی ذہن پر ادن امور کو موثر ہونے دیا ہے جنکی وجوہ کا ثبوت اس مقدمہ مین موجود نہ تھا اور یہہ بات بالکل نہین ثابت ہوتی ہے کہ مستغیث ایک معمولی [illegible] تھا ہے اور جو خدمات ملزم اوسکی کرتا تھا اوسکا معاوضہ مناسب اوسکو [illegible] تھا - مقدمات فوجداری کے طی کرنے مین مجسٹریٹ کے لئے اس سے زیادہ کوئی بات مضرت رسان نہین ہو سکتی ہے کہ وقت تجویز کرنے تصور فیصلی کے اصادر کرنے اوس حکم سزا کے جو وہ صادر کرنا چاہتے ہین اپنی اوپر اون مبہم اور عام خیالات کو موثر ہونی دیا جو خود اونکی بیرونی تجربات پر مبنی ہین اور جنکے ثبوت سے تائید نہین ہوتی تجربات مذکور سے ہمیشہ دھوکا ہوتا ہے اور یہی قرینہ غالب اس بات کا ہوتا ہے کہ تجویز ثبوت جرم ناحق ہو جاوے یا حکم سخت اس طرح صادر ہو جاوے جیسے کہ غلط حکم برائت یا سزا ناکافی کا صادر ہو جاوے - یہہ ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہئے [illegible] ہونے خفیف حالات کے جو کہ حقیقۃ ثابت ہون چوریان جو [illegible] سے کرین بوجہ تعلق فریقین کے سنگین قسم کے چوری ہوتی [illegible] قانون کا یہہ مقصود ہے کہ بہ نسبت زیادہ معمولی چوریون کے اوسکی زیادہ سخت سزا ہوتی چاہئے -

بدین تحریرات مسل مقدمہ واپس ہو -

ضلع [illegible] استصواب صیغہ فوجداری نمبر ۱۷ منفصلہ [illegible]

قیصر ہند بنام نرائن

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۸۸ - نفاذ حکم کا - نوعیت وارنٹ کی - قید بحالت غیر مودی رہنے کے - ایکٹ اول ۱۸۶۸ء (ایکٹ التعریف عام) دفعہ ۲ ضمن (۱۰) - قید -

اس مقدمہ مین ایک شخص مسمی نراین کو حکم ادا کرنے دو روپیہ ماہواری بطور نان ونفقہ اپنے زوجہ کے بموجب دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہوا تہا - نامبردہ حکم مذکور کے تعمیل مین قاصر ہوا اور بموجب فقرہ سویم دفعہ ۴۸۸ کے جنٹ مجسٹریٹ بنارس نے حکم بدین مضمون صادر کیا کہ ہرگاہ بقایا نان ونفقہ ثابت سات مہینہ کے باقی رہا ہے اور از روی وارنٹ مجریہ حسب احکام قانون مستدل کے کچہہ وصول نہین ہوا لہذا حکم سزای قید سخت میعادی سات ماہ کا بہ نسبت سائل کے صادر ہونا چاہیئے -

صاحب سشن جج بنارس نے یہہ راے قایم کرکے کہ حکم جنٹ مجسٹریٹ کا خلاف قانون ہے مقدمہ کو بغرض اصدار حکم ہائیکورٹ مین حسب تحریرات ذیل بہیجا ہے -

یادداشت تحت دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری مشرح ومولفہ پرنسپ صاحب صفحہ ۳۷۵ مین باعتبار چند فیصلجات ہائیکورٹ مندرج اس کے یہہ عبارت دستیاب ہوتی ہے کہ اگرچہ چند ماہ کے بقایا نان ونفقہ کا صرف بذریعہ ایک وارنٹ کے وصول ہوسکتا ہے تاہم صرف ایک مہینہ کے قید کی سزا بحالت نہ وصول ہونے کے دینا چاہیئے تہی - اس مقدمہ مین صرف المودعہ کو تعلق ہے اور اگر ایسی قدر جرمانہ ہوتا تو صرف دو مہینہ کی قید بحالت نہ ادا ہونے جرمانہ کے دیجاتی - لیکن اگر حکم جنٹ مجسٹریٹ کا جائز ہے تو ظاہر ہے کہ کسی شخص کو بعلت نہ ادا کرنے بقایا نان ونفقہ اپنے زوجہ کے ایسی طول طویل قید کا مبتلا کرسکتی ہین - پہر اگرچہ از روی دفعہ ۴۸۸ کے لفظ قید مین کوئی

شرط قید محض یا صنعت کی نہین ہے لیکن مین خیال کرتا ہون کہ صرف
قید محض سے ... درست ہے۔

مقدمہ واسطے سماعت کے روبرو اسٹریٹ صاحب جسٹس
کے پیش ہوا تھا اور حاکم ممدوح نے حکم دیا کہ روبرو دو ڈیژن بنچ کے پیش ہو۔

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ میری یہہ راے ہے کہ
اصول مرحجہ فیصلہ مندرجہ رپورٹ ہائے
کورٹ مندرجہ اسن جلد ۶ صفحہ ۲۳ (ضمیمہ)
اوس مقدمہ سے متعلق ہوتا ہے جو از روے دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ
فوجداری حال کے پیدا ہو۔ میری راے مین دفعہ مذکور کا یہہ مقصود ہے
کہ ہر جداگانہ ماہواری رقم غیر مودی کے لئے جداگانہ وارنٹ جاری ہونا
چاہئے اور جب یہہ کیا جاے تو زیادہ سے زیادہ سزا ایک مہینہ کی قید کی
ہو سکتی ہے۔ اگر وارنٹ واسطے بقایا مجموعی چند ماہ کے جاری کیا جاے
تو ایسی صورت مین مجسٹریٹ کو اوس سے زیادہ حکم سزا کے صادر کرنیکا
اختیار نہین ہے کہ جو بشرط اوس صورت کے ہوتا کہ جب وارنٹ بہ نسبت
صرف ایک خاص خلاف ورزی کے ہوتا۔ دوسرے طور پر تجویز کرنے سے
بڑی وقت بہ نسبت اوس طریقہ کے پیدا ہوگی جسمین تجویز تعداد سزا کی تجویز
کرنا پڑیگی۔ مثلاً ایک حکم واسطے ادائے عہ ماہواری کے صادر ہوا
ہے اور چھ مہینہ یعنی جنوری سے جون تک غیر مودی رہا ہے۔ اسپر
وارنٹ واسطے بقایا سے کے جاری ہوا اور جو بعد وصول عہ کے واپس
ہوا۔ تو یہہ کہنا مشکل ہوگا کہ مجسٹریٹ کیونکر یہہ دریافت کر سکیگا کہ کس
مہینہ کی باقی رقم کے بابت اوسکو سزا صادر کرنا چاہئے یعنی یہہ کہ وہ اوس
رقم وصولی کو چھ مہینہ پر پھیلائینگے یا یہہ کہ آیا تین مہینہ سے متعلق کرینگے۔
اور اگر ایسا کرینگے تو کس تین مہینہ سے یعنی اول تین مہینے سے یا
آخر تین مہینے کے بقایا سے یا درمیانی تین مہینے کے بقایا سے متعلق کرینگے۔
میری یہہ راے ہے کہ کارروائی باضابطہ یہہ ہے کہ صرف ایک وارنٹ

بابت جداگانہ ماہواری خلاف ورزی کے جاری ہونا چاہئے اور مجسٹریٹ
ایسے ہر موقع پر ایک مہینہ سے زیادہ سزا نہین دے سکتا ہے
اسسٹنٹ صاحب جسٹس ۔ میری بھی یہی رائے ہے ۔ مجھکو واضح
ہوتا ہے کہ چونکہ احکام مندرجہ فقرہ سوم دفعہ ۴۸۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری
کے صریحاً تعزیری قسم کے ہین لہذا اوسکی تعبیر بسختی ہونی چاہئے اور
جہانتک ممکن ہو تعبیر مفید حق رعایا کے ہونی چاہئے بموجب اوس
تعبیر کے جو مین دفعہ مذکور کی کرتا ہون ایک شرط مقدم صدور تجویز میعاد
قید کے جاری ہونا وارنٹ کا نسبت ہر عدول حکم مشعر دلائیجانے نان و
نفقہ کے ہے درحالیکہ بعد اجراے وارنٹ مذکور کے واپسی عدم وصول
کے ساتھ ہے ۔ اس رائے مین میری تائید عبارت جزو اخیر دفعہ مذکور
سے ہوتی ہے جسکا یہہ مضمون ہے کہ جو سزا از روے دفعہ مذکور کے
ہوسکتی ہے وہ ہر مہینے کے کفاف کل یا جزو کے بابت جو وارنٹ کے
تعمیل کے بعد غیر مودی رہا ہو ۔ یعنی وارنٹ ہر جداگانہ اور خاص عدول
حکم نان و نفقہ کے بابت جاری ہوگا ۔ بلحاظ فیصلہ ہائی کورٹ مندرجہ اس
کے مین یہہ کہنے کو آمادہ نہین ہون کہ اگر بوجہ کسی بیضابطگی کے ایک
ہی وارنٹ بہ نسبت چند عدول حکمی کے جاری ہوگیا ہے اور یہہ واضح
ہوتا ہے کہ بعد اجراے وارنٹ کے گرفتاری ہوئی ہے اور اوس شخص
سے اب بھی روپیہ باقی ہے جسکے نام حکم صادر ہوا ہے تو یہہ امر اندر اختیار
مجسٹریٹ کے نہوگا کہ حکم سزاے قید کا [illegible] کرے ۔ لیکن حکم سزا مذکور
کے نسبت یہہ تصور ہوگا کہ وہ متعلق صرف ایک عدول حکمی کے ہے اور
صرف ایک مہینہ تک ہوسکتی ہے ۔ لیکن میری راے مین دفعہ مذکور سے
مقصود ایک وارنٹ اور ایک سزا سے ہے اور اوسکا مقصود وارنٹ
مجموعی یا سزا مجموعی سے نہین ہے ۔ لہذا مین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ
حال مین مناسب طریقہ یہہ ہوگا کہ یہہ حکم دیا جاوے کہ میعاد قید حکمی مجسٹریٹ
کے ایک مہینہ تک کی قید محض تک تخفیف کیا جاوے ۔ بنظر مثلین دفعہ ۲

ضمن ۱۸ - ایکٹ التعریف عام لفظ قید مندرجہ دفعہ ۴۸۸ کے محض یا سخت ہوسکتی ہے -

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس - مین خیال کرتا ہون کہ دعوی مجموعی لقایا نان ونفقہ جواندوے چند عدول حکمیون کے پیدا ہو ایک ہی کارروائی مین طلب ہوسکتا ہے اور لقایا مذکور ایک وارنٹ کے ذریعہ وصول کیجاسکتی ہے - ساتھہ ہی اوسکے مین آراے منظہرہ سے اتفاق کرتا ہون کہ جب یہہ ہوجاوے تو میعاد قید کی جو اس خلاف ورزی کے علت مین دیجاوے ایک مہینہ کی میعاد پر محدود ہونی چاہئے -

---

ضلع سہارنپور   اپیل دوم نمبر ۴۳۳ سنہ ۱۸۸۵ء   منفصلہ ۲۵ جنوری

محمد یوسف   بنام   سکھہ ناتھہ

نالش استقرار حق بحالی قبضہ جایداد غیر منقولہ - مدعیکا اوس استحقاق کے ثابت کرنے مین قاصر ہونا جسکی بنا پر وہ عدالت مین ایا ہے - استحقاق متعالبعت پر بمقابلہ ناصب کے عود کرنا - خرچہ مقدمہ بوجہ مداخلت بیجا خارہ -

واقعات استغاثہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین

بیبی السہ واجو دھیا ناتھہ منجانب اپیلانٹ   لبشمبر ناتھہ وسندر لعل منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس - جس نالش سے یہہ اپیل متعلق ہے وہ سکھہ ناتھہ راے مدعی رسپانڈنٹ نے بنام مدعا علیہ حسب حالات ذیل بہ غرض نالش کے دایر کی تھی - مدعی کا یہہ بیان ہے کہ قصبہ سہارنپور مین ایک باغ نمبری ۷۹۰ تعدادی ۱۱ بسوہ سکھہ ہے جسکی تقسیم ۱۲ حصون مین ہوئی اور جنمین سے ۵ حصے مدعی کو ورثتاً حاصل ہوئی اور منجملہ اونکی ۴ حصے دو اشخاص مسمیان رام لعل اور جیسکھہ راے سے حاصل ہوئے اور ۲ حصے بسنت لعل کے ہین جو اوس نے رتن لعل سے پاے تھی اور ۱ حصے محمد یوسف مدعا علیہ اپیلانٹ کے ہین جو اوس نے ...... خرید

دیگر حصہ داران سے پائی تھی۔

مدعی نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ سنہ ۱۸۹۵ء میں معمولی طور پر اوس
نے ایک ثلث پیداوار باغ مذکور کے بعوض [illegible] کے بیع کی تھی اور
جب اوسکے خریدار نے اپنی پیداوار خریدہ پر دخل لینا چاہا تو مدعا علیہ نے
بقدر چار حصوں کے اوسکی مزاحمت کی اور اس وجہہ سے مشتری مذکور
نے مدعی پر عدالت خفیفہ واقع سہارنپور میں واسطے دلا پانے قیمت پیداوار
باغ بقدر چار حصے منجملہ ۱۲ حصے مبیعہ کے مدعی سے دایر کی اور محمد یوسف
مدعا علیہ مقدمہ حال نے عدالت خفیفہ میں بطور گواہ حاضر ہوکر مدعیکی
قیمت بابت چار حصے مذکور سے انکار کیا جس سے قیمت دلا پانیکا اوسوقت دعوی
تھا اور اونکے نسبت اپنا حق ظاہر کیا اور اسطور پر محمد یوسف مدعا علیہ نے مدعی کو بنا
مخاصمت عدالت میں آیکی پیدا کی۔ لہذا ایہہ نالش دایر ہوئی۔ دادرسی
مستدعیہ مدعی کی یہہ تھی کہ بدفع مزاحمت مدعا علیہ کے ڈگری دخلیابی ۴ حصے
منجملہ ۱۲ حصہ موقوعہ باغ تعدادی … بسوہ … بگہہ باثبات حق وراثت بمقابلہ
جایداد رام لعل وجیسکہ راے کے صادر ہو اور نامبردہ نے استدعا دلا پانی
خسارہ بشکل اقبالیہ قیمت پیداوار باغ عہ و مبلغ ۱۱ روپیہ … وصول قیمت
ایکہزار اینہ وے خرچہ جوابدہی نالش عدالت خفیفہ جو اوسکو عاید ہوا
جملہ تعدادی خسارہ تعدادی ۱۱ر … کے کی ہے۔

عدالت مرافع اولی میں فریقین کے طرف سے گواہونکا اظہار کرایا گیا
تھا اور ظاہرا منصف نے بہت احتیاط اور کامل طور سے مقدمہ پر غور
کیا تھا کہ جنکا فیصلہ بر طبق اپیل روبرو جج ماتحت کے کلیتاً بحال رہا۔

منصف نے باعتبار شہادت ہردواری لعل کے تجویز بمضامین ذیل صادر کی تھی

شہادت ہردواری لعل سے مجھی اطمینان ہوتا ہے کہ حصہ رام لعل
کا جسکی تعداد منجملہ کل کے بقدر ۴/۱۲ تھی مدعی کے قبضہ میں تھا اور نہ مدعا علیہ
کے قبضہ میں۔ واضح ہوتا ہے کہ بجاے ۱۲ حصوں کی سنہ ۱۸۹۳ء میں مدعا علیہ ۱۱
حصوں پر قابض تھا لیکن سنہ مذکور میں اوس نے گیارہ ۱۱ حصے خرید

کر سکے اون کل حصون پر دعوی کرنیگا جسکی نسبت اوسکی شرکا استحقاق
ثابت نہ کر سکے اگرچہ خود مدعی مستحق حصہ رام لعل کا نہین ہے تاہم چونکہ قبضہ
حصہ مذکور پر ثابت ہوا ہے لہذا نابردہ کو اوس پر قابض رہنے کا استحقاق
اوس وقت تک حاصل ہے کہ جب تک منجانب مالک جائز کے بیدخل کیا جاوے
لہذا میری یہہ رائے ہے کہ مدعی مستحق ڈگری دخلیابی ۳ حصہ منجملہ
۸ حصون کے ہے۔ نابردہ خسارہ کا بہی مستحق ہے بالآخر منصف نے
ڈگری دخلیابی ۳ حصہ منجملہ ۸ حصہ متدعویہ اور خسارہ رسدی کی بحق مدعی صادر کیا
جیسا اوپر کہہ چکا ہون کہ جج ماتحت نے ڈگری مذکور کو بحال رکہا
اور ڈگری مذکور پر اعتراض نہ محض اوس عبارت سے ہوا ہے جو
یادداشت اپیل مدعا علیہم مین درج ہے بلکہ اون امور کے بنا پر بہی ہوا
ہے جسکے پیش کرنیکی اجازت ذیعلم وکیل مدعی کو مینے دی تہی یعنی یہہ
کہ بلحاظ اوس شہادت کے جسکا ترجمہ ہوا ہے اور ہمارے روبرو پیش
ہے کہ ثبوت قانونی واسطے قایم رکہنے اور تائید کرنے تجاویز عدالت
ماتحت بحق مدعی کے نہین ہے۔

مجہے اب موقع نہ صرف غور کرنے اوپر اون دلیلون کے حاصل ہوا ہے
جو ہمارے روبرو اسمقدمہ مین پیش کی گئی ہین بلکہ تایید دلائل مذکور کے
آزمانے اور اوسکے نسبت بحث کرنیکا اعانت اپنے بہائی ٹرسل صاحب
کے حاصل ہوا ہے اور مین اون سے اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ
یہہ اپیل ساقط ہوتا ہے۔

مجہی معلوم ہوتا ہے کہ شہادت موجودہ مسل مین کچہ ثبوت اس
امر کا ہے کہ تا انکار مدعا علیہ دربارہ اوسکے کہ مدعی کے مشتری کو بمقدار کامل
حصص شرات کی کیفیت دیگئی مدعی نے اوسکے ہاتہ بیع کی تہی مدعی بلاشبہہ
قابض اور متصرف بدرجہا اول تین حصے منجملہ ۸ حصہ متدعویہ نابردہ کے
تہا۔ لہذا مین خیال کرتا ہون کہ نالش کے طرف اسطرح پر نظر کرنی چاہئی
کہ گویا دعوی کی نوعیت بطور استقرار حق بحالی قبضہ چار حصہ مذکورہ کے ہے

اسکے کہ درخواست اول جو نابالغ کے طرف سے اوسکی مان نے داخل
کی تھی وہ بیجا نہی کیونکہ وہ قایمقام قانونی اوسکی نہ تھی اور یہہ کہ جج ماتحت
کی راے دربارہ نامنظوری اوسکے کے صحیح تھی تو درخواست دویم عذرداری
نیلام کے بلونت سنگہ ولی جایز نے بعد اختیار باضابطہ کے داخل کی تھی اور بلحاظ
دفعہ [illegible] ایکٹ میعاد سماعت کے درخواست مذکور خارج المیعاد نہ متصور
ہونی چاہیئے (اسبارہ مین سند پریوی کونسل بمقدمہ پہولباس کنور بنام
جگیشر سہاے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱ صفحہ ۲۲۶) موجود ہے
لہذا یہہ ایسی درخواست ہے جسکے داخل کرنیکا مدیون ڈگری اپیلانٹ کو
حق حاصل ہے اور جسکا پذیرا کرنا اور طی کرنا قبل کارروائی منظوری نیلام
یا عطا کرنے سارٹیفکٹ نیلام کے جج ماتحت پر فرض تھا۔ بلاشبہہ دفعہ ۳۱۱
کا یہہ منصوبہ ہے کہ درخواست عذرداری نیلام کی قبل صدور حکم منظوری
نیلام کے داخل ہوجانا چاہیئے لیکن اگر عدالت کی جلدبازی سے
منظوری نیلام کی اوس وقت کے گذرنے سے پہلی ہوجاوے جو
واسطے داخل کرنے عذرداری نیلام کے متعلق ہے تو عدالت ماتحت
عذرداری مذکور کو بعد صدور حکم منظوری نیلام کے منظور کرسکے یا نہ کرسکے
ہماری راے ہے کہ جب مقدمہ بصیغہ اپیل عدالت ہذا مین پیش ہو تو
عدالت ہذا پر فرض ہے کہ حکم مذکور مین دست اندازی کرے اور یہہ
دیکھے کہ عذرات کے پیش کرنیکا اختیار اپیلانٹ کو قانوناً حاصل ہے اور اوسکی
سماعت اور تجویز قبل اسکے کہ اوسکی جایداد کا نیلام منظور یا قطعی ہوچکی
ہے یا نہین۔

ہم حکم عدالت ماتحت مورخہ ۲ اگست اور حکم مشعر منظوری نیلام کو
منسوخ فرماتے ہین اور مقدمہ اسلیے واپس بھیجتے ہین کہ عذرات اپیلانٹ کی سماعت
اور تجویز ہو اور تصفیہ مقدمہ کا مطابق قانون کے ہو۔
خرچہ مقدمہ کے خرچہ مین شامل ہوگا۔

ضلع گورکھپور — اپیل ڈگری نمبر ۱۹۳ سنہ ۱۸۸۰ع — منفصلہ ۲ فروری

شرع محمدی - نیلام صیغہ اجرا ڈگری بمقابلہ قایمقام متوکہ اہل اسلام متوفی - نالش منجانب وارث جو فریق ڈگری نہو واسطے دلاپانے متروکہ کے خریدار سے - ڈگری کا اس امر پر مشروط ہونا کہ مدعی رسدی اوس قرضہ کو ادا کرے جسکے علت مین جایداد نیلام ہوئی تھی - عملدرآمد - بعد ایسی مقدمہ کے عدالت اپیل ماتحت سے اول مرتبہ عذر کا ہونا -

واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ عدالت مین کافی طور سے درج ہین -

امیر الدین منجانب اپیلانٹ ۔۔۔ ہنومان پرشاد منجانب ریسپانڈنٹ

اولڈ فیلڈ صاحب جسٹس - جایداد متنازعہ مقدمہ ہذا ملکیت احمد الدین خان کے ہے جنسے منجملہ اونکی ایک بیوہ امتیاز النسا اور دختر ممتاز النسا چھوڑی تھی - بیوہ فوت ہوگئی ہے - صحیح تاریخ نہین معلوم لیکن سوقت گذری مین اور ممتاز النسا دختر اوسکی جانشین ہوئی ہے - مدعی قایمقام دختر مذکور کا بذریعہ خریداری کے ہے اور دعویدار دلاپانے جایداد کا مدعا علیہ سے جو خریدار اوس ڈگری کے اجرا مین ہوا ہے جو بمقابلہ ممتاز النسا مذکور بحیثیت قایمقام متروکہ احمد الدین خان کے حاصل ہوئی تھی - عدالت ماتحت نے ڈگری بحق مدعی بابت اوس حصہ کے جو ممتاز النسا نے اپنی مان سے ورا ثتًا پایا تھا باداے رسدی قرضہ کے جسکے علت مین جایداد مذکور نیلام ہوئی تھی صادر کی ہے -

اپیل منجانب مدعی کے بابت دو امور کے ہے - اول یہہ ہے کہ آیا مدعی بلاادا اوس قرضہ کے جسکے علت مین جایداد نیلام ہوئی ہے مستحق دلاپانے جایداد کا ہے - مین اس عذر کو نامنظور کرتا ہون - مدعا علیہ خریدار نیک نیت اوس ڈگری کے اجرا مین ہوا ہے جو بمقابلہ ممتاز النسا بحیثیت قایمقام جایداد کے تھی - مدعی قایمقام ممتاز النسا کا ہے اور وہ صرف باداے حصہ رسدی قرضہ مذکور کے پا سکتا ہے - مین خیال کرتا ہون کہ یہہ وہی راے ہے جو صاف طور سے بمقدمہ جعفری بیگم امیر احمد خان کے اجلاس کامل مین اختیار کی گئی تھی (انڈین لا رپورٹ

سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۲۸ مقدمہ منفصلہ پریوی کونسل مستدلہ ذیل
کونسل کا بہت قابل امتیاز ہے۔ مقدمہ مذکور مین وارث ہی وہ شخص
تہا جو جایداد مقبوضہ خریداران کا [illegible] کرنا پاتا تہا۔

دوسرا امر یہہ ہے کہ مستاجران نے جو حصہ اپنی ماں سے وراثتاً
پایا تہا وہ کیا ہے۔ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ یہہ عذر ایسے کافی
وقت مین پیش کیا گیا تہا کہ عدالت ماتحت اوسکو منظور کر سکے یا عدالت
ہذا اسکی پذیرائی کو گوارا کر سکے عذر مذکور اسوقت کے بعد پیش نہین
کیا گیا تہا کہ جب عدالت اپیل ماتحت نے مقدمہ واسطے تجویز چند تنقیحات
کے واپس بہیجا تہا۔ مین اس عذر کو بہی نامنظور اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع گورکہپور اپیل از احکام نمبر ۱۸۸۰ء منفصلہ ۲۸ نومبر

رام غلام بنام منوہر داس

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ نمبر ۱۳۲ نالش واسطے
اوس روپیہ کے جسکا مواخذہ جایداد غیر منقولہ پر ہو۔ درختان [illegible]

یہہ نالش واسطے دلاپانے مبلغ ما راصل معہ سود بربنا [illegible]
مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۶۸ء بذریعہ نیلام جایداد مکفولہ تمسک مذکور کے
عدالت مرافعہ اولی (منصف گورکہپور) نے یہہ تجویز کی کہ نالش خارج
ان وجوہ کے بنا پر ہے جو عدالت موصوف نے حسب ذیل بیان کی
ہین۔ چند درختان وبید اور درختان وحق دخیلکاری کاشتکار
ضمانت ادا زر کے تمسک مین مکفول ہوے ہین اور مدعی
نالش دلاپانے اپنی روپیہ کی بذریعہ نیلام جایداد مکفولہ تمسک
بہ نسبت درختان کے یہہ رائے ہے کہ ایکٹ رجسٹری اور ایکٹ
جایداد یعنی دونون ایکٹون کے روسے درختان فہرست جایداد [illegible]
سے بالخصوص مستثنی ہین اگر یہہ صورت ہے تو ظاہر ہے کہ
مدعیکا باستدعاء ایصال زر بذریعہ نیلام درختان وبید اور درختان [illegible]

دفعہ ۱۴۴ ضمیمہ ۲ ایکٹ میعاد سماعت مین داخل نہین ہے کہ
جسکے بموجب مدعی دعویدار ہے کہ نالش بین المیعاد ہے۔ اس امر
ابتدائی کے بنیاد پر منصف نے نالش ڈسمس کی۔
برتبق اپیل منجانب مدعی کے ضلع جج گورکھپور نے بمنسوخی فیصلہ
منصف کے تجویز بمقابلہ [illegible] صادر کی۔ درختان مکفولہ تمسک مدعی
اپیلانٹ کو مین خیال کرتا ہون کہ وہ بطور جایداد غیر منقولہ کے حسب
منشاء دفعہ ۱۴۴ ضمیمہ ۲۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء کے متصور ہونا چاہیئے اور لہذا
نالش بین المیعاد ہے۔ تاریخ انعقاد معاہدہ کو ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء صادر
نہین ہوا تھا اور ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء مین کوئی تعریف جایداد غیر منقولہ کی درج نہین
ہے پس مین خیال کرتا ہون کہ احکام ایکٹ ۱ ۱۸۶۸ء (ایکٹ تعریف عام)
متعلق ہین اور دفعہ ۲ ضمن (۵) ایکٹ مذکور مین تعریف جایداد غیر منقولہ
کے [illegible] طور پر ہے کہ اشیاء متعلقہ اراضی اوسمین شامل ہین۔ یہ ایسی
تعریف ہے جسمین علانیہ صورت درختان کی شامل ہے۔ لہذا مین اپیل
منظور کرکے دعوی مدعی کے ڈگری کرتا ہون اور بمنسوخی فیصلہ عدالت
ماتحت کے مقدمہ بموجب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے
تجویز روداد ثانی کے واپس بھیجتا ہون۔

مدعاعلیہ نے بنارضی حکم واپسی مقدمہ کے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹ ۔ جوگندر ناتھ منجانب ریسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس۔ اس مقدمہ مین از روے تمسک
مکفولی کے چند درختان استادہ پر مواخذہ قایم ہوا تھا۔ بحث یہ ہے کہ
آیا درختان استادہ مذکور حسب نشاء دفعہ ۱۴۴ ایکٹ میعاد سماعت کے جایداد
غیر منقولہ مین یا نہین۔ یہ بالکل سچ ہے کہ اور ایکٹون مین اور دیگر اغراض
کے واسطے تعریفات جایداد غیر منقولہ کی معین ہین کہ جنکی رو سے درختان
استادہ خارج مین۔ مین خیال کرتا ہون کہ تعریفات مذکور واسطے اغراض
موجودہ وقت کے معین ہوئی تھین کہ ایکٹہاے مخصوص مذکورہ صادر ہوئے تھے

سکونت مکان مذکور کا باداے سہ سالانہ معہ دیگر حقوق کے حاصل ہوا تھا
اب مہ رمضانی نے اپنا استحقاق بدست دیگر مدعا علیہ کے بیع کر دیا ہے اور
اوس بیع کے لحاظ سے مدعیان دعویدار سید علی مدعا علیہم کے ہیں عدالت
مرافعہ اولی نے دعوے ڈسمس کیا مگر عدالت اپیل ماتحت نے اوسکو ڈگری کیا ہے
میری رائے میں وجوہ اپیل دویم کی صحیح ہیں ۔ تصفیہ حقوق فریقین کا بذریعہ
شرائط صلحنامہ کے ہو چکا ہے اور جبھی واضح ہوتا ہے کہ باعتبار صحیح تعبیر شرائط
مذکور کے رمضانی کو استحقاق کامل قابض رہنے مکان مذکور کا حاصل ہے
اور جب تک نامبردہ کرایہ ادا کرتا رہے وہ کسی حالت میں بیدخل نہیں کیا جا
سکتا ہے ۔ میری یہ رائے ہے کہ جو استحقاق از روے صلحنامہ کے
رمضانی مدعا علیہ کو عطا ہوا ہے وہ ایسا استحقاق ہے جو منتقل ہو سکتا ہے
اور کسطرح استحقاق مذکور ذاتی یا تابع حالت مکان کے نہیں ہے ۔ کوئی
ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ مدعا علیہ نے اپنا قبضہ موقوف کر دیا تھا یا
اوسکا ارادہ پھر قبضہ کرنیکا نہ تھا بشرطیکہ اوس [illegible]
دیا ہو ۔ لہذا جہانتک تعلق سید علی کو [illegible]
منسوخی بیعنامہ کے یہ رائے ہے کہ وہ بھی نہیں [illegible]
موجودگی سے استحقاق مدعیان میں جو نسبت اراضی [illegible]
دستاویز میں ذکر صرف استحقاق متعلقہ [illegible]
لکھا ہے اور دستاویز مذکور متضمن اوس سے زیادہ کسی چیز کے بیع کی
نہیں ہے ۔ اندریں حالات اپیل منظور اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی
کی بحال اور نالش معہ خرچہ ڈسمس کیجاویگی ۔

ضلع مراداباد — اپیل دویم نمبر ۱۳۱۲ سنہ ۱۸۸۶ء — منفصلہ ... فروری

بندرابن — بنام — امراد سنگھ ویکمہ کس دیگر

رہن ۔ اقرار زبانی مشعر دینے دخل مرتہن کو ... ہو سکے ۔ ایکٹ
(ایکٹ شہادت ہند) دفعہ ۹۲ ۔

مدعی مقدمہ ہذا نے دعویٰ واپانے اصل وسود از روی تمسک و نیلام کرانے مکان مرہونہ تمسک بطور رہن سادہ کے کیا ہے۔ نامبردہ نے بعض رقم باقی از روے تمسک سے منہا کردی ہے جسکی نسبت اوس نے بیان کیا ہے کہ بابت کرایہ مکان کے بشرح عہ سالانہ مجھسے پائی ہے کیونکہ راہنان نے مکان مذکور مجھکو کرایہ پر دیا تہا۔ زر تمسک مع سود بشرح عہ فیصدی ماہانہ عند الطلب واجب الادا تہا عدالت مرافعہ اولی نے یہہ تجویز کی کہ مدعیکو کرایہ مکان کا بشرح مناسب ادا کرنا چاہئے اور عدالت نے شرح مناسب عہ ماہواری تجویز کی اور عدالت نے کرایہ بشرح مذکور بابت ایام مقابضت مکان منجانب مدعی زر متدعویہ سے منہا کردیا اور بقیہ کے بابت ڈگری بحق مدعی صادر کی بناراضی اس ڈگری کے مدعی نے اپیل کیا اور مدعاعلیہم نے ڈگری مذکور پر اعتراض کیا جسمین لکھی [illegible] بوقت انعقاد رہن نامہ مابین فریقین کے یہہ زبانی اقرار ہوا تہا کہ مرتہن بجاے سود کے مکان پر قابض رہے لہذا وہ کسی سود کا ہرگز مستحق نہین ہے عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی کہ اقرار مذکور ثابت ہے اور مدعیکو ڈگری صرف بابت زر اصل تمسک کے عطا کی مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔

حبیب اللہ و رتن چند منجانب اپیلانٹ ہنومان پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان

راے صاحب چیف جسٹس۔ اسمقدمہ مین رہن ہوئی تہی جسکے رو سے ایک معین شرح سود کے ادا کرنیکا اقرار ہوا تہا اور اوسوقت ایک اقرار زبانی ہوا تہا کہ بالیفاء سود کے مرتہن مکان پر قابض رہیگا۔ مرتہن مکان مین قابض کرادیا گیا تہا اور حسب شرائط اقرار مذکور کے قابض رہا تہا میری راے مین یہہ صورت متعلقہ دفعہ ۹۲ ایکٹ شہادت ہند کے نہین ہے یعنی زبانی اقرار ایسا نہین ہے جسکے رو سے تردید یا تبدیل یا ازدیاد یا شرائط اقرار تحریری سے کوئی شرط خارج ہوئی ہے یہہ اقرار محض ایک شرط اس بارہ مین ہے کہ زر سود کیونکر ادا کیا جاویگا یعنی بذریعہ قبضہ مکان کے ادا ہوگا۔ جو امر اس اپیل مین پیدا ہوا ہے اوسکا تصفیہ مقدمہ رام بخش بنام [illegible] اپیل [illegible] نمبر ۵۰ سنہ ۱۸۷۵ء منفصلہ [illegible] مین ہوچکا ہے اپیل منظور [illegible] جاویگا

برادر ہرسٹ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع کانپور اپیل اول احکام نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۷۵ء منفصلہ ۱۳ جنوری

اجودہیا پرشاد و بیک [illegible] بنام افیشل لکویڈیٹر اف دی کانپور [illegible] کمپنی لمیٹڈ [illegible]

کمپنی بتصفیہ حساب ۔ شرکا ذمہ دار حصہ داران ۔ ایجاب حصہ لینے کا ۔ اطلاع حصہ داری کے
کی ۔ رجسٹر ممبران ۔ قیاس ممبر ہونیکا ۔ اطلاع نامہ ۔ اپیل بناراضی حکم صیغہ کارروائی تصفیہ
حساب ۔ توسیع وقت بابت اطلاع اپیل کے ۔ ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ کمپنی ہائے ہند)
دفعات ۴۵ و ۴۷ و ۶۰ و ۶۱ و ۱۶۹ ۔ تعطیل قطعی ۔ ایکٹ ۶ سنہ ۱۸۷۱ء (ایکٹ عدالت ہائے
دیوانی بنگال) دفعہ ۱ ۔ بیضابطگی ۔ رضامندی فریقین ۔

اسقدر امر کی واقعات فیصلہ مین ایج صاحب چیف جسٹس کے درج ہین ۔

کالون و اجودھیا ناتھ منجانب اپیلانٹ — ہل منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ یہہ اپیل بناراضی حکم ضلع جج کانپور مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۴ء
کے ہے جسکی رو سے مشارالیہ نے یہہ حکم دیا ہے کہ اپیلانٹیان فہرست شرکا ذمہ دار
کاٹن جننگ کمپنی لمیٹڈ کانپور زیر تصفیہ حساب میں بطور ممبران موجودہ بابت پچاس حصونکی
درج کیجاوین اور لکویڈیٹر کا خرچہ دلایا ہے ۔

۱۸۹۳ء مین کمپنی کی رجسٹری بطور ذمہ داری کمپنی کے ہوئی تھی اور ۱۸۹۴ء مین حکم تصفیہ
حساب کمپنی کا بموجب ایکٹ کمپنی ہائے ہند کے صادر ہوا تھا اور کمپنی مذکور اب زیر تصفیہ حساب کے ہے ۔
اپیلانٹیان کاروبار شرکت بطور مہاجنان کے کانپور مین کرتے ہین ۔ اور واضح
ہوتا ہے کہ یکے از ممبران یعنی ادین شخص نے جو تحقیق کمپنی مین ایک ممبر تھا قبل رجسٹر
ہونے کمپنی کے اپیلانٹیان سے پوچھا تھا کہ آیا اپیلانٹیان کچھ حصے کمپنی مقصودہ کے خرید کرینگے
اسپر کچھ گفتگو نسبت اغراض اور فوائد کمپنی کے ہوئی تھی ۔ جو حالات اور بیانات وسعت بیان کیے
گئے تھے ۔ اونکی نسبت تنازع ہی اور واسطے فیصلہ اس اپیل کے ضروری نہیں معلوم ہوتی ہین بالاخر
دیبی پرشاد اور الا اپیلانٹ نے برضامندی اپنی شریک دیگر اپیلانٹ کے اپنی نام چھپا ہوا تیار کیا ہوا درخواست
مین بہ نسبت پچاس حصونکی داخل کرادیا اور یہہ درخواست کی کہ اشتہار انتظام کمپنی کا ہمارے پاس بھیجدیا
جاوے ۔ شہادت سے ہم یہہ نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ اوس وقت تک کوئی اشتہار انتظام کمپنی کا
جاری نہیں ہوا تھا تاریخ اندراج نام عقد کرنیوالا کے دو سو ... دیبی پرشاد وعدہ
نے یہہ بیان کیا کہ ایک ہفتہ مین بابت ... روپیہ جمع کردیگا ۔ ہم یہہ نتیجہ اخذ کرتے ہین کہ یہ کل
امور قبل دستخط ہونے یادداشت ایسوسیشن اور رجسٹری ہونے کمپنی کے وقوع پذیر
ہوئے تھے ۔ بعد رجسٹری ہونے کمپنی کے ۔ حصون کے نسبت اپیلانٹیان سے تقاضا

ہوا اوسوقت اپیلانٹیان نے اپنے کل ذمہ داری سے انکار کیا اور کمپنی کے ممبر ہونے
سے انکار کیا۔ اوسوقت یعنی ۱۸۸۲ء سے تا کارروائی حال تصفیہ فہرست شرکا ذمہ دار کے
کوئی کارروائی دربارہ تشخیص ذمہ داری اپیلانٹیان یا تجویز اس امر کے کہ آیا فی الواقع حصہ داران
کمپنی کے ہیں نہیں ہوئی جب اندراج رجسٹر کے ۱۸۸۱ء میں پچاس حصے اپیلانٹیان کے نام
قایم ہیں۔ اس کی کوئی شہادت نہیں کہ اطلاع قایم ہونے حصص کے کبھی اپیلانٹ کے نام
بھیجی گئی تھی۔ الا یہ کہ اطلاع تقاضا جملہ بالا کے مساوی اطلاع قایم ہونے حصص کے تصور
کیجاوے۔ بطور امر واقعہ کے ہم تجویز کرتے ہیں کہ اپیلانٹیان نے کبھی کسی کو اپنے کارندہ کے
پیر دربارہ حصول حصہ داری کے اختیار نہیں دیا اور نہ اسکا ارادہ کیا اور بعد رجسٹری ہونے
کمپنی کے اپیلانٹیان نے کبھی کمپنی کے حصے لینے کا اقرار کیا اور نہ ایجاب کیا اور نہ بطور حصہ دار
کے عمل کیا اور نہ پچاس حصونکی حصہ داری کو قبول کیا جیسا کہ کتاب یادداشت پر دستخط کرنا
بطور شہادت اس امر کے متصور نہیں ہو سکتا ہے کہ کمپنی سے معاہدہ حصونکی لینے کا کیا ہو اور
نہ بطور ایجاب کے متصور ہو سکتا ہے کہ کمپنی کے حصے لینگے کیونکہ اوسوقت کمپنی عالم وجود
نہیں تھی۔ یہ امر قابل قیاس نہیں ہے کہ اہالیان تجارت مثل اپیلانٹیان کے مبہم بیانات پر
اور قبل وجود کمپنی اشتہار کمپنی مجوزہ کے اور فی الواقع قبل چھپنے یا جاری ہونے اشتہار کے کسی شخص کو
اپنے طرف سے کمپنی کے حصے لینے کے واسطے اختیار دیا ہو۔ ہم تجویز کرتے ہیں کہ جو شہادت
بادی النظر رجسٹر سے حاصل تھی اوسکی تردید ہوگئی ہے اور کوئی معاہدہ مابین
اپیلانٹیان یا ان میں سے کسیکی مقابلہ میں ثابت نہیں ہوا ہے۔ مقدمہ کلکی (رپورٹ
بیون صاحب جلد ۲ صفحہ ۷۰) اور سلام ہستون بنام صاحب الحسان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۳۳۳) پر دوران تقریر میں استدلال ہوا تھا۔ اب صرف دو امور
تجویز طلب باقی ہیں جو ہمارے روبرو پیش ہیں۔

ہل صاحب نے منجانب لکویڈیٹر کے ایک عذر ابتدائی پیش کیا ہے کہ اطلاع
اپیل کی اندر میعاد دفعہ ۱۶۹ ایکٹ کمپنی ہائے ہند ۱۸۸۲ء کے نہیں دی گئی تھی
اور مقدمہ الہ آباد بنام نیشنل کمپنی ٹریڈرس اوف ہندوستان لمیٹڈ اینڈ ٹریڈنگ
کمپنی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۲) پر استدلال کیا ہے جس
حکم کے ناراضی سے اپیل ہوا وہ ۲۷ ستمبر ۱۸۸۵ء کو صادر ہوا تھا۔ اپیلانٹیان نے

۲۰ ستمبر ۱۸۸۰ء کو درخواست حصول نقل حکم کے کی تھی اور ۲۰ نومبر کو نقل دی گئی تھی اور ۲۵ نومبر کو برضامندی ہماری بہائی اشرٹ صاحب کے اپیل داخل ہوا تھا کہ جنہون نے ۱۴ یوم کی میعاد واسطے دینی اطلاع متقضیہ ایکٹ کمپنی ہاے ہند ۱۸۶۶ء کے وسیع کر دی تھی۔ تعمیل اطلاع کی اندر زمانہ وسیع شدہ کے ہوئی تھی۔ چونکہ ہماری یہہ رای ہے کہ توسیع میعاد کی ابعد گذر جانے تین ہفتہ مندرجہ ایکٹ کے عطا ہو سکتی ہے اور بلحاظ واقعات متذکرہ بالا کے وجوہ کافی واسطے توسیع میعاد کے تھی لہذا ہم عذر کو نامنظور کرتے ہین۔ کالمن صاحب نے یہہ حجت کی ہے کہ صاحب جج ضلع کو اختیار تحقیقات کرنیکا اوس روز نتھا کہ جو دوران ایام کی فہرست مین شامل ہے کہ جو عدالت بند رہنے واسطے کے تعطیل عدالت ہاے ماتحت [illegible] کے مرتب کی ہے صرف یہہ کہنی کی ضرورت ہے کہ تحقیقات مذکور مین اپیلانٹیان کا قائمقام ایک وکیل تھا اور اوسمین شریک تھی اور [illegible] اپیلانٹیان کے [illegible] بتائید مقدمہ کے شہادت ادا کی تھی اور اونہون نے یا انکی طرف سے کوئی اعتراض یا عذر نسبت کارروائی صاحب جج بابت تحقیقات مذکور کے نہین ہوا اور نہ کیا۔ ہمنے اپنی راے مقدمہ رامداس چکربتی بنام افیشل لکیویڈیٹر نظیر صفحہ ۱۰۴ اسبق مین نسبت اس تعبیر کے ظاہر کر دی ہے جو دفعہ ۱۰ ایکٹ عدالتہای دیوانی بنگال ۱۸۷۱ء کے قایم ہونی چاہئی۔ ہماری یہہ راے ہے کہ اپیلانٹیان کو اب اس عذر کے کرنیکا اختیار باقی نہین ہے۔

اپیل معہ خرچہ منظور اور حکم عدالت ماتحت منسوخ کیا جاتا ہے اپیلانٹیان کے نام فہرست شرکا ذمہ دار سے علیحدہ کر دی جاوینگی۔ خرچہ لکیویڈیٹر کا معہ اوس خرچہ کے جو اوسکو اپیلانٹیان کا ادا کرنا پڑیگا جایداد سے برآمد کیا جاویگا۔

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس نے اتفاق کیا۔

ضلع [illegible]   اپیل دویم نمبر ۵۷ سنہ ۱۸۸۵ء   منفصلہ ۱۳ مارچ

خدا بخش وغیرہ بنام امام علی شاہ

قلمبند ہونے میں سہو نالش منجانب عدالت مرافعہ اولی قلمبند کرنے اظہار گواہان مدعا علیہ کے - منسوخی ڈگری برطبق اپیل کے - فرض عدالت اپیل کا کہ ہدایت لیجاوے اظہار گواہانکی قبل منسوخی ڈگری کے صادر کرنے -

واقعات مقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کی تجویز مین کافی طور سے درج ہین

کالون وکاشی پرشاد منجانب اپیلانٹیان   عبد المجید منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ نالش منجانب مدعی رسپانڈنٹ بغرض استقرار اوسکی حق کے نسبت بعض اراضی اور انہدام چند تعمیرات کے جنکی نسبت نامبردہ کا بیان ہے کہ مدعا علیہ نے اراضی مذکور پر قایم کی ہین دایر ہوئی ہے - منصف نے بہت سی شہادت زبانی اور تحریری قلمبند کی ہے اور بہ نسبت شہادت زبانی کے چار گواہون کا اظہار منجانب مدعا علیہ کے قلمبند کیا تہا - ۱۸ مئی ۱۸۸۳ء کو منصف نے ایک روبکار مین یہہ لکہا کہ مدعا علیہم کے طرف سے کسی اور گواہان کا اظہار قلمبند کرنا ضروری نہین ہے اور اسوجہ سے بہت گواہان مدعا علیہم کے جنکے نام سمن جاری ہوا تہا عدالت منصف مین نہ پکارے گئے اور نہ اونکا اظہار قلمبند ہوا - منصف نے دعوی مدعی کا ڈسمس کیا اور مدعی نے جج ماتحت کے حضور مین اپیل کیا - جج ماتحت نے بعد ملاحظہ کل شہادت زبانی اور دستاویزی موجودہ مسل کے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ مدعی کا دعوی ثابت ہے لہذا بمنسوخی فیصلہ منصف کے اپیل اور دعوی مدعی کا ڈگری کیا - ذیعلم جج ماتحت نے اپنے فیصلہ کے دوران مین ذکر شہادت گواہان متعلقہ مدعا علیہم کا کیا ہے اور ظاہرا بیانات گواہان مذکور کو حسب وجوہ مندرجہ اپنی فیصلہ کے نا معتبر قرار دیا ہے یعنی یہہ کہ وہ سب مطیع مدعا علیہم کے معلوم ہوتے ہین کہ جو زمینداران موضع کے ہین - یہہ امر کہ ذیعلم جج ماتحت کی توجہ اس امر کے طرف متوجہ ہوئی تہی یا نہین کہ منصف نے ایک

روبکار ۸ مئی ۱۸۸۵ء کو لکھا تھا مسل سے ثابت نہین ہوتا ہے لیکن مجھے
معلوم ہوتا ہے کہ قبل منسوخی فیصلہ منصف اور نامعتبر قرار دینے شہادت موجودہ
مسل یا فلہ مدعا علیہم کے جج ماتحت کو لازم تھا کہ مدعا علیہم کو موقع اثبات
کا دیتے کہ جو شہادت کہ اونہون نے عدالت مرافع اولی مین دی تھی
اوسکی تائید بذریعہ شہادت اون گواہان کے کرتے جنکی سماعت کو
منصف نے غیر ضروری قرار دیا تھا۔ مین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ ایسا
متصور ہونا چاہئے تھا اور جج ماتحت کو ایسا ہی تصور کرنا چاہئے تھا کہ
جسمین عدالت مرافع اولی نے گواہان پیش کردہ کسی فریق کے اظہار
قلمبند کرنے سے انکار کیا ہو۔ مین خیال کرتا ہون کہ عذر اول اپیل
کا اور صرف وہی ایک عذر ہے جسپر ذیعلم کونسل اپیلانٹ نے اصرار کیا
ہے زوردار ہے اور سرسبز ہونا چاہئے۔ جو حکم مین اب کرنیکو ہون
اور جو جج ماتحت کو پہلی کرنا چاہئے تھا یہہ ہے کہ منصف کو حکم دیا جاوے
کہ گواہان مدعا علیہ کا اظہار قلمبند کرین اور جب یہہ ہو چکے تو اون کے
اظہارات کو عدالت جج ماتحت مین واپس کرین اور مشار الیہ اوسوقت
اپیل کو اپنی فہرست اپیل متدایرہ مین پہر قایم کرینگے اور اوسکا فیصلہ
مطابق قانون کے اور بہ لحاظ کل شہادت موجودہ مسل کے کرینگے۔
جو کچھہ خرچہ عاید ہو چکا ہے وہ مقدمہ کے خرچہ مین محسوب ہوگا۔

اپیل اول نمبر ۱۲۳ ۱۸۸۵ء منفصلہ ۲۳ دسمبر

گردراج بخش بنام قاضی حامد علی

ولی اور نابالغ۔ ایکٹ ۴۰ ۱۸۵۸ء (ایکٹ نابالغان بنگال) دفعہ ۱۸
رہن منجانب ولی سارٹیفکیٹ یافتہ بلا منظوری عدالت ضلع۔ زر رہن
جو جزو آمدنی جایداد نابالغ مین صرف ہوا ہو۔ نالش بمنسوخی رہن منجانب
نابالغ۔ ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء (ایکٹ معاہدہ) دفعہ ۶۵۔ ذمہ داری اوس
شخص کی جو از روی معاہدہ کالعدم کے مستفید ہوا ہو۔ واپسی۔

مرافعات اس مقدمہ کی فیصلہ میں ایچ صاحب چیف جسٹس کے کافی طور پر درج ہیں

اجودھیا پرشاد و کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹ۔

حبیب اللہ و نند لعل منجانب رسپانڈنٹ۔

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ یہہ نالش ایک نابالغ کے ولی نے بغرض حصول استقرار اس امر کے دایر کی ہی کہ رہنامہ نوشتہ ۲۴ دسمبر ۱۸۶۸ء منجانب لمورتا بائی بنام کاشی رام پدر مدعا علیہ بقدر حصہ مدعی باطل و کالعدم ہے۔ ایک استدعا یہہ بھی ہے کہ ڈگری دخل مالکانہ جایداد ہائے متفصلہ عرضی نالش بقدر حصہ ہم اس کے صادر ہو اور واصلات بھی دلائی جاوے۔ سب جج ماتحت اگرچہ اپنے فیصلہ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۷۸ء کے اکثر تنقیحات جو مقدمہ مین پیدا ہوئی ہین بحق مدعا علیہ فیصل کئے لیکن یہہ تجویز کی کہ جہانتک حصہ مدعی واقعہ جایداد کو تعلق ہے رہنامہ اس بنیاد پر ناجایز ہے کہ راہن نے فریق دستاویز ولی سارٹیفکٹ یافتہ نابالغ کی از روے ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء تسلیم ہے اور اوس نے از روی دفعہ ۱۸ ایکٹ مذکور کے حکم منظوری رہن کا حاصل نہین کیا تھا۔ چنانچہ جج ماتحت نے یہہ فیصلہ کیا تھا کہ مدعی مستحق جایداد متنازعہ اور اوسکے تقسیم کرا پانے کا ہے مدعا علیہ نے بنا راضی اس فیصلہ کے اپیل کیا ہے اور ہمکو اب یہہ تجویز کرنا ہے کہ فیصلہ کو کہانتک صحیح ہے اور ہمارا فیصلہ کیا ہوگا۔

قبل اسکے کہ ہماری آراے نسبت قانون کے ظاہر کیجاوین وہ تین واقعات کا تجویز کرنا ضروری ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ ۱۸۶۹ء مین قاضی احمد علی پدر مدعی نابالغ جسکے نسبت مجھے بیان کرنا چاہئے کہ اب بالغ ہی فوت ہوگیا تھا۔ ہمارے روبرو یہہ ثابت کیا گیا ہے کہ نامبردہ نے اپنی حیات مین تین رہنامے لکھے تھے کہ جو اوسکی وفات تک غیر مودی رہے تھے۔ ہمکو یہہ بھی اطمینان ہے کہ منجملہ اوس روپیہ کے جو بموجب نامبردہ نادر مدعی نے رہن متنازعہ مقدمہ حال کے بدل مین حاصل کیا تھا ہر حال مین جزو رسدی جو ابین رقم ... رہنے ہے

مین کہ استعمال عبارت مذکور کا کیا ہے اپنا فیصلہ اون خیالات پر مبنی کیا
ہے جو راے مذکور سے بلا تعلق ہین مقدمہ مابعد مین ظاہر ہے کہ جج
عدالت نے مقدمہ مذکور کو ایسا تصور کیا ہے کہ جس سے دفعہ ۸ ایکٹ
۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء متعلق ہے۔ واسطے اغراض اصدار ڈگری کے حکام عدالت
نے یہہ خیال کیا ہوگا کہ جایداد متنازعہ جایداد غیر منقولہ نابالغ کی ہے جسکی
نسبت کارروائی ہوئی ہے اور جایداد مذکور حیطہ دفعہ ۸ مین داخل ہے
اور فیصلہ مذکور مین قاعدہ قرار یافتہ اون شرایط کے ساتھہ منطبق
ہوتا ہے جسکو مین قبول کرتا ہون۔ صفحہ ۳۱ فیصلہ مذکور مین فقرہ ذیل
واقع ہوا ہے لہذا اس بنا پر مدعی مستحق منسوخ کرانے رہن موقوعہ
۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۶۷ء کا ہے اور اوسکا عذر نسبت فیصلہ عدالت ماتحت دربارہ
پٹہ کے بھی قابل سرسبزی کے ہے۔ پس صورت معاملہ کی اسطرح پر ہے
کہ مدعا علیہم اپیلانٹیان قابض جایداد از ان مدعی رسپانڈنٹ کے بطور غاصبان
کے ہین اور چونکہ دستاویز حقیت مدعا علیہم کی ناجائز قرار پا چکی ہے تو معمولی
اور قانونی نتیجہ یہہ ہے کہ مدعی رسپانڈنٹ اونکو بیدخل کر سکتا ہے۔
لیکن اوسوقت یہہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ بغرض اس امر کے کہ جو روپیہ
مدعا علیہم نے مسماۃ سیتا کو قرض دیا تھا وہ واسطے فایدہ مدعی یا اوسکے جایداد
کے اوسکی زمان نابالغی مین صرف ہوا تو آیا ہم بحیثیت عدالت انصاف
کے دخلیابی نامبردہ کو جو بتوسط عدالت ہو مشروط اس امر پر نہین کر سکتے
ہین کہ نامبردہ رقوم زر مذکور کو معہ سود معقول کے مدعا علیہ کو واپس کرے
عدالت نے مقدمہ مذکور مین اس راے پر عمل کیا کہ گو معاہدات کالعدم یا
ناجائز یا کچھہ اور ہی کیے جاوین لیکن مدعی جو عدالت مین واسطے داد رسی
کے جاتا ہے اوس پر فرض ہے کہ عدالت کے اوس استحقاق کی تعمیل
کرے جو دربارہ اصدار حکم واپسی بنام نامبردہ کے ہے۔ ایک دوسرا مسئلہ
اوسکے فیصلہ اولڈفیلڈ صاحب جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس کا ہے
اور وہ بھی متعلق دفعہ ۱۰ ایکٹ مذکور کے ہے۔ مقدمہ مذکور مین جو

کی یہہ راے قرار پائی تہی کہ ڈگری دعوی دخل جایداد متنازعہ کا بلا واپس
کرنے اوس روپیہ کے نہین کرسکتا ہے جو بغرض فایدہ اوسکے جایداد کے
وصول اور صرف کیا گیا۔ پہر بہی اسے شرت چندر بنام راجکشن (بنگال
لا رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۵) کے مقدمہ مین ظاہر کی گئی تہی۔ مقدمہ مذکور
مین میکفرسن صاحب قایمقام چیف جسٹس نے یہہ فرمایا تہا۔ جس خریدار نے
بعلم اسبات کے کہ مین معاملہ ولی کے ساتہہ کرتا ہون احکام ایکٹ سے چشم پوشی
منظور کی ہے تو نامبردہ کو اگر اپنی غفلت کے نتیجہ مین نقصان عاید ہو تو وہ
بجز اپنے اور کسیکو الزام نہین دے سکتا ہے۔ لیکن چونکہ عدالت ماتحت یہہ
تجویز کرتی ہے کہ طریق عمل خریدار کا بددیانتی کے ساتہہ نہ تہا اور نامبردہ
نے قیمت مناسب ادا کی ہے لہذا ہم یہہ استقرار کرینگے کہ مدعی مستحق
بازیافت دخل کا مع واصلات کے اوس حالت مین ہے کہ نامبردہ خریدار
کو اوسقدر روپیہ ادا کرے جو جایداد نابالغ کے فایدہ کے لئے صرف کیا گیا ہے

ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اسناد مذکور صریحًا متعلق ہین اور اون سے
ظاہر ہوتا ہے کہ گو معاہدہ کالعدم یا ممکن الانفساخ ہو لیکن نابالغ جو اوسکو
منسوخ کرانا چاہتا ہو وہ دعوی دست اندازی عدالت انصاف یا قانون
کا بلا واپسی کے نہین کرسکتا ہے۔ یہہ حجت ہوئی ہے کہ دفعہ ۱۸ کے
رو سے ایک فرق مابین اون مقدمات کے جسمین رہن اوس شخص سے
کیا ہو جو ولی سارٹیفکٹ یافتہ نابالغ کا ہے اور اون دیگر مقدمات کے ہے
جسمین اوس شخص نے بیع یا رہن کیا ہو کہ جو بلا اختیار بیع یا رہن کے بطور
ولی کے عمل کرتا ہے۔ مجہی نہین معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور مین وہ
قوت کیونکر ہے جسکا پنڈت نند لعل ایما کرتے ہین۔ میرے ذہن مین جو
کچہہ دفعہ مذکور سے مراد ہے وہ کل یہہ ہے۔ دفعہ مذکور مین یہہ مضمون نہین
ہے کہ جو بیع یا رہن یا پٹہ میعادی زاید از پنج سال اور جو بلا منظوری تحریری
کیا جاوے وہ بطور خلاف قانون کے متصور ہوگا بلکہ اوسکی شرط سے
یہہ مراد ہے کہ ولی سارٹیفکٹ یافتہ جسکو اور حالت مین بہی کل اختیارات

حاصل ہوتے جو نابالغ کو بشرط بالغ ہونیکی حاصل ہوتی وہ منصب حاصل ہوگیا آدمیکو اوس حالت مین حاصل ہوتا کہ جب کوئی سارٹیفکٹ مطلق نہ عطا کیا جاتا۔ یا یون کہو کہ اگر کوئی شخص رہن یا بیع یا پٹہ میعادی زاید از پنج سال اندر نیجاوات لینا پسند کرے تو معاملہ اس بنیاد پر ہوگا کہ گویا سارٹیفکٹ عطا ہی نہین ہوا تھا یعنی یہہ سارٹیفکٹ یافتہ بالغ یا مرتہن یا پٹہ دہندہ کو بلا منظوری اختیار بیع یا رہن یا دینے پٹہ میعادی زاید از پنج سال کا نہین ہے اس رائے کی تائید جو دربارہ منشاء ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء کے ہے خیالات ذیل سے ہوتی ہے۔ اگر منشاء واضعان قوانین کا یہہ ہوتا کہ جن معاہدات کا انعقاد بلا منظوری کے ہو وہ خلاف قانون اور سرتا پا کالعدم ہونگی تو اس منشا کو باستعمال ان الفاظ کے باسانی ظاہر کر سکتے تھے لیکن کوئی شخص بلا پہلے سے حاصل کرنے حکم عدالت دیوانی کے جایداد غیر منقولہ کو بیع یا رہن نہ کر سکیگا یا دسکا پٹہ کسی میعاد کا جو پانچ سال سے زیادہ ہو عطا نکریگا۔ اگر الفاظ مذکور مستعمل کیجاتی تو امتناع قطعی معاہدات مذکور کی ہوتی بشرطیکہ بلا منظوری کے منعقد ہوتے۔ لیکن الفاظ یہہ ہین کہ لیکن کسی ایسی شخص کو اختیار نہوگا کہ بیع یا رہن کرے وغیرہ اور اس سے ہر ولی سارٹیفکیٹ یافتہ کو جو بیع یا رہن بلا منظوری کرتا ہے وہی منصب حاصل ہوتا ہے جو اوس شخص کو حاصل ہے جسکو اختیار ایسے امور کا نہین ہے۔ باعتبار اوس رائے کے جو مین لنسبت دفعہ ۱۸ کے اختیار کرتا ہون کوئی وجہ نہین ہے کیون یہہ مقدمہ اوس قسم کے مقدمات مین داخل متصور نکیا جاوے جسمین یہہ تجویز ہوئی ہے کہ اگر کوئی شخص جسکو قانوناً یا اتفاقاً کسی دوسری کی جایداد کے بیع یا رہن کرنیکا اختیار ہو اور بیع یا رہن کر دے اور اوس دوسرے شخص کو اوس معاملہ سے فایدہ پہونچا ہو تو شخص اخر الذکر معاملہ مذکور کو بلا واپس کرنے اوس شخص کو جسکا روپیہ واسطے فایدہ جایداد اوسکے صرف ہوا ہے منسوخ نہین کرا سکتا ہے۔ اور یہہ امر کہ یہہ مقدمات اوس معاملہ سے متعلق ہین جسپر بموجب دفعہ ۱۸ ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء کے اعتراض کیا جاتا ہے

مقدمہ شرت چندر بنام راجکسن مکرجی (بنگال لا رپورٹ جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۵)
سے اور عدالت ہذا کے ادا ی دو فیصلون سے ثابت ہے جنکا مین ذکر کیا ہے
کہ دفعہ مذکور سے اشخاص کو فقط وہی منصب حاصل ہوتا ہے جو اونکو
بشرط عطا کیے جانے سارٹیفکٹ کے حاصل ہوتا۔ وہ منصب یہہ ہے
ایک مسلمان مان خود اپنی طرف سے اور نیز بطور ولی اپنے نابالغ پسر کے
طرف سے اوسکی جایداد رہن کرنا چاہتی ہے۔ یہہ ظاہر ہے کہ مسلمان
مان اپنے پسر کے جایداد کی ولیہ نہین ہے اور اوسمین دست اندازی
کا اوسکو اختیار نہین ہے۔ تاہم ہم تجویز کرتے ہین کہ ہر سہ مقدمات
محولہ مین معاملہ بیع یا رہن منعقدہ منجانب مان مسلمان پر اعتراض ہوا
تھا اور بہ نسبت کامیاب وارث کے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ وارث مذکور
مستحق دادرسی کا بلا واپسی اوس روپیہ کے نہین ہے جو واسطے فایدہ
اوسکی جایداد کے صرف ہوا ہے۔ دیکھو مقدمہ مرزا پناہ علی بنام
سید صادق حسین (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۷۵ع
صفحہ ۲۰۱) و ساہی رام بنام محمد عبد الرحمان (ہائیکورٹ رپورٹ ممالک
مغربی و شمالی ۱۸۷۴ع صفحہ ۲۶) و ہمیر سنگہ بنام ذکیہ (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۵۷) ان کل مقدمات مین معاملہ منجانب مان کے
مکمل ہوا تھا جسکو کوئی حق قانونی یا انصافی بیع یا رہن کرنیکا حاصل
نہ تھا اور تاہم عدالت نے یہہ تجویز کی تھی کہ مدعی جایداد بپابندی اس
شرط کے پا سکتا ہے کہ جو روپیہ خریدار یا مرتہن نے ادا کیا ہے اور جو
واسطے فایدہ جایداد کے صرف ہوا ہے واپس کر دے۔ ایک مشکل
اور بہت قوی مقدمہ عدالت ہذا سے بمقدمہ گلشیر خان بنام ہنجی
خان (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۱ع صفحہ ۵) کے فیصل ہوا تھا مقدمہ
مذکور مین دو مسلمان بھائیون نے جنکی ہمشیرگان شریک جایداد
تھین اور جو اونکی مخالفانہ عمل کرتے تھے جایداد کو باظہار ملکیت
تنہا اپنے کے بیع کر دیا تھا۔ یہہ تجویز ہوئی تھی کہ بہنون پر فرض ہے

کر قبل پانے ڈگری دخلیابی اپنے اپنے حصص کے روپیہ واپس کرے
یہہ ایسا مقدمہ تہا جسمین بائع نے یہہ بہی اقرار نہین کیا تہا کہ مین منجانب
دوسرے شخص مستحق کے عمل کرتا ہون اور تاہم دیگر اشخاص مذکور کی نسبت
تجویز ہوئی تہی کہ اونپر وہ روپیہ واپس کرنا فرض ہے جو بغرض فایدہ جایداد
کے خریدار بیگناہ سے لگالا گیا ہے۔

لہذا بموجب اوس رائے کے جو مین بہ نسبت دفعہ ۱۴ کے اختیار
کرتا ہون کہ فریقین مقدمہ ہذا کے وہی حیثیت ہے جسکی تصریح مقدمات
محولہ مین ہوئی ہے یعنی وہ حیثیت جو اوس مقدمہ مین تہی کہ جسمین مسلمان
مان نے اپنے نابالغ بیٹے کے جایداد کو تصرف کیا تہا لہذا مین یہہ تجویز کرتا
ہون کہ مدعی کو قبل اوسکے واپس کر دینا چاہئے کہ نامبردہ اوس ڈگری
سے مستفید ہو جو ہم بحق اوسکے صادر کرین۔

لیکن اگر ہم فرض کرین کہ میری وہ رائے غلط ہے جو مین بہ نسبت
دفعہ ۱۴ کے قایم کرتا ہون اور اگر یہہ بہی فرض کیا جاوے کہ دفعہ مذکور
کے روسے یہہ معاہدات کالعدم ہین تو نتیجہ کیا ہوگا۔ دفعہ مذکور مین یہہ
بہی ذکر نہین ہے کہ ایسے اقرارات خلاف قانون ہین بلکہ صرف یہہ
بیان ہے کہ اقرارات مذکور کالعدم ہین اور اونکی تعمیل نہین ہوسکتی ہے
اسلئے مین ہمکو دفعہ ۶۵ ایکٹ معاہدہ پر اوس نظر سے دیکہنا چاہئے
کہ آیا مدعی جو عدالت ہذا مین آیا ہے اور یہہ بیان کرتا ہے کہ بوجہ دفعہ
۱۴ ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء کے معاہدہ کالعدم ہے دعوی ڈگری دخلیابی جایداد
بلا واپسی زر کے کر سکتا ہے یا نہین۔ مجہی واضح ہوتا ہے کہ دفعہ ۱۴ کی نسبت
یہہ رائے قایم کرنے سے احکام دفعہ ۶۵ ایکٹ معاہدہ کے متعلق ہوتے
ہین دفعہ مذکور کا یہہ مضمون ہے جب کوئی معاملہ ایسا معلوم ہو کہ وہ کالعدم
ہے یا جب کوئی معاہدہ کالعدم ہو جاوے تو جس شخص نے کہ کوئی منفعت
از روی اوس معاملہ یا معاہدہ کے حاصل کی ہو اوسپر لازم ہے کہ جو
منفعت اوس شخص کو کل سے کہ اوس نے حاصل کی ہو واپس کرے

یا اونکا معاوضہ دستے یہہ ایا ہوا ہے کہ اس دفعہ کو اس طرح پر پڑہنا چاہیئے
کہ گویا جو اشخاص واپس کرین وہ وہی ہون جو دراصل معاہدہ مین شریک ہون لیکن
دفعہ مذکور بعبارت وسیع ہے اور اوسمین ہر کوئی شخص داخل ہے جسنے
کوئی منفعت ازروی معاملہ کالعدم کے حاصل کی ہے پس اگر دفعہ ۱۸ اکا یہہ اثر
ہے کہ رہن متعدمہ ہذا اکا کالعدم قرار پاوے تاہم مین تجویز کرتا ہون کہ باعتبار
دفعہ ۶۵۔ ایکٹ معاہدہ کے مدعی ہمارے ڈگری سے فایدہ نہین اوٹہا سکتا
بجز اس شرط کے کہ منجملہ اوس روپیہ کے جو مدعا علیہ نے ازروی رہنامہ کے
پیشگی دیا ہے اور مدعی کے جایداد کے فایدہ مین صرف ہوا ہے یا اوسکے پرورش
یا تعلیم یا شادی مین صرف ہوا ہے اوسقدر واپس کردے۔

اب بہ نسبت تعلقات قانونی مقدمہ کے جو کچہہ مجہے کہنے کی ضرورت ہے
وہ کل یہی ہے۔ بعدہ یہہ دیکہنا ہے کہ ہم ان واقعات سے جو ہمارے روبرو
پیش ہین اصول مذکور کو کیونکر متعلق کرسکتے ہین۔ ہم یہہ دریافت نہین کرسکتے ہین
کہ منجملہ ان چہہ ہزار روپیہ کے کسقدر واقعی طور پر واسطے فایدہ جایداد مدعی
کے صرف ہوا یا معقول طور پر قرض لیا گیا اور اوسکے ذاتی فواید مین یا جنکو
ضروریات کہہ سکتے ہین صرف ہوا اندرینحالات قبل اسکے کہ ڈگری اس
استقرار کے ساتہہ مرتب کیجاوے کہ رہن ہذا بمقابلہ حصہ ۱۴ر مدعی کے
غیر موثر ہے اسبات کا دریافت کرنا بذریعہ تنقیح جسکی تجویز عدالت ماتحت
مین ہوگی یا بذریعہ معاہدہ باہم فریقین کے ہو ضروری ہے کہ زرہاے مذکور
کا کسقدر جزو واسطے فایدہ جایداد مدعی یا واسطے پرورش و تعلیم و شادی مدعی
کے صرف ہوا ہے۔ یہہ بہی دریافت ہونا چاہیے کہ ان برسونمین یعنی ابتدا
۲۴ر دسمبر ۱۸۶۸ء تک لغایت سال حال کیا آمدنی خالص اوس جایداد کے ہوئی
ہے جسپر قبضہ لیا گیا تہا۔ بغرض دریافت امور مذکور کے حکم واپسی مقدمہ
متعلقہ دفعہ نمبر ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا صادر کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ ہم
سمجہتے ہین کہ کسیقدر موقع اسبات کا ہے کہ تصفیہ تعداد مذکور کا بذریعہ
اقرار باہمی کے ہوجاوے لہذا ہم حکم مذکور کا صادر کرنا دو ہفتہ کے لئے ملتوی

کرسکتے ہین - نتیجہ یہہ ہے کہ رقوم مذکور بذریعہ حکم واپسی یا معاہدہ باہمی کے
دریافت ہوجاوین بلحاظ ڈگری بحق مدعی صادرہ ہوگی وہ اوس امر پر منحصر ہوگی
کہ مدعی رقوم زر ہاے دریافت شدہ اندر اوس میعاد کے جو از روے ڈگری
مقرر ہوگی ادا کردے - وقت دریافت کرنے رقوم اوس روپیہ کے جو واسطے
فایدہ حصہ مدعی کے صرف ہوا ہے یہہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ حقیت
نامبردہ کی جایداد مین صرف ۱/۴ ہے - بحث خرچہ کی ملتوی رکھی گئی ہے -

ٹرل صاحب - مین اتفاق کرتا ہون - بہ نسبت دفعہ ۱۸ - ایکٹ
۴۰ سنہ ۱۸۵۸ع کے جیسا کہ ذیعلم چیف جسٹس نے اوسکو پڑہا ہے - مین صرف
استدراک تحریر کرونگا کہ مجھی یہہ تجویز کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ عامہ
خلایق کی حیثیت دربارہ معاملہ کرنے ساتھہ اوس شخص کے جو قایمقام بالغ
کا ہے یا اپنے کو ایسا قایمقام ظاہر کرتا ہے بدتر ہوگی کہ شخص مذکور بیوہ
یا مان ولیہ سارٹیفکٹ یافتہ ہو بمقابلہ اوس شخص کے جو اس طرح پر
عمل کر رہا ہے محض شخص بیرونی ہو -

ضلع الہ آباد　　استصواب فوجداری نمبر ۱۱　　منفصلہ ۲۱ جنوری

قیصر ہند بنام شیر سنگہ

عملدر آمد - نگرانی - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۳۸ و ۴۳۹ -
استصواب منجانب مجسٹریٹ ضلع بنسبت کارروائی سشن جج کے -

اس مقدمہ مین مجسٹریٹ ضلع الہ اباد نے یہہ راے قایم کرکے کہ
حکم مصدرہ صاحب سشن جج بصیغہ اپیل قانوناً غلط ہے رپورٹ مقدمہ کی
بعدالت ہائیکورٹ بغرض اصدار احکام حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ
فوجداری کے کی تہی - واقعات مقدمہ کا بیان کرنا ضروری نہین ہے
کیونکہ فیصلہ ہائیکورٹ کا صرف متعلق اوس طریقہ کے ہے جو مجسٹریٹ
نے دربارہ متوجہ کرنے ہائیکورٹ کے طرف معاملہ کے اختیار کیا تہا -
حسب ذیل [illegible] چٹھی مجسٹریٹ موسومہ عدالت ہذا مین مندرج ہے -

یہہ امر ہو سکتا ہے کہ مجسٹریٹان ضلع مجاز نہین ہین کہ ہائیکورٹ
کو بحیثیت عدالت نگرانی کے اس وجہہ سے تکلیف دے سکین کہ حکام
موصوف حکم صاحب سشن بحیثیت عدالت اپیل کو ناپسند کرتے ہین
اور مین باور کرتا ہون کہ قاعدہ عدالت ہائی کورٹ کلکتہ سے مقدمہ امی
دیوڈ (کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۵) مین قرار پا چکا ہے لیکن یہہ فیصلہ
بموجب ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء سابق کے تھا۔ ایکٹ حال مین اختیارات مجسٹریٹان
ضلع کے بموجب باب ۲۲ کے بہت زیادہ بڑھ گئے ہین۔ اور مین بکمال ادب
توجہ عدالت طرف الفاظ جنکا علم ہائی کورٹ مذکور کو کسی اور طور پر ہوئے مندرجہ
دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر متوجہ کرتا ہون۔ اس قسم کے مقدمہ
مین جسمین مین یہہ کہنے کی معافی مانگتا ہون کہ علانیہ ناانصافی معلوم ہوتی ہے
مشکل سے عدالت کو اطلاع ہو سکتی ہے الا یہہ کہ مجسٹریٹ ضلع رپورٹ
کرے۔ اس حیثیت سے مین اپنی یہہ خدمت سمجھتا ہون کہ اسکی رپورٹ
کرون اور عدالت جو مناسب سمجھے وہ کارروائی فرمائے۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ بلا اظہار کسیقدر راے بہ نسبت اون آراے
کے جو مجسٹریٹ ضلع نے اپنی چٹھی استصوابی مین بہ نسبت مقدمہ شیر سنگھ
کے ظاہر کئے ہین مین نے بعد مشورہ و تسلیم چیف جسٹس صاحب کے اس
بارہ مین یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ صاحب رجسٹرار اس استصواب کو پاس
مجسٹریٹ کے اس ہدایت سے واپس کرین کہ عدالت ہذا کی یہہ راے ہے
کہ جو طریقہ عدالت ہذا کے متوجہ کرنیکا نسبت مقدمہ کے اونہون نے اختیار
کیا ہے وہ غیر اسائش کا ہے اور اگر وہ منظور کیا جاوے تو اوس سے مشکلات
اور پیچیدگیان اور درمیان مجسٹریان ضلع و ججون کی ناگوار ناموافقت پیدا ہونگے۔
مین خیال کرتا ہون کہ ان معاملات مین مجسٹریٹ کو اس عملدرآمد کی تقلید
کرنی چاہیے کہ اگر اونکی راے مین کوئی ناانصافی ہوئی ہے تو پبلک پراسیکیوٹر
سے اوس مقدمہ کے نسبت گفتگو کرین جسمین ناانصافی واقع ہوئی ہو
اور اونکی اعانت دوبارہ تحریک کرنے عدالت سے اوس معاملہ مین چاہین

اس طریقہ سے المنافع فایدہ حاصل ہوگا۔ (۱) مجسٹریٹ کو مشورہ معقول بنسبت اوس تحریک کے جو کیجاۓ گی حاصل ہوگا اور (۲) اطمینان اسبات کا ہوگا کہ ... کو اپنی نہایت مستحکم صورت سے عدالت کے روبرو پیش کیا جاویگا۔ علاوہ برین پبلک پراسیکیوٹر اوس جج سے گفتگو کرینگے کہ جنکے فیصلہ پر اعتراض ہے اور اول ہی مرتبہ ہمارے روبرو وہ کل مواد پیش کرینگے جو اس قسم کے مقدمات نگرانی کے لئے کرینگے ہمکو معلوم ہوتا ہے

ضلع علیگڈھ | اپیل دویم نمبر ۷۰۵ سنہ ۱۸۸۶ع | منفصلہ ۵ فروری

رام بخش بنام درجن وغیرہم

شہادت۔ تمسک۔ اقرار زبانی شرط طریقہ ادا ہی کے۔ ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ع (ایکٹ شہادت) دفعہ ۹۲۔

مدعی مقدمہ ہذا نے دعوی دلاپانے زر اصل و سود زر روۓ تمسک موسومہ اپنی نوشتہ درجن وغیرہم مورخہ ۲ نومبر سنہ ۱۸۸۱ع کے دائر کیا۔ زر مندرجہ تمسک مبلغ ا۸۰ روپیہ تھا اور یہ شرط ہوئی تھی کہ حسب تفصیل ذیل کے زر مذکور ادا کیا جاویگا۔ یعنی سنہ ۱۲۹۰ف میں ایکسو روپیہ اور ہر سال کے ... یعنی ... اور ... تک ... اور اقساط غیر سودی پر سود بشرح فیصدی ایک روپیہ ماہواری قایم ہوگا اور بحالت نہ ادا ہونے چار اقساط کے کل زر مندرجہ تمسک معہ سود بشرح یکروپیہ فیصدی ماہوار یکمشت واجب الادا ہوجاویگا۔ تمسک میں کفالت جایداد غیر منقولہ کی بھی درج تھی۔ مدعی کا یہ بیان ہے کہ زر ... تمسک کے کچھ ادا نہیں ہوا ہے اور نابرین مدعی نے دعوی دلاپانے ... کا مدعا علیہم سے بذریعہ انفاذ کفالت بمقابلہ جایداد مکفولہ کے کیا۔

مدعا علیہم کا یہ عذر ہے کہ وقت تحریر تمسک کے یہ اقرار زبانی ہوا تھا کہ مدعی بعض اراضی بوجہ معاوضہ تمسک کے ہے اور کفالت میں شامل ہے تا بیباقی کل زر تمسک بذریعہ لگان سالانہ کے جو پچاس روپیہ مقرر ہے قابض رہے اور اسطرح پر کل زر واجب وصول ہوچکا ہے۔

عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت علیگڈھ) نے ڈگری مدعی کو بحال کیا

اپیل ماتحت (جج ضلع علیگڈھ) نے ڈگری منسوخ کی اور نالش بلدین تجویز ڈسمس کی کہ انتظام بنسبت طریقہ ادائے مبلغ مدعا علیہم ثابت ہوا ہے اور یہ کہ شرایط تمسک کی بذریعہ ادائے مبلغ ایکسو روپیہ بماہ جنوری سنہ ۱۸۸۱ع اور بذریعہ وصول لگان کے جو مساوی مبلغ مذکور اقساط سالانہ کے بیباق ہو چکی ہے۔ مدعی نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا ہے۔

حبیب اللہ وجگندر ناتھ منجانب اپیلانٹ۔

رام پرشاد و درگا چرن منجانب رسپانڈنٹیان۔

ایج صاحب چیف جسٹس۔ اس مقدمہ مین صرف یہ اعتراض ہے کہ چونکہ نالش بابت تمسک کے ہے جو از روے قسطبندی کے واجب الادا ہے اور مدعا علیہ نے نالش کی جوابدہی مین یہ بیان کیا ہے کہ وقت حوالگی اس تمسک کے یہ اقرار زبانی ہوا تھا کہ دائن بعوض اقساط کے قابض رہے تو آیا شہادت اوس معاہدہ کی جو تحریری نہین ہے قابل مقبولی ہے یا نہین۔ مین خیال کرتا ہون کہ قابل مقبولی ہے۔ یہ ایسا اقرار ہے جسکے روسے اخراج کسی امر کا یا ازدیاد یا تبدیل اصل معاہدہ مین نہین ہوا ہے اوسکے روسے صرف وسایل مہیا کیگئی تھے جسکے ذریعہ سے اقساط مذکورہ ادا ہو چکی تھین بموجب اس اقرار زبانی کے اپیلانٹ کو دخل ملگیا تھا۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

ٹرل صاحب جسٹس نے اتفاق کیا۔

ضلع بنارس نگرانی صیغہ دیوانی نمبر ۴۹ سنہ ۱۸۸۵ع منفصلہ ۱۸ فروری

شیونندن بنام جمنا

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۱۰۲ و ۱۵۵ و ۱۵۷ ـ ڈسمسی نالش کی بوجہ غیر حاضری مدعی کی ـ اپیل ـ تجویز ثانی فیصلہ کی ـ

واقعات مقدمہ کی ایج صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین

[illegible] بنام [illegible]

اپیل صاحب چیف جسٹس — اس مقدمہ مین مدعی نے [illegible] کو [illegible] طلب
تامین مدعی اور مدعا علیہ کے جو اوس وقت تک فریق قرار دی گئی تھی اور دوسرا
مدعا علیہ شامل کیا گیا تھا اور ۳ جون واسطے فیصلہ مقدمہ کے مقرر ہوئی
تھی۔ منصف نے مقدمہ ۳ جون تک اسوجہ سے ملتوی کیا تھا کہ جو مدعا علیہ
شامل ہوا تھا اوس نے اپنی جوابدہی نالش کی داخل نہین کی تھی۔ چونکہ
مدعیہ پردہ نشین عورت ہے معمولی طور پر ۳ جون کو حاضر نہین ہوئے
اور اوسکی درخواست سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکا وکیل کسی دوسرے
مقدمہ مین مصروف تھا جب مقدمہ پیش ہوا تھا اور مدعیہ کا دعوی اس
بنیاد پر ڈسمس ہوا تھا کہ وہ حاضر نہین ہوئی تھی۔ درخواست بغرض منسوخی
حکم ڈسمسی مذکور کے بحضور منصف داخل ہوئی تھی۔ منصف نے منظوری
درخواست سے انکار کیا کیونکہ اونہون نے یہہ خیال کیا کہ حکم ڈسمسی نالش
کا حسب دفعہ ۱۰۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تھا مجھی واضح ہوتا ہے کہ حکم ڈسمسی
مذکور از روے دفعہ ۱۰۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم نہین رہ سکتا ہے الا
جبکہ فریق غیر حاضر وجہ کافی کے پیش کرنے مین اور اوس شہادت کے جسپر اوسکو
استدلال تھا قاصر رہا ہو اور اس مقدمہ مین منصف نے برطبق اوس درخواست
کے جو اونکی روبرو پیش ہوئی تھی اس امر کی تجویز نہین کی تھی کہ آیا وجہ
کافی ہے یا نہین بلکہ منصف نے یہہ قیاس کیا ہے کہ سایل کامیاب
نہین ہو سکتا ہے اس بیان سے کہ چارہ کار مدعی کا بذریعہ تجویز ثانی ڈگری
کے ہے اور نہ بذریعہ درخواست منسوخی حکم ڈسمسی کے۔ بنا راضی حکم مذکور
کے مدعی نے بحضور صاحب جج ضلع کے اپیل کیا اور مشار الیہ نے حکم
منصف کا منسوخ کیا اور منصف کو یہہ حکم دیا کہ درخواست کو اپنی مسل
مین پھر قایم کرین اور اوسکا فیصلہ باعتبار روداد کے کرین۔
صاحب جج ضلع کے اس حکم کے ناراضی سے یہہ درخواست ہوئی
[illegible] کیا گیا ہے کہ بموجب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے

درخواست ہے اور بموجب دفعہ مذکور کے جیسے کہ استدعا کی گئی
ہے کہ ہم یہ تجویز کریں کہ ضلع جج نے دربارہ صادر کرنے حکم شکایتی کے
اس مقدمہ میں اختیار کو استعمال کیا ہے جو قانوناً انکو حاصل نہ تھا یا اپنے اختیار
کے استعمال میں خلاف قانون یا بیضابطگی اہم کے ساتھ عمل کیا ہے اب
مجھے واضح ہوتا ہے کہ مشار الیہ نے اس قسم کا کوئی فعل نہیں کیا ہے۔
میں اس امر کے باور کرنیکو آمادہ ہوں کہ مقدمہ کی نسبت یہ تصور ہونا
چاہیئے کہ گویا حسب دفعہ ۱۰۲ یا دفعہ ۱۵۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈسمس
ہوا تھا یا ہونا چاہیئے تھا۔ اگر بموجب دفعہ ۱۰۲ کے ڈسمس ہوا ہے تو
درخواست مناسب محل پر تھی باعتبار اخیر حکم منصف مشعر نامنظوری کے صاحب
جج کے حضور میں اپیل ہو سکتا ہے اگر برعکس مقدمہ حسب دفعہ ۱۵۷ کے ڈسمس
ہوا ہے تب بھی وہی نتیجہ ہوگا کیونکہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جب مقدمہ
میں بموجب دفعہ مذکور کے کارروائی کی جاوے تو عدالت کو
اختیار ہوگا کہ مقدمہ کو ان طریقوں میں سے کسی ایک کے بموجب فیصل
کرے جو از روی باب ۱۵ کے مقرر ہوئی ہیں یا ایسا حکم صادر کرے جو اسکے
نزدیک مناسب ہو۔ اس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ اگر منصف نے
اس مقدمہ میں کارروائی بموجب دفعہ مذکور کے کی ہے تو نتیجہ
وہی ہوگا کہ جو استعمال میں ہوتا کہ جب منصف نے کارروائی فی الواقع بموجب
دفعہ ۱۰۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی ہوتی۔ لہذا میری یہ رائے ہے کہ
بلحاظ خاص حالات مقدمہ کے صاحب جج کو بر طبق اپیل کے اختیار واپس
بھیجنے مقدمہ کا حاصل تھا۔

درخواست جو ہمارے روبرو پیش ہے وہ ایسی نہیں ہے جس پر
التفات کرنیکی مجھے خواہش ہو کیونکہ یہ درخواست بلا کسی بنیاد کے
ہے۔ منشی [illegible] بجانب سائل نے یہ کہتے ہیں کہ مدعی کا [illegible]
بذریعہ درخواست تجویز ثانی کے تھا۔ اور گو عدالت درخواست [illegible]
بذریعہ درخواست تجویز ثانی کے تصور کرے تاہم عدالت [illegible]

ہوئی ہے بلکہ اپیل پیش کیا گیا ہے۔ یہہ اپیل جائز نہین ہے۔ حکم ہوا
کہ اپیل ڈسمس ہو۔ خرچہ مردو عدالت کا ذمہ اپیلانٹان عاید ہو۔

مدعیان نے اپیل دویم مین یہہ حجت کی ہے کہ عدالت اپیل ماتحت
نے اس امر کے تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ منصف نے مقدمہ کو حسب
دفعہ ۱۰۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈسمس کیا ہے۔

ہوڑ و لالتا پرشاد منجانب اپیلانٹیان۔

سکہہ رام منجانب رسپانڈنٹ۔

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ مین ڈگری مشعر ڈسمسی دعوی
مدعیان بوجہ عدم پیروی کے عدالت مرافع اولی سے صادر ہوئی تہی۔
بعدہ مدعیان نے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل داخل کیا اور عدالت
موصوف نے اپیل اس بنیاد پر ڈسمس کیا کہ مدعیان کو اس مقدمہ مین چارہ کار
بذریعہ اپیل کے حاصل نہین ہے بلکہ نامبردگان صرف بذریعہ دفعہ ۱۰۳ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کے کارروائی کر سکتے ہین اور حکم ڈسمسی مقدمہ کو جو بوجہ عدم
پیروی کے ہوا ہے منسوخ کرا سکتے ہین۔ مدعیان نے عدالت ہذا مین
اپیل کیا ہے اور یہہ حجت کرتے ہین کہ عدالت اپیل ماتحت تہا تو نا اپیل کو
منظور کر سکتے تہی۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہہ اپیل منظور ہونا چاہئے۔ یہہ
امر مشتبہ معلوم ہوتا ہے کہ آیا عدالت مرافع اولی نے فیصلہ مقدمہ کا بلحاظ
امر واقعہ کے از روی دفعہ ۱۰۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کیا تہا یا نہین مگر
بفرض اسکے کہ ایسا ہی ہو تاہم مین خیال کرتا ہون کہ مدعیان کو اپنا چارہ کار
صرف بذریعہ کارروائی محکمہ دفعہ ۱۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاصل ہے
بلکہ بذریعہ اپیل کے بہی حاصل ہے کیونکہ یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ کسطرح
از روی دفعہ ۵۴۰ اسکے یہہ چارہ کار زایل ہو گیا ہے۔ اس رائے کے خلاف
جو سند ہے وہ صرف فیصلہ اجلاس کامل کا ہے۔ مقدمہ لال سنگہ بنام کیسری
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۲۰۳) لیکن فیصلہ مذکور بابت
مقدمہ مدعا علیہ کے ہے جسکے اوپر ڈگری یکطرفہ صادر ہوئی ہے اور مین

اوس فیصلہ کو بطور قابل پابندی کے اس مقدمہ مین جو ہمارے روبرو پیش ہے قبول کرنیکو امادہ نہین ہون۔ بموجب راے ایک حال کے فیصلہ مشتعلہ اجلاس کامل کے۔ اجودھیا پرشاد بنام بالمکند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۳۵۴) مین واجب طور پر یہ تجویز کر سکتا ہون کہ عدالت اپیل ماتحت مین اپیل ہو سکتا ہے۔ لہذا مین ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ عدالت موصوف مقدمہ کو بازبہ نمبر سابق قایم کرے اور اوسکی تجویز بلحاظ دعاوے کے کرے خرچہ مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا۔

ٹرل صاحب جسٹس۔ مین راے اور حکم بالا سے اتفاق کرتا ہون اور مجھی معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ حسب دفعہ ۱۵۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈسمس ہو سکتا تھا لہذا اس سے بھی زیادہ قوی وجہ اس تجویز کے مین کہ مدعیان کو چارہ کار بذریعہ اپیل کے حاصل ہے۔ ایک فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ پرتاب راے بنام رام کشن (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۳ع صفحہ ۱۳۷) مجوزہ اسٹریٹ صاحب جسٹس اور اینجانب کا اس بارہ مین متعلق ہے۔

بنارس — نگرانی فوجداری نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۱۲ فروری ۱۸۸۷ع

قیصر ہند بنام رای کشن چند ویک کس دیگر

ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ع (پولیس ایکٹ) دفعہ ۳۴ (دوم) بیرحمی بہ نسبت جانوران کے

واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

راس السٹن بجانب سایل — گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) بجانب سرکار

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہ درخواست واسطے نگرانی حکم جنٹ مجسٹریٹ بنارس کے ہے جو حاکم موصوف نے تجویز سرسری مورخہ ۲۳ جنوری گذشتہ مین صادر کیا تھا۔ میرے روبرو جو سایلان ہین اونپر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ ۵ اگست سنہ ۱۸۸۶ع کو اونہون نے گھوڑون کی ایک جوڑی کو جو کشن چند سایل کی ہے بیرحمی سے استعمال اسطرح پر کیا کہ اونہون نے

اوس جوڑی کو اوس حالتمین جوتنا اور ہانکنا کہ جب گھوڑے ایسی حالتمین ہون

کہ اونکے اسطرحپر مستعمل ہونیسے خیال باعث ہونے رنج اور خطرہ باشندگان

قرب و جوار اور رہگذران شارع عام واقعہ بنارس کو ہوسکتا تہا روبرو

مجسٹریٹ کے یہہ ثابت ہوا ہے کہ قبل تاریخ ارتکاب جرم کے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ

پولس نے نسبت حالات دونون گھوڑونکی کشن چند کو متوجہ کیا تہا اور دربارہ

اونکی ہانکی جانیکی اوسکو تنبیہہ کردی گئی تہی۔ بموجب شہادت گواہان ثبوت

کے حالت ان گھوڑونکی ۲۶ اگست کو یہہ تہی کہ اونکی گردن کے پہوڑون

سے خون بہتا تہا اور بہت خراب پہوڑی تہی اور دو توشلونسے خون

بہتا تہا اور ہر شانی کے زخمون سے بہی تکلیف تہی۔

لہذا کافی طور پر صاف ہے کہ کمبخت جانور بالکل استعمال کے

قابل نہین ہین اور نہ صرف اونکا اس طرحپر استعمال کیا جانا ہی ایک

فعل بیرحمی کا ہے بلکہ علاوہ بریں زخم ہای برساتی جنسے اونکو تکلیف ہوتی اور

مواد جو اون سے بہتا تہا غالباً ایسی ہی تہی کہ جنسے خطرہ اور نقصان عام خلایق

کو پیدا ہوسکتا تہا اور معمولی طور پر ہر ایسے بنی نوع انسان کے باعث رنج

رسانی کے ہوسکتی تہی جو اونکو ایسی حالتمین جوتے ہوے دیکہتا تہا۔

میری رائے مین یہہ امر بہت ہولناک ہوگا اگر قانون کی رسائی بااوسکو

رو سے ایسے طریق عمل کا تدارک نہو جیسا کہ اسمقدمہ مین سائلان کیجانب

ظہور پذیر ہوا ہے۔ لہذا مین خیال کرتا ہون کہ مجسٹریٹ نے بہت مناسب

طور پر دونون اشخاص ملزم کے نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کی ہے اور

اگر کوئی نقص اونکے فیصلہ مین پایا جاتا ہے تو وہ کل یہہ ہے کہ جہانتک

اوسے کشن چند کو تعلق ہے مجسٹریٹ موصوف نے حکم جرمانہ بطور علیحدہ بالکل

بنسبت نامبردہ کے بالعوض اوسکے صادر کیا جو اندر کن حالات بہت

مناسب طور پر کرسکتے تہی کہ نامبردہ کو اٹہہ روز کیواسطے جیلخانہ مین بہیجا

اس امر کے طرف ہر شخص کی آنکہہ بند کرنا غیر ممکن ہے کہ بڑی بیرحمی

غریب [illegible] اور [illegible] پر جو اس ملک مین [illegible] کے اغراض [illegible]

وسہ کو واجب ہے اور بجائے عہ سے مدعیان سے دعوی عہ سے
کا بوجہ اسکے کہ مدعا علیہ ایسے کثیر مطالبہ کے ادا کرنیکی قابلیت نہین رکہتا
ہے کیا ہے۔ مدعا علیہ نے بجواب نالش جہانتک کہ ولایتی بیگم و شفیع الہ
خان و حفیظ الہ خان مدعیان کو تعلق ہے بہت سے عذرات پیش کیے
جو واسطے اغراض رپورٹ ہذا کے اہم نہین ہین۔ بجواب نالش جانی بیگم
مدعیہ کے نامبردہ نے یہہ عذر کیا ہے کہ از روی دفعہ ۱۳۵ ایکٹ انتقال
جایداد کے (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع) مدعیہ مذکور مجاز نالش کے عہ سے
زیادہ کسی رقم کی نہین ہے کہ جو وہ قیمت ہے جو اوس نے از روی
وثیقہ مورخہ ۱۸ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ع ادا کی ہے۔
عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت ...) نے کل امور پیدا شدہ
کو بجز اوس امر کے جو متعلق انتقال مورثہ جانی بیگم مدعیہ کے بحق مدعیان
تجویز کیے۔ اوس امر کے نسبت عدالت موصوف نے حسب ذیل تحریر کی
ہے۔ اندر تجاویزات خریدار بموجب دفعہ ۱۳۵ ایکٹ انتقال جایداد کے
ڈگری عہ سے زیادہ کی نہین پا سکتا ہے۔ یہہ مسلمہ ہے کہ جملہ
چہہ سہام کے ہر مدعی ایک ایک سہام کے حصہ دار ہین اور ہر مدعی نے
اپنے اپنے حصہ سے نصف نصف حصہ جانی بیگم مدعیہ کے ہاتہہ بعوض
عہ کے بعد واگذاشت نصف حصہ منجملہ ... مطالبہ کے جو بابت کل دین
مہر کے ہے بیع کر دیا۔ حصہ مدعیان نمبر ۱ و ۲ و ۳ کا منجملہ ... ہزار کے
للعہ ہزار ہوتا ہے اور اوسمین سے مدعیان مذکور نے دعوی عہ ہزار
کا ترک کر دیا ہے اور بقیہ عہ ہزار کا دعوی کیا ہے اور بموجب ضابطہ
مسلمہ اور عرضی نالش کے جانی بیگم خریدار عہ ہزار کی بعوض عہ ہزار
کے ہے مگر بموجب احکام دفعہ ۱۳۵ ایکٹ کے خریدار مذکور عہ ہزار سے
کچھہ زیادہ کی ڈگری نہین پا سکتی ہے۔ لہذا ڈگری بابت عہ ہزار
کے بحق مدعیان نمبر ۱ و ۲ و ۳ کے و بابت عہ ہزار کے بحق جانی بیگم
مدعیہ نمبر ۴ کے ہونا چاہیے۔ لہذا حکم ہوا کہ دعوی بابت عہ ہزار کے

ڈگری ہوا اور بقیہ دعوی ڈسمس ہوا۔

برطبق اپیل بعدالت ہائی کورٹ بناراضی ڈگری مذکور منجانب
جانی بیگم کے اوسکے طرف سے یہہ حجت ہوئی ہے کہ بلحاظ ضمن (ب) دفعہ
۱۳۵ ایکٹ انتقال جایداد اور اس امر کے کہ مدعا علیہ سے جو جوابدہی
پیش کی تھی اوسکو ثابت نہ کرسکا عدالت مرافعہ اولی نے ڈگری کو بحق
اوسکے رقم معاوضہ بیع مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۴ء پر محدود کرنے مین غلطی کی ہے

لسٹمبر ناتھ منجانب اپیلانٹ — جوگندر ناتھ منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ صرف مسماۃ جانی بیگم مدعیہ چہارم نالش
کی ہمارے روبرو اپیلانٹ بحیثیت منتقل علیہ بعوض مبلغ صہ/
کے بابت حصہ عہ/ منجملہ عہ ہزار متدعویہ دیگر مدعیان بابت
مہر مدعا علیہ سے یافتنی جعفری بیگم متوفیہ دختر مدعیہ نمبر ا و مادر مدعیان
نمبر ۲ و ۳ کے ہے۔ اس امر کو بطور مشتبہ کے تصور کر لینا چاہیئے کہ
ازروے بیعنامہ مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۴ء کے اپیلانٹ نے بعوض
مبلغ صہ/ کے جو اوس وقت ادا ہوا تھا استحقاق مدعیان نمبر ا
و ۲ و ۳ ورثاء جعفری بیگم بابت دلاپانے عہ ہزار کے مدعا علیہ سے
خرید کیا۔ نالش ہذا ۲۳ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء کو دایر ہوئی تھی اور جس بحث سے
ہمکو سروکار ہے وہ اپیل مین صرف یہہ ہے کہ آیا عدالت ماتحت کے
یہہ تجویز کہ اپیلانٹ پانچ ہزار روپیہ سے زیادہ حاصل کر نہین جو اوس نے
بعوض عہ/ نقد زرضہ کے ادا کی ہین ازروے احکام دفعہ ۱۳۵
ایکٹ انتقال جایداد کے ممنوع ہے صحیح ہے یا نہین۔ بتائید اپیل
کے عدالت ماتحت کی راے صحیح نہین ہے ہماری توجہ بتعلق مقدمہ
گریش چندر بنام کاشی سوری دیبی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ
جلد ۱۳ صفحہ ۱۴۵) پر متوجہ کی گئی ہے اور بلاشبہہ یہہ نظیر متعلق
ہے۔ لیکن مین افسوس کرتا ہون کہ بعد غور کامل کے مین اون
دلیلوں کی راے سے اتفاق نہین کرسکتا ہون جو فیصلہ مذکور

مین شریک ہیے۔ بہ لفظ عظیم مجہی معلوم ہوتا ہے کہ ممدوح الیہم نے اوس
شرعقل کو نظر انداز کیا ہے کہ جسکی غرض سے دفعہ ۱۳۵ موضوع ہوا تہا یعنی
یہ کہ انسداد دعاوی قابل ارجاع کے خریداری کا ہو یا یون کہو کہ ارزان
خریداری حق نالش جو ایک شخص سے بمقابلہ دوسرے کے ہو مسدود ہو ضمن
(د) دفعہ ۱۳۶ جسکا ذکر ذیل میں ہے نے بتائید اپنی رای کے کیا ہے اوس
بالکل نتیجہ خلاف اوس نتیجہ کے برآمد ہوتا ہے جو ممدوح الیہم نے معلوم ہوتا ہی
کہ اخذ کیا ہے۔ جیسا مین دفعہ مذکور کو پڑہتا ہون اوس سے جو مراد ہے وہ
یہ ہے کہ اگر کوئی دائن یا کسی فریق نے جسکو دعوی قابل ارجاع نالش بمقابلہ
دوسرے کے ہو دعوی مذکور کو عدالت مین پیش کردیا ہے اور اوسکی
ثابت کرنیکی کارروائی اوس موقع تک کی ہے کہ جس موقع پر فیصلہ منظوری
دعوی مذکور کے صادر ہوا ہے یا ذمہ داری مدعا علیہ کی اس درجہ تک
صاف ثابت ہو چکی ہی کہ فیصلہ ضرور اوسکے خلاف صادر ہوگا تو نقصان یا
خطرہ کسی داد ستد یا معاملہ داری مقدمہ بازی کا موقوف ہو جاتا ہے اور مدعا علیہ
کو کوئی مضرت کسی معاملہ سے جو مابین مدعی اور شخص ثالث کے اثنا مین ہو کہ
کون شخص بیچہ ڈگری سے مستفید ہوگا عاید نہین ہوتی ہے اور نہ اسکا کوئی قرینہ
ہے کہ حکمنامہ عدالت کا استعمال بیجا طور پر ہوگا۔ برعکس اسکے اگر وہ
شخص جسکو کوئی دعوی قابل ارجاع بمقابلہ دوسرے شخص کے حاصل ہو دعوی
مذکور کو ارزان قیمت پر یا اوسکی اصل قیمت سے کم پر بیچنا پسند کرے تو شخص خریدار
بلاشبہہ کم و بیش ایسے داد ستد مین داخل ہوتا ہے کہ مسلماً اور از روی صاف و
صریح مضامین دفعہ ۱۳۵ کے قبل ارجاع نالش بذریعہ ادای اوس قیمت کے
جو اوسنے ادا کی ہے مع سود اور اخراجات ضروری جو نامبردہ کو دعوی مذکور
ساقط کیا جا سکتا ہے۔ ایسے صورت مین اگر قانون کے رو سے اوسکو یہ
نقصان عاید ہو سکتا ہے تو یون اوسکی حیثیت کمو جب سے اعلی یا بہتر ہو سکتی ہے
کہ جو شخص ذمہ دار دعوی مذکور کا کیا جاتا ہے وہ یہ کہی کہ مقدمہ کو عدالت مین
ثابت کرے اور حکم منتقل الیہ اوسکو قیمت کرے وجہ تسنی حقیقت واقعہ دعوے

مذکور سکے بابت ادا کی ہے اور جسکی تقویت سے اپنا استحقاق ظاہر کرتے ہو۔ تو بعد نالش اور ڈگری بسبب منتقل الیہ مین بہ نسبت اوسکے کولسی عمدگی ہو جاتی ہے۔ مین اقرار کرتا ہون کہ مجھے کوئی عمدگی نہین نظر آتی ہے اور نہ مین خیال کرتا ہون کہ واضعان قوانین کا یہ منشا تہا کہ اوس شخص پر کوئی تعزیر قایم کیجاوے جسکے مقابلہ مین وسیعے تو قابل ارجاع نالش مقبوضہ منتقل الیہ قایم رہیگا اور اوسکا وہ استحقاق زایل ہو جاویگا جسکو وہ اوسطور پر قایم رکہہ سکتا تہا کیونکہ وہ منتقل الیہ ہے اوس قسم کا ثبوت طلب کرتا صاحب کا مین ابہی بیان کر چکا ہون۔ علاوہ برین یہہ بیجا بات پیدا ہوگی کہ منتقل الیہ جو نہی قیمت قایم کریگا اور اسطرحسے شخص مذکور کو عدالت مین حاضر کرایگا اور تاہم اگر شخص آخر الذکر صحیح قیمت ثابت کرے تو شخص مذکور کو اوسکے ادا کرنیکا حکم نہوگا بلکہ کل دعوے بیباق کرنے پڑیگا۔ مجہی صرف اس امر کے لکہنی کی ضرورت ہے کہ جو اصول دفعہ ۱۳۰ ایکٹ انتقال جایداد مین مستعمل ہے اوسکا بیان صاف اور کامل طور پر دفعات ۱۴۸ و ۱۵۰ رسالہ ایکیوٹی جورس پروڈنس مولفہ اسٹوری صاحب دگریسی صاحب ۱۸۹۳ء مین ہے اور جس اصول سے بہ تقلید مقدمات منفصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل اور مندرجہ لاجرنل اپیل ہند جلد ۱ صفحہ ۱۴۱ و ۲۲۰ لا رپورٹ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۲ سے ثابت ہے کہ منشا واضعان قوانین کا ایکٹ قانونی یہہ تہا کہ اصول شام پرتی جو عدالت ہاے انگلستان مین مروج ہے اختیار کیا جاوے۔ میرے ذہن مین مقدمہ حال ایسا ہے جسمین کارروائی مدعیہ اپیلانٹ اوس نقصان مین داخل ہے جسکا مقصود دفعہ ۱۳۵ سے ہے اور بہ تجویز اس امر کے کہ راے جج ماتحت کی بموجب اون وجوہ کے جو مین نے ظاہر کئے ہین صحیح ہے مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

مٹر لصاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع بنارس اپیل اول نمبر ۲۱۲ سنہ ۱۸۸۵ء منفصلہ ۲۴ فروری

درگا پرشاد بنام رامدین ساہو وغیرہم

مسلہ امدے تجویز نالش - شہادت زبانی کا بہ بنا قرینہ خلاف قیاس و مشتبہ کے نامعتبر قرار پانا - شہادت مضمون مثل - جہ دو استعمال بطور شہادت بمقابلہ اوس شخص کے جو فریق دستاویز مذکور کا نہین ہے -

جس نالش سے یہہ اپیل متعلق ہے وہ رامدین ساہو و رام سرن ساہو مشتریان حق و مرافق گیا دین ساہو نے بنام چنی لعل و دیبی پرشاد کے دایر کی تہی اور بعد ازان مسماۃ پاربتی از خود زمرہ مدعا علیہم مین شریک ہوئی تہی - دعوی مدعیان کا النسبت جایداد رام لعل ساہو کے جو ۱۸۶۲ء مین فوت ہوا تہا اور جو شریک اوس خاندان کا تہا کہ جس کا مورث اعلی بدلو ساہو تہا اور جسکے شریک مدعیان اور اول دو مدعا علیہم بہی ہین - مدعیان کا یہہ بیان ہے کہ بعد وفات رام لعل ساہو کے مسماۃ بچی اوسکی بیوہ سارٹیفکٹ وراثت کا حاصل کرکے کل جایداد متروکہ شوہری پر قابض ہوئی اور اسطرح پر قبضہ حاصل کرنیکے بعد مسماۃ مذکور نے ہبہ نامہ کل جایداد مذکور کا بحق مسماۃ شیومنی جو تنہا اولاد اوسکے شوہر متوفی سے تہی لکھدیا - مسماۃ بچی یکم جولائی ۱۸۸۱ء کو فوت ہوئی اور مدعیان کو یہہ امر تسلیم ہے کہ بعد وفات مسماۃ بچی کے شیومنی اوسکی دختر اپنی نوبت پر کل جایداد متروکہ رام لعل ساہو پر قابض ہوئی - مدعیان کا یہہ بہی بیان ہے کہ ۲۰ اکتوبر ۱۸۸۱ء کو تاریخ وفات شیومنی سے بموجب شاستر متاکشرا کے ہم مستحق جایداد رام لعل ساہو کے ہوگی جسمین شیومنی کو صرف حق حین حیاتی حاصل تہا - مدعیان کا یہہ بہی بیان ہے کہ بعد وفات شیومنی کے چنی لعل مدعا علیہ اول نے بتقویت ہبہ نامہ کے عمل کرکے جسکی نسبت اوسکا بیان ہے کہ مسماۃ شیومنی نے ۱۲ جون ۱۸۸۲ء کو اوسکے نام لکہا تہا اپنے کو مستحق اوس کل جایداد کا ظاہر کیا جسپر مسماۃ مذکور اپنی وفات کے وقت

قابض تھی اور بسبب ان دعاوی مختلف کے خطرہ نقص امن کا تھا کہ
جس خطرہ کے نتیجہ مین دست اندازی اختیارات مجسٹریٹ کے عمل مین آئی
اور مجسٹریٹ نے ۱۹ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو جایداد غیر منقولہ جو بتاریخ وفات شیومنی
کے اوسکے قبضہ مین تھی عدالت فوجداری مین قرق کرادی اور جایداد
منقولہ متروکہ مسماۃ مذکورہ کو منضبط سرکار قرار دیا۔ بعد صدور حکم مذکور
مصدرہ مجسٹریٹ کے مدعیان نے درخواست حصول جایداد منضبط کے
عدالت ضلع مین گذرانی تھی اور اوسوقت اول مرتبہ درگاپرشاد مدعاعلیہ
حاضر آیا اور اپنے کو پسر متبنی چھیدی لعل شوہر شیومنی کا اور اس حیثیت سے
وارث کل جایداد کا ظاہر کیا۔

بعدہ مدعیان نے نالش ہذا واسطے بازیافت جایداد منقولہ و
غیر منقولہ کے دایر کی۔ واسطے اغراض رپورٹ ہذا کے جوابدہی صرف
درگاپرشاد کی ضروری ہے۔ بہ نسبت جوابدہی مذکور کے عدالت مرافعہ
اولی (جج ماتحت بنارس) نے تنقیح مہتم قایم کی تھی یعنی یہہ کہ آیا مسماۃ
شیومنی نے درگاپرشاد کو جوان آگرہ اور باضابطہ متبنی کیا تھا یا نہیں۔
بہ نسبت اس امر کے جج ماتحت نے حسب ذیل تحریر کیا ہے۔

بہ نسبت تنقیح مہتم کے بہت سے گواہان پیش کئے گئے ہین لیکن
اونکی شہادت پر اعتبار کرنا غیر ممکن ہے۔ بلالحاظ اوپر اس خفیف اور
نہایت خلاف قیاس قرینہ کے کہ تبنیت بجاے بستی کے بنارس مین اور
بغیبت پروہت خاندان کے وقوع پذیر ہوئی دستاویز نوشتہ شیومنی کی
بابت متبنی گردانی مظہرہ سے جو بحق چینی لعل ہے جو برادری مین چچا پسر متبنی
کا ہے تبنیت مظہرہ معدوم ہوجاتی ہے۔ دستاویز مذکور بعد چار سال
[illegible] لی تھی اور اوسمین نسبت چھیدی لعل کے جسکے تبنیت
بیان ہوتا ہے کہ قبل اوس نے اپنی وفات کے اس لڑکے کو متبنی
کیا ہے یہہ ذکر ہے کہ لاولد فوت ہوا اور اسوجہ سے یہہ بیان ہوا ہے
کہ اوسکی بھائی چینی لعل اپنی بیوہ بھاوج شیومنی کا خبرگیری اور اوسکے

جائداد کا انتظام کرتا ہے۔

موضع جلنی سات آٹھ کوس بنارس سے ہے اور شیو منی اور اوسکا شوہر وہین رہتا تھا جس دستاویز کا ذکر جج ماتحت نے فقرہ محولہ بالا مین کیا ہے وہ ۲۶ جون ۱۸۶۴ء کے ہے اور جسپر چنی لعل مدعا علیہ کو استدلال ہے۔

عدالت مرافعہ اولی نے ڈگری بحق مدعی صادر کی اور درگا پرشاد مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل پیش کی اور عذر اپیل مین یہہ ہے کہ شہادت موجودہ مسل سے تبنیت مظہرہ بخوبی ثابت ہے اور وجوہ نا معتبری شہادت مذکور کے جج ماتحت نے قایم کی ہین وہ ناکافی ہین۔

تجویز اسٹریٹ صاحب جسٹس کی جسمین ٹرل صاحب جسٹس نے اتفاق کیا نا صکر در بارہ تجویز اس امر کے ہے کہ آیا تبنیت درگا پرشاد کی از روے شہادت موجودہ مسل کے کافی طور پر ثابت ہوئی ہے یا نہین اور جزو اخیر تجویز مذکور کا جس سے کوئی امر متنازعہ قانونی طے نہین ہوتا ہے اوسکی رپورٹ کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ لیکن جو تشریحات حاکم ممدوح نے نسبت اوس طریقہ کے کی ہین کہ جس طریقہ سے جج ماتحت کی نے شہادت متعدد گواہان مدعا علیہ کے بطور نا معتبر قرار دی ہے اور جسطرح جج ماتحت نے دستاویز مورخہ ۲۶ جون ۱۸۶۴ء کو بمقابلہ درگا پرشاد مدعا علیہ کے استعمال کیا ہے وہی زیادہ تر متعلق ہین۔

کالون وکانلن منجانب اپیلانٹ

پنڈت جوالا پرشاد و راداس منجانب رسپانڈنٹیان

اسٹریٹ صاحب جسٹس (بعد تذکرہ واقعات مقدمہ کے یہہ تجویز کیا) بطور تمہید کے مجھی یہہ تحریر کرنا چاہیے کہ چونکہ ایک عام قسم کا خیال شبہہ کا نسبت اعتبار شہادت زبانی کے اس ملک مین چلا آتا ہے جسنے اور بلا موجودگی کسی سامان کے جس سے ایسا خیال مناسب ہوتا کم عدالت کو مناسب ہے کہ شہادت کہ جو از روے حلف اوسکی

رو برو لیجاوے بطور نامعتبر اور ناقابل اعتبار کے محض اسوجہ سے
خارج کر دے کہ وہ شہادت زبانی ہے اور اسوجہ سے بھی کہ کوئی
ثبوت تحریری اوسکی تائید مین نہین ہے۔ اس امر کے تحریر کرنے
مین میری تائید مین جیسا تحریرات حکام عالیمقام پریوی کونسل مقدمہ
بابو جگوبند داس بنام بابو مدن پرشاد سنگھ بورڈ کلی رپورٹ جلد ۲۰ صفحہ
۲۱۳ سے ہوتی ہے کہ جس موقع پر حکام ممدوح نے یہہ فرمایا ہے۔ عدالتون
پر فرض ہے خواہ عدالت مرافع اولی ہون یا اپیل ہون کہ امور متعلق ادلہ
ثبوت مقدمہ پر غور کرین۔ البتہ عدالت ہاے مذکور کو کل شہادت
بہت احتیاط اور نکتہ چینی سے تنقیح یا حسب ضرورت ساتھ شبہہ کے قبول
کرنا چاہئے لیکن آخر الامر عدالتہاے مذکور کو تصفیہ حقوق اشخاص
کا بموجب اون امور کے کرنا چاہئے جو اونکے روبرو ثابت ہوئی ہون
اور یہہ ہرگز روا نہین رکھا جا سکتا ہے کہ محض اوس شبہہ کے بناپر
جو خود عدالت کے خیال سے بہ نسبت اسکے پیدا ہو کہ ہو کوئی عادت
لیا ہے یا کوئی اور بات ہے عدالت کل شہادت کو خارج کر دے
اور محض اپنے شبہہ کو بطور ثبوت قانونی کے موثر کر دے۔ حکام
عالیمقام ممدوح بیان فرماتے ہین اور اگر مین بلا شک یہہ تحریر کر سکتا
ہون تو باعتبار اپنی تجربہ کے جو اس ملک مین ہوا ہے بالکل حکام
ممدوح سے اتفاق کرتا ہون کہ اس خیال سے زیادہ اور کوئی بات
خطرناک نہین ہو سکتی ہے کہ حکام عدالتہاے ماتحت مین یہہ خیال مروج
ہے کہ چونکہ عدالتون مین بہت صاف دروغیان ہوتی ہین
لہذا کل شہادت زبانی پر بجز حالات خاص کے ضرورتاً لحاظ نہونا چاہئے
اس رائے کی منظوری سے ججون کو بہ نسبت قراین اور امکانات کے
جو خارج اور بیرون از شہادت ہون ہوا اپنے لئے ایک معیار قایم
کرنیکی ہدایت ہوگی اور اوس سے صرف نتایج مضر حق متخاصمین
عاید ہون گے۔

مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ شہادت حلفی گواہان کی نظرانداز
کیجاوے یا اوسپر یقین نکیا جاوے تاوقتیکہ نامعتبر نکیجاوے یا ثبوت
مخالف سے یا بذریعہ اون امور کے شکست لیجاوے جو سوالات جرح
مین منکشف ہوون جن سے یہہ ثابت ہوتا ہو کہ شخص شہادت دہندگان
نے دیدہ و دانستہ جو حلف دروغی کی ہے یا ایسا شخص اور ساختہ
بیان کیا ہے یا بیان مذکور کے شکل سے وہ ایسا بیہودہ [illegible] خلاف
قیاس معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو اوسپر اعتبار نکرنا چاہیے [illegible]
دیکھنا چاہیے کہ جج ماتحت اپنی تجویز مین نسبت شہادت اون گواہان
درگا پرشاد مدعاعلیہ کے کیا کہتی ہین جنہون نے بابت تبنیت چہدی لعل
کے اظہار دیا ہے مشارالیہ یہہ کہتی ہین بہ نسبت [illegible] کے
نسبت سے گواہ پیش کئے گئے ہین لیکن اونکی شہادت پر اعتبار کرنا
غیر ممکن ہے بلا لحاظ اوسپر اوس خفیف اور خلاف قیاس قرینہ کے کہ تبنیت
بجاے [illegible] کے بنارس مین اور لغیبت پرہت خاندان کے وقوع
پذیر ہوی دستاویز نوشتہ شیو منی یعنی مادر تبنی کرنیوالی منظورہ سے
جو بجی جینی لعل کے جو برادری مین میاں پسر تبنی کا ہے تبنیت [illegible] معدوم
ہوجاتی ہے دستاویز مذکور بعد چار سال کے تحریر ہوئی تہی اور [illegible] کی
نسبت چہدی لعل کے کہ جسکی نسبت یہہ بیان ہوتا ہے کہ اوسنی
قبل اپنی وفات کے اس لڑکے کو متبنی کیا ہے یہہ ذکر ہے کہ لاولد
فوت ہوا اور اسوجہ سے یہہ بیان ہوا ہے کہ اوسکا بہائی جینی لعل
اپنی بیوہ بہاوج کی خبرگیری اور اوسکے علاقہ کا انتظام کرتا ہے اسکا
نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ شہادت تیرہ گواہان کی جو واسطے ثبوت تبنیت
درگا پرشاد کے طلب ہوئی تہی جج ماتحت نے نامعتبر قرار دی
اول اسوجہ سے کہ تبنیت کا وقوع بنارس مین ہونا خلاف قیاس
ہے دوسرے ثانیاً اسوجہ سے کہ اوس رسم کے انصرام مین چند پست خاندان
کے اعانت نہین ہوئی تہی اور بالاخر اسوجہ سے کہ ایک دستاویز

مین لکھا گیا ہے کہ جس دستاویز مین درگاپرشاد شریک نہین ہے
اور اس دستاویز کی مقبولی مین مجھے بہت شکوک ناشی ہین مجھے یہی
معلوم ہوتا ہے کہ جس طریقہ پر ذیلی جج ماتحت نے اسمقدمہ مین
شہادات پیش کردہ درگاپرشاد مدعاعلیہ کو تصور کیا ہے وہ طریقہ گو
بالکل نہو تاہم قریب تحریرات حکام عالیمقام پریوی مین جن کا
مینی ذکر کیا ہے داخل ہے گو کوئی جواب منجانب مدعاعلیہ کے اون
اعتراضات پیش شدہ کا نہ دیا جاوے۔ پس دیکھنا چاہیئے کہ وہ کونسی
شہادت منجانب مدعاعلیہ کے ہے جسکی نسبت ذیلی جج ماتحت نے حسب
مستذکرہ بالا اپنی رای ظاہر کی ہے اور کیا ثبوت تبنیت کا ہے۔
بعد طی کرنے اس بحث اور تصفیہ کرنے اعتراضات جج ماتحت کے
جو دوبارہ خلاف قیاس ہونے تبنیت کے اسوجہ سے ہے کہ اوسکا وقوع
بنارس مین بجاے لیبی کے ہوا تھا اور پھر اسوجہ سے خاندانی پروہت
چھیدی لعل کا رسم تبنیت مین غیر حاضر تھا حاکم ممدوح نے حسب ذیل تحریر فرمایا
اب صرف تجویز اس امر کی باقی ہے کہ آیا جج ماتحت کی راے
اونکے امر اخیر کے جو در بارہ قایم کرنے وقعت کے جو اونہون نے نسبت
ہبہ نامہ مورخہ ۲۶ رجون [illegible] نوشتہ مسماۃ شیومنی موسومہ چھنی لعل
کے قایم کی ہے صحیح ہے یا نہین۔ پس جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون
کہ مجھے اس دستاویز کی مقبولی مین بہت شکوک ناشی ہین بہ نہین
معلوم ہوتا ہے کہ دستاویز مذکور کیونکر بطور شہادت بمقابلہ درگاپرشاد
کے داخل ہو سکتی ہے جو اوسمین شریک نہ تھا اور جہانتک مین جان
سکتا ہون نا ہر وہ نے اوسکے بابت سنا بھی نہ تھا۔ جس فقرہ مندرجہ
دستاویز مذکور پر جج ماتحت کو استدلال ہے میری راے مین وہ بطور
استقرار اس امر کے متصور نہین ہو سکتا ہے گو جہی کسی شخص متوفی
سے بہ نسبت رشتہ مندی بابین اشخاص دیگر کے کیا ہو کہ
جنکی رشتہ مندی سے اوسکو وسایل علم کے حاصل ہون برعکس اسکے

دو تذکرہ چند واقعات کا ایک دستاویز مین ہے کہ جو واقعات ممکن ہے
کہ صحیح ہون یا نہون ۔ اگر اس امر کا تجویز کرنا مجھی ضروری ہی تو مجھی اس امر کے
تجویز کرنے مین پیہ تامل نہین ہے کہ یہہ کاغذ مقدمہ مین بطور شہادت
کے قابل مقبولی نہین ہے ۔ ساتھہ ہی اوسکی جیسا کہ یہہ مسلمہ ہے اور
جج ماتحت نے اسبارہ مین صراحت کی ہے مین اس طریقہ کو اختیار
نکرونگا بلکہ بمقبولی اوسکی مین صرف یہہ تحریر کرونگا کہ دستاویز مذکور
قابل اسکے نہین معلوم ہوتی ہے کہ اوسکے نسبت کوئی وقعت قایم
کیجاوے ۔ یہہ صاف ظاہر ہے کہ جب دستاویز مذکور تحریر ہوئی تھی
یعنی تخمینًا تین مہینے قبل اوسکے وفات کے شیومنی مقام چنار مین چنی لعل کے
گہر مین رہتی تھی کہ جسکے حق مین دستاویز مذکور تحریر ہوئی تھی اور یہہ
کہنا غیر ممکن ہے کہ کن حالات مین اور کن کن دباوکا اوسکو متحمل ہونا
پڑا تھا کہ جن سے شیومنی کو یہہ ترغیب ہوئی تھی کہ ایک قلم زدن مین
اپنے کل جایداد مقبوضہ کو علیحدہ کردے ۔ امکانًا یہہ وجہ ہوئی کہ
چنی لعل کے خدمات معقول انتظام علاقہ مین قایم رکھی جاوین کیونکہ
درگا پرشاد بہت صغیر سن تھا ۔ یعنی تیرہ یا چودہ سال کا ہوگا ۔ لیکن
علیہ پر نظر کرکے اور جیسا کہ مین کہہ چکا ہون کہ اس تحریر مندرجہ دستاویز
نوشتہ عورت پردہ نشین پر با احتیاط اور باشتباہ لحاظ ہونا چاہیئے
گو وہ مسماۃ ہی پر موثر ہوتی ہو اور میری راے مین اوسپر کچھہ وقعت
نہ قایم ہونا چاہیئے اور پھر جاے کہ بمقابلہ کسی دیگر شخص کے ۔ گو ذیعلم
جج ماتحت دستاویز مذکور کے ملاحظہ کرنیکی مستحق ہون تاہم مین یہہ
نہین خیال کرتا ہون کہ دستاویز مذکور کی تقویت سے اونکو یہہ
مناسب تھا کہ کل شہادت زبانی جانب مدعاعلیہ کو مسترد کرین اور
اوسکو بالکل نامنظور کرین ۔ شہادت رام دین کی جو دربارہ اوسکی
انکار نسبت تبنیت درگا پرشاد کے ہے اوسمین صرف ایک فقرہ
ہے کہ شیومنی اور چھیدی لعل نے کسیکو متبنی نہین کیا ۔ اور

اسکی تائید کسی ثبوت تائیدی یا ایسے صاف قیاس سے نہین ہوتی
ہے جو حالات مقدمہ سے پیدا ہوتا ہو۔

لہذا اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ اگرچہ مقدمہ مدعی کا بادی النظر مین
قانوناً معقول ہے مگر میری راے مین جواب اوسکے دعوی کا بولیطور
درشاد رام لعل کے ہے درگا پرشاد کے ثبوت کثیر سے ہو جاتا ہے
جو اسمضمون سے ہے کہ نا بردہ کو چہید یلعل نے قبل اپنی وفات
کے متبنی کیا تہا اور بحیثیت پسر متبنی کے وہ مستحق جایداد اپنی نانا کا
بمقابلہ مدعیان کے ہے۔ مین نے وجوہ کامل اس وجہہ کے تحریر
کئے ہین کہ مین ایک تجربہ کار اور لایق جج ماتحت کے فیصلہ کو منسوخ
کرتا ہون اور نیز اسوجہ سے کہ مجہکو فایدہ سماعت بحث کونسل سپانڈنٹ
کا حاصل نہین ہوا کہ جو وقت سماعت اپیل کے حاضر نہ تہا۔ میری
راے کا نتیجہ یہہ ہے کہ اپیل مذکور ڈگری کیا جاتا ہے اور فیصلہ جج
ماتحت کا منسوخ اور نالش مدعیان معہ خرچہ عدالتین بحق مدعا علیہ
ڈسمس کی جاتی ہے۔

ٹرل صاحب جسٹس ۔ مین تحریرات اور حکم صادرہ اپنی بہائی
اسٹریٹ صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہون۔

ضلع مراد آباد اپیل دیم نمبر ۲۰ ۱۸۸۶ء منفصلہ ۵ مارچ

ممی مل بنام جگناتہہ

معاہدہ ۔ حیثیت نابالغی ۔ اہل ہنود ۔ ایکٹ ۹ ۱۸۷۵ء (ایکٹ
بلوغ ہند) دفعہ ۳ ۔ ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء (ایکٹ معاہدہ) دفعہ ۱۱ ۔

یہہ نالش واسطے دلاپانے مبلغ ۔ اصل معہ سود بربنا
تمسک نوشتہ مدعا علیہ مورخہ جنوری ۱۸۸۳ء کے ہے ۔ مدعا علیہ نے
جو ہندو ہے یہہ عذر کیا ہے کہ جسوقت مین تمسک مذکور لکہا تہا۔
مین نابالغ تہا۔ عدالت مرافعہ اولی (منصف بجنور) نے یہہ تجویز کی تہی

بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۲ع کے اونہون نے جایداد مذکور
کو دو سو روپیہ سے خرید کیا کہ جسکے ہاتھ مدیون ڈگری نے جایداد مذکور کو بیع
کر دیا تھا۔ عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے اعتراض نامنظور کیا بعدہٗ عذرداران
نے نالش ہذا واسطے اثبات اپنی حق نسبت جایداد متقرقہ کے دایر کی
ہے۔ بجواب اسکے اس نالش کے ڈگریداران نے یہہ عذر کیا ہے کہ جن
بیعنامجات کی رو سے مدعیان دعویدار ہین وہ فریباً اور سازشاً لکھی گئی ہین
اور مدیون ڈگری اصل مالک جایداد مذکور کا ہے۔

عدالت مرافعہ اولی (منصف گورداسپور) نے دعوی بدین تجویز ڈسمس
کیا کہ بار ثبوت اس امر کا کہ بیع منجانب مدیون ڈگری بنام دو کسی و منجانب دو کسی
بنام مدعیان فریبی اور سازشی ہین ذمہ مدعاعلیہ کے تھا کہ جو اپنی بیانات کی
تائید مین شہادت قابل اطمینان پیش کرنے مین قاصر رہا ہے۔ برطبق اپیل
اد ڈسٹرکٹ جج ماتحت غازیپور نے ڈگری منصف کی منسوخ اور نالش بمضامین
ذیل ڈسمس کی عدالت ماتحت نے دعوی مدعیان بموجب دفعہ ۲۸۳ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے نامنظور کیا تھا اور حکم عدالت موصوف حسب دفعہ مذکورہ بپابندی
نتیجہ کسی نالش کے جو حسب دفعہ ۲۸۳ کے رجوع ہو قطعی تھا۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے
تو بار ثبوت اس امر کا کہ معاملات زیر نزاع بہ نیک نیتی تھی میری رای مین ذمہ
مدعیان کے ہے اور اگر میری یہہ رای صحیح ہے تو نالش مدعیان کے ساقط
ہونی چاہیے کیونکہ مدعیان نے کوئی شہادت اس امر کے ثابت کرنیکی بابت نہین
پیش کی ہے کہ معاملہ ایسا ہی تھا۔ لیکن اگر بغرض دلیل یہہ بھی فرض کیا جاوے
جیسا کہ منصف نے تجویز کی ہے کہ مدعاعلیہ پر یہہ ثابت کرنا فرض تھا کہ
معاملات سازشی ہین تو مین تجویز کرتا ہون کہ مسل مین شہادت کافی اس امر
کی ثبوت مین موجود ہے کہ معاملات مذکور ایسی ہی تھی۔

امیرالدین منجانب اپیلانٹیان۔ اسپنکی منجانب رسپانڈنٹ۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ استدعا مین رای جج ماتحت کی بابت اس تجویز
کے بوجہ کامل صحیح ہے کہ بار ثبوت اس امر کا مدعیان کے ذمہ تھا حکم نامنظوری

اپنی عذرات صیغہ اجراے ڈگری کے نسبت اعتراض کرتے ہین ہے کہ شہادت صاف اور قابل اطمینان سے ثابت کرین کہ جایداد متروقہ وقت ترقی کے اونہین کی تہی اور نہ ملکیت اوسکی باپ کرتا رتہہ مدیون ڈگری کی
حاکم ممدوح نے جج ماتحت کی فیصلہ کے اون اجزا پر غور فرمایا جو اس رپورٹ کے لئے ضروری نہین ہین اور بالاخر یہ راے قرار پائی کہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہیئے۔
ڈل صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع غازیپور اپیل اول نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۸۲ع منفصلہ ۱۶ مارچ

بینی شنکر سُلہٹ وغیرہم بنام دہپال بہادر سنگھ

شفع۔ شرکا۔ شرکا مندرجہ کہیوٹ۔ خریداری بے باقی حصص کے بیع منجانب حصہ دار۔ جوابدہی دعوی شفع کی منجانب اوس شخص کے جو اپنی کو شریک حصہ دار بذریعہ معاملہ بی نامی کے بیان کرتا ہو۔ تعزیر مخالف عادلانہ۔

واقعات اسمقدمہ کی تجویز عدالت مین کافی طور سے درج ہین۔
کالمن وسکہہ رام وجوالا پرشاد منجانب اپیلانٹیان۔
بل وہنومان پرشاد منجانب رسپانڈنٹ۔
اسٹریٹ صاحب جسٹس وڈل صاحب جسٹس۔ واقعات اس مقدمہ کی چند الفاظ مین بیان ہو سکتے ہین۔ مواضع نگرہ و دیوکلی و دہیکواری و چھپہ دیبرای و پرسرام پور و پال چند بہادر گوتھیا و مساہا داہر ولی و تلوکہا چین پور و کرسند کا مدعی حصہ دار مندرجہ کہیوٹ ہے موضع مذکور کے دیگر دو حصہ داران یعنی بابو فقیر چند و مولی لعل نے اپنی حقیت واقعہ موضع مذکور ۲۱ مارچ سنہ ۱۸۸۲ع کو بدست پردو مدعا علیہم بسبب یعنی بہوانی شنکر سلہٹ و بینی شنکر سلہٹ کے بیع کر دی مدعی شنکہ مدعی نے بیع مذکور کی خبر پاکر اپنا دعوی شفع کا پیش کیا۔

مدعا علیہم مذکور نے جو ابدہی نالش کی اس اصل اور عملاً مفرد بنیاد پر
کی ہے کہ ہم حصہ دار مواضعات متنازعہ کے ہین اور اس حیثیت سے
چونکہ وہی تعلق الیمان سے رکہتے ہین جو مدعی کو حاصل ہے لہذا بذریعہ
شفع کے مواخذہ دار نالش کے نہین ہے - یہہ سچ ہے کہ دیگر عذرات
پیش ہوئے ہین لیکن فی الواقعہ مقدمہ مین بحث صرف اسی ایک
تنقیح پر ہوئی ہے اور اوسیکی تجویز ہونی چاہیئے تہی یہہ مسلم ہے کہ
جایداد متنازعہ کے کسی جزو کے نسبت نام مدعا علیہم کا کبہی درج نہین
ہوا تہا لیکن اونکی یہہ حجت ہے کہ کئی مرتبہ اونہون نے اسم
فرضی اپنی اپنی گماشتہ بشیشر تیواری اور اپنے بہائی بلدیو تیواری
کے نام سے حصے خرید کئے ہین - مثلاً اونکا بیان ہے کہ ۲۰ دسمبر
۱۸۶۷ع کو ایک ڈگری کے اجرا مین جو ۲۹ مارچ ۱۸۶۶ع کو بشیشر تیواری
نے بنام بابو رام نراین سنگہ و بابو جگدیو بہادر سنگہ حاصل کی
تہی ہمنے مدیونان ڈگری مذکور کے حصے واقعہ چین پور و پال منیہ
بہادر کرسند خرید کی تہی - پہر ۲۰ فروری ۱۸۶۲ع کو نامبردگان کا
بیان ہے کہ اسی طرح سے حصص واقعہ دیکہواری و پرسرام پور -
اوسی تاریخ کو مساۃ اودیپرا پری مین حاصل کئے تہی - اسی طرح
پہر ۲۰ دسمبر ۱۸۶۲ع کو نامبردگان دعوے دار ہین کہ ہم اجداد ان
دتلو کہاو نگرہ دریو کلی و دیگر مواضعات مین حصہ دار ہو گئے تہے
اور بالاخر نامبردگان دلیرانہ بیان کرتے ہین کہ جب بالیمان حال مقر چند
و سوق لعل نے ۱۸۶۵ع مین یہہ جایداد خرید کی جسکو وہ اب منتقل کرتے
ہین تو اونہون نے جایداد مذکور کو نہ صرف اپنی واسطے خرید کی
تہی بلکہ منجملہ تین حصون کے دو حصے واسطے مشتریان حال کے خرید
کی تہی جو ہمارے روبرو مدعا علیہم اپیلانٹیان ہین - بذریعہ ان معاملات
کے مدعا علیہم مذکور دعوے دار ہین کہ ہم دراصل حصہ داران مواضعات
متنازعہ کے مدعی سے کم نہین ہین اگرچہ نامبردگان کو تسلیم ہے کہ

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۱۴ اپریل [illegible]

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب و ای اسٹیریکی صاحب بیرسٹران مترجمہ منشی شیو سہائے منصف
و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۱۴ | جلد ۷ | قیمت سالانہ | اسٹیشن | ہر صفحہ

فہرست مقدمات

مقدمہ	صفحہ	مقدمہ	صفحہ
جمنا بنام بینی رام	۲۴۰	قیصر ہند بنام رام سرن	۲۳۶
حسرت خان بنام حبیب بودلہ وغیرہ	۲۴۴	— بنام قلندر خان	۲۳۸
ملوا رام بنام ایشر داس	۲۴۴	— بنام نیپال	۲۳۱
قیصر ہند بنام بسرن سعد مکند رام	۲۳۳	گردہاری داس بنام رگھوناتھ پرشاد	۲۴۶
		— بنام ٹھاکر داس	۲۴۹

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اختیار سماعت	۲۴۲	بحث حقیت	۲۴۳
اعتراض مابعد نسبت امر تقسیم	۲۴۲	بلوہ	۲۳۷
اقرار بیع کا بابت تکمیل بیع کے	۲۴۰	بیع جائداد غیر منقولہ کے	۲۴۰
ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ دفعہ ۹	۲۳۳	تاوان	۲۴۹
دفعہ ۱۰۲	۲۳۷	تجویز دعاوی کا	۲۴۷
دفعہ ۹ و ۲۴۹ و ۲۵۰	۲۳۳	تقسیم محال	۲۴۴
دفعات ۱۰ و ۱۴ و ۱۵	۲۳۱	[illegible]	۲۴۹
ایکٹ سنہ ۱۸۷۲ دفعہ ۱۳	۲۳۸	پیشہ دار کا مکان اور وس الاغنی کا گھر یا	
ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۷۷ دفعات ۱۱۳ و ۱۳	۲۴۴	جس مکان مذکور واقع ہے	۲۴۶
ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ دفعہ ۳۹	۲۴۰	جبر مجرمانہ	۲۳۳

ضلع میرٹھہ — نگرانی فوجداری نمبر ۶۷ — منفصلہ ۷ جون

قیصر ہند بنام نہال

حسب دستور مذہب ہنود کے سانڈ کا ازادکیا جانا۔ مال مسروقہ

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (التعزیرات ہند) دفعات ۴۱۰ و ۴۱۱۔

یہہ درخواست واسطی نگرانی حکم سشن جج میرٹھہ مشعر نامنظوری اپیل نباراضی حکم مسٹر گلیڈول صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے جسکے رو سے نہال سایل کی نسبت تجویز ثبوت جرم جو حسب دفعہ ۴۱۱ التعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور حکم سزاے قید سخت میعادی ایک سال کا صادر ہوا تہا ہے۔ واضح ہوتا ہے کہ سوندن مستغیث نے بعد رسمیات میت اپنی بہائی کے جسکو عرصہ ۱۰ مہینہ کا گذر گیا ہے (حسب دستور ہنود کے) ایک سانڈ داغدیا تہا اور اوسکو موضع ہین پور مین جہان اوسکی کچہہ اراضی ہتی بطور کار ثواب بنظر فایدہ روح متوفی کے چہوڑ دیا تہا۔ مجسٹریٹ نے یہہ تجویز کی ہے۔ اگرچہ اراضی مستغیث پر ازادانہ پہرنیکی اجازت ہے تاہم اوس جانور سے کلیتا دست برداری نہین ہے۔ لیکن یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ کن امور مین مستغیث کا کوئی اختیار باقی تہا یا کسطرح اوس جانور کی وہ نگرانی کرتا تہا۔ اگست ۱۸۸۶ء مین وہ جانور موضع مین ایکایک گم ہوگیا اور آخر ماہ مذکور مین وہ جانور بلدیو کے مکان پر جو واقعہ موضع گولا ضلع مظفرنگر مین ہے دستیاب ہوا۔ نتیجہ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ بلدیو نے وہ سانڈ بازار مین نہال قیدی باشندہ ہین پور سے خرید کیا ہے۔ بعدہ نہال کی تجویز ہوئی اور اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا بابت اوس جرم کے جو از روے دفعہ ۴۱۱ التعزیرات ہند کے قابل سزا ہے حسب متذکرہ بالا کے صادر ہوئی۔

مجسٹریٹ نے اپنی فیصلہ مشعر اصدار تجویز ثبوت جرم نسبت قیدی کے تعزیرات ذیل درج کی ہین۔ صرف یہہ امر تجویز طلب ہے

کہ آیا مستغیث کے نسبت یہہ تجویز ہو سکتی ہے یا نہین کہ حق مالکانہ

یا چیز سے مشابہ ہے کہ ذات یا کسی رشتہ مند کے مروج ہے اور اوس
اطلاع سے جو ... [illegible] ... استنباط ہوگیا تھا کہ حسب مفہوم الہٰ [illegible]
مذہبی ہے کہ جو شخص یہہ جانور چھوڑتا ہے وہ اپنے اس فعل سے کل
حقوق ملکانہ واقعہ جانور مذکور سے دست بردار ہوجاتا ہے
... [illegible] ... ہرسٹ صاحب نے بمقدمہ قیصر ہند بنام جمیرا (زبدۃ النظائر
... [illegible] ... ۱۸۸۴ء صفحہ ۲۴۹) ظاہرا یہی راے اختیار کی تھی کہ جو بلا نظر
صحت حالت اشیا کے تجویز کرتا ہوں۔ چونکہ صورت یہہ ہے۔ ... [illegible] میں
کسی شکل سے اپنے فیصلہ محولہ بالا سے اختلاف یا اپنی راے کے جو
اوسوقت ظاہر کی تھی ترمیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوں۔ لہذا یہہ درخواست
نگرانی اس بنیاد پر منظور ہونی چاہیے کہ کوئی مال ایسا نہ تھا جسکو بدیانتی
سے کوئی حاصل کرسکے یا قبضہ میں حسب منشاء دفعہ ۴۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند
کے لاسکے اور یہ ہدایت قیدی کے میں حکم دیتا ہوں کہ وہ رہا کیا جاے

نانپور   نگرانی فوجداری نمبر ۱۰   منفصلہ ۱۲ جنوری

قیصر ہند
بنام بہیرون مصر

جرمجرمانہ۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۴۹۴ و
۵۰۳۔ فعل جس سے نقصان خفیف ہو۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات
ہند) دفعہ ۹۵۔

یہہ استصواب سشن جج نانپور نے بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ
ضابطہ فوجداری کے کیا ہے۔ بہیرون مصر ملزم کی تجویز ڈپٹی مجسٹریٹ
نانپور نے بابت الزام متعلقہ دفعہ ۳۵۴ تعزیرات ہند یعنی مسماۃ
ہیرا کے عفت میں خلل ڈالنے کے نیت سے یا یہہ جانکر کہ اوس فعل سے
مسماۃ مذکورہ کے عفت میں خلل ڈالیگا جرمجرمانہ عمل میں لایا۔
مستغیثہ نے یہہ بیان کیا تھا کہ ملزم نے اوس سے اپنی ساتھ زنا کے
ارتکاب کرنیکی خواہش کی تھی۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے یہہ تجویز کیا تھا

کہ یہہ جرم ثابت نہین لیکن یہہ ثابت ہے کہ ملزم نے مستغیثہ کا ہاتہ
پکڑا اتنا جسکے وجہہ سے وہ اوسطرف نجا سکی کہ جسطرف وہ جاتی ہتی۔
چنانچہ ڈپٹی مجسٹریٹ نے تجویز ثبوت جرم نسبت ارتکاب جبر مجرمانہ
حسب دفعہ ۳۵۲ تعزیرات ہند کے اور حکم سزا ادا کرنے جرمانہ تعدادی
... کا صادر کیا۔

صاحب سشن جج نے اپنی حکم استصواب مین یہہ رائی ظاہر
کی ہے کہ کوئی شہادت نسبت نیت ملزم کے دربارہ خلل ڈالنے
عفت مستغیثہ کے نہتی ظاہرا اس بنیاد پر کہ اوسکی کوئی عفت نہ ہتی
کہ جسمین خلل ڈالا جاتا۔ مشار الیہ نے یہہ تحریر کیا ہے بیان یہہ ہوا
ہے کہ عورت موضع کے شارع عام مین او سوقت کہ منجملہ ۲۴ گہنٹہ
دن کے تہا چلی جاتی ہتی کہ جسوقت شارع مذکور پر اکثر آمد و رفت
رہتی ہتی۔ اوسی شارع عام کے بیچو بیچ مین کہ جہان پورب پچہم سے
کل اشخاص دیکہہ سکتے ہتی بہیرون مصر نے اوس سے ایسا ایجاب
کیا کہ جسکی امکانا صرف ایک ہی معنی ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ مین دیکہہ
سکتا ہون وہ شخص بالکل لنگڑا ہے اور ڈپٹی مجسٹریٹ نے اوسکی
عمر ساٹہہ سال تحریر کی ہے۔ پس بالعوض اسکی کہ اس ایجاب سے
ناراض ہوا اور نامبردہ کی رسائی سے اپنی کو بچا دے۔ عورت مذکور
نے یہہ روا رکہا کہ وہ مرد اوسکو ہاتہہ پکڑ کے پکڑ لے۔ عورت نے نہ
تکرار کی اور نہ اپنی مدد کے لئے کسیکو بلایا۔ صاحب سشن جج نے یہہ
ظاہر کیا ہے کہ کوئی شہادت اس امر کے ثبوت مین نہین ہے کہ
عورت کیطرف سے ایجاب اس امر کا بہی ہوا ہو کہ اپنا ہاتہہ اوسوقت
تک کہینچ لے کہ جب دو گواہان بہیرون مصر سے بابت اوسکی بدچلنی کے
ایسے مقام عام مین گفتگو کرنے لگی ہتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مستغیثہ
کے نسبت ایسے عفت کا اہتمام کرنا اس عبارت سے ... ہے
[illegible]

اوسوقت تک ساری رہتے ہے کہ جب دو گواہون نے نامبردہ کو سمجھایا
یہہ امر علاوہ اسکے تجویز کرنا غیر ممکن ہوجاتا ہے کہ ہیرو دن کی نیت اوسکی
نسبت مین فعل نالائقی کی تھی یا غالبا وہ یہہ جانتا تھا کہ میرے ہاتھ پکڑنے
سے وہ ناراض ہوگی

بہ نسبت اس امر کے کہ قیدی کے افعال جبر مجرمانہ کی حد تک
پہونچتی ہین یا نہین صاحب جج نے یہہ تحریر کیا ہے کہ جبر کو جبر مجرمانہ
کی حد مین داخل کرنیکے لئے ہمین شہادت اس نتیجہ جایز کے حاصل
کرنا چاہئے کہ بلا رضامندی اوس شخص کے ہوا (دفعہ ۳۵۰ تعزیرات
ہند) اسلئے کہ ارتکاب کسی جرم کا ہو یا جبر مذکور کے عمل مین لانی سے
نیت باعث ہونے یا یہہ جانکر کہ غالبا جبر مذکور کے عمل مین لانی سے
نامبردہ باعث نقصان یا خوف یا رنج ہونیکے اوس شخص کا ہوگا
کہ جسپر جبر کیا گیا ہے۔ مجسٹریٹ نے صریحا اوس شخص کو اتہام حوالہ
ارتکاب زنا سے بری کیا ہے۔ کسی عورت کا ہاتھ آہستہ سے پکڑنا یا
پکڑے رہنا بذات خود کوئی جرم نہین ہے تب بحث یہہ پیش آتی ہے
کہ اخر الامر کس جرم کی نیت تھی۔ جواب مجسٹریٹ کا یہہ ہوتا کہ کوئی نہین
تو کیا نقصان یا خوف یا رنج فعل منظورہ سے پیدا ہوسکتا ہے (کیونکہ وہ
عورت بدرجہ غایت بدمعاش اور بد اطوار ہے)

ڈپٹی مجسٹریٹ نے بموجب سرکلر لیٹر ہائیکورٹ نمبری ۲
سنہ ۱۸۸۵ء اسکے جواب لکھا ہے جسمین اونہون نے کہا ہے کہ اگرچہ کوئی ثبوت
قابل اطمینان بہ نسبت نیت متذکرہ دفعہ ۳۵۴ تعزیرات ہند کے
نہین ہے تاہم استعمال جبر مجرمانہ کا جسکی تعریف دفعہ ۳۵۰ و جسکی
سزا دفعہ ۳۵۲ مین درج ہے بمقابل قیدی کے ثابت ہے۔ ثبوت قابل
اطمینان مسل مین اس امر کا موجود ہے کہ جب ۳ ستمبر سنہ ۱۸۸۴ کو بعد
طلوع آفتاب کے [illegible] نامی کا گھرا پانی بہرنیکو کنوے پر لیجاتی تھی تب [illegible]
نے جو اپنی دروازہ مین بیٹھا ہوا تھا [illegible] مسماۃ کا ہاتھ پکڑ لیا جبر سے

اوسکی حرکت (دفعہ ۳۴۹) اسطرحپر تبدیل ہوئی کہ وہ اوس طرف
جانے سے اور اوس کام سے روک گئی کہ جسکی لگی وہ روانہ ہوئی تہی
اور رونے لگی۔

سمین منجانب سایل گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سکریٹری

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ مین کل امور مین صاحب جج سے اتفاق
نہین کرتا ہون۔ گو نتیجہ مین اتفاق کرتا ہون۔ شہادت جانب مستغیث
کو بطور صحیح کے منظور کرنے سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ملزم نے عورت
کے ازادانہ رفتار مین جسطرف وہ جاتی تہی مزاحمت کی اور یہہ فعل
اوسکا بلارضامندی اوس عورت کے تہا اور اثر نامبردہ کے اس
فعل کا یہہ ہوا کہ بجاے اسکی کہ وہ کنوین پر جاوے عورت مذکور اپنی
گہر گئی اور نامبردہ کا یہہ طریق عمل باعث رنج رسانی عورت مذکور کا ہوا
ملزم کا فعل دربارہ عورت پر ہاتہہ رکہنے کے اور اندرین حالات اوسکو
اسطرحپر روکنے مین کہ اور لوگ اوسکو دیکہہ سکین بالکل نامناسب تہا
اور بنظر حالت زندگی عورت اور مرد کے اور خیالات باشندگان ملک کے
ایسی معاملات مین نامبردہ کو ضرور علم تہا کہ اوسکا فعل باعث رنج رسانی
اوس عورت کا ہوگا۔ مین خیال کرتا ہون کہ شہادت اس بات کی ہے
گو یہہ دوسری بات ہے کہ اگر مین تجویز مقدمہ کی کرتا تو شہادت مذکور کو
باور نکرتا کہ الزام جبر مجرمانہ کا قایم رہے۔ مجہی صرف وقت یہہ پیش ہے کہ
ایا جو واقعات اس مقدمہ مین ثابت ہوئی ہین اوسی اصول دفعہ ۹ تعزیرات
ہند کا مناسب طور پر متعلق نہین ہو سکتا ہے یا ہو سکتا ہے اور بعد
غور کے مین تجویز کرتا ہون کہ متعلق ہو سکتا ہے۔ مین خیال کرتا ہون
کہ ......ن عورت نے خود اپنی تحریک سے یا بہ ترغیب اوروں کی ایک
بیوقوفی اور عام خفیف امر کو ایسے معاملہ اہم مین مبالغہ کیا ہے جسکو بطور
جرم اہم تصور کرانا بیہودہ ہوتا ہے لہذا مین تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا
کو فسخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ اگر جرمانہ وصول ہوا ہو تو واپس دیا جاوے

ضلع مرزاپور — اپیل فوجداری نمبر ۶۶ سنہ ۱۸۷۸ء — منفصلہ ۱۱ فروری

قیصر ہند — بنام — رام سرن وغیرہم

بلوہ۔ حفاظت خود اختیاری مال کی۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (تعزیرات ہند) دفعہ ۱۰۳۔

واقعات مقدمہ کی فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

منجانب اپیلانٹیان — گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار۔

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل بناراضی تجویز ثبوت جرم مقتضیہ دفعہ ۳۰۴ و ۱۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہے مین خیال کرتا ہون کہ شہادت رگہونندن و چار دیگر گواہان شرکاء پنچایت کی جیسا کہ اونکی نسبت بیان ہوا ہے قابل اعتبار ہے اور مقبول ہونی چاہیے واضح ہوتا ہے کہ اپیلانٹیان اور رگہونندن مین جھگڑا بابت ایک کہیت کے تہا دونون دعوی دخل کا بذریعہ رہن کے کرتے تہے۔ عدالت دیوانی مین نالش دایر ہوئی تہی لیکن نامبردگان نزاع کو باخود ثالثی طے کرانے پر رضامند ہوگئے تہے اہالیان پنچایت اوس روز جمع ہوئی تہی یا جمع ہوتے تہے جب ارتکاب جرم کا ہوا تہا اور اپیلانٹیان ... جمع ہوئے تہے۔ گیادت پسر رگہونندن مستغیث ... کے دوسری طرف سے ہوکر نکلا۔ یہہ امر کہ آیا وہ ... کہیت مین ہل چلانیکو جاتا تہا یا نہین صاف ظاہر نہین ہوتا ہے۔ لیکن اپیلانٹیان نے یہہ باور کرکے کہ وہ اوسی غرض سے جاتا ہے اوسپر جہپٹی اور اوسپر حملہ آور ہوئے اور ایک شخص بہولو رکے ہلاکت کے باعث ہوئے۔ مجہی معلوم ہوتا ہے کہ اندریں حالات اپیلانٹیان کے نسبت صحیح طور پر تجویز ثبوت جرم بلوہ کے صادر ہوئی ہے شہادت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اپیلانٹیان کی جماعت بغرض مشترکہ نافذ کرنے استحقاق خیالی نسبت کہیت متنازعہ کے جمع ہوئی تہی اور ... واسطے روکنے دخل فریق مخالف کے کہیت مذکور مین آمادہ

نسبت تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا پنڈت ستیل پرشاد مجسٹریٹ درجہ
دویم نے بابت اوس جرم کے صادر کی ہے جو از روی دفعہ ۱۳ ایکٹ
قماربازی عام (۳ سنہ ۱۸۶۷ء) قابل سزا ہے۔ واقعات صاحب سشن جج
کے حکم سے کافی طور پر واضح ہوتے ہین جو حسب ذیل ہے۔

اپیلانٹیان سے نسبت تجویز ثبوت جرم اور سزای جرمانہ حسب
دفعہ ۱۳ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کے صادر ہوا ہے وکیل سرکار کو یہہ امر تسلیم
ہے کہ قماربازی متنازعہ ایک خانگی مکان کے چبوترہ پر وقوع پذیر
ہوئی ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ قماربازی بذات خود کوئی جرم
نہین ہے۔ وہ محض چند خاص حالات مین موقع کے جرم ہو جاتا ہے
لہذا میری رای مین حالات مذکور کو صرف بحرف اور بہت ٹھیک ٹھیک
پڑھنا چاہیے۔ میری رائے مین یہہ چبوترہ جہانتک مین سمجھتا ہون
سڑک عام کے ملحق بھی نہین ہے چبوترہ مذکور شارع عام سے
چند گز پیچھی ہے۔ درمیان مین اراضی بھی واقع ہے۔ لہذا مین سمجھتا
ہون کہ اس قماربازی کا ہونا شارع عام مین حسب منشای دفعہ ۱۳
کے تجویز نہین ہو سکتا ہے اور علاوہ برین جیسا کہ مین سمجھتا ہون
مکان خانگی کے چبوترہ پر دخل کرنا بطور فعل مداخلت بیجا کے تسلیم
ہے پس یہی تصور کرنا چاہیے کہ چبوترہ خود ایک جزو عمارت خانگی
کا ہے۔ میری رائے مین چبوترہ اوس سے زیادہ مقام عام نہین ہے
جیسا کہ کوئی احاطہ گھیرا ہوا دیواروں سے ہوتا ہے۔ اور مین بجز
اسکے اور کچھہ خیال نہین کر سکتا ہون کہ تجویز ثبوت جرم خلاف
قانون ہے مستدعی ہون کہ مثل مین واسطے اصدار ایسی احکام
کے مرسل ہو جو عدالت موصوف کی رای مین مناسب معلوم ہو۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ معلوم ہوتا ہے کہ اپیلانٹیان
کسی گلی یا مقام یا شارع عام مین قماربازی نہین کرتے تھے اور انکی
تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۳ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۶۷ء کے خلاف قانون ہے

تجاویز ثبوت جرم اور احکام سزا منسوخ کیجاتی ہین اور جرمانہ اگر وصول ہوا ہو تو واپس دیا جاویگا۔

ضلع فرخ اباد　　اپیل دویم نمبر ۹۶ ۱۸۸۶ء　　منفصلہ ۱۴ فروری

جہنا　　بنام　　بینی رام

بیع جایداد غیر منقولہ کے۔ اقرار بایع کا بابت ملکیت کامل کے۔ نالش و ڈگری بر بناء رہن سابق بنام مشتری۔ نالش منسوخی رہن و ڈگری بطور فریبانہ منجانب بایع بعدم مجازیت بایع کی بابت قایم رکہنی نالش کے۔ ایکٹ ۱۸۷۷ء (ایکٹ دادرسی خاص) دفعہ ۳۹۔

رتن چند منجانب اپیلانٹ　　رامداس چکربتی و ماد ہو پرشاد منجانب ریسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس۔ اس مقدمہ مین مدعی نے کہ جس نے دوکان بدست مسمیان رام چند و رگہوبر دیال کے بیع کردی ہتی یہہ دعوے کیا ہے کہ جس رہن کی بنا پر مدعا علیہ نے سابقاً نالش دایر کی اور ڈگری بنام رام چند و رگہوبر دیال کے حاصل کی ہے منسوخ کیجاوے اور ڈگری نفاذ کفالت بمقابلہ دوکان مذکور کے بہی منسوخ کیجاوے یا دوکان مذکور تاثیر ڈگری مذکور سے بری کردیجاوے۔ اب دیکہنا چاہیے کہ مقدمہ سابق مین مدعیان یعنی مدعا علیہم حال کا دعوے بحیثیت مرتہن کے بمقابلہ نالش مذکور مین اوسکا دعوی ثابت ہوا تہا اور ڈگری بمقابلہ دوکان متنازعہ و رام چند و رگہوبر دیال کے جو قابض اور ظاہرا مالک دوکان مذکور کے ہتی صادر ہوئی ہتی۔ قبل نالش مذکور کے مدعی حال نے دوکان مذکور یا جو کچہہ حقیت نا مبردہ کو اوسمین حاصل ہتی بدست رام چند اور رگہوبر دیال کے بیع کی ہتی اور یہہ اقرار کیا تہا کہ مجہکو استحقاق کامل حاصل ہے۔ نالش حالیہ مین کہ جسمین رام چند و رگہوبر دیال فریق مقدمہ نہین مدعی دعوی منسوخی رہن مذکور اور ڈگری با حاصلہ نالش سابق کے اوسی بنا پر کرتا ہے کہ رہن [illegible]

مین اوسکا پابند نہین ہون اور نیز اس بنیاد پر کہ چونکہ مین بیعنامہ کا ذمہ دار ہون لہذا مین مستحق قایم رکھنی اس نالش کا ہون -

عدالت مرافعہ اولی نے دعوی اس بنیاد پر کہ مدعی کو کوئی حق حاصل نہین ہے اور نیز اون وجوہ کے بنا پر ڈسمس کیا جنکا بعد ازین ذکر کیا جاویگا لیکن مین خیال کرتا ہون کہ راے عدالت اولی کی صحیح تھی - عدالت اپیل ماتحت نے معاملہ پر غور کیا اور یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ مین مذکور حیا تھا اور یہہ کہ بسبب دفعہ ۳۹ - ایکٹ دادرسی خاص کے مدعی مستحق قایم رکھنے نالش ہذا کا ہے -

ہمکو یہہ دیکھنا چاہیے کہ نتیجہ اخیر کہانتک مناسب ہے - دفعہ مذکور کے رو سے جس شخص کے مقابلہ مین کوئی دستاویز تحریری کالعدم یا ممکن الانفساخ ہے اور جو بوجہ معقول یہہ اندیشہ رکھتا ہو کہ اگر دستاویز مذکور دہ مدعی کے ہاتھہ قایم رہیگی تو ضرر عظیم پہونچا ئیگی تو اوسکو استحقاق حاصل ہے کہ دستاویز مذکور کو منسوخ کرانیکی نالش کرے - بہ نسبت اسکی میری پہلی تجویز یہہ ہے کہ دستاویز مذکور ڈگری مین مخلوط ہوگئی ہے اور سکلا یہہ نالش صرف اوس حالتمین قایم رہ سکتی ہے کہ جب مستدعی ہمارا یہہ اطمینان کردین کہ اونکا سوکل مستحق منسوخ کرانے ڈگری مقدمہ سابق کا ہے - مدعی حال کو جایداد متنازعہ مین کچھہ حق حاصل نہین ہے نامبردہ اپنی کل استحقاق سے قبل نالش ہذا کے علیحدہ ہوچکا ہے اور یہہ مسلمہ ہے کہ تمسک مکفولہ خود مدعی کے مقابلہ مین نافذ نہین ہو سکتا ہے - کیا اندرینحالات یہہ نالش قابل پذیرائی ہے - میری صاف یہہ راے ہے کہ مدعی نے کوئی ایسا استحقاق ظاہر نہین کیا ہے جس سے اوسکو استحقاق قایم رکھنے نالش ہذا کا ہے اور کوئی سند اس امر کے نہین دکھلائی کہ اوسکے رو سے نامبردہ اوس ڈگری پر اعتراض کرسکتا ہے جو اوس مقدمہ مین جو مناسب طور پر

[illegible]

لہذا اگر ایکٹ مالگذاری کے ہر چہار گوشہ مین اختیار اپیل کرنے کا
عدالت ضلع (جج) [illegible] اور بنا راضی فیصلہ عدالت [illegible] کے عدالت ہذا مین
فریقین کو عطا نہین ہوا ہے تو کوئی [illegible] ہو سکتا ہے - یہہ بحث
نہین ہو سکتی ہے کہ جو اعتراضات [illegible] کی ہین وہ
کارروائی عدالت مال متعلقہ معاملہ تقسیم [illegible] ہوئی ہین کہ
جس سے دفعہ ۱۲۳ [illegible] متعلق ہو سکے - چونکہ اعتراضات نہ ہوا سوقت تک
نہین ہوئی تہی تو [illegible] طرز تقسیم اسسٹنٹ کلکٹر نے منظور اور صاحب کلکٹر
نے منظور کر لیا تہا لہذا عذرات مذکور صرف اون عذرات کی صورت
مین منظور ہو سکتی ہین کہ جو نسبت اوس طرز کے ہے کہ جسمین تقسیم کا
ہونا تجویز کیا گیا تہا - اور اگر عذرات مذکور نسبت شکل تقسیم کے ہین
تو بلاشبہہ اپیل بحضور صاحب کمشنر ہو سکتا ہے - جیسا کہ مین کہہ چکا ہون اور
جس پر مین زور دینا چاہتا ہون کہ وہ نوبت کارروائی کی جسمین اعتراضات
مذکور ہوئی ہین وہ وقت تجویز بحث حقیت کے بہت بعد کی ہے
نظر بران (اسسٹنٹ کلکٹر) کے نسبت یہہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ
اوس نے تجویز بحث حقیت کی کی ہے اور اگر حقوق مالکانہ اپیلانٹیان مین
کچہہ خلل آتا ہے تو عدالت دیوانی اونکے لیے کہلی ہوئی ہے نتیجہ ان
تحریرات کا یہہ ہے کہ بنا راضی حکم اسسٹنٹ کلکٹر کے اپیل بحضور صاحب
جج ضلع کے نہین [illegible] سکتا ہے لہذا [illegible] نتیجہ یہہ ہے کہ بنا راضی
حکم جج ضلع کے میرے حضور مین اپیل نہین ہو سکتا ہے - اپیل مع
خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے -

ضلع اعظمگڈہ — اپیل دوئم نمبر ۳۶۲ سنہ ۱۸۸۶ء — منفیصلہ ۱۰ فروری

حسرت خان بنام جیو بودہ اوپدیا وغیرہم

شفع - واجب العرض - زر ثمن - فقرہ استقرار شفع جس کے
رو سے زر ثمن محسوب ہونا چاہئے -

شفع

یہہ نالش شفع کی بر بناء واجب العرض موضع کناسی واقع ضلع
اعظمگڈہ کے ہے۔ واجب العرض مین فقرہ متعلقہ حق شفع حسب ذیل
درج ہے۔ اگر کوئی حصہ دار اپنا حصہ منتقل کرنا چاہے تو اوسکو چاہئے
کہ پہلی قریبی حصہ دار اور اگر وہ قاصر ہو تو حصہ داران تھوک کے اور
ان سب کے اخیر مین شخص اجنبی کے ہاتھہ منتقل کرے بشرطیکہ اشخاص
متذکرہ بالا مین سے کوئی شخص خریداری پر امادہ نہو۔ یہہ دستور ہے
کہ دعوے شفع بصورت بیع بالوفا یا رہن کے اوس رقم کے پیش کرنے
سے ہوسکیگا کہ جسکا سود بشرح عہ رفیصدی مساوی ہو از منافع کے
ہو اور بصورت بیع قطعی کے وہ رقم پیش کرنا ہوگا کہ جس سے سود بشرح
عہ رفیصدی منافع پر حاصل ہو سکے۔

مقدمہ حال بہ نسبت ایک بیع کے جو حصہ دار نے اشخاص اجنب
کے ساتھہ کیا تھا دایر ہوا ہے۔ مدعی نے دعوی شفع باداے مبلغ
[illegible] کے کیا ہے جسکے نسبت نامبردہ کا یہہ بیان ہے کہ زر معاوضہ جایداد
مبیعہ کا بلحاظ اصول مندرجہ فقرہ واجب العرض متذکرہ بالا کے ہے
اور نامبردہ نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ قیمت مندرجہ بیعنامہ فرضی
ہے اور یہہ بیان کیا کہ بغرض زایل کرنے حق شفع کے ہوا ہے۔ مدعا علیہم
واسطے جوابدہی مقدمہ کے حاضر نہین ہوئے۔

عدالت مرافعہ اولی (منصف اعظمگڈہ) نے یہہ تجویز کی
کہ احکام واجب العرض کے متعلق اون دعاوی شفع کے ہوتے ہین کہ
جنمین معاوضہ سودی واقعی بطور [illegible] کے بلالحاظ دستاویز مذکور
کے ادا ہوتا ہے اور نیز بدین تجویز کہ مدعی نے یہہ ثابت نہین کیا ہے
کہ معاوضہ بیع جسپر اوس نے اعتراض کیا ہے صرف [illegible] نالش
ڈسمس کی۔ عدالت نے مقدمہ اکبر سنگھ بنام جوالا سنگھ (زبدۃ النظایر
ہفتہ وار [illegible] صفحہ [illegible]) پر بطور سند موید اصول مندرجہ اپنی فیصلہ
کے استدلال کیا ہے۔ بر طبق اپیل صاحب جج ضلع اعظمگڈہ نے

ڈگری منصف کی بحال رکھی - بعدہ مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

عبد المجید و اسد علی منجانب اپیلانٹ — کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان —

ٹرل صاحب جسٹس - جس فیصلہ پر فیصلجات عدالت ماتحت کے مبنی ہین - اونکو کوئی تعلق مشترکہ حالات مقدمہ ہذا سے نہین ہے ہمارا فیصلہ بمقدمہ اپیل دیگر نمبر ۲۴ سنہ ۱۸۸۶ء - کریم بخش بنام پیولا بی بی ہر چہار پہلو سے متعلق اس مقدمہ کے ہے جو میرے روبرو پیش ہے حسب شرائط واجب العرض جو فریقین پر واجب التعمیل ہین اپیلانٹ مستحق ہے کہ جایداد متنازعہ کو بشرح معینہ واجب العرض کے خرید کرے فی الحقیقت مدعا علیہم نے اسبابہ مین کچھہ تنازعہ نہین کیا ہے اور اس امر کوئی بحث بھی نہین کی ہے - کیونکہ کوئی جواب نالش کا کسی عدالت مین نہین کیا ہے - برعکس اسکی مدعی نے شہادت پیش کی ہے بلا تردید ہے کہ قیمت مندرجہ بیعنامہ جہوٹہا اور فرضی ہے - مدعی کا یہہ بیان ہے کہ یہہ صحیح قیمت معینہ برنا شرح مقررہ واجب العرض کے ہے - فریق ثانی نے اسبارہ مین انکار نہین کیا بلکہ عدالت نے غلطی جیسا کہ مین کہہ چکا ہون یہہ فیصلہ کیا کہ شرح واجب العرض کی متعلق نہین ہے مین ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو ضرور منسوخ کرونگا اور اپیلانٹ کو وہ ڈگری عطا کرونگا کہ جسکے پانیکا نا معبر وہ عدالت مرافعہ اولی سے اوس مقدمہ مین مستحق تہا جسکی جوابدہی عدالت مذکور نہین ہوئی تہی - اپیلانٹ کے حق مین ڈگری باستحقاق خریداری حصہ متنازعہ بعوض مبلغ ؏ مع خرچہ کے صادر ہوگی بشرطیکہ زرثمن اندر ۳۰ یوم کے اوس تاریخ سے کہ جب یہہ ڈگری عدالت ضلع مین جمع کر دے - ورنہ اوسکی نالش مع کل خرچہ کے ڈسمس متصور ہوگی -

---

اپیل اول نمبر ۲۰ سنہ ۱۸۸۶ء

گرداری لال — بنام — رگھوناتھ پرشاد وغیرہ — ڈسمس ہوگیا

منقضی وعدہ

تجرید وعندی کی کاپیشہ دار کا مکان اور اوس اراضی کا جسپر مکان
مذکور واقع ہے — نالش منجانب زمیندار بابت منسوخی بیع اراضی
نالش مابعد واسطے دلاپانے حق چہارم نسبت بیع مکان — مجموعہ
ضابطہ دیوانی دفعات ۴۳ و ۲۴۴ — (نظائر مہ الف)

واقعات اسمقدمہ کی تجویز عدالت مین درج ہین —

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹ

پتمبر ناتہ نندلعل وجوالاپرشاد منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس وٹرل صاحب جسٹس — مدعی اپیلانٹ
زمیندار بعض اراضی واقع محلہ بھدائنی شہر بنارس کا ہے کہ جس اراضی
پر ایک مکان واقع ہے جسکے بابت رگہوناتہ پرشاد مدعا علیہ اور
اوسکی متقدمین مدعی کو محصول اداکرتے تہی — ۱۴ رجون ۱۸۷۹ع
کو رگہوناتہ پرشاد مدعا علیہ نے ایک بیعنامہ بنام مہاراجہ پدر مدعا علیہ
کے لکہدیا جسکے روسے نامبردہ نے بعوض مبلغ للعہ روپیہ کے
نہ صرف مکان اپنی مشتری کے طرف منتقل کیا بلکہ وہ اراضی بہی منتقل کی
جسپر مکان مذکور واقع تہا — بعد ازان ۱۸۸۲ع مین مدعی نے نالش
بنام رگہوناتہ پرشاد اور اوسکی مشتری کے واسطے استقرار
اپنی حق نسبت اوس اراضی کے جسپر مکان مذکور واقع تہا اور
واسطے منسوخی بیعنامہ کے جہانتک کہ متضمن انتقال اراضی کے تہا
اور نیز واسطے دلاپانے قبضہ کے دایر کی ہے — نامبردہ نے
۱۸۸۳ع مین بابت کل مطالبہ کے ڈگری حاصل کی ہتی —
نالش ہذا ۱۸۸۴ع کو دایر ہوئی ہے اور مدعی بحیثیت زمیندار
رسمی حق چہارم مبلغ عہ یعنی ایک ربع اوس قیمت کا جو مشتری
نے بابت خرید اوسکی مکان رگہوناتہ پرشاد مدعا علیہ کے اداکیا ہے
مانگتا ہے — نامبردہ کا یہ بیان ہے کہ زرمذکور اوسکو واجب الادا ہے
بنا ر منسوخی اوسکی ۱۸۸۳ع یعنی تاریخ صدور ڈگری [illegible]

سابق کو پیدا ہوئی۔ صاحب جج بنارس نے دعوی مدعی بدین تجویز ڈسمس کیا کہ نامبردہ کو یہہ دعوی اپنی نالش سابق مین شامل کر دینا چاہئے تھا اور چونکہ اوس نے ایسا نہین کیا لہذا دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی سکے عارض ہے ہمارے روبرو صرف یہہ بحث پیش ہے کہ آیا رای صاحب جج کی صحیح ہے یا نہین مدعی اپیلانٹ کی یہہ حجت ہے کہ اونکی رائے غلط ہے۔

ہم خیال کرتے ہین کہ اپیل کامیاب ہونی چاہیئے واسطی نالش ۱۸۷۴ء کے مدعی کو بناء مخاصمت فعل رگھوناتھ پرشاد سے جو دربارہ بیع کرنے اوس اراضی کے بدست اوسکی مشتری کے ہوا تھا کہ جسپر مکان مذکور واقع تھا اور جسکا نامبردہ مالک نہ تھا بلکہ پٹہ دار تھا حاصل ہوئی تھی۔ وقت ارجاع نالش مذکور کے تو مدعی کو برعکس اسکے علم تھا کہ چونکہ مشتری اراضی اور نیز مکان دونوں کو خرید کر کے اوسکی قیمت ادا کر چکا ہے محض مکان کے خرید کرنے سے انکار کر دے اور ممکن تھا کہ معاہدہ کو کلتیاً منسوخ کر دیتا اور کر سکتا تھا پس یہہ کسی طرح پر امر یقینی نتھا کہ کوئی استحقاق حق چہارم کا پیدا ہوا ہی بلسنبت بیعنامہ نوشتہ رگھوناتھ پرشاد کے دو بناہاے مخاصمت پیدا ہوئی تہین یعنی اوسکی فعل دربارہ بیع کرنے اراضی سے مدعی کی استحقاق منسوخ کرایا نے بیع مذکور کا حاصل ہوا تھا اور اوسکی فعل جایز بیع کرنے مکان سے مدعی مستحق اپنا حق کا بحیثیت زمیندار کے ہوگیا تھا۔ بملاحظہ مضامین دفعہ ۴۳ کے ہم یہہ نہین خیال کرتے ہین کہ دعوی مدعی کا بسنبت حق چہارم کے باعتبار بناء مخاصمت واحد کے تھا یا ہے کہ جسکے وجہ سے اوسکو عدالت مین بوجہ نالش سابق کے آنا پڑا تھا یا یہہ کہ نامبردہ اب اس نالش کے قایم رکہنی سے [illegible] ہے۔ ہم یہہ بہی تحریر کر سکتے ہین کہ قاعدہ چہارم از دفعہ ۴۴ کے رو سے مدعی اپنی بناء مخاصمت حق چہارم کو اپنی نالش سابق

[illegible] صاحب جسٹس - جو اس اپیل سے پیدا ہوا ہے وہ دریافت یہ
ہے کہ آیا عدالت ماتحت کو کم کر دینا شرح سود منضبطہ تمسک کا اور دلانا
مختلف شرح اوس طریقہ سے جو عدالت موصوف نے اپنی تجویز اور حکم ڈگری
مین اختیار کیا ہے مناسب تھا یا نہین - شرائط تمسک کی صاف [illegible]
اور سادہ ہین در اصل قرض دادہ عند الطلب واجب الادا اور قابل الوصول
تھا اور اوسپر صرف سود سادہ بشرح [illegible] فیصدی سالانہ ابتدائی تاریخ
قرضہ لغایت تاریخ وصول قابل محسوبی تھا اور سود سادہ بابت ہر سال کے
اوسی سال مین قابل ادائی تھا ورنہ سود مزید بشرح بالا ہر رقم یا رقوم باقیات
سود پر قابل محسوبی تھا - ظاہر ہے کہ کوئی عدالت مدیون کو شرط ادائی سود
سادہ متقضیہ معاہدہ سے سبکدوش نہین کر سکتی ہے لیکن عدالت ماتحت
نے بہ نسبت انتظام سود بالاے سود کے یہ خیال کیا کہ شرائط از قسم
تاوانی ہین - اوس فیصلہ پر عدالت ہذا مین بصیغہ اپیل اول اعتراض
ہوا ہے - اور میری یہ راے ہے کہ یہ حجت منظور ہونی چاہئے
کوئی امر از قسم تاوان کے اون شرائط مین نہین ہے جو بابت واجب الادا
ہو جانے سود بالاے سود زر مومی تمسک مین ابتدائی معاہدہ تا اختتام
معاہدہ مذکور بذریعہ ایصال کل قرضہ کے مین طریقہ بسبیل البدل کا ہوا تھا اور واسطے
مدیون کے قائم کیا گیا تھا جسکے رو سے ایکجانب مدیون بذریعہ ادا کرنے
سود ہر سال کے اوسی سال مین اپنی ذمہ داری کو حیطہ سود محقق تک محدود
کر سکتا تھا - اور بجانب دیگر اگر مدیون زر سود کو باقیات مین پڑی دینا
پسند کرے تو اوس نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ اوسپر ذمہ داری مزید ادا
کرنے سود کے اوس رقم مذکور کے عاید ہو - یہ ایسا معاہدہ ہے جسمین
اشکال تاوان یا خسارہ بطریق معاوضہ خلاف ورزی معاہدہ کی شریک
نہین ہین - اس مقدمہ مین بذریعہ اختیار کرنے ایک طریقہ کے
بمقابلہ دوسرے طریقہ کے جو مدیون کے اختیار مین تھی معاہدہ شکست
نہین کیا گیا - اور عدالت ماتحت مجاز نہ تھی کہ شرائط معاہدہ مذکور کے

ضلع سہارنپور — متفرقہ نمبر ۲۲ ۱۸۸۹ء — منفصلہ ۱۳ ربیع الثانی

بنام کیشورای
مدیو

ترمیم ڈگری ۔ میعاد سماعت ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ ۔ ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ دویم نمبر ۱۷۸ ۔

یہہ درخواست حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی منجانب دارندہ ڈگری ہائی کورٹ مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۸۹ء بغرض ترمیم ڈگری اس طرحپر کہ وہ مطابق فیصلہ کے ہوجاوے ہے ۔ درخواست مذکور مین یہہ بیان درج ہے کہ اگرچہ ازروی فیصلہ کے حکم بابت دخل بعض جایداد غیر منقولہ کا صادر ہوا ہے لیکن کوئی ذکر اس امر کا ڈگری مین نہین ہے ۔ درخواست مذکور مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۸۹ء ہے ۔ منجانب مدیون ڈگری کے یہہ انکار نہین ہے کہ ڈگری خلاف فیصلہ کے ہے بلکہ یہہ حجت ہوئی ہے کہ بلحاظ مد ۱۷۸ ضمیمہ دویم ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء) کے درخواست متعلقہ دفعہ ۲۰۶ مجموعہ کے ممنوع السماعت ہے ۔ واضح ہوتا ہے کہ ڈگری زندہ رکھی گئی ہے

کاشی پرشاد منجانب سایل ۔ لبشمبر ناتھ منجانب رسپانڈنٹ ۔

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس ۔ سایل عدالت سے یہہ درخواست کرتا ہے کہ ڈگری عدالت ہذا مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۸۹ء اسطرحپر ترمیم کردیجاوے کہ وہ مطابق فیصلہ عدالت ہذا کے ہوجاوے ۔ اس مین شبہہ نہین ہے اور فریق ثانی کو تسلیم ہے کہ حسب مدعا ڈگری ترمیم طلب ہے لیکن یہہ حجت ہوئی ہے کہ درخواست پر مد ۱۷۸ ایکٹ میعاد سماعت کا عارض ہے کیونکہ یہہ درخواست منجملہ اون درخواستوں کی ہے جسکے لئے ضمیمہ مین کوئی دوسری میعاد دیا [illegible] مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دفعہ ۲۰۳ مین مقرر نہین ہے ۔

اگر یہہ متعلق ہے تو کوئی شبہہ نہین ہے کہ درخواست مذکور خارج المیعاد ہے اور بنا بریں حجت رسپانڈنٹ کے یہی اوپر فیصلہ

ججی عدالت ہذا کے۔ یعنی مقدمہ گیا پرشاد بنام سیکھر پرشاد (زبدۃ النظائر
ہفتہ وار ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۹۵) متوجہ کیا گیا ہوں۔ لیکن بلکہ ممکن ہے کہ مقدمہ
مذکور بذریعہ مقدمہ کشن سنگھ (زبدۃ النظائر ہفتہ وار ۱۸۸۲ء صفحہ)
کے منسوخ ہوگیا ہے کہ وہ مخالف اصول مندرجہ مقدمہ مذکور کے
ہے۔ مجھی اسبارہ میں شکوک پیدا ہوتے ہیں کہ آیا مذکور متعلق
ہے یا نہیں کیونکہ مجھی واضح ہوتا ہے کہ مذکور صرف اون درخواستوں کی
متعلق ہوتا ہے جو عدالت میں واسطے استعمال کیجانے اون اختیارات
کے گذرتی ہیں کہ جن اختیارات کا بلا تحریک بذریعہ درخواست مذکور
کے عدالت پر استعمال کرنا فرض نہیں ہے اور نہ اوس درخواست
سے متعلق ہے جسمیں عدالت سے کسی ایسی فعل کے کرنیکی استدعا
ہے جس سے انکار کرنیکا عدالت کو اختیار نہیں ہے یہی تجویز عدالت مندراس کی بمقدمہ کیلاس موندن
بنام ماماسوامی ایان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳ صفحہ ۱۵۱) اور عدالت بمبئی
بمقدمہ ویشنل جنادرن بنام وسودیو ساکھپلاجی راؤ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۹
صفحہ ۳۵۵) اور عدالت ہذا کی بمقدمہ کشن سنگھ (زبدۃ النظائر ہفتہ وار ۱۸۸۲ء صفحہ) کی ہوئی ہے
مقدمات مذکورہ میں یہہ بحث تھی کہ آیا درخواست عطائے
سرٹیفکیٹ نیلام منجانب خریدار نیلام بعدالت آمر نیلام پر دفعہ ۳۱۶ اجرائی
ہے یا نہیں اور یہہ تجویز ہوئی تھی کہ اجرائی نہیں ہے جس اصول
پر عدالتہاے موصوف نے عمل کیا ہے وہ بدرجہ مساوی متعلق
درخواست بغرض ترمیم ڈگری حسب دفعہ ۲۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے ہے کیونکہ یہہ فرض منصبی لازمی عدالت کی ہے کہ اوسکی ڈگری
مطابق فیصلہ کے ہو اور اگر ضرورت ہو تو اوسکو صحیح کر دے
لیکن ہر حال (میں) گو اثر دفعہ ۱۶۱ ایکٹ میعاد سماعت کا درخواست بابت
ہذا پر کچھ ہی ہو میں خیال کرتا ہوں کہ جسوقت یہہ امر اطلاع عدالت
میں آچکا ہے تو عدالت پر فرض ہے کہ خود اپنی تحریک سے
اپنی ڈگری کو مطابق فیصلہ کے کر دے۔

اسمقدمہ مین کوئی وجہ کافی ڈگری کی ترمیم نکرنیکی بلحاظ اوسوقت کے
نہین ہے جوتاریخ صدور ڈگری سے گذرچکا ہے کیونکہ ڈگری
خارج المیعاد نہین ہے اور یہ بات بالصراحت ظاہر کیگئی ہے کہ گو
ڈگری دار بنتیجہ انتظام باہمی کے اکثر اوس جایداد پر دخل پاچکا
ہے جبکا وہ مستحق ہے تاہم بوجہ اصرار منجانب مدیون ڈگری نسبت
مضامین ڈگری کے نامبردہ ایک جزو سے بیدخل ہے -
ڈگری کی ترمیم اس طرحپر ہوگی کہ وہ ڈگری واسطے اثبات
دخل بہ نسبت مکان وبازیافت دخل اوپر دیگر جایداد غیرمنقولہ
مندرجہ عرضی نالش کے ہوجاوے -
مین بہ نسبت خرچہ کے کچھ حکم نہین دیتا ہون -

ضلع مراداباد اپیل دوئم نمبر ۵۰۴ سنہ ۱۸۸۶ء منفصلہ ۲ فروری
گوبندرام بنام نراین داس

زمینداروں اسامی - نالش واسطے لگان کے جبکہ استحقاق
وصول لگان کا متنازعہ ہے - شخص ثالث کا جس نے لگان وصول
کیا ہے فریق نہ پایا جانا - اختیار عدالت لگان کا دربارہ عطا درکرنے
ڈگری لگان کی بنام شخص مذکور - امور حقیت - ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء
(ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۱۴۸ -
واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ مین ایج صاحب چیف جسٹس کے درج ہین -
ہنومان پرشاد منجانب اپیلانٹ لشمبرناتھ منجانب رسپانڈنٹ -

ایج صاحب چیف جسٹس - اس مقدمہ مین نراین داس نے
نالش لگان کی دو اسامیون پرکی ہے جو باقی تھا - نامبردگان نے
یہ عذر کیا کہ ہمنے لگان گوبند رام یکی از حصہ داران موضع کو
ادا کردیا ہے - گوبند [illegible] نے قبل فریق مقدمہ بنائے جانیکے
اپنے اظہار مین یہ بیان کیا کہ مینے لگان مذکور وصول کیا ہے

اور بیان کیا کہ مین مستحق وصول کرنے لگان آنہ فرق اسوجہ سے
ہون کہ مین حصہ دار موضع کا ہون بلکہ بحیثیت کارندہ مقرر کردہ
منزین ہ اس کے بھی مستحق ہون - اسپر حاکم عدالت لگان نے گوبندرام
کو ظاہرا دفعہ ۱۴۸ ایکٹ لگان پر عمل کرکے فریق مقدمہ کیا -
بھی واضح ہوتا ہے کہ مشارالیہ کی راے دربارہ فریق بنانے گوبندرام
کے حسب دفعہ مذکور مناسب ہتی کیونکہ ظاہرا جوابدہی اسامیونکی
اور بیان گوبندرام کا یہہ تہا کہ گوبندرام حصہ دار موضع ہے اور
لگان وصول کیا جسکو وہ بحیثیت حصہ دار موضع کے کسیقدر تصرف
کرنیکا وہ مستحق تہا - لیکن بعد اظہار قوم کے جوابدہی اسامیان اور بیان
گوبندرام سے یہہ نتیجہ اخذ کرنیکی ہدایت ہوئی ہے کہ معاملہ مابین
گوبندرام اور اسامیان کے نیک نیتی کا تہا - گوبندرام کے عدالت
لگان مین فریق مقدمہ ہوجانیکی بعد حاکم عدالت لگان کے مقدمہ
کی سماعت کی اور انہون نے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ حسب بیان گوبندرام
اور اسامیان کے لگان متنازعہ گوبندرام کو وصول ہوگیا ہے
اور اس بنا پر حاکم موصوف نے نالش ڈسمس کی - بنا راضی اوس
حکم ڈسمسی نالش کے مدعی نے جو نمبردار ثابت ہوا ہے اپنا اپیل
حضور جج ضلع کے رجوع کیا - فیصلہ صاحب جج ضلع سے یہہ بات صاف
ظاہر نہین ہوتی ہے کہ آیا مشارالیہ نے فی الواقع یہہ تجویز کی
ہے کہ لگان مذکور گوبندرام کو ادا ہوا ہے اور آیا گوبندرام نے
حسب منشا دفعہ ۱۴۸ ایکٹ لگان کے لگان نالوسہ وصول کیا یا وہ اوس سے
متمتع ہوا ہے یا نہین - لیکن مشارالیہ نے جو کچھہ کیا وہ یہہ ہے
کہ ڈگری اجمالی بمقابلہ گوبندرام و اسامیان کے بابت لگان
مذکور کے صادر کی ہے -
بنا راضی اوس ڈگری کے اسامیون نے اپیل نہین کیا
لہذا ہمکو اس بحث سے کچھہ سروکار نہین ہے کہ آیا ڈگری مذکور

بمقابلہ اونکے مناسب ہے یا نہین - لیکن گوبند رام نے اپیل
کیا ہے اور منجملہ اوسکی وجوہات اپیل کی ایک یہہ ہے کہ عدالت
ماتحت کو اختیار تھا کہ مجھکو بطور شخص ثالث کے شریک نالش کیا
جاوے اور پھر ڈگری صادر کرنیکا اختیار رکھتا - جو ڈگری اپیل مین پیش
کیا ہے وہ بہ پیشی ہے - وہ ایسی ہے کہ اگر اوسکی صادر کرنے کا
اختیار ہے تو اوسکی بناء پر حکم اجرا کا صادر ہو سکتا ہے لہذا ہمکو
یہہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا عدالت لگان یا عدالت اپیل بمقابلہ ان شخص
کے جو بموجب دفعہ ۱۴۸ ایکٹ لگان کے شامل کیا گیا ہے ایسی
ڈگری صادر کر سکتی ہے یا نہین جسکی بناء پر حکم اجرا صادر ہو سکے -
مدار اس امر کا اوس تعبیر پر ہے جو دفعہ ۱۴۸ ایکٹ لگان کی نسبت
قایم ہو - مین اس امر کو بطور قانون ضروری [illegible] متصور کرتا ہون
کہ جبکہ صادر ہونے ڈگری لگان کے جو اجرا ہو سکے استحقاق شخص
حاصل کنندہ ڈگری کا دربارہ وصول کرنے لگان کے ثابت ہونا
چاہیئے کیونکہ اگر شخص [illegible] اپنا استحقاق ثابت نکرے یا اوس کا
استحقاق تسلیم نہو تو استحقاق [illegible] دربارہ وصول کرنے لگان
کے شخص اجنبی سے زیادہ نہین ہے - لہذا مقدمہ مین بنظر
تائید ڈگری کے ہمکو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا عدالت اپیل ماتحت
کو اختیار تجویز کرنے بحث استحقاق وصول کرنے لگان بمقابلہ شخص
ثالث کے حاصل تھا یا نہین - مجھکو واضح ہوتا ہے کہ دفعہ [illegible]
لگان مین صاف یہہ حکم ہے کہ تجویز ایسی بحث کی اوسمین نہین ہو سکتی
ہے جسکو نالش لگان کہتے ہین یا اوس نالش مین جسمین دعوی
لگان کا عدالت لگان مین کیا جاوے - یہہ بحث حقیت کی ہے
جسکی نزاع اور تجویز بموجب احکام دفعہ مذکور کے بذریعہ نالش علیحدہ
کے عدالت دیوانی مین ہونی چاہیئے - اور اس وجہ کی بناء پر میری
یہہ رائے ہے کہ اس خاص مقدمہ مین گوبند رام کا رروائی لگا نہین

بدا فرضیہ مشہور ہوگا۔

اولڈ فیلڈ صاحب جسٹس ـ مین اتفاق کرتا ہون تجویز
چند الفاظ اور ازدیاد کرتا ہون بملاحظہ سوال وجواب اسامیان اور
گوبند رام کے مین خیال کرتا ہون کہ بحث حسب دفعہ ۱۴۸ ایکٹ لگان
کے پیدا ہوئی ہے اور چونکہ کیفیت یہہ ہے تو صاحب جج کو اول تجویز
کرنا فرض تہا کہ گوبند رام فی الواقع اور بہ نیک نیتی قبل
اوس وقت کہ جب حق نالش پیدا ہوا لگان وصول کرتا اور متمتع
ہوتا رہا ہے یا نہین۔ اگر وہ نکا فیصلہ باثبات ہوتا تو دعوی مدعیان
نامنظور ہوتا۔ بلاشبہہ کوئی ڈگری گوبند رام پر صادر نہین
ہو سکتی تہی اور اوس صورت مین اپیل نامبردہ کا قابل کامیابی کے
ہوتا۔ برعکس اسکے اگر امر مذکور بحق مدعیان فیصل ہوا تو ڈگری لگان
کی اسامیان پر ہوگی لیکن نہ گوبند رام پر۔ دفعہ ۱۴۸ ایکٹ لگان
کا یہہ مضمون ہے تو بحث اوس شخص ثالث کی اوس طور پر لگان
لینے اور اوس سے متمتع ہونیکے باب مین تحقیقات کیجاویگی اور اوس
تحقیقات کے نتیجہ کے موافق مقدمہ کا فیصلہ ہوگا۔ مین خیال کرتا
ہون کہ اوس سے یہہ مراد ہے کہ ایسی صورت مین مدعی جس ڈگری
کا مستحق ہے وہ ڈگری لگان متدعویہ کی بنام اسامیان کے ہوگی
مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ اوس سے یہہ مقصود ہے کہ جو
شخص بموجب دفعہ ۱۴۸ کے شامل کیا جاوے وہ قابل ڈگری لگان کا
اس طرح پر کیا جاوے کہ اجرائے ڈگری اوسکے مقابلہ مین ہوسکے جس
بات تجویز طلب کا مقصود مابین نامبردہ اور مدعی کے ہے وہ صرف یہہ
ہے کہ لگان کا لینا اور اوس سے متمتع ہونا اور جزو اخیر دفعہ ۱۴۸ کا
مضمون ہے کہ فیصلہ عدالت کا کسی ایسی فریق کے حق کا جو مستحق
لگان مذکور کا ہو اس باب مین مخل نہوگا کہ وہ اپنا حق بذریعہ نالش
عدالت دیوانی مین ثابت کرے بشرطیکہ وہ نالش تاریخ فیصلہ سے ایک

دیوانی و مال - ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء (ایکٹ مالگذاری اراضی ممالک
مغربی و شمالی) دفعات ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ و ۱۳۱ و ۱۳۴ و ۲۴۱ (د) مجموعہ
ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۱ -

واقعات مقدمہ کی تجویز عدالت میں درج ہیں -
جوگاندر ناتھ و ہنومان پرشاد منجانب اپیلانٹ -
کالکا و نند لعل منجانب رسپانڈنٹ -

ایج صاحب چیف جسٹس و براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس - یہ اپیل
منجانب مدعا علیہم متعلقہ مقدمہ نمبر رافی ڈگری صاحب جج میرٹھ مورخہ
۱۷ دسمبر ۱۸۸۵ء کے رو سے مشار الیہ نے اپیل مدعی جو اونکی رو برو
پیش تھا ڈگری کیا تھا اور استقرار حق مالکانہ مدعی نسبت اراضی
متنازعہ کے اور نیز یہ بھی استقرار کیا تھا کہ مدعا علیہم کل خرچے جو اونکی
عدالت میں اور نیز عدالت منصفی بلند شہر میں عاید ہوا تھا متحمل ہون
نالش حال بعض کارروائی بٹوارہ سے جو عدالت مال سے
پیدا ہوئی تھی - مدعیان نے جو منجملہ تین حصہ داران پٹی کے دو حصص کے
مالک ہیں کہ جو پہلی تقسیم ہو چکی تھی درخواست تقسیم کرانے بعض
اراضی مشترکہ مابین اپنی خاص حصص واقعہ اپنی پٹی منقسمہ سابق
کے کی ہے - مدعا علیہ مالک حصہ باقی پٹی منقسمہ سابق کا ہے
برطبق داخل ہونے درخواست مذکور کے ضلع کے اسسٹنٹ کلکٹر نے
اشتہار جاری کیا اور اطلاعنامجات مصرحہ دفعہ ۱۱۱ - ایکٹ
مالگذاری اراضی نمبر ۱۹ ۱۸۷۳ء کی تعمیل کرائی - بعدہ منجملہ اور دیگر
مدعا علیہ پر بھی کہ حصہ دار محال تھا اور درخواست میں شریک نہین
ہوا تھا اطلاعنامہ مذکور کی تعمیل ہوئی - اندر میعاد معینہ اطلاعنامہ
مذکور کے کوئی اعتراض حسب منشاء دفعہ ۱۱۲ و ۱۱۳ - ایکٹ مذکور
کے پیش نہین ہوا تھا - واضح ہوتا ہے کہ امین نے وقت قایم کرنے
حصص کے اراضی متنازعہ کو جو ایک جزو اوس اراضی کا ہے

جس سے درخواست تقسیم متعلق ہتی مدعا علیہ کے اوس حصہ مین قایم کی جو حصہ نامبردہ کا پٹی منقسمہ سابق کا ہے۔ اسپر مدعیان مسئول نے روبرو اسسٹنٹ کلکٹر کے اس بنیاد پر اعتراض کیا کہ اراضی مشترکہ متنازعہ تقسیم سابق مین ہمارے حصص واقعہ پٹی تمنقسمہ مین درآئی ہتی اور یہہ کہ مدعا علیہ کو کوئی حق نہین ہے کہ اراضی مذکور کو اپنی حصہ واقعہ پٹی مذکور شامل کرالیوے اسسٹنٹ کلکٹر نے اعتراض مذکور کے پذیرائی سے اس بنیاد پر انکار کیا کہ مدعی نے یہہ اعتراض اندر میعاد مصرحہ اطلاعنامجات مین نہین کیا اور اراضی متنازعہ مدعا علیہ کے حصہ مین شامل کرکے تقسیم کردی

اسپر مدعیان نے ۱۰ رمئی ۱۸۸۲ء کو یہہ نالش جس سے اپیل ہذا پیدا ہوا ہے واسطے استقرار اپنی حق نسبت اوس اراضی کے جو اسطرح پر مدعا علیہ کو دلائی گئی ہتی دایر کی ہے۔ ۲۲ رجون ۱۸۸۲ء اور بعد آغاز اس نالش کے کلکٹر ضلع نے حسب دفعہ ۱۳۱۔ ایکٹ مذکور کے اوس تقسیم کو منظور اور بحال کیا جو اسسٹنٹ کلکٹر نے اس طرحپر کی ہتی اور مطابق احکام دفعہ ۱۳۱ کے اشتہار اس امر کا بابت حسب شایع کردیا۔ نباراضی فیصلہ کلکٹر کے کوئی اپیل نہین رجوع ہوا صاحب جج بہادر نے بصیغہ اپیل جو اونکی روبرو پیش تہا یہہ تجویز کی کہ مدعیان نے اپنا حق نسبت اراضی متنازعہ کے ثابت کردیا ہے ہمارے روبرو صرف یہہ بحث پیش ہے کہ آیا اندرینحالات یہہ نالش عدالت دیوانی مین قابل پذیرائی کے ہے یا نہین۔

مسٹر چودہری نے منجانب مدعا علیہ اپیلانٹ کے یہہ حجت کی ہے کہ چارہ کار مدعیان کا بذریعہ اپیل نباراضی فیصلہ صاحب کلکٹر حسب دفعہ ۱۳۲۔ ایکٹ مذکور کے تہا اور یہہ نالش متعلق تقسیم اراضی محال بذریعہ بٹوارہ حسب منشاء ضمن (د) دفعہ ۲۴۱۔ ایکٹ مذکور کے ہے اور عدالت دیوانی مین قابل پذیرائی کے نہین ہے۔ اپنی حجت کی تائید مین ... اونہون نے فیصلہ متقدمہ جلیب الله بنام شیخ ... [illegible]

انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۲) پیش کیا ہے۔ ہمیں
معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ سے مسٹر چودھری کے حجت کی تائید نہیں
ہو سکتی ہے۔ اوس مقدمہ میں یہ حجت تھا کہ آیا چٹھی تقسیم کے رو
سے تقسیم معقول اراضی تقسیم شدہ کے ہوئی ہے یا نہیں اور اوس میں
بحث حقیت کی شامل نہیں تھی۔ بجانب دیگر پنڈت سندر لال نے منجانب
مدعیان رسپانڈنٹیان یہ حجت کی ہے کہ دفعہ ۱۴۲ متعلق نہیں ہے اور
امور حقیت جو تقسیم میں پیدا ہوں وہ بذریعہ نالش عدالتہائے دیوانی
میں پیش اور تجدید نہیں ہو سکتی ہیں الا یہ کہ اونکا تصفیہ صاحب کلکٹر
نے مطابق احکام دفعہ ۱۱۳ کے کر دیا ہو۔ اونہوں نے اپنی اس
حجت کے تائید میں مقدمہ سندر بنام کہان سنگھ (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۶۱۳) پر حوالہ کیا ہے کہ جس سند کو ہم موید
حجت مذکور خیال کرتے ہیں۔

ہمیں واضح ہوتا ہے کہ اعتراض پیش کردہ مدعی نسبت تقسیم
متنازعہ کے اعتراض حسب منشاء دفعہ ۱۱۳ کے نہیں ہے اعتراض
متذکرہ دفعہ مذکور ایک اعتراض نسبت تقسیم کے تاریخ معینہ کو یا
اوسکے قبل حسب دفعہ ۱۱۲ پیش ہونا چاہئے۔ الغرض دریافت اس
امر کے کہ تاریخ معینہ متذکرہ بالا کونسی تاریخ ہے ہمکو دفعہ ۱۱۱ پر نظر
کرنا چاہئے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ از روے دفعہ ۱۱۱ کے یہ حکم ہے کہ
صاحب کلکٹر ایک اطلاعنامہ بنام کل اون حصہ داران محال مندرجہ
کہیوٹ کے جو درخواست میں شریک نہوئی ہوں بدیں ہدایت جاری
کریگا کہ ہر حصہ دار تا بعض جو نسبت تقسیم کے عذر رکھتا ہے اوسکی
روبرو تاریخ مندرجہ اطلاعنامہ مذکور جو تاریخ اجراے اطلاعنامہ
سے تیس روز سے کم اور ساٹھ روز سے زیادہ نہو حاضر ہو کر اپنا
عذر بیان کرے۔ دفعات ۱۱۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳ کو ایک ساتھ پڑھنے
سے جیسا کہ ہم خیال کرتے ہیں کہ دفعات مذکور پڑھی جاویں یہ ظاہر ہے

یا کلکٹر نے تجویز امور حقیت یا حق مالکانہ جو بذریعہ اعتراض متذکرہ دفعہ ۱۲۱ کے پیدا ہوئے کی ہے حاصل ہے۔ دفعات مابقی متعلقہ تقسیم آمد یا مانع اختیار عدالت دیوانی در بارہ تجویز اون امور حقیت کے نہین معلوم ہوتے جو کارروائی تقسیم مین یا بابت تقسیم بعد انقضاء میعاد مصرحہ اطلاعنامہ مجریہ صاحب کلکٹر زیر دفعہ ۱۱۱ کے پیدا ہون الا یہہ کہ دفعہ ۱۳۲ کے رو سے صاحب کمشنر عدالت اپیل بابت امور حقیت کے قرار پا دین یا یہہ کہ دفعہ ۱۴۱ ضمن (د) کی تعبیر ہو کہ وہ مانع اختیار سماعت عدالت دیوانی در بارہ طے کرنے اعتراضات مذکور کے ہے۔ ہمکو اسکی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ہے کہ کیون یہہ فرض کر لیا جاوے کہ جن مقدمات مین امور حقیت بعد تاریخ معینہ مندرجہ اطلاعنامہ کے پیدا ہون تو دفعہ ۱۳۲ سے [illegible] مین یہہ منشا ہے کہ امور مذکور واسطے قطعی [illegible] بجائے صاحب کمشنر ضلع کے ہین حالانکہ دفعہ ۱۱۳ مین صاف حکم ہے کہ بہ نسبت امور حقیت کے جو بذریعہ اعتراض کے ابتدا تو بتا مین حسب دفعہ ۱۱۲ پیش کیجاوین خواہ بصیغہ ابتدائے ہون یا بصیغہ اپیل ہون عدالت دیوانی کو اختیار حاصل ہوگا۔

ہمین واضح ہوتا ہے کہ اپیل محکومہ دفعہ ۱۳۲ کے وہ اپیل ہے جو بجز امور حقیت یا حق مالکانہ کے کسی اور امور کے نسبت ہو جو بوقت تقسیم یا مابعد ہو جاوے اور منظوری اور بحالی تقسیم منجانب صاحب کلکٹر کے پیدا ہون اور صاحب کمشنر کو اختیار تجویز کرنے امور حقیت کا نہوگا جو دوران کارروائی اور قبل ہونے تقسیم کے یا جب تقسیم ہو جائے تو اوس تقسیم سے پیدا ہون ———

اگر دفعہ ۱۴۱ کی یہہ تعبیر صحیح ہے تو کوئی عدالت یا عہدہ دار اختیار سماعت یا تجویز امور حقیت کے نہین ہے کہ جو امور حقیت اثنائے تقسیم مین یا بر طبق تقسیم بعد تاریخ مصرحہ اطلاعنامہ مجریہ صاحب کلکٹر

محکومہ دفعہ ۱۱ کے پیدا ہون گویا حسب حجت مسٹر پو ویشیٹی دفعہ ۱۴۴ ضمن (د) مانع اختیار عدالتہاے دیوانی در بارہ پذیرائی یا تجویز امور مذکور کے ہے۔ یہہ ایسا نتیجہ ہے جو مقنن و واضعان قانون کا نہین ہے۔ یہہ سچ ہے کہ ایک صورت مین تجویز امر حقیت منجانب عدالت دیوانی کے تقسیم اراضی محال بروے بٹوارہ پر موثر ہوگی۔ لیکن تجویز مذکور تقسیم مذکور پر صرف اسقدر موثر ہوگی کہ جسقدر تقسیم اراضی کے حقیت پر منحصر ہے لیکن تجویز مذکور کل یا کسی اور مختلف قسم کے امور یا خیالات پر موثر ہوگی جو صاحب کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر وقت کرنے تقسیم متنازعہ طے کرنیکے ہماری راے مین دفعہ ۲۴۱ ایکٹ مذکور کی مانع عدالت دیوانی کے دربارہ تجویز کرنے امور حقیت یا حق مالکانہ ایسی مقدمہ مین کہ جیسا اب زیر غور ہے نہین ہے

اندر یحالات دفعہ ۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متعلق ہے

ہماری یہہ راے ہے کہ یہہ نالش قابل پذیرائی ہے اور چونکہ صرف یہی امر ہمارے روبرو اپیل مین پیش ہوا ہے لہذا ہم یہہ اپیل ڈسمس اور ڈگری صاحب جج میرٹھہ کو معہ خرچہ بحال کرتے ہین

ضلع سہارنپور اپیل دوم نمبر ۲۹۶ و ۳۰۳ سنہ ۱۸۹۶ع منفصلہ ۲۴ فروری

فتحیاب خان وغیرہم بنام محمد یوسف بیگ کس دیگر

محمد یوسف بیگ کس دیگر بنام فتحیاب خان وغیرہم

حق اسایش - خانگی حق راہ کا - مزاحمت - رضامندی - نالش بعدالت دیوانی بغرض رفع مزاحمت کے - ڈگری بحق مدعی مشروط بہین استقرار کہ فریقین حقوق ماقبل مزاحمت پر قایم رہین -

مدعیان مقدمہ ہذا نے نالش واسطے دور کرانے عمارت کے منجملہ مدعا علیہم اوپر بعض اراضی کے جسکی نسبت مدعیان کا

[illegible] علیہم سے استعمال راستہ آنے جانے اپنی مکانات کا علاوہ
اسکے رکھتی ہین کہ اراضی مذکور کو واسطے مجالس اور دیگر اغراض
مشترکہ کے استعمال کرتے ہین دایر کی ہے - یہہ بیان ہوا
ہے کہ عمارت متنازعہ سے مدعیان کے استعمال استحقاق مذکور مین مزاحمت
ہوتی ہے - برعکس اسکے مدعا علیہم نے یہہ عذر کیا ہے کہ اراضی
مذکور ملکیت تنہا مدعا علیہم کی ہے اور دیگر سکناء محلہ کو اوسپر استحقاق
راستہ کا حاصل نہین ہے اور چونکہ مدعیان نے دوران تعمیر عمارت
متنازعہ مین مزاحمت نہین کی لہذا نامبردگان اون افعال [illegible]
ہوتی ہین جنکی اب شکایت کرتے ہین -

عدالت مرافعہ اولی (منصف سہارنپور) نے دعوے
بتجویز [illegible] ڈگری کیا ہے - شہادت کافی اس امر کے ثبوت
مین ہے کہ [illegible] لوگ اس اراضی کو واسطے مجالس اور دیگر
اغراض مشترکہ کے آزادانہ استعمال کرتے رہے ہین اور [illegible] مدعا علیہم
کسی استحقاق تنہا نسبت اراضی کے ثابت کرنے مین قاصر رہے ہین
لہذا مین دونون امور تنقیح طلب اول اور دوم کو بحق مدعیان تجویز کرتا
مدعیان نے یہہ ثابت کیا ہے کہ مدعا علیہم کو تنہا تعمیرات غیر واجب
یعنی ۸۴ گزشتہ مین تعمیر کیا ہے لہذا مدعیان کیطرف سے کوئی رضامندی نہین ہوئی
بر طبق اپیل منجانب مدعا علیہم کے عدالت اپیل ماتحت (جج
ماتحت سہارنپور) نے یہہ تجویز کی کہ اراضی مذکور بطور صحن محلہ
کے غیر مقبوضہ چھوڑ رکھی گئی تھی اور کسی فریق کی نہین ہے -
عدالت نے یہہ بھی تجویز کی ہے کہ جزو اراضی پر جسپر عمارت متنازعہ واقعہ
ہے پہلی ایک چھپر تھا جسکو سکناء محلہ بطور نشست گاہ کے استعمال
کرتے تھی - جو نتیجہ اخذ کیا ہے اوسکی شرح اسطرح پر ہے کہ لہذا
میری یہہ راے ہے کہ مدعا علیہم کو کوئی استحقاق گھیر لینے کل اراضی
متنازعہ کا نہین ہے اور مدعا علیہم نے جو تنہا اسکے بنا سے مین

پچھم سابق سے تجاوز کیا ہے اور مشرقی راستہ سے ایک گز اراضی
شامل کر لی ہے۔ تعمیرات بطریقہ ذیل منہدم کرا دیجاویں۔ کوٹھی کی
پچھلی دیوار منہدم ہووے اور ایک گز زمین راستہ شامل کیجاوے
پچھم طرف کی زمین جو شیرپور پچھم اور کل عرض دیوار احاطہ کا
اور تا دہن واسطے راستہ مدعیان و دیگر اشخاص بغیر انہدام
دیوارات احاطہ کے غیر مقبوضہ چھوڑ دیا جاویگا۔ مدعا علیہم اگر چاہیں
تو مطابق حالت سابق کے ایک کوٹھا سات گز طول پورب پچھم اور
پانچ گز عرض اوتر دکھن کے گوشہ میں بنا سکتے ہیں اور اوسکو بلا
مزاحمت بھی مدعیان استعمال کر سکتے ہیں یعنی حسب ضرورت مدعیان
بھی اوسکو بطور نشست گاہ کے استعمال کر سکتے ہیں بقیہ اراضی
غیر مقبوضہ رہیگی۔ اسطور پر اپیل جزو ڈگری کیا جاتا ہے۔

بنا راضی اس فیصلہ کے فریقین نے ہائی کورٹ میں اپیل
کیا ہے۔ اصل وجہ اپیل مدعیان کی یہہ ہے کہ عدالت اپیل ماتحت
کو اختیار استقرار حق مدعا علیہم رسپانڈنٹیان دوبارہ تعمیر کوٹھا اوپر
اراضی متنازعہ کے حاصل نتھا۔ منجانب مدعا علیہم کے یہہ اعتراض ہوا ہے
(۱) چونکہ نالش نسبت استحقاق عام منظورہ کے رجوع ہوئی ہے لہذا
مدعیان مستحق ڈگری کے نہیں ہیں تاوقتیکہ وہ ہرجہ خاص ثابت نکریں
اور یہہ ثابت نہیں ہوا ہے اور (۲) عدالت اپیل ماتحت کو تجویز
اوس تنقیح کی جو دربارہ رضامندی مدعیان بابت تعمیر کوٹھی کے ہے
کر لی چاہئے تھی۔

امیرالدین منجانب مدعیان بر اپیل۔ کاشی پرشاد منجانب مدعا علیہم۔

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ اس مقدمہ میں مدعیان نے جن کے
مکانات اوسکے ملحق یا قریب اوس جگہ کے ہیں جو صحن ثابت ہوئی
ہے اپنی نالش بنام مدعا علیہم واسطے ... نے عمارت ... علیہ
اسکے اور ... سے مزاحمت ... [illegible]

تھی اور جسپر مدعیان متمتع ہوتے رہے ہین واپیل کی ہین عدالت
اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ اراضی متنازعہ جسپر عمارت تعمیر
کی گئی ہے واسطے استعمال بطور صحن محلہ کے علیحدہ مقبوضہ رہی
چلی آئی ہے اور وہ کسی فریق کی نہین ہے یعنی نہ مدعیان اور نہ
مدعاعلیہم کی ۔ جج اپیل ماتحت نے دعوی ڈگری کیا ہے ۔ اور
اب یہہ کہا جاتا ہے کہ ڈگری مین مشارالیہ نے ایک ڈگری بحق
مدعاعلیہم موضوع کردی ہے ۔ اور اس بنا پر اپیل حال منجانب
مدعیان رجوع کیا گیا ہے ۔ مدعیان کو فیصلہ پریوی کونسل بمقدمہ
ہی افیشل ترستی بنگال بنام کرشن چند موزمدار (لا رپورٹ جلد ۱۲
اپیل ہند صفحہ ۱۶۶) پر استدلال ہے ۔

بغرض سمجھنی ڈگری مذکور کے چند واقعات ذہن نشین رکھنا
ضروری ہے ۔ واضح ہوتا ہے کہ جس اراضی پر عمارت متنازعہ تعمیر
ہوئی ہے اوسکی ایک جزو پر چھپر کی عمارت سابق مین تھی جسکو
کل وہ اشخاص اوسکے نیچے بیٹھنے کی غرض سے استعمال کرتے تھی
کہ جو مستحق استعمال کرنے صحن مذکور کے تھی ۔ جیسا کہ مین ڈگری
عدالت ماتحت کو پڑھتا ہون اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس
جزو ڈگری کی شکایت ہے اوس سے مراد استقرار حق مدعاعلیہم
دوبارہ تعمیر کے نہین ہے ۔ جج نے صرف کہا ہے کہ مشارالیہ
دعوے ڈگری کرتے ہین لیکن اپنی ڈگری کو یہہ کہکر مشروط
کردیا ہے کہ ڈگری نہ دو ۔ کا یہہ اثر ہوگا کہ استحقاق فریقین مین
دوبارہ قایم کرنے عمارت چھپر مثل سابق کے دست انداز ہو ۔

مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ ہذا قاعدہ قرار دادہ پریوی
کونسل بمقدمہ محولہ مین داخل ہے ۔ اوسوجہ سے مجھی معلوم
ہوتا ہے کہ مسٹر امیر الدین کے موکلونکا اپیل ساقط ہوتا ہے اور
ڈگری عدالت ماتحت کی بحال ہوگی وہ ڈگری یہہ ہے کہ صحن مذکور

پھر اوسی حالت مین لایا جاوے کہ جس حالتمین وہ پہلی تہا اور مدعا علیہم
تعمیر کی عمارت سے باز رکہی جاوین - اپیل مع خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے

بمقدمہ اپیل متقابل اپیل ڈگری نمبر ۳۲۲ سنہ ۱۸۸۲ء جسمین
مدعا علیہم اپیلانٹیان ہین چند امور مسٹر کاشی پرشاد نے پیش کی ہین - اونہون
نے ہمارے روبرو حوالہ اوپر مقدمہ کریم بخش بنام بدھا (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۴۹) و گیا باجی بنام گینی (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲۶۹) و مجموعہ تعزیرات ہند دفعہ ۲۶۸ و مجموعہ
ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۲۱ و مقدمہ اوداہ بیگم بنام امام الدین (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۸۲) کے کیا ہے - اونکی پہلی حجت
یہہ ہے کہ یہہ نالش قایم نہین رہ سکتی ہے - اونکی یہہ حجت ہے
کہ جس مزاحمت کی شکایت ہے وہ مزاحمت استحقاق عام کی ہے
اور مدعیان نے کوئی خاص ہرجہ ثابت نہین کیا ہے جس سے اونکو
استحقاق رجوع کرنے اپنی نالش کا عدالت دیوانی مین حاصل ہو
اور اونکو اس امر پر استدلال ہے کہ از روی مجموعہ ضابطہ فوجداری کے
اون صورتونکی لئے چارہ کار مقرر ہے جنمین استحقاق عام مین
دست اندازی ہوتی ہے - میری رای مین صحن متنازعہ صرف
اوسی صورت مین مقام عام ہے کہ وہ صحن اون اشخاص کے لئے
ہے جو محلہ مین رہتے ہین - جیسا کہ مین فیصلہ عدالت ماتحت کو پڑہتا
ہون تو اس مقدمہ مین صحن مذکور ایسا نہین ہے جو بطور عام استحقاق
راستہ کے مشہور ہوتا ہے - وہ بہ نسبت اونہین اشخاص کے عام ہے
جو محلہ مین رہتے اور اوسپر سے اپنی مکانات واقعہ محلہ مین آتے
جاتے ہین - مجھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور لوگونکو اوسپر جانا
یا اوسکو استعمال کرنیکا حق نہین ہے - وہ زیادہ تر مثل اوس
مقام کے ہے جسپر بعض اشخاص کو حق راستہ کا بلحاظ متعلقات

نالش دیوانی بلسبت دست اندازی حق اسایش ذاتی کے نہین ہے
مسٹر کاشی پرشاد کی دوسری حجت یہہ ہے کہ اس مقدمہ
مین ایک تنقیح رہی جسکی تجویز عدالت اپیل ماتحت نے نہین کی ہے
وہ یہہ ہے کہ آیا مدعیان کیطرف سے رضامندی ہوئی ہے جس سے
انکا استحقاق ارجاع نالش کا جاتا رہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ قاعدہ رضامندی
کی صراحت کا فیصلہ مقدمہ اوداسنگھ بنام امام الدین مین ہوئی ہے
اور مقدمہ مذکور مین بہ نسبت فیصلہ لارڈ چیفسکران ورثہ صاحب
اور لارڈ ولیسلی ڈیل بمقدمہ ریسٹن بنام ولیسن (لا رپورٹ جلد ا
ریج ایل صفحہ ۱۲۹) سے کچھی یہہ بیان مندرج ملتا ہے کہ اگر کوئی
شخص اجنبی دوسرے شخص کی اراضی پر اوسکو اپنی سمجھکر تعمیر عمارت
کرے اور مالک کچھہ دست اندازی نکرے بلکہ اوسکو بنانی دے
تو قانونًا مالک پر یہہ بدنیتی ہے کہ خاموش رہے اور بعد ازان
دست انداز ہو اور فایدہ اوٹھاوے۔ جہانتک اس فقرہ کو تعلق
ہے یہہ ظاہر ہے کہ اس سے یہہ بحث پیدا ہوتی ہے کہ آیا شخص
تعمیر کنندہ کو وجوہ معقول اس امر کے خیال کرنیکی حاصل تہی یا نہین
کہ وہ مقام اوسکی اراضی ہے۔ بعد ازان فقرہ مذکور اسطرح پر ہے
لیکن اگر کوئی شخص اجنبی دوسرے شخص کی اراضی پر جانبوجھکر
تعمیر کرے تو کوئی اصول انصاف کا ایسا نہین ہے جس کے روسے
مالک کو اس امر پر اصرار کرنیکی ممانعت ہو کہ وہ اپنی اراضی معہ ابنیت
مزید جو تابعض نے بیوقوفی سے اوسمین شامل کی ہے واپس دلایا جاوے
اور لارڈ ولیسلی ڈیل صاحب نے یہہ بہی تحریر کیا ہے کہ اگر اسامی
ایسا ہی فعل کرے تو وہ بعد اختتام میعاد کے جایداد کے واپسی کے
انکار پر اصرار نہین کرسکتا ہے۔ تعمیر کنندہ آدمی کی حماقت ہے۔
مجہی واضح ہوتا ہے کہ امکانا اس مقدمہ مین بحث رضامندی
کی پیدا نہین ہوسکتی ہے۔ پیدا ایسا نہین ہوا ہے کہ کوئی شہادت

اسبات کی موجود ہے کہ ان مدعیان نے فی الواقع اپنی رضامندی
نسبت تعمیر کے ظاہر کی ہے اور شہادت رضامندی کی صرف یہی
ہو سکتی ہے کہ اونہون نے فوراً مزاحمت نہین کی - مجھی واضح ہوتا
ہے کہ وقت تعمیر کرنیکے مدعاعلیہم کو ضرور علم [illegible]
پر بسم عمارت بنائے ہین او سپر پر وسیکون کو مستحق استعمال کا حاصل ہے
مجھے کوئی اصول انصاف کا ایسا نظر نہین آتا ہے جو نسبت رضامندی
کے اسمقدمہ مین متعلق ہو - یہ مقدمہ ایسا نہین ہے جسمین ہم کوئی
تنقیح نسبت رضامندی یا غیر رضامندی کے واپس بھیجین - مین عدالت
اپیل ماتحت کی راے سے اتفاق کرتا ہون اور خیال کرتا ہون کہ
یہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہئے -

براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس - مین دربارہ ڈسمسی ہر دو اپیل معہ
خرچہ کے ذیلم صاحب جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون -

ضلع مرادآباد اپیل اول نمبر ۷۶ ۱۸۷۹ء منفصلہ ۲ مارچ

کنیز فاطمہ بنام عباس علی وغیرہم

شرع محمدی - وراثت - صلحنامہ - وصیت - ہبہ - بیع
رضامندی - مانع تقریر مخالف - پردہ نشین - تحریر و تکمیل دستاویزات
واقعات اسمقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کے تجویز مین کما حقہ درج ہین
کا نلی و حمید اللہ و درگا چرن و ظہور حسین بجانب اپیلانٹ -
کالون و سندر لعل و للتا پرشاد و جوکھو لعل بجانب رسپانڈنٹیان -
اسٹریٹ صاحب جسٹس - کل حالات متعلقہ اون نالشات
کے جن سے یہ مقدمات اپیل جو ہمارے روبرو پیش ہین پیدا ہوئی
ہین بطوالت اور تفصیل وار بیان کرنا ضروری نہین ہے کیونکہ
اونکا بیان کامل طور پر حکم عدالت مین بہ سبب یک اپیل اول
نمبر ۶۲ ۱۸۷۸ء و نمبر ۱۲ ۱۸۷۸ء مین درج ہے [illegible] دستیاب [illegible]

ساتھ ہی اسکی اپیل نمبر ۷۶ کے طے کرینگے جسکو مین اول طے کرنا
چاہتا ہون کیونکہ اسکی تجویز کم وبیش حد تک دوسرے مقدمات اپیل
کی تجاویز پر حاوی ہوگی یہہ قرین آسایش ہوگا کہ چند واقعات غیر
متنازعہ کا ذکر کیا جاوے اور جو واقعات بغرض انکشاف اور
نتایج کے ضروری ہین جو مینے اخذ کئے ہین۔

مولوی کریم اللہ خان ایک ماتحت عہدہ دار عدالت دیوانی
ہند کا ۹ اکتوبر ۱۸۵۸ء کو اپنی پیچہے کثیر جایداد اور نقدی [illegible]
اور ورثا مین ایک پسر مسمی نظام الدین اور دو دختران [illegible]
خورشید جہان اور کنیز فاطمہ اور ایک بیوہ مسماۃ صاحب النسا چھوڑ
کر فوت ہوا تہا۔ بموجب قواعد تقسیم متعلقہ شرع محمدی
نظام الدین مستحق دو حصہ متروکہ اور خورشید جہان اور کنیز فاطمہ
ہر ایک ایک ایک حصہ کے مستحق اور مسماۃ صاحب النسا آٹھوان
حصہ کی مستحق تھی پس بغرض اسکی کہ متروکہ کو ۳۲ سہام پر
تقسیم کرین تو نظام الدین ۱۴ سہام اور ہر دختر ۷ اور بیوہ
۴ سہام پاوینگے۔ یہہ بھی بیان کر دینا چاہیے کہ مسماۃ
صاحب النسا دختر مسماۃ نجیب النسا کی تھی اور اسکی ایک
بھائی مسمی محمد علی اور بہن مسماۃ رفیع النسا تھی جسکی تین اولاد
تھی (۱) مسماۃ کلثوم (۲) انور الحق (۳) غلام صفدر جسکی شادی
کنیز فاطمہ متذکرہ بالا یعنی مدعیہ اپیلانٹ اپیل ہذا کے ساتھ ہوئی ہے
یہہ بھی بیان کر دینا چاہیے کہ حشمت علی بھتیجہ محمد علی کی شادی خورشید جہان
کے ساتھ ہوئی تھی۔ تاریخ وفات مولوی کریم اللہ خان یعنی
۱۸۵۸ء سے تا شروع ۱۸۶۳ء کوئی بات ثابت نہیں ہوئی
ہے کہ ورثا متوفی مذکور سوائے دوستانہ کے اور کسی حالت مین
رہتی تھی اور انتظام جایداد کا محمد علی کرتا تھا۔ لیکن معلوم ہوتا
ہے کہ تاریخ ۱۸۶۳ء مین اختلافات پیدا ہوئی کیونکہ ۹ ماہ مذکور

کو ایک اقرارنامہ مابین نظام الدین خورشید جہان وکنیز فاطمہ و
صاحب النسا کے منعقد ہوا جسکے رو سے محمد علی برادر صاحب النسا
اور ماموں خورشید جہان اور کنیز فاطمہ واسطے ثالثی کے نے جملہ
تنازعات اور تصفیہ اور تقسیم کرنے جایداد متروکہ کریم اللہ خان کے
ثالث اور منصف الیہ مقرر ہوا اتنا ک ۵ مئی ۱۸۶۸ء کو نامبردہ نے اپنا
فیصلہ ظاہر کیا جسکے رو سے مضمون یہ قرار پایا کہ صاحب النسا
کا استحقاق زیور اور نیز اثاث البیت پر ہے وہ اسکو بعوض مہر کے
ملکے قابض رہی چلی آئی ہے مالکانہ قابض رہی اور جایداد مذکور
کے حصہ ترکہ سے خارج رہی اور ایک سرا کی اراضی خورشید جہان
اور کنیز فاطمہ کو واسطے تعمیر مکانات مسکونہ کے دیا جاوے اور
واسطے اخراجات انکی تعمیر کے مبلغ ایکہزار روپیہ نظام الدین اور
صاحب النسا حصہ رسدی نصفا نصف ادا کریں اور بقیہ کل
جایداد مابین چارو فریق اقرارنامہ ثالثی کے بموجب تفصیل مندرجہ
فہرست فیصلہ ثالثی کے تقسیم کیا جاوے یہہ فرض کرلینا چاہیئے
کہ سالانہ منافع جایداد متروکہ کریم اللہ کا بقدر مبلغ [illegible] صالعہ کے
ہے جسمیں سے اوسکے ورثا مستحق حصہ پانیکی بحساب متذکرہ بالا
کے ہیں۔ لیکن ازروے تقسیم کے جو محمد علی نے اپنی فیصلہ ثالثی
میں کی ہے مسماۃ صاحب النسا کو [illegible] سالانہ اوس سے زیادہ ملا
ہے جسکی وہ انصافاً مستحق تھی اور خورشید جہان کو [illegible] حالانکہ
کنیز فاطمہ اپنی حصہ سے [illegible] سے [illegible] اور نظام الدین کو [illegible]
ملا ہے۔ ۵ اگست ۱۸۶۸ء کو خورشید جہان نے عدالت دیوانی
میں کارروائی نافذ کرنے فیصلہ ثالثی مورخہ ۵ مئی ماسبق کے کی
اور مسماۃ صاحب النسا اپنی ماں اور نظام الدین اپنے بھائی اور
کنیز فاطمہ اپنی بہن کو فریق مقدمہ کیا تھا۔ ۲۰ اگست ۱۸۶۸ء کو
نظام الدین نے بیان تحریری داخل کیا جسمیں علاوہ اعتراض

... فیصلہ ثالثی ... طرفدارانہ اور نامناسب تھا اس بیان سے
بلکہ محمد علی ثالث نے بیجا طور پر اپنی بہن صاحب النسا کی بمقابل
تمام استحقاق میں ... نظام الدین کے رعایت کی ہے لہذا
نامبردہ کی یہہ استدعا ہے کہ فیصلہ ثالثی مذکور منسوخ کیا جاوے
... کنیز فاطمہ نے کوئی جوابدہی نالش خورشید جہان کی
... اور نہ کوئی اعتراض نسبت فیصلہ ثالثی کے کیا اور
... اخراج کر سکے اوسکی حالت خود اوسکی عبارت سے
عرضی ... سے بخوبی بیان ہو سکتی ہے کہ اگرچہ
... نسبت اپنی حصہ ... کے ہو اوسکا منجملہ متروکہ مولوی
کریم اللہ خان ... کے تھا بہت کم پایا تھا اور اگرچہ مولوی نظام الدین
پر بسطرت کثیر مدعیہ کے نسبت رعایت ہوئی تھی تاہم بخوف ...
اپنی جان کے اور نیز بامید فایدہ روحانی اور اصلی ... اپنی جان
اور اپنی بھائی سے مدعیہ اوس وقت اپنی نقصان سے رضامند
ہو گئی اور فیصلہ ثالثی کو رضامند ہو کر قبول کر لیا۔

ہمکو اوس بات سے کسی نے منجملہ نامبردگان اصالتاً اطلاع
نہین کی ہے جو فی الواقع مابین اہالیان خاندان کریم اللہ کے
بعد ... نالش خورشید جہان کے ظہور پذیر ہوا کیونکہ صاحب النسا
اور خورشید جہان فوت ہو گئین ہین اور نظام الدین اور کنیز فاطمہ
نے شہادت نہین دی ہے لیکن قطب الدین سے جو اوس وقت
محمد علی کے ملازمت مین تھا اور اب غلام صفدر کا ملازم ہے ہمکو
یہہ دریافت ہوتا ہے کہ نظام الدین کا اعتراض نسبت فیصلہ ثالثی
کے یہہ تھا کہ جو حصہ مولوی محمد علی ثالث نے مجھکو دلایا ہے وہ
میرے حصہ شرعی سے بہت کم ہے بلحاظ امر واقعہ کے ہم یہہ بھی
بیان کرتے ہین کہ ۱۳ ستمبر ۱۸۶۰ء کو ایک دستاویز بحیثیت صلحنامہ
کے ہے دستخطی محمد امداد علی وکیل خورشید جہان محمد نظام الدین

(بقلم خود)۔ محمد سراج الدین حسین وکیل و محمد عبد القیوم خان وکیل
مسماۃ صاحب النسا مدعا علیہا و محمد حشمت علی شوہر خورشید جہان (بقلم
خود مسماۃ) اور منشی گدائی محمد علی الدین و جواہر لعل وکیل نظام الدین
مدعا علیہ و نند کشور وکیل عدالت و بھگوان داس وکیل عدالت کی
بحث عدالت میں رائے سندر لعل کے جو اوس وقت جج ماتحت مرادآباد
کے تھے داخل ہوئی تھی اور چونکہ جج ماتحت موصوف نے دستخط
کر کے ادا کئے تھے وہ خود حسب شہادت عبد الرب کے خواہشمند اس
بات کے تھے کہ فریقین میں صلح ہو جاوے۔ اگر قطب الدین کے
یہ بیانات قابل اعتبار ہیں کہ صلحنامہ مذکور بلا شبہہ حسب ترغیب و
خواہش مولوی محمد علی کے ہوا تھا۔ صلحنامہ مذکور بعلم و رضامندی
تامیرہ کے ہوا تھا۔ نامہ وہ سنے مدالت داخل ہو جانے صلحنامہ
مذکور سے اس نظر سے لی تھی کہ بھائی بہنوں میں صلح ہو جاوے
بذریعہ مختارنامہ کے مجھکو اختیار مقرر کرنے وکیل منجانب مسماۃ
صاحب النسا اور داخل کرنے صلحنامہ کا عدالت میں اور اوسکے
لکھا [illegible] دستخط کیا گیا تھا۔ مختارنامہ مذکور [illegible] پر قاضی امداد علی کے
مرادآباد میں لکھا گیا تھا۔ قاضی امداد علی وکیل خورشید جہان مدعیہ
کا تھا۔ قاضی امداد [illegible] نے صلحنامہ مذکور اپنی مکان پر [illegible] عدالت
مذکور میں لایا۔ وکیل مذکور نے شیخ علی الدین وکیل نظام الدین اور
عبد القیوم خان وکیل مسماۃ صاحب النسا اور مولوی سراج الدین
وکیل مسماۃ کنیز فاطمہ کو صلحنامہ مذکور دیکھلایا تھا۔ ان سب وکیلوں
نے صلحنامہ کو دیکھ لیا تھا۔ وکلا موصوف نے اوس [illegible] دستخط کئے
تھے اور عدالت میں داخل کیا تھا۔ اور اس امر سے انکار نہیں ہے
کہ حسب بیان قطب الدین کے مختارنامہ مذکور اوسکے نام تھا اور
اوس کے ترجمہ سے اوس کی تاریخ [illegible] معلوم ہوتی ہے
اور ترجمہ مذکور صفحہ ۱۱ کتاب حسب ہدایت مقدمہ نمبر ۷۶ اپیل [illegible] ہے

و غیر منقولہ معہ کل حقوق متعلقہ اوسکی کے جو مسماۃ صاحب النسا
کو از روے فیصلہ ثالثی کے ملی ہے یا جسپر وہ پہلی سے قابض ہے
بلا لحاظ اس بات کے کہ اوس نے خود خرید کی ہے یا شوہر
محمد کریم اللہ خان متوفی نے اوسکی نام سے خرید کی ہے یا
جسپر وہ بعوض مہر کے قابض ہے یا جو کچھ بعد ازین اوسکی
قبضہ مین آوے وہ سب اوسی کے تصرف اور قبضہ مالکانہ مین
رہیگی اور کوئی شخص اوسمین دست اندازی نکر سکیگا لیکن بعد
وفات مسماۃ مذکورہ کے وہ کل جایداد محمد نظام الدین مدعا علیہ کو
پہونچیگی اور کسی دوسرے وارث کا اوسمین کوئی حق بذریعہ وراثت
یا اور طور پر نہ پہونچیگا اور اگر کوئی وارث یا اوسکا قایمقام اوسپر
دعوے کرے تو دعوی مذکور ناجائز ہوگا اور خورشید جہان مدعیہ
اور کنیز فاطمہ مدعیہ اقرارنامہ متذکرہ بالا پر رضامند ہین اور اونکو
یا اونکی وفات پر اونکی ورثا کو کوئی تعلق یا سروکار جایداد منقولہ
یا غیر منقولہ از ان مسماۃ صاحب النسا سے نہوگا اگر کوئی دعوے
بجانب کسیکی کسی وقت [illegible] پر کیا جاوے تو دعوے مذکور عدالت
مین ناجائز ہوگا۔ اثر اس دستاویز کا یہہ تہا کہ مسماۃ صاحب النسا
تاحیات قابض [illegible] اوس زاید حصہ پر ہے جو اوسکو از روی
فیصلہ ثالثی [illegible] شوہر متوفی سے دلایا گیا تہا اور خورشید جہان
اور کنیز فاطمہ اوس وراثت سے محروم کردیجاوین جو اونکو اور حالت
مین وفات پر اونکی ماں کے اوسکے متروکہ پر پہونچتی اور نظام الدین
معاوضہ اوس کمی کے جو بموجب فیصلہ ثالثی کے متروکہ پدری
مین عاید ہوئی یعنی وارث تنہا اپنی ماں کا قرار دیا گیا۔ ظاہر ہے
کہ اس انتظام سے اصل نقصان اونکا نہ تہا صرف کنیز فاطمہ
سے جسکو بوجہ اسکے کہ بہ نسبت حصہ [illegible] بموجب فیصلہ
ثالثی کے اوس حصہ سے کم دلایا گیا تہا جو اوسکو پانا چاہیے تہا

کوئی فایده صلحنامه سے نہین ہوا حالانکہ خورشید جہان کو تمام تر
وہ فایدہ حاصل ہوا جو اوسکی لئے ازروی فیصلہ ثالثی کے قائم
کیا گیا تہا کہ جو امکاناً ساتہہ دلایے جانے دو سو روپیہ سالانہ
اوسکو ہوتا تہا کہ جسکے وہ مستحق وفات پر ابتک ان کے
حالت مین ہوتے۔ وقت سماعت اپیل ہذا کے کنیز فاطمہ کے
کونسل نے بدرجہ کافی صاف طور پر یہہ تقریر کی ہے کہ جہانتک
تعلق کنیز فاطمہ کو ہے کارروائی صلحنامہ کی یکطرفہ اور اس قسم کی
ہے کہ اگر وہ خود یا اوسکی [illegible] سے کوئی ذرہ بہی اوسکے فایدہ
کا خیال کرتا تو صلحنامہ ہرگز [illegible] خیال سے یہہ بحث ہوئی
ہے کہ کل قراین سے بہ [illegible] ہوتا ہے کہ مسماۃ مذکورہ صلحنامہ
مذکور مین فریق رضامند نہ تہی۔ اوسکے طرف سے جو حجت ہوئی
ہے اوسکو مین ابہی آیندہ طے کرونگا۔ قبل اسکے ایک یا دو واقعات
مزید جو بہت ضرورت سکے مین بیان کرتا ہون۔ مسماۃ صاحب النسا
۱۸ ارجولائی ۱۸۷۲ء کو اور نصیب النسا اوسکی مان ۲۲ ستمبر ۱۸۷۲ء
کو اور رفیع النسا ۱۸۷۶ء مین فوت ہوئی تہین۔ بعد وفات صاحب النسا
کے اوسکی بیٹے نظام الدین نے کل جایداد متروکہ مسماۃ مذکورہ پر
باوجود اعتراضات مدعلیہ ۱۹ اکتوبر ۱۸۷۲ء منجانب نصیب النسا
خورشید جہان اور کنیز فاطمہ کے اپنا نام داخل کرا لیا کل کارروائی
نامبردہ کی نسبت جایداد کے اور کل انتقالات جو اوس وجہ سے
پیدا ہوا تہا تجویز مین جج ماتحت کے اپیل اول نمبر ۲۷ صفحہ ۱۲ مین درج
ہین۔ واسطی اغراض متعلقہ کے یہہ کہنا کافی ہے کہ ازروی
صلحنامہ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۷۲ء و ۱۰ فروری ۱۸۷۵ء کے عباس علی
مدعا علیہ نے نظام الدین سے حصص واقعہ موضع قایم پور اور چند
مکانات حاصل کی ہین جنکے بازیافت کی استدعا مدعا علیہ نے
اس نالش کے عرضی کی ہے۔

جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ بنیز فاطمہ مدعیہ صلحنامہ
میں شریک تھی اور جس دستاویز میں صلحنامہ مذکور لکھا گیا تھا
اور نیز وہ ڈگری جو عدالت سے بربنائے دستاویز مذکور کے صادر
ہوئی ہے کسی طرح وصیت نامہ نہیں ہیں اور نہ ہبہ نامہ حصہ ہیں اور یہہ
کہ کل کارروائی نسبت دستاویز صلحنامہ اور ڈگری مذکور کے ہوئی
ہیں وہ باطلاع وتصدیق و رضامندی و اجازت مدعیہ کے ہوئی
ہیں اور سب ورثا برابر تسلیم کرتے آئے ہیں۔ لہذا کوئی عذر جو
بربنائے شرع محمدی کے ہو مخل صلحنامہ یا ڈگری کا نہیں ہوسکتا ہے
کہ جسکی تاثیر سے دعوے مرجوعہ مدعیہ متعلقہ ہذا بمقابلہ ورثا صاحب النسا
کے ساقط ہوتا ہے۔ دفعہ ۱۱ ایکٹ ۱۸۷۷ء بھی مانع دعوے مدعیہ ہے

بناراضی اس فیصلہ کے عدالت ہذا میں اپیل ہوا ہے اور
فیصلہ مذکور پر تین وجوہ سے اعتراض ہوا ہے۔

(۱) یہہ کہ دستاویز صلحنامہ سے وصیت موضوع ہوئی ہے
اور اوس حیثیت سے دستاویز مذکور بموجب شرع محمدی کے ناجائز
ہے کیونکہ اوسپر کل ورثا صاحب النسا کے رضامند نہ تھے اور گو وہ سب
اوسپر رضامند بھی ہوئی ہو تو چونکہ نظام الدین بھی از ورثا صاحب النسا
ہے مدعیہ اپنی اون حقوق سے جو [illegible] دستبردار نہیں ہوسکتی
ہے جو اوسکو بعد وفات اپنی ماں کے بحق نامزد پیدا ہوں اور
اپنی وراثت سے کلیتاً خارج کردے۔

(۲) یہہ ثابت نہیں ہوا ہے کہ مدعیہ صلحنامہ پر وقت تحریر
صلحنامہ کے رضامند ہوئی تھی یا بعد وفات [illegible] ماں کے اوسکو قبول
کیا تھا اور یہہ کہ فی الواقع اوس نے ایسا نہیں کیا۔

(۳) یہہ کہ مدعیہ اپنی کسی فعل یا [illegible] سے بمقابلہ [illegible]
مدعا علیہ کے دربارہ اوس [illegible] حصہ [illegible]
کے پانے سے ممنوع نہیں ہے۔

جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اوس سے مقدمہ مدعیہ کنیز فاطمہ کا
اونکو مختصر طور پر بیان کرنے سے اس طرح پر ظاہر ہوگا کہ اپنی
ماں صاحبہ النسا کی وفات پر وہ مستحق اپنی حصہ کی اوسکی اوسوقت
کے متروکہ سے تہی اور جس صلحنامہ اور ڈگری کے اعتبار سے اوسکی
دعوے سے برایت چاہی جاتی ہے اوسمین وہ شریک نہ تہی لیکن
اگر وہ شریک بہی ہو تو صلحنامہ اور ڈگری جہانتک کہ وہ متضمن دست
بردار ی بابت حق آئندہ کے ہین جو اوسکی ماں کی وفات پر مشروط
تہی بمقابلہ قواعد شرع محمدی کے جو ایسے امور پر حاوی ہین غیر
موثر ہیں ۔ مدعیہ کی اس بیان کا جواب منجانب عباس علی اصل
مدعا علیہ جمیب کے اس حجت کے ساتھہ ہوا ہے کہ صلحنامہ ذکر
سے وصیت نامہ نہین موضوع ہوتا ہے لیکن ہبہ یا بیع منجانب
صاحب النسا بحق نظام الدین نسبت اوسکی کل جایداد کے بدین شرط
ہے کہ مسماۃ اپنی زندگی بہر قابض رہی اور کل دیگر اشخاص حقدار
اوسکے اس کارروائی پر رضامند ہوگئے تہی - بہرحال مزید بران بہہ
بحث ہوئی ہے کہ اگر شرع محمدی کو ٹہیک طور پر متعلق کرنے سے
کوئی ہبہ نہین ہوا ہے تو صاف طور پر تصفیہ اون نزاعات کا ہوا ہے
جو مابین فریق ہائے متخاصمین پیدا ہوئی تہین اور اوسکی بنا پر ڈگری
صادر ہوئی تہی کہ جس سے گریز نہین ہوسکتا ہے اور یہہ بنا اصول
عام اور کلیتہً بلا لحاظ شرع محمدی کے جسکا تسلیم کرنا عدالت پر فرض ہی
ظاہرا اصل امر تجویز طلب یہہ ہے کہ آیا کنیز فاطمہ مدعیہ اپیلانٹ
صلحنامہ اور ڈگری ۱۴ ستمبر ۱۸۷۶ء مین شریک رضامند تہی یا نہین
اور اسی سلسلہ میں مناسب ہے کہ ذکر چند فیصلیات حکام عالیمقام
پریوی کونسل کا کردیا جاوے کہ جو دربارہ اعتراض متعلقہ ایسے
اشخاص کے ہے کہ جو عورت پردہ نشین کو کسی دستاویز کا جو اوسکی
لکہی ہوئے یا اوسکی طرف سے شخص ثالث کے لکہی ہوے بیان کیا جاتی ہے

میں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مدعا علیہا پردہ نشین یا بند
تو میعاد نامہ کے تجویز نہیں ہوئی تھی حالانکہ تحریر دستاویز
مذکور کی منشاء مدعا علیہا کے سپرد عوض سے دعوی تا عتی تھا صاف طور پر مسلم
تھی کیونکہ یہ ثابت نہیں ہوا تھا کہ مضامین دستاویز مذکور کے
اوسکو سمجھا دئے گئے تھے اور وہ اوسکی تاثیر سے واقف ہو گئی
تھی۔ ہنگام قائمقام کی ان آرا کی مصلحت اور صحت ہر ایک اوسی
ملک میں بخوبی ظاہر ہوتی ہے جہاں عورات پردہ نشین بہت
کثرت سے مقدمات میں بالضرور کلیتاً معاملہ کار روایات سے ناواقف
رہتے ہیں اور بالکل مطیع اور ماتحت اپنی رشتہ داران مذکر کے
رہتی ہیں جنکی بابت میں بافسوس کہتا ہوں کہ جتنی مقدمات
میری روبرو اس عدالت میں پیش ہوئی ہیں یہ ثابت ہوا ہے
کہ ہمیشہ صاف طور پر قابل اعتبار درباره عمل کرنے بصفائی اور
دیانت کے نہیں ہیں۔ اصول مصرحہ فیصلہ جات حکام عالی مقام
محولہ بالا کی تسلیم اور تعمید محمود صاحب جسٹس اور اپیلانٹ نے
بمقدمہ اپیل (بنام بیبی بی بی (زبدة النظاير ہفتہ وار [illegible]
صفحہ ۲۶۹) میں کی ہے اور یہی اصول استقرار سے متعلق ہونا
چاہیئے جو اب میرے روبرو پیش ہے۔ اگر عباس علی مدعا علیہ
اوسوقت میرا یہ اطمینان کر دیتا کہ محمد سراج الدین کو جس نے
صلحنامہ مورخہ ۱۴ ستمبر [illegible] پر اپنی نام کا دستخط ثبت کر دیا تھا بالضابطہ
اختیار اوسبارہ میں منجانب کنیز فاطمہ مدعیہ کے تھا اور اگر مدعیہ نے
اسمبرد کو اسبارہ میں اختیار دیدیا تھا تو معاملہ کی نوعیت مدعیہ کو
سمجھا دی گئی تھی اور مدعیہ کو اوس امر سے علم تھا جو درباره اوسکو
اختیار کے دینے کے وہ کر رہی تھی۔ جیسا کہ [illegible] نے اپنی فیصلہ
کی نوبت ابتدائی میں ظاہر کیا ہے کہ مدعیہ کسی طرح پر نفع میں
نہ تھی بلکہ برعکس اوس انتظام سے بہت نقصان میں تھی اور یہ

باور کرنا غیر ممکن ہے کہ اگر صحیح نوعیت اور قانونی تاثیر معاملہ کی
اوسکی ذہن نشین کر دیجاتی تو مدعیہ بخوشی اوس معاملہ پر رضامند
ہو جاتی۔ مدعیہ کم سن پردہ نشین مکان خاندان مین لیتجی پیرزین
زیر دباؤ اپنی مان کے رہتی تھی جسکی نسبت مین کہہ چکا ہون کہ اوسکی
نسبت انتظام زندگی بھر کے لئے اوس سے زیادہ کر دیا گیا تھا
کہ جسقدر اوسکا حق تھا اور اپنی بہن خورشید جہان کے مقابلہ مین
جسکا فیصلہ ثالثی کے رو سے بہت کچھہ فایدہ ہو گیا تھا اور سب سے
بڑھکر لیکن کچھہ کم نہین اپنی رشتہ مند محمد علی کا دباؤ تھا جو خود
معمولی طور پر اور نیز جیسا کہ شہادت محولہ بالا سے ثابت ہے کہ
اس امر کے دیکھنے مین مصروف تھا کہ فیصلہ ثالثی مین خلل نہ آوے
اور بمقبولی اوسکی صلحنامہ مکمل ہو جاوے۔ غلام صفدر شوہر مدعیہ
جو میر منشی محکمہ لفٹنٹ گورنری تھا اور جو اس عہدہ کے وجہ سے
ہمیشہ گھر سے باہر رہتا تھا اور جیسا کہ شہادت چند گواہان باستثنا
محمد اعظم علی کے جسکا مین اعتبار نہین کرتا ہون ثابت ہی کہ وقت تحریر صلحنامہ
کے غیر حاضر تھا اور ہرگاہ برعکس اسکے ثابت نہین ہوتا ہے کہ
مدعیہ کو بالکل کوئی اعانت بلا غرض یا مشورہ کسی قسم کا نہین ملا
تھا۔ اس امر کی کیا اطمینان ہمارے روبرو موجود ہے کہ یہہ
معاملہ دیانتداری اور صفائی سے اوسکو سمجہا دیا گیا تھا۔ اور
یہہ کہ مدعیہ نے یہہ انتظام اپنی آنکھہ کھولکر منظور کیا تھا۔ مجکو
کچھہ اطمینان نہین۔ صاحب النساء و خورشید جہان فوت ہو گئین
ہین اور محمد علی طلب نہین ہوا۔ عباس علی پر جو صلحنامہ کو دربارہ
زایل کرنے دعوی مدعیہ کے پیش کرتا ہے ایسے حالات ثابت
کرنا چاہئے ہین کہ جس سے صلحنامہ مدعیہ پر واجب التعمیل قرار پاتا
اور اس خیال سے بھی کہ مدعیہ نے اپنی طرف سے سراج الدین
کو عمل کرنے کا اختیار دیا تھا مجھی اس امر کے تجویز کرنے مین

تامل نہیں ہو سکتا ہے کہ عباس علی اس امر کے ثابت کرنے میں ناکام
رہا ہے کہ فعل مدعیہ کا بالکل از راہ ارادہ و دانستہ تھا۔ لیکن بہ
نظر اسکے مین یہہ خیال نہیں کرتا ہون کہ یہہ بات ہے کہ سراج الدین
کو صلحنامہ کے معاملہ مین مدعیہ کے طرف سے قائمقامی کرنے کا
اختیار دیا گیا تھا۔ یہہ سچ ہے کہ جج عدالت نے اپنی فیصلہ مین
مقدمہ محمد علی بنام عباس علی وغیرہ کے چند تحریرات بلنسبت
گفتگوی اوس شخص کی مقدمہ متذکرہ بنام نظام الدین
وغیرہ کے ہوئے ہے جسکو نائب اوسنے وکالت نامہ لکھ دیا
موسومہ مولوی سراج الدین وغیرہ کے موسوم کیا ہے کی ہین
لیکن مین تحریرات مذکورہ کو ایسا نہیں سمجھتا ہون کہ اونسے محفوظ
اور قابل اعتبار سواد حاصل ہوتا ہے جس سے یہہ نتیجہ اخذ ہوسکی
کہ وکالت نامہ مذکور کا کوئی وجہ نہ تھا اور اگر وجہ بھی ہوتا تو
بموجب اون وجوہ کے جنکا مین اوپر ذکر کر چکا ہون مین اوسکا
ثبوت اوس امر کا بلا کسی شی مزید کے جو کافی اس بات کے لئے ہو
کہ مدعیہ پابند فعل سراج الدین کے ہوسکی تصور نکرونگا۔ مقدمہ
مین یہہ امر مشتبہ ہے کہ جہانتک صاحب النسا کو تعلق تھا دعویٰ
مسماۃ مذکورہ سے مختار نامہ خاص بنام موسومہ قطب الدین
باختیار مقرر کرنے وکیل بغرض تحریر و تکمیل صلحنامہ منجانب مسماۃ
مذکورہ کے لینے کی ضرورت سمجھی گئی اور حسب تقریر معقول فہیم
کونسل مدعیہ کے اگر بمعاملہ صاحب النسا کے یہہ امر ضروری سمجھا
گیا تھا تو بوجوہ قوی نہین اسی طور پر بمعاملہ کنیز فاطمہ موکل کونسل
موصوف کے نظر کرنی چاہئے تھی ہان نظر کردہ ایسی فریق تھی کہ
جسکی حقوق پر بدرجہ اہم اعداد اضرار انتظام مذکور ہوگیا تھا۔
عباس علی کے طرف سے یہہ تقریر ہوئی تھی کہ طریق عمل بالمقابل
مدعیہ سے جو اسباب وہ بین ہوئی ہین کہ نظام الدین کو اوسکی ماں کی

وفات کے بعد کل جایداد متروکہ اوسی پر نام داخل کرا لیتے دیا
عموماً تائید اس خیال کے ہوتی ہے کہ مدعیہ صلحنامہ مین فریق
رضامند تھی۔ گو حالات ایسی ہی ہون جیسے بیان کئے گئے ہین
مجھی شبہہ ہے کہ آیا پردہ نشین عورت کے صورت مین محض
اوسکی خاموشی یا اجتناب دربارہ اظہار اپنی حق کے معاملہ وقعت
عظیم کا متصور ہوگا یا نہین۔ لیکن حالات ایسے نہین ہین کیونکہ ۱
اکتوبر ۱۸۸۱ء کو مدعیہ نے بشمول اپنی نانی اور ہمشیر کے ایک درخواست
عدالت مال مین باعتراض فعل نظام الدین اور باظہار اس امر کے
گذرانی تھی کہ سایلہ ہرگز فیصلہ اور صلحنامہ پر قبل یا بعد وفات
مسماۃ مذکورہ کے رضامند نہین ہوئے بلکہ سایلان ہمیشہ ناراض
رہے اور ہین اور بعد کو رضامندی جملہ سایلان کی وقت تحریر
صلحنامہ یا فیصلہ کے باضابطہ حاصل نہین کی گئی اور بوجہ ایسی بیضابطہ
کارروائی کے مستحکم استحقاق وراثت سایلان کا زایل نہین ہو سکتا
ہے معلوم ہوتا ہے کہ تجویز اس عذر کی ابتدای ۱۸۸۱ء لغایت
۲۸ ماہ جون سنہ مذکور معلق رہی اور اوسکا فیصلہ اسسٹنٹ کلکٹر مراد آباد
نے کیا تھا۔ بعد غور کامل اوس شہادت کے مین بجز اسکی اور کوئی نتیجہ اخذ
نہین کر سکتا ہون کہ حسب وجوہ مصرحہ میرے اطمینان کے قابل
یہہ امر ثابت نہین کیا گیا ہے کہ مدعیہ فریق صلحنامہ کی تھی اور نہ
یہہ کہ وہ پابند صلحنامہ مورخہ ۱۲ ارستمبر ۱۸۷۸ء کے تھی۔ لہذا اس
امر کی بنا پر مین خیال کرتا ہون کہ راے جج ماتحت کی غلط تھی اور
اوسکا فیصلہ بحال نہین رہ سکتا ہے۔

بنظر جواب ضرورت اوس نتیجہ کے جو مینے بہ نسبت اس امر
اول کے حسب مصرحہ بالا اخذ کیا ہے عباس علی کے طرف سے یہہ
حجت ہوئی ہے کہ بخیال اس امر کے بھی کہ مدعیہ شریک صلحنامہ
نہین ہے مدعیہ پابند صلحنامہ مذکور اس دلیل سے ہے کہ بوقت

بتحریر صلحنامہ مذکور کے چونکہ صاحب النسا مالک کامل اپنی خاص حصہ
جائداد متروکہ شوہری باختیار مطلق دربارہ اوسکی انتقال بذریعہ ہبہ
یا بیع کی ہتی لہذا مسماۃ (مدعیہ) بحیثیت وارث صاحب النسا کی
اب اوس شخص کے فعل پر اعتراض نہین کرسکتی ہے جسکی ذریعہ
سے وہ دعویدار ہے۔ اس جہت سے تجویز اس امر کی لازم
آتی ہے کہ اصل نوعیت اور تاثیر قانونی دستاویز صلحنامہ مورخہ
۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۶۸ء کی اور نیز اوس ڈگری کی جو اوسکی بنا پر صادر ہوئی
ہتی کیا ہے اس امر کے تجویز کرنے مین یہہ امر نظر انداز نہونا چاہیئے
کہ جو میری رائے مین امر جانشینی یا وراثت کا لازم آتا ہے از روے
دفعہ ۲۴ ایکٹ بنگال سول کورٹس کے مجہپر اس امر کا غور اور تجویز
کرنا بموجب قواعد اور اصول شرع محمدی کے فرض ہے چونکہ
کیفیت یہہ ہے تو صلحنامہ کو کس صورت مین تصور کرنا چاہیئے
اولاً مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ اوس سے وصیت نامہ موضوع
ہوتا ہے کیونکہ بنظر اوسکی مضامین اور اس امر کے کہ صلحنامہ مذکور
کے رو سے ڈگری ہو چکی ہے اوس سے منشاء صاحب النسا کی
صاف ظاہر ہے کہ اوسکی طرف سے وہ ایک فعل ناقابل تردید ہو
لیکن بفرض اسکے بہی کہ وہ بمنزلہ وصیت نامہ کے ہے تو وصیت نامہ
مذکور از روے شرع محمدی کے کالعدم ہے کیونکہ کل ورثاء
صاحب النسا کے بعد اوسکی وفات کے اوسپر رضامند نہین ہوئی
ہتی۔ لیکن منجانب عباس علی کے یہہ کہا گیا ہے کہ وہ ہبہ نامہ
ہے یا اگر نہین تو بیعنامہ بحق نظام الدین بمعاوضہ کل حصہ متروکہ
شوہری کے ہے جسکی لکہنی کا مسماۃ صاحب النسا کو اختیار
کامل حاصل تہا۔ میرا جواب نسبت امر اول کے یہہ ہے کہ عبارت
دستاویز مورخہ ۱۴ ستمبر سنہ ۱۸۶۸ء کی بذات خود منفی ایماء ہبہ کی
ہے اور مانع خیال جوانکی قبضہ کی ہے جو واسطے جواز ہبہ کے

غرض سے ہوا تھا کہ جایداد مذکور مسماۃ کے پاس اوسکی زندگی بھر رہیگی
اور اوسکا بیٹا بطور وارث کے اوسکی وفات پر جانشین ہوگا۔
صلحنامہ متقدمہ بالا کے مضامین پر نظر کر کے مین یہہ نہین خیال کرتا
ہون کہ اوس سے حق موجودہ نظام الدین کو ایسا حاصل ہو گیا
تھا جو اوسکی منشا کو پہونچتا بشرطیکہ نامبردہ قبل صاحب النسا کے
فوت ہوجاتا مضامین صلحنامہ کو اونکی غایت اعلی درجہ تک خیال
کر کے اور اصول قرار دادہ حکام عالیمقام پریوی کونسل سے متعلق
کر کے مجہی معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ مذکور سے کوئی امر اس استقرار
سے زیادہ نہین ہوتا ہے کہ اگر نظام الدین مسماۃ کے بعد زندہ
رہے تو وہ جایداد پاویگا یا یون کہو کہ بلحاظ حقیت شرعی از قسم
حق وراثت اینده پیدا ہوا تھا جو ابد اگری مین قابل قرقی نہین
ہے دیکھو ضمن (جی) دفعہ ۲۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور نہ حق
مذکور از روے شرع محمدی یا سلسلۂ احکام دفعہ ۶ ضمن (الف)
ایکٹ انتقال جایداد کے قابل انتقال ہے بایں وجہ میری
راے ہے کہ کوئی بیع نہین ہوئی ہے کیونکہ کوئی شی ایسی
نہ تھی جو اوس وقت بیع ہوسکتی ہو۔ اور منجانب عباس علی کے یہہ
حجت بھی ساقط ہوتی ہے۔
مزید بران منجانب عباس علی کے یہہ حجت بہی ہوئی ہے
کہ چونکہ صلحنامہ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۶۸ع دوران نالش مین ہوا ہے
جسمین صاحب النسا فریق تہی وہ خود اور مدعیہ جو اوسکی ذریعہ سے
دعویدار ہے صلحنامہ مذکور کے پابند ہے اور اب اوس فعل پر
اعتراض نہین کر سکتے ہین جو اوس وقت وقوع پذیر ہوا تھا۔ مین
بالکل تسلیم کرتا ہون کہ اگر صاحب النسا نے ہبہ جایز اپنی جایداد
کا کیا ہوتا یا اوسکو بیع کیا ہوتا کہ جو فورا اور اوسی مقام پر موثر ہوجاتا
اور اس طرح پر اپنی حق مالکانہ سے بالکل علیحدگی اختیار کی ہوتی

تو نہ مدعی اور نہ اور شخص منجملہ ورثاء ظاہری مسماۃ مذکورہ کے اوسکی
اس فعل مین مانع ہوسکتے لیکن جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ
صلحنامہ سے ہبہ یا بیع کا موضوع نہین ہوتا ہے اور صاحب الغرض
اپنی وفات کے کہنہ تک مالک کامل و قابض مطلق اوس جایداد کی
رہی جسپر مسماۃ مذکورہ ۱۴ر ستمبر ۱۸۶۳ء کو قابض تھی۔ اسکا نتیجہ یہہ
ہے کہ اثر اوسکی فعل کا بشرطیکہ معقول ہو یہہ تہا کہ کوئی ایسی شی
زایل ہو جاوے کہ نہ قابل جانشینی ہے اور نہ قابل وصیت یا انتقال
سکے یعنی حقوق اینده اون اشخاص کے جو بشرطیکہ بعد مسماۃ
مذکورہ کے زندہ رہین اوسکی وفات پر وارث ہونگی یا شاید اس سے
زیادہ صحیح کہین تو یہہ ہے کہ مسماۃ مذکورہ نے نظام الدین کو وہ
شے دینی چاہتے تہی جو اوسکی نہین تہی یعنی استحقاق جانشینی
اوسکی جو کہ بعد اوسکی وفات کے۔ مین نہین خیال کرتا ہون کہ
مسماۃ اس امر کے کرنیکی مستحق تہی اور بمقابلہ حقوق اینده اوسکی
ورثاء ظاہری کے میری راے مین صلحنامہ مذکور بلا اختیار اور بحکم
روی کاغذ ہے بجز بہ مسادی میری صاف یہہ راے ہے کہ
ایسا انتظام قواعد صلح مین داخل نہین ہے اور کل امور مین صلحنامہ
مذکور کی نوعیت خلاف اصول شرع محمدی کے ہے اور بالکل بلا
منظوری از روے اصول مذکور کے ہے۔ لہذا مین یہہ نہین خیال
کرتا ہون کہ بہ نسبت اوس استحقاق کے جو مدعیہ کو اوسکی مان کی
وفات تک حاصل نہین ہوا تہا مدعیہ کو کسیطرح پر صلحنامہ مورخہ ۱۴ ستمبر
۱۸۶۳ء سے کوئی مضرت پہونچی ہے۔

صرف یہہ امر باقی ہے کہ آیا مدعیہ اس طریق عمل سے کہ اب
اظہار اپنی استحقاق کا نسبت اپنی حصہ واقعہ متروکہ اپنی مان نسبت
اون جایدادون کے کرتی ہے جو نظام الدین نے بدست عباس علی
مدعا علیہ ۱۸۶۵ء اور ۱۸۶۷ء مین یعنی ۱۵ بسوہ موضع قایم پور ادر

مکانات محلسرا اور کوٹھی والہ و دیوان خانہ و گاؤخانہ بیع کی ہین ممنوع کی
ہیتے یا نہین الغرض اسکی کہ عباس علی مدعاعلیہ خریدار نیک نیت بمعاوضہ
قیمتی بلاعلم ہے کہ یہہ بات بلحاظ اوس امر کے جو نالش شیخ مرحوم
انوار الحق بنام نامبردہ کے بہ نسبت مبالغہ کر سکے اوس قیمت کے
جو نامبردہ نے بابت قایم پور کے ادا کی تھی باور کرنا دشوار ہے مین بعد
ملاحظہ کل شہادت اور بعد غور کامل اوپر حالات مقدمہ کے کوئی امر
ایسا نہین پاتا ہون جس سے یہہ تجویز کر سکون کہ مدعیہ عدالت
مین آنے سے معہ اپنی دعوے حال کے انصافاً ممنوع ہے۔
اس امر کو ذہن نشین کر کے کہ مدعیہ پردہ نشین ہے۔ مین یہہ
نہین خیال کرتا ہون کہ مدعیہ کے مقدمہ مین اوسکی خاموشی یا توقف
ارجاع نالش پر وہی نتایج اخذ ہو سکتی ہین یا وہی تعبیر قایم ہو سکتی
جو کسی اور مقدمہ مین معقول اور مناسب ہوتی ہے۔ اور نہ یہہ
امر نظرانداز ہو سکتا ہے کہ بعد وفات اپنی ماں کے اور بعد اسکی
کہ نظام الدین نے اپنا نام اکتوبر [illegible]ء مین داخل کرا لیا مدعیہ نے
فوراً درخواست عذرداری عدالت مال مین حسب متذکرہ ماسبق انجناب
کے گذرانی کہ جسکا فیصلہ جون [illegible]ء تک نہین ہوا تھا اور اگر
عباس علی قبل خریداری کے نظام الدین سے تحقیقات قرار واقعی
اوسکی نسبت کرتا تو ضرور اوسکے حال کے سننے مین تامل نہوتا مین بمقابلہ
مدعیہ کے کوئی امر مانع نہین خیال کرتا ہون اور بلحاظ اوس رائے
کے جو مین مقدمہ کے کلیہ پر قایم کرتا ہون مین مدعیہ کو اپنی نالش
مین مستحق کامیابی کا تجویز کرتا ہون۔ اب اس امر کا تجویز کرنا ضروری
ہے کہ آیا مدعیہ اون کل جایداد مین حصہ پا سکتی ہے جو اوسکی عرضی
نالش کے ذیل مین درج ہین یا نہین۔ بہ نسبت حصص واقع موضع
قایم پور و گاؤخانہ کے یہہ رائے ہے کہ یہہ جایداد بلاشبہ قبضہ مین
عباس علی مدعاعلیہ کے ہے اور اونکی نسبت مدعیہ مستحق پانے ڈگری

مشعر استقرار حق و قبضہ کے ہے۔ بہ نسبت محلسرا اور دیوانخانہ
کے یہ راے ہے کہ چونکہ مدعیہ اونپر قابض ہے لہذا وہ مستحق
استقرار کرایا سنے اپنی حصہ کے جایداد مذکورین ہے اس لئے
مگر واسطے تاثیر ہبہنامہ مورخہ یکم فروری ۱۸۷۷ء نوشتہ نظام الدین
عباس علی سے مبرا رہے گا
امور و قتت پسند صرف بہ نسبت مکان کوٹھی والہ کے ہین کہ
جسکی نسبت حشمت علی مدعا علیہ دعویدار استحقاق تنہا بوجہ قبضہ
مخالفانہ بذریعہ خورشید جہان اپنی زوجہ متوفی کے ہے اور بہ نسبت
تعداد و اصلات کے مدعی مستحق دلایا جانے کا بہ نسبت موضع قایم پور
کے ابتدای ۱۲۹۰ف لغایت سنہ ۱۲۹۲ف کے ہے۔ عدالت ماتحت کو
ان امور کی نسبت غور اور تجویز تعین کی لہذا اونکی تجویز کے لئے
مین مقدمہ واپس بھیجتا ہون کہ جب تجویز تکمیل ہو جاوے تو عدالت
ہذا مین واپس کیجاوین اور دس روز کی مہلت واسطے عذرداری کے رہے
ل صاحب جسٹس سے مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع علیگڈہ اپیل دویم نمبر ۱۳۳۱ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۲۰ مارچ

ہرنراین سنگہ بنام کہڑگ سنگہ و یک کس دیگر

اپیل۔ وفات مدعی رسپانڈنٹ کے دوران اپیل مین۔ درخواست
مدعا علیہ اپیلانٹ واسطے قایم ہونے نام قایمقام جایز متوفی
کے۔ درخواست شخص ثالث بدعوے قایمقام ہونے اور بغرض
قرار پانے رسپانڈنٹ بجاے متوفی کے۔ حکم مشعر اسکی کہ دونون
شخص رسپانڈنٹ مشترک قرار پاوین۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ
۳۲۔ امور متعلقہ نالش۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۶۵ و ۳۶۷
و ۳۶۸ و ۵۸۲۔ حکم متفرقہ غیر اپیل شدہ کا بر طبق اپیل بنام اصلی ڈگری
کے منسوخ ہونا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۹۱۔

واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے درج ہین۔

سندر لعل بنجانب اپیلانٹ۔ رام پرشاد بنجانب رسپانڈنٹ۔

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ اسمقدمہ مین رانی صاحب کنور بیوہ راجہ گوبند سنگہ نے نالش دلاپانے اوس روپیہ کے جو ڈگری کا بقایا بیان کیا گیا تہا بنام بدری پرشاد دایر کی تہی۔ اوسمقدمہ مین رانی صاحب کنور عدالت کلکٹری مین کامیاب ہوئی تہی کیونکہ اوسکا دعوی عدالت اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم مین ڈسمس ہوا تہا۔ بنا برامی ڈگری عدالت کلکٹری کے مدعا علیہ نے بحضور جج ضلع اپیل کیا اور دوران اپیل مذکور مین رانی صاحب کنور کچہہ زمانہ قبل ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۸۳ء کے فوت ہو گئی تہی۔ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۸۳ء کو راجہ ہرنراین اپیلانٹ عدالت ہذا بجاے رانی صاحب کنور حسب درخواست مدعا علیہ جسکا یہ بیان ہے کہ راجہ ہرنراین پسر متبنی راجہ گوبند سنگہ شوہر رانی صاحب کنور اور قائمقام جایز مدعیہ متوفیہ کا ہے زمرہ رسپانڈنٹ اپیل مذکور مین داخل مسل ہوا ۷ دسمبر مابعد کو کہڑگ سنگہ بھی از رسپانڈنٹ عدالت ہذا نے درخواست بحضور صاحب جج بدین بیان گذرانی کہ مین وارث راجہ گوبند سنگہ کا ہون اور تبنیت راجہ ہرنراین کی بیجا باطل ہے اور یہ درخواست کی کہ بجاے راجہ ہرنراین کے میرا نام قائم کیا جاوے ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۸۴ء کو صاحب جج نے ایک حکم صادر کیا جسکے رو سے شخص الیہ نامبردہ کو شریک رسپانڈنٹ راجہ ہرنراین کا قرار دیا۔ راجہ ہرنراین نے دوبارہ قرار پانے شریک رسپانڈنٹ کہڑگ سنگہ کے اعتراض کیا لیکن نامبردہ نے اپیل بنا برامی حکم صاحب جج مورخہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۸۸۴ء کے نہین کیا اپیل مین کاروائی مزید اسکی نتیجہ کے ساتہہ ہوئی کہ ضلع جج نے اپیل ڈسمس کیا اور یہ ڈگری صادر کی کہ زرمتدعویہ نالش دونو رسپانڈنٹ جو اوسوقت مسل مین موجود تہی یعنی راجہ ہرنراین اور کہڑگ سنگہ کو واجب الادا ہے۔ بنا برامی اوس فیصلہ کے راجہ ہرنراین نے ایک از رسپانڈنٹیان

شخص قایمقام جایز راجہ گوبند سنگہ کا ہے بلکہ یہہ ہے کہ آیا مدعی
مذکورہ نے بنا ارضی صمت معقول بمقابلہ بدری پرشاد کے ایسے
ثابت کی تھی یا نہیں پس یہ نزاع نہین اون دونو شخصونکی یعنی
راجہ ہرنراین سنگہ اور کہرگ سنگہ کے میری راے مین ایسا امر نزاعی
نہین ہے جو اسمقدمہ مین متعلق ہو یہہ ایسا امر ہے جو اتفاقاً اپیل
مین آگیا ہے بدین وجہ مین خیال کرتا ہون کہ دفعہ ۳۲ اسمقدمہ
سے متعلق نہین ہے۔ از روے دفعہ ۳۶۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے کہرگ سنگہ شریک نہین کیا گیا تہا۔ اور نہ میری راے مین اوسے
دفعہ ۳۲ کے کوئی اختیار اوسکو زمرہ رسپانڈنٹ مین شریک کرنیکا
حاصل تہا۔ جس دفعہ کے روسے نامبردہ امکانا شریک کیا جاسکا
تہا وہ صرف دفعہ ۳۶۵ مجموعہ کی ہے منجانب اپیلانٹ کے مسٹر
سندرلعل نے یہہ حجت کی ہے کہ ۳۶۵ متعلق نہین ہے کیونکہ اوسکا
حوالہ دفعہ ۵۸۲ کے مضمون مین نہین ہے۔ لیعنی یہہ کہ دفعہ ۳۶۵
صرف مدعی سے بحیثیت واقعی مدعی کے متعلق ہے اور نہ اپیلانٹ
یا رسپانڈنٹ سے یہہ ایسا امر ہے جسکی تجویز کرنا نہین چاہتا ہون
مجہی واضح ہوتا ہے کہ اگر دفعہ ۳۶۵ اس قسم کے مقدمہ سے متعلق
ہے تاہم صاحب جج عدالت ماتحت کو اختیار اوس کارروائی کرنیکا
نہتا جو مشارالیہ نے اسمقدمہ مین کارروائی کی ہے۔ اگر دفعہ مذکور
متعلق ہے تو چونکہ نزاع یہہ ہے کہ کون قایمقام جایز متوفی کا ہے
لہذا صاحب کو ضرور تہا کہ کلطریقہ ہاے مندرجہ دفعہ ۳۶۵ کے کوئی طریقہ
اختیار کرتے۔ مشارالیہ کو چاہئی تہا کہ تا وقتیکہ یہہ امر دوسرے
نالش مین تجویز ہو جاوے کہ کون قایمقام جایز راجہ صاحب کا ہے
اپیل کو ملتوی رکہتے یا بوقت سماعت یا قبل اسکے اس بات کو
طے کرتے کہ واسطے پیروی مقدمہ کے کون شخص قایم مقام
میت مذکور تسلیم کیا جاویگا۔ صاحب جج نے اس مین سے کوئی

طریقہ اختیار نہین کیا۔ مشار الیہ نے یہہ تجویز نہین کی کہ کون سا طریقہ جایز ہے۔ علاوہ برین اگر کہڑگ سنگہ نے اپنی درخواست حسب دفعہ ۲۶۵ مجموعہ کے گذرانی ہتی تو وہ صاف طور پر ۲۶ یوم خارج المیعاد ہتی کیونکہ رانی صاحب کنور قبل ۱۱ ستمبر ۱۸۸۸ء کے فوت ہو گئی ہتی اور کہڑگ سنگہ نے اپنی درخواست ۷ دسمبر تک پیش نہین کی ہتی کہ جب میعاد ۹۰ یوم مشتمرہ مد ۱۷۱ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت کے گذر چکی ہتی۔

مجہکو واضح ہوتا ہے کہ اس خاص مقدمہ مین صاحب جج نے وہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ نہ مقصود مجموعہ کے کسی دفعہ کا ہے اور نہ اوسکا حکم کسی دفعہ مین ہے جنکی طرف میری توجہ مایل کی گئی ہی لیکن اگر صاحب جج کو ایسا کوئی اختیار بموجب مجموعہ کے حاصل ہتا تو جو طریقہ مشار الیہ نے اختیار کیا ہتا وہ نہایت غیر اسایش کا طریقہ ہتا اور ایسا ہی طریقہ اختیار نہین کرنا چاہئے ہتا کیونکہ اوس سے مقدمہ اس حالت مین پڑ جاویگا کہ اگر بر طبق اپیل فیصلہ عدالت ماتحت کا بحال رہجاوے تو عملاً کہڑگ سنگہ کو یہہ موقع حاصل ہو جاویگا کہ جو ڈگری بر طبق اپیل صادر ہوا اوسکو بیکار کردے۔ چونکہ ڈگری کا اجمالاً بحق راجہ ہر نراین و کہڑگ سنگہ کے ہے تو اون مین سے کوئی بموجب دفعہ ۲۳۱ مجموعہ کے اجراے ڈگری جداگانہ نہین کرا سکتا ہے مگر تو یہہ کہ ایک شخص درخواست کل ڈگری کو واسطے فایدہ دونون شخصون کے کرے۔ جو منصب کہڑگ سنگہ نے اختیار کیا تہا اوس سے یہہ قیاس ہو سکتا ہے کہ اگر راجہ ہر نراین خاص اپنی فایدہ کے لئے ڈگری جاری کراوے تو وہ اوس مین رضا مند ہوگا اور راجہ ہر نراین مطابق اپنے منصب کے درخواست اجراے ڈگری کی منجانب اپنی اور کہڑگ سنگہ کے نکر گیا۔ لہذا مین خیال کرتا ہون کہ گو صاحب جج کو اختیار صادر کرنے حکم مورخہ ۔۔۔ صادر ہونے کا

اور اسکو تعلق ہے ہر فریق اپنے اپنے خرچہ کا متحمل رہیگا۔
یہ فیصلہ حقوق فریقین بہ دیگر مقدمات مین موثر ہوگا۔

ہم اوبرسٹ صاحب مین پورے متفق ہو ذی علم
چیف جسٹس صاحب سے اور دربارہ ڈگری کرنے اپیل
معہ خرچہ بمقابلہ عمر بخش کے اتفاق کرتا ہون۔

شاشتر ہندو بیوہ ۔ انتقال ۔ نالش منجانب مستحق مابعد
بعوض تنسیخ انتقال مذکور ۔ مستحق مابعد قریب ترین رسانزش کے لیے
واقعات اس مقدمہ کی ایج صاحب چیف جسٹس کے
فیصلہ مین درج ہین ۔

کاشن واجد میا تاتہ منجانب اپیلانٹیان ۔
عبد المجید منجانب رسپانڈنٹیان ۔

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ اس نالش مین مدعیان دعوے
استقرار اس امر کا کرتے ہین کہ ہبہ نامہ نوشتہ بیوہ گوپال جو اونکے
چچیرہ دادا تہا بیوہ بحق بھتیجہ گوپال مذکور کی نسبت یہہ استقرار کیا جاوے
کہ دستاویز مذکور اونکی حقیت موقوعہ جایداد مذکور پر قابل پابندی
نہین ہے ۔ واضح ہوتا ہے کہ ہبہ موہوب لہ بسری کرن بھائی
گوپال کا ہے جو وقت آغاز نالش کے زندہ تہا اور اب تک زندہ ہے
اور جو نالش مین فریق نہین بنایا گیا ۔ جج عدالت مرافعہ اولی نے
یہہ تجویز کی کہ جیکرن بیوہ سے سازش رکھتا ہے اور جس ڈگری
نالش مین استدعا تہی وہ ڈگری کی ۔ برطبق اپیل جج ممدوح نے
فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ رام پہل راے بنام تلا کنوری (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۱۱) پر میری رائے مین تعبیر غلط
قایم کر کے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس امر پر غور کرنا ضروری نہین ہے
کہ آیا جیکرن فی الواقع بیوہ سے سازش رکھتا ہے یا نہین اور فیصلہ
بحق مدعیان بلا تجویز اس امر کے صادر کیا کہ جیکرن سازش رکھتا ہے
یا نہین ۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہرگاہ جیکرن وارث قیاسی جیسا کہ
مین اوسکو کہتا ہون اس جایداد کا ہے ۔ کیونکہ بہرحال مین
یہی معنی سے زیادہ قریبی وہ شخص ہے جو وارث ہوگا بشرطیکہ
بیوہ کے بعد زندہ رہی اور وہی نالش رجوع کر سکتا ہے الا
جبکہ یہہ ثابت کیا جاوے یا تجویز کی جاوے کہ اوس نے بلا وجہ

سکا فی ارجاع نالش کے انکار کیا یا اپنی فعل سے نالش کرنے
سے ممنوع ہو گیا یا بیوہ سے ساز کر لیا ہے اور تا وقتیکہ یہہ
ثابت ہو مدعیان حال جو حقیقی وارث نہیں ہین یہہ نالش قایم نہین
رکہہ سکتے ہین۔ مین خیال کرتا ہون کہ اس مسئلہ قانونی کی تائید
فیصلہ اجلاس کامل محولہ بالا سے بخوبی ہوتی ہے۔ اور نیز فیصلہ
پریوی کونسل بمقدمہ رانی اننده کنور بنام کورٹ آف وارڈز (دس
لا رپورٹ جلد ۸۔ اپیل ہند صفحہ ۱۴) اور فیصلہ عدالت ہا بمقدمہ
رگہونا تہہ بنام ہنگسی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۱۶)
سے ہوتی ہے۔ مسٹر عبد المجید نے استدلال دوسرے مقدمہ پہلطور
سند مفید اپنی کے کیا ہے اور وہ یہہ ہے مدکنومین بنام پورن
لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۹۸) مجہی معلوم ہوتا
ہے کہ مقدمہ مذکور سے مسٹر عبد المجید کی حجت کی بالکل تائید
نہین ہوتی۔ مقدمہ مذکورہ منجانب موہوب لہ بغرض اثبات اسکی
حق کے دائر ہوا تہا۔ مقدمہ مذکور کی تحریرات سے واضح ہوتا ہی
کہ بیوہ نے ہبہ برضامندی وارث قیاسی قریب ترین کے کیا تہا
مین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ مذکور مین بہت صحیح طور پر یہہ تجویز
ہوئی تہی کہ مدعا علیہ جو معترض ہبہ مذکور پر تہا بنظر حالات مقدمہ
مذکور کے اعتراض کر سکتا تہا۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہہ مقدمہ اس
نظر سے واپس بہیجا جاوے کہ صاحب جج تجویز اون تنقیحات کی
کرین جو بہت اہم ہین اور جنکا مین نے اوپر ذکر کیا ہے دس روز
کی مہلت واسطی اعتراض کے دیجائیگی۔

براد ہرسٹ صاحب جسٹس۔ مین حکم ایسی مقدمہ مجوزہ ذیل چیف
جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون

ضلع کانپور — اسپلدیم نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۱ء — متعلقہ ۲۶ فروری

پیر بخش بنام کھمن لعل وغیرہ

میعاد سماعت - ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ع (ایکٹ میعاد سماعت)

دفعہ ۲ ضمیمہ دوم عدد ۱۳۸ -

واقعات استغاثہ کی مسٹر صاحب جسٹس کے فیصلہ میں درج ہیں -

للتا پرشاد وسمین منجانب اپیلانٹیان -

اجودھیا ناتھ وکاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان -

مسٹر صاحب جسٹس - ۱۸۶۱ع میں مسمی بالکشن نے نیلام اجرائے ڈگری میں چند عمارات خرید کئے ۱۸۶۲ع میں نامبردہ نے عدالت میں اپنی دخلیابی کی تحریک کی اور حکم حاصل کیا کہ عہدہ دار عدالت بوجہ مزاحمت پیش کردہ چند اشخاص کے جو علاوہ مدیون ڈگری مقدمہ کے معلوم ہوتی ہیں دخلیابی نامبردہ کی نکرا سکا -

ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ بعد اس عدم دخلیابی کے کوئی کارروائی ۱۸۷۱ع تک نہیں ہوئی کہ جب بالکشن نے اپنا سرٹیفکٹ نیلام عدالت سے حاصل کیا اور جنوری ۱۸۷۱ع [illegible] دوسرا حکم دخلیابی عدالت کا حاصل کیا اور وہ حکم بھی غیر موثر رہا - [illegible] کو نامبردہ اپیلانٹ عدالت ہذا سے قرض لیا اور جایداد متنازعہ کو بطور اطمینان واپسی زر قرضہ کے رہن کیا - زر قرضہ مذکور واپس ادا نہیں ہوا اور اپیلانٹ نے بار جاری نالش ڈگری نفاذ کفالت کی اور جایداد بالکشن کے حاصل کی - بر طبق اس کے قرقی جایداد مذکور کے رسپانڈنٹیان اپیل ہذا نے یہ عذر کیا کہ جایداد مذکور ہماری ہے اور بالکشن کی نہیں ہے کیونکہ ہم نے ۱۸۶۷ع میں جایداد مذکور غازی الدین اور گھورن سے جو اس وقت دعویدار تھے خرید کی ہے - یہ عذر داری سرسبز ہوئی اور اس وجہ سے نالش ہذا دائر ہوئی ہے - جواب دہی نالش کی اول بر بنا میعاد سماعت اور ثانیاً اس بنا پر ہوئی ہے کہ حقیقت بالکشن کی نسبت جایداد مذکور کی ناقص

عدالتین نے دربارہ ڈسمسی نالش بطور خارج المیعاد کے
محض اس بنیاد پر اتفاق کیا کہ بالکشن نے ۱۸۸۱ء یعنی سنہ خریداری
اپنی سے تا وقت اپنی کارروائی عدالت موقوعہ ۲۴ جنوری ۱۸۸۲ء
کے عدالتانہ یا خانگی طور پر دخل جایداد متنازعہ پر نہین پایا تھا۔

مجھی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تجویز بذات خود واسطی ڈسمسی
نالش برنباء عذر میعاد سماعت کے کافی نہین ہے یہی کہا گیا
کہ جو قانون میعاد کا متعلق ہے وہ مندرجہ دفعہ ۲۸ و مدہ ۱۴۴ قانون
مذکور کے ہے۔ پس بلاشبہہ یہہ امر ناقابل اعتراض ہے کہ جس شخص
کو استحقاق جایداد غیر منقولہ مین ایسا حاصل ہو کہ بلا اجراے نالش
اوس پر دخل نہین پاسکتا ہے اوسکا چارہ کار ازروے قاعدہ مندرجہ
دفعہ اور مدہ بالا کے ممنوع السماعت ہوگا یا یون کہو کہ جس شخص
کو جایداد اراضی مین استحقاق حاصل ہو اور اوسکی دخلیابی مین دوسرا
شخص قابض مزاحم ہو تو شخص مذکور اپنا استحقاق بمقابلہ اوس
شخص قابض کے تکمیل کریگا جس نے اوسکی مزاحمت کی ہے۔
لیکن عدالت ہاے ماتحت نے اس امر پر غور یا اس امر کے اصول
کی تجویز نہین کی ہے۔ بحالت عدم ضرورت اجراے نالش بوجہ
عدم اظہار استحقاق مخالف یا بحالت کسو نے حیلہ قبضہ مخالفانہ بمقابلہ
مالک کے محض اس امر سے کہ مالک نے خود دخل نہین کیا کوئی
امر مانع بمقابلہ مالک ازروے دفعہ ۲۸ یا ازروے مدہ ۱۴۴ ایکٹ
میعاد سماعت کے نہین ہوسکتا ہے۔

لہذا مین تنقیحات ذیل حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت
اپیل ماتحت مین واپس بھیجتا ہون (۱) آیا غازی الدین و گھورن
نے حیلے وزیفہ سے رسپانڈنٹیان دعویدار جایداد متنازعہ مین
بالکشن کی دخل مین مزاحمت کی تھی اور اسوجہ نامبردگان مانع
دخلیابی بالکشن کے نسبت جایداد متنازعہ کے ۱۸۸۱ء مین بالید

ستہ مذکور کے ہوئی یا نہیں۔

(۲) آیا مساۃ شاہ بی بی جسکی حقیت بالکشن سے ۱۸۷۷ء مین خرید کی حق مالک جایداد متنازعہ کی ہے یا نہیں۔

بعد واپسی تجاویز کے فریقین کو واسطے اعتراض کے دس روز کی مہلت دیجاویگی۔

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس مین اتفاق کرتا ہوں

(بہ نسبت تنقیح اول کے عدالت اپیل ماتحت نے تجویز باثبات واپس کی ہے۔ بہ نسبت تنقیح دویم کے عدالت نے یہ تجویز کی ہے کہ جب بالکشن نے حق دمراتق شاہ بی بی کے خرید کی تھی اوسوقت مساۃ مذکورہ اور غازی الدین اور نظام الدین ایک ایک ثلث کے حصہ دار تھے اور مشتری قابض تھی اور یہہ حجت اپیلانٹ حال کی کہ شاہ بی بی تنہا قابض اور تنہا مالک تھی غلط معلوم ہوتی ہے۔ بعد واپس آنے تجاویز مذکور کے مقدمہ پھر روبرو اولڈفیلڈ صاحب جسٹس و مُڈل صاحب جسٹس کے پیش ہوا اور حکام ممدوح نے تجویز اس امر کے کہ عذرات پیش کردہ اپیلانٹیان حسب دفعہ ۵۶۷ قابل پذیرائی کے نہیں ہین تجاویز مذکور کو منظور کیا اور اپیل مع خرچہ ڈسمس کیا)

ضلع اعظمگڈھ اپیل دویم ۱۵۶ ۱۸۸۶ء منفصلہ ۲ فروری

خیرالنسا بی بی بنام امین بی بی وغیرہ کس دیگر

شفع - واجب العرض - حصہ دار - موہوب لہٗ منجانب اہل اسلام قابض حصہ بعوض دین مہر -

یہہ نالش شفع بر بناء شرائط واجب العرض کے ہے جسکی رو سے استحقاق شفع حصہ داران موضع کو بحالت انتقال منجانب دیگر حصہ داران بدست اشخاص غیر کے عطا ہوا ہے۔ مدعی قابض

اظہار بموجب ہمارے حکم واپسی کے قلمبند کیا ہے - ۱۵ جنوری
۱۸۶۵ع کو شالعل و رام [illegible] اپیلانٹیان نے جو قرابت مند بذریعہ شادی کے
شالعل و رام سروپ کے ہین جایداد مالیتی [illegible] کے اشخاص
مذکور کو سپرد کر دی ہے - اسمین یہہ بحث نہین ہے کہ تاریخ مذکور
کو نابردگان نے مکان مالیتی [illegible] کا سپرد کر دیا ہے - یہہ کہا
گیا ہے کہ انتقال جایداد کا بدست دائنیان مذکور حسب دفعہ ۵۳
مجموعہ کے ایک بیواجبی ترجیح ہے اور جج ماتحت نے یہی تجویز
کی ہے - جب یہہ مقدمہ پہلی مرتبہ روبرو اینجانب اور بھائی اولڈفیلڈ
صاحب کے پیش ہوا تھا تو مسٹر کالون نے منجانب اپیلانٹیان یہہ
بحث کی تھی کہ اگرچہ بادی النظر مین انتقال مذکور سے ترجیح بیجا
پیدا ہوتی ہے تاہم فی الواقع ایسا نہین ہے کیونکہ ایسی ہی رقوم
اوسیوقت یا اوسکی قریب دیگر دائنیان کو بابت اونکی قرضون کے
بھی ادا ہوئی تھین - اسی بحث کی وجہ سے ہمنی امور تنقیحی واپس
کی تھی جنکی تجویزات ہمارے روبرو واپس آئی ہین - تجویز مذکور
کا نتیجہ کیا ہے - نتیجہ یہہ ہے کہ منجملہ قرضہ [illegible] یا قریب اوسکی جو
ذمہ سایلان کے اونکی رشتہ داران شالعل و رام سروپ کا تھا یا
نابردگان نے [illegible] اوسکو ادا کیا حالانکہ بابت دیگر دائنیان کے
جنکا قرضہ اونکی ذمہ [illegible] تھا نابردگان نے صرف [illegible] کل ادا
کیا اور وہ بھی بابت دو یا تین دائنیان کے ہے اور چند روز قبل
مسدودی کاروبار کے اپیلانٹیان نے بمقدار کثیر شکر کے قرض لیا
جسکا دام کچھہ نہین دیا -

نظر برین حالات مجھی یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ رای جج
ماتحت کی دربارہ انکار عطاء احکام انسالونسی بحق اپیلانٹیان کے
غلط تھی - اس نتیجہ کا اخذ کرنا غیر ممکن ہے - کہ جو مطابق اصول منجر
مقدمہ [illegible] صاحب اور مقدمہ کوپر صاحب لا رپورٹ جلد ۱۱

حصہ محال کا بطور موہوب الیہ بیوہ اہل اسلام کے تہا جو حصہ مذکور بعوض دین مہر کے قابض تہی عدالت مرافعہ اول (ڈپٹی ماتحت)انفکمد اور عدالت اپیل (ضلع جج) دونون نے نالش بدین تجویز ڈسمس کی کہ اگرچہ بیوہ مذکورہ کی نسبت حصہ مذکورہ کے داخل بیوہ تہا لیکن ہنوز بحسب منشاء واجب العرض کے حصہ دار نہین ہے مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹ۔

کالون وعبد المجید منجانب رسپانڈنٹان۔

ایچ صاحب جیف جسٹس۔ اس مقدمہ مین دعوی شفع ہدیہ کا عدالتہائے ماتحت سے ڈسمس ہوا ہے ہدیہ بطور موہوب الیہ بحقیت بیوہ اہل اسلام کے جسکی نسبت یہ ثابت نہین ہوا کہ آیا اوسکی اولاد ہے یا نہین اور جسکو دخل از روی ڈگری دین مہر کے حصہ مذکور پر دلایا گیا تہا میری یہ رای ہے کہ جو شخص بعوض دین مہر کے قابض ہو وہ حصہ دار بحسب منشاء واجب العرض کے نہین ہے۔ قبضہ اوس شخص کا کسی وقت ختم ہو سکتا ہے جب کبہی اوسکا دین مہر ادا ہو جاویگا شخص مذکور کی حیثیت مرتہن بالقبض سے بہتر نہین ہو سکتی ہے اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع آگرہ۔ اپیل اول احکام نمبر ۱۱۲ سنہ ۱۸۸۲ء منفصلہ ۲ فروری
مثال ریک کس وغیرہ بنام راوجی لعل وغیرہم

التوا۔ ڈگری۔ درخواست استقرار دیوالہ سایل کا کسی ضامن کو ترجیح بیجا دینا۔ بد اعمالی۔ اختیار امتیازی عدالت کا جو حسب باب ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل کرتی ہو۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۵۱۔

واقعات استقدمہکی فیصلہ مین اسٹریٹ صاحب جسٹس کے درج ہین

کاٹلن منجانب اپیلانٹیان اسپنکی منجانب رسپانڈنٹیان

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل بناراضی فیصلہ جج ماتحت

اگرہ مصدرہ حسب دفعہ ۳۵۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر نامنظوری

درخواست مدخلہ اپیلانٹیان بغرض استقرار دیوالیہ کے ہے جس

بنیاد پر جج ماتحت نے درخواست نامنظور کی ہے وہ یہہ ہے

کہ جج ماتحت موصوف کی راے مین اپیلانٹیان نے بیجا ترجیح

بنسبت کوٹھی موسومہ منالعل رام سروپ کے ظاہر کی ہے یعنی ۱۵

جنوری ۱۸۸۰ء کو یا پانچ روز قبل بند کرنے ادا ے قرضہ کے نامبردگان

نے دربارہ قرضہ رقمی ... کے ایک مکان قیمتی ... اور اسباب

مالیتی ... بنام اشخاص مذکور منتقل کر دیا ہے جج ماتحت کی

یہہ بھی راے قرار پائی ہے حالانکہ اوسکی وجوہ تحریر نہین کی ہین

کہ اپیلانٹیان دیگر افعال بداعمالی کے بھی مرتکب ہوے ہین جنکی وجہ

سے نامبردگان ناقابل حصول دادرسی بتدبیر کے ہوگئے ہین۔

بہ نسبت دفعہ مذکور کے مجھکو پہلے بھی موقع ملا تھا اور اب بھی

اوسکا اعادہ کرتا ہون کہ اوسمین ذکر اوس اختیار امتیازی کا ہے

جو اون عدالتونکو حاصل ہوتا ہے جو بموجب باب مذکور کے عمل کرتے

ہین اور تاوقتیکہ عدالت ہذا کو بصیغہ اپیل یہہ نظر نہ آوے کہ استعمال اختیار

مذکور کا بیجا یا بیہودہ طور پر عدالتہاے ماتحت مین ہوا ہی تب تک

مین خیال کرتا ہون کہ یہہ جزو خدمت عدالت ہذا کا نہین ہے کہ فیصلہ

مذکور مین دست اندازی کرے۔

کیفیت مقدمہ ہذا کی مختصر یہہ ہے۔ اپیلانٹیان کاروبار

حلوائی کا کرتے تھے۔ ۲۰ جنوری ۱۸۸۰ء کو جب اونہون نے اپنا کام

موقوف کیا اوسوقت اونکی ذمہ قرضہ بقدر ... ہزار کے تھا اور

اونکی دائنیان کی تعداد ۳۰ تھی۔ منجملہ اونکی جج ماتحت نے نو شخصونکا

اپیل کے پیش ہوا ہے کہ نالش از قسم نالشات قابل سماعت عدالت
مطالبہ خفیفہ سے ہے اور چونکہ شے متنازعہ نالش کے تعداد کم
از پانسو روپیہ ہے لہذا بموجب مضامین دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے اپیل دویم نہیں ہو سکتا ہے۔ تائید اس حجت کی مقدمات
ذیل پر استدلال ہوا ہے۔ وامی پاپا بنام ورامی چھینا (رپورٹ
ہائیکورٹ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۳۲) رنگو ان چندر بوس بنام
بندو باشنی داسی (ویکلی رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۲۸۶) جدل کم ریجاد بھی
بنام ہیرا بھی (رپورٹ ہائیکورٹ بمبی جلد ۳ صفحہ ۷۵) ورام چندر
دیجھت بنام ساوتری بائی (رپورٹ ہائیکورٹ بمبی جلد ۳ صفحہ ۱۳۷)
منجانب اپیلانٹ کے مقدمہ ہیلا سنگہ بنام اطلا سنگہ (رپورٹ
ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۹) پر استدلال ہوا ہے۔
اسد علی منجانب اپیلانٹ [illegible] منجانب رسپانڈنٹ۔

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ اس مقدمہ میں مدعیہ نے اپنی شوہر
پر دعوے دلا پانے زر نقد [illegible] کیا ہے جسکے
ادا کرنیکا معاہدہ نامبردہ نے بذریعہ اقرار [illegible] کے کیا تھا۔
عدالت اول نے دعوی [illegible] مدعا علیہ نے اپیل
کیا اور عدالت اپیل ماتحت نے [illegible] بعدہ [illegible]
عدالت ہذا میں بصیغہ اپیل [illegible] ہے۔

مسٹر سندر لعل نے منجانب رسپانڈنٹ یہ عذر ابتدائی پیش
کیا ہے کہ اپیل نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ [illegible] کا بیان ہے کہ یہ ایسی
نالش ہے جو دفعہ [illegible] ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ مفصل میں (ایکٹ
۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء) اور دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی میں داخل ہے۔

میری یہ رای ہے کہ جو مقدمات اونہوں نے پیش کیے ہیں
اون سے ثابت ہے بشرطیکہ ضرورت ہو کہ یہ ایسا مقدمہ ہے
جو دفعہ [illegible] ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ مفصل میں داخل ہے۔ یہ

اوس نالش سے کچھ کم وبیش نہین ہے جو بابت دلاپانے زر
نقد بربناے معاہدہ کے ہوتی ہے - چونکہ کیفیت یہہ ہے اور تعداد
پانسو روپیہ سے کم ہے لہذا دفعہ ۵۸۶ متعلق ہے اور یہہ اپیل
نہین ہوسکتا ہے صرف ایک اور امر قابل تذکرہ ہے مسٹر اسد علی
نے یہہ بیان کیا ہے کہ اقرارنامہ پر اسٹامپ مناسب نہین ہے اور
اس وجہ سے وہ شہادت مین قابل مقبولی کے نہین ہے - لیکن غلط
یا صحیح طور پر اقرارنامہ کو جج نے شہادت مین مقبول کیا ہے اور بلحاظ
دفعہ ۳۴ ضمن ۳ - ایکٹ اسٹامپ (۱۸۷۹ع) پر لحاظ کر کے یہہ عذرات
مقبول نہین ہوسکتا ہے -

اونہون نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ یہہ اقرارنامہ ایسا ہے
جو دفعہ ۴۹ - ایکٹ رجسٹری (۳ سنہ ۱۸۷۷ع) مین داخل ہے - میری راے
مین دفعہ مذکور متعلق نہین ہے - اس معاملہ کو اراضی سے کچھ سروکار
نہین ہے - اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے -

ضلع الہ آباد — نگرانی فوجداری نمبر ۱۲۱ — منفصلہ ۱ اپریل

قیصر ہند بنام جگل پرشاد

ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع (ایکٹ چھاپہ خانہ واخبارات) - ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (تعزیرات ہند) دفعات ۴۸۴ و ۴۸۶ - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳۹ - اختیار ہائیکورٹ کا بصیغہ نگرانی دربارہ تبدیلی تجویز ثبوت جرم مشتمل حکم سزا

واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ مین اجلاس صاحب چیف جسٹس کے درج ہین -

رتن چند منجانب سایل - پبلک پراسیکیوٹر (ال) منجانب سرکار -

اجلاس صاحب چیف جسٹس - اس مقدمہ مین سایل نگرانی نے چند
جلدین کتابون کی چھپوائی تھین جو پہلی گورنمنٹ پریس الہ آباد مین
چھپی تھین اور [illegible] اونکو بیچنا چاہا اور بعد [illegible] مین سے بھی تھین - منجملہ
کتب مذکور کے بعض پر نام چھاپنیوالا کا اور چھاپہ خانہ کا نام شائع کرنے والا

یا مقام شایع ہونیکا درج تہا۔ دیگر کتب پر یہہ لفظ چہپی تہی گورنمنٹ
پریس الہ اباد جن کتب پر نام چہاپنی والہ کا یا شایع کرنیوالہ کا درج
تہا اونکی نسبت سایل پر مقدمہ فوجداری حسب دفعہ ۱۲۔ ایکٹ
۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء قایم کیا گیا تہا۔ اور حسب دفعہ مذکور تین جرمونکی بابت
تجویز ثبوت جرم صادر ہوئی اور حکم سزا ادای جملہ تین سو روپیہ جرمانہ
کا صادر ہوا یعنی حسب دفعہ ۱۲ فی جرم کے بابت سو روپیہ جرمانہ کا حکم
ہوا۔ جن کتب پر یہہ الفاظ یعنی گورنمنٹ پریس الہ اباد درج تہی
اونکی نسبت حسب دفعہ ۴۸۶ مجموعہ التعزیرات ہند سایل پر مقدمہ قایم
کیا گیا اور تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا جرمانہ [illegible] سو روپیہ کا صادر ہوا
مقدمہ ہمارے روبرو بصیغہ نگرانی آیا ہے۔ مسٹر رتن چند نے بہی
حجت کی ہے کہ حسب منشاء دفعہ ۳ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء کے سایل شایع
کرنیوالا نہین ہے اور نام مذکور دینے حسب منشاء دفعہ ۱۲ ایکٹ مذکور کتب مذکور شایع نہین کی ہین
بلا قایم کرنے تعریف الفاظ شایع کرنا اور شایع کرنیوالے کے
کیونکہ تعریفات مذکور خطرناک ہین اور ایسی صورتین پیدا ہو سکتی ہین
جنمین تعریفات مذکور اوس جج کے ذہن مین موجود نہین جو تعریف قایم کرنا
چاہتا ہو مجہی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کوئی کتاب چہپواتا ہے اور اوسکو
عوام الناس مین بیچنا چاہتا ہے وہ حسب منشاء دفعات ۳ و ۱۲ ایکٹ
۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء شایع کرنیوالا ہے۔ دفعہ ۴ کتاب کے ہر جلد سے متعلق ہے
جیسا کہ بلاحظہ دفعہ ضمن تعریفی ایکٹ مذکور سے ثابت ہوتا ہے۔ اس
مقدمہ مین مجہی اس امر کے تجویز کرنیمین تامل نہین ہے کہ قیدی کی نسبت
حسب دفعہ ۱۲ ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء صحیح طور پر تجویز ثبوت جرم صادر ہوئی ہے
بہ نسبت تجویز ثبوت متعلقہ دفعہ ۴۸۶ تعزیرات ہند کے مسٹر
[illegible]ل نے یہہ بحث کی ہے کہ جرم قیدی کا حیطہ دفعہ مذکور مین آجاتا ہے
اور اگر حیطہ دفعہ مذکور مین نہین آتا ہے تو دفعہ ۴۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند
کے حیطہ مین مرزد ہوا جاتا ہے

مجھی اطمینان نہین ہوتا ہے کہ واقعات متعلقہ بہی جرم اس شخص کا بمجملہ دفعات
مذکور کے کسی مین آتا ہو۔ لیکن مجھی اطمینان ہے کہ سائل نے دوبارہ شایع کرنے اون
کتابونکی جنپر الفاظ گورنمنٹ پریس الہ آباد درج ہین ارتکاب جرم متعلقہ
دفعہ ۱۲ - ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء کا کیا کیونکہ اسواسطے جنپر شایع کرنیکا نام درج نہین ایک
کتاب ایسی شایع کی جسپر صاف نام چھاپنیوالے کا اور مقام چھپنے کا اور
نام شایع کرنیوالے اور مقام شایع ہونیکا نہین چھپا ہے یا یون کہو کہ صحیح
نام چھاپنیوالے اور شایع کرنیوالہ کا نہین ہے اندرینحالت مشیر قانونی سرکار
یہہ درخواست کرتے ہین کہ ہم اوس اختیار کو استعمال کرین جو ہمکو باجلاس
صیغہ نگرانی حسب دفعہ ۴۳۹ حاصل ہے اور تجویز جرم متعلقہ دفعہ ۴۸۶ مجموعہ
تعزیرات ہند کو ساتھ تجویز حسب دفعہ ۱۲ - ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء کے تبدیل کرین
اور حکم سزا صادرہ مقدمہ ہذا کو بحال رکہین۔ مجھکو کچھہ شبہہ نہین ہے کہ اختیار
مذکور کے استعمال کرنیکا اختیار حاصل ہے لیکن اسمقدمہ مین مین یہہ بہتر
طریقہ سمجھتا ہون کہ اسقدر تجویز ثبوت جرم منسوخ کردون جو بابت دفعہ ۴۸۶
مجموعہ تعزیرات ہند کے ہے اور یہہ حکم صادر کردون کہ قیدی کی تجویز بابت جرم
حسب دفعہ ۱۲ - ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء کے کیجاوے - تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۲
ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء کے بحال کیجاتی ہے۔

برادہرسٹ صاحب جسٹس مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع مراداباد اپیل دیوانی نمبر ۶۹ سنہ ۱۸۸۶ء منفصلہ ۲ مارچ

قادر بخش بنام سالک رام

نالش استقرار حق دربارہ فرق کرانے جایداد بصیغہ اجرای ڈگری مشروط بعذر
کفالت - جو ڈگری پر بنا اوس بیعنامہ کے جو فرضی ثابت ہو چکا ہے مدعی
کا مستحق کامیاب ہونا بنا اوپر ڈگری کے ہونا بلا ثبوت مزید استحقاق کے بذریعہ
نالش دلاپانے اوس خرچہ کے جو کارروائی سابق بعدالت دیوانی اختیار مین پیدا ہوا ہو
واقعات اسمقدمہ کی منفصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے درج ہین

ہنومان پرشاد منجانب اپیلانٹ۔   سندر لعل منجانب ریسپانڈنٹ۔

رائے صاحب سیف حسین جسٹس۔ مدعی نے جو مرتہن مکان متنازعہ کا ہے نالش بنام راہنان واسطے دلاپانے روپیہ کی بنفاذ کفالت بمقابلہ مکان کے دائر کی اور ڈگری حاصل کی جسکے اجرا مین مکان مذکور مشتہر بہ نیلام ہوا تھا مدعا علیہم نے بدین دعوی کہ مکان راہن سے خرید کیا ہے عذرداری کی اور اونکا عذر منظور ہوا اور مدعی کو مجبوراً یہ نالش کرنا پڑی۔

دونون عدالتین ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ بیعنامہ مدعا علیہ فریبی اور سازشی ہے۔ مدعا علیہ کی یہ حجت ہے کہ باوجود ثبوت امر مذکورہ کے مدعا علیہ مستحق ہے کہ مدعی سے ثبوت اوسکے استحقاق کا طلب کیا جاوے یا یون کہو کہ مدعیکو اپنا رہنامہ بمقابلہ مدعا علیہ کے ثابت کرنا چاہیے تھا۔ یہ سہو ہے کہ نامبردہ اوس ڈگری مین فریق نہین ہے جو بمقابلہ راہن کے حاصل کی گئی ہے لیکن بنیاد اوسکی استحقاق دربارہ دعوی جایداد مذکور کے محض نفی ثابت ہوئی ہے لہذا مدعی مستحق کامیابی کا بر بنا ڈگری کے ہے جو بلا تردید ہے۔

مدعی نے دعوی اوس خرچہ کا بھی کیا ہے جو صیغہ اجراے ڈگری مین بر طبق عذرداری مدعا علیہ اوسکو عاید ہوا ہے۔ عدالت ماتحت نے اوس خرچہ کی ڈگری کی ہے۔ مجھکو اوس کے تجویز مین کچھ تامل نہین ہے جو میرے بھائی محمود صاحب نے بمقدمہ مہرام داس بنام اجودھیا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ و زبدۃ الشرائط جلد صفحہ ۴۰) مین تجویز کی ہے کہ جب عدالت کو اختیار حاصل ہوا اور عدالت خرچہ کا حکم دے یا نامنظور کرے تو فریق نالش جداگانہ اوس خرچہ کے نہین کر سکتا ہے لہذا مدعی مستحق نہین ہے کہ مدعا علیہ سے وہ خرچہ دلایا جاوے جو صیغہ اجراے ڈگری مین اوسکو عاید ہوا ہے اور اسقدر اپیل منظور ہوکر ڈگری عدالت ماتحت کی ترمیم ہوکر بقیہ ڈگری بحال رہیگی۔ اپیلانٹ کل خرچہ کا متحمل ہوگا۔

محمود صاحب جسٹس۔ مین بالکل اتفاق کرتا ہون۔

ضلع میرٹھ   استغاثہ فوجداری   منفصلہ ۱۶ مارچ

لی گئی تھی اور چھپائی گئی تھی وہ واقعی مال مسروقہ ہے - اور جو تجاویز مجسٹریٹ
نے بمطابق اصل بہ نسبت اون شرائط کے تحریر کی ہین جو واسطے قایم کرنے جرم
مستغیثہ دفعہ ۴۱۴ کے ضروری ہین اونسے مین اتفاق نہین کرتا ہون بہ نسبت تجویز
ثبوت جرم مستغیثہ دفعہ ۴۱۴ کے مین مجبور ہون کہ مسل مقدمہ ہائیکورٹ مین اس
نظر سے ارسال کرون کہ نسبت اس تجویز کے دفعہ تبدیل کیجاوے یا ایسا
صادر ہو جو اپیل صاحبان جج عدالت ہذا مناسب سمجھین

بر اویر سٹ صاحب جسٹس - مین اس مقدمہ کو ایسا نہین خیال کرتا ہون
جسمین ایسی دست اندازی کی ضرورت ہو اگر ثبوت اس امر کا ہے کہ فریق
ملزم نے بالارادہ کسی مال کے چھپانے یا تلف کرنے مین اعانت
کی ہے جسکو وہ جانتا ہو یا باور کرنیکی وجہ رکھتا ہو کہ وہ مال مسروقہ ہے تو
نامبردہ از روی دفعہ ۴۱۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے مستوجب سزا ہے
گو عدالت مین شناخت مال مذکور کی نہوئی ہو -

اسمین شک نہین ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مال مذکور واسطے
شناخت کے عدالت مین پیش نہین ہو سکتا ہے کیونکہ یابندہ نے اوسکو
تلف کر ڈالا ہے لیکن جب شہادت سے ثابت ہو کہ مال مذکور کو یابندہ
نے تلف کر ڈالا ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ کیون نسبت یابندہ کی بربناء
شہادت مذکور [illegible] جرم [illegible] دفعہ ۴۱۴ مجموعہ تعزیرات ہند
کے صادر نکیجاوے -

مین سمجھتا ہون کہ شہادت [illegible] مقدمہ حال کے مسل مین
موجود ہے لہذا مین تجاویز ثبوت جرم مین دست اندازی کی وجہ نہین پاتا ہون
مین حکم دیتا ہون کہ مسل مقدمہ پاس صاحب سشن جج
[illegible] پاس بھیجی جاوے -

جسکو مسمی غلام مصطفی خان زمیندار مرحوم شوہر مسقرہ نے رہن کیا
تہا لالہ جلسکہہ رائے و شب لعل پسر جلسکہہ رائے مذکور مہاجن
قصبہ بجنور کو ادا کیا گیا اور مبلغ [illegible] بابو محمد مسقرہ نے اب قرض
لیا اور یافتنی لالہ شب لعل و سنت لعل مرتہنان ساکنان قصبہ
بجنور پسران لالہ جلسکہہ رائے مذکورہ بالا ذمہ محمد مسقرہ کے ہے

۲ اکتوبر ۱۸۶۷ء کو مسماۃ شمس النسا نے عدالت مال میں
بصیغہ داخل خارج بایں مضمون سے ایک درخواست داخل کرائی
کہ حقوق زمینداری و مالگذاری کل موضع اٹاوہ معہ [illegible] بسوہ پختہ
اراضی ملک منضبط واقع موضع مذکور کو غلام مصطفی خان زمیندار
سابق موضع مذکور نے پاس شب لعل اور سنت لعل پسران
جلسکہہ رائے کے بعوض مبلغ [illegible] کے رہن کیا تہا اور ۲۴
اپریل ۱۸۵۷ء کو ملک مذکور نیلام ہوی اور چہیدا لعل پسر شب لعل
مرتہن و سنت لعل احد المرتہن نے خرید کی ہے اور فیمابین مشتریان
اراضی ملک مذکور اور سایلہ زمینداریہ وقت موجودہ دراثنہ موضع
مذکور کے بابت معاوضہ رہن اراضات زمینداری و خالصہ کے تصفیہ ہوگیا
جسکے رو سے معاوضہ رہن کا تعین اوپر [illegible] ہزار کے ہوا تہا اور مبلغ
[illegible] بابت معاوضہ رہن اراضات ملک منضبط کے باقی رہگیا
تہا سایلہ نے مرتہنان کو مبلغ [illegible] سے بابت انفکاک رہن کل ۲
بسوہ مذکور بذریعہ تحریر تمسک مورخہ ۲۲ جون ۱۸۶۷ء کے ادا کر دیا
ہے اور بابت معاوضہ رہن موضع مذکور کے اب کچہہ ذمہ سایلہ راہنہ
اور زمینداریہ حال کے باقی نہیں رہا اور مسماۃ شمس النسا کی یہہ التدعا
تہی کہ چونکہ کارروائی انفکاک رہن بابت حصہ زمینداری موضع اٹاوہ
کے ختم ہو چکی ہے لہذا نام مرتہنان کے رجسٹری سرشتہ حال سے
خارج کر دیے جاوین اور نام سایلہ زمینداریہ اور اصل مالک کا
کاغذات سرکاری مین درج کیا جاوے۔

غلام مصطفی نے دو اطفال یعنی غلام نبی خان پسر اور مسماۃ
اشرف بیگم دختر حین الحیات چھوڑی تھی کہ جو ۲۳ جون ۱۸۶۷ء تک نابالغ
تھی ۔ ۲۴ دسمبر ۱۸۶۷ء کو اور مابعد اسکے کہ غلام نبی خان اور مسماۃ اشرف
بیگم بالغ ہو چکی تھی کاربرداران نے ایک دستاویز تحریر کی جسکے روسے
اونہوں نے رہننامہ مورخہ ۲۳ جون ۱۸۶۷ء کو منظور اور تسلیم کیا اور جو
متضمن منظوری معاملہ مذکور کے ہے ۔ شروع ۱۸۸۱ء میں شب لعل
اور سنت لعل نے نالش بنام مسماۃ شمس النسا و غلام نبی خان و مسماۃ
اشرف بیگم واسطے نفاذ کفالت اوپر حصہ موضع اٹاوہ بروے رہننامہ
۲۳ جون ۱۸۶۷ء کے و دستاویز مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۸۶۷ء کے دایر کی اور ۹
مارچ ۱۸۸۱ء کو ڈگری حاصل کی ۔ شب لعل و سنت لعل نے بذریعہ دستاویز
مورخہ ۲۸ جون ۱۸۸۱ء کے اپنی ڈگری مقدمہ مذکورہ بالا کے بدست مسٹر
ای لمیسٹر صاحب کے منتقل کردی ۔ لمیسٹر صاحب نے ڈگری
جاری کرائی اور نیلام عام اجرای ڈگری مذکور مین مدعی نے حصہ البوہ
موضع مذکور بعوض مبلغ [illegible] کے ۱۲ نومبر ۱۸۸۱ء کو خرید کیا ۔
چونکہ مدعیان نے سرٹیفکٹ منظوری نیلام موسومہ اپنی حاصل کیا
تھا لہذا اونہوں نے دخلدہانی بابت البوہ مذکور کے جاری کرائی
لیکن مدعا علیہم دخلدہانی مین مزاحم ہوے اور مدعیان نے از روی
دفعہ ۳۳۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست صدور حکم کے گذرانی
جو نامنظور ہوی معہذا یہ نالش دایر ہوئی ہے ۔

بیان مدعا علیہم کا یہ ہے کہ ۷ اپریل ۱۸۶۶ء کو مسماۃ شمس النسا
نے اپنی طرف سے بذریعہ رہننامہ کے بعوض مبلغ [illegible] روپیہ کے
موضع کو مدعا علیہ کے پاس رہن کیا ہے ۔ منجانب مدعا علیہ کے بیان
ہوا ہے کہ رہننامہ مین نام غلام نبی خان کا بطور راہن ظاہری کے درج
ہوا تھا لیکن اوسکو کچھ حق حاصل نہین ہے ۔ تفصیل جایداد مرہونہ
دستاویز مورخہ ۷ اپریل ۱۸۶۶ء کو بعبارت ذیل جسکا ترجمہ ہوا ہے درج ہے

ہیسکہ اور کچھ بسوہ پختہ اراضی معافی منضبط واقعہ پرگنہ بجنور موقوعہ
موضع نجیب پور اور کل ۲۰ بسوہ (تابع کفالت رہن) حق زمینداری
وہ ملکداری واقعہ موضع اٹاوہ پرگنہ بجنور اور کل مکانات بیرونی
اور اندرونی اور دیوانخانہ پختہ مکان مسکونہ جانب مشرق موقوعہ محلہ
قاضیان قصبہ بجنور جو حصہ ملکیت ہمارا ہے ہم مقران اس تحریر کے
رو سے اس تمسک مین رہن اور مکفول کرتے ہین تا ادای
زر اصل و سود مندرجہ تمسک ہذا کے ہم مقران جایداد مکفولہ کو کسی
دوسرے شخص کے پاس بذریعہ رہن یا بیع یا ہبہ کے منتقل
نکرسکینگے اور اگر کرین تو ناجایز ہو

قبل تحریر اس رہنامہ کے مسماۃ شمس النسا نے حق الفکاک
رہن جایداد موقوعہ موضع اٹاوہ کا خرید کیا تھا اس دستاویز کی
رجسٹری باضابطہ ہوئی تھی ۱۸۷۶ء مین مدعاعلیہ نے نالش بنام
شمس النسا و غلام نبی خان (ا) بربناء دستاویز مورخہ ۲ اپریل ۱۸۶۶ء
بابت حصہ رہن بنفاذ کفالت کے دایر کی اور ۲۶ ستمبر ۱۸۷۸ء کو ڈگری
بمقابلہ شمس النسا اور اوسکی جایداد کے حاصل کی۔ از روی ڈگری
مذکورہ سے غلام نبی خان اور اوسکی جایداد بری ہوگئی تھی۔ بنا رامی
اوس ڈگری کے مدعی نے جسکے رو سے غلام نبی خان اور اوسکی جایداد
بری ہوگئی تھی مدعاعلیہ نے اپیل کیا تھا بطور نتیجہ صلحنامہ کے غلام نبی خان
کے اپیل مین اقبال دعوے کیا تھا۔ عدالت ہذا سے یہ تصفیہ
ہوچکا ہے کہ ڈگری صیغہ اپیل کی جو بمقابلہ غلام نبی خان کے
ہوئی تھی وہ محض ڈگری ذاتی تھی مدعاعلیہ نے اپنی ڈگری جاری
کرائی اور ۲۱ نومبر ۱۸۸۰ء کو نامبردہ نے اپنی ڈگری کے اجرا
مین ۹ بسوہ ۵ بسوانسی موضع کے نیلام خرید کی اور اوس سے پہلی
ازروی دوسرے ڈگری مین ۵ بسوانسی موضع کی خرید کر چکا
تھا۔ بہ نسبت جوازیت اس نیلام کے بہت تنازعات پیدا ہوئی

اور بالاخر ۱۳ مئی ۱۸۶۸ع کو مدعا علیہ نے سارٹیفکیٹ منظوری نیلام
موقوعہ ۱۲ نومبر ۱۸۶۷ع کا حاصل کیا۔ بہ نسبت جایداد متنازعہ
کے بہت جھگڑا ہوا تھا لیکن واسطی تجویز مقدمہ ہذا اسکے جھگڑہ
مذکورہ بہت ضروری نہین معلوم ہوتا ہے حالانکہ جج ماتحت نے
اوسپر بہت توجہ کی ہے۔

منجانب مدعا علیہ اپیلانٹ کے یہہ حجت ہوئی ہے کہ یہہ
نالش جیسا کہ فی الواقعہ وہ ہے واسطی بیدخلی کے ہے جسمین
مدعیان کو اپنا استحقاق دربارہ بیدخلی مدعا علیہ کے ثابت کرنا فرض
ہے اور مدعیان اپنی استحقاق کے ثابت کرنے مین قاصر رہے ہین اور
ڈگری مصدرہ ۱۹ مارچ ۱۸۶۵ع مدعا علیہ پر قابل پابندی نہین ہے
کیونکہ مدعا علیہ اوس نالش مین فریق نتھا جسمین ڈگری مذکور صادر ہوئی
ہتی اور کوئی ثبوت جایز نسبت رہن منظورہ ۱۸۵۸ع کے نہین ہے
اور گو شہادت بہی ہو تاہم جس نالش مین ڈگری مصدرہ ۱۹ مارچ
۱۸۶۵ع صادر ہوئی ہتی وہ بربنا رہن منظورہ کے رجوع نہین ہوئی
ہتی اور شہادت مدعی سے جو دربارہ رہن مذکور کے ہے بشرطیکہ
وہ قابل مقبولی ہو ثابت ہوتا ہے کہ وہ رہن منفعتی تھا کہ جسکی بنا پر
ڈگری نیلام جایداد کی قانوناً صادر نہین ہوسکتی ہے اور اگر کوئی استحقاق
مدعیان استعمال کرسکتی ہین تو وہ استحقاق شب لعل وسنت لعل کا نہین
ہے بلکہ استحقاق مسٹر لیمسڈ صاحب کا بحیثیت منتقل الیہ ڈگری مورخہ
۱۹ مارچ ۱۸۶۵ع کے ہے اور ہرحال مین اور اوس حال مین بہی کہ
مدعیان کو کل حقوق اور استحقاق شب لعل اور سنت لعل کے حاصل بہی
ہون تاہم نالش حال بابت بیدخلی کے قایم نہین رہ سکتی ہے کیونکہ
ہرحال مین مدعا علیہ بحیثیت منتقل الیہ حق انفکاک رہن یا بحیثیت مرتہن
قدیم یا بحیثیت راہن کے زر رہن منظورہ ۱۸۵۸ع کو ادا کرسکتا ہے اور
بالفعل حال مین جیسے کہ وہ رجوع ہوئی ہے بیدخل نہین ہوسکتا ہے۔

منجانب مدعیان کے یہہ حجت ہوتی ہے کہ شہادت رہن مظہرہ
سنہ ۱۸۵۰ع کی موجود ہے اور بطور امر قانونی کے یہہ قیاس ہونا چاہئے
اور ہر حال مین قیاس ہونا ممکن ہے کہ وقت تکمیل دستاویز سنہ ۱۸۶۷ع کے
شب لعل اور سنت لعل کے یہہ نیت تہی کہ یہہ استحقاق کفالت مظہرہ
رہن سنہ ۱۸۵۰ع کا زندہ اور برقرار رہے۔ لنسبت امر اخر الذکر کے
مسٹر رید نے منجانب مدعیان کے مقدمہ گوکل داس گوپال داس
بنام پورنمل پریم سکھہ داس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ
۱۰۳۵) و لا رپورٹ جلد ۱۱ اپیل ہند صفحہ ۱۲۶) و دلیہہ داس دیرچند بنام
لچھمن داس سروپ چند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبی جلد ۱۰ صفحہ ۸۸)
و گیا پرشاد بنام سالگ پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ [illegible]
و سریدہ رائے بنام رگہناتہہ پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد
جلد ۹ صفحہ ۵۶۸) و رگہناتہہ پرشاد بنام جوراون رائی (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۱۰۵) و گنگا دہر بنام سیوا رام (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ مندراس جلد ۸ صفحہ ۲۴۶) پر استدلال کیا ہے۔ بہ لنسبت
شہادت رہن مظہرہ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۵۰ع کے مسٹر رید نے چار گواہونکی
شہادت پر استدلال کیا ہے جنکی شہادت کی نسبت معلوم ہوتا ہے
کہ عدالت ماتحت مین اعتراض نہین ہوا ہے اور جنہون نے یہہ
بیان کیا ہے کہ قبل سنہ ۱۸۶۷ع کے غلام مصطفی خان نے جبیسکہ اور
شب لعل کو موضع پر دخل دیدیا تہا اور نامبردگان یعنی جبیسکہ اور
شب لعل تحصیل پذیر کرتے ہین۔ مسٹر رید نے اس بیان مندرج
دستاویز مدعا علیہ مورخہ ۲ اپریل سنہ ۱۸۶۷ع پر بہی استدلال کیا ہے
کہ جایداد تابع رہن ہے اور عرضی نالش مدعا علیہ حال پر استدلال
ہے جو سنہ ۱۸۷۱ع مین گذری تہی جسمین یہہ بیان ہے کہ جایداد تابع رہن
ہے اور بیان تحریری مدعا علیہ حال مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ع پر
استدلال ہے جو نالش مرجوعہ کہیم چند مین داخل ہوا تہا اور جس مین

شہادت نہین ہوسکتی ہے اور اس جہت سے مین اتفاق کرتا
ہون ـ لیکن چونکہ شہادت متعلقہ مسٹر ریڈ ظاہرا بلا عذر عدالت ماتحت
مین مستعمل اور مقبول ہوئی تھی لہذا ہم اسموقع پر اوسکی خارج کرنے
پر امادہ نہین ہین ـ شہادت مذکور سے ثابت ہے کہ غلام مصطفی
خان نے ۱۸۵۵ء مین موضع اٹاوہ جلیسکہ را اور شب لعل کے
پاس رہن کیا تھا اور یہہ کہ رہن مذکور رہن منفعتی تھا لیکن اوس
شہادت ایسی حاصل نہین ہوتی ہے کہ جس سے مقدار معاوضہ رہن
کے دریافت ہوسکی ـ مزید بران اوس سے شہادت اس بات
کی بھی نہین حاصل ہوتی ہے کہ اور دیگر شرائط رہن منظورہ ۱۸۵۵ء
کے کیا تھی ـ دستاویز مورخہ ۲۲ رجون ۱۸۶۷ء جو مدعیان نے پیش اور
شہادت مین داخل کیا ہے اوس سے ثابت ہے کہ کسیقدر حق تاریخ
دستاویز مذکور کے مسماۃ شمس النسا نے بدرجہ اول حق الفکاک موضع
اٹاوہ کا خرید کیا تھا ـ دستاویز مذکر مین یہہ مسماۃ شمس النسا کا زوجہ
غلام مصطفی خان و دختر نامدار خان قوم پٹھان خریدار نیلام موضع اٹاوہ
پرگنہ بجنور لکھا ہے ـ

دستاویز مورخہ ۲۲ رجون ۱۸۶۷ء کے عبارت اسمضمون سے
درج ہے کہ مبلغ [illegible] واپس ادا ہوچکی ہین ـ یہہ امر قرین قیاس
ہے کہ بتاریخ تحریر دستاویز مورخہ ۲۲ رجون ۱۸۶۷ء کو شب لعل اور
سنت لعل کے یہہ نیت رہی ہو کہ جو کچہہ اوسکی کفالت ہو وہ بہ نسبت رہن
۱۸۵۵ء کے زندہ اور برقرار رہے ـ یہہ واضح نہین ہوتا ہے کہ
رہن ۱۸۵۵ء کا ایسا تھا جسکے بناپر نالش نیلام جایداد مرہونہ کی قایم رہ سکے
فی الواقعہ شہادت سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ رہن مذکور ایسا تھا
ظاہر ہے کہ شب لعل اور سنت لعل نے اوس نالش مین جس مین
نابردگان سے ۱۹ رمارچ ۱۸۵۸ء کو ڈگری حاصل کی تھی دعوی کسی
دادرسی کا بہ نسبت رہن ۱۸۵۵ء کے یا بہ نسبت کسی کفالت کے

جو اونکا ازروے رہن مذکورکے پیدا ہوسکتی ہو نہین کیا تھا اور یہہ کہ ڈگری مشعر نفاذ کفالت کی صرف متعلق دستاویز مورخہ ۲۲ جون ۱۸۶۷ء اور اقرارنامہ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۶۷ء کے تھی یہہ مسئلہ کہ مدعا علیہ اوس نالش مین فریق تھا جسمین ڈگری مذکور حاصل کی گئی تھی اورہم باعتبار سنہ اوندومی داسی بنام رہونند وچندر گرتی (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۴ صفحہ ۱۰۱) داونکا سوامی راس بنام بنیم وہور (انڈین لارپورٹ سلسلہ مندراس جلد ۵ صفحہ ۱۰۴) کی تحریر کرتے ہین کہ جو ڈگری شب لعل اور سنت لعل نے حاصل کی تھی وہ استحقاق مدعا علیہ پر موثر نہین ہے۔ اسبارہ مین مسٹر ہل نے بھی رسالہ بارہ رہن مولفہ فیشر صاحب جلد ۲ حصہ ۱ صفحہ ۸۸۳ و ۸۸۴ پر استدلال کیا ہے۔ شب لعل اور سنت لعل نے جو کچھ لمسڈن صاحب کے ہاتھہ بیچا اور منتقل کیا ہے وہ بجز استفادہ اوس ڈگری کے جو نامبردگان نے حاصل کی ہے اور کچھ نہین ہے نامبردگان نے لمسڈن صاحب کے ہاتھہ کوئی ایسا استحقاق بیع نہین کیا ہے جو اونکو ازروے رہن ۱۸۵۰ء کے حاصل ہوسکتا ہو۔ نظر بران مدعیان کو اوس استحقاق پر استدلال کرنا چاہئیے جو ازروے نیلام کے اونکو حاصل ہوا ہے مسٹر رئیڈ نے یہہ حجت کی ہے کہ وقت نیلام متنازعہ کے حقیت مسماۃ شمس النسا و غلام نبی خان و مسماۃ اشرف بیگم کی اجرای ڈگری مین نیلام ہوئی اور مدعیان نے خرید کی تھی۔ یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ غلام نبی خان و مسماۃ اشرف بیگم کی درحقیقت جایداد مین کچھہ حقیت تھی۔ دستاویز مورخہ ۲۲ اپریل ۱۸۶۷ء مین مسماۃ شمس النسا بطور خریدار نیلام کے بیان ہوئی ہے ازروے دستاویز مذکور کے وہ اپنی کو راہن ظاہر کرتی ہے اور اپنی درخواست مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۶۷ء مین وہ اپنی کو زمیندار موضع بیان کرتی ہے۔ مسٹر ہل کی یہہ حجت ہے اور ہم خیال

کرتے ہیں کہ صحیح ہے کہ گو غلام نبی اور مسماۃ اشرف بیگم کی موضع
میں کچھہ حقیت ہو بھی تاہم اونکی حقیت از روے دستاویز ۲۲
جون ۱۸۶۷ء کے رہن نہیں ہوئی تھی اور یہہ کہ کوئی معاوضہ اقرارنامہ
مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۶۷ء کا نہیں ہے اور اسکی کوئی شہادت
نہیں ہے کہ مسماۃ شمس النسا نے دربارہ کرنے رہن موقوعہ
۲۲ جون ۱۸۶۷ء کے رہن مذکور منجانب غلام نبی یا مسماۃ اشرف
بیگم کے حسب منشاء دفعہ ۱۹۰ ایکٹ معاہدہ ۱۸۷۲ء کے کی تھی
اور کہ ہرگاہ جایداد از روے ڈگری منجانب مدعا علیہ کے
قرق ہو چکی ہے لہذا اقرارنامہ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۶۷ء بطور منظوری
معاملہ رہن موقوعہ ۲۲ جون ۱۸۶۷ء کے موثر نہیں ہو سکتا ہے
کہ جس سے مدعا علیہ کو کچھہ مضرت پہونچی اور کونسل موصوف نے دفعہ
۲۰۰ - ایکٹ معاہدہ ۱۸۷۲ء پر استدلال کیا ہے - بالاخر ہم یہہ نتیجہ
اخذ کرتے ہیں کہ مدعیان اپنی استحقاق کے نسبت ایسی شہادت
کے پیش کرنے میں قاصر رہی ہیں کہ جسکے اعتبار پر مدعیان مستحق ڈگری
دخلیابی کسی جزء جایداد متدعویہ کے بمقابلہ مدعا علیہم کے ہوں
اور چونکہ مدعا علیہ قابض تھا اور ہے لہذا اس امر کا ثابت کرنا
ذمہ مدعیان کے ہے کہ اونکو بہتر استحقاق بمقابلہ استحقاق مدعا علیہ
کے ہے جو اونکو از روے دستاویز ۱۸۶۶ء اور از روے
نیلام اپنی ڈگری کے اجرا میں حاصل ہوا تھا چونکہ اس امر کے ثابت
کرنے میں وہ قاصر رہے ہیں لہذا ڈگریات عدالتہاے ماتحت کی
منسوخ کیجاتی ہیں اور فیصلہ بحق مدعا علیہ معہ خرچہ عدالت ہذا
اور عدالت ماتحت کے درج کیا جاویگا -

ضلع گو[illegible] اپیل دیوانی نمبر ۱۷۱ سنہ ۱۸۷۹ء منفصلہ ۳ فروری

اگر سنگھ بنام مہاراج سنگھ دیک کس وغیرہ

شفع - اصل قیمت کا منجانب بایع و مشتری کے مخفی کیا جانا - شہادت - قیمت بازاری جایداد متنازعہ کے - عذر ادائی اپیل میں [illegible] واقعات اسمقدمہ کی ایچ صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین -

لالتا پرشاد منجانب اپیلانٹ جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس - یہہ اپیل بمقدمہ شفع بنارامی فیصلہ جج ماتحت گورکھپور کے ہے جسکے روسے مشارالیہ نے دعوی مدعی کا ڈگری کیا تہا اور یہہ [illegible] بلغ [illegible] وہ قیمت ہے جو مدعی شفیع کو ادا کرنی چاہیئی - واقعات مقدمہ کی مختصر اً یہہ ہین - مشتری سے جو شخص اجنبی ہے یہہ بیان کیا کہ معاہدہ قیمت کا لاہہ ہے اور بیعنامہ شہادت مین داخل کیا ہے برعکس اسکی مدعی نے یہہ بیان کیا ہے کہ معاہدہ قیمت کا [illegible] ہے اور اوس نے یہہ شہادت دی ہے کہ محال قریب وجوار مین حصہ [illegible] کا بیع ہوا ہے - بایع اور مشتری لبغرض ادا ے شہادت بتائید قیمت مینہ بیعنامہ کے طلب نہین ہوئی - جج ماتحت نے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ قیمت مینہ بیعنامہ صحیح وہ قیمت نہین ہے جسکا معاہدہ ہوا ہے اور مشارالیہ نے یہہ تجویز کی ہے ظاہرا بلا کسی شہادت کے کہ مبلغ [illegible] قیمت اندر دی معاہدہ کے قیمت بازاری ہے -

اندرینحالات ہمکو یہہ تجویز کرنا ہے کہ اسمقدمہ مین اور اسی قسم کے مقدمات مین کیا کرنا چاہیئے - مجہی واضح ہوتا ہے کہ اس قسم کے مقدمات مین جب جج نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہو کہ قیمت مندرجہ بیعنامہ کے وہ قیمت نہین ہے جو از روے معاہدہ کے قرار پائی ہے تو بشرط ممکن جج موصوف کو یہہ دریافت کرنا چاہیئی کہ دقت [illegible] کے قیمت بازاری کیا تہی اور انہین وجوہ کے بنا پر جن مقدمات کو

مین خیال کرتا ہون او نین بائع اور مشتری یا تو اپنی شہادت دربارہ اظہار اس امر کے دینے سے انکار کرینگی کہ صحیح قیمت کیا ہے یا اونکی شہادت بہ نسبت قیمت کے بوجوہ معقول باور نہین ہوسکتی ہے۔ ایسی مقدمات مین اکثر مدعی کو شہادت صریح اس امر کی دینا غیر ممکن ہوتا ہے کہ ازروے معاہدہ کے صحیح قیمت کیا ہے کیونکہ جن مقدمات مین فرضی قیمت بیعنامہ مین درج ہوتی ہے وہ اس نیت سے درج کیجاتی ہے کہ حقوق اشخاص مستحق شفعہ کے زائل کیجاوین اور صحیح قیمت معاہدہ کی مخفی کیجاتی ہے۔ یہہ امید نہین ہوسکتی ہے کہ ایسی مقدمات مین مدعی شہادت صریح اصل قیمت معاہدہ کی پیش کرسکیگا۔ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ مقدمات مذکورہ مین مدعیکو صرف اوسی عمدہ شہادت سے کہ دیا رہنا چاہئے جو اوسکو حاصل ہوسکے کہ قیمت بازاری حصہ کی وقت بیع کے کیا تھی۔ بائع اور مشتری جو صحیح قیمت کے اظہار سے انکار کرین یا جنکی شہادت بوجوہ معقول باور نکیجاوے اونکی حق مین کچھ نا انصافی نہوگی کہ قیمت بازاری کے نسبت جو کوئی ذیعقل آدمی اوس حصہ کے بابت دے یہہ تصور کیا جاوے کہ یہی وہ صحیح قیمت ہے جسکا اقرار ہوا ہے۔ ایسی مقدمات مین جج کو یہہ دریافت کرنا چاہئے کہ قیمت بازاری وقت بیع کے کیا تھی اور قیمت بازاری مذکور کو اسقدر حد تک قبول کرنا چاہئے کہ گویا غالبًا یہہ وہی قیمت ہے جسکا اقرار باہم فریقین کے ہوا ہے۔

جیسا مین اوپر کہہ چکا ہون کہ اسمقدمہ مین منجانب مدعی کے یہہ شہادت موجود ہے کہ مال ملحقہ مین حصہ کی قیمت ... دی گئی ہے۔ جج ماتحت نے شہادت مذکور پر استدلال نہین کیا کہ اوس سے صحیح قیمت وقت بیع کے ثابت ہوتی ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ بہتر ہوگا کہ یہہ مقدمہ واپس جاوے جسمین عدالت ماتحت

شہادت مزید کی سماعت کر سکی جو منجانب کسی فریق کے اسبات مین پیش ہو کہ صحیح قیمت بازاری حصہ کے وقت بیع کے کیا تھی - میری یہہ تجویز نہین ہے کہ جج اپنی اس تجویز پر غور ثانی کرین کہ مبلغ تمامی قیمت ازروے معاہدہ کے نہین ہے کیونکہ اسکا تصفیہ ہو چکا ہے لیکن مین یہہ مناسب سمجھتا ہون کہ فریقین کو اس امر کے شہادت مزید پیش کرنیکا موقع دیا جاوے کہ قیمت بازاری کیا تھی - ہمنے اس خاص مقدمہ کی واپسی کو روا رکھا ہے لیکن اینده اس قسم کے مقدمہ کے واپسی مین تامل ہوگا - اس امر کا ثابت کرنا مقدمہ مدعیکا ایک جزو ہے کہ یا تو یہہ ثابت کرے کہ اس قیمت ازروے معاہدہ کے کیا ہے یا شہادت واقعی بہ ثبوت اس امر کے دے کہ قیمت بازاری کیا ہے جسپر عدالت عمل کر سکی بالضرور یہہ ایک جز و مقدمہ مدعیکا ہے کہ ازروے جج کے ڈگری کے تعین قیمت کا ہو جاوے کیونکہ تاوقتیکہ جج تعین قیمت کا نکر سکیگا ظاہر ہے کہ ڈگری غیر موثر اور لغو ہے - مقدمات ہمشکل مقدمہ ہذا مین اگر اینده مدعیان ایسی شہادت اصلی دربارہ قیمت بازاری کے دینے پر آمادہ نہونگے تو مدعیان مذکور سزاوار اسکے ہونگے کہ انکے مقدمات ڈسمس کیجاوین مقدمہ حال مین ایک تنقیح اس امر کی کہ آیا صحیح قیمت بازاری حصہ متنازعہ کے وقت بیع کے کیا تھی جج ماتحت کے پاس بھیجی جاوے دس روز کی مہلت واسطے اعتراضات کے دیجاویگی -

براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس - مین حکم مجوزہ ذیلعلم چیف جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون -

---

ضلع میرٹھ — استصواب فوجداری — منفصلہ ۱۲ اپریل

قیصر ہند بنام بیھا وغیرہ کس دیگر

اپیل فوجداری - حکم سزا کا بڑھانا

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری
کے سشن جج میرٹھ نے کیا تھا - حکم استصواب حسب ذیل ہے
ڈپٹی مجسٹریٹ نے بتجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۲۳ تعزیرات ہند
اور حکم سزائے قید سخت میعادی ۱۵ روز اور جرمانہ عہ یا بحالت
نہ ادا ہو سکنے زر جرمانہ سزائے قید سخت میعادی ایک ہفتہ زاید کا
نسبت سائلان کے صادر کیا تھا بر طبق اپیل مجسٹریٹ ضلع نے تجویز
ثبوت جرم بحال رکھی لیکن حکم سزا مبدل کر کے حکم سزا عہ جرمانہ
نقد ادی عہ اور بحالت نہ ادا ہو سکنے کے سزائے قید سخت میعادی
ایک ماہ کا صادر کیا - یہہ اعتراض ہوا ہے کہ یہہ تبدیلی حکم سزا کی درحقیقت
بڑھانا حکم سزا کا ہے - بالضرور یہہ امر شاید بڑھانا ہو لیکن اور اصل کم
بڑھانے کے ہے - مدار معاملہ کا زیادہ تر قرائن اور حالت ملزم پر
ہوتا ہے اور غریب آدمی کی صورت مین پچاس روپیہ کا دینا بمقابلہ
۱۵ روز کے قید سخت کے زیادہ سنگین سزا ہے اور جب اسی اصل ابتدا
پر لحاظ کیا جاتا ہے جو عدالت اپیل نے بحالت نہ ادا ہو سکنے قایم کیا
ہے تو وہ اصل بڑھانا حکم سزا کا معلوم ہوتا ہے - از روے حکم سزا ابتدائی
کے ملزم کو تین ہفتہ کی قید بشمول حتی الوسع ایصال زر جرمانہ نقد
عہ بذریعہ قرقی کے گوارا کرنا پڑتا - بموجب حکم سزا تبدیل شدہ کے
بحالت نہ ادا ہو سکنے کے ملزم کو قید سخت میعادی ایک ماہ بشمول حتی
الوسع ایصال زر جرمانہ نقد عہ بذریعہ قرقی کے گوارا کرنا پڑیگا - مین یہہ
بھی تحریر کرتا ہون کہ بموجب تعزیرات ہند کے معلوم ہوتا ہے (دیکھو
دفعہ ۶۷) کہ قید دو ماہ اور جرمانہ عہ بلحاظ معمولی حالات کے کسیقدر مناسب
مساوی ہے [illegible] - اس سے یہہ صاف نتیجہ نکل سکتا ہے کہ عہ جرمانہ نقد
پندرہ روزہ کے مقابلہ مین بڑھانا حکم سزا کا ہے - اندرینحالات مین خیال
کرتا ہون کہ حکم عدالت اپیل مین نگرانی ضروری ہے لہذا مسل مقدمہ حسب

سے ممکن ہے کہ وہ پہلی بمقابلہ جایداد کے نافذ ہوگی بلکہ یہ بات
باختیار ڈگریدار چھوڑ دی گئی ہے کہ چاہئے پہلی بمقابلہ جایداد کے
جاری کراوے خواہ بمقابلہ ذات مدیونان ڈگری کے جاری کراوے

نباراضی اس حکم کے مدیونان ڈگری نے ہائیکورٹ مین
اپیل کیا ہے۔ اونکی طرف سے یہ حجت ہوئی ہے کہ اصول
الانصاف کو مقدمہ ہذا سے متعلق کرکے عدالت کو حکم اجراے ڈگری
بمقابلہ اونکی ذات کے اوسوقت تک صادر نکرنا چاہئے تھا کہ
جب تک یہ ثابت ہو کہ ڈگری بذریعہ نیلام جایداد مکفولہ کے کل تک
ادا نہین ہو سکتی ہے۔ مقدمہ ولی محمد بنام تراب علی (انڈین
لاریپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۷۹) پر استدلال ہوا ہے۔

منشی ... شادو سنگہ نے اپیلانٹیان۔
رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا۔

اسٹریٹ جج صاحب چیف جسٹس اس مقدمہ مین ڈگریداران
نے ڈگری بمقابلہ جایداد مکفولہ اور ذات مدیونان کے حاصل کی
... نا مرتہنگان نے درخواست اجراے ڈگری بمقابلہ مدیونان
ڈگری کے کی ہے اور مطابق درخواست کے حکم صادر ہوا ہے
یہی حکم اب زیر اپیل ہذا ہے یہ حجت ہوئی ہے کہ ایک اصول
الانصاف کا ہے جو متعلق ہے۔ اصول مذکور یہ ہے کہ جب داین
ڈگری بمقابلہ ذات اپنی مدیون اور جایداد مدیون کے حاصل کرے
تو اوسپر فرض ہے کہ قبل چارہ جوئی بمقابلہ ذات کے کارروائی بمقابلہ
جایداد کے کرے۔ اسکی تائید مین مقدمہ ولی محمد بنام تراب علی
(انڈین لاریپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۷۹) کا ہے جس پر
استدلال ... بلاحظ مقدمہ مذکور سے ظاہر ہے کہ ... جیون لال
نے اوس مقدمہ مین مجبوراً استعمال اختیار عادلانہ بنظر روکنی ...
کے جو مدیون ڈگری پر ہوتا تھا کیا تھا۔ مجھے میری بھائی محمود صاحب

نے جو اوس مقدمہ مین موجود تھے یہی کہا ہے کہ جہانتک اونکو یاد
ہے یہہ تقریر صحیح ہے جو اوس مقدمہ کی نسبت مین قایم کرتا ہون افسوس
ہے کہ حالات متنازعہ کی پوری رپورٹ نہین ہے لیکن رپورٹ
مذکور اس نتیجہ کے اخذ کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس مقدمہ مین
اوس قسم کا فریب نہین ہوا ہے ڈگریدار مستحق ہے کہ اپنی ڈگری بمقابلہ
ذات یا جایداد مدیون ڈگری کے جیسا اوسے بہترین معلوم ہو جاری کراوے
اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے

محمود صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع سہارنپور استصواب فوجداری منفصلہ ۱۹ مارچ

قیصر ہند بنام شنکر لعل

نقصان رسانی۔ نیت زیان ناجایز پہونچانیکی۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع
(تعزیرات ہند) دفعہ ۴۲۶۔

یہہ استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ تعزیرات ہند کے
سشن جج سہارنپور نے ہائیکورٹ سے بمقدمہ شنکر لعل کے کیا تھا
جسکی نسبت جنٹ مجسٹریٹ سہارنپور نے بتجویز ثبوت جرم بابت ایک جرم کی صادر کی تھی
جو بموجب دفعہ ۴۲۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اور جسکی
نسبت حکم سزای جرمانہ تعدادی ۵۰ کا صادر کیا تھا۔ حکم استصواب حسب ذیل ہے
یہہ مقدمہ ہر چہار پہلو سے ہمشکل مقدمہ قیصر ہند بنام رستم علی
(زبدۃ النظایر مغتہ واری ۱۸۸۲ع صفحہ ۲۱۵) کے ہے۔ ملزم کی نسبت
تجویز ثبوت جرم نقصان رسانی بذریعہ گرادینے دیوار مستغیث کے
صادر ہوئی ہے حالانکہ اگرچہ اوس نے کیا یہی ہو جس سے الزام
قایم اوسکی نسبت قرار پاسکتا ہے کہ اوس نے بنفاذ دعوا استحقاق
کے بنیک نیتی یہہ فعل کیا ہے اور نہ بہ نیت زیان ناجایز پہونچانیکی
مستغیث کے۔ بدینوجہ مین مقدمہ کو واسطے نگرانی کے ہائیکورٹ کی

مین ارسال کرتا ہون۔

مجسٹریٹ نے جواب ذیل بہیجا ہے۔

مینی فیصلہ محولہ ذیلیلم صاحب جج کو ملاحظہ کیا ہے اور بلاعذر فیصلہ مذکور ہر چہار پہلو سے مشابہ مقدمہ قیصر ہند بنام شنکر لعل کے ہے مینی یہہ تجویز کی ہتی کہ اگر کوئی شخص جو بہ نیک نیتی یہہ باور کرے کہ تعمیر دیوار کی اوسکی اراضی پر منجانب تعمیر کنندہ کے مداخلت بیجا دیوانی کی ہے زبردستی اور جبراً تعمیر مذکور کو منہدم کرا دے تو اوسکی نسبت یہہ تجویز ہونی چاہئے کہ اوس نے ارتکاب جرم مصرحہ دفعہ ۴۲۶ مجموعہ تعزیرات ہند کا کیا ہے یہہ صاف ظاہر ہے کہ اگر پانچ سے زیادہ شخص اسطرح عمل کرین تو ظاہر ہے کہ وہ مجرم مجمع خلاف قانون ہونگے جیسی کہ صورت ہونگی اور جب پانچ اسے کم ادمی ایسا کرین تو مین خیال کرتا ہون کہ وہ ضرور مجرم نقصان رسانی کے متصور ہونگے اگر یہہ راے قایم کیجاے تو ہر جبریہ انہدام کسی تعمیر یا عمارت کا جایز ہو جایگا بشرطیکہ انہدام کرنیوالا یہہ ثابت کر سکے کہ نامبردہ کو بہ نیک نیتی باور اپنی دعوے کا نسبت ملکیت اراضی کے ہے اور کل کام انہدام کے لئے صرف چار ادمی مقرر کرے۔ میری راے مین مقصود قانون کا یہہ نہین ہے کہ اسطرح سے کوئی شخص قانون کو اپنی ہی ہاتہہ مین لے لیوے اور قانون کے رو سے صرف بمقابلہ مداخلت بیجا مجرمانہ کے استعمال جبر کا بغرض استحقاق حفاظت خود اختیاری مال کے روا رکہا گیا ہے اور نہ بمقابلہ مداخلت بیجا دیوانی کے۔ بغرض اسکے کہ کہ عمل تعمیر کسی عمارت کے اپنی اراضی پر جسکا دعوے دوسرا شخص کرتا ہو منجانب تعمیر کنندہ کے فعل بہ نیک نیتی ہو تو نامبردہ مستحق حفاظت کا بمقابلہ انہدام عمارت مذکور زبردستی کے اوسوقت تک ہے کہ تجویز بحث حقیت کا مابین ہر دو اشخاص مذکور کے کر دے۔ طریقہ مناسب واسطے مدعیان مخالفین کے یہہ ہے کہ عدالت دیوانی سے حکم امتناعی جاری کرا دین

اور نہ یہہ کہ صرف ایک گروہ مزدوران سے جاکر اوس عمارت کو منہدم کرے جسکے نسبت اوسکو اعتراض ہے یا یہہ کہ دو یا تین اپنی مددگار ونکو لیجا کر اوس عمارت کو منہدم کردے جو اوسکو ناگوار ہے شکل اصطلاحی اس بحث کی اس مختصر صورت مین بیان ہو سکتی ہے کہ بمقابلہ مداخلت بیجا دیوانی کے کوئی استحقاق مخالفت خود اختیاری کا حاصل نہین ہوتا ہے قانون کے نسبت یہہ راے قایم کر کے مینے تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۲۶ تعزیرات ہند کے بہ نسبت شنکر لعل کے صادر کی ہے کیونکہ اوسکی نسبت یہہ تجویز ہوسکتی ہے کہ اوس نے مستغیث کو نیا ناجایز پہونچایا ہے ۔ وقت فیصل کرنے مقدمہ کے میرے ذہن مین ایک دوسری شکل بھی اس بحث کی موجود تھی کہ اگر کسی دعویدار اراضی بہ نیک نیت کو یہہ جایز ہے کہ عمارت تعمیر کردہ دوسرے دعویدار اراضی مذکور کو کہ وہ بھی بہ نیک نیت ہے بجبر منہدم کردے تو کیا اوس اخر الذکر دعویدار بہ نیک نیت کو بھی جایز نہین ہے کہ فعل جبریہ دعویدار دیگر پر مزاحمت اسطرح پر کرے کہ جواب اوسکی جبر کا ساتھ جبر کے دے مجھی کہنا چاہیئے کہ جایز ہے اور اوسوقت دو دعویداران مخالف کو بہ نسبت بحث خود اختیاری کے جو انکا لڑتے ہوے دیکھینگے کہ جبتک احکام قانون متعلقہ مجمع خلاف قانون اور بلوہ سے گریز رہیگا اگر انہدام جبر کسی ایک دعویدار کا خلاف قانون اور قابل سزا حسب دفعہ ۴۲۶ تعزیرات ہند کے نہین ہے تو آیندہ حفظ امن اور دربارہ انسداد دعویداران مخالف کے اپسمین ایک دوسرے کے سر توڑنے مین دقت ہوگی ۔

صاحب سشن جج نے وقت رپورٹ کرنے مقدمہ کے حسب ذیل تحریر کیا ہے ۔ مین بناتہ اوس راے سے اتفاق کرتا ہون جو جنٹ مجسٹریٹ نے قایم کی ہے لیکن فی الحقیقت یہہ ایسا مقدمہ ہے جس مین عدالت کا فیصلہ ضروری ہے ۔

وقت سماعت استصواب کے ۔

شنکر لعل منجانب سایل

ٹڈل صاحب جسٹس ۔ مجسٹریٹ نے اپنی فیصلہ مین صاف تجویز نہین کی ہے کہ آیا التعمیر متنازعہ سے حقوق شنکر لعل ملزم مقدمہ ہذا پر مداخلت بیجا ہوئی ہے یا نہین لیکن جو کیفیت مجسٹریٹ موصوف نے برطبق استفسار صاحب سشن جج کے بہیجی ہے اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونہون نے یہہ خیال کیا ہے کہ منجانب مستغیث کے تعمیر بیجا ہوئی ہے اور اوس سے حقوق شنکر لعل ملزم پر مداخلت بیجا ہوئی باعتبار اس خیال کے یہہ ظاہر ہے کہ تجویز ثبوت جرم شنکر لعل کا نسبت جرم نقصان رسانی بوجہ انہدام کرنے تعمیر مذکور کے خلاف قانون ہے اور قابل بحال رہنے کے نہین ہے ۔ انہدام ایسی عمارت کا صرف اس تجویز کی بنا پر نقصان رسانی اور اوس حیثیت سے قابل سزا ہو سکتا ہے کہ شنکر نے اوسکو بہ نیت نقصان پہونچانے یا اس علم سے کہ اوسکے ذریعہ سے وہ باعث زیان ناجایز پہونچانے مستغیث کا ہوگا پس مستغیث کو بوجہ دست اندازی اوسکی مصالحہ کے جو چاہئے سو نقصان ہو لیکن یہہ ظاہر ہے کہ حسب حالات مفروضہ مقدمہ ہذا کے نقصان مذکور ناجایز نہین ہوگا کیونکہ ہرگاہ مستغیث ناجایز طور سے دیوار متنازعہ سے بیدخل یا محروم نہین رکہا گیا تہا کہ جس دیوار کا قایم کرنا اراضی شنکر لعل پر جاوسکی طرف سے ناجایز ہے ۔ تجویز اور حکم سزا صادرہ مجسٹریٹ منسوخ کیجاتی ہین اور مسل مقدمہ واپس کیا جاویگا ۔

ضلع باندا نگرانی فوجداری نمبر ۱۴۲ منفصلہ ۱۹ مارچ

قیصر ہند بنام اوزنگار داس

نالش واسطے کرا پانے رجسٹری دستاویز کے دوران نالش مین بالزام جعلسازی دستاویز کے سپرد سشن ہونا حکم سشن جج بنام منصف ملتوی رکہا ... مقدمہ تا انفصال تجویز فوجداری

واقعات استغاثہ مقدمہ کی حسب ذیل ہیں۔ ۲۳ر دسمبر ۱۸۸۲ء کو
مسمی بلدیو سنگھ نے تمسک کفالتی بنام اولکار داس سائل کے لکھ
دیا تھا اوسکی دوسرے روز اولکار داس مذکور نے تمسک مذکور روبرو
سب رجسٹرار کے واسطے رجسٹری کے پیش کیا لیکن بلدیو
سنگھ نے اوسکی تحریر سے انکار کیا اور سب رجسٹرار نے اوسکی
رجسٹری سے انکار کیا۔ لہذا سائل نے حسب دفعہ ۷۳ ایکٹ
رجسٹری (۳ سنہ ۱۸۷۷ء) کے درخواست بحضور رجسٹرار بغرض ثابت کرنے
اپنی استحقاق دربارہ رجسٹری کرانے تمسک مذکور کے گذرانی
لیکن بعد تحقیقات کے رجسٹرار نے درخواست مذکور نامنظور کر دی
۲۷ر دسمبر ۱۸۸۲ء کو یا بین تاریخ حکم سب رجسٹرار اور تاریخ حکم صاحب
رجسٹرار کے بلدیو سنگھ نے بعدالت ڈپٹی مجسٹریٹ ہمیرپور الزام
جعلسازی مستغیثہ دفعہ ۴۶۵ تعزیرات ہند بہ نسبت تمسک مذکور
بنام اولکار داس پیش کیا ہے اسی عرصہ میں اولکار داس نے اندر میعاد
۳۰ یوم مصرحہ دفعہ ۷۷ ایکٹ رجسٹری کے نالش بعدالت
منصف ہمیرپور واسطے صدور ڈگری مشعر کرانے رجسٹری دستاویز
مذکور کے دایر کی۔ بعدہ نامبردہ نے درخواست التوای کارروائی
فوجداری مرجوعہ بلدیو سنگھ تا انفصال نالش مذکور بعدالت ڈپٹی مجسٹریٹ
گذرانی لیکن ڈپٹی مجسٹریٹ نے درخواست نامنظور کی اور اوسکو واسطے
تجویز جرم جعلسازی کے سپرد عدالت سشن باندا کے کیا تب اولکار داس
نے اوسی قسم کی درخواست بحضور صاحب سشن جج کے گذرانی
ور مشار الیہ نے بذریعہ حکم مصدرہ ۲۹ر دسمبر ۱۸۸۲ء نہ صرف درخواست
التوای کارروائی فوجداری کی نامنظور کی بلکہ حکم بنام منصف ہمیرپور
اس ہدایت سے صادر کیا کہ سماعت مقدمہ سائل کی تا اختتام تجویز
عدالت سشن کے ملتوی رہے۔
اولکار داس سائل نے درخواست نگرانی مذکور کی ہائیکورٹ میں کی ہے

جوگندرناتھ بنجاپت سایل

صاحب جج سشن۔ تجویز الزام مجرمانہ جرم جعلسازی متدایرہ عدالت سشن جج کی تا تجویز مقدمہ دیوانی جسمین اوسکا ذکر اس سایل مدعی ہے اور بلدیو سنگہ مدعا علیہ ہے ملتوی رہنا چاہیئے۔ صاحب سشن جج کو استحقاق یا اختیار صادر کرنے حکم التواے سماعت مقدمہ مذکور کے نہ تھا اور بہنے تجویز مقدمہ فوجداری عدالت مشار الیہ یا کسی اور جج سے کوئی بیون ہو حاصل نہ تھا کیونکہ منصف ماتحت باختیار سشن جج کے نہ تھا۔ منصف کو حکم ہوگا کہ فوراً کارروائی تجویز و فیصلہ مقدمہ دیوانی عمل مین لاوین اور نتیجہ تجویز سے عدالت ہذا کو مطلع کرین۔

ضلع مین پوری — استصواب فوجداری — منفصلہ ۲۲ مارچ

قیصر ہند بنام لچھمن نراین ویک کس دیگر

تجویز سرسری۔ نالش مین اوس جرم کا شامل ہونا جو قابل تجویز سرسری ہو۔ الزام جرم مذکور کی نسبت پیروی اہم ہونا۔ مجسٹریٹ کا دربارہ تجویز سرسری کے غیر مجاز ہونا۔

اس مقدمہ مین جنٹ مجسٹریٹ مین پوری نے بر طبق استغاثہ اون جرایم کے جو حسب دفعات ۳۲۳ و ۳۴۲ تعزیرات ہند قابل سزا ہین دو شخصون کی نسبت تجویز سرسری طور پر کی تہی اور اونکو رہا کیا تہا۔ مستغیثون نے درخواست نگرانی حکم رہائی کی بحضور سشن جج مین پوری کے کی اور اونکی اول وجہ نگرانی کی یہ ہے کہ جرم جو بموجب دفعہ ۳۴۲ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے اوسکی تجویز سرسری نہین ہو سکتی ہے اور بلحاظ دفعہ ۵۳۰ (ع) مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کارروائی جنٹ مجسٹریٹ کی کالعدم ہے صاحب سشن جج نے اس عذر کو معقول تجویز کیا ہے۔ بہ نسبت الزام متعلقہ دفعہ ۳۲۳ کے مشار الیہ نے حسب ذیل تحریر کیا ہے جنٹ مجسٹریٹ نے اپنی تجویز مین کچھ ذکر نالش کے اس جزو کا نہین کیا ہے [illegible]

یہہ تجویز ہو چکی ہے کہ یہ امر نالش پر منحصر ہے کہ آیا مقدمہ قابل تجویز سرسری کے ہے یا نہین۔ چنانچہ مشارالیہ نے حسب دفعہ ۴۳۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مقدمہ ہائیکورٹ مین ارسال کیا ہے۔

سمین منجانب سایلان۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس و ٹل صاحب جسٹس۔ ہم خیال کرتے ہین که صرف ان امور سے که مستغیث نے اپنی عرضی نالش مین وہ جرم لکھ دیا ہے جسکی تجویز سرسری نہین ہو سکتی ہے لیکن جسکی پیروی کا حق نہین ہوئی ہے جنٹ مجسٹریٹ کو ممانعت اس امر کی نہین ہے که تجویز مقدمہ کی بابت ایسے الزام یا الزامات کے باختیار سرسری عمل مین لاوے جو قابل تجویز طریقہ سرسری کے ضابطہ سے ہو۔ کوئی موقع ہمارے مداخلت کا بنفاذ ہمارے اختیار نگرانی کے نہین ہے۔ مسل مقدمہ واپس ہوگی۔

ضلع تھانیسر　　اپیل نمبر ۲۳ ۱۸۸۶ء　　منفصلہ ۲۲ مارچ

بیرنگی وغیرہ　بنام　رام سرن و یک کس دیگر

نالش استقراری۔ ایکٹ ۱۸۷۷ء (ایکٹ دادرسی خاص) دفعہ ۴۲ میعاد سماعت۔ قبضہ مخالفانہ۔ سقوط استحقاق نسبت جایداد۔ ایکٹ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعہ ۲۸ ضمیمہ ۲ مد ۱۴۲۔

واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے درج ہین۔

ہورڈ و سکھہ رام منجانب اپیلانٹیان

سندر لعل منجانب رسپانڈنٹیان

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ یہہ نالش واسطے استقرار حق کے ہے عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری بحق مدعیان صادر کی ہے مدعا علیہم اپیل کیا ہے۔ عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے که ۱۹ اگست ۱۸۷۰ کو مسمی بخشن مدعیہ نے ایک بیعنامہ لکھا تھا جسکی رو سے نامبردہ نے حق اپنی بحق مدعیان بیع کیا تھا اور جایداد مبیعہ مذکور بقبضہ مرتہنان

ہے۔ سوائے مسماۃ بزنگی کے اور مدعا علیہم تا یتامان جگن دوبے کے
ہیں۔ انکا مقدمہ یہ ہے کہ قبضہ مخالفانہ بلا مالک ساٹھ سال سے زاید کا ہے
تا پسردگان مسلمًا خود قابض نہیں رہے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ قبل از
سنہ ۱۸۶۷ء سے مرتہنان قابض تھی۔ کوئی حجت قبضہ مخالفانہ کی اس مقدمہ
میں مابین مدعیان اور مدعا علیہم کے پیدا نہیں ہوتی ہے۔ امر دیگر پیش
کردہ مدعا علیہم یہ ہے کہ یہ نالش باستقرار حق کی نہیں ہو سکتی ہے
ہمنے مسٹر سکھ رام سے جو منجانب اپیلانٹیان حاضر ہوئے ہیں یہ پوچھا
تھا کہ حسب منشاء دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص ۱۸۷۷ء کے امداد کیا دوسری
دادرسی کے استدعا مدعیان کر سکتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ مدعیان استدعا
انفکاک رہن کی یا نالش دخلیابی کی کر سکتے ہیں۔ نالش دخلیابی کی بمقابلہ
مدعا علیہم نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ کبھی قابض نہیں تھی اور یہ نالش رہن کی
بمقابلہ مدعا علیہم کے قائم رہ سکتی ہے کیونکہ وہ مرتہنان نہیں ہیں فی الحقیقت
یہ واقع نہیں ہے۔ [illegible] کہ آیا وقت انفکاک رہن کا آیا ہے یا نہیں۔
اسبات [illegible] کچھ بھی ثبوت نہیں ہے۔ منجانب مسماۃ بزنگی بقیہ مدعا علیہم
[illegible] جگن دوبے کے ہے بلکہ اوسکی اور نیز اون [illegible]
کے مقابلہ میں خواہ [illegible] دعویدار استحقاق مخالفانہ کی بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ
اپیل [illegible] نے اوسکی مقدمہ پر غور نہیں کیا ہے۔ اب دیکھنا چاہیے
کہ قبل زمانہ [illegible] ۱۸۶۶ء سے کل پر مرتہنان قابض کرا دیے گئی تھی
اسوجہ سے یہ نالش جو منجانب مسماۃ بزنگی کے بمقابلہ مرتہنان جگن دوبے
یا کسی دوسرے شخص کے جو بذریعہ اوسکی دعویدار ہو بغرض دخلیابی کے
ہو بوجہ میعاد سماعت کے ساقط ہو گی۔ مسماۃ کی نالش میں نمبر ۱۴۸ ضمیمہ ۲
ایکٹ میعاد سماعت کا عارض ہوگا اور چونکہ کیفیت یہ ہے تو اوسکا استحقاق
بہ نسبت جایداد کے اگر کچھ رہا بھی ہو حسب دفعہ ۲۸ ایکٹ مذکور کے
زائل ہو گیا ہے۔ یہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

محمود صاحب جسٹس۔ میں اتفاق کرتا ہوں۔

ضلع میرٹھ — اپیل دیکم ۳۵ ۱۸۸۶ — منفصله ۲۵ مارچ

چندن — بنام — سمیرا ویک کس دیگر

نالش دلا پانے خرچہ کی بطور خسارہ کے خرچہ جو بوجہ پیروی مقدمہ عدالت فوجداری کے عاید ہوا ہو مختانہ وکیل خرچہ جوابدہی بمقابلہ الزام فوجداری یہہ ذکر ہوا کہ استغاثہ فوجداری کی عمداً و بلا وجہ معقول اور قرین قیاس کے تہا۔

چندن اپیلانٹ متعہدا سے سمیر دیگر دو اشخاص کے نالش بنام رسپانڈنٹیان بابت باعث ہونے ضرر شدید کے کی تہی اور اپیل مین تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۲۳ تعزیرات ہند یعنی ضرر محض کی نسبت رسپانڈنٹیان کے صادر ہوی نالش متقابل بابت ضرر شدید مرجعہ رسپانڈنٹیان بنام اپیلانٹ ڈسمس ہوئی تہی۔

نالش حال مین چندن اپیلانٹ نے دعوی دلا پانے رقوم ذیل کا مدعا علیہم رسپانڈنٹ سے کیا ہے (۱) مبلغ پانسو روپیہ بابت اوس ضرر کے جو مدعا علیہم نے اوسکو پہونچایا جسکے نسبت اوس نے یہہ بیان کیا ہے کہ میرا بازو توڑ ڈالا ہے (۲) مبلغ [illegible] جو بابت خرچہ معالجہ کے عاید ہوا (۳) مبلغ [illegible] جو عدالت فوجداری کے دونوں مقدمون مین وکیل اور مختار کو دینا پڑا ہے (۴) مبلغ [illegible] خرچہ پیروی نالش مرجوعہ خود نامبردہ بعدالت فوجداری مجموعہ جملہ دعوی مبلغ [illegible] ہے۔

عدالت مرافعہ اولی از منصف میرٹھ نے منجملہ قوم متدعویہ متذکرہ بالا کے اول رقم کو تخفیف کرکے [illegible] اور بجای رقم دویم کے [illegible] اور بجای سوم [illegible] قائم اور رقم چہارم کو اس بنا پر بالکل نامنظور کر دیا کہ مدعی نے اپنی دعوی [illegible] کی شہادت سے ثابت نہین کیا ہے چنانچہ عدالت نے ڈگری بحق مدعی بابت مبلغ [illegible] کے صادر کی ان [illegible] اوسکی ڈگری کے مدعا علیہم نے اپیل بحضور جج ضلع میرٹھ کے کیا اور نسبت اسکے بجز دعوی رقم مختانہ وکیل و مختار کے جو عدالت فوجداری کی مقدمہ مین دی تہی اور کل امور کے نسبت منصف سے اتفاق کیا جج ضلع

نے اس رقم کو نامنظور کیا اور اسطرح پر رقم ڈگری شدہ عدالت مرافعہ اولی
بھی مدعی تخفیف کر کے مبلغ ۱۸ روپیہ قایم رکھی۔ تب مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

ہنسلعل منجانب اپیلانٹ — سندرلعل منجانب رسپانڈنٹیان

ایج صاحب چیف جسٹس۔ اسمقدمہ مین مدعی دعوی خسارہ بابت خدمات ڈاکٹری
کے کرتا ہے جسکے نسبت اوسکا بیان ہے کہ بوجہ حملہ بیجا مدعا علیہم کے اوسکو عاید ہوا۔ زائدہ
دعوی خرچہ نالش فوجداری بنام مدعا علیہم اور نیز خرچہ اپنی جوابدہی کا جو بابت نالش
مرجوعہ مدعا علیہم بنام اپنی بعدالت فوجداری کے عاید ہوا کرتا ہے۔ بہ نسبت خدمات ڈاکٹری
کے صاحب جج پر فرض نہ تھا کہ بیان مدعی کو باور کرین یا اوسپر عمل کرین۔ اونکو
استحقاق تھا کہ ایک رقم مناسب اور واجبی بابت اخراجات ڈاکٹری کے لیے وہ
خرچہ کے دلاسکتے۔ صاحب جج نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ۲۰ روپیہ کافی ہے اور ہم
اونکی اس تجویز مین دست اندازی نہین کر سکتے ہین۔ بہ نسبت خرچہ نالش بنام
مدعا علیہم عدالت فوجداری کے ہم قانون کے کسی ایسے اصول سے واقف نہیں
ہین جسکی رو سے مدعی مستحق پانے اس خرچہ کا ہو۔ عدالت فوجداری نے نالش
کرنیکے لئے یا کونسل یا وکیل کے مقرر کرنیکے لئے وہ مجبور نہین کیا گیا تھا اگر اوس نے
عدالت فوجداری مین نالش کرنا پسند کیا ہے تو تاوقتیکہ اندروی قانون کے
وہ مستحق اس خرچہ کے پانیکا ہو وہ یہ خرچہ نہین پاسکتا ہے۔ بعض مقدمات مین
عدالتہای فوجداری کو اختیار ہوتا ہے کہ مستغیث کامیاب کو خرچہ یا معاوضہ
دلاوے۔ بہ نسبت خرچہ جوابدہی نامبردہ کے جو اوس نے عدالت فوجداری
مین کی ہے یہ بیان نہین ہوا ہے اور نہ ثابت کیا گیا ہے کہ استغاثہ مذکورہ
عداوتاً تھا یا بلا وجہ معقول اور قرین قیاس کے دائر کیا گیا تھا۔ نامبردہ کو بابت
مال بابت لوٹ جانے اوسکی ... بابت اخراجات ڈاکٹری
کے دلایا گیا ہے۔

یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

محمود صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
درخواست اول مرتبہ عدالت سشن میں نا		مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۴۴ و ۵۵۵	۳۶۹
ہونا چاہئے اور نہ ہائیکورٹ میں	۳۴۵	مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۹۵	۳۴۶
درخواست نگرانی حکم رہائی	۳۴۵	دفعہ ۲۰۸	۳۵۲
دعاوی کا تجزیہ	۳۵۷	دفعات ۲۳۰ و ۲۳۳ و ۲۳۴	۳۴۵
دستی نالش بعد پیش ہونے شہادت کے	۳۴۶	مقدمہ محض قابل سماعت عدالت سشن	۳۴۵
ڈگری ہا بیعات	۳۵۹	منتقل الیہ بلا علم	۳۶۵
رہن	۳۵۹	نان و نفقہ	۳۵۱
رہن جائیداد مذکور کا کالعدم ہونا	۳۵۴	نالش بازیافت حصہ منجانب بہن کے	۳۶۵
زمینداران اسامی	۳۴۸	نالش منجانب زمیندار بغرض انفصال	۳۴۸
زوجہ	۳۵۱	نالش واسطے بحالی نیلام صیغہ اجرائے ڈگری	
فعل انتظامی	۳۵۹	جو کلکٹر سے منسوخ کیا ہو	۳۶۳
کوئی اور وجہ کافی	۳۴۶	نگرانی فوجداری	۳۴۵
مانع تقریر مخالف	۳۶۵	وجہ کافی	۳۴۶
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳	۳۵۷	وسائل محاصل زر ترددہ کے	
دفعہ ۱۴۳	۳۴۶	تجویز تعداد نان و نفقہ عطیہ	
دفعات ۲۹۲ و ۲۹۳	۳۵۴	میں ملحوظ ہونا چاہئے	۳۵۱

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر سالانہ چندہ پاس منشی رگھبیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

مطبع تنویر شہر الہ آباد محلہ بخشی بازار باہتمام منشی منور علی طبع شد

ضلع گورکہپور — نگرانی فوجداری نمبر ۵ — منفصلہ ۱۳ مارچ

قیصر ہند بنام پہول کنوری وغیرہم

نگرانی فوجداری۔ درخواست نگرانی حکم رہائی۔ مقدمہ محض قابل سماعت عدالت سشن۔ درخواست اول مرتبہ عدالت سشن مین ہونا چاہئے اور نہ ہائی کورٹ مین۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۳۵ و ۴۳۶۔

اسمقدمہ مین ایک عورت مساۃ پہول کنوری پر روبرو کنور بہوانی پرشاد اسسٹنٹ مجسٹریٹ گورکہپور کے الزام جرم قابل سزا حسب دفعہ ۴۹۴ تعزیرات ہند کے اور سیتل اور دہابیر پر الزام جرم اعانت جرم مذکور کا لگایا گیا تہا۔ واضح ہوتا ہے کہ پہول کنور ملزمہ کی شادی بہاری مستغیث کے ساتہ ہوئی تہی لیکن عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ ناہبردہ نے اوسکو چہوڑدیا اور اوسکو پہر لینے سے انکار کیا حالانکہ مکرر اوسکو اسبارہ مین کہا گیا اور وہ اوسعورت سے شادی کرلی ہے۔ سیتل ملزم پہول کنوری کا باپ ہے اور جب سب کوششین مستغیث کی اس امر مین ترغیب کی ساقط ہوئین کہ وہ پہر اسکی دختر کو قبول کرلیوے۔ اوس نے برضامندی پنچایت اشخاص ہمقوم کے اوسکی شادی دہابیر کے ساتہ کردی۔ واضح ہوتا ہے کہ بموجب دستور مروجہ قوم کیوری کے کہ جس قوم کی پہول کنوری ہے مطلقہ زوجہ اپنی شوہر اولین کے حیات مین بحصول رضامندی اپنی ہمقوم کے پہر شادی کرسکتی ہے۔

بعد بحث کرنے قواعد دہرم شاستر متعلقہ اس امر کے اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ رزیل قوم کی عورتین حسب شرائط متذکرہ بالا زوجہ مطلقہ پہر شادی کرسکتی ہے بشرطیکہ اوسکا شوہر اولین اوسکی اس فعل سے رضامند ہو۔ حاکم موصوف نے یہہ تجویز کی ہے کہ ان کل شرائط کا وجود اسمقدمہ مین ثابت ہوا ہے اور یہہ

کہ شادی ثانی پہول کنور کی بمقتضاے دستور اوس قوم کے
ہوئی ہے کہ جس قوم کی وہ ہے۔ چنانچہ حاکم موصوف نے یہہ تجویز
کی ہے کہ واقعات مشتبہ سے جرم جو از روے دفعہ ۴۹۴ تعزیرات ہند
کے قابل سزا ہے یا اعانت جرم مذکور کے ثابت نہیں ہے اور
مشارالیہ نے ملزمان کو رہا کر دیا۔
بہاری مستغیث نے درخواست نگرانی اس حکم کی بموجب دفعہ
۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اس بنیاد پر ہائیکورٹ مین کی ہے
کہ مجسٹریٹ نے بربناے راے غلط النسبت دربارہ شاستر متعلقہ شادی عمل کیا ہے
سمین منجانب سایل ڈلن وجوگنکلناتہ منجانب ملزمان
براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ دلیل وکیل سایل کی یہہ حجت ہے
کہ مقدمہ مقتضیہ دفعہ ۴۹۴ مجموعہ تعزیرات ہند کا محض قابل تجویز عدالت
سشن کے ہے اور بلحاظ شہادت موجودہ مسل کے اسسٹنٹ مجسٹریٹ
کو ملزمان کو رہا نہین کرنا چاہئے تہا بلکہ اونکو واسطے تجویز کے سپرد
عدالت سشن کرنا چاہئے تہا۔ اندرینحالات سایل کو یہہ درخواست نگرانی
کی عدالت ہذا مین پیش نہین کرنا چاہئے ہتی بلکہ عدالت سشن مین
تحریک استعمال اختیارات عطیہ از روے دفعہ ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری
کے کرنی چاہئے ہتی۔ درخواست حال قبل از وقت ہے اور مین اوسکو
نامنظور کرتا ہون۔

ضلع جونپور اپیلدویم نمبر ۴۰ سنہ ۱۸۸۶ء منفصلہ ۲۲ مارچ
قادربخش بنام عبدالرحمن وغیرہم۔
ڈسمسی نالش بوجہ نہ پیش ہونے شہادت کے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی
دفعہ ۱۵۵ ۔ وجہ کافی۔ تجویز ثانی۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۴۳
کوئی اور وجہ کافی۔
واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے درج ہین

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹ عبدالمجید منجانب رسپانڈنٹیان

ایج صاحب چیف جسٹس - یہہ نالش عدالت منصفی مین دایر ہوئی تہی - منجملہ تنقیح اپنی امور نزاعی کو بذریعہ ثالثی کے طی کرانا چاہا تہا - ایک مدعا علیہ نے مدعی سے یہہ کہا کہ جو کچہہ کاروائی ہوئی ہے اوسکی اطلاع مین عدالت سے کردیونگا - اسوجہہ سے مدعی اوس تاریخ پر اصالتاً حاضر نہین ہوا جو منصف نے واسطے فیصلہ مقدمہ کے مقرر کی تہی اور نہ وجہ اپنی غیر حاضری کی اپنی وکیل سے ظاہر کی - جب مقدمہ پیش ہوا تو وکیل نے یہہ بیان کیا کہ مدعی اپنی شہادت کے پیش کرنے مین قاصر رہا ہے - اسپر منصف نے دعوے ڈسمس کیا - مدعی نے منصف کے حضور مین درخواست تجویز ثانی اوسکی فیصلہ کی گذرانی - منصف نے درخواست منظور کی اور یہہ حکم دیا کہ مقدمہ بازبہ نمبر سابق فہرست مین قایم کیا جاوے اور ڈگری بحق مدعی صادر کی - مدعا علیہ نے اپیل کیا اور یہہ عذر پیش کیا کہ یہہ مقدمہ حسب دفعہ ۱۵۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈسمس ہوا ہے اور مدعی کو چارہ کار بذریعہ درخواست تجویز ثانی کے نہین ہے - عدالت اپیل ماتحت نے یہہ عذر قبول کیا اور بنا راضی ڈگری مذکور کے اپیل منظور کیا اور ڈگری منسوخ کی اور روداد مقدمہ پر کچہہ لحاظ نہین کیا - اب اوسی ڈگری کے ناراضی سے یہہ اپیل دایر ہوا ہے جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ باعتبار بیان مدعا علیہ کے یہہ بات ہوئی کہ مدعی تاریخ معینہ پر عدالت منصفی مین حاضر نہین ہوا اور مدعا علیہ بہی حاضر نہین ہوا - بموجب دفعہ ۱۵۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منصف کو استحقاق ڈسمس کرنے مقدمہ کا حاصل نہتا الا یہہ کہ مدعی بلا وجہ کافی کے پیش کرنے شہادت سے قاصر ہوتا - اس مقدمہ مین ظاہر ہے کہ وجہ کافی موجود ہے - اندرین حالات صاف ظاہر ہے کہ مدعی کو چارہ کار حاصل ہونا چاہیئے - یہہ بہی واضح ہوتا ہے کہ منجملہ

چارہ کار ونکی ایک چارہ کار درخواست تجویز ثانی کی ہے یعنی دفعہ
۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی سے الفاظ کسی اور وجہ ثانی پر جیسا کہ مینے
مقدمات سابقہ مین کیا ہے ازادانہ اور وسیع تعبیر قایم کرتا ہون
لہذا مین یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ عدالت اپیل ماتحت کی راے غلط
ہے اور سماعت مقدمہ کی بلحاظ روداد مقدمہ کے کرنی چاہیئے تہی
مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض تجویز مطابق
قانون کے واپس ہونا چاہیئے اپیل منظور اور ڈگری عدالت ماتحت
کی منسوخ کیجاتی ہے۔
محمود صاحب جسٹس ۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع شاہجہانپور اپیل دویم نمبر ۱۲۷۰ سنہ ۱۸۸۶ء منفصلہ ۲۶ مارچ
گوبردہن وغیرہم بنام عبد الغفور وغیرہم
زمینداران و اسامی ۔ استعمال جایداد کا منجانب اسامی خلاف شرایط
نوعیت قبضہ اسامی مذکور ۔ نالش منجانب زمیندار بغرض امتناعی ۔
واقعات مقدمہ کی ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین ۔
رام داس منجانب اپیلانٹیان ۔ ظہور حسین منجانب رسپانڈنٹیان ۔
ٹرل صاحب جسٹس ۔ یہہ نالش منجانب کل زمینداران ایک
موضع واقعہ ضلع شاہجہانپور اس بیان سے دایر ہوئی ہے کہ مدعا علیہم
سکنا ے ابادی موضع مدعیان نے ایک مکان جسپر بتبعیت مدعیان
(زمینداران) ابتدا قابض تہی اور جسکو واسطے اغراض سکونتی کے استعمال
کرتی تہے اوسکو بحیثیت سندی کا لکا کے مبدل کر دیا ہے ۔ بنیاد
دعوے اہد استقرار حق حسب بیان اونکی بحیثیت مالکان اراضی اور بحیثیت
زمینداران عمارت متنازعہ کے ہین اور اس حیثیت سے مستحق ہین
کہ مدعا علیہم کو استعمال عمارت مذکور جدید اور خلاف اغراض سکونتی کے
باز رکہین ۔ آیا یون کہو کہ نالش واسطے اصدار حکم امتناعی مشعر اس حکم

معلوم ہوتی ہے کہ مدعاعلیہم مقام مسکونہ کو تبدیل کر کے مقام پرستش
عام نہ بنادین کیونکہ وہ پرستش عین قریب مین مسجد مدعیان معہ
راگ اور دیگر امور مضر استحقاق اور آرام مدعیان کے ہے مدعاعلیہم نے
صاف وصریح طور پر یہہ جواب دیا ہے کہ مکان متنازعہ جسکو وہ چھپر کہتے
ہین مندر تہا یعنی شوالہ یا مندر کالکا دیبی کا ہے اور تین سو برس
سے ایسا ہی ہے

عدالتہاے ماتحت نے مقدمہ کو اسطرح پر تصور کیا کہ گویا بنی
اوپر مزاحمت استحقاق زمیندارانہ مدعیان کے ہے اور التماس دادرسی
بطور حکم امتناعی [illegible] مزاحمت مدعاعلیہم کے ہے پہلی بہی کچھہ وقت
معلوم ہوا تہی اور وہ وقت عرضی نالش کے اوس جزو سے کہ جس
سے التماس استقرار حق کے معلوم ہوتی ہے اس خیال سے پیدا
ہوئی تہی کہ دفعہ ۴۲ ایکٹ دادرسی خاص مانع پذیرائی اس نالش
کے ہوگی۔ اگر نالش کو بابت دادرسی استقراریہ کے تصور کرین تو
غالباً نالش نہین ہوسکتی ہے کیونکہ مدعیان ظاہرا طور پر مستحق دادرسی
مزید اور واقعی بیدخلی مدعاعلیہم کے ہین کیونکہ نامبردگان بحیثیت
اون اسامیون کے ہین کہ جنہون نے مکان کا استعمال
ایسے طریقہ پر کیا ہے جو خلاف اوس شرط کے ہے جسکے لئے وہ مکان
کرایہ پر دیا گیا ہے۔ لیکن بعد ملاحظہ مزید سوال وجواب اور امور
تنقیح تجویز طلب اور اوس تصور کے جو مقدمہ کے نسبت عدالتین نے
کیا ہے مین خیال کرتا ہون کہ یہہ امر صفائی سے تصور ہوسکتا ہی
کہ یہہ نالش داخل باب ۹ حصہ ۳ ایکٹ ۱۸۷۷ء کے ہے۔ بلحاظ
شہادت کے عدالتین نے یہہ تجویز کی ہے کہ کل بیانات مدعیان
کے صحیح اور درست ہین یعنی یہہ کہ مدعیان مالک اراضی کے ہین
اور مدعاعلیہم بجز اسکے کہ وہ مالک عملہ عمارات مقبوضہ اپنی بشمول عمارت
متنازعہ کے ہین اور مستحق قبضہ مذکور کے بحیثیت اسامیان [illegible]

مدعیان سے کہ ہین اور کچھ نہین ہین اور جسقدر نامبردگان سے عمارت
متنازعہ کو واسطے اغراض مذہبی خاص استعمال مورت کے جہان تک
مطابق دستور مورت کے پرستش کیجاتی اور ہوتی ہے اوسیقدر عمل
مدعاعلیہم کا جدید ہے ۔ چنانچہ عدالتہاے ماتحت نے ڈگری بحق
مدعیان رسپانڈنٹ بدین حکم صادر کی کہ مورت چبوتر متنازعہ سے
ہٹا دیجاوے اور مدعاعلیہم اراضی متنازعہ پر پرستش عام کرنے مورت
مذکورہ سے باز رکھی جاوین ۔ عدالت اپیل ماتحت نے بنظر حفاظت
خطرہ رنج رسانی خیالات مذہبی مدعاعلیہم سے [illegible] حکم نے گردش
بہت احتیاط معقول کرنے مین بہت محنت کی ہے اور اسباب مین ڈگری
مذکورہ پر کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکتا ہے ۔ مدعاعلیہم نے اپیل دوم
مین یہہ حجت کی ہے کہ عمارت متنازعہ عرصہ دراز سے اغراض مذہبی
مین مستعمل ہوتی رہی ہے اور یہہ کہ گویا یہہ [illegible] استعمال [illegible] ہو یا نہین
مکان ملکیت اپیلانٹیان کی ہے جسکو وہ جسطرح سے اونکی مرضی
ہو استعمال کرسکتی ہین اور حکم مشعر ہٹا دیجانے مورت کا ایسا ہے جو
مناسب طور پر نالش استقرار حق مین صادر نہین ہوسکتا ہے ۔ عذر
اول بنا اراضی بجوئیہ واقعات کے ہے جسکی نسبت اپیل دوم مین بحث
نہین ہوسکتی ہے ۔ عذر دوم قانون کی غلط فہمی پر مبنی ہے جو یہ
نسبت اسامی کے اس اختیار رکھنے کے ہے کہ ایک مکان کو
جو پر کسی ایک غرض کے لئے قبضہ ہوا اوسکو کسی مختلف غرض کے لئے
[illegible] مرضی [illegible] کے مستعمل کرسکے جو عذر بذریعہ وجہ سوم کے
پیش کیا گیا ہے اوس مین کچھ قوت ہے اور گو ہم مقدمہ کو نالش محض
استقرار حق [illegible] تصور کرین یا بطور نالش [illegible] بارہ باز رکھنی مدعاعلیہم
[illegible] استعمال [illegible] مکان سے تصور کرین معلوم ہوتا ہے کہ حکم ہٹا دیجانے
مورت کا نامناسب ہے ۔ مدعاعلیہم کو مثل دیگر ہنود باشندگان موضع
کے اختیار ہے کہ اپنی مکان کے چوکھٹ کے نیچے ایک یا کئی مورتین

گوبن پر لحاظ کیا ہے غالباً کوئی شہادت بہ نسبت وسایل اوس شخص کے نہین لی گئی تھی کیونکہ فریقین کو زیادہ تر سرگرمی بہ نسبت امر پنچایت کے تھی۔ بہر حال مجسٹریٹ کو چاہئیے تھا کہ گوبن کے وسایل آمدنی پر غور کرے اور طرز زندگی عورت اور نیز اوسکی حالات پر لحاظ کرکے یہہ تجویز کرے کہ کسقدر وظیفہ نان و نفقہ اوس عورت کا معقول ہوگا۔ یہہ بالکل ممکن ہے کہ سایلہ کی ہمقوم اور ہم حیثیت عورات کچھہ اپنی پرورش کے لئے پیدا کر سکتی ہین۔ مین سفارش کرتا ہون کہ مجسٹریٹ کو حکم ہو کہ شہادت اسبات کی لیوین اور اسکا فیصلہ کرین کہ وسایل آمدنی گوبن کی کیا ہین اور بلحاظ حالات گوبندی کے مناسب ماہواری وظیفہ کیا ہے جو اوسکو دلایا جاوے۔

بہ تعمیل حکم مذکور کے مجسٹریٹ نے شہادت بہ نسبت امور متذکرہ بالا کے لی ہے۔ مشار الیہ نے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ گوبن سایلہ کو ایک آنہ روز ادا کر سکتا ہے اور سایلہ غالباً دو ۲ یا تین ۳ پیسہ روز یا انہاور بہ ایک آنہ روز پیدا کر سکتی ہے۔ مجسٹریٹ موصوف نے یہہ سفارش کی کہ اوسکا حکم مورخہ ۲۵ فروری ۱۸۸۲ع بدین تحکم ترمیم کیا جاوے کہ گوبن سایلہ کو بجای ۲ روپیہ کے ۱۲ آنہ ماہواری ادا کیا کرے۔

بمطابق پہونچنی مسل مجسٹریٹ کے سشن جج نے کارروائیات کو ہائیکورٹ مین حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کیا ہے۔

ٹرل صاحب جسٹس۔ کل حالات جو ثابت ہوے ہین اون سے مسماۃ گوبندی مستحق صادر کرایا نے حکم مقتضیہ باب ۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہے اور کوئی بحث بہ نسبت نوعیت اختیار یا اثر پنچایت کے اسمعاملہ مین پیدا نہین ہوتی ہے اور شوہر دعوے تخفیف وظیفہ واجبی کا مستحق اس بنیاد پر نہین کر سکتا ہے کہ اوسکی زوجہ متروکہ اپنی محنت سے کچھہ پیسے پیدا کر سکتی ہے۔ علاوہ برین کہ اب

چونکہ اوس نے سایلہ کو چھوڑ دیا ہے کوئی استحقاق شرکت ممنت کا حاصل نہیں ہے ۔ معقول حکم مصدرہ مجسٹریٹ مورخہ ۲۵ جنوری ۱۸۸۶ء اسکا بحال اور منظور کیا جاتا ہے ۔

ضلع بریلی اپیل عدیم نمبر ۲ ۱۸۸۶ء منفصلہ یکم اپریل

دہلی ولندن بنک بنام رام نراین

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۹۲ و ۴۹۳ ۔ حکم امتناعی چند وزہ مشہور امتناع انتقال جایداد متنازعہ ۔ رہن جایداد مذکور کا لعدم ہونا ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء (ایکٹ معاہدہ) دفعہ ۲۳ ۔

واقعات استقدمہ کی ایج صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین ۔

اسپنکی کالون منجانب اپیلانٹ

رتن چند منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ یہہ وہ نالش ہے جو مدعیان نے بنام مدعاعلیہ کے بغرض تجویز اس امر کے دایر کی ہے کہ زر محاصل اجرا ڈگری کا کون مستحق ہے ۔ واضح ہوتا ہے کہ رام سروپ دیا لعل جنکو مین بعد ازین مدیونان کہونگا مدعاعلیہ کے قرضدار ہتی ۔ ۸ جون ۱۸۸۴ء کو مدعاعلیہ نے اپنی نالش بنام مدیونان مذکور بغرض وصولیابی زر مذکور کے دایر کی اور اوسی روز درخواست حکم امتناعی بنام مدیونان حسب دفعہ ۴۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ضمن (ب) گذرانی ۱۲ جون ۱۸۸۴ء کو عدالت نے حکم امتناعی صادر کیا جو بعبارت ذیل ہے ۔ چونکہ اسمقدمہ مین حسب اطمینان عدالت ہذا کے یہہ ثابت ہوا ہے بہ نسبت جایداد متذکرہ ذیل کے اندیشہ ہے کہ تم کسی شخص کے ہاتھ منتقل کردو گے یا تم جایداد متنازعہ کو بذریعہ کاٹ ڈالنے درختوں کے یا منہدم کرنے عمارت کے نقصان پہونچاوگے اس لئے اس تحریر کے روسے حکم ہوتا ہے کہ جس فعل کی شکایت ہے اوسی بلا تصور

بار رہو۔ منجملہ دیگر اشیاء کے جایداد مذکور مین دو بنگلہ شامل ہین
اور سنئے متنازعہ مقدمہ ہذا کی اونہین کی کارروائی ہے۔ ۲۴ جون
۱۸۸۴ء کو مدیون سے ایک رہننامہ جایداد مذکور کا بنام مدعیان بابت
قرضہ واجبی کے لکہدیا۔ ۷ اگست ۱۸۸۴ء کو مدعا علیہ نے اپنی نالش
مین ڈگری زر نقد بنام مدیونان حاصل کی۔ ۱۹ جنوری ۱۸۸۵ء کو مدعیان
نے ڈگری بابت اپنی زر رہن بہ نفاذ اپنی کفالت بذریعہ نیلام کے
حاصل کی۔ اور ۲۵ مارچ ۱۸۸۵ء کو جایداد متنازعہ قرق کی۔ مجھی یہہ
لکہنا چاہیئے تہا کہ ۱۴ اگست ۱۸۸۴ء کو مدعا علیہ نے جایداد مذکور
ازروے اپنی ڈگری زر نقد مورخہ ۷ اگست ۱۸۸۴ء کے قرق
کی ہتی۔ مدعیان اور مدعا علیہ نے اپنی اپنی ڈگری کے اجرا کا دعوے
کیا ہے۔ جایداد نیلام ہوئی اور بعد اداے اخراجات کے زر
متنازعہ وصول ہوا۔ یہہ حجت ہوئی ہے کہ اثر دفعہ ۲۹۲ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کا اس مقدمہ مین یہہ تہا کہ اختیار انتقال استحقاق جایداد
بنام مدعیان یا فی الواقع کسی اور شخص کے مدیونان سے لے لیا
جاسکے۔ یا یون کہو کہ رہننامہ جو مدیونان نے ۲۴ جون ۱۸۸۴ء
کو لکہا تہا وہ بوجہ حکم امتناعی مورخہ ۷ اگست ۱۸۸۴ء کے کالعدم ہے
اس مسئلہ کے لئے کسی سند کا حوالہ نہین ہوا۔ یہہ حجت ہوئی ہے
کہ دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ کے اس وجہ سے متعلق ہے کہ غرض
رہن کی اس قسم کی ہے کہ اگر روا رکہی جاوے تو اوس سے حکم
قانون یعنی حکم امتناعی کا فوت ہوتا ہے۔ مجھی معلوم ہوتا ہے
کہ دفعہ ۲۳ ایکٹ معاہدہ کی اس مقدمہ سے متعلق نہین ہے
اوس صورت مین متعلق ہوتی کہ اگر کوئی حکم قانون کا ایسا ہوتا
جس کے رو سے رہن اندر خیالات کالعدم یا خلاف قانون ہو
یا اگر قانون کے رو سے یہہ ممانعت ہو کہ کوئی خاص دائن اپنے
قرضہ کے نسبت اطمینان حاصل کرے یہہ کہا جاتا ہے کہ منجملہ اون

تعزیرات سے کہ جو بوجہ خلاف ورزی حکم امتناعی عطیہ از روے
دفعہ ۴۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منتج ہوتے ہین ایک یہہ ہے
کہ کوئی کارروائی بنسبت جایداد منشاء حکم امتناعی مذکور خلاف
احکام حکم امتناعی مذکور کے خلاف قانون اور کالعدم ہے اس
مسئلہ کے لئے بھی کوئی سند کا حوالہ نہین ہوا ۔ جو کچھ مین تجویز کرتا
ہون وہ یہہ ہے کہ دفعہ ۴۹۲ مین ایک تعزیر واسطے خلاف ورزی
حکم امتناعی عطیہ از روے دفعہ ۴۹۲ کے منضبط ہوئی ہے ۔ اور
جو تعزیر اوس دفعہ مین مقرر ہے وہ یہہ نہین ہے جس کی حجت
ہوتی ہے مجھے اسکی کوئی وجہ نہین دکھلائی دیتی ہے کہ ہم
دفعہ مذکور مین وہ الفاظ پڑہین جو اوس مین پائی نہین جاتے ہین
اسلئے کہ ایک دوسری تعزیر قائم ہو دفعہ ۴۹۲ یا دفعہ ۴۹۳ مین
الفاظ مذکور کی متروکی سے اور بھی زیادہ ایک امر قابل لحاظ پیدا
ہوتا ہے جب کہ ہم دفعات ۲۷۴ و ۲۷۶ مجموعہ مذکور پر غور کرتے
ہین ۔ دفعات مذکور متعلق قرقی جایداد کے ہین اور بحالت قرقی
جایداد مقتضیہ دفعہ ۲۷۶ کے بھی انتقال خانگی مابعد جایداد کا بھی
کالعدم نہین ہوتا ہے اور بمقابلہ اون دعاوی کے بھی کالعدم نہین
ہوتا ہے جو زیر قرقی قابل انفاذ ہون الا یہہ کہ قرقی بذریعہ گرفتاری
واقعی یا بذریعہ حکم تحریری کے یا ضابطہ اعلان یا مشتہری کی گئی ہو
آخر الامر مجملاً مجموعہ یا قاعدہ نظائر کتب قانون مین کوئی سند
سوید حجت مدعا علیہ مقدمہ ہذا کے دستیاب نہین ہوتی ہے لہذا
اپیل معہ خرچہ منظور اور ڈگری عدالت ماتحت منسوخ ہونی چاہئے
دادرسی مندرجہ فقرات الف ب و ج عرضی نالش کے معہ خرچہ
عدالت ہذا اور عدالت ماتحت کے ڈگری ہونی چاہئے مسٹر کاملن
نے بحوالہ قوت اپنی بحث کے اس امر پر اصرار نہین کیا ہے کہ
آیا حکم امتناعی مذکور جوائنٹاً صادر ہوا تھا یا نہین [illegible]

بحث پر لحاظ کرنا ضروری نہین سمجھتی ہین۔
محمود صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع کانپور — اپیل اول احکام نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۳ء — منفصلہ ۲ اپریل
گنگا دین بنام محمود علی

دعاوی کا تجزیہ۔ بنا مخاصمت واحد۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳۔

اسمقدمہ مین محمود علی مدعی نے نومبر سنہ ۱۸۸۳ء مین نالش واسطے دلاپانے حصہ بعض جایداد بدعوے وارث اپنی زوجہ مسماۃ نظیمن بی بی کے جو نومبر سنہ ۱۸۸۱ء مین فوت ہوئی تھی دایر کی تھی۔ نالش مذکور بمقابلہ گنگا دین اور اوسکی بائع حسن باندی بیوہ حافظ علی پسر مدعی کے جو دسمبر سنہ ۱۸۸۲ء مین فوت ہو گیا تھا دایر ہوئی تھی۔ مدعی نے نالش مذکور مین ڈگری بتاریخ ۱۰ جون سنہ ۱۸۸۲ء کو حاصل کی۔ نالش مذکور کے عرضی نالش مین نامبردہ نے یہہ بیان کیا تھا کہ مین مستحق جایداد نظیمن بی بی کا ہون اور مجھکو بنا مخاصمت وقت انتقال ہوسومہ گنگا دین اور داخل خارج نام سے پیدا ہوئی سنہ ۱۸۸۳ء مین نامبردہ نے نالش حال واسطے بازیافت حصہ ۱/۴ منجملہ ۱/۲ حصہ شے مبیعہ مندرجہ بیعنامہ مورخہ ۱۰ جون سنہ ۱۸۸۱ء کے دایر کی ہے۔ نامبردہ نے دعوے بطور وارث حافظ علی کے کیا ہے اور یہہ بیان کیا ہے کہ دستاویز متنازعہ کا مین پابند نہین ہون اور یہہ کہ گنگا دین کا نام داخل ہو گیا ہے۔ اس نالش مین حسن باندی مدعا علیہا سے تام بحیثیت بائعہ کے قرار دی گئی تھی۔ مدعا علیہ کا یہہ عذر ہوا ہے کہ نالش از روے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے۔ عدالت مرافعہ اولی (منصف فتحپور) نے یہہ تجویز کی کہ بنا مخاصمت ہر نالش کی واحد ہے اور یہہ نالش ممنوع السماعت ہے اور اس وجہ سے

دعوے ڈسمس کیا ہے۔ عدالت اپیل ماتحت (ضلع جج کانپور) نے یہ تجویز کی کہ استحقاق مدعی کا مختلف اوقات پر پیدا ہوا اور بنا ہائے مخاصمت واحد نہین ہین۔ چنانچہ ڈگری منصف کی منسوخ کی اور مقدمہ واسطے تجویز رووادی کے واپس بھیجا۔ مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔

رام پرشاد منجانب اپیلانٹ۔ کوئی نہین منجانب رسپانڈنٹ۔

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ (بعد بیان کرنے واقعات تحریر فرمایا) یہ سچ ہے کہ عظیمن بی بی جسکی وارث ہونیکا دعوے مدعی نے نالش اول مین کیا تھا نومبر ۱۸۶۹ء مین فوت ہوئی تھی اور حافظ علی جسکی وارث ہونیکا دعوے مدعی نے نالش حال مین کیا ہے دسمبر ۱۸۷۰ء مین فوت ہوا تھا۔ اور واضح ہوتا ہے کہ بعد وفات نامبردہ کے حسن باندی اوسکی بیوہ اور مدعا علیہ نے اپنے نام نالش ہذا کے کل جائداد حصہ پر اپنا نام داخل کرا لیا تھا جسکی نسبت یہ دونون نالشین دایر ہوئی مین مین ترتیب عرضی نالش ہر مقدمہ سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ مدعی نے بیوہ مذکور یعنی حسن باندی کے کسی فعل پر یا کسی بید خلی کے بیان پر استدلال نہین کیا تھا اوس وقت تک کہ بیوہ مذکورہ نے ۱۰ جون ۱۸۷۱ء کو گنگا دین کے ہاتھ بیع کی ہے۔ صرف اس امر سے کہ بغرض اثبات اپنی استحقاق نسبت اوس جائداد کے جسپر گنگا دین قابض ہوا مدعی کو یہ ضرور ہوا کہ اپنا استحقاق نسبت ایک جزو کے بطور وارث عظیمن بی بی کے ثابت کرے اور بہ نسبت دوسرے جزو کے بطور وارث حافظ علی کے ثابت کرے مدعی کو دو مختلف بناہائے مخاصمت حاصل نہین ہو سکتی ہین۔ بناء مخاصمت مداخلت ملکیت مدعی سے پیدا ہوئی ہے اور اسپر کچھ لحاظ نہین ہوتا ہے کہ مدعی کو استحقاق جائداد کا کیونکر حاصل ہوا ہے۔ مین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ منصف کی راے صحیح ہے اور ہر دو نالشات مین

بناء مخاصمت و احد بتی حالانکہ دادرسی ہاے متدعیہ لسنبت تحملت اجراے جایداد مذکور سے کے ہین - اندرینحالات میری یہہ راے ہی کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی منسوخ اور ڈگری منصف کی بحال اعدیہہ اپیل معہ خرچہ منظور ہونی چاہئے -

محمود صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

ضلع مین پوری اپیل اول احکام نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۱ع منفصلہ ۔ اپریل

ہولاسراے و یک کس دیگر بنام پربتی سنگہ

رہن - ڈگری بیعیات - حکم مشعر اجازت اس امر کے کہ مرتہن زر دعب بعد تاریخ معینہ کے عدالت مین جمع کرے - فعل استطاعی حکم ناقابل اپیل - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۴ و ۵۸۸ -

واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ مین اسٹریٹ صاحب جسٹس کے درج ہین -

عبد المجید و ہنومان پرشاد منجانب اپیلانٹیان -

برودا پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان -

اسٹریٹ صاحب جسٹس - اسمقدمہ مین جن حالات سے یہہ اپیل اول احکام پیدا ہوا ہے اونکو اس نظر بیان کرونگا تاکہ آسایش ہوگا کہ جوراے لسنبت اوس عذر ابتدائی کے مین قایم کرتا ہون جو پیش سے پیدا ہوا ہے صاف ظاہر ہوجاوے - اپیلانٹیان عدالت ہذا نے ۲۲ مارچ سنہ ۱۸۷۶ع کو ایک ڈگری بیعیات کی بحق اپنی حاصل کی جسکی لسنبت یہہ تسلیم ہے کہ حسب دفعہ ۸۶ - ایکٹ انتقال جایداد کے مرتب ہوئی تہی - از رو سے ڈگری مذکور کے منجملہ دیگر امور کے یہہ حکم ہوا تہا کہ درصورت نہ ادا ہونے زر رہن قبل ۲۲ ستمبر سنہ ۱۸۷۶ع کے جایداد و بیعیات ہوجاویگی معہ اس ضرور یا دیگر سبیل البدل کے کہ اگر زر رہن حالیہ بحق مذکور پیدا اوس سے قبل ادا ہوجاویگا تو راہن مستحق دخلیابی جایداد کا ہوگا جو امور کہ بعد ڈگری مذکور کے واقعہ ہوئی ہین وہ

بہت صاف نہین ہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مدیون ڈگری جسکا
نام لالہ پربہتی سنگہ ہے مجنون تہا اور ۲۴ ستمبر ۱۸۹۶ء کو دو روز قبل
انقضائے میعاد محدودہ از روئے ڈگری بیعات کے ایک درخواست
منجانب زوجہ مدیون ڈگری بعدالت صادر کنندہ ڈگری کے واسطے
توسیع میعاد ۲۲ ستمبر ۱۸۹۶ء کے گذری کہ جس تاریخ کو دوسرے
حالت مین بیعات مکمل ہوجاویگا اور جج ماتحت نے درخواست مذکور
نامنظور کی۔ بنا راضی حکم نامنظوری درخواست مذکور کے عدالت ہذا
مین اپیل ہوا اور عدالت موصوف نے ۱۱ جنوری ۱۸۹۶ء کو میعاد
۲۴ جنوری ۱۸۹۶ء تک بڑہادی اور واسطی اغراض کارروائی اپیل
ہذا کے میری راے مین ہمکو یہہ تصور کرنا چاہئے کہ جو ڈگری
اپیلانٹیان نے ۲۲ مارچ کو حاصل کی تہی اوسمین بجای ۲۲ ستمبر ۱۸۹۶ء کے ۲۴ جنوری
۱۸۹۶ء تحریر تہا۔ یہہ مسلمہ ہے کہ ۲۳ جنوری کو تعطیل تہی کہ جب عدالت
صادر کنندہ حکم مذکور بند تہی اور یہہ بہی مسلمہ ہے کہ ۲۴ جنوری کو
بہی تعطیل تہی اور ۲۵ جنوری ۱۸۹۶ء کو رسپانڈنٹ ثانی عدالت
جج ماتحت مین حاضر ہوا اور درخواست اس بیان سے گذرانی کہ بوجہ
دو روز تعطیل کے جسمین سے ایک روز واسطی جمع کرنے کے تہا۔ وہ
یعنی رسپانڈنٹ زر مذکور داخل نکر سکی اور یہہ بہی بیان کیا کہ زر مذکور
حاضر لائی ہون اور اوس نے اجازت جمع کرنے زر مذکور کی کی ہے
میری ذہن مین درخواست مین کوئی امر ایسا نہا کہ جو بنوعیت اوس
درخواست کے متصور ہو جو عدالتانہ داخل کی جاتی ہے یعنی بطور
اوس دستاویز قانونی کے تہی جو دیوانی نالش مین داخل کیجاتی
ہے۔ وہ درخواست اوس عدالت کے لئے تہی جس نے ابتدا
ڈگری صادر کی تہی اور بدرخواست لینے اوس روپیہ کے تہی جو ایک
فریق جمع کرنا چاہتا تہا۔ پیشانی درخواست مذکور پر ایک حکم صادر ہوا
تہا جسکو مین اوس سے زیادہ نہین خیال کرتا ہون کہ [illegible]

اپنی عہدہ دار ماتحت کو ہدایت لینے روپیہ مذکور کے کی ہتی سے جج ماتحت کے اس حکم پر بیہ مسلمہ ہے اور بیہ امر کل بحث سے خارج ہے کہ زر مذکور عدالت جج ماتحت مین داخل ہوگیا تہا۔

یہی واقعات ہین کہ جنکی بنا پر اپیلانٹ نے بیہ اپیل عدالت ہذا مین پیش کیا ہے اور یہی حکم جج ماتحت کا مشعر ہین ہدایت کہ زر مذکور عہدہ دار عدالت کے پاس جمع ہوالیا ہے جسکو منشاء اپیل احکام کے شکست کرنیکی استدعا ہے۔

بس ایک اعتراض نسبت ہونے اپیل ہذا مثل اس قسم کے حکم کے بجانب میرے بہائی محمود صاحب اور نیز اس جانب کے ہوا تہا کہ حکم مذکور صرف اوس حالتمین قابل اپیل ہے اور ہوسکتا ہے کہ جیسا کہ حکم اوس قسم اور نوعیت کا ہو جسکا ذکر دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی یا حکم اس قسم متذکرہ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ مذکور کے ہو۔ بہ نسبت دفعہ کے ظاہر ہے کہ بیہ حکم اوس دفعہ مین داخل نہین ہے کیونکہ ہم دفعہ مذکور مین نہین پاسکتے ہین۔ بہ نسبت اسکی کہ وہ داخل حیطہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ کے ہے مجہی معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور کا بیہ مقصد ہے کہ کوئی امر نزاعی یا اختلافی صیغہ اجراے ڈگری مین ہو جسکی تجویز قطعی اور منحصر قابل پابندی فریقین کارروائی مذکور کے ہو اور جو صراحت متعلق اجراے یا ایفاے یا بیباقی ڈگری کے ہو۔ میری راے مین بیہ منظوری نسبت جمع کرنے روپیہ کے ایک فعل محض عاملانہ ہے اور اس امر سے حکم مذکور کی نوعیت مبدل نہین ہو جاتی ہے کہ تاثیر قانون سے ایسا جمع کرنا روپیہ کا منتج ایسے نتایج کا ہوگا جو حکم عدالتانہ عدالت مین شکل قانونی حاصل کرینگی۔ وہ حکم باضابطہ بذات خود تابع کسی ایسے حکم کا ہوگا جو فریق ضرر رسیدہ بذریعہ اپیل کے اور طور پر عمل مین لانا مناسب جانے۔ اگر زر مذکور اندر میعاد جمع ہوا ہے تو زر اہن مستحق اون فواید کا ہے جو اوسکی لئے دفعہ ۷۰۔ ایکٹ انتقال

جایداد مین موضوع ہوئی ہین اور اگر اندر میعاد جمع نہین ہوا
ہے تو مرتہن جسکی تا تمقابل ان اپیلانٹیان عدالت ہذا مین مستحق
پیش کرنے درخواست محکومہ ضمن ۲ دفعہ ۲ ایکٹ انتقال جایداد
سے اصل نتیجہ کے ہے کہ نامبردہ حکم مندرجہ دفعہ مذکور حاصل کرے
تو بطبق صادر ہونے حکم مذکور کے زر رہن بیباق ہو جاویگا -
اور میری رائے مین یہی وہ تدبیر ہے جسکو مرتہنان اپیلانٹیان
کو قبل اسکے کہ وہ نسبت صحت کارروائی جج ماتحت پر دربارہ جمع
کرنے زر مجتمعہ کے اعتراض کرین پہلی کرنا چاہیئے - المختصر نتیجہ
یہہ حاصل ہوتا ہے کہ حکم مذکور ایک حکم عاطلانہ ہے جو حیطہ دفعہ
۲۴۴ یا دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل نہین ہے اور اوس
حیثیت سے قابل اپیل نہین ہو سکتا ہے - لہذا بلا بحث کرنے اور
تجویز کرنے نسبت دیگر امور کے جو اپیل مین پیش ہوئی ہین
میری یہہ رائے ہے کہ چونکہ اپیل نہین ہو سکتا ہے لس بلحاظ [illegible]
[illegible] ضرورت نہین ہے کہ اپیل [illegible] خارج کرین -

محمود صاحب جسٹس - میری بھی بالکل یہی رائے ہے اور
[illegible] تحریر کرنا چاہتا ہون کہ فیصلہ ولیم چیف جسٹس [illegible]
[illegible] بھائی اولڈفیلڈ صاحب جج [illegible] اپیل الہ آباد احکام نمبر ۳۳
[illegible] منفصلہ ۱۱ جنوری ۱۸۸۶ء کے [illegible] میری رائے مین
[illegible] قاعدہ نہین قرار پایا ہے جو اوسکی خلاف بوجہ میرے
ولیم بھائی نے [illegible] ہے اور جسکو مین خیال کرتا ہون کہ ایسا امر
ہے [illegible] ہمارے فیصلہ [illegible] ہونا چاہیئے یعنی یہہ کہ [illegible]
ایسے حکم سے اپیل نہین ہو سکتا ہے جیسا کہ [illegible] مورخہ ۱۱ جنوری
۱۸۸۶ء ہے جس کی نا راضی سے یہہ اپیل پیش ہوا
لہذا مین یہہ اپیل معہ خرچہ [illegible] کرونگا -

منفصلہ [illegible] ضلع کانپور
اپیل [illegible]

کالکا
باندی بی بی بنام

نالش واسطی بحالی نیلام صیغہ اجراے ڈگری جو کلکٹر نے منسوخ کیا ہو۔ اختیار عدالت دیوانی۔

واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے درج ہین

ہنومان پرشاد بنام پیلانٹ بنام لال بہادر مہاسنگھ ریسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ اس مقدمہ مین مدعی خریدار نیلام صیغہ اجراے ڈگری کا ہے اور اوس نے یہہ نالش واسطی منظوری نیلام مذکور کے دایر کی ہے کیونکہ صاحب کلکٹر نے حکم منسوخی نیلام مذکور کا صادر کیا ہے۔ ناراضی حکم مذکور کے اپیل نہین ہوا تھا عدالت ماے ماتحت نے ڈگری بحق مدعی عطا کی ہے مدعا علیہ نے اپیل کیا ہے اور اوسکی عذرات یہہ ہین (۱) یہہ کہ نالش عدالت دیوانی مین پذیرا نہین ہو سکتی ہے (ثانیاً) قیمت ما حصلہ ناکافی تھی۔ بتائید حجت اول کے اپیلانٹ نے فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ مادھو پرشاد بنام رام کشن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۵ صفحہ ۳۱۴) اور فیصلہ بمقدمہ شیو دا بنام گلفاری لعل (انگریزی صیغہ دیوانی نمبر ۳۲ سنہ ۱۸۸۳ع) اور مقدمہ دوارکا پرشاد بنام ہمت راے (اپیل اول نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۳ع) پر استدلال کیا ہے۔ ہر دو اخیر مقدمات بحوالہ سند مقدمہ اول کے فیصل ہوئی تھی مقدمہ اول مین صرف یہہ تجویز ہوئی تھی کہ اپیل نباراضی حکم صادرہ صاحب کلکٹر بصیغہ اجراے ڈگری کے عدالت دیوانی مین نہین ہو سکتا ہے۔ ہمکو اپنی بہائی اسٹریٹ صاحب اور ٹیل صاحب سے جو مقدمہ مذکور مین شریک تھی مشورہ کرنیکا موقع حاصل ہوا تھا۔ اور ممدوح الیہم ہماری راے کے تائید کرتے ہین کہ اس قاعدہ کے قرار دینے کا منشا ہرگز نہین تھا کہ اس صورت کی نالش نہین ہو سکتی ہے اور خود میری راے یہہ ہے کہ اپیل نہین ہو سکتا ہے کیونکہ مین خیال کرتا ہون کہ اجلاس کامل سے اس بحث کی تجویز ہوئی

ہتی۔ ایسے کوئی بحث واسطے تجویز کے اجلاس کامل کے زیر تجویز
نہ تہی۔ اب دیکھنا چاہئے کہ مقدمہ عظیم الدین بنام بلدیو (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ اباد جلد ۳ صفحہ ۴۵۵) جو اجلاس کامل عدالت ہذا کے روبرو
پیش ہوا تہا یہہ تجویز ہوئی ہتی کہ ایسی نالش اوس صورت مین
ہو سکتی ہے کہ جب اجرا ڈگری کی کارروائی عدالت دیوانی مین
ہوئی ہو۔ منشی ہنومان پرشاد نے منجانب اپیلانٹ کے یہہ بحث
کی ہے کہ تاثیر حکم لوکل گورنمنٹ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۸۸۲ع و قاعدہ ۷ ضمن
۹ کی کہ جسمین یہہ حکم ہے کہ کل احکام صادرہ حسب ضمن ۱۳ صادرہ
کلکٹر تا اپیل بحضور کمشنر قسمت کے ہونگی اور حکم صاحب کمشنر کا
قطعی ہوگا یہہ ہے کہ استحقاق ایسے نالش کا زائل کر دیا جاوے۔ چونکہ
یہہ راے قرار پائی ہے کہ مقدمات محولہ منشی موصوف متعلق نہین
ہین اور چونکہ کوئی فرق اصول کا مابین مقدمہ ہذا اور مقدمہ عظیم الدین
بنام بلدیو جسکا مینے حوالہ دیا ہے پایا نہین جاتا ہے لہذا میری یہہ
راے ہے کہ یہہ نالش عدالت دیوانی مین ہو سکتی ہے اور
بہ نسبت اس امر کے کہ آیا قیمت ناکافی ہتی یا نہین بار ثبوت اس
امر کے ثابت کرنیکا ذمہ مدعا علیہ کے ہے کہ کوئی بیضابطگی اشتہار نیلام
کے اشتہار یا عمل مین لائی ہوئی ہتی۔ تجاویز عدالت ہاے ماتحت
کی اسبارہ مین قطعی ہین۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ مین دربارہ ڈسمسی اپیل ہذا
معہ خرچہ کے بالعلم چیف جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون۔

ضلع گورکہپور — اپیل ڈگری نمبر ۱۲۹ ۱۸۸۶ع — متفقہ ۱۳ اپریل

گوبردہن ساہو بنام حسرت

خاندان مسلمان — برادران کو بمشیرگان — بہائیونکا نام رجسٹر
مال مین درج [illegible] طرف سے اپنا نام درج کرانا شروع کیا ہے

بھائیون کی طرف سے بیع جایداد کی بشمول حصہ بہن کے بنتقل الیہ بلا علم۔ نالش بازیافت حصہ منجانب بہن کے۔ تمادی تقریری غیر العلم ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء (ایکٹ شہادت ہند) دفعہ ۱۱۵۔

واقعات مقدمہ کی فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹ — سندلعل منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ مین نہین خیال کرتا ہون کہ یہ اپیل منظور ہو سکتا ہے۔ واقعات یہ ہین کہ مسمی سعادت خان تین پسر اور ایک دختر مسماۃ حسرت بی بی کو جو مدعیہ مقدمہ ہذا ہے چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ سعادت خان کو مرے ہوئے بارہ برس سے زیادہ عرصہ ہوا اور بعد وفات نامبردہ کے اوسکی تینون پسران نے اپنا نام باخارج نام مسماۃ حسرت کے درج کرا لیا یہ ثابت ہوا ہے کہ تا وقتیکہ اپنی شادی کے مدعیہ دوستانہ طور پر رہی اور اوسکے تینون بھائی اوسکی پرورش کرتے رہے اور اوس وقت کے بعد بھی ابتک کوئی بات خلاف دوستانہ کے ثابت نہیں ہوی ہے وجہ نزاع حال کے یہ ہوی کہ ۴ جون ۱۸۷۲ء کو تینون بھائیون نے بیعنامہ بنام گوبردھن سا ہو مدعا علیہ اپیلانٹ حال کے لکھدیا۔ نالش حال مدعیہ نے واسطے بازیافت اپنی حصہ وراثت از روی شرع محمدی بمنسوخی بیعنامہ متذکرہ بالا کے دایر کی ہے۔ جن وجوہ کی بنیاد پر جوابدہی نالش کی ہوئی تھی اوسکی ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے بجز اون عذرات اپیل کے جنکی بحث منشی کاشی پرشاد نے کی ہے عذرات مذکور سے صرف ایک امر قانونی پیدا ہوتا ہے یعنی یہ کہ ہرگاہ مدعیہ نے اپنا نام کاغذات سرکاری مین داخل کرانا ترک کیا ہے تو وہ اپنے دعوے کے قایم رکھنے سے بمقابلہ مدعا علیہ اپیلانٹ کے ممنوع ہے کیونکہ وہ منتقل الیہ بلا اطلاع ہے اور اس عذر کے تائید مین منشی کاشی پرشاد نے دفعہ ۱۱۵ ایکٹ شہادت

ضلع اعظمگڈھ نگرانی فوجداری نمبر ۱۱۶ ۱۸۹۶ء منفصلہ اجلاس

قیصر ہند بنام عبدالقادر و یک کس دیگر

ضمانت حفظ امن - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۱۰۷ و ۱۱۲ و ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۴۳۹ - اظہار وجہ - بار ثبوت - تحقیقات مشترکہ - جماعت ہائے مخالف کے نسبت کارروائی واحد مین کارروائی کرنا - قبل اصدار حکم ضمانت کے نوعیت اور مقدار شہادت کا ضروری ہونا -

واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ مین محمود صاحب جسٹس کے درج ہین -

وکلاون منجانب سائلان - پبلک پراسیکیوٹر منجانب سرکار -

محمود صاحب جسٹس - اس مقدمہ کی بحث میرے روبرو وکلاون نے منجانب سائلان اور پبلک پراسیکیوٹر نے منجانب سرکار کے بہت طوالت کے ساتھ کی تھی - یہ مقدمہ ایسا ہی جسمین درخواست دست اندازی عدالت ہذا کی بصیغہ نگرانی حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے کی گئی تھی -

واقعات مقدمہ کی مختصراً اسطور پر بیان ہو سکتی ہین کہ بوجہ کسی نزاع دربارہ مویشی کشی کے پولس کو اندیشہ حفظ امن کا پیدا ہوا اور رپورٹ بحضور مجسٹریٹ اس مضمون سے کی کہ چند اشخاص ہنود اور مسلمان دونون واسطے داخل کرنے ضمانت حفظ امن بموجب احکام دفعہ ۱۰۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے طلب کیجاوین معلوم ہوتا ہے کہ رپورٹ مذکور ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو ہوئی تھی اور اسمین نام پندرہ ہنود اور بہ تعداد مساوی نام مسلمانون کے بطور ایسے اشخاص کے درج ہین جو غالباً مرتکب نقض امن کے ہونیوالے ہین اور اشخاص مذکور ہنود و گروہ مخالف متعصب کے ہین ضلع اعظمگڈھ کے ہین - بر طبق پہونچنے اطلاع مندرجہ رپورٹ مذکور جس مجسٹریٹ مقدمہ مین کارروائی کرنا تھی اوس نے حکم بعبارت ذیل صادر کیا -

ہرگاہ ملاحظہ مسل تحقیقات موسومہ احمد حسین والئی کلکٹر بابت چند اسود

پر مبنی ہوتی ہیں اور جو بنیاد تجویز جرائم سے قابل تمیز ہے کہ جسکے
واسطے مجموعہ میں خاص قواعد معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا
ہے کہ اس حجت کا جزو اول صحیح ہے اور میں بلا تامل کہہ سکتا ہوں
کہ یہ امر جو فیصلہ مقدمہ قیصر ہند بنام گندہ سیا (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ اباد جلد ۱ صفحہ ۷۶) سے ظاہر ہو چکا ہے جسمیں میں نے
دیکھا کہ ٹاٹ صاحب جسٹس نے اس امر کے تجویز کرنے میں اتفاق کیا
کیا تھا کہ جس شخص سے ضمانت حفظ امن یا نیک چلنی کی طلب ہو
وہ ایسا شخص متصور نہیں ہو سکتا ہے کہ جس پر الزام کسی جرم کا
قائم کیا گیا ہو اور بطور مجرم کے متصور نہیں ہو سکتا ہے جسمیں
اوسکی رائے سے اختلاف کرنیکو مائل نہیں ہوں (؟) جسمیں میں نے
مقدمہ مذکور میں قائم کی تھی اور ذلعلم پبلک پراسکیوٹر نے تحقیقت
تسلیم کیا ہے کہ مقدمہ کا حال بطور تجویز کسی جرم کے متصور نہیں
ہو سکتا ہے۔ لیکن بعد ازاں پبلک پراسکیوٹر یہ بحث کرتے
ہیں کہ خود مجموعہ میں اختیار تجویز مشترکہ اون شخصوں کا جو سب
جنکی مقابلہ میں مجسٹریٹ نے کارروائی حسب دفعہ ۱۰۷ اور دفعہ ۱۱۱
مجموعہ مذکور کی ہے۔ ذلعلم پبلک پراسکیوٹر کو دفعہ ۱۱۷ مجموعہ
مذکور پر استدلال ہے جسمیں بعد قرار داد اس قاعدہ کے کہ جو مجسٹریٹ
مذکور اوس اطلاع کی صداقت کی تحقیقات شروع کر لیگا جسپر
اوس نے عمل کیا ہے اور ایسی شہادت مزید جو اوسکی دانست
میں ضروری ہوگی۔ بیان کیا ہے کہ تحقیقات مذکور حسب حکم ان
ہدایات واسطے تجویز مقدمات سمن کے بھی شامل ہو جہاں تک
ممکن ہو مطابق اوس طریقہ کے عمل میں ائیگی جو مقدمات سمن کی
تجویز کے لئے آئندہ مقرر ہے۔ مزید براں مسٹر بل یہ بھی کہہ
سکتے ہیں کہ دفعہ ۲۲۳ مجموعہ کے متعلق مقدمات سمن کے ہے
کیونکہ وہ عام قاعدہ متعلق کل مقدمات سے ہے اور اوسکی رو سے

اختیار تجویز شترکہ یا مقدمات مس متقدمعال سکے تحقیقات کا
اختیار حاصل ہے۔

مین اقرار کرتا ہون کہ مقدمہ مین بلکہ تاکے اس جزو کے طی
سنہین مجھی کچھ شبہ اور وقت پیدا ہوئی تھی زیادہ تر اسوجہ سے
کہ یہ امر ہنوز ایسا ہے جسکی نسبت قاعدہ متعلقات کا عملاً خاموش
ہے اگرچہ کہین کہین اقوال ذیعلم ججون کے پائے جاتے ہین جن سے
بیان اونکی رائے کا اس کیطرف ظاہر ہوتا ہے وا استحقاق رعایا
ملکہ معظمہ قیصر ہند واقعہ ملک ہند کا دربارہ آزادی اور اختیار کے
قریب قریب اوسی بنیاد پر مبنی ہے کہ جسپر استحقاق رعایائے ملکہ
معظمہ واقع ملک انگلستان یا کسی اور جزو سلطنت اعظم برطانیہ کا
مبنی ہے۔ اور اگر کیفیت یہی ہے تو اس امر کا تجویز کرنا کم ضرورت
نہین ہے کہ آیا جن شخصون نے انحراف قانون کا نہین کیا ہے اونکو
صرف اسوجہ سے بحسب عبارت مشتملہ دفعہ ۱۰۷ کہ مجسٹریٹ کو اطلاع
پہونچی ہے کہ کوئی شخص غالباً ارتکاب نقض امن کرنیوالا ہے یا
کوئی ایسا فعل کرنیوالا ہے جس سے احتمال نقض امن کا ہے واسطے
اغراض تحقیقات صداقت اطلاع مذکور کے ٹھیک طور پر تابع اونہین
قواعد کے کیا جاوے کہ جن قواعد کے روسے تجویز کسی واقعی ملزم
یا مجرم کے عمل مین لائی جاتی ہے۔ علاوہ برین بنظر عام اصول کے
مجھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اہل فرقہ بحالت عدم موجودگی
کسی خاص اختیار عطیہ از روے قانون کے جو برعکس اسکی ہو مستحق
ہے کہ جب عدالتانہ اوسکی آزادی زائل کیجاتی ہو یا اوسکی آزادی
مشروط کیجانیکو ہو کہ اصرار اس بات پر کرے کہ اوسکی مقدمہ کی
تجویز جداگانہ ہو۔ قانون کی نظر مین ہر شخص باشندہ شہر ایک
پورا اور واحد جداگانہ شخص عوام الناس سے ہے اور بلا اختیار
صریحی قانونی کے اوسکی حقوق آزادی پر کارروائی شرکت کا ساتھ اون

اشخاص کے نہین ہو سکتی ہے جن سے قطع نظر اوس بات کے
کہ اونکو اوسکی حقوق مین شمول ہو بلکہ اس قسم کے معاملات کے
حقوق مین اختلاف ہے جیسا کہ اس مقدمہ مین ظاہر ہوتا ہے۔
میری ذہن پر دفعہ ۲۳۹ سے ظاہر ہوتا ہے اور جس پر
ذلیعلم پبلک پراسکیوٹر نے استدلال کیا ہے کہ یہ عام اصول ہماری
مجموعہ ضابطہ فوجداری سے نظر انداز نہین کی گئی ہین کیونکہ یہ
بات صرف اوس حالت مین ہوتی ہے کہ جب ایک شخص یا اشخاص
پر جرم واحد یا جرائم مختلف کا جنکا ارتکاب معاملہ واحد مین ہوا ہو
الزام لگایا جاوے یا جب ایک شخص پر الزام ارتکاب کسی جرم کا
اور دوسرے پر اعانت یا اقدام جرم مذکور کا الزام لگایا جاوے تو
جایز ہے ایسے جرائم کے بابت فرد قرار داد جرم اور
تجویز شاملات مین کی جاوے۔ اور دفعہ مذکور
مین یہانتک لکھا ہے کہ ایسی صورتمین بھی عدالت کو اختیار تجویز کی
بابت تجویز جداگانہ ہر شخص کے حاصل ہے۔ اس مقدمہ مین جیسا مین
اوپر کہہ چکا ہون کہ کوئی جرم نہین ہے اور بحث منحصر اوپر تعمیر مضمون
دفعہ ۱۷۱ پر ہے جو اس عبارت سے ہے۔ کہ ایسے مقدمات مین
تحقیقات جہانتک ممکن ہو مطابق اوس طریقہ کے عمل مین آسکی
کہ جو مقدمات سمن کے تجویز کی لئی آیندہ مقرر ہے۔ عبارت جہانتک
ممکن ہوگی بھی معلوم ہوتا ہے کہ عبارت حتی الامکان اور عبارت
بہ تبدیل الفاظ تبدیل مطلب سے زیادہ تر قوی ہے کہ جو اکثر کمری
قانون مجموعہ مین واقع ہوئے ہین۔
چونکہ نسبت عبارت واضعان قوانین مندرجہ دفعہ ۱۷۱ مجموعہ
کے مین تعمیر قایم کرتا ہون لہذا باوجود ان خیالات کے جنکو مین
ابھی بیان کر چکا ہون مین اس امر کے تجویز کرنے پر امادہ نہین ہون
کہ تجویز یا تحقیقات مشترکہ جو اس مقدمہ مین ہوی ہے خلاف قانون

ہے اور محض اس امر سے نفی اور کالعدم ہے کہ ایک سے زیادہ
اشخاص کی نسبت مجسٹریٹ نے ایک ہی کارروائی مین تجویز کی
ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہائیکورٹ مندراس نے جیسا کہ مجموعہ
سولفہ انگینو صاحب و بنڈس صاحب کی ایک نوٹ مین درج ہے
(صفحہ ۷) مین یہہ قاعدہ مقرار دیا ہے کہ ہر شخص سے مقابلہ مین جسکو حکم
ضمانت داخل کرنیکا ہوا ہو کارروائی جداگانہ ہونا چاہئے الا یہہ کہ یہہ بات
صاف ظاہر ہوتی ہو کہ باہمی اشخاص مذکور کے ایسا تعلق ہے کہ جس
سے طریقہ مختلف کی ضرورت معلوم ہوتی ہے ۔ اور معلوم ہوتا
ہے کہ یہی تمام ترحیلہ اون اقوال کا ہے کہ جو اسٹریٹ صاحب جسٹس
کے فیصلہ مین اکثر مقدمات رپورٹ شدہ کے پاسے جاتی ہین ۔
سب سے نوی مقدمہ قیصر ہند بنام ہنو (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہاباد
جلد ۶ صفحہ ۲۱۴) ہے جسمین مجسٹریٹ نے ایک ہی کارروائی مین ۶۹
مختلف اشخاص سے حکم کی تجویز نہین کی تہی اور مجسٹریٹ کے اس
عملدرآمد کو اسٹریٹ صاحب جسٹس نے بطور خلاف قانون یا نفی
کے نامزد نہین کیا تہا بلکہ یہہ کہا تہا کہ اوس سے صریحی دقت پیدا
ہوتی ہی ۔ بعدہ بعد تذکرہ چند حالات مقدمہ مذکور کے ویلمنجج نے یہہ تحریر فرمایا ہے ۔
ہر شخص جس کے نام سمن بغرض دیکھلانے اس
وجہ کے جاری ہوا ہو کہ کیون اوس سے ضمانت دلیجاوے حق
ہے کہ ٹہیک اطلاع اوس کل مواد کی اوسکو دیجاوے جسکی بناپر اوسکی
نام حکمنامہ جاری ہوا ہے اور اوسکو مہلت معقول دیجاوے جسکے اندر
اس پردہ جواب دہی اوس اطلاع کی بذریعہ شہادت کے یا اور طور پر
جو مقتضای معاملہ ہو کرے ۔ علاوہ برین اوسکی مقدمہ پر بذات خود اور
بلحاظ اوسکی روداد کے غور ہونا چاہئے اور باستثناء حالات خاص کے
مقدمہ شخص دیگر اشخاص کے مقدمہ سے شامل نہ کردینا چاہئے اور
ہرگز دوسرے مقدمہ منقولہ سے مضرت نہ پہونچانا چاہئے ۔

پس اگر ان تحریرات سے اس قاعدہ عام کا قرار پانا سمجھا جاے
کہ تحقیقات مشترکہ اس قسم کی جسمین ایک سے زیادہ ادمیونکو تعلق ہے
درحالیکہ مجسٹریٹ نے ایک ہی کارروائی مین سب کی تجویز کی ہو فی الواقع
نفی اور کالعدم ہے تو ضرور مین یہہ کہونگا کہ بجالت ہونے عبارت
صریح مجموعہ کے مین اس قاعدہ کے اختیار کرنے پر اس طرح مایل
ہون کہ بہ تعظیم جوہر ایک تغیر قانونی نسبت اون معاملات کے جو تعلق
اور اذادی اشخاص پر موثر ہین اور اشریٹ صاحب جسٹس نے کہا ہے
وہ خلاف میری راے کے ہین لیکن مین یہہ نہین سمجھتا ہون کہ
ذیعلم جج ممدوح نے ایسا کوئی قاعدہ قرار دیا ہے اور فی الحقیقت
ولنکا فیصلہ جو دربارہ منسوخی حکم مجسٹریٹ کے ہے وہ کسی اختلاف قانون
نقص کے بنیاد پر مبنی نہین ہے جیسا کہ حسب حالات مقدمہ مذکور کے
بضابطگی ہے اوسکی تغیر ہوسکتی ہے ذیعلم جج ممدوح کے تحریرات
سے جو اور اور مقدمات مین ہین ایسی ہی نتایج قابل اخذ ہین اور جو
مطابق اوس راے کے ہین جو اولڈفیلڈ صاحب جسٹس نے بمقدمہ
قیصر ہند بنام نیک (زبدۃ النظایر مفتہ وار ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۴۰) مین اختیار کی
ہے جسمین ایک سے زیادہ اشخاص کے نسبت ایک ہی کارروائی ہوئی
تھی اور حسب حالات مقدمہ مذکور کی وہ کارروائی بلوجہ بیضابطگی منسوخ ہوئی تھی۔

مین قاعدہ قرار یافتہ مقدمات مذکور سے تجاوز کرنے
پر آمادہ نہین ہون اور مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ احکام دفعہ ۲۳۹ مجموعہ
ضابطہ فوجداری جسکی ساتھہ دفعہ ۱۱۷ پڑھنا چاہیئے ایسے مقدمات سے
متعلق ہے جیسا کہ یہہ ہے بہ پابندی ایسی تبدیلات کے جنکا دفعہ اخرالذکر
مین بیان ہے اور نیز بہ پابندی اوس ضابطہ کے جو حسب ضروریات
ہر مقدمہ کے واسطے اغراض انصاف کے مناسب معلوم ہون علاوہ
ازین مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ ایسے مقدمات مین بھی کہ جنمین مجسٹریٹ
نے حسب دفعات ۱۰۷ و ۱۱۲ و ۱۱۷ و ۱۱۸ کے ایک ہی کارروائی مین ایک

سے زیادہ اشخاص کی نسبت تجویز کی ہو تو ہر خاص مقدمہ کے
جداگانہ رو داد پر اوس معاملہ مین غور ہونا چاہیئے اور یہہ امر بدرجہ
غایت بمنزلہ ہی خاص لگی کے ہوگا کو اوس بینا الحکمی پر حسب حالات
مقدمہ کی وسیع عبارت احکام دفعہ ۵۲۳ کے حاوی ہو یا نہ ہو۔

پس دوسرا امر جو دلیل پبلک پراسیکیوٹر کی بحث سے پیدا ہوا ہے وہ بہی
اصول کا ہے اور قریب قریب ایسی ضرورت کا ہے جیسا کہ یہہ امر تہا
جسکی مینے ابہی تجویز کی ہے حالانکہ میرے ذہن مین اوس سے کوئی
دقت نہین پیدا ہوتی ہے۔ مشار الیہ نے یہہ حجت کی ہے کہ چونکہ
اون کارروائیات مین جنکا آغاز مجسٹریٹ نے حسب دفعہ ۱۰۷ مجموعہ کے
کیا ہے جو مطابق دو یا تین دفعات ہم جنس مابعد کے ہین مجسٹریٹ کو
اختیار ہے کہ ہر شخص سے وجہ خلاف اوس حکم کے ظاہر کراوے
کہ جو حسب دفعہ ۱۱۲ اوسکی نام صادر ہوا ہے اور حکم مذکور سازش قسم قاعدہ
تاکیدی کے متصور ہے اور اوس سے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ بار ثبوت
بے قصوری کا ایسے مقدمات مین اوس شخص پر ہوتا ہے کہ جسکی نام
حکم مذکور صادر ہوا ہو۔ مین بالکل اس حجت کو قبول نہین کر سکتا اور
نہ مین انگریزی عبارت وجہ دیکہو سے کچھ ایسا سمجہتا ہون کہ اوس سے
یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ واضعان قوانین کا یہہ مقصد تہا کہ کل اصلی اصول
قانون والی متعلق مقدمات فوجداری کے بہ تقویت ایسی عبارت
مبہم کے منسوخ کر دیئے جائین۔ جو شخص انداد ہے اور جس نے عدول
حکمی کسی قانون کی نہین کی ہے اوسپر اس امر کا ثابت کرنا فرض نہین ہے
کہ کیون شخص مذکور انداد ہے اور کیون اوسکی انداد ہی محدود نہ کیجائے
بلکہ جو شخص انداد ہی مذکور کو زائل کرنا چاہتا ہے یا جو اوسکو محدود کرنا
چاہتا ہے اوسپر ایسے حالات ثابت کرنا فرض ہے کہ جو بہ تقویت قانون
کے منسوخ یا زائل کرنے یا تخفیف کرنے انداد ہی مذکور کے ہون۔ یہی
قاعدہ قانون فوجداری کا کل شائستہ قومون میں رہا ہے خصوصاً انگلینڈ

کو شبہہ میں اور قبل اسکے کہ مین اسباب پر مطمئن ہون اور الفاظ غیر
مشتبہ اور صریح کا ایجاد ہونا ضروری ہے کہ سرکار انگریزی سے
دربارہ وضع قانون واسطے رعایاء ہند کے اوس اصول قانون
فوجداری کو تبدیل کرنیکا مقصد کیا ہے جسکی نسبت قیاس کیا
جاتا ہے کہ ملک انگلستان سے اپنے ساتھ لائی ہے اور فی الواقع
جو وسیع ملک ہندوستان مین بطور کامل نافذ مثل قاعدہ قانون فوجداری
اہل اسلام کے نافذ پایا جاتا ہے اور جو قانون عام ملک کا وقت
مداخلت سرکار انگریزی کے تھا اور زمانہ حال تک بطور ہدایت
مقدمات فوجداری کے قایم رکھا جاتا تھا۔

جو رائے مینے نسبت عام اصول کے اسطرح ظاہر کی ہے اوسکی
تائید سند سر بارنس پیکاک چیف جسٹس بنگال سے ہوتی ہے جو کہ مشہور
مقنن ہین اور جو ملک ہندوستان مین ممدوح علیہم کے نہ صرف واسطے
ایجاد اصول علم قانون ضروری کے ہمارے قاعدہ تجویز مقدمات
مین مشہور ہین بلکہ واسطے بہت مفید وضع قانون کے بھی مشہور
ہین۔ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ہیم چندر چودہری (بنگال لا رپورٹ جلد ۳ اجلاس
کامل) صفحہ ۴۴ کی تجویز مین اجلاس کامل ہائیکورٹ کلکتہ نے معہ ایک دوسرے
جسٹس مقدمہ کے پیکاک صاحب چیف جسٹس نے باتفاق کل دیگر
ججوں کے اور باستثناء گلوور صاحب جسٹس کے یہہ قاعدہ قرار دیا تھا کہ
بار ثبوت ایسے مقدمات مین مثل طور پر ذمہ مستغیث کے ہے کہ ایسی
حالات ثابت کرے کہ جس سے قبل مجسٹریٹ کا دربارہ طلب کرنے
اشخاص کے بغرض داخل کرنے ضمانت حفظ امن کے مناسب معلوم
ہو۔ عدالت ہذا مین اسپنکی صاحب جسٹس نے بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام
[illegible] سنگھ (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی سنہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۱۳۳) کے
یہی رائے قایم کی تھی اور بوجوہ متذکرہ صدر مین فیصلات مذکور کی تقلید
کرتا ہون اور مین تجویز کرتا ہون کہ کارروائی جو مجسٹریٹ صاحب باب ہ

دیوکی نندن مدعا علیہ کے ساتھ جاکر رہا اور وہان بھی بھاگوت
پڑھنا اور سنکھ بجانا شروع کیا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانون نے پھر کا
اور حسب عبارت مستعملہ مجسٹریٹ کے تھانہ پر رپورٹین ہوئین اور
روزنامچہ لکھائی گئی ۲۰ر اگست کو سرجو ملازم دیوکی نندن نے اور
۱۴ر ستمبر کو سلادن نے اور ۱۷ر ستمبر کو چودھری چوکیدار نے اور ۱۰ر ستمبر کو
لچھمن نے رپورٹ لکھائی - یہہ سب رپورٹین نسبت اوس مزاحمت
کے ہین جو مسلمانون سے ہندوؤنکی شہر مین سنکھ بجانے کی کشمکش
کی ہے اور بالاخر پندت کو شہر بحراست پولس چھوڑدینا پڑا - دوسرا
امر جو مجسٹریٹ نے ثابت تجویز کیا ہے وہ یہہ ہے کہ ۱۲ر ستمبر کو سلادن
قصاب نے یہہ رپورٹ کی کہ لچھمن اور چند دیگر ہندوؤن نے مجھکو
دھمکایا ہے بشرطیکہ وہ گاؤکشی کرین - بعد ازان ۹ر اکتوبر کو عبد اللطیف
اور علی عباس نے ایک درخواست بہ شکایت دیوکی نندن کے
پیش کی کہ اوسکا ارادہ رام لیلا کے میلا کرنیکا ہے - اور ۱۲ر اکتوبر
کو محمد لطیف نے درخواست بدین شکایت پیش کی کہ دیوکی نندن
نے مجھکو دھمکایا ہے -

یہی کل حالات ہین جنکی نسبت مجسٹریٹ نے تجویز کی ہے
کہ یہہ نتیجہ اخذ کرنا مناسب ہے کہ مابین ہندو اور مسلمان کے قصبہ
گھوسی مین نقص امن کا خطرہ ہے اور مجسٹریٹ نے بتائید اپنی اس
رائے کے یہہ بھی لکھا ہے کہ تعاند و بغض کا ایک جانب سے دوسرے
جانب کو پیدا ہوا ہے جس سے ہندو بنیا مسلمانون کے ہاتھ بیچنے
سے انکار کرتے ہین اور مسلمان خاکروب ہندو آقاؤنکی خدمت
سے انکار کرتے ہین مسلمان یکہ والی لونڈے ہندوؤن کے میلے
مین جانے سے انکار کرتے ہین - مقدمہ کی اس حالت پر اول
تحریر جو مین کرنا چاہتا ہون وہ یہہ ہے کہ حسب بیان اوس اطلاع
کے جو مجسٹریٹ کو پہونچی ہے دو فریق جھگڑالو مخالف ایک دوسرے

سے کے تھی اور امادہ ارتکاب نقض امن کے ہے پس چونکہ نسبت
یہہ ہے کہ مین خیال کرتا ہون کہ مجسٹریٹ نے دونون فریق کے مقابلہ
مین کارروائی کی نہین اور ایک ہی کارروائی مین تحقیقات کی نہین
بلکہ علیحدہ عمل کیا ہے اس قسم کے مقدمہ مین جو اصول نسبت تجویز
مشترکہ دو فریق مخالف بلوہ کے متعلق ہین میری رای مین
تشبیہا متعلق ہین بمقدمہ قیصر ہند بنام لوچن (زبدۃ النظائر ہفتہ وار
۱۸۹۱ء صفحہ ۹) اسٹریٹ صاحب جسٹس نے اوس حمایت اوس وقت
کو بتلایا ہے جو دو بلوہ تجویز کیا کہ چند اشخاص بعلت بلوہ کے بطور
ہے درحالیکہ یہہ ظاہر ہو کہ اون کل اشخاص کی غرض مشترکہ یہہ نہین ہو سکتی
ہے ایسی ہی مضمون سے ہائیکورٹ کلکتہ نے بمقدمہ حسین بخش بنام قیصرہ
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۷) قرار دیا ہے حالانکہ فیصلہ
مذکور مین سے کسی مین یہانتک قاعدہ نہین قایم کیا گیا ہے کہ تجویز مشترکہ
فریق مخالف کی فی الواقع تھی اور کالعدم ہو گی ہے۔ غالباً مدار اس امر
کا ہر مقدمہ کی روداد پر ہوتا ہے کہ آیا ملزم کو کچھ مضرت پہونچی ہے یا
نہین اور مین اس قاعدہ قرار یافتہ سے تجاوز نہین کرنا چاہتا ہون۔

دوسرا امر یہہ ہے نسبت تحقیقات مشترکہ کل ۱۳۰ اشخاص ملزمان
کے بہت اہم معلوم ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ جو حالات روبرو مجسٹریٹ
کے ذیلی ثابت ہوئی ہین جن سے وجہ اندیشہ نقض امن کی پائی جاتی
ہے وہ ایسی متعدد ہین کہ یہہ قیاس کرنا غیر ممکن ہے اور فی الواقع شہادت
سے بھی ثابت نہین ہے کہ کل ۱۳۰ اشخاص کو مختلف واقعات مبینہ سے
تعلق تھا۔ مثلاً مقدمہ ہر دو سایلان کا جنکی طرف سے مسٹر کابون حاضر ہین
یعنی عبد القادر و محمد ناصر یہی خیال کیجیے کل شہادت سے جو کچھ ثابت ہوتا
ہے وہ یہہ ہے کہ اگست گذشتہ مین شخص علاؤ الدین نے ایک چندہ کا کھولا
بعد یا کہ ... آمد ایک اسکول سنسکرت سکھانے کے لئے جاری کرے
یہہ خیال کرکے کہ عبد القادر ایک مسلمان مولوی ہے جیسا کہ مسٹر

سے ثابت ہے تو اوسکا فعل دربارہ جاری کرنے اسکول واسطے
تعلیم سنسکرت کے بھی ایک فعل لائق تعریف بابت لیاقت علمی کے
معلوم ہوتا ہے اور بھی یہہ نہین نظر آتا کہ فعل مذکور کیونکر ایسا متصور
ہو سکتا ہے کہ جس سے اظہار ارادہ ارتکاب نقض امن بمقابلہ
ہندو سکنائے قصبہ کے ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سنگھ کے بھائی
سے کچھہ رنج [illegible] ہو کر سایل (برادر سایل اوّل الذکر) اور چند دیگر
مسلمانونکو رنج پہونچا اور جو اسباب پر غالب ہوئے کہ عبدالقادر سے
پنڈت کو موقوف کرا دیا اور وہ بامن وہان سے چلا گیا یہہ سب در ماہ
اگست گذشتہ مین ہوئی اور شہادت تحریری سے کوئی طریق عمل
نسبت کسی سایل کے ایسا ثابت نہین ہوتا ہے کہ جس سے یہہ
اندیشہ مناسب طور پر ہو سکے کہ نا سبب [illegible] نقض امن کرنیوالے ہین
ان دو سایلو نکا مقدمہ بلا معقول تکمیل اسباب کی ہے
گرفتگی نگر دیگر اشخاص ملزم کی نسبت تحقیقات مشترکہ مین کارروائی
ہوئی ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ نے یہہ خیال کیا کہ بہترین طریق
حفظ امن عامہ خلایق کا یہہ ہوگا کہ پولس کے اس بیان کو قبول کرین
کہ ۱۰ ہندو اور ۱۵ مسلمان سے مچلکہ حفظ امن کا لے لیا جاوے اور
تحقیقات ان تینو شخصو نکی جسکی لئی ایک عبارت یہہ ہے کہ جنکی
[illegible] گویا جو شہادت ایک کے مقابلہ مین ہے وہی سب کے
مقابلہ مین ہوگی۔ اسمین شبہ نہین کہ مجسٹریٹ بہ نظر فایدہ امن عامہ
خلایق کے عمل کرتا [illegible] [illegible] [illegible] اسی [illegible] مین اسٹریٹ
صاحب [illegible] [illegible] [illegible] لیاقت [illegible]
مجسٹریٹ دربارہ [illegible] [illegible] ہون [illegible] [illegible]
موصوف کو یہہ مناسب [illegible] [illegible] کے [illegible] اسطور پر سلوک
کرے کہ گویا وہ تین [illegible] اونکی [illegible] نہین ہے اور اس قسم کی
کارروائی مین اونکی ساتھہ سلوک ہو کر گویا وہ عشرہ کا گروہ ناقابل تمیز کے ہین

مقدمہ حال مین معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کوشش حکم صدر مجسٹریٹ
متعینہ دفعہ ۱۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین تا وقت لینے شہادت کے
دربارہ امتیاز مابین مقامات مختلف اشخاص کے جنپر الزام بذریعہ اوس
اطلاع کے جو مجسٹریٹ کو پہونچی تھی لگایا گیا تھا نہین ہوئی ہے اور
درحالیکہ شہادت پولیس سے جو بابت ان تینون شخصون کی ایک ہی
الفاظ مین اسمضمون سے ہے کہ بڑا احتمال نقض امن کے واقع ہونیکا
اسی روز مابین ہندو اور مسلمان حاضرین عدالت کے ہے جوابدہی ہر
شخص منجملہ ملزمان کے یہہ ہے کہ مین نے کوئی امر ایسا نہین کیا ہے
کہ جس سے مین سزاوار مچلکہ حفظ امن کا قرار دیا جاؤن۔ قبل اسکی کہ
کوئی کارروائی متعینہ دفعہ ۱۰۷ کے کامیاب ہو منجانب مستغیث کے
یہہ ثابت کرنا ضروری تھا کہ کس شخص نے منجملہ ملزمان کے ایسا فعل کیا
ہے کہ جس سے بنیاد اس احتمال کی حاصل ہے کہ وہ مرتکب نقض امن
کا ہونیوالا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اسمقدمہ مین ایسی کوئی کوشش
نہین ہوئی ہے۔ فی الحقیقت مجھی معلوم ہوتا ہے کہ تحقیقات پر یہہ
وہ اعتراض وارد ہوتا ہے جو اسٹریٹ صاحب جسٹس نے مقدمہ مشرکہ
بالامین بتلایا ہے اور مین اس خیال سے باز نہین رہ سکتا ہون
کہ مجسٹریٹ اوس قاعدہ سے ناواقف تھا جو اوسمقدمہ مین قایم ہوچکا تھا۔
فی العلم پبلک پراسکیوٹر نے منجانب سرکار کے میرے روبرو
بہت سی بحث بلنسبت نوعیت اور مقدار اوس شہادت کے
کی ہے کہ جو ایسے مقدمات مین واسطی مناسبت فعل مجسٹریٹ حسب
باب ۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ضروری ہوتی ہے۔ مین اس امر
کے تسلیم کرنے پر راضی ہون کہ مجسٹریٹ کارروائی حسب دفعہ ۱۰۷ مجموعہ
کے بربنا ایسی اطلاع کے قایم کرسکتا ہے جس سے اوسکو اطمینان
ہو کہ غالباً ارتکاب نقض امن کا ہونیوالا ہے۔ مین اس امر کے بہی
تجویز کرنے پر آمادہ ہون کہ وقت تحقیقات نوعیت اور مقدار شہادت

سے اوس طرح قطعی ہنوگی جیسا کہ تجاویز جرائم مین ہوتی ہے لیکن
ساتھہ ہی اوسکی بابت مین یہہ بھی تجویز کرتا ہون کہ ایسے تحقیقات مین
مجسٹریٹ کو محض نقض امن کے اندیشہ پر عمل نہ کرنا چاہئے بلکہ اوسے
یہہ دیکھنا فرض ہے کہ وجوہ اصلی ایسے اندیشہ کی بذریعہ ثبوت واقعاتی
بمقابلہ شخص ملزم کے ثابت کی گئی ہین جس سے یہہ نتیجہ اخذ
ہو سکے یہہ امر کہ آیا نوعیت اصل واقعات کی کیا ہونی چاہئے ایسا امر
ہے کہ جسکا مدار بلاشبہ اوپر حالات ہر مقدمہ کی ہے لیکن مجھے اس امر
کے خیال کرنے مین کچھہ تامل نہین ہوتا ہے کہ جب نوعیت اطلاع کی
مقتضی اس امر کی ہو تو قبل اسکے کہ مجسٹریٹ حکم متعلقہ دفعہ ۱۰۷ مجموعہ
کا صادر کرے ظاہری افعال ثابت ہو جانا چاہئین۔

فی الواقع یہی عام مضمون اکثر مقدمات رپورٹ شدہ کا ہی
جیسے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام عبد الحق (ویکلی رپورٹ جلد ۲
فوجداری صفحہ ۵۷) انگوشا مین لچھمن پرشاد پوری بنام سیپ نراین
پوری (ویکلی رپورٹ جلد ۴ فوجداری صفحہ ۳۰) ورامبرن بہادر
سنگہ بنام رانی لمیری کنور (ویکلی رپورٹ جلد ۲۲ فوجداری صفحہ ۷۹)
منقولہ تمثیلات ہین مقدمات مذکورین سے مقدمہ اخیر مین غیر صاحب
جسٹس نے یہہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ یہہ شہادت خاص طریق عمل
ملزم کی ہے جس سے نتیجہ معقول اور صریح یہہ اخذ ہوتا ہے کہ ملزمان
غالباً ارتکاب نقض امن کا کرنیوالے ہین جس سے کارروائی کرنا
مجسٹریٹ کا ایسے مقدمات مین مناسب معلوم ہوتا ہے اور مقدمہ
کاشی چندر داس (بنگال لا رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۴۴) ایک سند اس مسئلہ
کی ہے کہ مجسٹریٹ کسی شخص کو اوسکی حقوق کے استعمال سے محض
اس بنیاد پر نہین روک سکتا ہے کہ دوسرا شخص غالباً نقض امن کا
مرتکب [illegible] ہوگا ہے۔
معلوم ہوتا ہے کہ کل تحقیقات اسمقدمہ کی بلا لحاظ ان اصول

قانونی کے ہونی تھی جسکا اوپر ذکر کیا ہی اور نتیجہ یہ ہی کہ شہادت سے مجھے اس امر کا اطمینان کرنا غیر
ممکن ہی کہ مجسٹریٹ کو حکم مصدرہ دفعہ ۱۰۷ بمقابلہ ہر واحد شخص ملزم کے بر بنا اوس اطلاع
صادر کرنا مناسب تھا جو اوسکو پہونچی تھی۔ اگر حالات مقدمہ سے یہ ظاہر ہوتا کہ تحقیقات جلد
کیجاتی تو شاید میں ویسے حکم دیتا۔ لیکن مجھے معلوم ہوتا ہی کہ حکم مجسٹریٹ کا بہ نسبت کل شخص
کی وجہ ناکافی پر مبنی ہی کیونکہ شہادت موجودہ مسل سے قابل اطمینان یہ ثابت نہیں ہوتا
کہ منجملہ ملزمان کے کسی شخص نے اس فعل واقعی سے اس امر کے خیال کرنیکی وجہ پیدا کی ہی کہ
وہ ارتکاب نقض امن کا کرنیوالا ہی۔ اور مقدمہ کی اس حیثیت پر خیال کر کے یہ امر کسی طرح سے [illegible]
وقعت نہیں معلوم ہوتا ہی کہ جس حالات پر مجسٹریٹ نے غور کیا تھا وہ قتل [illegible] تہوار [illegible]
[illegible]
[illegible] تھی کا یہ یادگاری روایت ایک [illegible] عظیم کی
ہی اور انہیں مسلمانوں کا زمانہ ماتم کا ہی یادگاری اوس واقع کی ہی جو اونکے قلب میں بطور لوح
کا تھا۔ تواریخ اسلام کے [illegible] یہ وہ وقت ہی جب امام حسین اور اونکے پیروکاران کا
قتل میدان جنگ کربلا میں ہوا ہی یہہ دو تہوار جو حیثیت روایت مخالف ایک دوسرے
کے ہیں سال گذشتہ میں ایک ہی وقت پر واقع ہوئی ہیں پس اس سے یہہ ہوگا اندیشہ تھا
کسی وقت ہو کہ مابین ہندو اور مسلمان فریقین کے جھگڑا ہو کر نقض امن ہو جاے۔ لیکن اس
مقدمہ میں خود پولیس کے شہادت سے ثابت ہی کہ اوس مقام میں جس سے یہہ مقدمہ
متعلق ہے ہندوؤن نے اپنا رام لیلا کیا اور مسلمانوں نے اپنا محرم کیا اور نقض امن
نہیں ہوا۔ لیکن شہادت پولیس میں معمولی طور سے یہہ بتایا گیا ہے کہ نقض امن
کی انسداد میں بڑی مشکل پیش آئی تھی۔ شہادت سے کچھہ بھی ثابت نہیں ہوتا
ہے کہ کیا مشکل پیش آئی تھی۔ اور بمقابلہ اس امر عظیم کے کہ جسکی نسبت معلوم
ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ نے کچھہ بھی لحاظ نہیں کیا مجھے راے مجسٹریٹ کی بحال کرنا
بہت غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر [illegible] ۱۸۸۵ع کو جب مجسٹریٹ نے
یہہ حکم جواب زیر نگرانی ہے حالت خیالات سکنہ [illegible] کی ایسی تھی کہ جس سے
اندیشہ معقول نقض امن کے ارتکاب کا بوجہ نزاع باہم ہندو و مسلمان کے پیدا ہو
اس صورت میں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عمل مجسٹریٹ کا دربارہ استعمال اون اختیار
امتیازی کے جو سرکار [illegible] کو ایسے [illegible] کے عطا ہوا ہی غیر ضروری تھا

لیکن مین یہہ اور تحریر کرنا چاہتا ہون کہ کوئی شہادت سے جو تحقیقات مین لی گئی تہی اگر مجسٹریٹ اندیشہ نقض امن کا مناسب طور پر کر بہی سکتے ہین تو جو حکم اس مقدمہ مین مجسٹریٹ نے صادر کیا ہے بہت سخت ہے اور حسب عبارت مستعملہ اسٹریٹ صاحب جسٹس مقدمہ قیصر ہند بنام تہو محولہ بالا کے یہہ استعمال اختیار کا بے انتہا ہے کہ کل شخصون سے ضمانت ایک سال کی طلب کیگئی ہے چونکہ حکم مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۸۵ع ہے اور جزو کثیر اوس میعاد کا گذر چکا ہے اور صرف اسوجہ سے میری راے مین کافی ہے کہ مین حکم تحقیقات جدید صادر کرنے سے اجتناب کرون گو لحاظ اون حالات کے جنپر مجسٹریٹ نے دربارہ اصدار حکم مذکور کے عمل کیا ہے میری راے مین واسطے قایم کرنے اندیشہ نقض امن کے کافی نہین متصور ہوسکتے۔

بدین وجوہ مین حکم مجسٹریٹ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۸۵ع منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ ضمانت نامجات اور مچلکہ اون اشخاص کے جو ضمانت دے چکے ہین فسخ اور منسوخ ہون اور اگر منجملہ ۳۰ اشخاص مندرجہ حکم مذکور کے کوئی شخص بموجب دفعہ ۱۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی جیلخانہ مین ہون تو اشخاص مذکور فوراً رہا کیجاوین۔

لیکن مین بغیر اس کہنے کے اس تجویز کو ختم نہین کرنا چاہتا ہون کہ مین نے اس مقدمہ مین اسقدر طوالت اسوجہ سے کرنا اپنے اوپر فرض سمجھا ہے کہ مجھکو معلوم ہے کہ اختیارات امتیازی جو صاحبان مجسٹریٹ کو قانوناً واسطے تحفظ امن عامہ خلایق کے عطا ہوئے ہین اونکا استعمال بلا احتیاط اور خبرداری کے نہ ہونا چاہیئے اور فی الحقیقت ہرگز یہہ تحقیر حقوق ازادی اور امن کے جسکی رعایا عملداری سرکار انگریزی مین مستحق ہے نہ ہونا چاہیئے۔

ضلع اعظمگڈہ | اپیل دویم نمبر ۳۰، ۱۸۸۶ع | منفصلہ ۱۲ مارچ

واجد علیخان وغیرہم بنام گھنشام نراین وغیرہم

جائیداد مشترکہ — نالش دور کرا پانے درختان منصوبہ شریک —

واقعات اس مقدمہ کے ایچ صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین —

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹان   سکھہ رام منجانب رسپانڈنٹان

ایچ صاحب چیف جسٹس — اس مقدمہ مین مدعیان و مدعا علیہم شرکاء
بعض اراضی اور بستی ذیل مشترکہ کے ہین مدعیان مقدمہ ہذا کا یہ بیان
ہے کہ بعض قطعہ [illegible] آراضی پر نابالغان اور مدعا علیہم نے بولی [illegible]
حصہ قطعہ مذکور کے ہین — اونکا یہہ بھی بیان ہے کہ مدعا علیہم نے بلا
اونکی رضامندی کے آراضی متنازعہ پر درخت لگائے ہین — نابالغان
دعوی [illegible] دور کرا پانے درختان مذکور کا کرتے ہین اور نابالغان
دعوی تقسیم آراضیات مذکور کا بھی کرتے ہین — بہ نسبت دعوی حصہ قطعہ
کے جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ یہہ ثابت نہین ہے کہ مدعیان کا کوئی
حصہ آراضیات مذکور کے ہوتے مین ہے بہ نسبت دعوی تقسیم کے جج
ماتحت نے صحیح طور پر یہہ تجویز کی ہے کہ چونکہ آراضی متنازعہ محال
مالگذار سرکار ہے لہذا عدالت مال اور نہ عدالت دیوانی عدالت مناسب
بابت منظوری دعوی کے ہے — بہ نسبت دعوی دور کرا پانے درختان
کے جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ کوئی شہادت اسبات کی نہین ہے
کہ درختان مذکور بر رضامندی مدعیان کے نصب کئے گئے ہین اور یہہ
بلحاظ اوس عداوت [illegible] جو مابین فریقین کے واقع تھی رضامندی مذکور
مفہوم نہین ہو سکتی ہے جج ماتحت نے یہہ تجویز نہین کی تھی کہ آیا مدعا
علیہم نے نصب کرنے درختان کے مدعیان کو دخل مشترکہ سے بیدخل کر دیا ہے
یا یہہ کہ بموجب نصب ہونے درختان کے مدعیان کو ضرر [illegible] پہونچا ہے
ہم بموجب دفعہ ۵۶۶ مجریہ ضابطہ دیوانی کے مقدمہ واسطے تجویز ان امور کے
واپس بھیجتے ہین — مین بہ نسبت مقدمہ لالہ بشمبر لال بنام راجہ رام (انگلش
لاء رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۶۷ جس پر استدلال ہوا التماس یہہ کہتا ہون کہ مین

بجویز مسٹر پارنس سکاک صاحب چیف جسٹس مندرجہ مقدمہ مذکور کو قبول کرتا ہون
محمود صاحب جسٹس ۔ مین اتفاق کرتا ہون ۔
دیکھو مقدمہ جے چندر رکھت بنام بپر چرن رکھت (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۶) مس مولف ۔

ضلع علیگڈھ — اپیل دویم نمبر ۵۸ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۶ ۱۸ مارچ

جمنا وغیرہم بنام تمن سنگھہ و یک کس دیگر

دہرم شاستر ۔ خاندان مشترکہ ہنود ۔ رہن منجانب پدر ۔ نالش نفاذ رہن بمقابلہ حصص پسران ۔ بار ثبوت ۔

واقعات اسمقدمہ کے ایج صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین ۔

اجودہیا ناتہہ و رام پرشاد منجانب اپیلانٹان ۔

سندر لال منجانب رسپانڈنٹان ۔

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ اس مقدمہ مین مدعیان نے بر بنا تمسک کفالتی جو باپ نے لکہا تہا نالش بنام پسران کے کی ہے ۔ خاندان مشترکہ ہنود تہا ۔ مدعیان نے کوئی شہادت نسبت اون حالات کے کہ جنمین تمسک مذکور حوالہ ہوا تہا یا بغرض ثبوت اس امر کے نہین دی کہ اونہون نے کوئی تحقیقات کرائی تہی ۔ بجانب دیگر مدعا علیہم نے کوئی شہادت بہ نسبت اون حالات کے نہین دی ہے کہ جنمین تمسک مذکور حوالہ ہوا تہا ۔ ہر دو عدالت مین حکام نے دعوی اوسقدر ڈگری کیا ہے کہ جسقدر حقیت باپ کے جایداد مین متعلق ہے اور اوسقدر دعوی ڈسمس کیا ہے کہ جسقدر دیگر اشخاص (مدعا علیہم) کی حقیت کو جایداد مین متعلق ہے ۔ ہمارے روبرو صرف یہہ امر بحث ہے کہ آیا بار ثبوت کس شخص پر ہے ۔ پنڈت اجودہیا ناتہہ اور مسٹر رام پرشاد نے بحث کی ہے کہ بار ثبوت مدعا علیہم پر تہا اور یہہ کہ اونکے موکلان یعنی مدعیان مستحق کامیابی کے تہے تاوقتیکہ یہہ ثابت نہو کہ تمسک واسطے اغراض خلاف

قانون اور خلاف تہذیب کے دیا گیا تھا اس حجت کی تائید مین اونہون
نے مقدمات ذیل پر حوالہ کیا ہے ۔ نارائن چاریا بنام پرسو کرشن (انڈین
لا ریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ا صفحہ ۲۶۲) لچھمن داس بنام گردھر چودھری (انڈین لا ریورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۸۵۵) گنگا پرشاد بنام اجودھیا پرشاد سنگھ (انڈین لا ریورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۱۳۱) دگر دھاری لال بنام کنتو لال (۱۴ لا ریورٹ
جلد ضمیمہ اپیل ہند صفحہ ۱۸۳) سیتارام بنام ظالم (انڈین لا ریورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۳۳۱) ناموسی بھاسن بنام ہون موہن لال (انڈین لا ریورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۱) رام دیپ رائے بنام سالگ رام (زبدۃ الحقوق
ہفتہ وار ۱۸۸۵ع صفحہ ۲۷۵) دینا یا ملائی بنام سوامی نکار (انڈین لا ریورٹ سلسلہ
مدراس جلد ۴ صفحہ ا) گنگو لو بنام انچا بنلو (انڈین لا ریورٹ سلسلہ مدراس
جلد ۴ صفحہ ۷۳) دہنو مان سنگھ بنام نانک چند (انڈین لا ریورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۶ صفحہ ۱۹۳) بالنسبت مقدمات محولہ باستثناء دو مقدمات کے جنکا
ذکر کرونگا معلوم ہوتا ہے کہ وہ متعلق اوس حجت کے نہین ہین جو منجانب
مدعیان کے ہوئی ہے ۔ یہہ وہ مقدمات ہین جنمین ڈگری بمقابلہ باپ کے
حاصل ہو چکی تہی اور جائداد نیلام ہو چکی تہی یا ایسے مقدمات ہین جنمین فرزندان
یا مستدعاء ادرسی خلاف فعل اپنے باپ کے عدالت مین آئے تھے ۔
یہہ ایسے مقدمات ہین جیسے مجہے معلوم ہوتے ہین کہ اون سے کوئی پناہ
نہین حاصل ہوتی ہے کیونکہ جب ڈگری بمقابلہ باپ کے حاصل ہو چکی اور
اور نیلام ہو چکا تو قیاس یہہ ہوتا ہے کہ ڈگری صحیح طور پر صادر ہوئی ہے ۔ کوئی بیٹا
یا مستدعاء ادرسی خلاف اوس بیع کے جو اوسکے باپ نے بابت قرضہ
نالش کے کیا ہے عدالت مین آوے تو اوس پسر پر مقدمہ بابت دادرسی
مستدعیہ کے ثابت کرنا فرض ہے ۔ مین اوس ہر امر کو قبول کرتا ہون جو
میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے اپنی تجویز مین بمقدمہ ہنومان سنگھ بنام
نانک چند کے تحریر کیا ہے ۔ بالنسبت مقدمہ سیتارام بنام ظالم کے
معلوم ہوتا ہے کہ متعلق ہے تا وقتیکہ مقدمہ مذکور ملاحظہ ہو ۔ بالنسبت

مقدمہ مذکورہ کی جو احاطہ ثبت و متعلق مقدمہ ہمشکل مقدمہ حال [illegible]
ہے۔ اب بجانب دیگر پنڈت سندر لال صاحب مسٹر اشپ رسیا [illegible]
تین مقدمہ پر استدلال کیا ہے۔ اول فیصلہ اجلاس کامل عدالت کلکتہ
مصدرہ سر بارنس پیکاک صاحب چیف جسٹس کا بمقدمہ [illegible]
بنام گور سنگہ کا ہے (ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۲۱۵) جسمین اجلاس [illegible]
نے امر بار ثبوت کا نسبت تصرف زر ثمن کے طے کیا ہے۔ اوس مقدمہ
مین بیٹے کی حجت تھی کہ جو روپیہ باپ نے قرض لیا تھا وہ واسطے ضرورت
جائز کے نہ تھا۔ اجلاس کامل نے اوس سے زیادہ قاعدہ قرار دیا تھا جسپر ہمیشہ
عمل ہوتا آیا ہے بہرکیف مقدمہ ایسی عظمت کا ہے جس سے اظہار اس
امر کا ہوتا ہے کہ اس قسم کے مقدمہ مین جیسا کہ یہ ہے بار ثبوت کس جانب
ہوتا ہے۔ دوسرا مقدمہ بھگوان سنگہ بنام [illegible] سنگہ کا ہے (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۰)۔ اوس مقدمہ مین عدالت نے
جسمین مسٹر جسٹس جیکسن صاحب اور مسٹر جسٹس وائٹ صاحب شریک تھے
وہی اصول قانونی اوس مقدمہ سے متعلق کیا جو ہمشکل اس مقدمہ کے
تھا جو مفصلہ [illegible] بردس صاحب کے بمقدمہ ہنومان پرشاد بنام مسماۃ
ببوی کے (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۶ صفحہ ۴۱۳) دیے [illegible]
میری رائے مین قاعدہ قانون متعلقہ مقدمہ [illegible] سنگہ بنام
جنگ سنگہ اس مقدمہ سے بھی متعلق ہے [illegible] استدلال کرتا ہون ایسی
قاعدہ قانون کا فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ [illegible] سنگہ [illegible] وزیر سنگہ
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۷۹) سے بھی اخذ کرنا چاہیے۔
مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسناد محولہ پنڈت سندر لال اس مقدمہ پر حاوی
ہین۔ یہہ رائے معقول اور قاعدہ عام ہے کہ دائن جو اپنے دعوی کو
ازروے تمسک نوشتہ پدر ہندو کو بمقابلہ جائداد خاندان ہندو کے بابت
اوس روپیہ قرضہ [illegible] دادہ کے جو باپ کو دیا گیا ہے اور جسکو [illegible]
محدود [illegible] کے نافذ کرنا چاہے تو لغزش کیلئے بحث پیدا ہوا اوسکے ثابت

کرنا چاہئے کہ یہ روپیہ یافتہ نے واسطے ضرورت جایز کے حاصل کیا تھا یہہ کہ اوسنے تحقیقات معقول کی تھین اور اوسکو ایسی اطلاع حاصل ہوئی تھی جس سے ہوشیار آدمی کو اطمینان اسبات کا ہوسکتا ہے کہ معاہدہ قرضہ کا واسطے ادا کرنے قرضہ ماسبق یا واسطے دیگر ضروریات جائیز خاندان کے واقع ہوا تھا۔ وہی ایسا شخص ہے جسکو وہ حالات معلوم ہو سکتے یا ہونی چاہئین کہ جنکی وجہ سے نامبردہ نے اپنا روپیہ باطمینان جایداد خاندانی ہنود کے علیحدہ کر دیا تھا اور ایسے مقدمہ مین جیسا کہ مقدمہ حال ہے صرف یہی امر معقول ہے کہ بار ثبوت اوسی شخص کے ذمہ عاید کرنا چاہئے۔ چونکہ کوئی شہادت اسبارہ مین نہین دی گئی ہے لہذا میری یہ راے ہے کہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونا چاہئے۔

محمود صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع مین پوری — اپیل اول احکام نمبر ۱۲ ۱۸۸۴ع — منفصلہ ۷ اپریل

جودہا سنگہ بنام بھوپ سنگہ وبکس دیگر

اجراء ڈگری۔ درخواست منسوخی نیلام اراضی منجانب مدیون ڈگری برنبار بیضابطگی۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۱۱۔ بار ثبوت۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ مین اسٹریٹ صاحب جسٹس کے درج ہے۔

جوکہولال منجانب اپیلانٹ — بھولان پرشاد و مادہو پرشاد منجانب ریسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل بنار اضی حکم صیغہ اجراء ڈگری مصدرہ جج ماتحت مین پوری مشعر نامنظوری عذرات مدخلہ مدیون ڈگری کی اپیلانٹ نسبت منظوری نیلام صیغہ اجراء ڈگری اپنی جایداد کے ہے۔ نیلام ۲۱ جون ۱۸۸۳ع کو ہوا تھا۔ ۹ جولائی مابعد کو درخواست عذرداری داخل ہوئی۔ مابین ۹ جولائی اور ۲۸ اگست کے جسمین حکم منشاء اپیل ہذا صادر ہوا اور وہی تاریخ واسطے فیصلہ قطعی مقدمہ کے بھی [illegible] مدیون [illegible] واسطے [illegible] ادا کرنے شہادت بتائید اپنی عذرداری کے نہین کی [illegible] [illegible] جج ماتحت [illegible] نامنظور کئے اور یہہ حکم صادر کیا جسکی نار اضی سے

اپیل ہی - یادداشت اپیل مین دو عذر کئے گئے مین - منجملہ اونکے اول یہہ ہی کہ فیصلہ بیجا ہوا کیونکہ عدالت ماتحت نے سمن بنام گواہان جاری نہین کیا حالانکہ اپیلانٹ نے درخواست حاضری گواہان مذکور کی تہی - عذر دوئم یہہ ہی کہ عدالت ماتحت کو چاہئے تہا کہ مقدمہ اجراے ڈگری مین تحقیقات بہ نسبت کارروائی اجراے اشتہار نیلام کے کرتے - اوسکا بار ثبوت اپیلانٹ پر بیجا ڈالا گیا ہے -

میری رائے ہے کہ جب اجراے ڈگری حسب طریقہ قانون کے اور بموجب حکم عدالت اجرا کنندہ ڈگری مذکور کے نیلام عمل مین آوے تو بادی النظر مین نیلام مذکور جائز قیاس کیا جاتا ہے اور جو شخص مستدعی منسوخی نیلام کا ہو اوسکو یہہ ثابت کرنا چاہئے کہ نیلام مذکور مین ایسے اعتراضات قانونی یا واقعاتی وارد ہوتے مین جس سے باعث منسوخی نیلام کا ہے لہذا بلحاظ عذرات پیش کردہ نابردہ کے بار ثبوت بذمہ [illegible] پیش کرنے شہادت کا بغرض ثبوت عذرات اور نیز ثابت کرنا اس امر کا کہ اونکو نقصان زر واقعی ہوا بہ سبب نیلام ہو جانے جایداد کے کم قیمت پر ہوا ہے ذمہ اپیلانٹ کے تہا حسب تجویز جج ماتحت کے اپیلانٹ نے کوئی تدبیر پیش کرنے شہادت کی بغرض ثبوت عذرات کے مابین ۹ جولائی اور ۲۰ اگست کے نہین کی - آمدہ مین بابت اپیلانٹ کی وہی حیثیت ہے جو ہر ایسے دوسرے شخص متخاصمین کے ہوتی ہے جو عدالت مین معہ چند بیانات کے آتا ہے اور اونکو ثابت نہین کر سکتا ہے - لہذا میری یہہ رائے ہے کہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہئے -

محمود صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۱۶ مئی ۱۸۹۶ء

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب بی اے اسپنکی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲ جلد ۲	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ

مقدمہ	صفحہ	مقدمہ	صفحہ
چندر کنور بنام سیہ کرنداس	۳۹۶	متھو لعل بنام رام چندر	۴۱۱
چوراسی بنام بلی	۴۰۰	زاہی کنور بنام چندے دین	۳۹۲
قیصر ہند بنام بندہو	۴۱۳		

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اپیل	۴۱۳	دہرم شاستر	۳۹۲
اطلاع رہن منفعتی	۴۱۱	ڈگری بشرط نفاذ رہن سادہ مقدم	۴۱۱
ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۶ء دفعہ ۶	۴۰۰	رہن	۳۹۶ و ۴۱۱
ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۲۰ (۵)	۳۹۲	سادہ	۳۹۶
بیان بحق	۳۹۲	منفعتی	۳۹۶
بیان شخص متوفی بہ نسبت رشتہ مندی کا	۳۹۲	بائے اول و ثانی	۴۱۱
تعبیر دستاویز	۳۹۶	سارٹیفکیٹ نیلام بیع کرانی مرکا ذریعہ مرتہن اول کے نے ادا کرنا زر رہن منفعتی کا اپنے ذمہ لیا	۴۱۱
ججوں میں اختلاف رائے کا ہونا	۴۱۳	سود	۳۹۶
حکم سزائے موت کا واسطے منظوری کے ہائیکورٹ میں ارسال کیا جانا	۴۱۳	شہادت	۳۹۲
خریدار نیلام طالب دخل کی مزاحمت منجانب مرتہن منفعتی	۴۱۱	عملدرآمد	۴۱۳
خسارہ	۳۹۶	مالکانہ	۴۰۰
		متاکشرا	۳۹۲

مضمون	صفحہ
مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۲۸ و ۴۲۹	۴۱۳
مرتہن منفعتی مابعد کا ڈگری میں شریک نہ ہونا	۴۱۱
منتقل علیہ کی نسبت بلاعلم	۴۰۰
مواخذہ قابل وراثت	۴۰۰
نالش بابتہ زر مالکانہ	۴۰۰
نالش بغرض نیلام سود	۳۹۶
نالش عدالت مطالبہ خفیفہ	۴۰۰
نیلام اجرائے ڈگری	۴۱۱

وراثت

وراثت ——— ۳۹۶

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر ہائے چندہ پاس منشی دگمبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیئے

ضلع بریلی　　اپیل اول نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۸۱ء　　منفصلہ ۶ دسمبر سنہ ۱۸۸۲ء

نرائنی کنور　　بنام　　چندی دین وکس دیگر

شہادت - بیان شخص متوفی بہ نسبت رشتہ مندی - ایکٹ ا سنہ ۱۸۷۲ء عیسوی (ایکٹ شہادت) دفعہ ۳۲ و ۵۰) - دہرم شاستر - متاکشرا - وراثت بہائجہ -

یہہ نالش بجانب چندی دین معہ نواب معشوق محل جسکے ہاتھہ نامبردہ نے جزو جائداد منتقل کیا تھا بغرض دخل یابی جائداد موروثی اپنے ماموں چودہری نوبت رام کی باتحاد وراثت رجوع ہوئی تھی - رانی نرائنی کنور مدعا علیہا بیوہ رگھونندن پرشاد کی ہے حسب بیان اوسکے متبنی چودہری نوبت رام کا تہا کہ جو بلا چھوڑنے اولاد صلبی کے فوت ہوا تہا - بعد وفات چودہری نوبت رام کے (جو ہندو خاندان سے جدا تہا) فروری سنہ ۱۸۶۷ء میں اوسکی بیوہ رانی گنیش کنور اوسکی جائداد پر دخیل ہوئی اور اپنی وفات تک جو اگست سنہ ۱۸۷۶ء میں واقعہ ہوئی قابض رہی - بعد اوسکی وفات کے مدعا علیہا نے بہ حیثیت بیوہ رگھونندن پرشاد کے اپنا نام داخل کرا لیا اور قابض ہوئی -

عدالت مرافعہ اولے (ضلع جج بریلی) نے دعوی ڈگری کیا - جس تنقیح کا ذکر کرنا ضروری ہے وہ یہہ ہے کہ آیا چندی دین مدعی بموجب دہرم شاستر کے وارث قریب ترین ستروکہ نوبت رام کا ہے یا نہیں - یہہ تنقیح ہائیکورٹ نے حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ضلع جج کے پاس بہیجی تہی اور حاکم ممدوح نے تجویز بدین مضمون کی کہ دو اشخاص مسمیان شب لال و بہیرون پرشاد بہ نسبت چندی دین کے باتہہ دراثت نوبت رام کے زیادہ تر قریب ہیں - بہ نسبت اس تجویز کے عذرات حسب دفعہ مجموعہ ضابطہ دیوانی بجانب مدعیان رسپانڈنٹان داخل ہوئی اپیل اور عذرات مذکور سماعت کے ایک ساتہہ پیش ہوئے - بجانب رسپانڈنٹان کے یہہ حجت ہوئی بلحاظ شہادت اور مطابق قواعد دہرم شاستر کے چندی دین وارث نوبت رام کا ثابت ہوا ہے اور رشتہ مندی منظورہ نسبت شب لال و بہیرون پرشاد ساتہہ نوبت رام کے ثابت نہیں ہوئی اور بفرض اس امر کے کہ وہ ثابت بہی ہو تاہم چندی دین وارث نوبت رام ہے اور اس حیثیت سے مستحق دخل اپنے موروثی جائداد کا وقت وفات رانی گنیش کنور سے ہے

وقت شروع ہونے مقدمہ منجانب رسپانڈنٹ کے چند دستاویزات ثبوت مین پیش کیگئین اور کونسل اپیلانٹ نے اوسپر اعتراض کیا ہے - منجملہ دستاویزات مذکورہ علیہ ایک دستاویز بیان تحریری جوابدہی مدخلہ منجانب گنیش کنور موقوعہ ۵ - جنوری ۱۸۷۵ء مقدمہ نالش مرجوعہ پیارے لال وبہیرون پرشاد بنام مسماۃ مذکورہ و رگھونندن پرشاد کے واقعہ ۱۸۷۴ء کا ہے - نالش مذکور مین مدعیان نے استدعاء استقرار اپنے حق بحیثیت ورثاء نوبت رام واسطے جانشینی جایداد نامبردہ بعد وفات رانی گنیش کنور کی کی تھی اور اپنی بناے مخاصمت یہہ بیان کی تھی کہ ایک بیان گنیش کنور نے جوابدہی تحریری نالش سابق مین جو چندی دین نے اوسکے نام دایر کی تھی اسمضمون سے کیا تھا کہ رگھونندن میرے شوہر کو نوبت رام نے متبنی کیا ہے - بجواب اوس نالش کے گنیش کنور نے اپنے بیان تحریری مین یہہ بیان کیا تھا کہ مدعیان کو کوئی بناے مخاصمت حاصل نہین ہے اور رگھونندن پرشاد کو نوبت رام نے فی الواقع متبنی کیا ہے - مسماۃ نے یہہ بھی تحریر کیا تھا - مدعیان چودہری نوبت رام متوفی کے خاندان سے نہین ہین - شجرہ خاندان مدخلہ مدعیان غلط ہے -

مجمل صورت یہ ہے شجرہ خاندان مظہرہ مدعا علیہ اپیلانٹ مقدمہ ہذا حسب ذیل

منوہن داس
- ہیرامن
  - شیام رام
    - گوپال رام
      - بستی رام
        - بسنت رام
          - نوبت رام
            - چندی دیئی
          - ایسری بائی بی
  - جی بہادر
    - سنایت
      - جی پرکاش
        - دلتھمن
          - شمبوناتھ
            - بہیرون پرشاد
      - تیج رام
        - پرانسکھہ
          - منالال
            - سنب لال
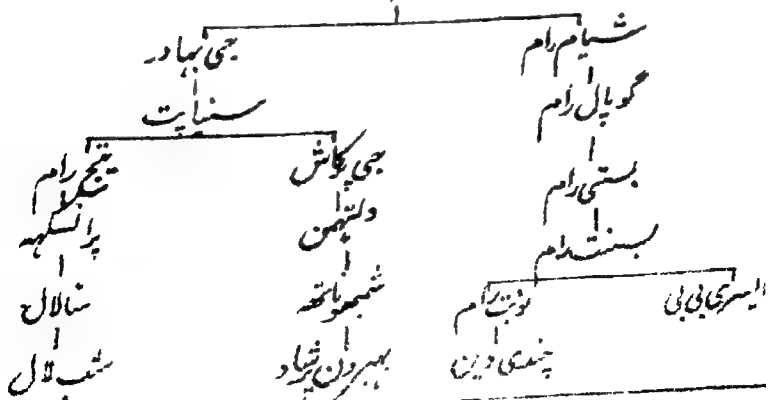
مقدمہ مین تین امور کا تذکرہ واسطے اغراض رپورٹ ہذا کے ضروری ہے
صرف یہہ ہین - اول یہہ امر کہ آیا بیان تحریری گنیش کنور کا جو نالش ۱۸۷۱ع ہو
ہوا تہا وہ حسب دفعہ ۳۲ ضمن (۵) ایک شہادت ثبوت اس امر کے کہ پیارا
رشتہ دار نوبت رام کا نہین ہے واقعہ متعلقہ ہی یا نہین - اور دوم یہہ امر کہ آیا
اس امر کے کہ شجرہ خاندان مدخلہ اپیلانٹ ثابت ہی تو چندی دین مدعی بحیثیت بھا
نوبت رام کے بہ ترجیح شب لال و بھیرون پرشاد کے وارث ہوسکتا ہی یا نہین -

پل شیوناتھ سنگہ راجو دہیا ناتھ و نند لال منجانب اپیلانٹ -

کالون ہنومان پرشاد کاشی پرشاد و سندر لال منجانب رسپانڈنٹان -

ایچ صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ صاحب جسٹس نے بہ نسبت امر
کہ بیان تحریری گنیش کنور مورخہ ۵ جنوری ۱۸۷۱ع قابل مقبولی شہادت کے ہے
فرمایا - دوسری دستاویز بیان تحریری رانی گنیش کنور کا ہے جو نالش مرجوعہ پیارے
و بھیرون پرشاد بنام مسماۃ مذکورہ و بابو رگھونندن پرشاد کے داخل ہوا تھا -
مذکورہ شہادت مین بغرض ثبوت اس امر کے پیش کی گئی تہی کہ رانی گنیش کنور کو اس امر
انکار تہا کہ پیارے لال و بھیرون پرشاد جو دہری نوبت رام کے خاندان کے ہین
پنڈت سندر لال نے یہہ بحث کی ہی کہ بیان مذکور داخل منشاء ضمن ۵ دفعہ ۳۲ ایک
شہادت ہند کے ہے اور اس حیثیت سے قابل مقبولیت کے ہے - ہم نے بیان
یہہ راے قرار دیکر نامنظور کیا کہ ضمن ۵ متعلق اون بیان کے نہین ہین جو اون مقصون
گئے ہین جنکو دوران مقدمہ مین شجرہ خاندان مدخلہ فریق مخالف کے انکار سے غرض
حاصل ہے -

(بعد تذکرہ مفصل شہادت کے حکام معزز نے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ شجرہ خاندان
اپیلانٹ ثابت ہے - اور فیصلہ حکام ممدوح کا اسطرح پر ہوا ہے) حسب متذکرہ
بالا پنڈت سندر لال اور منشی کاشی پرشاد نے یہہ بحث کی ہے کہ بغرض اسکے کہ شجرہ
خاندان اپیلانٹ ثابت ہے تاہم اونکا موکل چندی دین بحیثیت بھانجہ جو دہری نوبت
کے بہ ترجیح شب لال یا بھیرون پرشاد کے مستحق وراثت ہوگا - وکلا موصوف نے
امید بھید ربنام امودی چند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۹) و فیصلہ

مسٹر جسٹس صاحب بمقدمہ امر ناتھ کماری دیبی بنام لکھی نراین چکرورتی (بنگال لا رپورٹ
جلد ۷ بمقدمات اجلاس کامل صفحہ ۲۰) پر استدلال کیا ہے۔ اسناد مذکورہ سے
نہیں معلوم ہوتا ہے کہ بموجب متاکشرا کے جو نسبت وراثت درمیان اہل ہنود
ممالک ہذا کے رایج ہے بھانجہ وارث اپنی ماں کی بھائی کا ہو سکتا ہے۔ یہہ ایسا مسئلہ ہے
کہ جسکی نسبت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت مین مشتبہ تھا۔ وکلاء موصوف نے یہہ بحث
کی کہ اگرچہ بھانجہ گو ترج سپنڈ اپنی ماموں کا نہین ہے تاہم وہ سپنڈ مثل نواسہ کے ہے
اور چونکہ نواسہ بحالت نہ ہونے بیٹا پوتا پرپوتا بیوہ یا لڑکی کے جو اخیر مالک کی زندہ ہو
مستحق وراثت کا ہوتا ہے اوسی طرح سے بھانجہ بمقابلہ زیادہ بعید رشتہ داران خاندان
اپنے ماموں کے مستحق وراثت ہوگا۔

بجانب دیگر پنڈت اجودھیا ناتھ نے یہہ بحث کی ہے کہ بھانجہ جو بندھو ہی بموجب
متاکشرا اسوقت تک نہین پا سکتا ہے کہ جب تک اہل ذکور بخط راست تا درجہ
سمنودک اور بشمول اخیر سمنودک کے یعنے یہہ کہ جب تک چودہ پشت اہل ذکور بخط
راست ختم نہ ہو جائین نہین پا سکتا ہے تائید اپنے اس بحث کے وکیل موصوف نے
حوالہ متاکشرا و جنین سوارا اور کتاب ہندو لا اینڈ یوسیج مولفہ مین صاحب کے دفعات
۲ ۳۴ و ۵۹۰ کا کیا ہے۔ وکیل موصوف نے حوالہ مقدمہ کنور گلاب سنگہ بنام
راؤ کرن سنگہ (بنگال لا رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۱) و دھیا رام سنگہ بنام بھیا اگر سنگہ
(اپیل ہند جلد ۱۳ مولفہ مور صاحب صفحہ ۴۷۳، ۴۳) بمقدمہ لکشمی لال بنام تیرو دانگدا
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۴) پر بھی کیا ہے۔ کیونکہ پنڈت
سندرلال و منشی کاشی پرشاد کسی ایسے سند کے پیش کرنے سے قاصر رہی ہین جس سے
یہہ ثابت ہو کہ جو راے نسبت قاعدہ متاکشرا کے ابتک مقبول ہوتی رہی ہے
اور جسکی بحث پنڈت اجودھیا ناتھ نے کی ہے وہ صحیح نہین ہے لہذا ہم اوس بحث کو بدین
تجویز منظور کرتے ہین کہ اوس تعبیر سے اختلاف کرنے کی کوئی وجہ نہین دیکھتے ہین جو
نسبت متاکشرا کے ابتک مقبول ہوتی رہی ہین۔ نظر بران ہم یہہ تجویز کرتے ہین
کہ مسیاندغان نے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ چندی دین وارث چودھری نوبت رام کا ہے
اور ہم تجویز کرتے ہین کہ فی الواقع چندی دین وارث چودھری نوبت رام کا نہین ہے اور

اس وجہ سے ہم تجویز کرتے ہین کہ رسپاندنٹان نے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ وہ مستحق
قایم رکھنے اس نالش کے ہین - اندرین حالات ہمکو ضرور نہین ہے کہ کوئی رای نسبت
مختلف امور میعاد سماعت اور مانع تقریر مخالت کے جنکی بحث اثنا مقدمہ مین ہوئی
ہے ظاہر کرین - ہم اپیل معہ خرچہ بمقابلہ رسپاندنٹان اور جایداد نواب معشوق محل
مدعیہ متوفیہ سے ڈگری کرتے ہین - نالش ڈسمس متصور ہوگی -

ضلع میرٹھ — اپیل دوم نمبر ۲۵۲ سنہ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۸۶ع

چندر کشور بنام سبہ کرنداس

رہن - رہن منفعتی - رہن سادہ - تعبیر دستاویز - نالش بغرض نیلام
سود - خسارہ -

یہ نالش بربنائے رہننامہ کے دایر ہوئی تھی جسکی اجزای ضروری حسب ذیل ہین

مین ولیم پرکلی اقرار کرتا ہون کہ بموجب ان اختیارات کے جو مجھکو از روے
مختارنامہ عام مورخہ ۸ فروری سنہ ۱۸۶۷ع نوشتہ میجر ڈی پالک خلف رشید مسٹر
کی پالک اور رئیس بلندشہر اور میرے بھائی جوکل اور جسکی تصدیق عدالت انگلشیہ مین ہوئی
ہے مین بطور مختار رہن کرنے اور تمسک لکھنے اور معاہدہ قرضہ کرنے کا نسبت
جایداد واقعہ بلندشہر نینی تال اور مرادآباد کا ہون اور اب بحالت صحت جسمانی و روحانی
کے بعوض [illegible] کے ایک دوکان پختہ واقعہ محلہ بانکے گنج قصبہ بلندشہر
ملکیت اپنی جوکل کے بنام سیتال جسکو ساکن بلندشہر اور دوکاندار محلہ بانکے گنج کے رہن
کیا ہے اور منجملہ حساب رہن کے مینی مرتہن مذکور کو بابتہ قرضہ سابق از روے تمسک
مورخہ ۱۲ - مارچ سنہ ۱۸۶۹ع کے مبلغ ۱۱ روپیہ مجرا دیا اور نابر دست بقیہ ۱۱ [illegible]
معرفت شیخ نیاز علی اپنے مختار عام کے وصول پایا اور اب ہمارا کچھہ یافتنی باقی نہین
ہے اور مرتہن مذکور کو دوکان مرہونہ پر دخیل کرادیا اور اس تحریر کی رو سے
اقرار کرتا ہون کہ اپنی اختیار سے تا ادای زر رہن مذکور کے مرتہن کو اختیار ہوگا کہ
کہ دوکان مرہونہ کو خود مستعمل کرے یا باضافہ یا بتخفیف کرایہ کے کسی دوسرے شخص کو
کرایہ پر دیدے اور مین مرتہن کو بابتہ ادای کرایہ تین روپیہ دوکان مرہونہ کے

جسپر اب وہ قابض ہے معاف کر دیا اور وقت انفکاک رہن کے نہ مرتہن کو دعوے
سود کا جسکے اور نہ جسکو دعوی کرایہ کا اوس سے حاصل ہے - فریقین پابند مضامین
مندرجہ رہن نامہ کے رہینگے اور اگر کوئی فریق جرم انحراف یا اختلاف ورزی شرائط کا
میعاد رہن میں ہوگا تو وہ معاملہ قابل سماعت عدالت کے نہ ہوگا اور جب کبھی زر رہن
ایک مشت مرتہن کو ادا کیا جاوے رہن منفک ہو جائیگا اور رہین ذمہ دار خرچہ
مرمت دیوارات وکڑی دوتینی وکیوارہ وغیرہ کا نہ ہوگا اور مرتہن مذکور کو اسکی کچھہ
سروکار نہ ہوگا اور اگر مرتہن اپنی خوشی سے دوکان مرہونہ کو چھوڑ دے تو وہ
اوسی تاریخ سے مستحق پانے سود کا ہے بشرح فی صدی ایکروپیہ ماہواری کا ہوگا لہذا
یہہ چند کلمہ بطریق رہنامہ کے لکہدیے کہ بطور شہادت اس امر کے کام آوے
یہہ دستاویز مورخہ ۲۲ ستمبر جسکی رجسٹری ۲۸ ستمبر ۱۸۶۹ء کو ہوئی۔

مدعی مقدمہ ہذا کا قایم مقام مرتہن کا ہے - نامبردہ نے دخل جایداد مرہونہ کا
۲۰ اگست ۱۸۸۲ء کو چھوڑ دیا - مدعا علیہ جو قابض تہا خریدار حق راہنی کا ہے -
مدعی نے دعوی دلا پانے مبلغ [illegible] زر اصل و [illegible] بذریعہ نفاذ کفالت بمقابلہ
جایداد مرہونہ کے کیا ہے اور دعوی سود کا بحوالہ اس شرط مندرجہ رہننامہ کے ہی
کہ درحالیکہ مرتہن جایداد کو چھوڑ دے یا خالی کردے تو سود اوس تاریخ سے بشرح
فی صدی ایکروپیہ ماہواری کے راہن ادا کریگا - جوابدہی میں یہہ عذر ہوا ہے کہ رہن منفعی
ہے لہذا جایداد مرہونہ قابل نیلام نہیں ہے علاوہ برین کہ سود جواز روے دستاویز کے
واجب الادا ہے اوسکا مواخذہ جایداد پر نہیں ہے بلکہ اوسکے ادا کرنے کی ذمہ داری
صرف اصل راہن کے ذات پر ہے اور ذمہ داری مذکور مدعا علیہ پر جو خریدار حق
راہنی کا ہے نہیں ہوتی ہے اور نیز یہہ عذر ہے کہ سود (بشرطیکہ ہو) وقت
انفکاک رہن کے واجب الادا ہوگا -

عدالت مرافع اولے (منصف بلندشہر) نے ان عذرات کو منظور کیا اور نالش
ڈسمس کی - بر طبق اپیل ضلع جج میرٹھہ نے ڈگری منصف کی منسوخ کی - عدالت نے
حسب ذیل تجویز کیا ہے -

عدالت یہہ تجویز کرتی ہے کہ اصل زر رہن کا اطمینان جایداد مرہونہ سے کیا گیا تھا

اگر ایسا نہین ہے تو دستاویز سے کوئی مراد حاصل نہین ہوتی - رہن منفعی تہا از روے
شرط رہننامہ کے جس سے مدعی خود مستفید ہوا ہے رہن مذکور رہن سادہ ہوگیا ہی
سود بشرح ۵؎ سیکڑہ جواز روے دستاویز مرتہن کو ادا ہونا چاہئے بشرطیکہ وہ قبضہ
دوکان کا چہوڑ دے عدالت کی راے مین دوکان مرہونہ پر قایم کیا گیا ہے - مرتہن کو
دوکان پر قابض رہنا چاہئے تہا اور اس چہوڑنے مین جو فایدہ اوسکو اوسکے قبضہ سے
حاصل ہوتا ہے مساوی سود بالا اصل زر رہن کے ہے سود بالا اصل ایسی موزون
جایداد سے حاصل ہوسکتا تہا اور اوسکا اطمینان بذریعہ قبضہ کے ہوا تہا دستاویز مین
کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے کوئی شخص یہہ قیاس کرسکے کہ درحالیکہ مرتہن دوکان
خالی کردے سود بشرح ۵؎ سیکڑہ قرضہ ذاتی راہن کا ہوجائیگا - اس سود کا
اطمینان جایداد مرہونہ سے ہے - اگر حسب تجویز عدالت کے سود کا اطمینان
جایداد سے تہا تو سود مذکور کا مواخذہ سالانہ پیدا ہوتا تہا اور اوسکے ادا سے سالانہ
نافذ کیجا سکتی تہی - مدعا علیہ نے حق راہنی جایداد کا بابت اوس مواخذہ کے خرید
کیا ہے جو اوسپر ہے لہذا نابسردہ حیثیت مالک دوکان ذمہ دار ہی حسب اصرار
رسپانڈنٹ کے یہہ تجویز کرنا بیجا ہے کہ سود کا تصفیہ برسون تک ملتوی رہی اور
یہہ کہ اوسکا ادا کرنا یا نکرنا باختیار راہن کے ہے حسب متذکرہ بالا اب رہن سادہ
ہے - بحث یہہ ہے کہ آیا مدعی اپنے زر رہن و سود کے واپسی کا تقاضا کرسکتا ہی
یا نہین - بموجب دفعہ ۶۸ - ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے تقاضا کرسکتا ہے - عدالت کی
یہہ تجویز ہے کہ بوجہ انکار مدعا علیہ دربارہ ادا سے سود کے مدعی اپنے اطمینان کے جزو کی
محروم ہوتا ہے کیونکہ ہرگاہ جایداد مذکورہ واسطے کفالت زر اصل اور سود ایکساتہ کے
معقول و کافی ہے تو کافیت جایداد مین بوجہ باقی رہنے سود چند سال کے خلل آتا ہے -
انکار دربارہ ادا سے سود ایک فعل بیجا اور خلاف ورزی منجانب مدعا علیہ کے ہی یہہ
انحراف اون شرائط رہن کا ہے جن سے مدعی مستحق وصول کرلینے اپنے زر اصل و سود کا ہی
گو ایسی شرط رہننامہ مین نہو - اگر کوئی فقرہ متعلق کفالت کا دستاویز مین نہین ہے
تاہم مدعی کا صاف یہہ بیان ہے کہ مین مستدعی اپنے زر اصل معہ سود کا بذریعہ
نیلام جایداد مرہونہ کے ہون کیونکہ مدعا علیہ اوسکے ادا کرنے سے انکار کرتا ہے عدالت ہائی

معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ ہذا پر چاہیئے اسطرح پر نظر کیجاوی کہ وہ بابتہ معاوضہ لبطور خسارہ بوجہ
خلاف ورزی معاہدہ کے سبب ہے یا وہ بابتہ اوس روپیہ کے ہے جو لیا اور وصول کیا گیا
ہر حالت مین قرین انصاف یہہ ہے کہ مدعیکو ڈگری ملنا چاہیئے ۔ منجانب رسپانڈنٹ
کے مقدمہ مہیش سنگہ بنام چوہار جہ سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴
صفحہ ۲۳۵) اور مقدمہ شیو نراین بنام جی گوبند (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴
صفحہ ۲۸۱) پر استدلال ہوا ہے اصول فیصلجات مذکور کا خلاف مدعی اپیلانٹ کی نہین
معلوم ہوتا ہے اپیل ڈگری کیا جاتا ہے ۔

مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے ۔

ڈلن و حبیب اللہ منجانب اپیلانٹ ۔

نند لال و لشمبر ناتھ منجانب رسپانڈنٹ ۔

ٹرل صاحب جسٹس ۔ فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ مشکل جوگنگشور بنام رام سہا
(زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۶ء صفحہ ۳۰۷) واسطے صحت نتیجہ دیزاد درباے ذی علم جج
مرتبہ نسبت صحیح تعبیر معاہدہ متنازعہ اور تجویز دعوی مدعی بنام اپیلانٹ ابھی دونون امر کے
لئے کافی ہے ۔ اگر ہم دعوی رسپانڈنٹ کا بابتہ سود کے ایسا تصور کرین کہ وہ دعوی
اوس روپیہ کا ہے جسکا مواخذہ از روے معاہدہ کے اوپر جایداد مکفولہ و مقبوضہ بیلانٹ
کے ہے تو ظاہر ہے کہ دعوی رسپانڈنٹ کا مغلوب نہین ہو سکتا ۔ اور اگر تجویز
اسکی یہہ تجویز کیجاوے کہ معاہدہ سے اثر قایم کرنے مواخذہ سود کا اوپر جایداد مرہونہ
کے جو بعد چھوڑ دینے جایداد منجانب مرتہن کے پیدا نہین ہوتا ہے تاہم یہہ ظاہر ہے
کہ رسپانڈنٹ مستحق دعوی معاوضہ خلاف ورزی معاہدہ راہن بابتہ ادا کرنے سود بالائی
زر رہن کے ہے اور یہہ دعوی بمقابلہ اپیلانٹ جو محض منتقل علیہ راہن کا نہین ہے بلکہ
اب قابض جایداد اور متصرف منافع اوس جایداد کا ہے جسپر اطمینان مرتہن کا مساوی
رقم اوسکے سود کے درحالیکہ وہ جایداد پر قابض ہے قابل پذیرائی ہے ۔ مقدمہ مین
ہر صورت سے نظر کرکے عذرات جنپر منجانب اپیلانٹ اصرار ہوا ہے بے وقعت ہین ۔
لہذا مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون ۔

براڈہرسٹ جسٹس ۔ مین خیال کرتا ہون کہ اسمقدمہ پر فیصلہ محولہ بالا

حساوی ہے اور مین دوبارہ ڈسمس اپیل معہ خرچہ کے اتفاق کرتا ہون -

ضلع باندہ | اپیل دوم نمبر ۱۴۲ سنہ ۱۸۸۶ع | سمعفلہ ۱۲ اپریل

چوراسن بنام بلی

مالکانہ - سواخذہ قابل دراشت - نالش بابتہ بقایا زر مالکانہ - نالش عدالت مطالبہ خفیفہ - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ع دفعہ ۶ منتقل علیہ نیک نیت بلا علم -

واقعات مقدمہ کے ایچ صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین -

ستیل پرشاد چترجی منجانب اپیلانٹ -

اجودھیا ناتھ و کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس - جس فیصلہ کو مین پڑھنا چاہتا ہون وہ فیصلہ میرے بہائی براڈہرسٹ اور اینجانب کا ہے اور چونکہ مین اپنے بہائی محمود صاحب کے سنے جنہون نے فیصلہ مذکور کو پڑا ہے مین سمجھتا ہون کہ انکو اوس سے اختلاف نہین ہے لیس مین اوسکو پڑھتا ہون - یہہ اپیل نارامنی ڈگری منصفی اپیل اول مبعدرہ صاحب جج باندہ مورخہ ۱۲ جنوری سنہ ۱۸۸۶ع کے ہے جسکی رو سے جج موصوف نے دعوی مدعی بمقابلہ بلی مدعا علیہ جواب رسپانڈنٹ ہی ڈسمس کیا تہا - ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۶۰ع کو میان شیوچرن و نراین سنگہ و دیگانی جو تابعین اراضی کے تہے سات بگہہ باستثنائی ملک بطور مالکانہ کے اودھار سنگہ کے پاس رہن کی تہی - ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۶۳ع کو اودھار سنگہ نے ۵ ۱/۲ بسوہ مذکور جیبت سنگہ کے پاس رہن رکہا - ۲۰ مارچ سنہ ۱۸۶۴ع کو شیوچرن نے اپنی حقیت واقع ملک ثلث موقوعہ اراضی مذکور پاس ہیبت سنگہ بیع کر دیا - بیعنامہ جیسا کہ اوسکا ترجمہ ہمارے لئی ہوا ہی حسب ذیل ہے

میکہ شیوچرن ولد نوندہ قوم ٹھاکر ٹیٹی دار موضع گویندی محال ہتہاورکہناتھہ پرگنہ جہوبہ ضلع ہمیرپور اقرار کرتا ہون جو کہ منمقر کو ضرورت مبلغ سکہ سلکہ عظمہ کر اصفت اوسکے سکہ ہو معوضہ ہوتے ہین واسطے کاروبار خانگی و دیگر امورات کے پیش رہے سو منمقر نے زر مذکور رہ بالا مسمی جیبت سنگہ ولد اجودھیا سنگہ قوم ٹھاکر ساکن موضع اردولی پرگنہ بدہ کی ضلع فتحپور سے قرض لئے اور بہ بعیوض مبلغان دیکہ

اپنا نقد ادی پانچسو [illegible] جبعی بلاشرکت غیرے و مداخلت دیگرے بہ قبضہ
و دخل مشتری کے معہ اراضی جنبیل و جہاگر و تالات ہائے و بندی و نالہ و چاہ پختہ و خام
و جواز سنگی درختان مثمرہ و غیر مثمرہ جمیع لوازمہ حق و حقوق زمینداری بیع لاکلامی کیا
سو مشتری مذکور قابض و دخیل رہکر زر مالگذاری سرکار ادا کرے و نفع و نقصان کا
مالک رہے ہمکو و وارثان ہمارے کو کچھہ واسطہ نہیں (جایداد سے) چاہے مشتری
مذکور خود قابض رہے چاہے دوسرے کے ہاتھہ فروخت کر ڈالے اور مبلغ [illegible] سکہ ملکہ
معظمہ سال بسال ہمکو مالکانہ مشتری سے قرار پایا ہے دیتا جاوے لہذا یہ چند کلمہ بطور بیعنامہ
لاکلامی کے لکہدیا کہ وقت پر کام آوے -

اس بیعنامہ کی رجسٹری باضابطہ ۳۰ مارچ [illegible]ء کو ہوئی تہی -

[illegible]ء مین ہیپت سنگہ نے جایداد مرہونہ کو بلی مدعا علیہ کے پاس رہن
کردیا جو اوسوقت سے قابض رہا چلا آیا -

ابتدائی ۳۰ مارچ [illegible]ء تا با اوسوقت کہ جب جایداد بلی مدعا علیہ کے پاس
رہن ہوئی تہی ہیپت سنگہ [illegible] سالانہ حسب شرط مندرجہ بیعنامہ شیو چرن کو ادا کرتا
چلا آیا - اور اوسوقت سے پہر ادا نہیں ہوا - ۱۱ - اکتوبر [illegible]ء کو شیو چرن فوت
ہوا - مدعیان وارثان و قایمقامان جائز شیو چرن کے ہین اور نالش ہذا ۳۰
جنوری [illegible]ء کو بنام بلی و ہیپت سنگہ بعدالت منصفی ہمیرپور بغرض وصول کرانے
بقایا [illegible] مذکور بابتہ گیارہ سال جسکا ادا ہونا سال بسال از روے بیعنامہ مورخہ
۳۰ - مارچ [illegible]ء قرار پایا تہا دایر کی ہے -

منصف ہمیرپور نے دعوی مدعی بمقابلہ مدعا علیہ ڈگری کیا تہا - اور صاحب
جج باندہ نے برطبق اپیل نالش بمقابلہ بلی مدعا علیہ بدین تجویز ڈسمس کی ہے کہ نامبردہ
بلا علم اوس اقرار کے جسکی رو سے [illegible] سالانہ جسکا ادا ہونا قرار پایا تہا مرتہن
ہوا ہے اور اندرین حالات نامبردہ ذمہ دار نہیں ہے بنا راضی اس جز ڈگری سے
مدعیان نے یہ اپیل پیش کیا ہے - صاحب جج باندہ نے ڈگری منصف کی بمقابلہ
ہیپت سنگہ کے بدین تجویز ترمیم کی ہے جیسا کہ ہمکو اونکے فیصلہ سے مستنبط ہوتا ہے
کہ ذمہ داری ہیپت سنگہ کی دربارہ سالانہ ادا کرنیکے بوجہ وفات شیو چرن موقوف

۱۱ - اکتوبر سنہ ۱۸۸۱ع کو ختم ہوگئی ہے - بنا راضی اوس جزو ڈگری کے جو متعلق ذمہ داری
ہیبت سنگھ کی ہے اپیل نہیں ہوا ہے - ہیبت سنگھ اس اپیل مین فریق نہین
ہے - پنڈت اجودہیا ناتھ نے منجانب ریسپانڈنٹ ایک عذر ابتدائی پیش
کیا ہے کہ نالش از قسم باقیات قابل سماعت عدالت مطالبات خفیفہ کے ہے
اور چونکہ تعداد متدعویہ زاید از پانچسو روپیہ نہین ہے لہذا اپیل دوم نہین ہو سکتا -
پنڈت موصوف نے استدلال اوپر دفعہ ۶ ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ مفصل یعنی
ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ع اور دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور مد ۲۳ ضمیمہ دوم ایکٹ
میعاد سماعت ہند اور دفعہ ۱۰ ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ع اور مقدمہ لچھمن جی
بیرن جی بنام عبد الرحمان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۲۶۴) اور مقدمہ
قطب حسین بنام ابو الحسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۳۴) اور
مقدمہ گلاب سنگھ بنام گوپی ناتھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۵۲) اور
مقدمہ الوگیر سوامی نایکر بنام اناسی اودیلین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۳
صفحہ ۱۲۷) اور مقدمہ کدر بسیر مکرجی بنام گورو چرن مکرجی (کلکتہ لا رپورٹ جلد ۲
صفحہ ۳۰۸) پر استدلال کیا ہے -

مسٹر چیٹر جی نے منجانب اپیلانٹ کے اسبارہ مین مقدمہ بہون سنگھ بنام
چتن کنور (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۲ع صفحہ ۳۸۲) اور محمد کرامت اللہ بنام
عبد المجید (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی سنہ ۱۸۶۹ع صفحہ ۲۰۵) و گوبند
چندر رائے چودہری بنام رام چندر چودہری (ویکلی رپورٹ جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۱) پر
استدلال کیا ہے - ہمنے اس عذر ابتدائی کو حسب وجوہ جو بعد ازین بیان کیجائینگے
نامنظور کیا - منجانب اپیلانٹان کے یہہ بحث کی گئی کہ ۱۵ روپیہ کی سالانہ ادائیگی کا
مواخذہ اراضی پر قایم تہا اور جسکے ادا کرنیکا ریسپانڈنٹ ذمہ دار ہے اور اسٹر جسٹری کا
بطور اطلاع کل جہان کے ہے اور ہر حال مین یہہ امر کہ آیا ریسپانڈنٹ کو یفا مین بہنا ہونے
۔ سنہ ۱۸۸۴ع کی اطلاع تہی یا نہیں غیر ضروری ہے - مسٹر چیٹر جی نے تائید اپنی اس بحث
کے اور منجملہ اون مقدمات کے جنپر اونہون نے دربارہ عذر ابتدائی استدلال کیا تہا
مقدمہ بیر انند شو بنام وزیرا (ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۰۲) اور بہادر سنگھ بنام

ہنومیہو (دیکلی رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۴۹۸) وجعفری بیگم بنام ہردے نراین (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱۲۹) اور آبادی بیگم بنام آسارام (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۶۲) اور گنگارف تیا نہ بنام کرشن ناتہہ بگوبنکر (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۵ صفحہ ۳۲۲) وگنگادین بنام لچھمن پرشاد (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی سنہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۲۷) ولچھمن داس سروپ چند بنام دسرتہہ - (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۶ صفحہ ۱۶۸) اور باسدیو بہٹہ بنام نراین دی جی دی بل (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۷ صفحہ ۱۳۱) پر استدلال کیا ہے - پنڈت اجودہیا ناتہہ نے منجانب رسپانڈنٹ یہ بحث کی ہے کہ از روے بیعنامہ مورخہ ۳۰ مارچ سنہ ۱۸۰۸ء کے کوئی مواخذہ اراضی پر نہین پیدا ہوتا ہے اور قراین گرد وپیش سے کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ فریقین کی یہہ نیت تہی کہ کوئی ایسا مواخذہ پیدا کیا جاوے اور اقرار دربارہ ادا کرنے زر سالانہ کے محض بمنزلہ ایسی اقرار منجانب مہیپت سنگہ کے ہے کہ نابردہ زر سالانہ شیو چرن کو تا حیات اوسکے ادا کیا کرے اور صرف مہیپت سنگہ قبل پابندی تہا اور کسیطرح پسران اونکا موکل بطور مرتہن بلا اطلاع کے ذمہ دار نہین ہو سکتا ہے - بشمول مقدمات مستدلہ پنڈت اجودہیا ناتہہ نے تائید اپنے عذر ابتدائی کے

——— حوالہ مقدمہ جگدیپ نراین سنگہ بنام سرکار (کتاب مولفہ مورصاحب جلد ۱۴ صفحہ ۷۴۲) اور رسالہ مولفہ لیون صاحب دربارہ امانت طبع ششم صفحہ ۱۰۷) اور بلچر بنام رانس (لارپورٹ جلد ۷ باب ۵ صفحہ ۹۵۲ اور آگرہ بنک بنام بیری (لارپورٹ جلد ۷ ہوس آف لارڈس صفحہ ۱۳۵) کا کیا ہے -

ہمکو جو اول امر تجویز کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا الفاظ بطور مالکانہ مندرجہ بیعنامہ کو ہم بطور الفاظ فضول کے تصور کر سکتے ہین یا نہین - اگر نیت شیو چرن ومہیپت سنگہ کی یہہ تہی کہ زر سالانہ شخص آخر الذکر اول الذکر کو صرف تا حیات شخص اول الذکر کے ادا کرتا رہے تو الفاظ بطور مالکانہ کے تحریر کرنا فضول تہا کیونکہ دعوی مندرجہ بیعنامہ نسبت ادای زر سالانہ سے اظہار اس نیت کا ہو جاتا گو یہہ الفاظ بہی تحریر کیے جاتے اگر کوئی مراد ایسی حاصل نہ ہو جس سے نیت فریقین کی استعمال الفاظ بطور مالکانہ سے اخذ ہو سکے

تو بلاشبہ الفاظ مذکور کو ہم بطور الفاظ فضول کے تصور کر سکتے ہیں بجانب دیگر اگر نیت فریقین کے الفاظ مذکور سند رجہ بیعنامہ سے مستنبط ہو سکتی ہے تو ہم خیال کرتے ہیں کہ درباره تعبیر بیعنامہ کے الفاظ مذکور موثر کر سکتے ہیں بشرطیکہ بیعنا کمرہین یا قراین گرد و پیش مین کوئی امر خلاف اس نتیجہ کے نہو۔

سب سے پہلے تعریف لفظ مالکانہ کی جس سے ہم واقف ہین وه ہی جو علام حسین خان کے جواب مین درج ہے ضمیمہ نمبر ۱۶ متعلقہ مینوٹ مورخہ ۲ اپریل ۱۸۶۸ء مولفہ شور صاحب جسمین مشار الیہ نے یہہ فرمایا ہی۔ مالکانہ حق ملکیت غیر قابل انتقال ہے لیکن بدار نانکار کا نمک حلالی اور محبت سرکار اور انصرام کامل خدمات سرکاری پر ہے (دیکھیے کتاب درباره ملکیت اراضی و تعلق زمیندار و اسامی ممالک مختلف مولفہ مسٹر کوبڈن کلب صاحب صفحہ ۳۰۷ یادداشت) غالباً یہہ تعریف اب بہت صحیح اور بطور وسیع کافی کے متصور نہوگی۔ کتاب گلوسری مولفہ ولسن صاحب درباره اصطلاحات عدالت و سررشتہ مال اور الفاظ مفید موقوعہ دستاویزات سرکاری متعلق انتظام سرکار برٹش انڈیا ۱۸۵۵ء مین لفظ مالکانہ کی اسطور پر تعریف ہوئی ہے کہ وه متعلق مالک کے بطور اوسکے حق یا دستور کے ہے اور زبان فارسی مین بالخصوص متعلق اوس وظیفہ کے ہوتا ہے جو کسی زمیندار مالک کاشتکار کے لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ جو کسی وجہ سے درباره نہ ادا کرنے مالگذاری سرکار یا اوس شرح کے منظور کرنے سے انکار کرتا ہے کہ جس شرح سے اوسکی اراضی پر تشخیص ہوئی ہے انتظام علاقہ اور تحصیل مالگذاری سرکار سے برطرف کر دیا جاتا ہے اور یہہ خدمات یا تو کسی شخص کی طرف منتقل کر دیجاتی ہین یا اوسکا انتظام کلکٹر سرکاری اپنے ذمہ لیتا ہی اور اس صورت مین ایک رقم جو پانچ فیصدی سے کم اور دس فیصدی سے زیاده نہو لکا سی خالص سرکار پر قطعاً زمیندار بیدخل کو دلائی جاتی ہے (آئین بنگال ۱۰ و ۸ ۱۷۹۳ء و ۷ ۱۸۲۲ء ملاحظہ طلب ہی) لفظ مذکور سابقاً اوس وظیفہ سے بھی متعلق کیا جاتا تہا جو سر غنا موضع کو دیگر باشندگان موضع یا حسب اختیار تحصیل اور ادا کرنے مالگذاری موضع کا دیا جاوے تو منجانب سرکار کے ادا کیا جاتا تہا۔

فیلن صاحب کے انگریزی اور ہندوستانی ڈکشنری جدید ۱۸۷۹ء مین ہکو

حسب ذیل مضمون دستیاب ہوتا ہے ۔

مالکانہ صفت بطور مالک ۔

مالکانہ صفت فعل بطریق مالک

مالکانہ اسم ۔ وظیفہ جو زمیندار کو بجہد خلل اپنے علاقہ کے ہو دیا جاتا ہے ۔

مالکانہ خانگی ۔ اسم ۔ رسوم جو زمیندار کو واسطے اخراجات خانگی اپنی کے کاشتکار پر قایم کرتا ہے ۔

مالکانہ رسوم ۔ دستورات مالکانہ

بمقدمہ ہیرانند بنام وزیران (ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۰۲) فیر صاحب جسٹس نے یہہ تجویز فرمایا ۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ استحقاق قایم کرنے مالکانہ کا ایک جداگانہ استحقاق مالکانہ ہے اور اصل سے ایک استحقاق اراضی میں پیدا ہوتا ہے ۔ بمقدمہ بہاولی سنگہ بنام ہموہو (ویکلی رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۴۹۸) سر بارنس پیکاک چیف جسٹس نے یہہ تجویز کی ہے کہ مالکانہ لگان نہیں ہے اور نہ اوسمین اجزا لگان کے ہیں ۔ یہہ استحقاق پانے جزو منافع اوس جایداد کا ہے جسکا بندوبست سرکار نے دوسرے شخص کے ساتھہ کیا ہے کیونکہ اصل مالک نے آنے اور بندوبست کی منظوری میں غفلت کی ہے ۔ بمقدمہ ہرمزی بیگم بنام ہردے نراین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۹۲) یہہ تجویز ہوئی ہے کہ مالکانہ ایک مواخذہ سالانہ جایداد غیر منقولہ پر مسلسل ہے ۔ بمقدمہ کرامت اللہ بنام عبدالمجید (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۹ع صفحہ ۲۰۵) سر والٹر مارگن صاحب چیف جسٹس اور مسٹر راس صاحب جسٹس نے یہہ تجویز کی کہ زر مالکانہ وہ شی ہے جو مالک کو بسبب اوسکے ملکیت اور بطور تمتع ملکیت کے وصول ہوتا ہے ۔ ایسے مضمون سے فیصلہ مقدمہ گوبند چندر راے چودہری بنام رامچندر چودہری کا ہے (ویکلی رپورٹ جلد ۹ صفحہ ۴۹۴)

یہہ سچ ہے کہ پانچ اخیر مقدمات متعلق مالکانہ کے ہیں جسکو مناسب طور سے کہہ سکتے ہیں اور جو بندوبست میں مہتمم بندوبست نے منجانب سرکار واسطے زمینداری مالک کے مقرر کیا ہے ۔ لیکن تاہم مقدمات مذکور سے جو کچھہ مالکانہ ہے یا ہو سکتا ہے

ظاہر ہے - ہمین واضح ہوتا ہے کہ الفاظ بطور مالکانہ بیعنامہ مین بلا کسی غرض کے
درج نہین ہوی تہی اور بطور الفاظ فضول کے خارج نہین ہوسکتی اور یہہ کہ الفاظ مذکور
سے صاف ظاہر ہے کہ مالانہ اداے [illegible] سے نیت شیوچرن میہپت سنگہ کی
یہہ ہے کہ وہ مواخذہ سالانہ جایداد اور منافع پر جو جایداد مذکور سے پیدا ہو
بشکل و مشابہ اوسی مالکانہ کے قایم ہو جو بندوبست مین منجملہ بندوبست سے
منجانب سرکار واسطے زمیندار کے مقرر کیا ہے اور استعمال الفاظ مذکور سے یہہ
نیت تہی کہ مواخذہ دایمی اور قابل وراثت جایداد پر قایم و پیدا کیا جاے ہمین معلوم
ہوتا ہے کہ استعمال الفاظ بطور مالکانہ سے وہی غرض حاصل ہوتی ہے جو اوس حال مین
ہوتی کہ جب الفاظ صریح مشعر اظہار اس امر کے استعمال کیجاتی ہین کہ اداے مذکور دائمی
یا استحقاق قابل وراثت ہے بوجہ مفرد کی الفاظ وراثت کے ہمکو اس نتیجہ کے
اخذ کرنے کے مانع نہین ہے - اس اخیر مسئلہ کے لئے مقدمہ کل دیپ نراین سنگہ
بنام سرکار (رپورٹ مور صاحب جلد ۴ صفحہ ۲۴۲) و تلسی پرشاد سنگہ بنام
رام نراین سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۱۷) اور گیا بنام اجیا رام
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۵۶۹) اسناد ہین - گیان سنگہ بنام
کنور سنگہ (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۹ع جلد ۱ صفحہ ۳۰۷) ظاہرا
ایک سند خلاف اوس راے کے ہے جو ہم نسبت تعبیر بیعنامہ کے اختیار کرتے
ہین جہانتک تعلق تعبیر بیعنامہ کو اوس مقدمہ سے متعلق معلوم ہوتا ہے اور موید بحث پنڈت
اجودہیا ناتہ کی ہے جو منجانب رسپانڈنٹ کے ہوی ہے معلوم ہوتا ہے کہ جس جج نے
فیصلہ اوس مقدمہ کا کیا تہا اوسنے یہہ نہین خیال کیا کہ نیت فریقین کی دربارہ استعمال
الفاظ اداے مالکانہ کے کیا تہی جو فیصلہ مین درج ہین اور اسوجہ سے ہم خیال کرتے ہین
کہ الفاظ مذکور اوس دستاویز مین مستعمل ہوئی تہی جو اسوقت زیر غور تہی - اگر الفاظ
اداے مالکانہ یا مالکانہ دستاویز مقدمہ مذکور مین مستعمل نہ ہوتے تو مقدمہ مذکور
متعلق نہ ہوتا - اگر الفاظ مذکور دستاویز مذکور مین مستعمل ہین اور معلوم ہوتا ہے
کہ جج نے اوس مقدمہ مین منشا اور غرض اونکی استعمال پر غور نہین کیا ہے اور ہم اس
عدالت مین باجلاس بنچ ججون کے اوس فیصلہ کے تقلید سے انکار کرتے ہین جو متعلق ہی

ہم یہہ بھی کہہ سکتے ہین بشرطیکہ ہم ابتدائی کارروائی جائداد تنازعہ پر نظر کرنے کی مستحق ہوون اور جو کارروائی مسل سے بغرض دریافت اوس نیت کے جو فریقین کے دربارہ استعمال الفاظ بطور مالکانہ مندرجہ بیعنامہ کے رہی ہین کہ ہمکو اوس سے دریافت ہوتا ہی کہ شیو چرن اور دیگر دو راہنان نے جب ۲۰ دسمبر ۱۸۶۱ء کو جایداد رہن کی تہی ہمیشہ بطور مالکانہ کے بجا رکہے تہی ۔

اپیل دوم مین ہمپر جج ضلع باندہ کے یہ تجویز قبول کرنی فرض ہے کہ بلی نے فی الواقع بلا علم مضامین بیعنامہ کے مرتہنانہ قبضہ پایا تہا اگرچہ غالباً ہم نتیجہ برعکس اسکے اخذ کرتے ۔ بغرض اسکے کہ بلی کو فی الواقع مضامین بیعنامہ سے اطلاع نہ تھی تو کیا اس امر سے کوئی جواب اس دعوی کا حاصل ہو سکتا ہے ۔ ہماری یہہ رائے ہے کہ جواب حاصل نہین ہوتا اگر بلی رجسٹر تلاش کرتا تو اوسکو مضامین بیعنامہ کی دریافت ہو جاتی اور اوس صورت مین ناہر دہ کو اطلاع واقعی ہو سکتی تہی ۔ ہر محتاط شخص جسکا ارادہ مرتہن ہونے کا ہو اور جسنے عمداً بغرض گریز اطلاع تحقیقات سے اجتناب کیا ہو یا جسکو بیانات فریبانہ راہن سے جہان تک اوسکو تعلق ہے بدیانت داری دہوکہ دیا گیا ہو ضرور تحقیقات رجسٹر کے بغرض دریافت ملکیت جایداد اور مواخذ جات جایداد مذکور پر ہوون کرےگا یہہ ثابت نہین ہوا ہی کہ بلی نے تحقیقات کی تہی یا کوئی ایسے بیانات ہوئے تہے جس سے اوسکو دہوکا دیا گیا ہو یا وہ اپنی حفاظت نہ کر سکتا ہو جسطرحپر مقدمہ آگرہ بنک بنام ہیر کی ہوئی تہی (لا رپورٹ جلد ۷ ہوس آف لارڈ صفحہ ۱۳۵) ۔ اگر بلی نے فی الواقع تحقیقات رجسٹر سے نہین کی تہی اور ناہر دہ نے عمداً تحقیقات مذکور کا اجتناب کیا ہے یا ناہر دہ تحقیقات نکرنے سے مرتکب غفلت عظیم کا ہوا ہے تو ہر صورتین ناہر دہ بطور مرتہن نیک نیت بلا علم کے متصور نہین ہو سکتا ہے ۔ مقدمہ بلیک بنام رالنس (لا رپورٹ جلد ۲ چینسری اپیل صفحہ ۲۵۹) خریدار جسنے جایداد کا قبضہ پائی تہی وہ نیک نیتی عمل کیا تہا اور رہن مقدم اور انتقال ثانی راہن نے بسازش ٹرسٹی یعنی امین کے اوس سے چہپایا تہا ظاہر ہے کہ وہ مقدمہ اس سے مختلف ہے ۔ تعریف لفظ اطلاع مندرجہ دفعہ ۳ ایکٹ انتقال جایداد کی رو سے صحیح طور پر قانون دربارہ اطلاع جو قبل اجرائے ایکٹ مذکور کے موجود تہا مجتمع کیا گیا ہے ۔

نالش واسطے وصول بقایا زرلگان کے ہو اور حاکم عدالت مطالبہ خفیفہ کو ایسے بقایا کی نالش
کی سماعت کا اختیار گورنمنٹ سے بالتصریح اختیار سماعت مفوض ہوا ہو - دفعہ مذکور پر نظر کرکے
پہلا امر جو قابل لحاظ ہمارے ہے وہ یہہ ہے کہ اگرچہ عدالت ہائے مطالبہ خفیفہ کو اختیار سماعت
اون دعاوی اندر تعداد معینہ مبنی بر معاہدہ کے عطا ہوا ہے تاہم دعوی بابتہ لگان جو بابتہ
شرط مندرجہ چہارم کے ہیں صریحاً اندر اختیار سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے آسکتے ہیں
دعاوی بابتہ لگان کے ایسے دعوے ہیں جو صرف معاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں - اور
واضعان قوانین کا یہہ مقصود ہوتا کہ کل دعاوی معاہدات بجز اونکے جو از روئے شرط دفعہ
مذکور کے مستثنی کئے گئے ہیں اندر اختیار عدالت مطالبہ خفیفہ کے داخل ہیں تو اس امر کا سمجھنا
مشکل ہے کہ کیوں دعوی لگان کا ذکر بالخصوص حسب اختیار کی دفعہ مذکور میں ہوتا
ہے ہم اس امر پر لحاظ کرتے ہیں کہ دعوی بہ تعداد معین مخصوص بابتہ جایداد منقولہ کا دفعہ
مذکور میں بالخصوص داخل ہے اور دعاوی جایداد غیر منقولہ کا وہمین ... ذکر نہیں ہے -
یہہ اثر شرط چہارم کا یہہ ہے کہ اختیار سماعت بہ نسبت نالشات لگان کے اون نالشات تک
محدود رہے جنمیں لگان متدعویہ نسبت جایداد مکانات کے پیدا ہوا اور نسبت بقایا
اون لگانکے ہیں جنکے لئے قاعدہ منضبط ہوا ہے - جو نتیجہ ہم دفعہ کے ملاحظہ سے اخذ کرتے ہیں
وہ یہہ ہے کہ منشا واضعان قوانین کا یہہ تھا کہ جن نالشات میں صریحاً بحث استحقاق نسبت
جایداد غیر منقولہ کے متعلق ہوں وہ قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے نہ ہونگے -
ہم اون فیصلونکی صحت پر اعتراض نہیں کرتے ہیں جنمیں یہہ تجویز ہوئی ہے کہ جن مقدمات
میں نالش دیگر طور پر اندر اختیار عدالت خفیفہ کے ہو تو وہ اختیار اس وجہ سے
موقوف ہوجاتا ہے کہ تجویز امر حقیت کی اتفاقاً ضروری ہوتی ہے - ہمیں معلوم ہوتا ہے
کہ اس مقدمہ میں بحث حقیت نسبت جایداد غیر منقولہ کے صریحاً متعلق ہے - مقدمہ رسپانڈنٹ کا
یہہ تہا اور یہی ہے کہ وہ اراضی پر بہر مواخذہ میرا قابض ہے - مقدمہ اپیلانٹ کا یہہ تہا
اور یہی ہے کہ رسپانڈنٹ بپابندی مواخذہ [illegible] سالانہ کے اراضی پر قابض ہے -
ہم واقف ہیں کہ یہہ تجویز ہوچکی ہے کہ نالش بغرض دلاپانے اصل وسود جسکا اطمینان
از روے تمسک کفالتی اوپر جایداد غیر منقولہ کے ہو قابل سماعت عدالت مطالبہ
خفیفہ کے ہے - ایسی صورتمیں بجز اسکے کہ تمسک کفالتی میں درحقیقت شرط ہو مرتہن مستحق

انہو چارہ کار ذاتی کا مقابلہ اپنے مدیون بابتہ قرضہ کے یا بربنائے اقرار مدیون بابتہ اداکرنی
کے ہے جسکی بابت غالبًا تسک ہی شہادت ہوگا - اسمقدمہ مین کوئی مواخذہ محض
ذاتی منجانب بلیئی واسطے اداکرنے زرسالانہ کے نہین ہی ذمہ داری نامبردہ کی اس
امر سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ وہی شخص ھی جو قابض ادس جایداد کا ہے جسپر مواخذہ ادا
کرنیکا قایم ہے - نامبردہ استفادہ منافع اراضی کا بغیر اسکے نہین اوٹھا سکتا ہی
کہ ساتہ ہی اوسکے ذمہ داری اداکرنے ادن - قوم کی اپنے اوپر لے جنکا بار اراضی مذکور پر
ہے - بمقدمہ محمد کرامت اللہ بنام عبدالمجید سروالشر مارگن صاحب چیف جسٹس اور مسٹر
راس صاحب جسٹس نے یہہ تجویز کی تھی کہ نالش زر مالکانہ مین استحقاق مالکانہ واقعہ
اراضی متعلق ہے اور نالش مذکور قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کی نہین ہے اگرچہ
حاکمان موصوف نے یہہ فرمایا کہ یہہ سچ ہے اگرچہ زر وظیفہ مذکور اپنی تعداد مین معاہدہ
سے متعلق ہے اور معمولی طور پر جو دعوی از روے معاہدہ کے پیدا ہوتا ہی وہ قابل سماعت
عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہوتا ہے -

بمقدمہ بھوانی گھ بنام چتر کنور (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۲ع صفحہ ۲۰۴) اسٹریٹ
صاحب جسٹس و براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس نے یہہ تجویز کی ہے کہ نالش بقایا مالکانہ سے حق
مالکانہ واقع جایداد غیر منقولہ پر اثر پہنچتا ہی اور نالش مذکور خارج حیطہ اختیار عدالت
مطالبہ خفیفہ کے ہی - ہمین معلوم ہوتا ہے کہ وہی اصول اسمقدمہ سے متعلق ہے - جو رائے
ہم قایم کرتے ہین وہ خلاف اون اسنادکے نہین ہے جنکا حوالہ ہمارے
روبرو ہوا ہے - بمقدمہ پشن جی بیزن جی بنام عبدالرحمان (انڈین لارپورٹ سلسلہ
بمبئی جلد ۵ صفحہ ۴۶۳) کوئی بحث نسبت جایداد غیر منقولہ کے پیدا نہین ہوئی ہی
اور اسمقدمہ مین رہن مین ایک اقرار ذاتی اداکرنیکا شامل تہا اور نالش واسطے محض
ڈگری زر نقد کی تہی - بمقدمہ تعلب حسین بنام عبدالحسن (انڈین لارپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۱۴۲) صرف ایک امر جسکو کسیطرح پر امر بحث حقیت کا کہہ سکتے ہین یہہ تہا
کہ آیا مدعا علیہ مالک اوس موضع کا ہے جسکی مالگذاری سرکار اداکرنیکی لیے مدعی مجبور
کیا گیا تہا جسکے دلاپانے کا دعوی درمیان نالش مذکور کیا تہا - اوس سے یہہ بھی نہین معلوم
ہوتا ہے کہ واقعی ایسی ملکیت کا زیر تنقیح تہا - بمقدمہ گدر لیسر کرجی بنام گورنر دھن کرجی

(کلکتہ لا رپورٹ جلد صفحہ ۲۰۸) میں صرف یہ بحث تھی کہ آیا مدعی نے جایداد اپنے لئے یا مدعا علیہم کے لیئے خرید کی تھی اور اگر بطور بینامی مدعا علیہم کے لئے خرید کی تھی تو آیا مدعا علیہم بربنائے معاہدہ ایراضمنی کے ذمہ دار ہیں یا نہین ۔

بالاخر ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ ملبی رسپانڈنٹ مقدمہ مین ذمہ دار بقایا زر سالانہ ملت معینہ ما لکانہ سابقا کا ہی اور جہان تک ملبی کو تعلق ہے ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے اوسیقدر منسوخ اور یہ اپیل معہ خرچہ منظور ہونی چاہئے ۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس نے اتفاق کیا ۔

محمود صاحب جسٹس ۔ مین اتفاق کرتا ہون ۔

ضلع شاہجہانپور　　　　اپیل دوم نمبر ۳ ۔ ۱۸۸۶ء　　　　منفصلہ ۵ اپریل ۔

مٹھو لعل بنام رام چندر

رہن ۔ رہن ہائے اول و ثانی ۔ ڈگری بشرط نفاذ رہن سادہ مقدم ۔ مرتہن منفعتی مابعد کا ڈگری مین شریک نہونا ۔ نیلام اجرائے ڈگری ۔ حقیقت رہن منفعتی ۔ سارٹیفکٹ نیلام مین ذکر اس امر کا ہونا کہ مرتہن اول نے ادا کرنا مرتہن منفعتی کو اپنے ذمہ لیا ۔ خریدار نیلام طالب دخل کی مزاحمت بجانب مرتہن منفعتی ۔

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین ۔

رام داس و رام پرشاد بجانب اپیلانٹ

منشی ہنومان پرشاد و منشی مادہو پرشاد بجانب رسپانڈنٹ ۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس ۔ رسپانڈنٹ سادہ رہن دار اراضی سیر ملکیت اپنی مدیون مٹھو لال کا از روے دستاویز مورخہ ۱۶ مارچ ۱۸۷۲ء کے تھا ۔ برعکس اسکے از روئے دستاویز مورخہ ۱۶ نومبر ۱۸۷۶ء کے اپیلانٹ قابض منفعتی تھا ۔ ۱۵ مئی ۱۸۸۱ء کو رسپانڈنٹ نے بربنائے اپنی تمسک کے اوس نالش مین ڈگری پائی جو اوسنے محض بصرف دستاویز بلا شریک کرنے مرتہن مذکور کے دایر کی تھی ۔ ڈگری مذکور کی اجرا میں رسپانڈنٹ نے سیر ملکیت مدیون سے ۲۰ جولائی ۱۸۸۱ء کو خرید کیا اور قبل از نیلام جائے کرکے دخل عدالتانہ حاصل کیا ۔ سارٹیفکٹ نیلام مین تاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۸۸۱ء درج ہے

اور تصدیق اس امر کی ہے کہ رسپانڈنٹ نے جایداد مذکورہ بعوض مبلغ ۹ اور بشمول اوسکے بعوض زر مواخذہ واقع جایداد مذکور جسکا ادا کرنا رسپانڈنٹ نے اپنے ذمہ لیا تہا جایداد مذکور خرید کیا۔ یہہ واقعات روبکار نیلام و نوشتہ ڈپٹی کلکٹر اور حکم منظوری نیلام صدر صاحب کلکٹر مین درج ہین۔ یہہ امر بھی تحقیق ہے کہ مواخذہ متنفعتی اپیلانٹ کا جس جایداد پر تہا اوسکا اعلان علانیہ طور پر ہوا تہا اور وقت نیلام کے اپیلانٹ کو اوس سے علم بخوبی تہا۔ جب نامبردہ نے دخل واقعی جایداد کا چاہا تو رسپانڈنٹ کے مقابلہ مین یہہ دعوی مرتہن متنفعی کا پیش ہوا کہ تا بہ باقی اوسکے مواخذہ کے مرتہن مذکور جایداد مذکور قابض رہیگا اور اوسکی نتیجہ مین نالش ہذا دایر ہوی ہے۔ رسپانڈنٹ دعویدار بریت کا مواخذہ اپیلانٹ سے بدین بیان ہے کہ مواخذہ مذکور جہوٹ فریبی اور بے وجود ہے۔ عدالت مرافعہ اولی نے بلحاظ واقعات مذکور اور انصاف کے مقدمہ رسپانڈنٹ کا ڈسمس کیا۔ لیکن بطبق اپیل جج ضلع نے ڈگری بحق رسپانڈنٹ بدین تجویز صادر کی کہ تحریرات مندرجہ روبکار نیلام و سارٹیفکٹ نیلام بیانات خلاف فریبانہ کسی بددیانت عہدہ دار نیلام نے بین السطور مین لکہہ دی ہین اور اپیلانٹ کو اوس مواخذہ سے کچہہ سروکار نہین ہے جو اوس جایداد پر ہی اور اوسپر کوئی ذمہ داری مواخذہ مذکور کی اداکرنیکی نہین ہے۔

ہمکو کوئی شبہہ نہین ہے کہ یہہ فیصلہ خیالات غلط پر مبنی ہی۔ ہم یہہ نہین خیال کرسکتے ہین کہ کوئی وجہ اصلی اس امر کی تجویز کرنیکی ہی کہ سارٹیفکٹ نیلام جسکو رسپانڈنٹ نے اکثر کیونکر حاصل کیا تہا وہ جہوٹ اور فریبانہ بیانات سی پر ہے جس سے خریداری رسپانڈنٹ کی زایل ہو اور شہادت اہم خلاف استحقاق نامبردہ متعلق جایداد مذکور کے پیدا ہو۔ قطع نظر ان خیالات کے ظاہر ہے کہ جب رسپانڈنٹ نے جولائی ۱۸۸۱ء مین حق مرافق منالال و درگاپرشاد دلسیر نامبردہ واقعہ جایداد متنازعہ کے خرید کیا تہا تو نامبردہ نے وہی حقیقت خرید کی تہی جو اون لوگون کو اوس جایداد پر اسوقت حاصل تہی۔ لیکن اون لوگونکا حق یہہ تہا کہ جایداد مرہونہ کو کسی ایک یا اون کل مواخذہ جات سی جو جایداد مذکور پر اونہون نے قایم کی تہی بشمول مواخذہ اپیلانٹ حال کے انفکاک کرادین کیونکہ نامبردگان اپیلانٹ سے دخل جایداد بلا ادا کرنے مواخذہ کے جو جایداد پر تہا حاصل نہین کرسکتے ہین چنانچہ رسپانڈنٹ بہی دخل حاصل نہین کرسکتا ہے حالانکہ جایداد

قانوناً ہو سکتی ہے ۔ نابردہ نے جایداد متعلقہ مواخذہ اپیلانٹ کے خرید کی تھی کہ جس مواخذہ کے رو سے اپیلانٹ قابض واقعی جایداد مذکور کا ہے اور دعویٰ رسپانڈنٹ بغرض بیدخلی اپیلانٹ اس بنا پر کہ وہ غاصب اور قابض بربنا رہن جھوٹ کے ہے صحیح طور پر عدالت مرافعہ ادنیٰ سے ڈسمس ہوا تھا ۔ ڈگری مذکور بحال اور اپیل ہذا معہ خرچہ ڈگری کیا جاتا ہے ۔

ضلع سہارن پور — اپیل فوجداری نمبر [illegible] — منفصلہ ۱۴ مئی

قیصر ہند بنام بندہو و یک کس دیگر

عملدرآمد ۔ حکم سزائے موت کا واسطے منظوری کے ہائیکورٹ میں ارسال کیا جانا ۔

اپیل ۔ ججوں میں اختلاف رای کا ہونا ۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۳۰۷ و ۴۲۹ ۔

یہ مقدمہ سشن جج سہارن پور نے حسب دفعہ ۳۷۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری واسطے منظوری حکم سزای موت جو نسبت دو اشخاص مسمیان بندہو و منشی کے صادر ہوا تھا اور جنکی نسبت تجویز جرم قتل عمد کے صادر ہوئی تھی ہائیکورٹ میں بھیجا ہے ۔ ساتھ ہی اس کے قیدیان نے بنا راضی اپنے تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا کے اپیل کیا ہے ۔

واقعات مقدمہ کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ دوران بحث میں جو روبرو ایج صاحب چیف جسٹس اور براڈہرسٹ صاحب جسٹس کے ہوئی تھی یہہ ظاہر ہوا کہ نسبت بندہو قیدی کے اجلاس میں اختلاف رای ہے ایج صاحب چیف جسٹس کی یہہ رای قرار پائی تھی کہ قیدی مذکور کے نسبت تجویز ثبوت جرم صحیح طور پر صادر ہوئی اور براڈہرسٹ صاحب جسٹس نے شہادت جو بمقابلہ نابردہ کی ہے نامعتبر و ناقص تجویز کی ۔ اندرین حالات منجانب قیدی کے بحث ہوئی کہ سشن جج کی رای دربارہ برایت کے بڑی رای حسب اصول قایم کردہ محمود صاحب جسٹس بمقدمہ قیصر ہند بنام دربی سنگھ (نظائر انضباطیہ ہفتہ وار ۱۸۸۶ء صفحہ ۲۰۷) کے غالب ہونی چاہیے ۔

راس اسٹن منجانب اپیلانٹان ۔

پبلک پراسیکیوٹر (اپیل) منجانب سرکار

اینج صاحب چیف جسٹس نے - بعد تذکرہ واقعات او حوالہ شہادت تفصیل وار کے
یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ تجاویز ثبوت جرم اور احکام سزا ہر دو مقدمات مین بحال اور اپیل
ڈسمس ہونی چاہیئے - حاکم ممدوح نے حسب ذیل تحریر فرمایا ہی -

اسمقدمہ کے دوران بحث مین میرے بہائی براڈہرسٹ اور اینجانب نے اس امر کو
مخفی نہین رکہا کہ مابین ہمارے اختلاف راے کا نسبت وقعت اور اعتبار شہادت کے
جہانتک کہ وہ سفر بند ہونے کے تہی واقعہ ہوا ہے اور اوسکے نتیجہ مین مسٹر السٹن نے فیصلہ
مصدرہ محمود صاحب جسٹس بمقدمہ قیصر ہند بنام دیبی سنگہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۶ع
صفحہ ۳۰۵) میرے روبرو پیش کر دیا ہے - مسٹر السٹن کی یہہ حجت ہی کہ مجہکو آرای
منظورہ ذیلعلہ جج ممدوح پر عمل کرنا چاہیئے اور مجہکو وہی راے منظور کرنی چاہیئے جو میرے
بہائی براڈہرسٹ صاحب نے قایم کی ہے گو مجہکو اوس سے اتفاق بہی ہو اور اسوجہ سے
جہانتک بند ہونے کو تعلق ہے مجہے اس اپیل کے منظور کرنے مین اتفاق کرنا چاہیئے -
اسمین ایک مسئلہ متعلق ہے جو مجہی دربارہ ملاحظہ تعمیل قانونی اور معدلت گستری اور
حقوق عامہ خلایق کے خطرناک اور خلاف اوسکے معلوم ہوتا ہے جسکو مین اپنی خدمت
بحیثیت جج کے تصور کرتا ہون اور نیز خلاف اوس اعتماد کے تصور کرتا ہون جو میری ذات پر
بذریعہ میرے تقرری بعہدہ جج عدالت ہذا کے قایم کیا گیا ہے اور مین اس امر کو صاف کرنا
ضروری سمجہتا ہون کہ اوسکی کیا بنیاد ہو سکتی ہے بشرطیکہ کچہہ ہو - مین اقرار کرتا ہون
کہ مین کسی صحت کے ساتہہ یہہ نہین دریافت کر سکتا ہون کہ آیا وقت صادر کرنے فیصلہ
مذکور کے مسٹر محمود صاحب جسٹس کی یہہ نیت تہی - کہ کسی قاعدہ قانون کی توضیح کرین یا
یہہ کہ محض اپنی ناپسندیدگی نسبت اوس مصلحت قانون کے ظاہر کی تہی جو واضعان قانون
نے موضوع کی تہی اور جو مصلحت دفعہ ۳۰۷ اور ۲۴۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۸۲ع
مین پائی جاتی ہے - مقدمہ مذکور ایک اپیل منجانب قیدی لبارا بنی تجویز ثبوت جرم
سنگین کے تہی - فیصلہ مسٹر محمود صاحب جسٹس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ مذکور
واسطے سماعت کے معبر دستار الیکہ اور میرے بہائی براڈہرسٹ کے پیش ہوا تہا اسکا نتیجہ
یہہ ہوا کہ اختلاف راے واقعہ ہوا مسٹر محمود صاحب جسٹس کی یہہ راے قرار پائی تہی کہ جو مواد

او سوقت اونکے روبرو پیش تہا اوسکے اعتبار پر قیدی کو رہا ہونا چاہیے سو یہی رای سے
میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب نے بلا شبہ بوجوہ معقول منجملہ اونکے تجویز کی اتفاق
نہین کیا تہا - واسطے تحقیقات مزید کے مقدمہ واپس کیا تہا اور بالاخر مقدمہ مذکور
واسطے فیصلہ اخیر کے روبرو اسٹریٹ صاحب جسٹس اور محمود صاحب جسٹس کے پیش ہوا
کیونکہ اوسوقت میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب رخصت پر تہے کہ اوسوقت حکام ممدوح نے
اپیل منظور کیا تہا - اس امر پر غور کرنا اب غیر ضروری ہے کہ آیا جن نتایج پر حکام ذیعلم
نے دربارہ منظوری اپیل مذکور کے عمل کیا تہا وہ صحیح ہین یا نہین - رپورٹ اسطرحپر
ہوئی تہی کہ محمود صاحب جسٹس نے اوس مقدمہ مین اپنی تجویز مین یہہ فرمایا ہے -

ایسی حالت مین کیا نتیجہ ہونا چاہیے جو مین نے اوسوقت خیال کیا تہا جیساکہ مین
اب خیال کرتا ہون کہ جو حکم اوسوقت ہو سکتا تہا وہ بلا ضرورت واپسی مقدمہ کے بابلا
قلمبند کرنے تجویز اختلاف الٹکر حکم برایت کا ہونا چاہیے تہا - لیکن مین قانون سے واقف
دیا کیونکہ جو جواز فقرات منضمہ باب ۲۳ ہمارے مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مملوکو بہ تمام
کی گئی ہین وہ تابع احکام دفعہ ۲۳۹ کے ہین جسمین یہہ ضابطہ قایم ہوا ہے - جب ایسا
مقدمہ چند حاکمون کے روبرو سماعت کیا جاوے اور اون مین اختلاف رای مساوی
ہو تو وہ مقدمہ مع رایے اون حاکمون کے کسی اور حاکم کے روبرو پیش کیا جاویگا اور حاکم
اخیر الذکر بعد اوس قدر سوال وجواب اور سماعت کے جو اوسکو مناسب معلوم ہو اپنی رای ظاہر
کریگا اور تجویز یا حکم اوسی رایے کے مطابق صادر کیا جایگا - اور چونکہ اس مقدمہ مین اپیل ہی ہو
ہی مجہے معلوم تہا کہ ایسی ہی احکام دفعہ ۴۲۹ مجموعہ کے بہی متعلق ہونگے - چونکہ قانون اسطرحپر
ہے تو مختلف صریحی رایے مابین میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب اور میری رای کا صرف
یہی نتیجہ ہونا چاہیے تہا - کہ ہر دو رای مذکورہ کسی دوسرے جج کے روبرو پیش کیجاتین -
جنمین ایک مفید تجویز ثبوت جرم کے ہے اور دوسری رایے بالکل مفید برایت کی اور
جب تیسرا جج مقدمہ کو سنوران پاتا تو اوسکو تجویز کرنا ہوتا کہ مین اپنی رایے کس طرف
ظاہر کرون -

پس مین اسیطرحسے واقف ہون جسطرحسے کہ کوئی ہو سکتا ہے کہ جج پر فرض ہے
کہ قانون مشتہرہ واضعان کی تعمیل کرے لیکن مین اس امر کے خیال کرنے سے باز نہین

رہ سکتا ہون کہ بلحاظ ادب عدالتانہ کے جب کوئی جج اپنی بھائی جج سے بنسبت محض امر واقعات
شہادت دربارہ صحت تجویز ثبوت جرم کے اختلاف کرتا ہے تو راے اوس جج کی جو مفید
برایت کی ہوتی ہے غالب ہوتی ہے اور یہہ بات بدرجہ اقل بطور عام قاعدہ کے سبب —
ملک انگلستان مین جیسا مین کہہ چکا ہون اگر ایک بجملہ ۱۲ جوریون سے تجویز ثبوت جرم پر
راضی نہو تو تجویز ثبوت جرم صادر نہین ہوسکتی ہے تا وقتیکہ تجویز جدید نہو اور یہہ قاعدہ اس
اصول فایدہ مند پر مبنی ہے کہ شبہہ کا فایدہ ہمیشہ قیدی کو ملنا چاہئے — چونکہ انگلستان مین یہہ
کیفیت ہی تو ایک جانب مین ہمیشہ یہہ تجویز کیا ہے کہ از روے ہماری مجموعہ ضابطہ
فوجداری کے کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جس سے وہ اصول معدوم ہوگیا ہو جسکا مین نے
ابھی ذکر کیا ہے اور بجانب دیگر میرے محدود تجربہ مین جو مجھکو عدالت ہذا مین بنسبت
ایسے مقدمات کے حاصل ہوا ہے — مجھے ہمیشہ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی جج کے دیدہ دانستہ
راے سے جو مفید برایت بلحاظ امر اہم واقعات شہادت کے ایسے مقدمہ مین ہو جسکی سماعت
اوس بنچ نے کی ہو جسمین دو حاکم اجلاس کرتے ہون بطور امر واقعہ کے ایسے شبہہ اہم موسوم
ہوتی ہے کہ جس شبہہ کا فایدہ قیدی کو ملنا چاہئے — اور مین یہہ بہی خیال کرتا ہون کہ یہہ
اسقدر رکھتا ہی و حالانکہ یہہ امر بخیر ذہن نشین ہے کہ شایستہ خیال جج کا جو ممکن ہے کہ انگریزی
جیوریمین کا کام کر رہا ہو اور اوس جیوری کی حیثیت سے تجویز ثبوت جرم کی راے مین اتفاق
کرنیسے انکار کرے تاہم مضامین ہر دو دفعات متذکرہ بالا مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ایسے مین
کہ گویا ایک نصف بنچ کی راے مفید برایت کے ہو اور دوسرے نصف مفید ثبوت جرم کے ہو
تاہم ایک تیسرے جج کو یہہ امر تجویز کرنا پڑیگا کہ آیا بجملہ دو ججونکے کس ایک جج نے صحیح نتایج اخذ
کئے ہین — مجھکو قانون کی تعمیل لازم ہے اور حکم واضعان قوانین کا ایسا تصور کرنا فرض ہے
کہ گویا اون سے ہدایت اوس طریقہ کی ملتی ہے کہ جسمین عدل گستری کرنا چاہئے — لیکن ہر گاہ
ایک جانب مین تجویز کرتا ہون کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین کوئی امر مانع میرے اون تجاویز کا
نہین ہے جو بنسبت ادب عدالتانہ ایسے مقدمات کے ہو تو بجانب دیگر اس خیال سے باز نہین
رہ سکتا ہون کہ جس طریقہ سے ایک انسان یہہ راے دیسکتا ہے کہ آیا دوسرا انسان مریگا
یا زندہ رہیگا ایسا ہی کہ جس سے وہ ذمہ داریان کم ہو جاتی مین جو واسطے زندگی انسان کے
ہین اور جو مقصود قانون کا ہونا چاہئے اور یہی قاعدہ اختیار کیا ہی کہ جو اس ملک مین قایم کیا گیا

مین محمود صاحب جسٹس کی تحصیلات قانونی سے بخوبی واقف ہون اور جو کوی رای منظلہ
مشارٌالیہ کی بہ نسبت قانون کے ہین وہ باحتیاط قابل غور ہین - اول خیال جو مجہکو پیدا ہوتا ہی وہ
یہہ ہے کہ اگر تیسرا جج اپنی خدمت انجام دے تو ایسی رائے مطابق اوس باد یانت تحریر کے
ہوگی جو جج موصوف نے قایم کی ہوگی - منحصر محض اوپر اوس قیاس کے ہوگی کہ چونکہ جج موصوف
نے یہہ خیال کیا ہے کہ بلحاظ شہادت کے قیدی مجرم نہین ہے یا بہ نسبت قصور داری قیدی
کے جج موصوف کے ذہن مین اشتباہات معقول پیدا ہوی ہین تو اوسکا یہہ نتیجہ ہونا چاہیے
کہ قیدی مستحق برایت کا ہوگا - جو آراے محمود صاحب جسٹس نے ظاہر کی ہین اونمین مشارٌالیہ نے
اس امر پر وقعت نہین دی ہے کہ ایسے مقدمہ مین جیسا کہ وہ بیان کرتے ہی جس جج نے گواہان کو
اپنی شہادت دیتی سنا ہی اور اونکی وضع ملاحظہ کی ہے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ قیدی کا قصور
ثابت ہے - اتفاقاً اگر راے اونکی شریک جج کے صیغہ اپیل مین مستحق غور ہے تو راے
اوس جج کی جسنے شہادت کی سماعت کی ہے اور گواہان کو وقت ادا کرنے شہادت کی
ملاحظہ کیا ہے خارج نکر دینا چاہیے - اگر یہہ راے خارج نکیجاتی تو راے دو ججون کی
مفید تجویز ثبوت جرم کے بمقابلہ رای ایک جج کے ہوگی جو نسبت برایت کے ہی - یہہ
امر ممکن الوقوع ہے کہ جس جج نے مقدمہ کی تجویز کی ہے وہ اور وہ جج جسکی راے
صیغہ اپیل مین مفید بحالی ثبوت جرم کے ہی ایسے جج ہین جنکو بہت اور مختلف تجربہ
تجاویز فوجداری کے کارروائی مین حاصل ہوا اور جس جج کی راے صیغہ اپیل مین مفید
برایت کی ہو اوسکو کم یا کچہہ ہی تجربہ نہ ہوا اور تاہم بموجب رای جسٹس محمود صاحب کی جج سابق
الذکر کو اپنی نسبت سوچے سمجہے رای سے دست بردار ہو جانا چاہیے کہ جس رائی کی تائید اوس
جج کی راے سے ہوتی ہے جسنے مقدمہ کی تجویز کی اور اور اپنی اون شریک ججونکی راے سے بہی
اختلاف کر دینا چاہیے کہ جنکی رای سے بدیانت داری اتفاق نہین ہے - جیسا کہ مین نے محمود
صاحب جسٹس کے فیصلہ کو پڑہا ہے اونہون نے یہہ تجویز کیا ہی کہ میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب کو
باعتبار اوس مواد کے جو اونکے روبرو موجود تہا اور بلا واپسی مقدمہ کے دربارہ منظوری
اپیل کے اتفاق اور حکم برایت کو منظور کر لینا چاہیے تہا اگرچہ میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب کی
بنظر معدلت گستری کے یہہ رای قرار پائی تہی کہ شہادت مزید سے بعض امر صاف کر لینا چاہیے تہا
جہانتک مین واقف ہون یہی ایک امر تہا جو باعث اختلاف رای بابین دو جج موصوف کے ہوا تہا

میں محمود صاحب جسٹس کی راے سے بالکل اختلاف کرتا ہوں کہ جج کی یہہ خدمت ہے کہ تعمیل قانون کی جیسا کہ اوسکو واضعان قانون نے مشتہر کیا ہے کرے - یہہ وہ خدمت ہی جو ہر جج بوجہ مقبولی اپنے عہدہ کے اپنے اوپر لے لیتا ہی جج موصوف پر یہہ دیکھنا فرض ہے کہ وہ نصرف اوسکی شکل سے مطابقت کرتا ہے بلکہ قانون کے نتیجہ سے مطابقت کرتا ہے اور گو وہ قانون پسند یا ناپسند کرے اوس کی تعمیل کرنا اوس نے اپنے ذمہ لیا ہے -

اگر کوئی ایسا ادب عدالتانہ جسکا ذکر محمود صاحب جسٹس نے کیا ہی موجود ہے تو اوسکا اثر قانونی ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ جس سے کوئی جج اپنی خدمت کی تعمیل سے معذور ہو سکے - جج کو جسطرح پر قانون ملے اوسی طرح پر تعمیل کرنا فرض ہے اور بوجہ موجودگی کسی قاعدہ ادب عدالتانہ کے بشرطیکہ وہ قاعدہ خلاف قانون ہو تعمیل قانون سے باز نہ رہنا چاہئے - میں کسی ایسے قاعدہ ادب عدالتانہ سے واقف نہیں ہوں جس میں حکم ہو کہ کسی مقدمہ سنگین یا اور مقدمہ میں اپنا فیصلہ اپنے شریک جج کے فیصلہ کے مطیع کر دینا چاہئے جہانتک فیصلہ مقدمہ کا منحصر اوپر امور واقعاتی کے ہی ہر جج کو اوسی رای پر عمل کرنا چاہئے جو اوسنے قایم کی ہے جب فیصلہ مقدمہ کا قانون یا سند فیصلجات سابقہ پر جنکی پابندی ہر عدالت پر لازم ہے ہو جج کو تعمیل قانون کی جیسا کہ اوسکو دستیاب ہی گو مصلحت قانون مذکور کی یا صحت فیصلہ عدالت سابقہ کی اوس کو پسند ہو یا نہو کرنا چاہئے - اگر کوئی جج دوسرے طور پر عمل کرنیکا مستحق ہے تو خطرہ اسکا ہے کہ وہ منصب واضعان قوانین پر دست درازی کریگا -

بموجب رپورٹ فیصلہ محمود صاحب جسٹس کے قاعدہ ادب عدالتانہ جو مشار الیہ نے درپیش کیا ہے صرف بطور قاعدہ عام کے متعلق ہوتا ہے - یہہ پوچھا جاسکتا ہے کہ مستثنیات کیا ہیں - کیا اوسکا تعلق منحصر اس امر پر ہے کہ منجملہ ججوں ہمسے کون شخص زیادہ عمر اور زیادہ تجربہ یا زیادہ مستحکم ذہن کا ہے یا کون وہ شخص ہے جو اس بات پر مطمین ہے کہ اوسکی رای صحیح ہی کیونکہ وہ اوسکی رای ہے -

اگر محمود صاحب جسٹس کے قاعدہ ادب عدالتانہ کا تعلق منجملہ خیالات مذکورہ کے کسی پر منحصر ہے تو اونکا فیصلہ کون کریگا -

جب کوئی اتفاق سے ججون کی رائین اختلاف ہو تو مین خیال کرتا ہون کہ ہر جج کی
یہہ خدمت ہی کہ اوسی رای کو ظاہر کرے اور اوسپر عمل کرے جو خود اوسنے بالخصوص قایم کی
ہے - قبل اسکے کہ وہ اپنی راے اسطور پر ظاہر کرے بلاشبہ اوسکو چاہیے کہ باحتیاط اون وجوہ
جانچے جو اوسکے شریک ججنے بابت قایم کرنے مختلف راے کے بیان کی ہین لیکن اگر
وجوہ مذکور اوسکے ذہن پر غالب نہون تو بنقاد استعمال اپنی خدمت کے اس امر کو کہ اوسکے شریک
ججنے مختلف نتیجہ اخذ کیا ہے اپنی طریق عمل مین موثر ہونے دینا چاہیے گو اوسکی راے - مقدمہ
فوجداری کا فرض کریجے - مفید تجویز ثبوت جرم کے ہی یا برایت کی - اگر مقصود واضعان
قوانین کا یہہ ہوتا کہ راے اوس جج کی غالب ہوگی جو مفید برایت کے ہو تو دفعات ۰، ۳۰
۹ ۲ ۴ کے کچھہ معنی نہین ہین -

مسٹر محمود صاحب جسٹس نے بطور تمثیل کے حوالہ قانون متعلقہ تجاویز باعانت چوری واقعہ
ملک انگلستان کا کیا ہی - اس امر کا غور کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا تمثیل مذکور متعلق ہے یا نہین
اگر میری یاد داشت پر استدلال ہو سکتا ہی تو مین خیال کرتا ہون کہ مشار الیہ کو ضرور یہہ دریافت
ہو سکتا ہے کہ قانون متعلقہ تجاویز باعانت چوری واقعہ ملک اسکاٹلینڈ اور بعض نوآبادیہای
برطانیہ اور بعض ممالک واقعہ یورپ مین بر خلاف اوسی متعلق تمثیلات اوس اصول کے دستیاب
ہونگے جسکی مخالف مشار الیہ کی رای قرار پائی ہے -

مین افسوس کرتا ہون کہ مین اپنے بھائی براڈہرسٹ صاحب جسٹس سے نسبت اوس
قرار شہادت کے جو مفرد ہوکے سبب اتفاق نہین کر سکتا ہون اگرچہ بشرطیکہ مین ایسا
کر سکون کہ مین اپنے بھائی براڈہرسٹ صاحب کی تجویز کمل اور تجربہ مدت دراز کے بہت تعظیم
کرتا ہون لیکن اپنے اوس راے کو ظاہر کرتا اور اوسپر عمل کرتا اپنے اوپر فرض
سمجھتا ہون [illegible] -

چونکہ [illegible] جہانتک [illegible] تعلق ہے اختلاف رای واقع ہے لہذا ہمکو تیسرے
جج کی [illegible]

[illegible] اور اوسکے [illegible] ثبوت جرم اور حکم سزا بحال کیجاتی ہین اور
[illegible] -

[illegible] صاحب جسٹس نے [illegible] اپیل [illegible] بحالی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا

بمقدمہ بنشی قیدی کے ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے اتفاق کیا - بہ نسبت بندھو کے جج
ممدوح نے یہہ تجویز کی کہ شہادت جزواً مختلف اور کلیتاً ناقابل اعتبار ہے اور تجویز ثبوت
جرم اور حکم سزا منسوخ ہونا چاہیئے - حاکم ممدوح نے یہہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ بطور نتیجہ کے
یہہ بھی تحریر کر سکتا ہون کہ مین تحریرات ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے جو بہ نسبت اعتراض
قایم کردہ محمود صاحب جسٹس دربارہ دفعات ۳۷۵ و ۴۲۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری سے
بمقدمہ قیصرہ ہند بنام پی سنگھ کے ہین اور جسکا حوالہ مسٹر السٹن نے تائید اپنی تقریر مقدمہ ہذا
دیا ہے بالکل اتفاق کرتا ہون -

(بوجہ اس اختلاف رای کے مقدمہ بندھو کا حسب دفعہ ۴۲۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری
روبرو ٹرل صاحب جسٹس کے پیش ہوا اور جج ممدوح نے دربارہ نامنظوری اپیل اور بحالی تجویز
ثبوت جرم اور حکم سزای موت کے ایچ صاحب چیف جسٹس سے اتفاق کیا -)

زبدة النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۲۳ مئی سنہ ۱۸۸۷ء

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب والے اسٹریکی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ معہ محصولات	فہرست مقدمات	نمبر ۱۲ جلد ۷

پاول بنام پاول	۴۲۱	قیصر ہند بنام کرپال سنگھ	۴۳۱
کلو بنام بیدیا	۴۲۴	بچھن پرشاد بنام رام نراین	۴۲۵
قیصر ہند بنام پاربتی	۴۲۰	محمد الادت خان بنام نربت	۴۲۹
مول منتری بنام اشفاق احمد	۴۳۳		

فہرست مضامین

اپیل بنا راضی حکم مشعر نامنظوری عذرداری	۴۳۳	بیٹہ متجا منبا اسامی ساقط الملکیت	۴۲۹
اجرائے ڈگری	۴۲۴ و ۴۳۴	جو وجوہ مندرجہ عرضی نالش نہیں ہیں انکی بنا پر دادرسی کا عطا نہونا	۴۲۴
اختیار سماعت	۴۳۱	ڈگریات [illegible] ملک برطانیہ	۴۲۵ / ۴۳۱
اسامی ساقط الملکیت	۴۲۹	ڈگری جو بمقابلہ قائم مقام مدیون کی صادر ہوئی ہے	۴۳۳
اعتراض نسبت قرقی منجانب مدیون ڈگری بالاظہار استحقاق جداگانہ	۴۳۳	شمار میعاد سماعت	۴۲۱
انفکاک	۴۲۹	شہادت	۴۲۷
ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۴	۴۲۱	عملدرآمد	۴۲۹
ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء دفعہ ۹	۴۲۹	قبضہ جائداد انان متوفی پر	۴۲۷
[illegible] مرتہن	۴۲۵	قتل عمد	۴۲۷
[illegible] کی علمین [illegible]	۴۲۳		

مطبوعہ مطبع ناموریہ پریس الہ آباد

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
قرقی جائداد ازان مدیون	۴۳۳	مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۸۰	۴۳۱
مال مسروقہ کا ملک غیر مین بدیانتی سے لینا	۴۳۱	متہمانے وقت کے	۴۲۱
		میعاد سماعت	۴۲۱
مجرائی	۴۲۱	نالش حصہ رسدی	۴۲۱
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۱۱۳	۴۲۳	نالش منجانب زمیندار بغرض بیدخلی اسامی	۴۲۹
۴۴	۴۲۵		
۲۲	۴۲۵	ہائی کورٹ کے اختیارات نگرانی	۴۲۵
دفعات ۲ و ۴۳ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲	۴۳۳		

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی گمبیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیئے

ضلع سہارنپور — پادل بنام پادل — منفصلہ ۴ اپریل

میعاد سماعت – نالش حصہ رسدی – شمار میعاد سماعت – منہائی وقت کے

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع (ایکٹ میعاد سماعت) دفعہ ۱۴ – مجرائی –

واقعات مقدمہ کے فیصلہ مین اسٹریٹ صاحب جسٹس کے درج ہین –

راس وکائلن بجانب اپیلانٹ

کالون بجانب رسپانڈنٹ –

اسٹریٹ صاحب جسٹس – میری یہہ رائے ہی کہ یہہ اپیل بربنائے امر میعاد سماعت کے جو بتعلیم کونسل مدعا علیہ اپیلانت نے پیش کیا ہی کامیاب ہونی چاہیئے اور واسطے اظہار واقعات کے میری چند ہی الفاظ کافی ہونگے – مدعی رسپانڈنٹ عدالت مین آیا ہے اور مدعا علیہ اپیلانٹ سے دعویدار مبلغ ... اصل اور مبلغ ... سود کا ہے اور مبلغ ... حسب بیان اوسکے ایک ثلث حصہ اوس رقم کا ہے جو نامبردہ (مدعی) نے بابت محنتانہ کونسل اور وکیل کے ایک مقدمہ مین خرچ کرنا پڑا تھا جو باہم ایک شخص مسمی ... بطور مدعی ایک جانب اور مدعی مقدمہ ہذا اور مدعا علیہ اوسکا بھائی بطور مدعا علیہم بجانب دیگر واقع ہوا تہا – مقدمہ مذکور بغرض اظہار استحقاق راستہ واقع احاطہ متعلقہ ایک بنگلہ موقوعہ مقام سہارنپور دایر ہوا تھا اور واضح ہوتا ہے کہ نتیجہ مین مسٹر کالدرود در بارہ اثبات اپنے استحقاق کے بمقابلہ مدعی اور اوسکے بھائی یعنی مدعا علیہ کے کامیاب ہوا تھا اور نامبردہ نے ڈگری خرچہ کی بمقابلہ اونکے حاصل کی تہی – نامبردہ نے ڈگری مذکور کو صرف بمقابلہ جارج پادل مدعا علیہ مقدمہ ہذا یعنی اپیلانٹ کے جاری کرائی تہی اور اوسنے بعد ازاں نالش بنام مدعی مقدمہ ہذا اپنے بھائی کے بابت اوسکے حصہ واقع خرچہ مذکور کے جسکی بابت ڈگری صرف اوسکے نام جاری ہوئی تہی دایر کی تہی اور عدالت مطالبہ خفیفہ سے فیصلہ بحق اپنے حاصل کیا تہا – ڈگری مذکور بتاریخ ... ارجاع نالش ہذا اور بلاشبہہ اوسیکی وجہ سے یہہ نالش دایر ہوئی ہے اور بیان مدعیکا یہہ ہے کہ اگرچہ قبل جنوری سنہ ۱۸۸۰ع کے میننے محنتانہ وکیل اور کونسل کا ادا کر دیا تہا جسکے حصہ رسدی کی بابت اب مین نالش کرتا ہون تاہم ۱۲ مئی سنہ ۱۸۸۰ع تک مین مدعا علیہ کو ذمہ دار رسدی اوسکے حصہ کا بابت خرچہ مذکور کے تصور نہین کرتا تہا کیونکہ مین یہہ باور کرتا تہا کہ مین (مدعی) مالک اوس بنگلہ کا

سکے احاطہ کی بابت کالدرود صاحب کی نالش دایر ہوئی تہی بطور موہوب لہ مدعا علیہ کے
ان اور اسطرحپر بحیثیت مالک بنگلہ مذکور کے مین قانوناً اور انصافاً ذمہ دار اوس خرچہ کا
ان جو بابت جوابدہی نالش مذکور کے عاید ہوا ہے - بعد سننے اظہار مدعی کے جو اس
مقدمہ مین ہوا ہے اور کانلن صاحب نے پڑہا ہے کوئی شبہ کسی قسم کا نہین ہوسکتا ہی کہ
سے تاریخ ظہور مہی بنا رمخاصمت کی ۱۲ رمئی ۱۸۸۰ء کے ظاہر کی ہے یہہ وہ تاریخ ہے کہ جسمین
عا علیہ نے اپنے اظہار گذرانہ دوسرے مقدمہ مین اس ایما کو مسترد کر دیا ہے کہ اونسی بنگلہ مذکور مدعی
ے نام ہبہ کیا ہے اور مدعی نے بصراحت یہہ بیان کیا ہے کہ بتعویق اوس استرداد کی یہہ بات ہے کہ
ی اب عدالت مین آیا ہے اور مدعا علیہ سے بحیثیت مالک جزوی بنگلہ کے دعویدار بابت
ن محنتانہ وکیل اور کونسل کے ہے جو اوسنے اوس مقدمہ مین ادا کیا تہا جو منجانب کالدرود
حب کے دایر ہوا تہا -

اندرینحالات ہمکو خود بیان مدعی کا اور صرف اوسی بیان کو جو بابت اوس تاریخ کے ہی
ننا چاہیے کہ جس تاریخ کو بنا رمخاصمت پیدا ہوتی تہی اور وہ تاریخ ۱۲ رمئی ۱۸۸۰ء ہے - پس
ننا چاہیے کہ نالش ہذا ۲۹ رمئی ۱۸۸۳ء تک دایر نہین ہوئی تہی اور یہہ امر بہی خارج از
ث ہی کہ جن رقوم کی بابت اب مدعی دعویدار رسدی کا ہے وہ قبل جنوری ۱۸۸۰ء کے
ی گئی نہین لیکن مدعی کو سر خط کا فائدہ دیگر جو ۱۲ رمئی ۱۸۸۰ء تک ہون یہہ کہا جاسکتا
سکی نالش ۲۹ رمئی ۱۸۸۳ء تک دایر نہین ہوئی تہی ظاہر ہے کہ بہت دیر ہوگئی ہے الا یہہ
ملہ وہ امور کے کوئی اوسکا حافظ ہو یعنے یہہ کہ یا تو مد ۱۲۰ ایکٹ میعاد سماعت کا وہ مدہو جو
لق مقدمہ ہی اور جس سے چہہ سال کی میعاد حاصل ہوتی ہے یا یہہ کہ دفعہ ۱۴ ایکٹ
ذکور کی اعانت حاصل ہو -

مجہے معلوم ہوتا ہے کہ مد ۱۲۰ ایک لمحہ متعلق نہین ہوسکتا ہے - یہہ نالش
اسطے حصہ رسدی کے دایر ہوئی ہے یعنے یہہ کہ نالش بر بنا اوس اصول قانون کے
یر ہوئی ہے جسمین یہہ ذکر ہے کہ اگر کوئی شخص منجانب دوسرے شخص کے بابت ایسے
وے کے ادا کرے جسمین وہ دوسرا شخص اوسکے ساتہہ مشترکا اہل غرض ہے اور
قم مذکور مفت نہ ادا کیجاے تو نامبردہ مستحق ہے کہ حصہ رسدی رقم مذکور کا اوس شخص سے
صول کرے جسکے بابت اوسنے ادا کیا ہی - معمولی مقدمات مین جس تاریخ سے

میعاد سماعت شروع ہوتی ہے وہ عرصہ تین سال کا ہی اوس تاریخ سے کہ جب روپیہ
ادا کیا گیا ہو یا بدرجہ اقل تاریخ تقاضا سے - مقدمہ حال مین مدعیکو ہر موقع امکانی
دیکرا در یہہ تسلیم کر کے کہ مقدمہ مدعی مین نوعیت اون مقدمات کی بھی شریک ہی جسمین
استدعا دادرسی کی بربنا رغلطی یا فریب کے ہوتی ہی میعاد سماعت اوس تاریخ سے
شروع ہوتی ہے جس تاریخ کو مدعی کو اپنی غلطی واقعات کے دریافت ہوئی یا یہہ کہ اوسکو
فریب دیا گیا ہی - اب دیکھنا چاہیی کہ تاریخ مذکور ا مقدمہ مین خود حسب بیان مدعی
سنہ ۱۲ مئی سنہ ۱۸۸۰ع بلا اعتراض ہے - اسمین کوئی بحث نہین ہے جیسا کہ مینے
کہا ہے کہ مد ۱۲۰ استعلق نہین ہے اور بدرجہ مساوی مجھے یہہ امر صاف معلوم ہوتا ہے
کہ جو میعاد متعلق ہی وہ تین سال کی تاریخ ۲۱ مئی سنہ ۱۸۸۰ع سے ہے -

مسٹر کالون بجانب رسپانڈنٹ کے یہہ حجت کرتے ہین کہ یہ تسلیم اس امر کے
کہ میعاد سہ سالہ تاریخ ۲۱ مئی سنہ ۱۸۸۰ع کو شروع ہوگئی تہی تاہم دوران میعاد مذکور کا کسی
زمانہ تک موقوف ہوگیا تہا کہ جب مقدمہ مابین مدعی حال و مدعا علیہ بابت اوس خرچہ کے
جو مدعا علیہ حال اور مدعی مقدمہ مذکور کو ادا کرنا پڑا تہا عدالت خفیفہ مین دایر تہا -
مسٹر کالون کا یہہ بیان ہے کہ اوس مقدمہ مین مدعی حال اور مدعا علیہ مقدمہ مذکور
نے دعوی عذر نہا ہی کا پیش کیا تہا اور تصفیہ عذر مذکور کا جج عدالت خفیفہ نے بوجہ
نقص اختیار سماعت کے نہین کیا تہا یعنے جج موصوف کو اختیار یا قدرت پذیرائی عذر مذکور
کے حاصل نہ تہی اولا مسٹر کالون نے میرا یہہ اطمینان نہین کیا ہی کہ وہی وجہہ
نہین تہی کہ جس سے جج عدالت خفیفہ نے عذر مذکور کے پذیرائی سے انکار کیا تہا -
جہانتک بیان مندرجہ فیصلہ عدالت خفیفہ سے دریافت ہو سکتا ہی یہہ ظاہر ہوتا ہی
کہ دعوی مجرائی مستدعویہ مقدمہ مذکور کا یہہ تہا کہ بوجہ اس اعتبار کے کہ مین مالک بنگلہ کا
ہون مجھے ترغیب تصرف رقم کثیر و بدرجہ غایت زاید از رقوم مستدعویہ مدعا علیہ (
مدعی مقدمہ مذکور) کے دربارہ مرمت اور ترقی حیثیت بنگلہ مذکور کے ہوئی تہی -
جہانتک مین انصاف کرتا ہون جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے انکار دربارہ پذیرائی
عذر مہنا کے بوجوہ معقول کیا تہا اور نہ اسوجہہ سے کہ اونکو اختیار حاصل نہین
ہے اور نہ بوجوہ متشابہ اور مقتضیہ دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت کے بلکہ اسوجہہ سے انکار

کیا تہا کہ دعوی سنبای بموجب دفعہ ۱۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے منظور نہین ہو سکتا ہی فی الحقیقت مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ اندر نیحالات مدعی مقدمہ ہذا مستحق اس کہنے کا ہی کہ دوران میعاد سماعت کا جو ۱۲ مئی ۱۸۸۲ع سے شروع ہو چکا تہا بوجہ تاثیر دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت کے موقوف ہوگیا تہا چونکہ کیفیت یہہ ہی اسکا یہہ نتیجہ ہی کہ نالش حال جو ۲۹ مئی ۱۸۸۳ع کو دایر ہوی تھی اندر میعاد سہ سالا تاریخ ۱۲ مئی ۱۸۸۱ع سے دایر نہین ہوئی تہی اور اس کیفیت پر میری راے ہی کہ وہ خارج المیعاد ہی۔ منظوری اپیل معہ خرچہ کے مین حکم دیتا ہون کہ ڈگری عدالت مرافع اولی کی معہ خرچہ بحال کیجاوی۔ مین یہہ بھی تحریر کر سکتا ہون کہ مینے اسبات پر کی بحث کرنا ضروری نہین سمجہا ہی کہ آیا حسب اظہار خود مدعیکے مدعیکو کوئی بنا مخاصمت ایسی حاصل ہے جسکی بنا پر نالش بذا بشکل موجودہ قایم رکہہ سکے اگرچہ مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ دوران بحث مین اور اب بھی اسبارہ مین بہت شکوک ناشی ہوئے تھے اور ہین۔

ٹرل صاحب جسٹس مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع آگرہ — اپیل اول احکام نمبر ۱۹ ۱۸۸۴ع — منفصلہ ۱۰ مارچ

کلو و غیرہ بنام بیدیا

اجراے ڈگری۔ بضابطگی اہم نیلام کی عملدرآمد مین۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۱۱۔

یہہ درخواست حسب دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی نجانب چند مدیونان ڈگری جنکی جایداد اجراے ڈگری مین نیلام ہوئی تہی اسے کہ نیلام بربنا بیضابطگی اہم دربارہ عمل مین لانے نیلام مذکور کے منسوخ کیا جاوے۔ یہہ ثابت ہوا ہی کہ کسی خاص یوم کے دوپہر کیواسطے نیلام کا ہونا قرار پایا تہا لیکن جب وقت معینہ آیا۔ اوسوقت بشدت بارش ہوتی تہی اور بعض اشخاص جو بغرض بولی بولنیکے نیلام مین آئی تہی دو بجے تک انتظار کرکے بلا شروع ہونے نیلام کے چلے گئے تھے۔ پانچ بجے نیلام ہوا۔ صرف دو شخص بولی بولنے والے موجود تھے جسمین ایک ڈگری دار تہا اور جایداد جو مالیتی صمہ ہزار روپیہ کی بیان کیجاتی ہے وہ ما کو نیلام ہولی۔

جج ماتحت کا بیونیہ رائے قایم کر کے درخواست نامنظور کی کہ کوئی بیضابطگی نہیں ہوئی ہے - مدیونان ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہی -

سندر لال بجانب اپیلانٹان -

ریسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی کونسل یا وکیل حاضر نہیں ہوا -

ایچ صاحب چیف جسٹس - اسمقدمہ مین نیلام کا وقت بارہ بجے مشتہر تہا اور پانچ بجے شام تک نہیں ہوا - جایداد کی مالیت کا تخمینہ صمت ۳ ہزار روپیہ ہوا تہا اور ۱۵ سو کو نیلام ہوئی تہی کیونکہ صرف دو آدمی بولی بولنے والے موجود تہی جسمین ایک ڈگریدار ہی اور ہمکو نہین بتلایا گیا ہے کہ دوسرا شخص کون تہا - دیر کی وجہ ظاہر نہین کی گئی اور نہ کوئی شخص اظہار وجہ کی لئی حاضر ہوا ہے - ہمجے معلوم ہوتا ہی کہ نیلام مین گہنٹون کی دیر کرنا بیضابطگی ہے - جب ایسی دیر ہو تو وجہ اوس دیر کی ظاہر کرنا چاہیئے اور یہہ ثابت کرنا چاہئی کہ اوس دیر سے کچہہ ہرج نہین ہوا ہے -

اپیل معہ خرچہ منظور کیا جاتا ہی -

محمود صاحب جسٹس - میری بھی یہی رائے ہی بلکہ اس سے زیادہ یہہ ہے کہ ثبوت اس امر کا کچہہ بھی نہین ہے کہ ۲۴ اگست ۱۸۸۱ء کے دوپہر کو کہ جو وقت نیلام کا مقرر تہا کسی قسم کی اطلاع اون خریداران نیلام کو جو غالباً اوسوقت حاضر ہوی ہونگے اسمضمون کی دیگئی تہی کہ نیلام ٹہیک پانچ بجے شام تک نہین ہوگا -

---

ضلع کانپور   مقدمہ نمبر ۲ ۱۸۸۳ء   منفصلہ ۱۸ مارچ

لچھمن پرشاد بنام رام نراین وغیرہ کس دیگر -

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۰ - رفیق ترین - ہائیکورٹ کے اختیارات نگرانی - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۲۲ -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے درج ہین -

سندر لال بجانب سایل -

موتی لال بجانب ریسپانڈنٹان -

ایچ صاحب چیف جسٹس - یہہ درخواست حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ہی

اسمقدمہ مین مدعی نابالغ نے بذریعہ اپنے رفیق کے نالش کی ہے - مقدمہ مین ڈگری بحق مدعاعلیہ صادر ہوئی ہے - باوجودیکہ نابالغ نے بذریعہ رفیق کے نالش کی اپیل کیا ہے - اپیل ڈسمس ہوئی ہے - کوئی حکم حسب دفعہ ۴۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کہ بدین حکم بنام رفیق مذکور یعنی سایل عدالت ہذا کے صادر نہین ہوا ہے کہ خرچہ مقدمہ کا ادا کرے ڈگریدار نے کوشش اجرای ڈگری کی جہانتک خرچہ کو تعلق ہے بمقابلہ رفیق مذکور کے کی رفیق مذکور نے اعتراضات داخل کئے ہین - جج ماتحت نے یہہ رائے قایم کرکے کہ ازروے دفعہ ۴۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہہ حکم ہے کہ جو خرچہ نالش کا سایہ مرجوعہ نابالغ مین جسنے بذریعہ رفیق کے نالش مذکور دایر کی ہے عاید وہ رفیق کو ادا کرنا چاہیئے اعتراضات مذکور نامنظور کی اور درخواست اجرای ڈگری بمقابلہ ذات رفیق مذکور کے منظور کی - وقت تیاری ڈگری کے جج ماتحت نے دفعہ ۴۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کو نہین پڑھا یا غلط پڑھا ہے - جج ماتحت کو ڈگری اور دفعہ ۴۴۰ پر نظر کرلینا چاہیے تہا - منشا رائیہ کو اختیار تہا کہ حیطہ ڈگری مین وسعت دین یا جہانتک رفیق کو تعلق ہے درخواست اجرا کو منظور کرین - درخواست ہذا معہ خرچہ منظور کیجاتی ہے اور ڈگری جج ماتحت مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۸۶ء جہانتک وہ مضر رفیق مذکور کے ہے منسوخ کیجاتی ہے -

محمود صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون - اختیار عدالت ہذا دربارہ وسعت اندازی حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر کئی مرتبہ اس عدالت نے غور کیا ہے - بمقدمہ دہان سنگہ بنام بسنت سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۵۱۹) مینے دربارہ وسعت اختیارات عدالت ہذا بصیغہ نگرانی حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کسیقدر طوالت کے ساتہہ بحث کرنا اپنے اوپر فرض سمجہا تہا اور مینے اسبارہ مین اپنی اماے کامل اوسمقدمہ مین ظاہر کی تہین جن مین اب بھی وہنہین ارا پر قایم ہون - ازروے فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ رامی کنور بنام دینو راے (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱۱۱) یہہ امر مشتبہ ہی رہجاتا بشرطیکہ وہ فیصلہ اجلاس کامل حال عدالت ہذا بمقدمہ محمد سلیمان خان بنام فاطمہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۰۴) مین زیر غور نہ ہوتا -

جس مقدمہ کا مینے حوالہ دیا ہے اور جسمین مینے دربارہ اظہار اوس اصول کی کوشش کی تہی جسکے بنا پر میری رائے قایم ہوئی تہی معلوم ہوتا ہے کہ اوسپر اجلاس کامل عدالت ہذا کے روبرو اوسوقت استدلال نہین ہوا جب مقدمہ محمد سلیمان خان بنام فاطمہ کے بحث ہوئی تہی - مینے اوسموقع کے فیصلہ کو باحتیاط پڑہا ہے کہ جس موقع پر مجہے شریک ہونے عدالت کا فخر حاصل تہا اور مین ضرور یہہ کہونگا کہ جو نتیجہ جیف جسٹس حال نے اوسمقدمہ مین اخذ کیا ہے اور جن وجوہ کے بنا پر فیصلہ مقدمہ مذکور کا مبنی ہے وہی ہے جو مینے مقدمہ متذکرہ بالا مین قایم کی ہین -

---

ضلع سہارنپور — اپیل فوجداری نمبر ۹۹ — منفصلہ ۲۲ مارچ

قیصر ہند بنام پاربتی

قتل عمد - شہادت - قبضہ جایداد ازان متوفی پر -

یہہ اپیل بنا راضی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزاے موت بعلت قتل عمد کی ہے اور مقدمہ روبرو عدالت کے بغرض منظوری حکم سزای موت کے حسب دفعہ ۳۷۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بہی پیش ہوا ہے - پاربتی اپیلانٹ کی نسبت سشن جج سہارنپور نے تجویز ثبوت جرم اور حکم سزاے موت بعلت قتل عمد ایک مسلمان لڑکی مسماۃ منی کے صادر کی ہے اوسکے مقابلہ مین اصل شہادت حسب ذیل ہے (۱) یہہ امر کہ آخر مرتبہ اوسکے ساتہہ دیکہی گئی تہی (۲) بیان جو اوسنے روبرو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے کیا تہا (۳) یہہ کہ اوسنے کل زیور اور جواہرات ازان متوفی کے پیش کئے ہین کہ جو بحالت حیات متوفیہ کو پہنے ہوئے دیکہی تہی - اپیلانٹان کے مکان کے چہپر ہی کچہہ اور زیورات بہی دستیاب ہوئے ہین اور چہپر مذکور بہت قریب اوسجگہہ کے ہے جہان قتل عمد کا ارتکاب بیان کیا جاتا ہے - شہادت ڈاکٹری سے ثابت ہوتا ہے کہ ہلاکت بذریعہ گلا گہونٹنے کے وقوع پذیر ہوی ہے -

اپیلانٹ کیطرف سے کوئی وکیل یا کونسل حاضر نہین ہوا -

پبلک پراسیکیوٹر (ہل) منجانب سرکار

آنریبل صاحب جسٹس نے بعد غور کرنے اوپر مدادل جملہ نین مدات شہادت کے مقابل

اپیلانٹ متذکرہ بالا کے یہہ تحریر فرمایا ہی - شاید یہہ قرین اسایش ہوگا کہ امر سیوم
بعد ازان طے کیا جاے یعنے ۲۲ جنوری کی صبح کو روبرو اہلکار پولیس کے زیورات کا
منجانب ملزمہ کے پیش ہونا - پہر اس موقع پر اپیلانٹیہ کو اس امر سے انکار نہین ہے
کہ وہ وہی شخص ہے جسنے اشیاء مذکور پیش کئے تہی اور اوسکا ایسا ہونا بیان باپ اور شہادت
اہلکار پولیس سے ثابت ہی پس تصور کرلینا چاہی کہ بلا شبہہ اندر زمانہ قلیل نہ صرف قتل
لڑکی سے بلکہ اندر زمانہ قلیل اوسوقت سے کہ جب مال مذکور اوس لڑکی کے جسم سے چورایا
گیا وہ قابض اوس مال کے تہی جو اوس لڑکی کے جسم پرسے چورایا گیا تہا - پس مجھکو
مقدمہ قیصر ہند بنام رام سرن (زبدۃ النظایر مطبوعہ وارث ۱۸۷۲ع صفحہ ۵۰۹) کے مجھے
اس قیاس پر بحث کرنیکا موقع ملا تہا کہ میری راے مین قیاس مذکور مناسب طور پر قبضہ
اوس مال سے اخذ کرنا چاہئے اور ہونا چاہئے جو اوس شخص کے جسم سے چورایا گیا ہی جو حالم
قتل کیا گیا ہی - مجھکو کوئی وجہہ نہ اوسوقت ظاہر ہوئی اور نہ اب ظاہر ہوتی ہے کہ اپنی راے
مشروط و محدود کردون جو مینے اوس مرتبہ ظاہر کی تہی - اس کہنے سے یہہ میری مراد نہین
ہے کہ قبضہ مذکور اوس شخص کے مقابلہ مین شہادت نہین ہے یا یہہ کہ جب دیگر بلا واسطہ
قراین کو شامل کرین تو یہہ امر دربارہ تجویز قصور اوس شخص کے جو اسطرح قابض پایا گیا ہی
یا یہہ جرم عظیم قتل عمد کیلئے بہت ضرورت اور وقعت کا نہین ہے - لیکن مین خیال کرتا ہون
کہ قبضہ مذکور بذات خود حسب وجوہ مندرجہ مقدمہ بالا کے یہہ نتیجہ اخذ کرنا کہ قبضہ مال
مسروقہ جسم اوس شخص سے جو حال مین قتل کیا گیا ہے بہت خطرناک اور نا صاف ہی کہ
شخص قابض مال مذکور کا بالضرور قتل مین شریک رہا ہی - بلا شبہہ یہہ امر ضروری ہی جس سے
عدالت معقول طور پر قصور کسی شخص کا بابت داشتن مال مسروقہ یا بابت لینے اوس مال کے
یہہ جانکر کہ وہ مال مسروقہ ہی تجویز کرسکے - لیکن جیسا کہ مین اوپر لکہہ چکا ہون کہ یہہ نتیجہ
اخذ کرنا بہت خطرناک اور بعید ہے کہ قبضہ مال مذکور بذات خود بالضرور ثبوت کافی شرکت
قتل عمد کا ہی - لہذا مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ قبضہ مال مسروقہ مقدمہ ہذا کا ایسا امر
ہے اور جو بلا تائید دیگر امور کے اسی قسم کا ہی کہ جسکی بنا پر ذیعلم جج کی راے دربارہ اخذ کرنے
اوس نتیجہ کی جو اونہون نے اخذ کیا ہی مناسب سمجہی جاوے -

(حاکم ممدوح نے دیگر اجزاء شہادت پر حوالہ کیا ہی جو واسطے اغراض رپورٹ ہذا کے

ضروری نہین ہے اور بالاخر یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ بسبب قصور اپیلانٹ کے شبہہ ہے اور اوس شبہہ کا فایدہ اپیلانٹ کو ملنا چاہئے اور اپیل منظور ہونی چاہئے اور تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ ہونا چاہئے لیکن چونکہ بموجب خود اوس بیان کے اپیلانٹ مجرم لینے مال مسروقہ کے یہہ جانکر کہ وہ مال مسروقہ ہے لہذا اوپر مقدمہ بابت الزام جرم مذکور تحکام ہونا چاہئے)

نرل صاحب جسٹس — مین اتفاق کرتا ہون —

ضلع مین پوری | اپیل دویم نمبر ۔۔۔ سنہ ۱۸۸۷ع | منفصلہ یکم اپریل

محمد الاورت خان بنام زینت بیگم —

اسامی ساقط الملکیت — ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۹ — پٹہ منجانب اسامی ساقط الملکیت — نالش منجانب زمیندار بغرض بیدخلی اسامی — عذر آمد — جو وجوہ مندرجہ عرضی نالش نہین ہین اونکی بنا پر دادرسی کا عطا ہونا —

واقعات مقدمہ کی فیصلہ مین اسٹریٹ صاحب جسٹس کے درج ہین —

ہنومان پرشاد منجانب اپیلانٹ —

اجودہیا ناتھ و مہدی حسن منجانب ریسپانڈنٹان —

نرل صاحب جسٹس — مدعی مقدمہ ہذا مرتہن ایک زمیندار مسمی موہن سنگہ کا ہے اور مدعا علیہم بیوہ موہن سنگہ مذکور اور دو کاشتکار ہین جنکو مسماۃ نے پاہنگی نسبت بیان ہوا ہے کہ مسماۃ نے پٹہ جات کاشت اوس اراضی کے دی ہین جو کسیوقت مین سیر مقبوضہ اوسکی شوہر کی تہی — واضح ہوتا ہے کہ ۱۸۸۱ع مین بعد صدور ایکٹ لگان سنہ مذکور کے موہن سنگہ نے اپنا حق دو مرافق مالکانہ بذریعہ رہن منفعتی اپیلانٹ کے پاس رہن کیا تہا — اپیلانٹ قابض ہوا اور بطور معمولی طریقہ قانون کے نتیجہ یہہ ہوا کہ موہن سنگہ اسامی ساقط الملکیت ہوگیا یعنی یہہ کہ اسامی دخیلکار اپنی اراضی سیر کا بموجب دفعہ ۷ ایکٹ لگان کے قرار پایا — موہن سنگہ فوت ہوگیا ہے اور واضح ہوتا ہے کہ ایک [illegible] کم سن اور ایک بیوہ مسماۃ گیندا مدعا علیہا مقدمہ ہذا کو چہوڑ گیا ہے — اپیلانٹ نے نالش دخلکیابی اراضی سیر موہن سنگہ کی بہ بیدخلی مسماۃ گیندا اور دیگر دو مدعا علیہم کے کہ جو

بنیاد پر کی ہے کہ مستاہ نے اپنا حق دخیلکاری خلاف قانون بنام نا ہر دگان منتقل کیا ہے
کہ جواز روے مضامین دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے ممنوع ہے - عدالت اپیل ماتحت نے نالش
مدعیان کی اس بنیاد پر ڈسمس کی ہے کہ جو حق مدعیان کو بحیثیت مرتہن موہن سنگہ اوپر اراضی
سیر موہن سنگہ کے حاصل ہے وہ حق مالکانہ واقع اراضی مذکور کے ہیں اور جو اوپر استحقاق
وصول کرنے اپنی حصہ لگان کے بشمول بقیہ مالکان کے موہن سنگہ سے یا اوسکے ورثا یا منتقل
علیہم سے جو موہن سنگہ کو بابت سیر مذکور بحیثیت اوسکے اسامی دخیلکار از روے دفعہ
ایکٹ لگان کے ادا کرنا پڑتا محدود ہیں اور جب تک مدعی کو یہہ وصول ہوتا ہی تب تک وہ
کوئی شکایت نہیں کر سکتا ہی اور نہ اوسکو استحقاق نالش کا بمقابلہ اسامی دخیلکار سیر مذکور کے
حاصل ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ اوسکا دعوی دربارہ حصول قبضہ کرنے اراضی کے قابل مقبولی کے
نہیں ہے لیکن اپیل دوم میں جو بنا راضی ڈگری عدالت ماتحت کے ہی یہہ بحث ہوئی ہے
کہ مدعی درحقیقت صرف تحفظ اپنی حق مالکانہ واقعہ اراضی سیر کا چاہتا ہی کہ جسپر بوجہ انتقال کے
اراضی مذکور منجانب مستاہ گیندا بدست مدعا علیہم سترکا اسکے زوال آیا ہے - بہ نسبت
اس ظاہر منصفانہ تقریر کے مجھے یہہ کہنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وہ بنیاد نہیں ہے کہ جسکے
بنا پر مدعی نے اپنی نالش دایر کی ہے اور نہ یہہ وہ دادرسی ہے جسکی اوسنے استدعا کی ہے ق
یہہ بحث ہوئی ہے کہ بحیثیت زمیندار چندروزہ بجائے موہن سنگہ کے مدعی کو استحقاق
حاصل ہے کہ مستاہ کو اپنی کاشت دخیلکاری کے شکمی دینے سے باز رکہے - بہ نسبت اسکے
یہہ امر صاف ہی کہ جو عرضی نالش مدعی نے داخل کی ہے اوسمیں یہہ بات نہیں ہے اور جیسے
کہ ہمکو اطلاع ہوئی ہے کہ موہن سنگہ کے ایک پسر نابالغ ہے جو اوسکا وارث ہی اور اس حیثیت
سے وہ اسامی دخیلکار ہی پس یہہ مشتبہ ہی کہ آیا نالش بنا ہو بمقابلہ گیندا کی دایر ہوئی وہ بطور نالش دربارہ
باز رکہنے اسامی دخیلکار جائز کے انتقال تجاوز اختیار اوسکے سے قایم
رہ سکتی ہے یا نہیں -

اور بالاخر یہہ امر بہی بہت مشتبہ ہے کہ اسامی دخیلکار کا اراضی شکمی دینا جواز آ
انتقال حق دخیلکاری نسبت کاشت آراضی مذکور کے حسب اقتضای دفعہ ۹ ایکٹ لگان کے
متصور ہو سکتا ہی - بدینوجوہ میں خیال کرتا ہوں کہ ڈگری عدالت ماتحت کی بلا بحث کے

[illegible]

برادر سیت صاحب جسٹس - مین دربارہ ڈسمسی اپیل خرچہ کی اتفاق کرتا ہون -

---

جہانسی | اپیل فوجداری نمبر ۵۳ | منفصلہ ۲۵ اپریل

قیصر ہند بنام کرپال سنگہ وغیرہم

اختیار سماعت - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۱۸۰ - ڈکیتی واقع ملک برطانیہ - مال مسروقہ کا ملک غیر مین بددیانتی سے لینا -

اس مقدمہ مین تین اشخاص سمیان کرپال سنگہ وکہیری سنگہ و مہربان کی تجویز روبرو کمشنر جہانسی کے بعلت جرایم مقتضیہ دفعہ ۳۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند (ڈکیتی معہ قتل عمد) اور دفعہ ۴۱۲ (بددیانتی سے مال مسروقہ کا بازیکات ڈکیتی حاصل کرنا) ہوی تہی - ظاہر سنگہ شخص چہارم کے بہی تجویز اوسوقت بعلت اعانت اوس جرم کے جوازروی دفعہ ۳۹۶ کے قابل سزا ہوتی تہی -

جس ڈکیتی مین قیدیونکی شرکت بیان کی گئی ہے اوسکا وقوع ۱۶ اپریل ۱۸۸۵ء کو بمقام موضع میش پورہ واقع ضلع جالون کے جو سرحد پر ریاست گوالیار کے واقع ہے ہوا تہا - رامدین بنیا کے مکان مین جو موضع مذکور مین ہے اوس رات کو ایک گروہ چور نقب لگاکر گہس آیا تہا جو مال بالیتی ہزار کا لیگئے اور اونہون نے موضع کی چوکیدار سمی بہگوان کو زخمی کیا - اور وہ ایسا زخم تہا جسے وہ تہوڑی دیر بعد فوت ہوگیا - یہہ ثابت ہوا ہی کہ سارق دریا کے پار اوتر گئے جو قاسم حد علاقہ سرکار برطانیہ اور ریاست گوالیار کے ہی - ریاست گوالیار مین پولیس بہیجی گئی تہی اور رہاں لاخر دیاں مال مختلف مقامات مین چہپایا ہوا برآمد ہوا - جو صریحا ڈکیتی مین رامدین کے مکان سے چوری گیا تہا - اس مال مین سے کچھہ مال کرپال سنگہ قیدی نے پیش کیا ہی اور کچھہ اوسکے سراغ سے کہیری سنگہ اور مہربان کے مکانات سے برآمد ہوا ہے - ملزم اور مال مسروقہ کچھہ عرصہ تک حراست مین پولیس گوالیار کے چہوڑدیے گئے تہے اور اونہون نے بعد ازان اونکو ضلع جالون مین بہیجدیا تہا - یہہ نہین معلوم ہوتا ہی کہ ملزمان رعایا سرکار انگریزی ہین یا ریاست گوالیار کی رعایا ہین -

کمشنر جہانسی کی یہہ رائے قرار پائی کہ جو شہادت اس امر کے ثبوت مین پیش ہوئی

کہ کرپال سنگھ و کہیری سنگھ و برہان ملزمان ڈکیتی مین شریک تہے بالکل بے وقعت ہے۔
لیکن اونکی یہہ رائے قرار پائی کہ نابردگان صاف طور پر مجرم بددیانتی سے لینے مال مسروقہ کے
جو وہان ڈکیتی مین ہوئی ہین۔ بہ نسبت اس بحث کے صاحب مشار الیہ کو اختیار اونکی تجویز کرنیکا
حاصل ہے مشار الیہ نے حسب ذیل تحریر کیا ہے۔ از روئے دفعہ ۱۸۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری
مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ ہرگاہ نابردگان واسطے تجویز کے سپرد عدالت ہذا ہوئی ہین
تو نابردگان میرے تحت اختیار تجویز بابت ایک الزام کے ہین ویسی ہے بابت دوسرے
الزام کے ہین۔ چنانچہ مشار الیہ نے تجویز ثبوت جرم نسبت نابردگان بابت اوس
جرم کے صادر کی جو از روئے دفعہ ۴۱۱ کے قابل سزا ہے اور بلحاظ سنگینیت ڈکیتی
کے بلحاظ اس امر کے کہ ارتکاب جرم مذکور کا اکثر سرحد پر ضلع جالون کے ہوا کرتا ہے
اور نیز اس قیاس مستحکم کے کہ ملزمان خود ڈکیتی مین شریک رہے ہین حکم سزائے حبس دوام
نسبت نابردگان کے صادر کیا۔ مشار الیہ نے ظاہر سنگھ کو الزام اعانت جرم ڈکیتی
اختفا سے بری کیا ہے۔

کرپال سنگھ و کہیری سنگھ و برہان ملزمان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔
دو اشخاص اول الذکر کی طرف سے کوئی کونسل یا وکیل حاضر نہین ہوا۔
گارڈن منجانب برہان اپیلانٹ
پیلک پراسیکیوٹر (پل) منجانب سرکار

اسٹج صاحب چیف جسٹس۔ اس مقدمہ مین ہر سہ قیدیان بعلت جرم ڈکیتی کے ریاست
گوالیار مین گرفتار ہوئے تہے اور واسطے تجویز بعلت جرم متعلقہ دفعہ ۳۹۶ تعزیرات ہند کے
ممالک ہذا مین منتقل ہوا ہے تھے۔ وقت تجویز کے نابردگان جرم متعلقہ دفعہ ۳۹۶ مجموعہ
تعزیرات ہند سے بری ہوئے تہے لیکن بعلت جرم متعلقہ دفعہ ۴۱۲ کے اونکی نسبت تجویز
ثبوت جرم صادر ہوئی ہے۔ اسبات کی کچہہ شہادت نہین ہے کہ نابردگان نے
بددیانتی سے یا اور طور پر برٹش انڈیا مین کوئی مال مسروقہ کسی قسم کا لیا یا رکہا تہا۔ شہادت
یہہ ہے کہ نابردگان گوالیار مین قابض اوس مال کے پائے گئے تہے جو برٹش انڈیا مین
نسبت ڈکیتی کی تہی۔ اس امر کی بہی شہادت نہین ہے کہ وہ انگریزی سرکار کے رعایا ہین
اندرین حالات مسٹر گارڈن جو منجانب برہان اپیلانٹ کے حاضر ہین یہہ حجت کرتے ہین

کہ ارتکاب کسی جرم کا اندر علاقہ اختیار عدالت کے ثابت نہین کیا گیا ہی - میری رای مین
یہہ حجت بنا معقول پر مبنی ہے اور چونکہ متعلق بحث اختیار سماعت کے ہی مین خیال کرتا ہون
کہ ہم پر فرض ہے کہ جوامر منجملہ ان کے ایک اپیلانٹ کیطرف سے پیش ہوا ہے اوسکا فایدہ دیگر
اپیلانٹیان کو بھی عطا کرین - میری یہہ رائے ہے کہ یہہ اپیل منظور اور تجاویز ثبوت جرم
منسوخ اور قیدیان رہا کیجاوین -

براڈہرسٹ صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

(بطور مقدمہ جوابی بابت ثبوت جرم بعلت برٹش انڈیا مین رکہنی مال مسروقہ کے جسکے
سرقہ کا ارتکاب عملداری غیر مین ہوا ہو دیکہو مقدمہ سرکار بنام لکہا گوند (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۵۰) و قیصر ہند بنام شنکر گوپ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ
جلد ۲ صفحہ ۳۰۷) - مقدمات مذکور مین یہہ تجویز ہوی تہی کہ از روے دفعہ ۶۲ ایکٹ ۱۱
سنہ ۱۸۷۲ء کے عدالت انگریزی کو اختیار تجویز کرنے الزام اوس سرقہ یا ڈکیتی کا نہین ہے
جسکا ارتکاب بیرون حدود علاقہ انگریزی کی ہوا ہو - مقدمہ سرکار بنام اودنگا (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱ صفحہ ۱۷۱) و سرکار بنام بیچار منوا (رپورٹ ہائیکورٹ
بمبئی جلد ۴ صفحہ فوجداری ۲۰) منسوخ

ضلع بریلی — اپیل اول احکام نمبر ۱۹ سنہ ۱۸۸۲ء — منفصلہ ۲۶ اپریل

سول سنتری دیکسن وغیرہ بنام اشفاق احمد وغیرہم

ڈگری جو بمقابلہ قایمقام مدیون کے صادر ہوی ہے - اجرا ڈگری - قرقی جایداد
ازان مدیون - اعتراض نسبت قرقی منجانب مدیون ڈگری باظہار استحقاق جداگانہ
اپیل بنا راضی حکم مشعر نامنظوری عذرداری - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲ و ۲۴۴
و ۵۸۳ -

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ مین ایجر صاحب چیف جسٹس کے درج ہین -

رید منجانب اپیلانٹیان -

حبیب اللہ و عبدالمجید و ہنومان پرشاد و مادہو پرشاد منجانب ریسپانڈنٹیان -

ایچ صاحب چیف جسٹس - ایک عذر ابتدائی ہوا ہے جسکی ہمین تجویز کرنا چاہئے مدعیان
نے ڈگری زر نقد کی بمقابلہ چند اشخاص کے جو قایمقامان مدیون کے تھے حاصل کی اور ازروئے
ڈگری مذکور کے یہہ حکم ہوا تھا کہ نفاذ ڈگری مذکور کا بمقابلہ جایداد ازان مدیون کے ہوگا۔
ڈگری مذکور کے اجرا مین مدعیان نے اوس جایداد کو نیلام کرانا چاہا جسکو مدعا علیہم اپیلانٹان
عدالت ہذا اپنی ذاتی جایداد بیان کرتے ہین اور یہہ بیان کرتے ہین کہ اونکو مدیون سے
نہین ملی اور یہہ کہ وہ جایداد ایسے نہین ہی جو حسب منشاء ڈگری کے مدیونکی رہی ہو
عدالت ماتحت نے فیصلہ خلاف مدعا علیہم کے کیا اور بنا راضی اوس فیصلہ کے عدالت
ہذا مین یہہ اپیل ہوا ہی - عدالت ہذا مین یہہ حجت ہوی ہے کہ چونکہ یہہ تصفیہ حسب
دفعہ ۲۰۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہی لہذا دفعہ ۲۰۳ متعلق ہے اور اپیل نہین ہوسکتا ہی
عدالت ہذا مین یہہ عذر ابتدائی مسٹر عبدالمجید نے پیش کیا ہی - مسٹر عبدالمجید نے بتائید
اس حجت کے تین اسناد پر استدلال کیا ہی یعنے شنکر دیال بنام امیر حیدر (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۷۰۲) و عبدالرحمان بنام محمد یار (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۹۰) و اودہ کنوری بنام رکتو تیواری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۶ صفحہ ۱۰۹)

بنسبت اسناد مذکور کے مین خیال کرتا ہون کہ مین صحیح طور پر بنسبت اول دو اسناد کے
یہہ کہہ سکتا ہون کہ جس ایکٹ کی روسے اونکا فیصلہ ہوا تھا اوسمین تعریف لفظ ڈگری
اسطرح پر نہ تھی کہ جیسے ہم مجموعہ ضابطہ دیوانی حال ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ع مین پاتے ہین -
ازروے مجموعہ ضابطہ دیوانی حال کے جس حکم کی روسے امر متذکرہ یا منقولہ دفعہ ۲۴۴
باستثناء امر مصرحہ دفعہ ۲۰۶ طے کیا جاوے ڈگری ہے جسکی ناراضی سے اپیل
ہو سکتا ہی - اگر اس امر کے کہنے مین میری راے صحیح ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ
صحیح ہے تو ہر دو اسناد اولین ہرگز اسناد نہین ہین - بنسبت سند سیوم اودہ کنوری
بنام رکتو تیواری کے واضح ہوتا ہے کہ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۷ع مین جسکی ترمیم ازروے ایکٹ ۱۲
سنہ ۱۸۷۹ع کے ہوئی تہی اور جسکی روسے مقدمہ مذکور فیصل ہوا تھا ایک فقرہ بمضمون واقع
تھا جسکی روسے چند احکام خفیفہ اجراے ڈگری کے ڈگری قرار پائے تھے اور اسوجہ سے
قابل اپیل تھے - لیکن تعریف مذکور پر اون ذی علم ججونکی توجہ مایل نہین کی گئی تہی

جنہون نے اوس مقدمہ کو فیصل کیا تہا - بلنسبت دیگر مقدمات محولہ مسٹر عبد المجید کے
اپنے مقدمہ رام غلام بنام ہزار وکنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷
صفحہ ۷۰۵) ومقدمہ سیتا رام بنام بھگونداس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۷ صفحہ ۲۳۷) کے مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ وہ ایسی اسناد ہین جنسے میرے ذہن مین
صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ معاملہ داخل دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہی فیصلہ
مقدمہ مذکور کا ایک ڈگری تھا اور قابل اپیل تھا - مجھپر یہہ کہنا فرض ہے کہ اگر بابت ہر دو
اسناد مین اختلاف ہی تو مین فیصلجات مقدمہ رام غلام بنام ہزار وکنور وسیتا رام
بنام بھگوانداس کے تقلید کر نیکو ترجیح دیتا ہون - بشمول ان مقدمات کے مین خیال
کرتا ہون کہ بابت مقدمات محولہ مسٹر ریڈ سے یعنی مقدمہ چودھری واحد علی بنام سماۃ
جمعی (بنگال لا رپورٹ جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۵) وامیر النساخاتون بنام میر محمد (ویکلی رپورٹ
جلد ۲۰ صفحہ ۲۶۵) اور کوریالی بنام میان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۷
صفحہ ۲۵۵) سے شعاع پڑتی ہی -

مجھے واضح ہوتا ہی کہ یہہ مقدمہ حسب دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے -
صاف طور پر فریقین واحد ہین - لیکن مسٹر عبد المجید کی یہہ بحث ہی کہ فریقین واحد نہین ہین
کیونکہ اونہون نے اظہار استحقاق متعلقہ اوس اتفاق سے کیا ہی کہ جسکی بنا پر اونپر دعوی ہوا تھا -
لیکن مین خیال کرتا ہون کہ جو بات مدعا علیہم نے کی ہے وہ صرف یہہ ہے کہ اونہون نے صحیح
یا غلط طور پر یہہ بیان کیا ہی کہ جایداد خاص ہماری ذاتی ہے اور وہ جایداد نہین ہے جو
ضبط ڈگری مین داخل ہو - اندرینحالات میری راے ہی کہ مقدمہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی
مین داخل ہے اور یہہ کہ اپیل ہو سکتا ہی -

براڈہرسٹ صاحب جسٹس - مین اس راے سے اتفاق کرتا ہون -

(بعدازان اپیل کی سماعت ہوی اور حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تنقیحات
واسطے تجویز کے عدالت مرافعہ اولی مین واپس بھیجی گئین - بر طبق واپسی تجاویز کے اپیل
رد برواج صاحب چیف جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس کے پیش ہوا اور معہ خرچہ
ڈسمس ہوا) -

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۸۸۸ء

مرتبہ جی ڈی اسپنکس صاحب و اے اسٹیریجی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہاے مصنف
و منشی گمبھیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۲ جلد ۲	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ مع محصول

بلونت سنگھ بنام گوکرن پرشاد	۴۴۳	سیتلا کنور بنام مارکنڈی	۴۴۲
راجہ تمکوہی بنام بریڈوو	۴۵۱	کریٹ بنام سیٹھ	۴۴۸
گوبند پرشاد بنام چندر سیکر	۴۳۶		

فہرست مضامین

اپیل	۴۴۲	دستخط	۴۵۱
اجراے ڈگری	۴۴۲	ڈگری مشعر نفاذ کفالت	۴۴۲
اشتمال فریق ہاے	۴۳۶	شخص ثالث درمیانی	۴۴۳
اشتہار نیلام صیغہ اجراے ڈگری	۴۴۲	کا اوس نے زیادہ ذمہ دار نہونا جو فی الواقع اوسنے متعلق اخراجات کے وصول کیا ہے	۴۴۳
اصل و ضامن	۴۴۸	شرکا	۴۴۳
امانت بطریق ضمانت قرضہ ذمگی دوسرے شخص کے	۴۴۸	شریک متوفی کے قایمقامان کا شریک نالش نہونا	۴۳۶
ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۴۵	۴۳۶	فعل حاکمانہ	۴۴۲
برایت ضامن	۴۴۸	قرضہ شراکت	۴۳۶
بیان فریب	۴۵۱	عذر مدیون ڈگری قبل نیلام کہ بعض جایداد اجراے ڈگری میں قابل نیلام نہیں ہے	۴۴۲
تصدیق	۴۵۱		
حکم مشعر نامنظوری عذر	۴۴۲		

مطبوعہ نامی پریس الہ آباد

ضلع بنارس — متفرقہ نمبر ۲۳ ۱۸۸۸ء — منفصلہ ۲۲ مارچ

گوبند پرشاد بنام چندر شیکھر

اشتمال فریق ہائے - مدعیان - قرضہ شراکت - نالش منجانب یک منہاجی القایم شریک متوفی کے قایمقامان کا شریک نالش نہونا - ایکٹ ۹ ۱۸۷۱ء (ایکٹ معیاد) دفعہ ۴۵ - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۶ - عرضی نالش مین ذکر قرضہ کا یہہ نہونا کہ وہ قرضہ شراکت کا ہے یا یہہ کہ مدعی نالش بطور شریک حی القایم کے دایر کرتا ہے عملدرآمد - ہایکورٹ کے اختیارات نگرانی - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۶۲۲ -

یہہ درخواست نگرانی حسب دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی بنسبت ڈگری عطالت عدالت خفیفہ بنارس کے ہے - نالش بابت بقایا حساب بلکرو مدعاعلیہ کے ہی جسنے کپڑا اوس دوکانسے خرید کیا تہا جسمین گوبند پرشاد مدعی اور سمے موتی چند متوفی شریک تہے - چندر شیکھر مدعاعلیہ نے زمانہ حیات موتی چند مین کپڑا خرید کیا تہا - نالش ہذا بعد وفات موتی چند کے صرف گوبند پرشاد نے دایر کی ہے -

فیصلہ عطالت عدالت خفیفہ کا حسب ذیل ہے - مدعی اور موتی چند متوفی شرکا اوس دوکان کے تہے جس سے کپڑا خرید کیا گیا تھا - لہذا شخص اول الذکر مجاز قایم رکہنے نالش کا نہین ہے - نالش ڈسمس کیجاتی ہے مین مدعاعلیہ کو خرچہ نہین دلاونگا کیونکہ اوسنے ثبوت بیان کیا ہے کہ قرضہ یافتنی صرف موتی چند کا ہے - دعوی بلاصراحت نسبت استحقاق مدعی دربارہ عدم رجوع نالش مناسب باشتمال کل اشخاص کے جو ضروری ہون ڈسمس کیا جاتا ہے

مدعی نے درخواست نگرانی بناراضی ڈگری عدالت خفیفہ کی اس بنا پر کی ہے کہ بحیثیت شریک حی القایم کے مین مجاز رجوع نالش بابتہ قرضہ شراکتی کے جو یافتنی میرا اور موتی چند کا ہے ہون اور یہہ کہ دربارہ ڈسمس بلا تجویز روداد کے عدالت نے استعمال اوس اختیار کا نہین کیا ہے جو قانونا اوسکو حاصل تہا -

کاشی پرشاد منجانب سایل -

اسٹیرجی منجانب فریق ثانی

ایم صاحب چیف جسٹس - یہہ درخواست عدالت ہذا مین بغرض استعمال اپنے اختیارات

متضمنہ دفعہ ۲۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہیں ۔ فیصلہ جج مدالخفیفہ بنارس سے واضح
ہوتا ہے کہ مدعی اور سوتی چند کاروبار دوکانداری کا شرکت مین کرتے تھے ۔ قبل نالش
ہذا کے سوتی چند فوت ہو گیا اور مدعی نے بلا اشتمال قائمقام سوتی چند کے نالش ہذا
دایر کی ہے جسمین نامبردہ نے بیان کیا ہے کہ سنے ایک دوکان رکھی تھی اور مدعا علیہ کے
ہاتھ اسباب بیچا تھا اور مدعا علیہ نے تصفیہ حساب کا کیا تھا ۔ مدعی نے دعوی زرباقی کا
مع سود کے کیا ہے ۔ جج عدالت ماتحت نے نالش اس بنا پر ڈسمس کی ہے کہ مدعی
دعوی داری تنہا کے نالش قائم نہین رکھ سکتا ہے ۔ مسٹر اسٹریچی نے منجانب مدعا علیہ کے
یہ بحث کی ہے کہ مدعی نالش قائم نہین رکھ سکتا ہے تاوقتیکہ وہ قائمقامان سوتی چند کا
بطور شرکا مدعیان یا بور حالیکہ کہ اونکے شرکا مدعیان ہونے سے اعتراض ہو تو بطور
مدعا علیہ اونکو شریک کرے ۔ مشار الیہ کی یہ بحث ہی کہ ہرگاہ قرضہ یافتنی دو یا زیادہ
اشخاص کا مشترک ہے تو کل اشخاص جنکو حق مشترکہ اوسمین حاصل ہو اونکو شریک نالش
نالش ہونا چاہیے خواہ بطور مدعیان کے خواہ بطور مدعا علیہم کے ۔ حجت مذکور کی تائید مین
مشار الیہ نے فیصلہ لارڈ ایلنبرا در مقدمہ کنڈیل بنام ملٹن (مقدمات ایسٹ جلد ۴
صفحہ ۳۲۴) اور رپورٹ دی ٹی صاحب دربارہ خرلق مقدمہ صفحہ ۱۱ و ۱۰۴ و ۱۰۵
و ۱۰۶ و ۱۴۰ و ۱۰۰ و ۱۳۵ و ۱۴۵ و ۲۰۳ و ۲۳۱ و ۲۰۲ و ۳۰۵ و ۲۰۵ و ۲۰۷ و ۱۰ اور
اور یادداشت متعلقہ صفحہ ۲۲۷ رسالہ مولفہ مکین صاحب ولیک صاحب دربارہ نظایر
سوالجواب (طبع سیوم) اور مقدمہ جبل بنام ڈگلس (لیہ بارنل و الڈرسن صفحہ ۲۰۴) و رسالہ مولفہ اسٹوری
صاحب دربارہ قانون معاہدہ طبع پنجم جلد ایک صفحہ ۴۴ اور مقدمہ کنہیا لال بنام چندا
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحات ۳۴۴ و ۳۴۶) پر استدلال کیا ہے ۔
مشار الیہ نے اپنی تقریر کو مسایل قانون مصرحہ اسناد مذکور پر مبنی کر کے یہ بحث کی
کہ از روے دفعہ ۴۵ ایکٹ معاہدہ ہند جسکے ساتھ دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی متعلق
کرنا چاہیے صرف تنہا حی القائم شریک بابتہ قرضہ یافتنی کو ہی کے نالش نہین کر سکتا
اور قاعدہ قانون انگلشیہ جسکی رو سے استحقاق ارجاع نالش بابتہ قرضہ تجارت شرکت
جو شریک باقی القائم کے حق مین قائم رہتا ہی متعلق نہین ہے ۔ بتایید اس بحث
مشار الیہ نے اسناد ذیل پر حوالہ دیا ہے جن پر مین اب غور کرونگا ۔ مقدمہ کالیداس

کیول داس بنام تہو بیگوان (انڈین لارپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۷۲) یہہ وہ مقدمہ ہے جسمین منجملہ تین پسران کے صرف ایکنے دعوی اوس قرضہ کا کیا تہا جو جو اوسکو اور اوسکے باپ اور اوسکے دو بہائیون کو بطور شرکا خاندان مشترکہ ہنود کے یافتنی تہا مین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ مذکور موید بحث مسٹر ہنری کا نہین ہے - مقدمہ مذکور اس کہنے کے لیئے ایک سند ہے کہ منجملہ تین شرکا کے ایک شریک نالش قرضہ شراکتی کے نہین قایم کر سکتا مقدمہ رام سیوک بنام رام لال کندو (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۸۱۵) وہ مقدمہ ہے جسمین ایک شریک خاندان مشترکہ ہنود نے تنہا دعوی قرضہ یافتنی خاندان مذکور کا کیا تہا - مقدمہ آنا سندری داسی بنام رام جی ہلدار (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۳ و کلکتہ لارپورٹ جلد ۹ صفحہ ۱۳) مین صرف یہہ تجویز ہوئی تہی کہ اوس خاص مقدمہ مین جو نالش بابتہ لگان کے تہی کل شرکا کو بطور مدعیان کے شریک ہونا چاہیئے یا اگر اونکو اعتراض ہو تو جن اشخاص کو اعتراض مدعیان ہونے کا ہو اونکو مدعا علیہ بنانا چاہیئے - ازروے فیصلہ سر چارلیس سرجنٹ صاحب بمقدمہ پاٹن ہری بٹ کرشنا بنام جیکر شنکل (انڈین لارپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۱) بلاشبہہ یہہ تجویز ہوئی ہے کہ عملدرآمد ہند مین یہہ ہے کہ اون لوگون کو مدعا علیہ بنانا چاہیئے جنکو مدعی ہونا چاہیئے لیکن جنہون نے مدعی ہونے سے اعتراض کیا ہی - مقدمہ گوپال چندر گورو بنام جگدیسر (ویکلی رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۱) مین صرف یہہ تجویز ہوئی تہی کہ ایک زمیندار مشترک نالش لگان کے نہین کر سکتا ہے تاوقتیکہ اپنے شریک زمیندار کو مدعی یا مدعا علیہ نہ قرار دے - مسٹر ہنری نے [illegible] کتاب ۳ تامیل تین دفعات ایک ۱ و ۲ صفحہ ۲۱۷ و یادداشت متعلقہ دفعہ ۲۶ مندرجہ ضابطہ دیوانی مولفہ اوکلنی طبع دوم پر بہی استدلال کیا ہی جسمین یہہ بیان ہے کہ اون کل اشخاص کو جنکو مقدمہ مین کچہہ غرض حاصل ہے روبرو عدالت کے بزمرہ مدعیان یا مدعا علیہ کے حاضر ہونا چاہیئے - مسٹر ہنری نے یہہ بہی بحث کی ہے مقدمہ حال دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل نہین ہے -

پس باوجود بہت محتاط اور بالیاقت تقریر کے جو ہمارے روبرو ہوئی تہی مین نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ دفعہ ۴۵ ایکٹ معاہدہ کو جسکے ساتہ دفعہ ۲۶ مجموعہ

ضابطہ دیوانی کے پڑھنا چاہیئے وہ اثر حاصل نہین ہے جسکے نسبت مسٹر میجی بحث کرتے تھے کہ اوسکو حاصل ہے - یہہ عام قاعدہ قانون انگلشیہ کا جو رپوٹ ولیم صاحب دربارہ اوصیا طبع ششم صفحہ ۵۰۸ مین پایا جاتا ہی کہ تجارت شراکتی مین اگرچہ استحقاق شریک متوفی کا اوسکے وصی کو پہونچتا ہی تاہم یہہ امر مشترک کا حقہ کہ نہین ہوا ہے کہ چارہ کار اوسکے شریک کے حق مین قایم رہتا ہی اور صرف اوسی کو استحقاق نالش کا نافذ کرنا چاہیئے اور وہی بروقت وصول کے ذمہ دار حساب کا بمقابلہ اوصیا اور مہتممان حصہ متوفی کے ہوگا مین خیال کرتا ہون کہ مبنی اوپر اصول مستحکم عام فہم کے ہین - اس قاعدہ قانون پر لارڈ جسٹس ملیش صاحب نے مقدمہ مکلین بنام کنیڈو چینسری اپیل جلد ۱ صفحات ۳۴۳ و ۳۴۶ کے استدلال کیا ہے - میرے ذہن مین یہہ بات ظاہر ہے کہ اگر یہہ تجویز کیجائے کہ شریک حی القایم تاوقتیکہ وہ نالش مین قایمقام شریک متوفی کو شریک نکرے نالش نہین کر سکتا ہے تو بہت صورتون مین ابتری دربارہ وصول جایداد کوٹھی کے بروقت وفات شریک لاحق ہونگے - اگر غیر ممکن نہو تو شریک حی القایم کو یہہ دریافت کرنا دشوار تو ضرور ہوگا کہ شریک متوفی کا قایمقام جایز کون ہے ممکن ہے کہ میعاد سماعت اوس نالش کی قریب قریب گذر گئی ہو اور جسوقت شریک حی القایم نے یہہ دریافت کیا ہو کہ قایمقام جایز کون ہے کہ نالش خارج المیعاد ہو جائیگی - پھر اگر قایمقام مذکور کو فریق مقدمہ کرنا ضروری ہے تو مدعا علیہ جو ظاہرا ذمہ دار ہے مستحق جوابدہی نالش کا اور اسکا ناکامیابی اس صورت مین اس بنا پر ہوگا کہ جس شخص کو بطور قایمقام کے شریک نالش کیا ہے وہ قایمقام جایز شریک متوفی کا نہین ہی پس جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ اصول قانون انگلشیہ کا مبنی عام فہم پر ہے اور وہ ایسا قاعدہ ہے جسکو میری راے مین ہم اس ملک مین متعلق کر سکتے ہین الا یہہ کہ کوئی حکم قانونی یا سند ہمارے مانع ہو -

دفعہ ۵۴ ایکٹ معاہدہ کے کیا تاثر ہے - مجھے واضح ہوتا ہی کہ ازروے دفعہ ۵۴ کے قانون انگلشیہ متعلقہ تجارت شراکتی کل مقدمات شراکت [illegible] ہوتی ہے - دفعہ ۵۴ مین کوئی ایسا امر نہین ہی جسکا یہہ مطلب ہو کہ قایمقام شریک متوفی کا نالش قرضہ شراکتی مین ضرور فریق ہونا چاہیئے - یہہ ہو سکتا ہی کہ قایمقام

جایز شریک متوفی کا اوس نالش مین شریک کرلیا جاے جو شریک حی القایم نے بابتہ قرضہ یافتنی شراکت کے دایر کی ہو ۔ لیکن مجھے کوئی ایسی بات دیکہائی نہین دی جس سے یہہ ممانعت ہو کہ قاعدہ قانون انگلشیہ کا مقدمہ تجارت شراکتی واقع ہندسے متعلق کیا جائے ۔ یہہ شبہہ ہو سکتا ہے کہ آیا جن لوگون نے دفعہ مذکور موضوع کیا ہے اونکے پیش نظر اس قسم کا مقدمہ تہا یا نہین ۔ اس قایمقام بمقدمہ ہذا بالضرور مستحق مخصوص زر بازیافتہ نالش کا نہین ہو سکتا ہے نامبردہ کا حصہ بابتہ زر بازیافتہ کے منحصر اوپر تصفیہ بر وقت وصول جایداد شراکت کے ہوگا اور میری رای مین نامبردہ کو دربارہ وصول جایداد دست اندازی کرنے دینے سے بہت وقت اور مضرت پیدا ہوگی الا یہہ کہ بتوسط عدالت اور بذریعہ تقرری ریسور کے تحصیل کیجاے جن صورتون مین دست اندازی عدالت کی ہو ۔ اب دیکہنا چاہئے کہ از روے دفعہ ۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کہ اون کل اشخاص کو بطور مدعیان کے شریک ہونا چاہئے جنکی نسبت بیان ہوا ہے کہ اونکو دادرسی متدعویہ مین استحقاق مشترک ہے ۔ دفعہ مذکور ہمشکل اوس قاعدہ کے ہے جو قواعد متعلقہ ایکٹ جوڈیکچر واقع انگلشیہ مین پائے جاتے ہین اور قاعدہ مذکور بلاشبہہ بغرض انسداد ناانصافی بوجہہ عدم موجودگی اشخاص کے انتخاب ہوا تہا اور نیز اسوجہہ سے کہ کل اشخاص جو دعویدار چارہ کار مختلف کے ہون ایکہی نالش مین بزمرہ مدعیان شامل کئے جائین ۔ لیکن دفعہ مذکور کا یہہ مطلب نہین ہے کہ کل وہ اشخاص جنکو نتیجہ مقدمہ مین کچھ غرض ہی بالضرور فریق بنائے جائین اور نہ اوسمین یہہ بیان ہے کہ نالش منجانب شریک حی القایم تا وقتیکہ وہ قایمقام شریک متوفی کو فریق نہ بناوے قایم نہین رہ سکتی ۔ بدین وجوہ میری راے ہے کہ قایمقامان موتی چند ضرور تا شریک نالش فریق تہ نہین ہی اور مدعی مستحق ہے کہ عدالت سے استدعا کارروائی مزید اور تجویز نالش کی بربنای رو داد کے کرے ۔

میری رای مین جج عدالت مطالبہ خفیفہ نے اپنے اختیار کو استعمال نہین کیا ہے اور غالباً دربارہ بحث المقدمہ کے اس بنا پر کہ قایمقام موتی چند کا فریق نہین ہے بیضابطگی اہم کے ساتہہ عمل کیا ہے دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی پر اجلاس کامل عدالت ہائے مقدمہ محمد سلیمان خان بنام فاطمہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۰۴) غور کیا تہا اور میرے بہائی محمود صاحب نے بہی بمقدمہ دیان سنگہ بنام بسنت سنگہ (انڈین لا رپورٹ

سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۹۵) غور کامل کیا تہا - مین اوسی راے پر قایم ہون جو مینے مقدمہ
اجلاس کامل مین قایم کی تہی اور جو کچھ میرے بہائی محمود صاحب نے فرمایا تہا اوسکو منظور کرتا ہون
یہہ نالش ایسی تہی جو اندر اختیار جج عدالت مطالبہ خفیفہ کے تہی اور اونکی یہہ حجت تہی کہ
نالش مذکور کے سماعت و تجویز کرنے کے جو اوس شخص نے دایر کی تہی جو قانوناً تہا اونکے
عدالت مین دایر کرنے کا مجاز نہ تہا اور بوجہ اسکے کہ اونہون نے نالش کو باعتبار
رویداد کے پذیرا کرنے مین انکار کیا ہے لہذا میری راے مین مناسب ہے کہ مقدمہ کو حسبہ دفعہ
۶۲۲ ضابطہ دیوانی مین داخل کر دیا جاوے -

صرف ایک اور امر باقی ہے جسکو مین تحریر کرتا ہون - اگرچہ یہہ قرضہ شرکت کا ہی
جو معلوم ہوتا ہے کہ ثابت نہین کیا گیا حالانکہ معلوم ہوتا ہے کہ جج نے نہین خیال
کیا ہے تو عرضی نالش مین بشرطیکہ اوسکی ترتیب صحیح ہو مین خیال کرتا ہون کہ یہہ ظاہر
کر دینا چاہیے تہا اور متوفی چند قبل نالش کے فوت ہو گیا تہا اور نالش مدعی نے بحیثیت
شریک حی القایم بغرض اپنے اور فایدہ جایداد کے دایر کی تہی - مقدمہ جبل بنام
ڈگلس محولہ آسپری سے مین خیال کرتا ہون کہ یہہ ثابت ہے کہ بموجب ضابطہ انگلشیہ
نافذ الوقت کے کسی طرح پر دعوی مین کچھ ایسے بیانات شامل ہونا چاہیے تھے - اگرچہ
مین یہہ کہتا ہون لیکن مین نالش کو محض اس وجہ سے ڈسمس نکرونگا کہ عرضی مین یہہ بیانات
مذکور شامل نہین ہین - اس مقدمہ مین مدعی نے حسن ثبوت ذمہ داری ابتدائی پر یا کچھ
فروخت اسباب بوسومہ مدعا علیہ کے استدلال نہین کیا ہے بلکہ اوسنے حساب تصفیہ
شدہ مدعا علیہ اور وصول جزوی اصل زر قرضہ پر بنا استدلال کیا ہے یہہ ممکن ہے کہ تصفیہ
حساب باہم مدعی و مدعا علیہ کے ہوا ہو - میری راے مین نالش محض بر بنا وجوہ اصطلاحی
ڈسمس نہ ہونی چاہیے درحالیکہ رویداد ثابت ہے اور کوئی ناانصافی بذریعہ حیرت یا اور
طور پر نہین ہو سکتی ہے - مین خیال کرتا ہون کہ اسمقدمہ مین ہمکو اختیار نگرانی جو ہمکو
از روے دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاصل ہے نافذ کرنا چاہیے اور حکم منظوری
درخواست اصدار پانا چاہیے اور یہہ ہدایت بنام جج کے صادر کرنا چاہیے کہ اسمقدمہ
اپنے فہرست مقدمات متدایرہ مین داخل کرین اور اوسکا فیصلہ مطابق قانون کے کرین
خرچہ مطابق نتیجہ کے محسوب ہوگا -

محمود صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

ضلع کانپور — اپیل اول احکام نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۸۱ء — منفصلہ ۔ اپریل

ستیلا کنور بنام مارکنڈی

اجرای ڈگری - ڈگری متعلق نفاذ کفالت - اشتہار نیلام متعلقہ اجرای ڈگری - عذر مدیون ڈگری قبل نیلام کہ بعض جایداد اجرای ڈگری مین قابل نیلام نہین ہے - حکم متعلق نامنظوری عذر - ... - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ - فعل حاکمانہ -

مارکنڈی رسپانڈنٹ مقدمہ ہذا نے ایک ڈگری بنفاذ کفالت بمقابلہ حصہ ... جایداد غیر منقولہ ازان دو اشخاص کہ جنمین سے ایک مسماۃ ستیلا کنور اپیلانٹ ہے حاصل کی تہی - قبل نیلام کے مسماۃ ستیلا کنور اپیلانٹ نے ایک درخواست عدالت جج ماتحت کانپور جنکی عدالت مین ڈگری مذکور جاری تہی گذرانی جسمین اوسنے یہ بیان کیا کہ ڈگری دار ... حصہ ... کو نیلام کرانا چاہتا ہے جو ڈگری مذکور کی قرقی و نیلام سے بری ہو چکا ہے کیونکہ قبل صدور ڈگری کے مینے یہ ذمگی اپنا ادا کر دیا ہے - ڈگریدار کا یہ جواب کہ مین حصہ ... مندرجہ درخواست کو نیلام نہین کرانا چاہتا ہون بلکہ دوسرے حصہ ... کو نیلام کرانا چاہتا ہون جسمین سے ... مسماۃ ستیلا کنور کا اور دوسرا حصہ ... کا مدیون ڈگری کا ہے اور یہ آخیر حصہ ... کا اس ڈگری کے ادا مین قابل نیلام ہی -

عدالت نے حکم ذیل صادر کیا ہے - اگر عذر دار کو یہ کوئی اندیشہ ہے کہ اوسکا حق واقع حصہ ... بری شدہ کا نیلام ہو جاویگا تو اوسکا اندیشہ اس طور پر رفع ہو سکتا ہے کہ وقت نیلام کے اوسکا اعلان کر دیا جاوے - نظر بران حکم ہوا کہ عذر نامنظور ہو اور نقل اس ... کی پاس عہدہ دار عامل نیلام کے اس غرض سے بہیجی جاوے کہ وقت نیلام کے اعلان اس امر کا کر دیا جاوے کہ حصہ ... بری شدہ نیلام نہین ہوتا ہی -

ستیلا کنور نے بناراضی اس حکم کے ہائیکورٹ مین اس بنیاد پر اپیل کیا ہی کہ جج ماتحت نے تحقیقات اور تجویز اس امر کی نہین کی ہی کہ کون اور کسکی جایداد اوس ڈگری کے ایفا مین قابل نیلام ہے جو بحق رسپانڈنٹ صادر ہوی ہے -

ہنومان پرشاد و مادہو پرشاد منجانب اپیلانٹ -

نول بہاری منجانب ریسپانڈنٹ -

محمود صاحب جسٹس - میری یہہ رای ہے کہ اسمقدمہ مین کوئی ضرورت جواب لینے کی فریق ثانی سے نہین ہے یہہ اپیل اون چند عذرات سے پیدا ہوا ہے جو مدیون ڈگری اپیلانٹ حال نے بہ نسبت چند ایسے امور کے پیش کی تہی جو اشتہار نیلام مین مندرج ہونی چاہیئے تہی - عذرات مذکور کو عدالت نے طے کردیا ہے اور عدالت موصوف نے حکم بدین مضمون صادر کیا کہ عذر نامنظور ہوا در نقل اس روبکاری کی افسر عامل نیلام کے پاس اس غرض سے بہیجی جاوے کہ وقت نیلام کے یہہ اعلان کردین کہ حق حصہ مرہونہ شدہ نیلام نہین ہوتا ہی - یہی حکم منشاء اپیل ہذا ہی -

میری رای مین یہہ حکم محض حاکمانہ ہے اور حیطہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل نہین ہے اور محض بمنزلہ ہدایت سوسوہ افسر عامل نیلام کے اشارہ مین ہے کہ بہ نسبت نیلام مذکور کے کیا کارروائی کرنی چاہیئے - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نیلام ہوجاتا اور جو بحث کہ روبرو کی گئی ہے وہ ثابت کیجاتی تو اپیل قابل منظور کے ہوتا - لیکن مین اسکو اوس قسم کا حکم تصور نہین کرتا ہون اور اپیل نہین ہوسکتا ہے اور اگرچہ یہہ امر اوسوقت اسطرح پر قابل غور ہوتا کہ جب نیلام واقعی طور پر ہوچکا ہوتا کہ یا تو کوئی غلطی قانونی ہوئی ہے یا کوئی مضرت پہونچی ہے لیکن یہہ بحث اسوقت نہین پیدا ہوسکتی کیونکہ قبل از وقت ہی - لہذا مین اپیل مع خرچہ ڈسمس کرتا ہون -

اسٹریٹ صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

ضلع مین پوری　　　　اپیل دویم نمبر ۸۰۵ ۱۸۸۳ء　　　　منفصلہ ۱۵ اپریل

بلونت سنگھ　　بنام　　گوکرن پرشاد

شرکا - لگان جو ایک شریک نے دوسرے شریک کی حصہ کا وصول کیا ہو - شخص ثالث درمیانی - نالش حلا پانے لگان - شخص ثالث درمیانی کا اوس سے زیادہ ذمہ دار نہونا جو واقعی اوسنے بمنہاہی اخراجات کے وصول کیا ہے -

واقعات اسمقدمہ کے حسب ذیل ہین - تین شخص سمیان پرسرام و لال سنگھ

وبہوپت منجملہ حصہ ۵ بسوہ ایک موضع کے ایک ایک ثلث کے مالک وقابض تھے - اول دو شخصون نے ایک پٹہ مشترکہ اپنے حصص کا بنام حکم سنگھ کے لکہدیا جو فوت ہوگیا ہے اور اوسکی حیثیت بہوپت سنگھ اوسکے پسر کو پہونچی ہے - بعد تکمیل ہونے پٹہ مذکور کے حق ومرافق پرسرام دلال سنگھ وبہوپت کے اوس ڈگری کے اجرا مین نیلام ہوی جو بمقابلہ اونکے گوکرن پرشاد نے حاصل کی تہی - نیلام صیغہ اجرا ڈگری مین خود ڈگریدار خریدار ہوا -

قبل تحریر پٹہ کے پرسرام نے بحیثیت نمبرداری ۵ بسوہ مذکور کے لگان منجانب اپنی شرکا اور نیز اپنے وصول کیا تہا - بعد تحریر پٹہ کے حکم سنگھ اور اوسکی وفات کے بعد بہوپت سنگھ نے اظہار اور استعمال استحقاق تحصیل لگان بہ نسبت حصہ بہوپت اور نیز دو ثلث منجملہ حصہ ۵ بسوہ مذکور کا جسکے وہ پٹہ داران تھے کیا ہی - ۱۸۸۵ء مین گوکرن پرشاد نے نالش ہذا واسطے دلاپانے لگان بابت ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ فصلی کے جو مدعا علیہ نے بابت اوس حصہ کے وصول کیا تہا جسپر سابقاً بہوپت قابض تہا دائر کی ہے دعوی مذکور صرف اوس لگان پر محدود تہا جو واقعی مدعا علیہ نے وصول کیا ہے بلکہ اوسمین وہان تک وسعت دی گئی ہے کہ جو وصول ہوسکتا تہا لیکن غفلت سے وصول نہین کیا گیا اور اسوجہ سے اوسقدر روپیہ کا نقصان ہوا - عدالت مرافعہ اولے (اسسٹنٹ کلکٹر مین پوری) نے دعوی ڈگری کیا - عدالت نے حسب ذیل تحریر کیا ہے - مجھے اس امر کے کہنے مین کچھہ تامل نہین ہے کہ اسقدر مین محصولی قاعدہ کی تعمیل ہونی چاہئے یعنی یہہ کہ چونکہ مدعا علیہ تحصیل کرتا تہا تو اس امر کا علم صرف اوسیکو ہوسکتا ہے لہذا اوسکو یہہ ثابت صاف کرنا فرض تہا کہ فلان فلان رقوم غیر ممکن التحصیل ہین - اپنے فیصلہ کے دوسرے جز مین مشار الیہ نے تحریر کیا ہے - لگان بہت ہے بہت کم رقم وصولی مدعا علیہ ظاہر کرتا ہے - اوسنے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ کوئی رقم ناقابل الوصول ہے -

بر طبق اپیل ضلع جج مین پوری نے ڈگری اسسٹنٹ کلکٹر کی بحال رکہی -

مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا - اوسکی طرف سے یہہ حجت ہوی ہے کہ عدالتین ماتحت کو رقم وصولی واقعی اور نہ رقم ممکن الوصول تجویز کرنی چاہئے تہی اور یہہ کہ مناسب طور پر مین ذمہ دار کسی لگان کا نہین ہوسکتا ہون جو مینے دراصل وصول نہین کیا ہی -

اجودہیا ناتہہ وسکہہ رام منجانب اپیلانٹ -

پنڈت بشمبر ناتہہ منجانب رسپانڈنٹ -

اسکے صاحب چیف جسٹس۔ اسمقدمہ مین کسیقدر دقت بوجہ اوسطریقہ مبہم کے پیدا ہوگئی ہے کہ جسطریقہ مین یہ دعوے پیش کیا گیا ہے۔ یہہ امر مشتبہ ہے کہ آیا مدعیکا منشا اس مفہوم کے ساتھ ہے کہ مدعاعلیہ نے لگان حصہ ایک ثلث کا اپنی خوشی سے وصول کیا تہا یا یہہ کہ نابردہ نے تحصیل لگان کی اپنی ذمہ بطور معاملہ معاہدہ کے گوارا کی تہی۔

اگر اپنی خوشی سے یہہ کیا تہا تو وہ اوس سے زیادہ رقم کا ذمہ دار نہین ہوسکتا ہے جو درحقیقت اوسنے وصول کی تہی بحیثیت اپنی خوشی خاطر کے کوئی معاہدہ تحصیل لگان کا نہین ہوسکتا ہے۔ اور اگر برعکس اسکے نابردہ نے یہہ کام اپنی ذمہ بطور معاملہ اقرار کے جو مبنی بمعاوضہ ہو لیا ہے تو مجہے واضح ہوتا ہے کہ وہ کل لگان کا جو اوسنے واقعی وصول کیا ہے یا بندی کل مجرائی واجبی کے ذمہ دار ہے اور نابردہ اوس لگان کے خسارہ کا بہی ذمہ دار ہے جسکے وصول کرنیکا اوسنے ذمہ لیا تہا اور جو بوجہ اوسکی غفلت کی وقت آغاز اس نالش کے مدعیکو نقصان ہوا خواہ بوجہ اسکے کہ وہ قانوناً خارج المیعاد تہا یا اور کسیوجہ سے ہو۔

اگر عدالت ماتحت یہہ تجویز کرے کہ نابردہ محض اپنی خوشی خاطر سے یہہ کام کرتا تہا تو مجہے معلوم ہوتا ہے کہ امر غفلت کی تحقیقات نہین ہوسکتی ہے اور صرف یہہ امر لحاظ طلب ہے کا کہ آیا بعد کل رقوم مجرائی واجبی کے مدعاعلیہ نے حساب اوس لگان کا جو بطور امر واقعہ کے اوسنے وصول کیا ہے سمجہا دیا ہے یا نہین۔ اگر برعکس اسکے تحصیل لگان کے بربنا معاہدہ کے ہوئی تہی تو عدالت ماتحت کو یہہ تجویز کرنی چاہئے کہ آیا وہ مجرم غفلت کا ہوا ہے یا نہین اور اگر مجرم غفلت کا ہے تو آیا مدعیکا استحقاق اوصال کسی لگان یا کس لگان کا بوجہ غفلت مدعاعلیہ کے تاریخ آغاز نالش کو زایل ہوگیا۔ صورت اخیر مین اگر یہہ ثابت ہو کہ لگان متعلقہ حصہ ایک ثلث جسکے تحصیل کرنیکا مدعاعلیہ نے معاہدہ کیا تہا اور جو تاریخ آغاز نالش ہذا کے بوجہ غفلت مدعاعلیہ کے مدعی کا زایل ہوگیا تو مدعاعلیہ منہائی اون واجبی اصراف کے جو بحالت وصول لگان کے عاید ہوتی لگان مذکور کا ذمہ دار قرار پاویگا اور حصہ ایک ثلث کے اوس لگان کا بہی ذمہ دار قرار پاویگا بشرطیکہ کچہہ ہو جو نابردہ نے وصول کیا ہے اور منہائی رقم مالگذاری اور ابواب معہ اخراجات مناسب اور حق التحصیل معقول کے محسوب نہین کیا ہے۔ واسطے اعتراضات کے دس روز کی مہلت دیجاویگی۔

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس۔ مین حکم والپسی سے اتفاق کرتا ہون۔

برطبق واپسی مقدمہ کے ضلع جج نے تجاویز عبارت ذیل تحریر کی ہین -

بلونت سنگہ مدعاعلیہ یا اوسکا باپ وقت حوالگی پٹہ کے نمبردار نہین مقرر ہوئی تہی

لیکن نامبردگان اپنا استحقاق دربارہ ایصال لگان حصہ بہویت اور نیز ادن دو ثلث

حصونکا جنکے وہ پٹہ دار تہے ظاہر کرتے آئے ہین - مدعاعلیہ پر بہویت کے حصہ کا

لگان وصول کرنا لازمی تہا - اوسکو اختیار تہا کہ اپنے اس تعلق سے انکار کرجاتا

اور اگر اوسنے کیا ہوتا تو وہ دربارہ تحصیل کے مجبور نہین کیا جاسکتا تہا - لہذا اس

صورت مین مدعاعلیہ نے اپنی خوشی خاطر سے تحصیل کی تہی - اگر مدعاعلیہ پر اسطور پر

نظر کیجاوے کہ اوسنے بخوشی خاطر اپنے وصول کیا ہے اور وہ صرف اوسیقدر

کی بابت ذمہ دار ہے جسقدر اوسکا وصول کرنا ثابت ہی تو مدعیکو کچہ بہی بابت مبلغ

متنازعہ کے باقی نہین ہے کیونکہ شہادت سے ثابت ہے کہ ہر سال مین تحصیل

واقعی خرچ سے بہت کم ہوئی ہے مین خیال کرتا ہون کہ یہ حجت نہین ہوسکتی

ہے کہ مدعاعلیہ بموجب معاہدہ یا اقرار صریحی یا معنوی کے تحصیل کی ہے - برخلاف

اسکے شہادت دستاویزی سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعی ہمیشہ لیکن بےفایدہ کوشش

اظہار استحقاق دربارہ وصول ایک ثلث منجملہ حصہ بہویت کے کرتا رہا ہے - یہہ بہی

ذکر کردینا چاہیئے کہ کوئی واقعی تقسیم اراضی یا آسامیان کے حصص مین نہین ہے -

تہوک بہر مین اسامیان مشترکہ ہین - تحصیل کیجاتی ہوتی ہے اور بعد منہائی اخراجات

کے منافع مطابق حصون کے تقسیم ہوجاتا ہے - مین کہونگا کہ مدعاعلیہ محض اپنی

خوشی ہی پر ایسا قادر تہا جسنے بوجہ کاہلی مدعی کے دربارہ ایصال لگان اوسکے

حصص اور نیز اسکے حصہ کے ذمہ داری گوارا کی ہو - بموجب معاہدہ کے یہی

اوسنے تحصیل نہین کی ہے زیادہ تر اوس کے حیثیت شخص ثالث درمیانی کے

ہے جسنے خلاف خواہش مدعیکی تحصیل کے - اگر اوس طریقہ سبیل البدل مندرجہ

فیصلہ ہائیکورٹ کی رو سے میری راے محدود ہونا چاہیئے تو مین تجویز کرتا ہون

کہ مدعاعلیہ نے بخوشی خاطر اپنے تحصیل کی ہے اور اوسکے ذمہ کچہ باقی مدعیکا

نہین ہے لیکن اگر میری راے کو محدود نہونا چاہیئے تو مین تجویز کرتا ہون کہ

مدعا علیہ سے نہ اپنی خوشی خاطر سے تحصیل کی ہے اور نہ بطور معاملہ معاہدہ مبنی بمعاوضہ
کے تحصیل کی ہے بلکہ بطور شخص ثالث درمیانی کے تحصیل کی ہے اور یہہ کہ اسسٹنٹ
کلکٹر نے صحیح طور پر ذمہ دار منافع کا حسب حساب مندرجہ جمعبندی خام بمنہای عہ
فیصدی کے جو اوسکو خرچہ حق التحصیل دلایا ہی قرار دیا ہی۔

برطبق والیسی تجاویز مذکور کے مقدمہ روبرو ایچ صاحب چیف جسٹس و اسٹریٹ
صاحب جسٹس کے بغرض تصفیہ کے پیش ہوا۔

ذیلقین حسب مذکرہ بالا حاضر ہوے۔

ایچ صاحب چیف جسٹس جس حیثیت سے تجاویز مذکور میں ہکو ادسطرح قبول کرنا چاہئے کہ اخراجات تحصیل کی رقم وصولی کی زیادہ ہیں شخص ثالث
درمیانی ذمہ دار اوس روپیہ کا نہیں ہوسکتا ہے جو اوسنے وصول نہیں کیا ہے۔ رقم
غیر وصولی کا ذمہ دار صرف اوس حالت میں ہوسکتا ہے جب اوس روپیہ کے تحصیل کا کام
اوسپر ڈالا گیا ہو۔ لیکن اسمقدمہ میں ابتدار آغاز نالش سے یہہ واضح ہوتا ہے کہ مدعا علیہ
نمبردار نہیں ہے اور وہ ذمہ دار نہیں کیا جا سکتا ہے اپیل منجملہ بطابق حکم والیسی کے ڈگری کیا جاتا ہی

اسٹریٹ صاحب چیف جسٹس۔ مدعا علیہ مقدمہ ہذا کی بیشک وہ حیثیت ہی جو کسی
ایسے معمولی آدمی کی ہوتی ہے جسنے کسی دوسرے شخص کیواسطے اور اوسکی طرف سے
روپیہ وصول کیا ہو اور جسپر ذمہ داری اور فرض ادا کرنے اوس روپیہ کا شخص مذکور کو
بقدر وصول کردہ کے ہوتا ہے۔ ایسا شخص خود اپنی برات دو طریقوں میں سے
کسی ایک طریقہ سے حاصل کر سکتا ہے یعنے یہہ کہ یا تو روپیہ جو واقعی وصول کیا گیا ہے
ادا کردے یا بمقدار مساوی روپیہ شخص مذکور کو ادا کردے۔ مقدمہ حالیہ میں تجاویز
یہہ ہیں کہ بلا شبہہ مدعا علیہ نے مدعی کیطرف سے منافع تحصیل و وصول کیا ہے لیکن تاہم
یہہ بات ہے کہ اخراجات متعلقہ تحصیل منافع مذکور کے رقم منافع وصول شدہ سے کہیں
زیادہ تھی۔ اس تجویز کے بنیاد پر میں خیال کرتا ہوں کہ جواب مدعیکے دعوی کا کافی طور پر
ہونا چاہئے اور بلحاظ قاعدہ قانون قرار دادہ ذیلعلم چیف جسٹس صاحب مندرجہ حکم
والیسی کے ہمکو تجاویز مذکور کو قبول کر لینا چاہئے اور بنا بر تجاویز مذکور کے نالش مدعیکی
ساقط اور اپیل بہ سبب ہوتی ہے اور منسوخی فیصلہ عدالت ماتحت کے نالش مدعیکی بابت منافع
مذکور بعد خرچہ کل عدالتوں کے ڈسمس ہوگی۔

ضلع کانپور　　　اپیل اول نمبر ۱۱۲ سنہ ۱۸۸۶ء　　　منفصلہ ۱۶ اپریل

کریٹ　　بنام　　سیتہ وسیتہ

اصل وضامن - امانت بطریق ضمانت قرضہ ذگی دوسرے شخص کے - منجانب ضامن کے پرامیسری نوٹ بطور رسید زرامانتی کے دیا جاتا معاہدہ جدید باہم ضامن واصل مدیون بابت واپسی قرضہ کے - برایت ضامن - نالش بربنار پرامیسری نوٹ

پی سیتہ اور اوسکی زوجہ مدعیان نے نالش بنام ای ایچ کریٹ کے واسطے دلاپانے مبلغ الہ سما ہے اصل معہ سود بربنار پرامیسری نوٹ نوشتہ مدعاعلیہ موسومہ سیم سیتہ کے دایر کی ہے - پرامیسری نوٹ بعبارت ذیل ہے -

مین اقرار کرتا ہون کہ سیم پی سیتہ کو صرف مبلغ الہ سما بابت قیمت وصول یافتہ کے معہ سود بشرح ۵ فیصدی سالانہ عندالطلب ادا کرونگا -

مدعاعلیہ نے اپنی بیان تحریری مین تحریر دستاویز مذکور کو تسلیم کیا ہے لیکن بیان کیا ہے کہ دستاویز مذکور بطور اقرار یا رسید مبلغ الہ سما کے لکہی گئی تہی جو سیم سیتہ نے بطور ضمانت قرضہ یافتنی اوسکا ذگی سے طامس داماد سیم سیتہ مذکورہ اوسکے پاس جمع کیا تہا اور یہہ کہ قرضہ مذکور کبہی ادا نہین ہوا - اسپر وہ نے یہہ بہی بیان کیا کہ بمعاوضہ اس امانت جمع ہونیکے مینے اقرار کیا تہا کہ طامس کو ایک ہفتہ کی مہلت دونگا جسکے اندر وہ قرضہ ادا کرے چنانچہ مبلغ الہ سما مدعاعلیہ کے پاس اس شرط سے جمع ہوے کہ رقم مذکور مدعی نمبر ۲ کو اوسوقت واپس ہوگی جب طامس صاحب اوسکا داماد مدعاعلیہ کو واپس ادا کریگا - مدعاعلیہ پر مدعی نمبر ۱ نے اسبات کا غلبہ دیا کہ مدعی نمبر ۲ کے نام پرنوٹ عندالطلب ازقسم رسید کے لکہدے - مدعی نے طامس صاحب کی قرضہ ادا کرنیکا اقرار کیا تہا - لیکن طامس نے قرضہ اندر میعاد مذکور کے ادا نہین کیا تب مدعاعلیہ نے اسپر تقاضا کیا - طامس صاحب ادا نکرسکے لہذا وہ مدعاعلیہ کے گہر پر گیا اور اوسکو اسبات پر راضی کیا کہ پرامیسری نوٹ عندالطلب تعدادی الہ سما کے قبول کرلیوے - چونکہ طامس صاحب نے ادا نہین کیا اور مدعاعلیہ نے پہر تقاضا کیا - اس پر مدعی نے ناراض ہوکر نالش ہذا بربنار اس غیر صحیح اور جہوٹ بیان کے (باخفار اصلی حالات مقدمہ کے)

دایر کی ہے کہ مبلغ الـ عہ مدعا علیہ کو قرض دیئے گئے تھے۔ اور اسطرح سے مدعا علیہ نے مجبوراً
طامس صاحب پر نالش بربنا پرامیسری نوٹ تعدادی مبلغ الـ عہ کے دایر کر دی ہے
وہ نالش بھی عدالت ہذا مین دایر ہے۔

فیصلہ عدالت مرافعہ اولے (ضلع جج کانپور) کا حسب عبارت ذیل ہے مدعی نے
مدعا علیہ پر نالش بربنا پرامیسری واجب الادا عندالطلب کے نالش دایر کی ہے۔ مدعا علیہ کو
زر مدعا وصولیابی سے اقرار ہے لیکن اوسکا بیان ہے کہ وہ عندالطلب واجب الادا نہین ہے
بلکہ اوس روپیہ ایک معاملہ مشروط کے واجب الادا ہے یعنے یہہ کہ ایک شخص ثالث جو جرمنی
یا فتنی مدعی ذکی اپنا ادا کرے۔ میری یہہ رائے ہے کہ یہہ عذر عبارت صریحی نوٹ
مذکور کے خلاف ہے اور قابل مقبولی کے نہین ہے۔ دیکھئے دفعہ ۱۱۵ رسالہ
مولفہ فیلڈ صاحب دربارہ شہادت طبع ہفتم۔ مین تنقیح اول بحق مدعی تجویز کرتا ہون۔
مدعی اپنا خرچہ پاویگا۔

مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔

موتی لال بجانب اپیلانٹ۔

جوگندر ناتھ بجانب رسپانڈنٹان۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ از روے فیصلہ مختصر صاحب جج کے جو اسمقدمہ مین
ہے مجھہ سب سے پہلے اس امر کا ظاہر کرنا لازمی ہے کہ صحیح نوعیت نالش کی باہم فریقین
کے کیا ہے اور کیون مینے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ فیصلہ عدالت ماتحت کا بحال رہنا چاہیے
مدعیان رسپانڈنٹان شوہر و زوجہ ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ اونکی لڑکی کی شادی ایک
شخص مسمے اسپجراے طامس کے ساتھہ ہوئی ہے جو مشن اسکول کانپور مین معلم ہے۔
مدعا علیہ اپیلانٹ عدالت ہذا ایک سوداگر ہے اور اپنا کاروبار کانپور مین کرتا ہے
اور معلوم ہوتا ہے کہ قبل تاریخ حوالگی پرامیسری نوٹ بنا ر نالش ہذا کے طامس
مقروض بابت رقم کثیر کے مدعا علیہ کا بابت قیمت اشیاء خریدہ اور نیز ذمہ دار بربنا چند
پرامیسری نوٹون کے تھا جو اوسنے مدعا علیہ کے نام لکھدیے تھین۔ حسب بیان مندرجہ
جواب دعوی مدخلہ عدالت ماتحت منجانب مدعا علیہ اپیلانٹ کے۔ اور یہہ ایسا بیان
ہے جس سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے خود بیان سے فی الواقعہ ثابت ہوتا ہے کہ

اوسکے پاس کوئی جواب دعوی مدعیکا نہین - واضح ہوتا ہے کہ کچھ تہوڑے عرصہ قبل ۶ فروری ۱۸۸۶ء کو سیتہ صاحب مدعی مدعا علیہ کے پاس گیا اور اوس سے درخواست کی کہ واسطے ادا کرنے قرضہ کے جو مدعا علیہ کا اوسکے ذمہ تہا طامس کو کچھ مہلت عطا کرے اور مدعا علیہ نے مہلت دینے سے انکار کیا باہم اونکی کچھ اور گفتگو ہوئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مدعی مذکور نے یہہ درخواست کی اور مدعا علیہ نے منظور کیا کہ مدعیہ نمبر ۲ جسکے پاس مبلغ [illegible] اوسکے خاص جایداد موجود ہے اوس روپیہ کو مدعا علیہ کے پاس اوسکے اس اقرار پر امانت جمع کردی کہ ایک ہفتہ تک طامس پر نالش کرنے مین صبر کری - چنانچہ حسب بیان خود مدعا علیہ کے امانت اس شرط پر جمع ہوئی کہ زر مذکور مدعیہ نمبر ۲ کو اوسوقت واپس کیا جاویگا جب طامس اوسکا داماد قرضہ مدعا علیہ کا ادا کردے گا - چنانچہ حسب بیان خود اوسکے مدعا علیہ نے بطور رسید مبلغ [illegible] جو اوسکے پاس جمع ہوا تھا ایک اقرار تحریری دیا جو اس شکل سے بلاشبہہ پرامیسری نوٹ حسب عبارت ذیل ہے -

مین اقرار کرتا ہون کہ صرف مبلغ [illegible] بابت مالیت وصول شدہ کے معہ سود بشرح ۵ فیصدی سالانہ کے میم پی سیتہ کو عند الطلب ادا کرون گا -

مدعا علیہ نے یہہ بھی بیان کیا ہے کہ طامس صاحب نے رقوم مذکور زیادہ رقم جو مدعا علیہ کو اوسے یافتنی اندر ہفتہ مشروطہ کے تہی ادا نہین کی اور بعد ازان مدعا علیہ طامس کے پاس گیا اور اوس سے اوسکا پرامیسری نوٹ تعدادی [illegible] عند الطلب واجب الادا حاصل کیا -

پس میری صاف رائے سب سے پہلے یہہ ہے کہ جو ضمانت مدعیہ نمبر ۲ نے مدعا علیہ کو دی تہی اوسکا اثر باعمل اوسوقت موقوف ہوگیا جب مدعا علیہ نے انتظام جدید اپنے اصلی مدیون سے کرلیا اور اوس سے پرامیسری نوٹ تعدادی [illegible] کا لکہا لیا - میری رای مین معاہدہ جدید مذکور کی رو سے ذمہ داری ضامن کی خارج ہوگئی اور بعد ازان مبلغ [illegible] مدعا علیہ کے قبضہ مین بطور روپیہ مدعیہ نمبر ۲ کے رہی اور مین خیال کرتا ہون کہ زر مذکور مناسب طور پر یافتنی از روے پرامیسری نوٹ تصور ہونا چاہیے

جسکے بموجب وہ عند الطلب واجب الادا تہا - لیکن یہہ جو کچہہ ہوا سو ہو مدعاعلیہ کو منصب اوس روپیہ کے روک رکہنے کا نہ تہا کیونکہ حالات خود اوسکے فعل سے بلاعلم اور رضامندی مدعیہ نمبر ۲ کے مبدل ہو گئی تہی - چونکہ حالات یہہ ہین لہذا میری راے مین جو اوس عذر سے جو مدعاعلیہ نے اپنی مقدمہ کی نسبت کیا ہے یہہ مقدمہ بلاوجہ ابدی ہے کے تہا اور اندر رنجالت اور بدنیتوجہ وہ اور نہ بموجب اون وجوہ کے جو ڈسٹرکٹ جج نے تحریر کی ہین کہ میری یہہ راے ہے کہ راے جج عدالت ماتحت کی دربارہ ڈگری کرنے دعوی مدعی کے صحیح تہی - لہذا اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہی -

ٹرل صاحب جسٹس - میری بھی یہی راے ہے -

ضلع گورکہپور — اپیل اول احکام نمبر ۱ سنہ ۱۸۸۴ء — منفصلہ ۲۹ اپریل

راجہ تمکوہی — بنام — بریدو ڈھو وغیرہم

عرضیالش - دستخط - تصدیق - بیان فریب - مکلد آمد -

یہہ اپیل ابتدائی حکم ضلع جج گورکہپور مشعر واپسی عرضیالش بغرض ترمیم کی ہی مدعی راجہ تمکوہی ہے اور مدعاعلیہ اول کے پاس مختارنامہ عام منجانب مدعی واسطے انتظام اوسکے علاقہ کے مورخہ ۶ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء کا تہا - نالش واسطے استقرار حق تنہا نسبت گودام تیل واقع غازیہ ضلع گورکہپور کے اور یہہ کہ اقرارنامہ شہر اکت مورخہ ۱۳ اگست سنہ ۱۸۸۳ء و بیعنامہ مورخہ ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ء و دو پٹی مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۸۳ء کالعدم اور منسوخ شدہ قرار دیجاوین دایر ہوی ہے - بیانات ضروری مندرجہ عرضیالش دربارہ دستاویزات مذکور فقرات ذیل مین درج ہین -

(۵) یہہ کہ بعد حصول اختیارات از روے مختارنامہ عام مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۸۳ء بحیثیت مختار عام عمل کرکے مدعاعلیہ نمبر ۱ نے بلاعلم مدعی اور بلا اختیار جایز کے ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۸۳ء کو ایک پٹہ بابت ۷ مواضعات کے میعادی نو سال ابتدائی سنہ ۱۲۹۱ فصلی لغایت سنہ ۱۲۹۹ فصلی بجمع سالانہ مبلغ [illegible] اور دوسرا پٹہ میعادی سولہ سال ابتدائی سنہ ۱۲۹۱ لغایت سنہ ۱۳۰۶ فصلی بجمع سالانہ [illegible] بنام مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳ لکہدے سے اور بدنیتی سے اور بسازش مدعاعلیہم نمبر ۲ و ۳ کے کوئی شرح اضافہ کے حسب قواعد رائج کے اور حسب مختار

پٹہ عطیہ مدعی مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۳ء کے قایم نہین کی گئی اور نہ کوئی وجہ تجدید پٹہ کی تحریر ہوئی ہے۔

۶ - یہہ کہ خلاف اختیارات مفوضہ اپنے از روے مختارنامہ عام کے براہ بدنیتی اور بنظر ضرر رسانی مدعی کے مدعاعلیہ نمبر ا نے اقرارنامہ مورخہ ۱۳ اگست ۱۸۸۳ء اسمضمون سے لکہدیا کہ گودام واقعہ غازیہ مین مدعاعلیہ نمبر ۲ حصہ دار ۴ رکا اور مدعاعلیہ نمبر ۳ حصہ دار ۴ رکا اور مدعاعلیہ نمبر ا حصہ دار ۳ رکا اور مدعی حصہ دار ۵ رکا ہے حالانکہ گودام مذکور مدعی نے تعمیر کیا ہے اور وہی تنہا مالک اور قابض تہا اور اسیطرح اب بھی مالک اور قابض ہے۔

۷ - یہہ کہ بعد واپسی تیرتہہ جاترا سے مدعی کو کسیقدر بددیانتی مدعاعلیہ نمبر ا کی ظاہر ہوئی لہذا مدعی نے ۲۴ اگست ۱۸۸۳ء کو ایک روبکاری اسمضمون سے تحریر کی کہ بلا اجازت کمپنی کے مدعاعلیہ مذکور کو کسی فعل جدید مثلاً بیع وغیرہ کا اختیار نہین ہے اور مدعاعلیہ نے اپنی مہر اور دستخط اوسپر کردی۔

۸ - یہہ کہ باوجود روبکار مورخہ ۲۴ اگست ۱۸۸۳ء کی مدعاعلیہ نمبر ا نے براہ بددیانتی اور بسازش مدعاعلیہ نمبر ۲ و ۳ کے ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو بلاعلم اور اجازت مدعی کے ایک بیعنامہ حصہ ۵ اسم زمین حصہ مدعاعلیہ نمبر ۲ و ۳ واقع کوٹہی غازیہ بعوض مبلغ ۵ ہزار بنام مدعی لکہا گیا تہا اور اوسکی روسے بابت ذمہ داری ادا اسے ادا ہی مبلغ بابت واخراجات کوٹہی غازیہ اور مبلغ مساعیہ بابت کرایس کمپنی اور مبلغ لہا باسہ قیمت اشیا مرہیہ کے مدعاعلیہم کو قرار دیا ہے اور یہہ اقرار کیا کہ زر معاوضہ مذکور زر پٹہ سے ادا کیا جاویگا۔

عرضیدعوی کے دیگر فقرات مین بہی مدعاعلیہم کی نسبت اتہام فریب و بددیانتی مدعاعلیہم کا درج ہے عرضیدعوی پر دستخط اور عبارت تصدیق حسب ذیل درج ہے مضامین درخواست ہذا کے تا حد علم و یقین ہمارے سب صحیح ہین۔

(بقلم جگموہن لال مختار عام)

عدالت ضلع جج گورکہپور مین کل مدعاعلیہم نے درخواست داخل کی جسمین نام مدعیان نے استدعا کی ہے کہ چونکہ عرضیدعوی مین اکثر بیانات ہملوگون کے فریب دہی کے

بارہ مین درج ہین لہذا وہ اوسوقت تک منظور کیجاوے کہ مدعی اپنے ہاتھہ سے عبارت تصدیق اور دستخط اپنے قلم سے ثبت کرے - ان درخواستون پر جج ضلع نے حکم ذیل مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۸۸۸ء صادر کیا ہی -

میری راے مین جو عذرات مدعاعلیہم نے دربارہ دستخط و تصدیق عرضیدعوی کے کیے ہین وہ صحیح ہین - عرضیدعوی مین متعدد بیانات فریب کے درج ہین اور ظاہرا اکثر اونمین سے بعلم خود مدعی سکے سچ وجہو نہہ ہونگے لہذا مین بتقلید فیصلہ عدالت کلکتہ مندرجہ ویکلی ریپورٹ جلد ۲۴ صفحہ ۲۱۵ اور مقدمہ پرتاب چند رنبرجی بنام کرسٹوکشور شاہا (انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۵۰۰) یہہ تجویز کرتا ہون کہ مناسب ہے کہ مدعی دستخط اور تصدیق اصالتًا کرائی جاوین - میری راے مین دستخط اور عبارت تصدیق مشتبہہ مدعی معلوم ہوتی ہے لیکن اسقدر پر ثبت ہوے ہین کہ گنجائش حجت آیندہ کی باقی رہتی ہے اور چونکہ یہہ مسلمہ ہے کہ مدعی خواندہ شخص ہے تو کوئی وجہ معقول اسبات کی نہین ہے کہ کیون وہ اپنے ہاتھہ سے تصدیق اور دستخط ثبت نکرے

علاوہ برین عبارت تصدیق اسوجہ سے بھی ناقص ہے کہ وہ حسب طریقہ محکومہ دفعہ ۵۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین لکھی گئی ہے - جیسا کہ بمعاملہ دینداپال بنام گہوس (انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۶ صفحہ ۶۷۵) کے فریق تصدیق کنندہ کو مختصرًا یہہ بیان کرنا چاہئے کہ کس فقرہ کو باعتبار اپنے علم کے اور کس فقرہ کو دوسرے کی اطلاع پر صحیح باور کرکے تصدیق کرتا ہے -

لہذا مین یہہ حکم دیتا ہون کہ عرضیدعوی اسغرض سے واپس ہو کہ مدعی اپنے ہاتھہ سے اوسپر دستخط اور عبارت تصدیق ثبت کرے اور مین اسغرض کے لئے ۷ جنوری آیندہ تک کی مہلت دیتا ہون - بعد تعمیل حکم عدالت کے ایک تاریخ واسطے داخل ہونے جوابات تحریری مدعاعلیہم اور قایم ہونے امور تنقیح طلب کے مقرر کیجا دیگی -

مدعی نے بناراضی اس حکم کے ہائی کورٹ مین اپیل کیا ہے - اور اوسکی طرف سے یہہ حجت ہوئی ہے کہ اوسکا مختار عام اوسکی طرف سے کل عرایض دعوی

عبارت تصدیق لکہنی اور دستخط کرنیکا مجاز ہے اور نظایر مستدلہ ضلع جج متعلق مقدمہ
نہین ہین

ہوٹرد دراس صاحب اپلانٹ -
کانلن صاحب رسپانڈنٹیان -

اسٹریٹ صاحب جسٹس وڑل صاحب جسٹس - ہم خیال کرتے ہین کہ یہہ اپیل
معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہئے - بعد پڑہنے عرضیدعوی اور دیکہنے بیانات مندرجہ
عرضیدعوی مذکور کے جو بہ نسبت کل ہر سہ مدعاعلیہم مقدمہ ہذا کے ہین ہم یہہ نہین
خیال کرتے ہین کہ اوسمین کوئی بابت نا مناسب ہی کہ مدعاعلیہم مدعی سے اوسپر
تصدیق اور دستخط کرانا چاہتے ہین - چونکہ کیفیت یہہ ہے لہذا ہماری راے مین
یہہ مناسب اور درست ہے کہ مدعی عرضیدعوی پر عبارت تصدیق اور دستخط ثبت کردے
ہم کوئی اور تحریر مزید کرنیسے اسوجہ سے اجتناب کرتے ہین کہ ہمکو یقین ہے کہ ہمارے
اس حکم کی تعمیل مدعی فوراً اور بلا درنگ کریگا - لہذا عرضیدعوی پر عبارت تصدیق
اور دستخط مدعی سے عرصہ ۱۴ روز مین اوس تاریخ سے کرائی جاوین جب
یہہ ہمارا حکم عدالت ماتحت مین پہونچے -

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۶ جون ۱۸۸۳ء

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب ولے اسٹریکی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۳ جلد	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ [illegible] مع تفصیلات

ہرجیاون سنگہ بنام مہدی علی	۴۵۸	قیصر ہند بنام ماتا دین	۴۷۳
قیصر ہند بنام پرشادی	۴۵۷	بنام مرفی	۴۶۳
بنام رجوتا	۴۶۰	بنام مہادیو سنگہ	۴۶۷
بنام گنگا دین	۴۵۵	بنام نند رام	۴۷۱

فہرست مضامین

اپیل	۴۵۸	ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء دفعات ۱۴۸ و ۱۶۷	۴۷۱
اجازت ارجاع استغاثہ	۴۵۷	ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۸۱ء دفعات ۲۰۲ و ۲۰۷	۴۵۸
اختیار سماعت	۴۵۷ و ۴۵۸	بیضابطگی	۴۷۱ و ۴۶۳
اراضی سیر	۴۵۸	تجویز منجانب صاحب جج نسبت اوس شخص کے جسپر حکم مقدمہ فوجداری قائم ہونیکا جو مشارالیہ نے صادر کیا ہو	۴۵۵
اسیران	۴۵۵		
اظہار لکھنا	۴۶۲		
ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۳۶۶	۴۵۷	تقسیم	۴۵۸
۳۴۷	۴۶۰	چٹھی منجانب لوکل گورنمنٹ بنام رجسٹرار	۴۷۳
۴۰۵	۴۶۳	حکم سزائے قید بدرجہ قتل	۴۶۰
دفعات ۵۳/		درخواست انتقال	۴۵۵
۳۹۴ و ۳۹۵	۴۶۰	دست برداری	۴۷۱

مطبوعہ نامی پریس الہ آباد

زمیندار و اسامی — ۴۵۸

سپردگی — ۴۵۷

شہادت تجویز سابقہ کے بطور اظہار فریق ثانی کے تصور ہونا اور سوالات جرح منجانب قیدی کے ہونا — ۴۷۱

عملدرآمد — ۴۳۳ و ۴۵۵

قید سخت اور محض — ۴۶۰

کارروائی فوجداری — ۴۷۱

لگان کا بذریعہ معاہدہ یا بتوسط عدالت مال کے قائم ہونا — ۴۵۸

لگان کا بطور خسارہ استعمال پیداوار اراضی منجانب اسامی کے قابل وصول ہونا — ۴۵۸

لے بھاگنا — ۴۵۷

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۰۳ — ۴۶۲

۴۳۹ — ۴۷۳

۵۲۶ — ۴۵۵

۵۳۷ — ۴۶۳

دفعات ۱۵۵ و ۴۳۹ — ۴۶۷

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۵۳۴ و ۵۳۷ — ۴۷۱

مقام تجویز — ۴۵۷

منسوخی اجازت — ۴۶۷

نالش بقایا لگان — ۴۵۹

تحریری مستغیث کا حلفاً تصدیق کرنا — ۴۶۲

نگرانی فوجداری — ۴۷۳

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر بہائے چندہ پاس منشی گھبیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیے

ضلع کانپور — متفرقہ نمبر ۲ سنہ ۱۸۸۳ء — منفصلہ یکم اپریل

قیصر ہند بنام گنگا دین وغیرہم

سوال درآمد — تجویز منجانب صاحب جج نسبت اوس شخص کے جسپر جسکا حکم مقدمہ فوجداری قایم ہونیکا خود مشار الیہ نے صادر کیا ہو — اسیران — درخواست انتقال — مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۲۶

واقعات اس مقدمہ کے عدالت کے فیصلہ مین درج ہین —

اسپنکی منجانب سایلان

ایج صاحب چیف جسٹس — یہہ درخواست مشعر اصدار حکم مقتضیہ دفعہ ۵۲۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری مشعر انتقال مقدمہ تجویز گنگا دین و تین اشخاص دیگر پاس کسی دوسرے جج اوس دوسرے ضلع کے ہے — استغاثہ فوجداری اوس مقدمہ سے پیدا ہوا ہے جس کی تجویز روبرو بلنیر باسٹ صاحب کے ہوئی تہی — بلنیر باسٹ صاحب نے حکم دیا تہا کہ استغاثہ فوجداری بنام قیدیان حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے دایر کیا جاوے — جس مجسٹریٹ نے معاملہ مین تحقیقات کی تہی اوسنے قیدیون کو واسطے تجویز کے باجلاس بلنیر باسٹ صاحب بحیثیت سشن جج کے سپرد کیا تہا — جس روز تجویز گنگا دین کے ہونیکو تہی اوسکے صبح کو اوس قبل شروع ہونے تجویز مذکور کے درخواست بحضور صاحب سشن جج باستدعاے مہلت کے گذری تہی کہ گنگا دین وغیرہم عدالت ہذا مین درخواست اصدار حکم انتقال مقدمہ کے کر سکین — یہہ درخواستین نامنظور ہوی تہین اور صاحب سشن جج نے گنگا دین کے مقدمہ کی کارروائی شروع کر دی — مسٹر اسپنکی نے منجانب قیدیان کے مجہسے درخواست اصدار حکم التواے مقدمہ کی اس بنیاد پر کی تہی کہ صاحب سشن جج نے تعمیل احکام دفعہ ۵۲۶ الف کے نہین کی ہے — مین نے بہید اسے قرار دیکر کہ صاحب سشن جج کو تعمیل احکام دفعہ ۵۲۶ الف کی کرنا چاہیے تہی حکم التواے مقدمات کا صادر کیا تہا — بہ نسبت درخواست کے جواب میرے روبرو پیش ہے یہہ حجت کیجاتی ہے کہ مجہے حکم مشعر انتقال مقدمہ کی حسب دفعہ ۵۲۶ کے صادر کرنا چاہیے کیونکہ یہہ بحث کیجاتی ہے کہ چونکہ صاحب سشن جج نے حکم ارجاع استغاثہ کا صادر کیا ہے لہذا اونہون نے پہلے سے رائے نسبت مقدمہ کے قایم کر لی ہے اور نیز یہہ کہ اسیران بہی غالباً خلاف قیدیان کے ہین کیونکہ از روے بیان

ملتمس کے ثابت ہوتا ہے کہ مسمی رام لعل جسکا اوس ضلع مین بہت دباؤ ہی اور دادسکو صدق
تجویز ثبوت جرم مین بہت غرض ہے مکان عدالت مین اسیسرون سے گفتگو کرتے دیکھا
گیا ہے۔ یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ کس بارہ مین گفتگو ہوئی تھی۔ اب بہ بنا ان واقعات کے
یہہ کہا جاتا ہے کہ میرے حضور مین یہہ بات ثابت کردی گئی ہے کہ فتحپور مین روبرو صاحب
سشن جج اور اسیسران ضلع مذکور کے تجویز بلا رو رعایت اور صاف نہین ہوسکتی ہے۔
بطور امر واقعہ کے میرے روبرو کوئی بات اوس قسم کی ثابت نہین کی گئی ہے۔
مجھے باور کرنا چاہیئے کہ صاحب سشن جج تجویز اس مقدمہ کی بلحاظ اوس شہادت کے
کرینگے جو اونکے روبرو پیش ہوگی اور نہ بلحاظ کسی ایسے امر کے کرینگے جو قبل اس موقع کے
اونکے علم مین ہو یا اونہون نے سنا ہو۔ اگر مقصود یہہ ہوتا کہ جس سشن جج نے حکم ارجاع
استغاثہ فوجداری کا صادر کیا ہو وہ تجویز مقدمہ کی نکرے تو واضعان قوانین نے ضرور
یہہ فرمایا ہوتا۔ مگر کوئی ایسی ممانعت نہین ہے۔ یہہ کہنے کے بعد مجھے یہہ بھی کہدینا چاہیئے
کہ اگر مدعی بحیثیت سشن جج کے حکم ارجاع استغاثہ کا بہ نسبت کسی ایسے معاملہ کے صادر
کیا ہوتا جو میرے روبرو وقت تجویز کے پیش آیا ہوتا تو مین یہہ پسند نکرتا کہ مین دربارہ
تجویز کرنے قیدی کے بعلت اوس جرم کے جسکے ارجاع استغاثہ کا مین نے حکم صادر کیا تہا
جج قرار پاؤن اور مین عدالت ہذا سے یہہ درخواست کرتا کہ تجویز مقدمہ کی کسی دوسرے
جج کے پاس منتقل کردیجاوے۔ بہ نسبت اسیسرون کے مجھے یہہ ثابت نہین ہوتا ہے
کہ کوئی مقدمہ اونکے مقابلہ مین ثابت کیا گیا ہے اور تا وقتیکہ برخلاف اسکے ثابت نہو
یہہ قیاس کرنا چاہیئے کہ اشخاص جو ازروے قانون کے واسطے عمل کرنے بطور اسیسر کے
طلب ہوتے ہین وہ اپنا فرض ادا کرینگے۔ مین خود ہرگز بحیثیت جج ہائی کورٹ کے شریک صدور
حکم مشعر انتقال مقدمہ فوجداری کے نہونگا کہ حکم مذکور کے روسے ایک خیال خلاف جج
یا اسیسرونکے قائم ہونیکی ترغیب دیجاوے الا جبکہ کوئی مقدمہ بہت صاف و صریح واسطے
میری دست اندازی کے ثابت کیا جاوے۔ اس خاص مقدمہ مین مین خیال کرتا ہون
کہ کوئی مقدمہ کسی قسم کا ثابت نہین ہوتا ہے یہہ درخواستین نامنظور کیجاتی ہین اور حکم
مشعر التواے تجویز کا مسترد کیا جاتا ہے۔

ضلع علیگڈہ — استصواب فوجداری — منفصلہ ۵ اپریل

قیصر ہند بنام پرشادی

لے بھاگنا۔ سپردگی۔ مقام تجویز۔ اختیار سماعت۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (مجموعہ تعزیرات) دفعہ ۳۶۶

یہ استصواب منجانب سشن جج علیگڈہ بغرض فسخ کرانے اوس سپردگی کے ہے جو اونکی عدالت مین راجہ جیکشن داس سی اس آئی مجسٹریٹ درجہ اول مقام علیگڈہ نے کی تھی۔ حکم صاحب جج کا حسب ذیل ہے۔

قیدی بعلت جرم لے بھاگنے بغرض شادی کے لئے مجبور کرنیکے حسب دفعہ ۳۶۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے سپرد کیا گیا ہے قرارداد جرم اس بیان سے ہے کہ ارتکاب جرم بمقام قصبہ سہسوان موضوعہ ضلع بدایون کے ہوا ہے۔ چونکہ جرم لے بھاگنا مسلسل قسم کا نہین ہے لہذا عدالتہا ضلع ہذا کو اختیار تحقیقات یا تجویز جرم مذکور کا نہین ہے۔ قیصر ہند بنام بدلو (زبدۃ النظائر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۳ع صفحہ ۱۴۹) و قیصر ہند بنام سورجا (زبدۃ النظائر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۴ع صفحہ ۲۴۴) ۔ ایک حال کا مقدمہ بمبئی کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین یہ حکم ہوا ہے کہ نقص اختیار مجسٹریٹ یا سشن جج کا بلحاظ حدود ارضی کے از خود کوئی وجہ اس امر کی نہین ہے کہ استصواب ہائیکورٹ سے بغرض فسخ کرانی حکم سپردگی کے ہوسکے ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام تہاکو (انڈین لاریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۱۰۳) ۔ لیکن ممالک مغربی و شمالی کے دونون مقدمات مین کہ جو دونون مقدمات جرم لے بھاگنے کے تھی اور سپرد عدالت سشن ہوئی تھی ہائیکورٹ نے احکام سپردگی فسخ کردی تھی اور یہ حکم صادر کیا تھا کہ کارروائی ضلع مناسب مین شروع ہونی چاہیئے تہین یا شروع کیجائین ۔ اس ضلع مین کارروائی ہونیکی صرف یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ بعد لے بھاگنے مظہرہ کے لڑکی ملزم کے ساتھ اس ضلع مین دستیاب ہوئی ہے اور یہی وجہ ایسے کارروائی ہونیکی اون دیگر دو مقدمات مین ہوئی تھی ۔ قیدی کا یہ بیان ہے کہ وہ اوس لڑکی کو محض حسب خواہش اوسکے چچا کے اوسکی چچی کے گہر اپنی حراست مین لیئے جاتا تہا ۔ یہ ایسا عذر ہے جسکی تجویز یا سماعت ضلع بدایون مین ہوسکتی ہے جہان اوسکا چچا رہتا ہے یہ بیان قیدی کا کہ اوسکے کوئی گواہ نہین ہین بوجہ اس غلط خیال کے ہوا ہے کہ ضلع بدایون سے گواہ نہین مل سکتے ہین

اندرینحالات مین یہہ مناسب سمجھتا ہون کہ مقدمہ ہائی کورٹ مین بغرض منسوخی حکم سپردگی مرسل ہو کہ حکم سپردگی منسوخ کیا جاوے۔

نرل صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ مین جسکی رپورٹ سشن جج نے کی ہی کل کارروائیات جو ابتک ہوی ہین منسوخ کیجاتی ہین اور مسل مقدمہ منتقل ہو اور رقیدی پاس مجسٹریٹ بداون کے بہیجدیا جاوے کہ مجسٹریٹ موصوف مقدمہ مین کارروائی مطابق قانون کے عمل مین لاوے۔

ضلع اعظم گڈہ — اپیل دویم نمبر ۱۰۰۳ سنہ ۱۸۸۱ء — منفصلہ ۳ اپریل

جہبادن سنگہ وغیرہم بنام مہدی علی وغیرہم

زمیندار و اسامی۔ تقسیم۔ اراضی سیر۔ نالش بقایا لگان۔ لگان کا بذریعہ معاہدہ یا بتوسط عدالت مال کے قایم ہونا۔ لگان کا بطور خسارہ استعمال بیجا اراضی منجانب اسامی کے قابل اوصول ہونا۔ اختیار سماعت۔ اپیل۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۲۰۶ و ۲۰۷۔

یہہ نالش واسطے دلاپانے مبلغ للعہ۱۲ بقایا لگان بابت سنہ ۱۲۹۰ لغایت سنہ ۱۲۹۲ فصلی کے ہے اور عدالت اسسٹنٹ کلکٹر اعظمگڈہ مین دایر ہوئی ہی۔ مدعیان نے چند کاغذات تقسیم موقوعہ سنہ ۱۸۸۰ء پر استدلال کیا ہے جسمین یہہ اراضی جسکے لگان کا دعوی ہے اونکے حصہ مین درآئی ہتی اور مدعا علیہم کیطرف سے اپیل نہین ہوا تہا۔ قبل تقسیم کے اراضی مذکور سیر مدعا علیہم کی تہی اور مدعا علیہم نے جوابدہی نالش کی اس بنا پر کی ہے کہ ہم قابض اراضی کے بطور مالکان کے ہین اونہ بطور اسامیان مدعیان کے۔ بتائید اس عذر کے نامبردگان نے ڈگری جج ماتحت مورخہ ۸ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء پر جو متضمن استقرار اس امر کے ہے کہ نامبردگان اراضی مذکورہ پر بطور اپنے سیر کے قابض ہین استدلال کیا ہے۔ شہادت پٹواری کی یہہ ہے کہ مدعا علیہم نے قبل سنہ ۱۲۹۰ف کے مدعیان کو لگان ادا کیا ہے۔ کاغذات بندوبست مین نام مدعیان کا بخانہ مالکان درج ہے اور نام مدعا علیہم کا بخانہ اسامیان درج ہے اور مبلغ عہ۵ پائی بطور لگان سالانہ درج ہے لیکن کوئی شہادت بابت معاہدہ لگان کے نہین ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مدعیان نے

کوئی تدبیر دربارہ قائم کرنے لگان کے عدالت مال سے نہین کی ہے ۔
اسسٹنٹ کلکٹر نے اور بمطابق اپیل صاحب کلکٹر اعظمگڈہ نے دعوی ڈگری کیا ۔ اور مدعا علیہم کی ایک اور اپیل بہی ضلع جج ۔ نے ڈسمس کی ہے ۔ بعدہ نامبردگان نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا ہے ۔

کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹان جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان

ٹرل صاحب جسٹس ۔ یہہ نالش واسطے اوس لگان کے ہے جو اوس قطع اراضی کے بابت واجب الادا ہے جو کسی وقت مین سیر مدعا علیہم کی تہی لیکن جو بذریعہ تقسیم مدعیان کے حصہ مین در آئی ہے اور مدعیان بطور اسامیان مدعیان کے قابض اراضی مذکور چلے آئے تین عدالتون نے دربارہ عطا کرنے دادرسی مستدعیہ مدعیان کے اتفاق کیا ہے ۔ اس اپیل دویم مین یہہ عذر ہوا ہے کہ اپیلانٹان اسامی نہین ہو سکتے ہین کیونکہ کسیوقت مین جب ہم زمیندار تہے ہمنے ڈگری مشعر استقرار اس امر کے حاصل کی تہی کہ اراضی ہمسے متعلق تہی ۔ لیکن یہہ ظاہر ہے کہ ڈگری مذکور مزاحم معمولی طریقہ تقسیم کے نہین ہے جو از روے قانون مالگذاری کے کارروائی تقسیم مین اختیار کیا جاتا ہے یہہ بہی حجت ہوئی ہے کہ چونکہ تشخیص لگان کی بذریعہ عمل عدالتی یا بذریعہ معاہدہ کی نہین ہوئی ہے لہذا لگان کی ڈگری نہین ہو سکتی ہے اس سے یہہ مراد ہے کہ کوئی شخص مثل اپیلانٹ کے جسنے اپنے سیر پر دخل کر لیا ہو اور سیر بلا ادائے لگان بذریعہ انکار معاہدہ ساتہہ زمیندار کے یا زمیندار کے اس ترک فعل سے استفادہ کر کے جو دربارہ تصفیہ کرانے شرح لگان کے عدالت مال سے ہوا ہے قابض رہے ۔ یہہ سچ ہے کہ تا متحقق ہونے شرح لگان کے اسلئے یہہ نالش اوس روپیہ کے جو بطور لگان کے واجب الادا ہے عدالت لگان مین قابل پذیرائی نہین ہے لیکن تا قبض اراضی مذکور سے معاوضہ مالک اراضی مذکور کو بطور خسارہ استعمال بیجا اوسکے اراضی کا اسامی سے ادا کرایا جا سکتا ہے ۔ یہہ حجت ہوئی ہے کہ ایسی نالش قابل سماعت عدالت مال کے نہین ہے اور یہہ نالش عدالت مال مین دائر ہوئی ہے ۔ لیکن مناسب نہین ہے کہ مین صرف اس امر کی بنیاد پر ڈگری مین دست اندازی کرون

کیونکہ صاحب جج کو اختیار سماعت صیغہ مال اور عدالتانہ دونو حاصل تہی اور نقص اختیار سماعت کا بابت ایسے نالش واقعہ عدالت لگان کے احکام قانون لگان متعلقہ معاملہ ہذا سے رفع ہوجاتا ہے۔ لہذا اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

دیکھیے مقدمہ رام پرشاد رائے بنام دینا کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۵۱۵) لمنولف)

ضلع بنارس | اپیل فوجداری نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۹۶ع | منفصلہ ۱۵ اپریل

قیصر ہند بنام رجونتا

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعہ ۳۹۷۔ حکم سزائے قید بدرجہ اقل۔ قید سخت اور محض۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع دفعات ۵۳ و ۳۹۲ و ۳۹۵

اپیلانٹ مقدمہ ہذا کی نسبت تجویز ثبوت جرم سشن جج بنارس اور جوری نے بابت اوس جرم کے صادر کی جو از روے دفعہ ۳۹۷ تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے۔ وقت اختتام اپنے فیصلہ کے صاحب جج نے یہہ تحریر کیا ہے

ملزمہ بہت کم سن ہے مجھے یہہ کہنا چاہیے کہ قریب ۱۵ سال کے عمر کے ہے۔ مین ملزمہ کو حسب دفعہ ۳۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند حسب فرد قرارداد جرم مرتکب مجرم قرار دیتا ہون اور مجھے کم سے کم وہ حکم سزا صادر کرنا چاہیے جو اوس جرم کے لیے مقرر ہے۔ لہذا میرا یہہ حکم ہے کہ اسماۃ رجونتا ملزمہ سات برس قید سخت رہے۔

طلبق اپیل بعدالت ہائی کورٹ یہہ حجت (علاوہ دیگر امور کے) منجانب قیدی کے ہوی ہے کہ صاحب جج نے اس امر کے قیاس کرنے مین غلطی کی ہے کہ قید سخت میعادی سات برس کی حکم سزا بدرجہ اقل ہے کہ جو از روے دفعہ ۳۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہو سکتا ہے کیونکہ دفعہ مذکور مین دربارہ صادر کرنے حکم سزا بدرجہ اقل کے محض اختیار صادر کرنے حکم قید کا عطا ہوا ہے اور از روے دفعہ ۵۳ کے قید سخت یا محض ہو سکتی ہے۔

مین منجانب اپیلانٹ۔ گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

محمود صاحب جسٹس — یہہ اپیل اوس تجویز فوجداری سے پیدا ہوا ہے جسمین
قیدی اپیلانٹ کی تجویز سشن جج بنارس نے بشرکت جوری کے کی تھی جس مین
پانچ شخص شریک تھے اور سشن جج نے باتفاق کثرت راے جوری کے اپیلانٹ
کی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کی تھی - کثرت راے مین چار شخص شریک تھے جنکی
تجویز یہہ تھی کہ رجوتا ملزم نے مسماۃ سنجیاری کے جسم سے جو لڑکی بعمر آٹھ یا نو
سال کے عمر کے تھی بطور سرقہ کے زیور اوتار لیا تھا اور کنوان مین اوسکو اس غرض سے
ڈھکیل دیا کہ مسماۃ سنجیاری اس واردات کے بیان کرنیکو زندہ نرہے اور ملزم پر
مقدمہ قائم نہو سکے — از روے دفعہ ۴۱ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عدالت ہذا مین
اپیل بنا بر امری ایسے حکم سزا کے جو سشن جج نے اس قسم کے مقدمہ مین صادر کیا
ہو ہو سکتا ہے لیکن مجموعہ ضابطہ فوجداری مین خاص تصریح ہے کہ جو اپیل بنا بر امری
نتیجہ تجویز جوری کے ہون وہ صرف امور قانونی پر محدود ہونگے - نتیجہ تجویز کا یہہ ہوا تھا
کہ سشن جج نے باتفاق کثرت راے جوری کے یہہ تجویز کی تھی کہ قیدی اپیلانٹ
مجرم اوس جرم کی ہے جو از روے دفعہ ۳۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے قابل سزا
ہے اور باعتبار اس تجویز کے مشار الیہ نے وہ حکم سزا کا نسبت قیدی کے صادر
کیا جو دفعہ مذکور مین بدرجہ اقل مقرر ہے یعنے قید سخت میعادی سات سال
مسٹر سمین نے منجانب قیدی اپیلانٹ کے یہہ بحث کی ہے کہ راے جوری کی
قانوناً صحیح نہین ہے کیونکہ دربارہ استعمال عبارت بطور سرقہ کے اہالیان
جوری نے قیاس علم قانون کا کیا ہے اور راے جوری بحیثیت موجودہ سے وجوہ
تجویز جرم محکومہ دفعہ ۳۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے حاصل نہین ہوتے ہین -
یہہ بھی بحث ہوئی ہے کہ دفعہ ۳۹۷ بہ نسبت نوعیت اوس قید کے خاموش
ہے جسکا حکم دفعہ مذکور مین ہے اور از روے دفعہ ۵۳ مجموعہ کے صراحت ہوتی
ہے کہ قید محض یا سخت ہو سکتی ہے اور اس بحث کی بنا پر یہہ اصرار ہوا ہے
کہ صاحب سشن جج نے دربارہ صادر کرنے حکم قید سخت میعادی سات سال
کے اوسطرح پر عمل نہین کیا ہے جیسا کہ عمل کرنا اونہون نے خیال کیا ہے یعنی یہہ
کہ حکم سزاے قید جو سب سے کم بموجب دفعہ ۳۹۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے

ممکن نہی دی گئی ہے - میں خیال کرتا ہوں کہ ذیعلم وکیل کی بحث میں کچھ وقعت نہیں ہے - مجھے کچھ شبہ نہیں ہے کہ جوری کی رائے کے یہ مراد ہے کہ پیلانشہ نے لڑکی کو کنوین مین اسغرض سے ڈہکیل دیا کہ وہ بسیر داستان کہنے کو زندہ نرہی جس سے یہہ مراد مین سمجھتا ہون کہ اقدام باعث ہلاکت کا حسب منشار دفعہ ۳۰۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوا ہے - یہہ امر کہ ارتکاب سرقہ بالجبر ہولے ایسا مسئلہ ہے جسکے خلاف مسٹر ہمین نے بہت حجت نہیں کی ہے کیونکہ قیدی ایک عورت ۳۰ سال کے عمر کی ہے اور مسماۃ سنجہاری آٹھ یا نو سال کے عمر کی تہی - اور یہہ امر کہ اقدام باعث ہونے ہلاکت کا ہوا ہے جوری کی رائے میں ثابت قرار پایا ہے اور یہہ رائے قطعی ہے صرف یہہ امر غور طلب ہے کہ آیا الفاظ کہ حبس قیود کے ساتھ مجرم مذکور کو سزا دیجاویگی وہ سات برس سے کم نہوگی جیساکہ انکا استعمال دفعہ ۳۰۷ مین ہوا ہے اوسے قید محض کی سزا دینا امر اختیاری ہوجاتا ہے - مین خیال کرتا ہون کہ ذیعلم وکیل سرکار نے صحیح طور پر یہہ حجت کی ہے کہ دفعہ ۳۰۷ کے ساتھ دفعات ۳۹۲ و ۳۹۵ کو پڑہنا چاہیئے اور لفظ مجرم مذکور سے یہہ مراد پڑہنا چاہیے کہ مجرم حسب دفعہ ۳۹۲ و ۳۹۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے - جب ہم عبارت مجرم مذکور کو ایک مرتبہ اس منشا مین پڑہتے ہین تو کوئی شبہہ باقی نہیں رہتا ہے کہ حبس قید کا ذکر دفعہ ۳۰۷ مین ہے وہ اوسی قسم کے قید سمجہنا چاہیے جسکا ذکر دفعہ ۳۹۲ و ۳۹۵ مین ہے کہ جو سخت ہے - پس جو میعاد قید صاحب سشن جج نے قائم کی ہے وہ بدرجہ اقل میعاد قید متذکرہ دفعہ مذکور کے ہے - لہذا بحالی رائے جوری اور حکم سزا مصدرہ کے مجھکو بجز اسکے اور کچھ چارہ کار باقی نہیں ہے کہ اپیل ڈسمس کیا جاوے -

---

دورہ دوران   نگرانی فوجداری نمبر ۹۹   منفصلہ ۱۸ اپریل

قیصر ہند بنام مرلی

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۰۲ - اظہار لکہنا - نالش تحریری مستغیث

کا حلفاً تصدیق کرنا۔ جیضا بلگی۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۳۴ و ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (تعزیرات ہند) دفعہ ۵۰۴۔

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

گارڈن منجانب سائل (مستغیث) جارذ دس

اسٹریچی منجانب ملزم۔

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست منجانب جاروس صاحب مستغیث عدالت مجسٹریٹ اوس کارروائی سے پیدا ہوئی ہے جس مین مرفی صاحب ملزم پر الزام بجرم مصرحہ دفعہ ۵۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند کا لگا گیا تہا اور جو جرم بموجب دفعہ ۵۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند قابل سزا قرار دیا گیا ہے۔ عدالت مجسٹریٹ مین کارروائی بموجب درخواست تحریری شروع ہوئی تہی جسمین مستغیث نے اون کل حالات کو بیان کیا تہا جنکو نامبردہ بغرض اثبات اون واقعات کے ثابت کرنیکو آمادہ تہا کہ جسنے اجزاء ضروری اون جرایم کے موضوع ہوتے تہے کہ جسنے بر دو دفعات مجموعہ مذکور متعلق ہین جنکو مینے بیان کیا ہے۔ کارروایات مذکور سے واضح ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ نے جاروس صاحب مستغیث کو حلف دیکر اوسکا اظہار تحریر کیا۔ اور جاروس صاحب مذکور نے بیان ذیل کیا کہ جو خود مجسٹریٹ نے اپنے دست قلم سے قلمبند کیا کہ مضامین میرے درخواست کے جو آج داخل ہوئی ہے صحیح و سچ ہین اور اس بیان کے پیشانی پر یہہ الفاظ درج ہین اظہار حلفی ہے ڈبلیو جاروس بقلم خاص مجسٹریٹ اور اسکے نیچے دستخط مستغیث اور بعدہ دستخط مجسٹریٹ کے ثبت ہین بعد ازان مجسٹریٹ نے حکم بدین الفاظ ذیل صادر کیا۔ نقل درخواست کی مرفی صاحب کے پاس بہیجی جاوے اور اوس سے کیفیت جوابی طلب ہو۔ اور سررشتہ دار اجلاس مین ملزم صاحب کے پیش کرے۔ بوجہ اس حکم کے واضح ہوتا ہے کہ مرفی صاحب ملزم نے جواب مورخہ ۲ ستمبر سنہ ۱۸۸۶ء بشکل چٹھی موسومہ مجسٹریٹ ضلع ڈیرہ دون بہیجد سے

اور اوسپر مجسٹریٹ موصوف نے حکم ذیل صادر کیا۔ بعد پڑھنے جواب مرفی صاحب
اور سوال ثانی جارڈس صاحب الکے مجھکو اس امر کے کہنے مین کچھ تامل
نہین ہے کہ یہہ مقدمہ عدالت فوجداری کا نہین ہے۔ اگر اوسکا قصد ہو تو
جارڈس صاحب مستغیث کو عدالتہاے دیوانی مین جانا چاہیئے۔ سوال
ڈسمس کیا جاتا ہے۔ سوال ثانی متذکرہ حکم وہ سوال ہے جو جارڈس صاحب
مستغیث نے داخل کیا ہے۔ یہہ تصفیہ کرنا مشکل ہے کہ آیا وہ سوال ثانی
کا ہے یا نہین لیکن اوسکی شکل سے وہ ایک درخواست بجواب کیفیت جوابی
مرفی صاحب کے ہے جو بتعمیل حکم مجسٹریٹ کے داخل ہوئی تھی۔

اثر حکم مجسٹریٹ کا یہہ ہے کہ نالش ڈسمس ہو۔ بنا براں حکم مذکور کے
جارڈس صاحب مستغیث نے حسب موجب مندرجہ اپنی درخواست مورخہ
۱۵ فروری ۱۸۷۸ء کے عدالت ہذا مین درخواست مشعر اعتراض اوپر درست
حکم مجسٹریٹ مصدرہ ۔ ستمبر ۱۸۷۸ء کے گذرانی ہے درخواست نگرانی مذکور
پر میرے ذیعلم بھائی براد ہرسٹ صاحب نے حکم بنام مرفی صاحب ملزم
بدین مضمون صادر کیا کہ وجہہ اسبات کی دکھلادے کہ کیون حکم مجسٹریٹ مورخہ ستمبر
۱۸۷۸ء مشعر ڈسمسی نالش منسوخ کیا جاوے اور کیون مجسٹریٹ کو یہہ ہدایت کیجاے
کہ اظہار مستغیث کا قلمبند کرے اور تب جو حکم مناسب ہو وہ صادر کرے بنا وجوہ
دربارہ اس حکم کے میرے ذیعلم بھائی براد ہرسٹ صاحب نے ۔ بیان کیا ہے کہ احکام
دفعہ ۲۰۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دربارہ قلمبند کیجانے اظہار مستغیث قبل
اصدار حکم ڈسمسی نالش کے تاکیدی ہین۔ دفعہ مذکور حسب ذیل ہین۔ دفعہ ۲۰۳
وہ مجسٹریٹ جسکے روبرو استغاثہ کیا جاے یا جسکو استغاثہ سپرد کیا جاوے مجاز
ہے کہ اگر بعد لینے اظہار مستغیث کے اور غور کرنے اوپر نتیجہ تفتیش مقتضیہ
دفعہ ۲۰۲ کے (اگر کوئی ہوئی ہو) اوسکے نزدیک کوئی وجہہ کافی پیروی مقدمہ کی
نہ ہو تو استغاثہ کو ڈسمس کر دے۔

میرے ذیعلم بھائی براد ہرسٹ صاحب کے حکم کی عام تاثیر یہہ تھی کہ ملزم
وجہہ اسبات کی دکھلادے کہ بنتیجہ انحراف احکام دفعہ مذکور کی کیون استعمال

اختیارات نگرانی عدالت ہذا کا بدین ہدایت بنام مجسٹریٹ کے نکیا جاوے کہ اظہار مستغیث کا لکھا جاوے اور کارروائی مطابق قانون کے کی جاوے۔

مسٹر اسٹریچی منجانب ملزم کے حاضر ہوے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ جو بحث اونہون نے اسبارہ مین میرے روبرو کئے ہے وہ اسلئے کافی ہے کہ مین اس حکم کو مسترد کرون۔ مسٹر اسٹریچی نے یہہ بحث کی ہے کہ جب ابتدائی عرضی درخواست کے روسے استغاثہ شروع ہوا تھا اوسپر مستغیث نے خود حسب مندرجہ بالا حلف سے بیان کیا تھا اور ذیعلم کونسل کی یہہ بحث ہے کہ الفاظ مندرجہ بالا واسطے تعمیل اقتضایات دفعہ ۲۰۰ کے دراصل کافی ہین اور گو بیان حلفی نسبت مضامین درخواست مذکور پر معنی لفظ اظہار مستعلہ دفعہ ۲۰۰ حاوے نہ ہو یا اوسمین شامل نہ ہوتا ہم یقینا اظہار کا بمنزلہ ایسے قسم کے بیناطقی کے ہے جسپر کچھہ وسیع احکام دفعہ ۲۰۵ کے حاوے ہین۔

مین اس بحث کو قبول کرتا ہون کیونکہ مجھے واضح ہوتا ہے کہ واضعان قوانین کا وقت استعمال لفظ اظہار بموقع دفعہ ۲۰۰ کے یہہ مقصود رہا ہوگا (بدرجہ اعلی تعبیر دفعہ مذکور کے قائم کرنے) کہ ضابطہ آسبات کا قائم ہو کہ اظہار مذکور بموجب حلف یا اقرار صالح کے لیا جاوے کہ جس سے گرفت بیانات غیر صحیح کے او سکے ہوسکین جنکے لئے تعزیرات بابتہ حلف دروغی کے قانون مین مقرر ہین۔ جب کوئی بیان بشکل نالش زبانی یا تحریری کیا جاوے اور اوسکے نسبت حلف لی جاوے تو مین تجویز کرتا ہون کہ تعمیل احکام دفعہ ۲۰۰ کے کافی ہوجاتی ہے۔ اسبارہ مین کچھہ شک نہین اور اگر کوئی وجہہ اس مسئلہ مین شک کرنے کی ہے تو دفعہ ۲۰۵ اس خاص مقدمہ مین کسی ایسے بیناطقی پر بطور کامل حاوے ہے۔ لہذا اصل وجوہ اس امر کے کہ کیون حکم ۲۵ تاریخ کا صادر ہوا تھا مسٹر اسٹریچی نے اسطرح ثابت دکھلا دی ہین جنکی وجہہ سے مین اس حکم کو قطعی نہین قرار دے سکتا ہون۔

لیکن حکم مذکور اس سے بڑھکر ہے کیونکہ اوسکے رو سے مجھکو معلوم اس امر کا غور کرنا معلوم ہوتا ہے کہ آیا مقدمہ ایسا ہے یا نہین جسمین بلا لحاظ

اسکا دفعہ ۲۰۳ کے مجھے یہہ حکم دینا چاہیئے کہ استغاثہ معہ اون نتائج کے جو
منتج ہون پہر قائم کیا جاوے۔ بدین غرض مسٹر جارڈس صاحب اکے نالش
ابتدائی کو جسپر مجسٹریٹ نے اپنا حکم مورخہ ۱۸ ستمبر صادر کیا ہے ملاحظہ کر
رہا ہے اور مجھے اطمینان ہے کہ اگر بیانات مندرجہ درخواست مذکور بالکل صحیح
بھی قرار پاوین تاہم قانونی امکانی اسلیئے نہیں ہین کہ اونسے وجوہ الزام اوس
جرم کے جو متضمن دفعہ ۴۰۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہے حاصل ہون نالش مذکور
صرف تنزیرات کہنے کے ہے کہ چونکہ باہم پدر مستغیث اور مرفی صاحب ملزم کے
کچھہ انتظامات ہوئے تہے جنکی وجہہ سے ملزم نے کچھہ روپیہ وصول کیا تہا اور
چونکہ ملزم نے اوسکے حساب دینے سے انکار کیا ہے لہذا ملزم مجرم جرم خیانت
مجرمانہ کا ہے۔ نالش مین بیان نہین ہین کہ بطور امر واقع کے مرفی صاحب
ملزم نے وہ روپیہ وصول کیا تہا اور نہ یہہ بیان ہے کہ جو روپیہ اس طرح پر وصول
ہوا اوسکو ملزم نے اپنے خاص فائدہ کے لیئے بیجا طور پر استعمال کیا ہے اور
ظاہرا غرض نالش کی صرف یہہ ہے کہ مرفی صاحب سے حساب فہمی کیجاوے۔
فی الواقع غرض حصول چارہ کار ہے کہ جو صرف عدالت دیوانی مناسب
طور سے اوس نالش مین عطا کر سکتی ہے جو اس ملک مین بنام زد نالش
فہمید حساب کے مشہور ہے یا یون کہو کہ نالش حساب کتاب کے۔ تعلق باہم مستغیث
و ملزم کے بلا واسطہ قسم کے نہین ہے کیونکہ جس روپیہ کا وصول کرنا مرفی صاحب
کا بیان کیا گیا ہے باہمی معاملات سے استغاثہ متعلق ہے وہ معاملات پدر
مستغیث و ملزم کے ہین۔

بدین وجوہ مین تجویز کرتا ہون کہ مجسٹریٹ نے صحیح طور سے کارروائی
مزید کرنے سے انکار کیا ہے اور یہہ کہ مجسٹریٹ موصوف نے دراصل تعمیل
دفعہ ۲۰۳ کے کی ہے اور یہہ کہ بلحاظ واقعات مبینہ درخواست جارڈس صاحب
سے کوئی ایسا مقدمہ ثابت نہین ہوتا ہے جس سے اجزاے ضروری جرم مصرحہ
دفعہ ۴۰۵ تعزیرات ہند کا قائم ہو سکے اور یہہ کہ مجسٹریٹ نے دربارہ اوس نالش
کے صحیح طور پر عمل کیا ہے۔

لیکن مین یہہ بھی تحریر کرنا چاہتا ہون کہ اس مقدمہ کی کارروائی کرنے مین مجسٹریٹ نے دربارہ جواب طلبی ملزم کے جو خط کتابت ملزم کے ساتھہ کی ہے اور مسل مین خط کتابت اور رائے انتخاس پیشہ وران اور متعنان شامل کیئے ہین اور اونکو جزو مسل قرار دیا ہے بہت بیضابطہ طور پر عمل کیا ہے۔ واسطے اغراض اس فیصلہ کے مجھے اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہے۔ لیکن مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ میرا فیصلہ صرف اون دستاویزات پر محدود ہے جو صحیح طور پر جزو اس مسل کی ہین بلا لحاظ دیگر کاغذات کے جو عدالت ہذا مین بطور شہادت جایز کے اسلیئے بھیجے گئے ہین کہ عدالت ہذا بحث کو تجویز کر سکے۔ مین درخواست نامنظور کرتا ہون۔

ضلع غازیپور | متفرقہ نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۹۱ء | منفصلہ ۲۵ اپریل

قیصر ہند بنام مہادیو سنگھ

اجازت اجراء استغاثہ۔ منسوخی اجازت۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری، دفعات ۱۹۵ و ۴۳۹
دفعات المقدمہ کے تجویز عدالت مین درج ہین۔

ہورڈ منجانب سایل (مستغیث)

اسپنکی منجانب رسپانڈنٹ۔

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ وہ درخواست ہے جو بمرتی حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری بااستدعاے استعمال اختیارات نگرانی حسب دفعہ مذکور داخل ہوئی ہے لیکن کسی غلطی سے بطور مقدمہ متفرقہ نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۹۱ء کے درج رجسٹر ہوئی ہے۔ بطور امر واقع کے یہہ درخواست محض حسب دفعہ مذکور کے ہے جیسا کہ مینے اوپر بیان کیا ہے کیونکہ عدالت ہذا کو کوئی دوسرا اختیار واسطے دست اندازی ایسے معاملات کے حاصل نہین ہے۔

یہہ درخواست اون حالات سے پیدا ہوے ہین جنکا بیان مختصر حسب ذیل ہے۔ مسٹر ہورڈ کا موکل اوس نالش دیوانی مین مدعا علیہ تہا جسمین مسٹر اسپنکی کا موکل مدعی تہا اور دعوی انفکاک رہن بادائے مبلغ ۔۔۔ فیتی از روے رہن مذکور

کے کیا تھا۔ نالش مذکور مین مسٹر ہوورڈ کے موکل نے ایک تمسک تعدادی لعہ
بدین دعوی پیش کیا کہ یکہزار روپیہ بھی رہن مذکور پر قائم ہونا چاہیئے اور چونکہ اوسکا عذر بہ نسبت
اوس تمسک کے نامنظور ہوا عدالت دیوانی مرافعہ اوسے نے اپنی تجویز مورخہ ۱۳ اگست
۱۸۸۵ء مین بلا اظہار کوئی رائے نسبت صحت یا عدم صحت تمسک مذکور کے دعوے
بادائے کچھ روپیہ بلا لحاظ تمسک مذکور کے ڈگری کیا۔ اپیل بحضور جج ماتحت ہوا
اور ذیعلم جج موصوف نے فیصلہ بہت سرسری طور پر صادر کیا جس مین مشار الیہ نے
اظہار اس رائے کا کیا کہ اونکو منصف سے اس امر کی تجویز مین اتفاق ہے کہ شہادت
مدخلہ واسطے ثبوت رہن تعدادی لعہ کے کافی نہین ہے اس سے زیادہ
بہ نسبت اوس تمسک کے فیصلہ جات مذکور مین کوئی بات دستیاب نہین ہوتی ہے
معلوم ہوتا ہے کہ جب مسٹر اسپنکی کا موکل اسقدر کامیاب ہوا اوسنے درخواست
حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری بحضور منصف (جسنے تجویز مقدمہ دیوانی کے ابتدا
کی تھی) واسطے اجازت ارجاع استغاثہ بنام موکل مسٹر ہوورڈ کے بعلت جرائم خلاف
معدلت عامہ مقتضیہ دفعہ مذکور کے گذرانی۔ لیکن منصف نے حسب دفعہ
مذکور یہہ رائے ظاہر کی جسکا خلاصہ اونکی تجویز کے اخیر فقرہ مین جسس موقعہ پر اونہون
نے لکہا ہے پایا جاتا ہے۔ کوئی وجہہ کافی واسطے دیجانے اجازت ارجاع نالش
فوجداری کے نہین ہے کیونکہ کسی عدالت نے یہہ تجویز نہین کی ہے کہ دستاویز
جعلی ہے۔

اس بیان سے مین یہہ سمجہتا ہون کہ منصف کی یہہ رائے قرار پائی ہے کہ
اگرچہ دستاویز جعلی معلوم ہوتی ہے لیکن عدالتون نے جہان تک تجویز کیا تھا وہ
کل یہہ ہے کہ وہ ثابت نہین ہوئی اور اس امر کے ثبوت کے لئے کوئی قرائن موجود
نہین ہین کہ وہ جعلی ہے۔ اس بنا پر منصف نے درخواست نامنظور کی۔

بعدہ بنا راضی اوس حکم کے ظاہرا ایک اپیل بنام ز دا اپیل سرسری بحضور
جج غازیپور پیش ہوا اور معلوم ہوتا ہے کہ مشار الیہ علیہ نے مقدمہ مین کم وبیش
غور کامل کیا ہے۔ ایک تجویز تحریر کی ہے جسمین مشار الیہ نے موقعہ اون امور
کے ظاہر کرنے کا پایا ہے جنکو متشکل اصول قانونی بلکہ کسی قدر اونکی ذاتی رائے

اسبارہ مین کہ قانونکیا ہوناچاہیئے کہہ سکتے ہین — منجملہ دیگر امور کے مشاراً الیہ
نے تین صورتین ایسی بیان کی ہین کہ وہی صرف ایسے وجوہ ہین جسکے بنائے بر عدالت
دیوانی مناسب طور سے دربارہ عطاکرنے اجازت واسطے ارجاع نالش فوجداری کے
حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے انکار کرسکتے ہین — مجھے نسبت اونصورتونکے
تجویز کرنے یا اس راے ظاہر کرنیکے کہ کہان تک وہ صحیح ہین ضرورت نہین ہے
جو کچھہ مجھے تجویز کرنا ہے وہ یہہ ہے باعتبار صورت ان کارروائیونکے کوئی ایسا مقدمہ
ثابت ہوا ہے کہ کوئی عدالت حسب دفعہ ۱۹۵ کے عمل کرسکے یا نہین — سابقاً
ازروے مجموعہ سابق کے بہ نسبت اختیارات عدالت اپیل یا عدالت ہذا متعلقہ
ایسے معاملات کے بہت شکوک ناشئے ہوئے تہے اور شکوک مذکور ازروے فیصل جات
بمعاملہ بلونت راے (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۷۴ء صفحہ ۱۲۴)
اور نیز ازروے فیصلہ بمقدمہ برکت احمد خان بنام ربی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ایک صفحہ ۱۷) کے پیدا ہوے تہے لیکن شکوک مذکور ازروے مضامین واضح
و صریح دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اب رفع ہوگئی ہین جس دفعہ کے ایک فقرہ
کی عبارت حسب ذیل ہے — ہر منظوری یا اوسکا انکار جو اس دفعہ کے بموجب
وقوع مین آئی اوسکے منسوخ کرنے کا اوس حاکم کو اختیار ہے جس کے ماتحت حاکم
منظوری دہندہ یا انکار کنندہ ہو اور کوئی منظوری اوس تاریخ سے جب منظوری
عطا ہو چہہ مہینے سے زیادہ عرصہ تک بحال نرہیگی — صرف یہی دفعہ جسکے روسے
ذیعلم جج نے عمل کیا ہے اور یہی فقرہ ہے اور جسکے ساتہہ دفعہ ۴۳۹ مجموعہ کے پڑہنا چاہیئے
کہ مین اسمقدمہ مین عمل کرسکتا ہون —
بعد سماعت کل بحث کے جو مسٹر ہوورڈ کو بتائید درخواست کے کرنا تہی
اور نیز سماعت اوس بحث کے جو مسٹر اسپنکی کو بجواب اوسکے کرنا تہی مجھے کچھہ شبہہ
قی نہین ہے کہ ذیعلم جج نے اس اجازت کے عطا کرنے مین بلا کسی وجہ مناسب اور
کافی کے عمل کیا ہے — مسٹر اسپنکی نے بتائید کامل اراے منظہرہ ذیعلم جج کے
یہ بحث کی ہے کہ اجازت مذکور اس امر کے آزمایش کی نظر سے عطا ہونی یا دیجانی
چاہیئے کہ اوس قسم کا اتہام جیسا کہ اسمقدمہ مین مفہوم ہوتا ہے یا تہو نہہ ہے اور اس سے

کوئی مضرت معدلت گستری مین نہین ہوتی ہے بشرطیکہ اجازت مذکور بلا شبہہ بپابندی نتیجہ تصفیہ اخیر تجویز فوجداری کے عطا کیجاوے ۔ ایسے راے کو مین قبول نہین کر سکتا ہون کیونکہ اگر یہی مقصود واضعان قوانین کا ہوتا تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۱۹۵ موضوع کرنا بالکل فضول ہے ۔ جو سوال مجھے تجویز کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ واضعان قوانین نے کیون یہہ خواہش کی ہے کہ کوئی عدالت باختیار سماعت صیغہ فوجداری سماعت کسی جرم کی بلا اجازت اوس عدالت کے نکریگی جسکے روبرو ارتکاب جرم مذکور کا ہوا ہو ۔ وجہہ اسکی ظاہر ہے ۔ مقصود واضعان قوانین کا یہہ تہا کہ حفاظت اشخاص کے اون نالشات کے اوپر دایر ہونے سے ہوگی جو نالشات بموجب دفعات مذکور منجانب اون اشخاص کے دایر ہو سکین جو بربنا بغض ذاتی یا ناخوشی یا محض بے احتیاطی مزاج و تکلیف رسان کے شخصون کو عدالت فوجداری مین حاضر کرنا پسند کرتے ہین ۔

نتیجہ اس امر کا یہہ ہے ۔ واسطے عطا کرنے اوس اجازت کے جو اونہون نے عطا کی ہے ۔ ذیعلم جج کو کونسے وجوہ حاصل تہی ۔ جس منصف نے ابتداءً سماعت مقدمہ دیوانی کے کی تہی اوس نے بعد غور کرنے اوپر درخواست موکل مسٹر اسپنکی کے درخواست مذکور کو نامنظور کیا تہا ۔ بنا راضی اوس فیصلہ منصف کے کوئی اپیل ذیعلم جج غازیپور نے ہرگز سماعت نہین کی تہی ۔ اپیل مذکور اوس مقام کے جج ماتحت نے بموجب ایکٹ عدالتہاے دیوانی بنگال کے جسکے رو سے ضابطہ اختیار سماعت عدالتہاے مذکور کا اس ملک مین معین ہے سماعت کی تہی ۔ ذیعلم جج نے محض اسوجہہ سے کہ اونکو یہہ شبہہ پیدا ہوا تہا کہ دستاویز جعلی ہے حکم اوس منصف کا منسوخ کیا جسنے مقدمہ ابتدائی دیوانی کی سماعت کی تہی اور جسنے بعلم اس امر کے کہ ایسی تجویز ہو سکی ہوگی اجازت ارجاع استغاثہ فوجداری کے دینے سے انکار کیا تہا اور یہہ تجویز کی تہی کہ محض ایسا شبہہ اجازت دینے کے لئے مناسب نہین ہے ۔ مین خیال کرتا ہون کہ ایسی راے قانوناً غلط ہے ۔ کیونکہ بعد ملاحظہ کل مقدمہ اور بعد پڑہنے فیصلہ جات مقدمہ ابتداے دیوانی مجھہ کوئی وجہہ کسی قسم کی اس امر کے خیال کرنیکی نہین معلوم ہوتی ہے کہ تمسک جعلی ہے ۔ میری یہہ راے ہے کہ حکم صادرہ منصف کا بالکل صحیح ہے اور ذیعلم جج نے اوس مین

وست اندازی کرنے مین غلطی کی ہے - لہذا مین اجازت عطیہ ذیلعلم جج کو مسترد اور منسوخ اور حکم منصف کا بحال کرتا ہون نتیجہ یہہ ہے کہ درخواست اجازت کی نامنظور کیجاتی ہے -

---

بجضور بدایون	نگرانی فوجداری نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۶ء	منفصلہ ۳۰ر اپریل

قیصرہ ہند بنام نندرام وغیرہم

کارروائی فوجداری - بیضابطگی - شہادت تجویز سابقہ کے بطور اظہار فریق اول کے تصور ہونا اور سوالات جرح منجانب قیدی کے ہونا - دست برداری - مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۵۳ و ۵۳۷ - ایکٹ ا سنہ ۱۸۷۲ء (ایکٹ شہادت) دفعات ۱۳۸ و ۱۶۷ -

واقعات مقدمہ کے تجویز عدالت مین درج ہین -

ڈلن منجانب سایل	گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار -

محمود صاحب جسٹس - یہہ ایک مقدمہ ہے جسمین دو فریق ہندو اور مسلمان پر الزام بلوہ کا لگایا گیا تہا اور تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۴۷ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہوئی تہی - مسلمانونکی فریق کے تجویز مین بکثرت سے گواہان پیش ہوے اور منجانب ثبوت کے اونکا اظہار کرایا گیا - ہنودکی تجویز مین جو بعدہ ہوئی مجسٹریٹ نے بجاے اسکے کہ گواہان مذکور کا اظہار لیا جاوے نقول سوالات فریق اول گواہان مذکور جو تجویز سابقہ مین قلمبند ہوئی تہے تجویز حال مین پیش کی اور اونہین سے مجہکو اس مقدمہ نگرانی مین سروکار ہے جو میرے روبرو پیش ہے اور سایلان نے جو ملزم تہے گواہان مذکور سے سوالات جرح کے تہے - مین قیاس کرتا ہون کہ نقول اظہارات مذکور کی گواہان کو پڑہکر سنادی گئی تہین کیونکہ بجز اس صورت کے سوالات جرح نہین ہو سکتی تہی مسٹر ڈلن منجانب سایلان تسلیم کرتے ہین کہ وجوہ مندرجہ درخواست نگرانی قائم نہین رہ سکتی ہین - لیکن اونکی یہہ بحث ہے کہ بوجہ بیضابطگی کے جو دربارہ اظہار گواہان کے ہوئی ہے تجویز سرتاپا کالعدم ہے کیونکہ کوئی شہادت بطور سوالات فریق اول کے روبرو ملزمان کے تجویز مین نہین ہے لہذا تجویز ثبوت جرم منسوخ ہونی چاہیئے - ساتہہ ہی

اسکے اونکی یہہ بھی بحث ہے کہ تجویز جدید مفید اونکی موکلونکی نہوگی کیونکہ احکام سزا جو اونکی نسبت صادر ہوئی ہین تاریخ ۳ ماہ ائندہ کو اونکی میعاد ختم ہو جاویگی۔

جو کچھہ مجھے غور کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا یہہ مقدمہ صیغہ نگرانی مین قابل دست اندازی کے ہے یا نہین۔ مسٹر ڈلن دفعہ ۱۳۸ ایکٹ شہادت پر استدلال کرتے ہین کہ گواہون سے پہلے سوالات فریق اول کے ہونی چاہئین اور تب سوالات جرح ہونی چاہئین۔ مسٹر ڈلن کو دفعہ ۳۵۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر بھی استدلال ہے جس مین یہہ قاعدہ معین ہے کہ شہادت ملزم کے روبرو لیجائیگی یا جب اونکی حاضری اصالتًا معاف کیجاوے تو اوسکی وکیل کی روبرو لیجائیگی۔ اونکی حجت بربناء دفعات محولا بالا یہہ ہے کہ جہانتک سوالات فریق اول کو تعلق ہے کوئی شہادت روبرو ملزمان کے نہین لی گئی ہے اور چونکہ سوالات فریق اول کے نہین ہوئی لہذا جوازًا سوالات جرح نہین ہو سکتے ہین۔ مشار الیہ بتائید اپنی حجت کے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام بھولا ناتھہ سین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۲۳) اور نیز مقدمہ قیصر ہند بنام زوار حسین (زبدۃ النظائر ہفتہ وار ۱۸۹۵ء صفحہ ۴۴) پر استدلال کرتے ہین۔ بجانب دیگر بعالم وکیل سرکار گو کلیتًا تسلیم کرتے ہین کہ طریقہ اختیار کردہ مجسٹریٹ بیضابطہ ہے یہہ حجت کرتے ہین کہ یہہ ایسی بیضابطگی ہے جسپر دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے حاوی ہے اور اس سے اثر ناجوازی تجویز کا پیدا نہین ہو سکتا ہے۔ وکیل موصوف کو مقدمہ پرمیشر سنگہ بنام سروپ ادہکاری (ویکلی رپورٹ جلد ۱۳ صفحہ ۴۴) پر بھی استدلال ہے اور اوسکی یہہ بھی بحث ہے کہ اگر روداد پر لحاظ کرنا ضروری ہو تو از روے دفعہ ۱۶۷ ایکٹ شہادت کے بدرجہ اعلی اونکی اعانت ہوتی ہے کیونکہ جو امور سوالات جرح مین صاف ظاہر ہوا ہے وہ واسطے قائم کرنے تجویز ثبوت جرم کے کافی ہے۔ بعد غور کامل کے مین نے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حجت وکیل سرکار کی اسلیئے کافی ہے کہ اسمقدمہ مین دست اندازی سے انکار کیا جاوے۔ جب گواہان مذکور پیش ہوے اور اونکی اظہارات تجویز سابقہ کے پڑہے گئے اور تصدیق کیئے گئے اور کوئی عذر ضابطہ کا منجانب ملزمان کے نہین ہوا تو دست برداری صریحی اس بیضابطگی سے ہوئی ہے اور جو امور سوالات جرح مین ظاہر ہوئے ہین وہ واسطے قائم کرنے تجویز ثبوت جرم کے کافی ہین اور اس بیضابطگی کا نقص احکام دفعہ ۵۳۷ مجموعہ ضابطہ

فوجداری سے رفع ہوجاتا ہے۔ مسٹر ڈلن نے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ مقدمہ مین بوجہہ طریق اختیار کردہ مجسٹریٹ کے کوئی بے انصافی ہوئی ہے یا یہہ کہ ملزمونکو دراصل اوس سے مضرت پہونچی ہے۔ لہذا مین درخواست نامنظور کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ مسل واپس ہو۔

ضلع سہارنپور — نگرانی فوجداری نمبر ۳۰۴ — منفصلہ ۱۲ مئی

قیصرہند بنام ماتادین وغیرہم

عملدرآمد۔ نگرانی فوجداری۔ چٹھی منجانب لوکل گورنمنٹ بنام رجسٹرار۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۴۳۹

اس مقدمہ مین تین اشخاص مسمیان ماتادین بچن و درگا کی نسبت تجویز ثبوت جرم مجسٹریٹ چھاؤنی رورکی نے بعلت جرم بالارادہ ضرر رسانی (دفعہ ۳۲۳ مجموعہ تعزیرات ہند) کے صادر کی اور ہر شخص کے نسبت حکم سزاے قید سخت میعادی چار ماہ کا صادر کیا۔ جس جملہ کی بابت اون قیدیونکی تجویز ہوئی تھی وہ بوجہہ پھٹ جانے تلی کے باعث ہلاکت اوس شخص کا ہوا جسپر حملہ ہوا اور وہ ہلاک ہوگیا۔ اس معاملہ کا علم لوکل گورنمنٹ کو ہوا اور گورنمنٹ موصوف نے ایک چٹھی بنام رجسٹرار ہائیکورٹ بہ نسبت مقدمہ کے بھیجی ہے غرض چٹھی کی یہہ ہے کہ آنریبل عدالت العالیہ مقدمہ کو طلب فرماکر جلد ملاحظہ فرمایئے کیونکہ گورنمنٹ کو اس امر کے خیال کی وجہ ہے کہ حکم سزا ناکافی ہے اور بڑہا دیا جانا چاہیئے۔ چٹھی مذکور دستخطی الف جالس انڈر سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی واودہ ہے۔

ٹرل صاحب جسٹس نے مسل طلب کی تھی۔ برطبق پہونچنے مسل کے چیف جسٹس صاحب نے یہہ حکم دیا کہ جلسہ واحد مین واسطے غور اس امر کے روبرو محمود صاحب جسٹس کے پیش ہو کہ آیا اطلاعنامجات جاری ہونا چاہیئے یا نہین۔ قبل اصدار کسی حکم کے محمود صاحب جسٹس نے یادداشت ذیل تحریر فرمائی ہے۔

یہہ مقدمہ بوجہہ چٹھی گورنمنٹ موسومہ رجسٹرار بدین ایما کہ عدالت ہذا باستعمال اپنی اختیارات نگرانی کے تجویز کرے کہ آیا جو احکام سزا نسبت قیدیون کے صادر ہوئی ہین وہ قابل بڑہائے جانے کے ہین یا نہین عدالت ہذا مین پیش ہوا ہے۔ بذریعہ

حکم میرے بہائی ٹرل صاحب مورخہ ۷ ماہ حال کے مسل مقدمہ طلب ہوئی تہی اور اونکی
درخواست پر ذیعلم چیف جسٹس نے بذریعہ اپنے حکم کے یہہ ہدایت کی ہے کہ مقدمہ میرے
روبرو اس امر کی تجویز کے لیے پیش ہو کہ آیا اطلاعنامجات جاری ہونی چاہیئے یا نہین —
جب یہہ مقدمہ کل میرے روبرو پیش ہوا تہا تو مین اقرار کرتا ہون کہ مجھے اس
امر کی تجویز کرنیمین وقت معلوم ہوے تہے کہ بنظر معمولی عملدرآمد عدالت ہذا در بارہ انکار
استعمال اپنے اختیارات نگرانی کے جب درخواست استعمال اختیار مذکور کے منجانب
اشخاص غیر کے ہو مجھے مناسب ہے یا نہین کہ معمولی عملدرآمد سے اسوقت اختلاف
کرون جب ایسی ہی درخواست منجانب گورنمنٹ از روے صیغہ رسل و رسایل سرکار
بابعیوض اسکے کہ بذریعہ فسر قانونی سرکار کے کیجاوے — لیکن معاملہ پر غور کامل کے
بعد میری یہہ راے ہے کہ حکم میرے بہائی ٹرل صاحب مورخہ ۷ ماہ حال مشعر طلبی
مسل مقدمہ باستعمال اختیار نگرانی اور حکم ذیعلم چیف جسٹس مورخہ دیروزہ مشعر بدین
ہدایت کہ مین فیصلہ اس امر کا کرون کہ آیا اطلاعنامجات جاری ہونی چاہیئے یا نہین مین
اوس امر پر غور کرنیسے ممنوع ہو گیا جس سے میرے ذہن مین کلیۃً شکوک پیدا ہوئے تہے — علاوہ برین بعدہ
مجھکو یہہ بہی معلوم ہوا ہے کہ ایک مقدمہ سابق ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام واکس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الٰہ آباد جلد ۲
صفحہ ۵۲۲) اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس نے بعد تذکرہ بہت مشہور مقدمہ نولس صاحب (دیکھو ضمیمہ گزٹ
آف انڈیا سنہ ۱۸۷۷ء صفحات ۱۲۹۷ — ۱۳۱۸) کے اختیارات نگرانی عدالت ہذا کے بوجہ رسل و رسایل سرکاری
منجانب گورنمنٹ کے استعمال کی تہی — اس نظیر کو ذہن نشین کر کے اور نیز بلحاظ عام عبارت دفعہ ۴۳۹
مجموعہ ضابطہ فوجداری کے جسکے رو سے عدالت ہذا کو مقدمہ مین اختیار استعمال اختیار نگرانی کا
جسکی عدالت کو اطلاع ہو حاصل ہے مینے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ رسل و رسایل سرکاری منجانب گورنمنٹ احکام
دفعہ مذکور مین داخل ہے اور اگر کوئی وقت اس عملدرآمد سے پیدا ہو تو یہہ معاملہ قابل غور ذیعلم چیف جسٹس اور
بقیہ عدالت کے ہے اور یہہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ مجھکو مین بطور اجلاس جلسہ جج واحد عدالت ہذا کے تجویز کر سکون —

(۲۹ اپریل کو محمود صاحب جسٹس نے ایک حکم بدین ہدایت صادر کیا کہ بعض تحقیقات عمل مین لائی
جاوین اور ۲۰ مئی کو بعد تحقیقات امور متذکرہ حکم مذکور کے مقدمہ روبرو ٹرل صاحب جسٹس کے
بغرض فیصلہ پیش ہوا — اور حاکم ممدوح نے یہہ تجویز کی کہ کوئی وجہہ دست اندازی کی تجاویز اور احکام
ماتحت عدالت مین نہین ہے چنانچہ دست اندازی سے انکار کیا —

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۱۳ جون سنہ ۱۸۹۶ء

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب بی اے اسٹریکی صاحب بیرسٹران و منشی شیو سہاے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ	فہرست مقدمات	نمبر ۲۲
ایڈیشن مفصلات		جلد

مقدمہ	صفحہ	مقدمہ	صفحہ
بختاور سنگہ بنام سنت لعل	۴۹۹	درخواست دوارکا پرشاد	۴۸۴
جسودا بنام متھرا داس	۴۷۶	رام پرشاد بنام عبد الکریم	۴۷۸
حاجی بو علی بنام حسین بخش	۴۷۵	قیصر سنگہ بنام بشیشر	۴۸۵
ماتا دین بنام گنگا بائی	۴۹۷		

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اجراے ڈگری	۴۷۶	ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۱۴۷ و ۱۴۹ و ۳۲۵	۴۸۵
احکام سزاے جداگانہ	۴۸۵	ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۹۰ء دفعہ ۴	۴۸۵
ارتکاب ضرر شدید اثناء بلوہ مین اور بغرض پیشرفت غرض مشترکہ کے	۴۸۵	بلوہ	۴۸۵
استحقاق براہ راست موکل سے ہدایت لینے کا	۴۹۹	بورڈ امتحان کا بلا اطلاع امیدواران کے تعداد نمبرہاے پاس سرٹیفکیٹ کے بڑہانا	۴۸۴
استحقاق موکل کیطرف سے عمل کرنیکا	۴۹۹	بیرسٹر	۴۹۹
اشتہار مین ذکر مقام نیلام کا نہونا	۴۷۶	بیضابطگی اہم دربارہ اشتہار یا عمل مین لانے نیلام کے	۴۷۶
امتحان وکالت	۴۸۴	تجویز ثانی	۴۷۵
ایک وکیل کا اپنا خلاصہ دوسرے وکیل کو حوالہ کرنا	۴۹۷		

ضلع فرخ آباد — اپیل اول احکام نمبر ۱۹۹ سنہ [illegible] — منفصلہ ۶ مارچ

حاجی بو علی بنام حسین بخش و یکس دیگر

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۶۸ و ۵۶۹ — حکم عدالت اپیل مشعر لیجانے شہادت مزید و رد بروئے تجویز واپسی — حکم مابعد مشعر بدین ہدایت کہ شہادت مذکور عدالت ماتحت مین لیجاے بجز تجویز ثانی — مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۶۲ —

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ مین جج صاحب چیف جسٹس کے درج ہین —

سندر لعل و جوگندر ناتھ چودہری بجانب اپیلانٹ امیر الدین و سندر لعل بجانب رسپانڈنٹان

جج صاحب چیف جسٹس — اسمقدمہ مین تاریخ معینہ سماعت پر منجملہ گیارہ نفر گواہان مدعلیہ کے دو گواہ غیر حاضر تھے اور جو عذر معقول معلوم ہوتا ہے وہ نامبردگان بدین اظہار بہیجا تہا کہ ہین اور عدالت مین وہ حاضر ہین — مدعا علیہ نے درخواست التوا کی کی جسکو منصف نے نامنظور کر دیا — اسپر مدعا علیہ نے اپنے گواہونکے اظہار کرانیسے انکار کیا تب منصف نے فیصلہ اوسکے خلاف صادر کیا —

بطبق اپیل عدالت اپیل ماتحت نے نتیجہ اخذ کیا کہ بوجہ انکار منصف دربارہ التوائے مقدمہ سماعت مقدمہ مدعا علیہ کے نہین ہوئی ہے لہذا یہہ حکم صادر کیا کہ مرقومہ گواہان جو غیر حاضر تھے اونکی عدالت مین بغرض قلمبند کیجانے اظہار کے ۱۰ دسمبر ۱۸۸۶ء کو حاضر ہون — ۱۰ دسمبر ۱۸۸۶ء کو صاحب جج نے حکم بہیجے جانے مقدمہ کا پاس منصف کے بغرض اسکے کہ وہ تجویز کرین صادر کیا —

مجھے کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ہے کہ کیون صاحب جج مقدمہ کو پاس منصف کے بغرض تجویز کے نہین بہیج سکتے ہین — اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہوگا —

محمود صاحب جسٹس — مینے بہی وہی نتیجہ اخذ کیا ہے اور قریب قریب وہی وجوہ ہین جو ذیعلم چیف جسٹس صاحب کے ہین لیکن مین اوس طریقہ کو ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ جس طریقہ مین یہہ امر مجموعہ ضابطہ دیوانی مین طے ہوا ہے — اولاً حکم مورخہ ۲۴ نومبر ۱۸۸۶ء مصدرہ عدالت اپیل ماتحت کا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ دفعات ۵۶۸ و ۵۶۹ مجموعہ ضابطہ دیوانی کا مقصود ہے اور مجھے حکم مذکور ایسا نہین معلوم ہوتا ہے جو اوس لفظ کی تعریف موقوعہ مجموعہ مین داخل ہوسکے اور وہ بشکل

منشار تجویز ثانی قرار دیا جاسکتا ہے - چونکہ کیفیت یہہ ہے تو حکم مذکور کو ضرور کارروائی
درمیانی تصور کرنا چاہیئے - حکم مذکور اس قسم کا معلوم ہوتا ہے جسکو صاحب جج از خود
یا بطبق درخواست کسی فریق کے ترمیم کرسکتے ہین کیونکہ بذریعہ استعمال اختیار ایسا بد
سلطیہ از روے دفعہ ۵۶۹ مجموعہ کے فیصلہ قطعی نہین ہوتا ہے - اسمقدمہ مین ترمیم بتاریخ
مورخہ ۴ نومبر ۱۸۸۸ء بنتیجہ درخواست مدعاعلیہ کے ہوئی ہے اور اس سے حکم
مذکور بجز کارروائی درمیانی کے اور کچھ نہین ہوسکتا ہے اور نہ اوس سے یہہ درخواست
درخواست تجویز ثانی کی اوسکی خاص منشار مین ہوسکتی ہے - علاوہ برین چونکہ یہ
اپیل حسب دفعہ ۶۲۹ مجموعہ کے ہے لہذا اوسپر دفعہ ۵۸۷ جسکے ساتھہ دفعہ ۵۹۱ مجموعہ کے
پڑہنا چاہیئے حاوی ہونا چاہیئے اور مجھکو کوئی وجہہ اس نتیجہ کے اخذ کرنیکی نہین معلوم
ہوتی ہے کہ فعل صاحب جج کا جسکی اب اپیل مین شکایت ہے بیضابطہ تہا یا اوس سے
رو داد مقدمہ مین اسطرحپر اثر پہونچا ہے جس سے کوئی نا انصافی پیدا ہوئی
ہو - مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے دربارہ ڈسمسی اپیل معہ خرچہ
کے اتفاق کرتا ہون -

ضلع گورکھپور | اپیل اول احکام نمبر ۱۲ ۱۸۸۸ء | منفصلہ ۲۳ اپریل

جسودا بنام متہرا داس وغیرہم

اجراے ڈگری - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۱۱ - بیضابطگی اہم دربارہ اشتہار
باعمل مین لانے نیلام کے - ضرر واقعی - اشتہار مین ذکر مقام نیلام کا نہونا
نیلام کا بعد تاریخ مشتہرہ کے عمل مین آنا - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۸۷ و ۲۹۰ -

واقعات اسمقدمہ کے اپنے صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین -

جوالا پرشاد منجانب اپیلانٹ سکہہ رام و سندر لعل و مہدی حسن منجانب سپانڈنیان

آنج صاحب چیف جسٹس - یہہ اپیل بنا راضی حکم منصف گورکھپور مشعر منظوری
نیلام جایداد غیر منقولہ کے ہے - اشتہار نیلام مکان عدالت مین ۳۰ جون ۱۸۸۶ء کو آویزان
ہوا تہا - اشتہار مذکور مین بیان مقام نیلام کا نہین ہے یہہ بیان ہوا ہے کہ نیلام
۲۷ جون کو ہوگا لیکن ۲۹ جولائی کو نیلام ہوا اور قبل انقضاے تیس یوم مقتضیہ دفعہ ۲۹۰

مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوا یہہ حجت ہوئی ہے کہ ان بیضابطگیونکے نتیجہ مین کوئی نقصان نہین
ہوا مین یہہ باور نہین کر سکتا ہون کہ اشتہار نیلام مین مقام نیلام کے نہ درج کرنیسے اور
بعد تاریخ مشتہرہ کے نیلام کرنیسے کوئی نقصان نہین ہوا ـ عدم تعمیل احکام دفعہ ۲۸۷
و ۲۹۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بیضابطگی بالاے مذکور سے زیادہ ہے ـ میری یہہ راے
ہے کہ منصف کو نیلام منظور نہین کرنا چاہیئے تہا ـ میری یہہ راے ہے کہ اپیل منظور اور
حکم منسوخ ہونا چاہیئے ـ مین فیصلہ رپورٹ شدہ بمقدمہ منشی نندکشور بنام مالک چند
انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۸۹) سے بالکل اتفاق کرتا ہون ـ

محمود صاحب جسٹس ـ مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون لیکن
چونکہ مین اوس فیصلہ مین شریک تہا جسکا حوالہ ممدوح الیہ نے کیا ہے لہذا مین یہہ اور بحث
کرنا چاہتا ہون کہ اول ہی مرتبہ نہین ہے کہ جب مجہے شکوک اہم اسبارہ مین ناشئی ہوئی ہیں
کہ آیا بیضابطگی ہاے اہم جیسے کہ اسمقدمہ مین پائے جاتے ہین حسب منشاء فقرہ اول
دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے خود اسلیئے کافی نہین ہین کہ کوئی عدالت مناسب طور پر
نیلام بلا تحقیقات اس امر کے منسوخ کر سکے کہ آیا ایسی بیضابطگی اہم کے نتیجہ مین ضرر واقعی
حسب منشاء فقرہ دویم دفعہ مذکور کے ہوا ہے مین یہہ تجویز کرنے پر مائل ہون کہ لفظ بیضابطگی
ساتہ موجودگی لفظ اہم کے فقرہ اول دفعہ مذکور مین اور بوجہ نہونے لفظ مذکور کے دفعہ مذکور مین ایسی تائید اس امر کی
ہوتی ہے جو مینے قایم کی ہے خصوصًا اسوجہ سے کہ فقرہ دویم دفعہ مذکور کا مجموعہ مثل
شرط کے جو فقرہ اول پر حاوی ہو معلوم نہین ہوتا ہے بلکہ بطور فقرہ جداگانہ کے ہے جو لفظ
غیر معطوف سے شروع ہوتا ہے ـ اندرینحالات از روے قاعدہ تفسیر کے ہر دو فقرات
بلا تعلق بغرض فیصلہ اوس امر کے جو میرے روبرو پیش ہے بلا تعلق ہین اور مین خیال
کرتا ہون کہ بتائید اس حجت کے کہ بیضابطگی اہم فی الواقع قاطع نیلام کے ہے بحث معقول
طور پر ہو سکتی ہے ـ اسبارہ مین مین بہ نسبت فیصلہ اولڈفیلڈ صاحب جسٹس کے یہہ
اور لکہنا چاہتا ہون کہ مینے بلا اظہار کسیے راے صاف و صریح کے اسبارہ مین کہ آیا جو نیلام
خلاف قاعدہ تیس یوم محکومہ دفعہ ۲۹۰ کے ہو وہ خود بخود نیلام تابع ایسے بیضابطگی کے ہے
جسکا مقصود جزو اول دفعہ ۳۱۱ مین ہے اتفاق کر لیا تہا ـ مینے بلحاظ اوس بحث کے
جسپر اصرار ہمارے روبرو منجانب رسپانڈنٹ کے ہوا ہے اس امر کا بیان کرنا مناسب

سمجھا ہے - یہہ بحث اس شکل سے دراصل پیدا نہین ہوتی ہے کیونکہ حسب قول ذیعلم
چیف جسٹس کے ہمکو بحیثیت عدالت اپیل اول کے جو امور واقعات اور نیز قانونی کو غور کرنے
بطور امر واقعات کے یہہ تجویز کرنا غیر ممکن ہے کہ جو نیلام ایسی حالت مین ہو جیسا کہ نیلام متعلق
حال کا ہے اوسمین بجز فرد واقعی بحق مدیون ڈگری حسب منشاء جزو آخر دفعہ ۳۱۱ مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے اور کوئی نتیجہ ہو سکتا ہے - مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے
اتفاق کرتا ہون -

ضلع بریلی — اپیل اول نمبر ۸۵ سنہ ۱۸۹۶ء — منفصلہ ۲۲ مارچ

رام پرشاد بنام عبد الکریم

شفع - واجب العرض - رواج - شرع محمدی - طلب مواثبت و طلب اشہاد - تنازعہ - زائد - واپسی -

واقعات مقدمہ کے فیصلہ مین ایچ صاحب جسٹس کے درج ہین -

کالون وبند لعل منجانب اپیلانٹ — کالون واسد علی منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس - اس مقدمہ مین مدعی نے دعوے بمد ڈگری شفع
بہ نسبت اراضی واقع موضع کے جو شریک موضع نے بدست شخص اجنبی کے بیع کی تہی کیا ہے -
بیان ہوا ہے کہ استحقاق شفع بوجہہ واجب العرض کے پیدا ہوا ہے - واجب العرض
مذکور مین فقرہ ذیل درج ہے - رواج شفع کا مطابق دستور ملک کے مروج ہے -
اسکی مراد مین یہہ سمجھتا ہون کہ باہم فریقین واجب العرض کے یہہ استقرار ہوا کہ مطابق دستور
ملک کے قاعدہ باہم اونکے قرار پاویگا - مدعی نے اپنی عرضی نالش مین یہہ بیان کیا ہے کہ
جایداد متنازعہ فی الواقع بعوض مبلغ ... کے فروخت ہوئی ہے اور قیمت فرضی بتعداد
... بیع نامہ مین درج ہوئی ہے اور بطور امر واقعہ کے جزو قیمت مذکور کا واپس
کر دیا گیا ہے - اوسنے یہہ اصلی بیان کیا ہے کہ چند مرتبہ نوٹس مدعا علیہ مشتری کو
اس مضمون سے دی تہی کہ اوسکو قیمت واقعی لے لینا چاہیئے اور جایداد کو مدعی کے نام منتقل کر دینا
چاہیئے لیکن نامبردہ نے اس شرایط پر بیع سے انکار کیا -
بیان تحریری کے تیسرے فقرہ مین یہہ بیان ہوا ہے کہ بعد خریداری کے مدعا علیہ نے

زبانی اور تحریری اطلاع بیع کے مدعی کو دی تہی اور مدعی نے اپنی آمادگی دربارہ اداکرنے معاوضہ بیع باوجودیکہ اوسکو علم قیمت اصلی کا تہا ظاہر نہین کی اور مدعی نے بجواب اوسکے یہہ بہی نہین کہا کہ وہ کیا قیمت اداکرنا چاہتا ہے اور اسوجہ سے اوسکا حق زایل ہوگیا ہے۔

تنقیح سیوم قایم کردہ جج ماتحت حسب ذیل ہے۔ آیا مدعی نے بر طبق دیئے نوٹس مدعاعلیہ کے اپنی آمادگی ظاہر کی یا نہین یا یہہ کہ مدعی نے چند قطعہ نوٹس مشتری کو مضمون دی کہ اصلی قیمت اوسکو لینا چاہیئے لیکن مشتری راضی نہین ہوا۔ عدالت ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ واجب العرض مبہم اور بے معنی ہے اور مدعی نے یہہ ثابت نہین کیا کہ مبلغ [illegible] صحیح قیمت نہین ہے اور بجانب مدعی کے دربارہ نوٹس ہا سے مدعاعلیہ کے قطعی سکوت ہوا ہے چنانچہ عدالت موصوف نے نالش مدعی معہ خرچہ ڈسمس کی۔

بنا راضی ڈگری مذکور کے یہہ اپیل دایر ہوا ہے۔ یہہ قرین اسایش ہوگا کہ فیصلہ مقدمہ کا بلحاظ زر معاوضہ بیع کے پہلے کیا جاوے۔ مجھے اطمینان ہے کہ مدعی نے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ مبلغ [illegible] مندرجہ بیعنامہ قیمت صحیح نہین ہے۔ ایک مقدمہ تہا جسمین میرے فیصلہ مین یہہ قرار پایا ہے کہ مدعی کے ذمہ اس امر کا ثابت کرنا ہے کہ قیمت مندرجہ بیعنامہ صحیح قیمت نہین ہے۔ مقدمہ مین قراین مشتبہ اس نتیجہ کے اخذ کرنیکے لیئے موجود نہین ہین کہ قیمت مبینہ صحیح قیمت نہین ہے۔ بطور امر واقعہ کے خود مدعی نے اسموضع مین بالمعاوضہ مبلغ [illegible] کے خرید کیا ہے۔ اندرین حالات مین تجویز کرتا ہون کہ قیمت مندرجہ بیعنامہ صحیح قیمت ہے۔

دوسرا امر تجویز طلب یہہ ہے کہ آیا مدعی مستحق شفع کا ہے یا نہین۔ فی الواقع اس امر کا کچھہ ثبوت نہین ہے کہ اوس ضلع مین کیا دستور مروجہ ملک کا بہ نسبت شفع کے تہا۔ گواہان مدعی بیان کرتے ہین کہ بہت سے بیع ہوے ہین لیکن کبہی بحث شفع کی اسوقت تک نہین پیدا ہوئی ہے۔ لہذا اگر فی الواقع کوئی خاص رواج اوس ضلع مین مروج تہا تو عدالت کو اوسبارہ مین کچھہ بہی اطلاع نہین ہے۔ مدعی جو کوئی رواج بنا ر اپنے استحقاق شفع کے بیان کرتا ہے اوسکو اوس رواج کے ثبوت مین شہادت دینا

قرض ہے۔ لیکن اوسنے ایسی بات کوئی نہین کی ہے۔ لہذا درحالیکہ کوئی شہادت بابت خاص رواج مروجہ اوس ضلع خاص کے دربارہ شفع کے نہین ہے توکوئی قاعدہ مقدمہ سے متعلق ہونا چاہیئے۔ یہہ ایسا امر ہے جسکی تجویز اکثر ہو چکی ہے اور بالخصوص عدالت ہذا سے میرے بہائی محمود صاحب نے کی ہے۔ پہلا مقدمہ جسمین استدلال کرنا چاہتا ہون وہ مقدمہ اجلاس کامل ہائی کورٹ کلکتہ کا ہے یعنی مقدمہ فقیر راوت بنام شیخ امام بخش (بنگال لارپورٹ ضمیمہ جلد صفحہ ۳۵) سربارنس پیکاک صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین بصفحہ ۲۰ یہہ عبارت حسب ذیل دستیاب ہوتی ہے۔ لہذا ہم خیال کرتے ہین کہ قاعدہ مستحکم اسبارہ مین بدرجہ کافی صاف ہے کہ استحقاق یا رواج شفع بطور مروجہ مابین ہنود ملک بہار اور چند دیگر اجزا ہند مغربی مین مسلمہ ہوتا آیا ہے اور جس اضلاع مین اوسکا وجود عدالتات تسلیم نہین ہوا ہے اوسمین رواج مذکور محتاج ثبوت کی ہوگی اور رواج مذکور درحالیکہ موجود ہو مبنی اوپر اور ہمشکل شرع محمدی کے جو اسبارہ مین ہے قیاس کیا جائیگا الا یہہ کہ برعکس اسکے ظاہر ثابت کیا جاوے۔ اور عدالت جو بین اہل ہنود کے قانون مذکور کو بلحاظ اوس حالات کے جنمین دعوے کیا جاوے نافذ کر سکتے ہین جب یہہ ثابت ہو کہ رواج مذکور اوس بارہ مین مطابق شفع شرع محمدی کے کلیتاً نہین ہے لیکن اظہار استحقاق کا بذریعہ نالش کے ہمیشہ بعد تعمیل ما قبل شرائط معینہ شرع محمدی کے ہونا چاہیئے کہ جن شرائط کے تعمیل اور اوس پر اصرار اون کل مقدمات مین زمانہ سابق سے پایا جاتا ہے جنکی مسل ہمارے پاس موجود ہین

اگر اس خاص مقدمہ مین ہمکو اوسکی تقلید واجب ہے تو بموجب اوس فیصلہ کے درحالیکہ کوئی شہادت بابت ثبوت اس امر کے نہین ہے کہ اس ملک مین باہم اہل ہنود کے مطابقت ساتہہ قاعدہ شرع محمدی کے نہین ہے تو ہمکو یہہ اپیل ڈسمس کر دینا چاہیئے کیونکہ مدعی نے تعمیل قاعدہ شفع شرع محمدی کے نہین کی ہے۔

دوسرا مقدمہ چودہری برج لعل بنام راجہ گور سہاے کا ہے فیصلجات اجلاس کامل ابتداے جولائی لغایت دسمبر ۱۸۶۷ء ممالک مغربی و شمالی صفحہ ۱۲۸ ۔ یہہ فیصلہ عدالت ہذا کا ہے اور جہانتک مین دیکھ سکتا ہون صرف جس امر مین وہ مختلف فیصلہ

اجلاس کامل کلکتہ سے ہے وہ بدرجہ اہم حسب ذیل ہے جو صفحہ ۱۳۰ مین درج ہے۔

یہہ قرین قیاس ہے کہ ایسے اضلاع مین جنمین استحقاق شفع بذریعہ تمام دستور کے بلا قید کسی شرط کے یا معہ صرف بعض شرایط شرع محمدی کے رایج ہے۔ اگر وجود ایسے رواج کا اسطرحپر بلا قید ثابت ہو تو عدالت کو اوس رواج کا بلا شمول لازمات کے جو جز رواج مذکور ثابت نہین ہوئی ہین موثر کرنا فرض ہے۔ میری راے بنسبت اوسکے یہہ ہے کہ ہمکو اوسکی تقلید کرنا فرض ہے تو مسٹر کالون کو وہی وقت پیش آتی ہے جو اونکو مقدمہ سابق مین پیش آئے تھے۔ تاہم مدعی پر یہہ ثابت کرنا فرض ہے کہ کوئی بات رواج مذکور مین ایسی ہے جس سے اقتضایات شرع محمدی کے کم ہو جاتے ہین اور مسلًا اس مضمون کی کوئی شہادت موجود نہین ہے۔

ایک مقدمہ منفصلہ عدالت ہذا کا بھی ہے جو رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۶۵ء کے صفحہ ۱ مین درج ہے۔ جی کنور بنام ہیرا لعل۔ مقدمہ مذکور فیصلہ محولہ اخیر سے کچھہ متجاوز نہین ہے۔ اوسکی پیشانی کا یہہ مضمون ہے جہان کہین رواج شفع کا ہندو مین رواج ہو تو ضروری نتیجہ اوسکا یہہ نہین ہو سکتا ہے کہ شخص دعویدار شفع کو کل شرایط شرع محمدی متعلقہ شفع کی تعمیل کرنا چاہیئے۔ تجویز یہہ ہونی چاہیئے مین اسکے نسبت کل یہہ کہہ سکتا ہون کہ اگر کوئی شخص عدالت مین آوے اور کسی رواج پر استدلال کرے تو اوسکو وہ رواج ثابت کرنا چاہیئے لیکن اگر وہ اوس رواج کو ثابت نکر سکے بلکہ وہ کسی قاعدہ قانون پر استدلال کرے تو اوسکو قاعدہ قانون مذکور کو اوسطرحپر قبول کرنا چاہیئے جیسا کہ وہ اوسکو دستیاب ہو۔

بعدہ مقدمہ ضمیر حسین بنام دولت رام (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۱۰) کا ہے جسمین میرے بہائی محمود صاحب نے فیصلہ اجلاس کامل عدالت کلکتہ محولہ بالا پر غور کامل کیا تہا۔ بملاحظہ فیصلہ مذکور کے مین اوس سے بالکل اتفاق کرتا ہون جو میرے بہائی محمود صاحب نے اوس فیصلہ مین تحریر کیا ہے۔

بمقدمہ گوبند دیال بنام عنایت اللہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۷۵) کے میرے بہائی محمود صاحب نے جو کچھہ اصلیت اس قانون کی تہی بخوبی بتلائی ہے اور وہ یہہ ہے کہ وہ یہہ قانون جسکی ابتدا شرع محمدی قدیم سے ہے اور اوسپر

مسلمان ججون سے عملدر آمد کیا ہے - مشار الیہ نے یہہ بھی بتلایا تھا کہ اگرچہ قانون
شفع کا ابتدا مسلمانون اور صاف ساده ہے تاہم بعده اہل ہنود نے اختیار کیا تھا اور مشار الیہ نے
بہت سے مقدمات متعلقہ شفع کے بتلائی ہین -

قانون متعلقہ شفع کا میرے بہائی محمود صاحب جسٹس وڈلیو تایبٹ صاحب
جسٹس نے اپنی اپنی فیصلہ مقدمہ امین بنام بدہ سنگہ (زبدۃ النظائر مقتدہ ۱۸۸۳ء
صفحہ ۲۳۱) مین بہہ بحث کی ہے -

نتیجہ یہہ ہے کہ ہمپر فیصلہ اجلاس کامل ہائیکورٹ کلکتہ کی تقلید کرنا فرض ہے تو کل
شرائط شرع محمدی کے تعمیل کما حقہ بغرض مستحق کرنے کسی شخص کے واسطے دعویدار
شفع کے ضروری ہے مثلاً اوسکو طلب مواثبت و طلب استشہاد حسب شرع محمدی کے کرنا
چاہیئے برعکس اسکے اگر ہم فیصلہ اجلاس کامل ۱۸۸۳ء عدالت ہذا پر لحاظ کرین تو یہہ
ہوگا کہ مدعی شفیع مستحق اس امر کے ثابت کرنیکا ہوگا کہ کوئی خاص رواج ضلع مین ایسا
رائج ہے جس سے وہ تعمیل تحت شرائط قاعدہ شرع محمدی سے بری ہوگیا ہے - لیکن
اسمقدمہ مین مدعی ہر صورت سے قاصر رہا ہے - اسمقدمہ مین کوئی شہادت نہین ہے
کہ مدعی نے کما حقہ تعمیل شرائط شرع محمدی کے کی ہے اور نہ اوسنے کوئی ثبوت ایسے
رواج کے وجوہ کا دیا ہے جس سے وہ تعمیل مذکور سے بری ہوگیا ہو - مسٹر کالون
نے جانب رسپانڈنٹ کے نوٹس مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۸۸۳ء مرسلہ رسپانڈنٹ بنام مدعی
پر استدلال کیا ہے مشار الیہ نے نوٹس مرسلہ رسپانڈنٹ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۸۳ء
پر بہی استدلال کیا ہے اور مشار الیہ ہمسے نوٹس ہائے مذکور سے اس نتیجہ کے اخذ کرنیکی
درخواست کرتے ہین کہ تقاضا کیا گیا ہے اور یہہ اطلاع دی گئی ہے کہ جایداد باستحقاق
شفع بقیمت ازروے معاہدہ کے لیجاویگی - بلاحظہ نوٹس ہائے مذکور کے اول
مین یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ اگر کوئی تقاضا اندر وقت معقول کے کیا بہی گیا ہے تو وہ تقاضا
یہہ تھا کہ جایداد مدعیکو بادا ے اوس قیمت کے حوالہ کردیجاوے جو خود اوسنے تشخیص کی
ہے یعنی مبلغ صمصما سر اور نہ اوس قیمت پر جو اصل قیمت ازروے معاہدہ کے تھی -
لیکن مین خیال کرتا ہون کہ ان خطوط سے کوئی کافی ثبوت کسی تقاضے کا حاصل نہین ہوتا
ہے علاوہ برین کوئی شہادت دربارہ طلب استشہاد کے نہین ہے - اسکی بہی کوئی شہادت

نہین ہے کہ مدعی اصل قیمت جو از روے معاہدہ کے تہی اوسکے ادا کرنے پر آمادہ تہا - یہہ امر کہ اصلی قیمت کیا ہے منجملہ اون امور کے ہے جنکے نسبت مدعی اسوقت تک حجت کرتا رہا ہے -

اندرین خیالات مجہے واضح ہوتا ہے کہ مدعی مقدمہ ہذا اس امر کے ثابت کرنے مین قاصر رہا ہے کہ فی الواقع کوئی رواج ایسا تہا جس سے مدعی قواعد شرع محمدی کے تعمیل سے بری ہوگیا تہا اور اوسنے یہہ بہی ثابت نہین کیا کہ اوسنے فی الواقع تعمیل قواعد مذکورہ کی ہے بدین وجوہ میری یہہ راے ہے کہ یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس ہونی چاہیئے -

یہہ ایسا ہوا ہے کہ ہمکو تنقیحات اسبارہ مین واپس بہیجنا چاہیئے کہ کیا رواج ہے یا یہہ کہ آیا کوئی رواج ایسا ہے جس سے عام قاعدہ شرع محمدی کا کم ہوگیا یا یہہ کہ آیا طلب مواثبت یا طلب استشہاد ہوا تہا یا نہین - بطور عام قاعدہ کے مین اس قسم کے مقدمات کے بہیجنے مین اعتراض کرتا ہون جس مین جج عدالت ماتحت نے کسی امر کے نسبت تنقیح قائم کی ہے اور فریقین کو اوسپر متوجہ کیا ہے اور فریقین اوسکی تائید یا تردید مین شہادت پیش کرنیسے قاصر رہے ہین - اس سے فریقین کو صرف موقع بہر سالی جہوٹی اور غلط رو عی شہادت پیش کرنے اور اپنے مقدمات کے دو باتین طریقون مین تجویز کرانیکا موقع حاصل ہوگا لہذا مین اس ایما پر عمل کرنے سے انکار کرتا ہون -

محمود صاحب جسٹس - میری بہی بالکل یہی راے ہے لیکن صرف بہ نسبت عبارت واجب العرض فقرہ ۱۴ کے یہہ اور تحریر کرنا چاہتا ہون کہ لفظ شفع مستعمل ہوا ہے لفظ شفع ایک عبارت اصطلاحی عربی قانون کی ہے اور اس حیثیت سے مین فقرہ واجب العرض مذکور نہین پڑہ سکتا ہون کہ گویا ایسی کوئی لفظ ہی موجود نہین ہے اور اوس فقرہ کے تعبیر کرنے مین مین لفظ شفع پر وہی معنی اور کل وہ لازمات قائم کرونگا جو اسمین بموجب شرع محمدی کے قائم ہین - میرے ذہن مین کچہہ شبہہ نہین ہے کہ فریقین واجب العرض نے استعمال اوس عبارت کا اوسی منشا مین کیا ہے جو اوسکی بموجب شرع محمدی کے ہے - چونکہ مدعی نے اوسوقت جایداد کے لینے سے انکار کیا جب اوس سے لینے کو کہا گیا تہا تو اب اوسکو عدالت مین آنیکا حق نہین ہے مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے اسبارہ مین بالکل اتفاق کرتا ہون اگر ہم اسمقدمہ کو واپس کرین تو مدعی کو اوس شہادت

سے پیش کرنیکا موقع دینا ہے جو وہ وقت مناسب پر پیش کر سکتا تہا اگر اوسکا پیش کرنا
اوسنے پسند نہین کیا نامبردہ بخوبی اوس کل شہادت کو جسکو وہ اب پیش کرنا چاہتا
ہے اسوقت پیش کر سکتا تہا جب اوسکے مقدمہ کی تجویز عدالت ماتحت مین ہو رہی
تہی ۔ لہذا مین دربارہ ڈسمسی اپیل معہ خرچہ کے اتفاق کرتا ہون ۔

متفرقات

منفصلہ ا رمئی

درخواست دوارکا پرشاد وغیرہ ہم

امتحان وکالت ۔ بورڈ امتحان کا بلا اطلاع امیدواران کے تعداد نمبر ہاے پاس سرٹیفکٹ کے بڑہانا ۔ درخواست امیدواران ناکامیاب کے بعدالت ہائی کورٹ ۔

یہہ درخواست منجانب اون متعدد اشخاص کے ہے جو امتحان وکالت درجہ اعلی ماتحت موقوعہ جنوری گذشتہ مین امیدوار ناکامیاب رہے تہے درخواست مین تحریر ہے کہ منجملہ ۹۹۴ امیدوارانکے صرف ۴۴ شخص کامیاب ہوے تہے اور امسال فیصدی کامیاب امیدواران کی بجاے ۲۹ فیصدی ۱۸۸۳ع و ۳۵ فیصدی ۱۸۸۴ع و ۳۴ فیصدی ۱۸۸۵ع و ۲۹ فیصدی ۱۸۸۶ع کے ۹ ۱/۲ کم ہوئی ہے اور سوالات امسال کے غیر معمولی طور پر مشکل تہی اور بورڈ امتحان نے بلا اطلاع امیدواران کے اوس اقل تعداد نمبر کو بڑہا دیا ہے جو پاس سارٹیفکٹ کے لیئے معین تہی ۔ یہہ بہی بیان ہوا ہے کہ بوجہ اسکے کہ بورڈ امتحان نے قواعد جدید تحریر کیے ہین اور قواعد مذکور سال آئندہ سے نافذ ہونگے اور قواعد مذکور مقتضی اس امر کے ہین کہ امتحانات آئندہ بزبان انگریزی ہونگے اور یہہ کہ امیدواران مجاز شرکت وہ ہونگے جنہون نے درجہ الف آئی کلکتہ یونیورسٹی کا حاصل کیا ہو پس اکثر امیدواران ناکامیاب سال حال کے پہر شرکت امتحان سے ممنوع ہو جاوینگے کیونکہ سال آئندہ مین امیدواران مذکور قابل شرکت امتحان الف آئی کے لائق ہونگے ۔ درخواست مذکور مین استدعا یہہ ہے کہ امسال جشن جبلی سلطنت ملکہ معظمہ قیصر ہند کا ہے اور ایسا سال ہے کہ جسمین کل رعایا ملکہ معظمہ قیصر ہند کے خوشی کرتی ہے اور اگرچہ غریب سائلان مستدعی کسی خاص ذاتی رعایت کے نہین ہے تاہم اونکو امید واثق ہے کہ نتیجہ امتحان گذشتہ پر

بنظر غور فرمایا جاوے اور فیصلہ قدیم جو دوبارہ حصول پاس سارٹیفکٹ کے مقبول ہوتی رہی
اوسی پر عود فرمایا جاوے۔

درخواست مذکور حسب الحکم جناب چیف جسٹس صاحب کے اجلاس کامل مین
بغرض تصفیہ کے پیش ہوے۔

حمید اللہ منجانب سایلان

انچ صاحب چیف جسٹس و براد ہرسٹ صاحب جسٹس و تریل صاحب جسٹس
و محمود صاحب جسٹس — درخواست ہذا بحضور حکام ہائی کورٹ بغرض دست اندازی
اوس اختیار امتیازی کے ہے جو بورڈ امتحان نے امتحان امیدواران وکالت درجہ اعلی
ماسبق گذشتہ مین استعمال کیا ہے۔ ہائی کورٹ نے اپنا اختیار بورڈ ممتحنان کیطرف
منتقل کر دیا ہے جسکے منتقل کرنیکا اختیار عدالت موصوف کو قانوناً جائز تھا اور واضح
ہوتا ہے کہ بورڈ موصوف نے اپنے اختیار امتیازی کو مناسب طور پر اور جوازاً
اور بنظر فائدہ عوام الناس کے استعمال کیا ہے ہمارے رائے مین کوئی وجہ نہین ہے کہ
عدالت اس معاملہ مین دست اندازی کرے۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس — چونکہ مین پریزیڈنٹ بورڈ امتحان کا ہون لہذا
مین اپنی رائے کسی جانب ظاہر کرنا پسند نہین کرتا ہون

ضلع گورکھپور — اپیل فوجداری نمبر ۱۱۷ — منفصلہ ۲ مئی

قیصر ہند بنام بشیشر وغیرہم

بلوہ — ارتکاب ضرر شدید اثنا بلوہ مین اور بغرض پیشرفت غرض مشترکہ کے —
جرائم مختلف — احکام سزا جداگانہ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (تعزیرات ہند) دفعات
۱۴۷ و ۱۴۹ و ۳۲۵ — ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع — مجموعہ ضابطہ فوجداری
دفعہ ۲۳۵ —

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ مین انچ صاحب چیف جسٹس کے درج مین

راس الستن منجانب اپیلانیان و گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

انچ صاحب چیف جسٹس — ۲۲ جنوری گذشتہ کو اپیلانیان مقدمہ ہذا

نسبت سشن جج گورکھپور نے بجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۴۸ تعزیرات ہند بابت بلوہ اور حسب دفعہ ۳۲۵ مجموعہ مذکور بابت بالارادہ ضرر شدید پہونچانے مسٹر ٹرنر کے صادر کی تھی۔

نسبت ہرناتھ پانڈے کے حکم سزاے قید دو سالہ بابت جرم بلوہ اور تین سال بابت بالارادہ ضرر شدید پہونچانے کے صادر ہوا تھا اور منگل کے نسبت حکم سزاے قید ایک سال بابت بلوہ اور پانچ سال بابت ضرر شدید پہونچانے کے صادر ہوا تھا۔ ہر مقدمہ مین صاحب جج نے یہہ حکم دیا تھا کہ حکم سزاے بابت ضرر شدید پہونچانیکے بوقت ختم ہونے حکم سزا بلوہ کے شروع ہوگا۔

مسٹر الستن نے جو منجانب اپیلانٹان حاضر ہوے مین یہہ حجت تھین کی ہے کہ بلوہ کا وقوع فی الواقع ہوا ہی نہین ہے بلکہ اونہون نے بہ نسبت دو برہی ولشیشر والا وسر جو وا امیر خان و متہرا کے یہہ حجت کی ہے کہ یہہ لوگ موجود نہ تھے اور بلوہ مین یا مسٹر ٹرنر کے ضرر پہونچانے مین شریک نہ تھے۔ اور بہ نسبت کل اپیلانٹان کے مسٹر الستن نے یہہ حجت کی ہے کہ بوجہہ دفعہ ۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے جسکی ترمیم از روے دفعہ ۴ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۲ء کے ہوئی ہے احکام سزا ہر مقدمہ مین خلاف قانون ہین۔ بتائید اس حجت کے مسٹر الستن نے فیصلہ مسٹر اسٹریٹ صاحب جسٹس بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رام پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱۲۶) پر استدلال کیا ہے۔ مسٹر الستن نے یہہ بہی حجت کی ہے کہ ہر حال مین احکام سزا ہر مقدمہ کے بہت سخت ہین۔ بلحاظ اوس تعظیم کے جو ہم نسبت راے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے کرتے ہین ہم نے اپنے فیصلہ پر غور کرنے کے لیئے مہلت لی تہی۔ جس بلوہ کے اثنا مین مسٹر ٹرنر کو صدمہ پہونچا تھا اوسکا وقوع ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۸۸۶ء کو ہوا تھا۔ واضح ہوتا ہے کہ سابقاً مسٹر ٹرنر سنت بخش سنگہ کی ملازمت مین تہے اور ملازمت کے سلسلہ مین سنت بخش سنگہ کیطرف سے لگان وصول کرتے تہے۔ قبل ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۸۸۶ء کے مسٹر ٹرنر نے اپنے خدمات ناتھ بخش سنگہ بہائی سنت بخش سنگہ کیطرف منتقل کر دی تہین وقت واردات کے بحیثیت کارندہ ناتھ بخش سنگہ کے موضع چھوٹا بشن پورہ کو بغرض وصول کرنے لگان سکنا جو یہہ سے دیا گی

سنت بخش سنگہ وناتہہ بخش کے معلوم ہوتے ہین گئے تہے - جب مسٹر ٹرنر کوشش وصول لگان کے اپنے آقا ناتہہ بخش سنگہ کے طرف سے کر رہے تہے ایک گروہ اشخاص لاٹہی بند جسکا سرغنا ہرناتہہ پانڈے گہوڑے پر سوار تہا موقع مین آیا ہرناتہہ پانڈے نے ناتہہ بخش کو حکم دیا کہ جہٹ جاؤ یہہ کہکر کہ سنت بخش پرشاد کا حکم ہے کہ صاحب کو مارو تمکو اور تمہارے آدمیونکو تہین - ہرناتہہ پانڈے کی جماعت نے مسٹر ٹرنر کو گہیر لیا اور منگن اپیلانٹ ڈہیر ہم نے مسٹر ٹرنر کی سر اور جسم پر اپنی اپنی لاٹہی ماری او سا سطر جیر صاحب کو ضرر پہونچایا - بالاخر مسٹر ٹرنر اپنی جان لیکر بہاگ گیا - یہہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ آیا دیگر اپیلانیان نے مسٹر ٹرنر کو واقعی طور پر مارا یا نہین - مجہے کچہہ شبہہ نہین ہے کہ ہر اپیلانٹ بلوہ مین شریک اور دخیل تہا - میری رائے مین انہین سے ہر شخص کی بخوبی شناخت ہوئی ہے اور بہ نسبت عدم موجودگی کے جو دوبری وبشیشر دیال ولاسا دسرجو وامیر خان مہتہا کے نسبت بیان ہوا ہے مین خیال کرتا ہون کہ وہ بے وقعت ہے میری رائے مین یہہ بہی صاف ثابت ہے کہ منگن نے ارتکاب یا جرم مصرحہ دفعہ ۳۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند کا بذریعہ بالارادہ ضرر پہونچانے مسٹر ٹرنر کے کیا ہے اور منجملہ دیگر اپیلانیان کے ہر اپیلانٹ ذمہ دار ارتکاب جرم مذکور کا او سیطر جیر ہے کہ گویا خود اوسنے اپنے ہاتہہ سے ارتکاب کیا ہے - اغراض مشترکہ مجتمع خلاف قانون مذکور کے میری رائے مین یہہ تہین کہ مسٹر ٹرنر اپنے آقا کیطرف سے لگان دہی اسامیان کے وصول کرنیسے باز رہے اور نیز اوسپر سختی کرنے کی غرض تہی - اغراض مذکور کی تکمیل ہوئی تہی - اور اس بارہ مین بحث نہین ہے کہ اپیلانیان کی تجویز اور باخوذی بموجب دفعہ ۱۴۷ اور ۳۲۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے قانونا ہو سکتی ہے اور نہ اسبارہ مین کوئی شبہہ ہو سکتا ہے - اور مجہے بدرجہ مساوی کوئی شبہہ نہین ہے کہ اپیلانیان کی نسبت مناسب طور پر تجویز ثبوت جرم اور احکام سزا ہر ایک مقدمہ مین صادر ہوئی ہین بہ نسبت تعداد احکام سزا کے مجہے صرف یہہ شبہہ ہے کہ آیا ہرناتہہ پانڈے کو اوس سے زیادہ سخت سزا نہین ملنی چاہیے تہی جو اوسکی نسبت صادر ہوئی ہے

بعدہ یہہ بحث باقی رہجاتی ہے کہ آیا احکام سزا جائز ہین یا نہین۔ اس
امرکا مدار اوپر صحیح تعبیر دفعہ ۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند جسکی ترمیم از روے
دفعہ ۴ ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۸۲ہوئی ہے اور نیز تعبیر دفعات ۱۴۹ و ۳۲۵
مجموعہ مذکور کے ہے۔

جس شخص کے نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۲۵ بابت ایذاء
ضرر شدید پہونچانے کے صادر ہوا اوسکو سزاے قید جو دو قسمون مین سے
کسی قسم کی قید جسکی میعاد سات برس تک ہو سکتی ہے دیجا سکتی ہے
... قسمت جو ہمارے روبرو پیش ہین اون مین سے کسی مین حکم [illegible]
قید کی اوس میعاد سے تجاوز نہین ہوا ہے جو حسب حکم بابت جرم ضرر
دفعہ ۳۲۵ کے دے سکتے ہین۔

دفعہ ۷۱ ترمیم شدہ حسب ذیل ہے۔ جب کوئی فعل جو جرم ہے
چند اجزا سے مرکب ہو اور ان اجزا کا ہر ایک جزو بجاے خود جرم ہو
تو اون سب جرمون مین سے ایک سے زیادہ جرم کی سزا دیجائیگی بجز
اوس حالت کے کہ کسی سزا کا حکم بصراحت پایا جاوے۔
جب کوئی امر ایسا جرم ہو جو کہ ایسے قانون مجریہ وقت کے دو
یا زیادہ مختلف تعریفات مین داخل ہو جسمین جرایم کی تعریف یا اونکی
سزا مین درج ہون۔ یا جب چند افعال جنمین سے ایک یا ایک سے زیادہ
کا مجموعہ فی نفسہ جرم ہے سب کے سب اکٹھے ہو کر کوئی اور جرم ہو جاتا
تو مجرم کو اوس سے زیادہ سخت سزا نہ دیجائیگی جسقدر عدالت مجوزہ جرم مذکور کسی
جرم منجملہ جرایم مصرحہ صدر کی پاداش مین اوسپر عاید کر سکتی ہے۔

اگر صرف فقرات دوم اور سوم بے دفعہ ۷۱ کے جیسے اوسکی ترمیم
ہوئی ہے صرف وہ اجزا دفعہ مذکور کے ہین جو اس مقدمہ مین متعلق ہو سکتے
ہین تو یہہ صاف ظاہر ہے کہ اپیلانٹان مین سے کسی کے اوس سے سزا زیادہ سخت
سزا نہین ہوئی ہے جو وہ عدالت عاید کر سکتی ہے جسنے اوسکی تجویز نسبت
جرم دفعہ ۳۲۵ کے کی تہی منگن کے نسبت سزاے قید چہہ سال کے بابت

دو جرائم کے یعنی بہ نسبت ایک کے پانچ اور دوسرے کے ایک سال صادر
ہوتی ہے حالانکہ صاحب جج نامبردہ یہ سزاے قید معیادی سات سال بابت جرم مصرحہ
دفعہ ۳۲۵ کے عائد کر سکتے تھے -

کل دفعہ مین لفظ سزا کا مستعمل ہوا ہے اور نہ لفظ حکم سزا کا اور مین
سمجھتا ہون کہ یہہ استعمال کسی غرض سے ہوا ہے - اگر جزو اولین دفعہ ۱۷
کا یعنی وہ دفعہ جو قبل ترمیم تھا اس مقدمہ سے متعلق ہے تو جواب یہہ ہے کہ کسی
اپیلانٹ پر منجملہ اوسکے جرائم کے ایک جرم کے سوا سزا عاید نہین ہوئی ہے
یعنی یہہ کہ میعاد مجموعی قید کی کسی مقدمہ مین اوس سزاے درجہ اقل سے متجاوز
نہین ہوئی ہے جو بابت جرم مصرحہ دفعہ ۳۲۵ کے عائد ہو سکتی تھی - اگر
واضعان قوانین کا یہہ مقصود ہوتا کہ جو مقدمات دفعہ ۱۷ ترمیمی مین داخل
ہون اون مین مجرم پر صرف ایک جرم کی بابت سزا عائد ہو سکتی ہے تو
واضعان ممدوح کو ایسا ہی حکم دینا آسان تھا اور اوس حالت مین دفعہ
مذکور کی صرف وہی تاثیر نہ ہوتی جسکا ہونا مین خیال کرتا ہون بلکہ اوسکی یہی
تاثیر ہوتی جسکے ہونے کی بابت مسٹر السٹن حجت کرتے ہین -

اگر حجت مسٹر السٹن کی بناء معقول پر مبنی ہوتی تو مین اقرار کرتا ہون
کہ مجھے کوئی وجہہ کافی بہ نسبت اندراج دفعہ ۳۲۵ داخلہ مجموعہ ضابطہ
فوجداری کے تمثیلات متعلقہ دفعہ مذکور کے نہین معلوم ہوتی ہے -
کسی شخص ملزم کی تحقیقات اور تجویز بابت دو جرمون کے کم فائدہ مند
ہوگی بشرطیکہ سزا اوسکو صرف ایک ہی جرم کی بابت ہو سکتی ہو -
میری راے مین جو مین باشتباہ یہہ جانکر ظاہر کرتا ہون کہ وہ خلاف راے
ایک بہت تجربہ کار قانون دان صیغہ فوجداری عدالت ہند کے کی ہے مین
مسٹر اسٹریٹ صاحب جسٹس کا ذکر کرتا ہون کہ دفعہ ۱۷ ترمیم شدہ اس قسم کے
مقدمہ سے ہرگز متعلق نہین ہے - اور یہہ امر کہ آیا دفعہ ۱۷ اس مقدمہ سے
متعلق ہے یا نہین اوپر تعبیر دفعہ ۱۴۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے منحصر ہونا چاہیے
جبتک دفعہ ۱۴۹ کے رو سے کوئی جرم پیدا نہو ظاہر ہے کہ دفعہ ۱۷ متعلق نہین ہے -

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ ۱۴۹ کی رو سے کوئی جرم پیدا نہین ہوتا ہے بلکہ مثل دفعہ ۳۴ مجموعہ مذکور کے بعض مشعر استقرار اصول کامن لا کے ہے جو کسی نہ کسی طرح پر انگلستان مین مروج ہو گیا ہے - بلاشبہہ مقدمہ مین بغرض صادر کرنے تجویز ثبوت جرم نسبت اپیلانیان یا بستثنا منگرو اپیلانٹ بابت جرم مصرحہ دفعہ ۳۲۴ کے ثبوت کے طرف سے ایسی شہادت کا دینا ضروری تہا جس سے صاحب جج مستحق اس امر کے تجویز کرنے کے ہوتے کہ مجمع خلاف قانون تہا اور بعض شرکا مجمع خلاف قانون مذکور نے بالارادہ مسٹر ٹرنر کو ضرر شدید حسب دفعہ ۳۲۵ کے پہونچایا ہے اور ارتکاب جرم مذکور کا شریک مجمع خلاف قانون مذکور نے اوس مجمع کی غرض مشترکہ کی پیشرفت مین کیا یا یہہ کہ جرم ایسا تہا کہ شرکا مجمع مذکور کو علم اسبات کا تہا کہ غالبًا غرض مذکور کے پیشرفت مین ارتکاب اوسکا ہوگا اور یہہ کہ ملزمان وقت ارتکاب جرم مذکور کے شرکا مجمع مذکور کے تہے - جب واقعات مذکور ثابت ہو جاوین تو ارتکاب جرم مصرحہ دفعہ ۳۲۵ کا بمقابلہ ملزمان کے ثابت ہوگا - یہہ سچ ہے کہ ایک درجہ ثبوت کا شہادت اس امر کی ہے کہ ملزمان وقت ارتکاب جرم مقتضیہ دفعہ ۳۲۵ کے شرکا مجمع خلاف قانون کے تہے - جرم مصرحہ دفعہ ۳۲۵ بجز اوس صورت کے کہ اوسمین حکم ہو بالارادہ ضرر شدید پہونچانیکا اور نہ بالارادہ ضرر پہونچانیکا اوس حال مین کہ ملزم شریک مجمع خلاف قانون کا ہے - مین خیال کرتا ہون کہ غرض دفعہ ۱۴۹ کی ایسے مقدمہ مین جیسا کہ مقدمہ ہذا ہے یہہ ہے کہ یہہ صاف ہو کہ ملزم جو حسب دفعہ مذکور ہو یہہ جوابدہی نہین کر سکتا ہے کہ مین وہ شخص نہین ہون جسکے ہاتہہ سے ضرر شدید پہونچا ہے - منگن کے مقدمہ پر لحاظ کیجئے کہ جسکے ہاتہہ سے فی الواقع مسٹر ٹرنر کو ضرر پہونچا ہے - اوسکے مقدمہ مین یہہ حال ہے کہ نامبردہ اوسی مجمع خلاف قانون کا شریک تہا اور جرم مرتکبہ نامبردہ کا ارتکاب پیشرفت مین غرض مشترکہ مجمع خلاف قانون مذکور کے ہوا تہا اور ایسا تہا کہ وہ خود

اور دیگر اپیلانٹان جانتے تھے کہ غالباً غرض مذکور کی پیشرفت مین ارتکاب
اوسکا ہوگا۔ بموجب فیصلہ کثرت راے عدالت ہذا بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند
بنام رام سروپ کے (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۵۷)
اگر اونکا فیصلہ متعلق ہو تو قانوناً منگن کی نسبت حکم سزاے قید بابت بلوہ اور
سزاے قید بابت ضرر شدید پہونچانے سشن جج کے صادر ہوسکتا ہے۔
میری وجہ دربارہ شبہہ کرنے اس امر کے کہ آیا فیصلہ کثرت راے عدالت بمقدمہ
مذکور کا متعلق ہے یا نہین یہہ ہے کہ حکم استصواب تا فیصلہ کثرت راے عدالت
سے کچھ صاف ظاہر نہین ہوتا ہے کہ مقدمہ مذکور عدالت سے ایسا تصور ہونا چاہیئے تھا یا یہہ کہ
فی الواقع اکثر حکام عدالت نے اوسکو ایسا ہی تصور کیا تھا کہ جسمین ایہہ ثابت تھا کہ ضرر شدید مجمع
خلاف قانون کے غرض مشترک کے پیشرفت مین پہونچایا گیا تھا یا یہہ کہ شرکا مجمع خلاف قانون
مذکور کو معلوم تھا کہ غرض مشترکہ مذکور کے پیشرفت مین ارتکاب جرم ضرر شدید
پہونچانیکا ہوگا۔ تاہم اگر مقدمہ مذکور مین استصواب اس بنا پر نہین ہوا تھا کہ عدالت
یہہ قیاس کرے کہ ضرر شدید مجمع خلاف قانون کے غرض مشترک کے پیشرفت
مین پہونچایا گیا ہے تو میرے سمجھنا دشوار ہے کہ مقدمہ مین کیون استصواب ہوتا تھا
اور یہہ کہ علاوہ میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب نے اپنی فیصلہ مقدمہ مذکور مین
استصواب کو اوسی بنا پر طے کیا ہے۔

اگر پانچ شخص الف و ب و ج و د و ہ بغرض مشترکہ اور بہ نیت کرنے اوس
فعل کے تکمیل جس سے جرم بلوہ کا موضوع ہوتا ہے اور بلوہ کے اثنا مین باعث
ضرر شدید پہونچانے کسی خاص شخص کے ہون اور اس نیت کو تکمیل کو پہونچاوین
لیکن اتفاقاً ضرر شدید اوس خاص شخص کو صرف ایک شخص سے منجملہ پانچ اشخاص
مذکور کے پہونچے۔ مین کہتا ہون کہ الف کے ہاتھ سے۔ تو مین نہین سمجھتا ہون
کہ کس قانون کے اصول یا عام فہم کے بنا پر الف مستوجب حکم سزا اسکا
بابت بلوہ کے اور نیز بابت ضرر شدید پہونچانیکے ہے حالانکہ اوسکے ساتھی
جو بدرجہ مساوی مجرم ہین منجملہ جرائم مذکور کے صرف ایک کی بابت مستوجب
سزا ہونگے۔ باعتبار سند فیصلہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام ربیع الصمد (دیکلی رپورٹ

جلد ۷ مقدمات فوجداری صفحہ ۱۳) سے یہہ کہا جا سکتا ہے کہ جو تمثیل مین نے
ابھی بیان کی ہے اوسمین الف کو بابت بلوہ کے اور نیز بابت ضرر شدید پہونچانیکے
سزا نہین ہو سکتی ہے ایک فقرہ فیصلہ ٹاٹنہیم صاحب جسٹس و گھوس صاحب جسٹس
مقدمہ لوکناتھ سرکار بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (ادین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱
صفحہ ۳۴۹) کا بھی ایک سند مفید اس حجت کی معلوم ہوتا ہے ۔ جس فقرہ کا مین نے
ذکر کیا ہے وہ حسب ذیل ہے ۔ اگر یہہ ثابت ہوتا کہ ضرر پہونچانا جبر اور سختی ایسی
تھی کہ جس سے بعینہٖ جرم بلوہ کا مقدمہ حال مین موضوع ہوتا ہے تو ہم تجویز کرنیکو
آمادہ ہین کہ قیدی کو ضرر پہونچانے یا بلوہ دونونکے بابت سزا نہین ہو سکتی ہے ۔
لیکن واقعات مقدمہ سے ایسی تجویز لازم نہین آتی ہے کیونکہ قبل ضرر پہونچانے
کے بلوہ کا ارتکاب ہو رہا تہا ۔ اگر یہہ صحیح رائے نسبت قانون کے ہے تو الف
جسکے فعل ضرر شدید کے پہونچانے سے جرم بلوہ کا موضوع ہوتا ہے بعلت بلوہ یا
ضرر شدید پہونچانے کے سزایاب نہین ہو سکتا ہے لیکن اوسکے ساتھی
ہمسایان ب د ج د د وہ جنہون نے بعد ازان اثناء بلوہ او پیشرفت مین غرض
مشترکہ مجمع خلاف قانون مذکور کے خاص اپنے ہاتھون سے بالارادہ ضرر شدید
کسی اور دوسرے شخص کو پہونچایا ہے انکو بلوہ اور اوس ضرر شدید کی سزا ہو سکتی
ہے جسکے وہ باعث ہوے تھے ۔ یا یون کہو کہ جس شخص کا فعل جرم مندرجہ
دفعہ ۳۲۵ کا تہا وہ جرم بلوہ مصرحہ دفعہ ۱۴۶ مین مبدل ہو گیا اور جسکے ہاتھ سے پہلے
ضرب پہونچی وہ مستوجب حکم سزا بعلت صرف ایک جرم کے ہوگا حالانکہ اوسکے
ساتھی جو اوس سے زیادہ مجرم نہین ہین دونو جرمون کی علت مین سزایاب ہوتے
ہین باوجودیکہ ارتکاب کل جرائم کا پیشرفت مین غرض مشترکہ مجمع خلاف قانون کے
ہوا ہو یا ایسا ہو کہ شرکاء مجمع مذکور کو علم اسبات کا ہو کہ غالباً غرض مذکور کے پیشرفت
مین ارتکاب ہوگا ۔ اگر یہہ کہا جاوے کہ ایسی صورت مین کیا الف کو بعلت بلوہ کے
اور نیز بعلت ضرر شدید کے جو ب د ج د د وہ نے پہونچایا ہے سزا ہو سکتی ہے تو جواب
یہہ ہے کہ اس موقع پر یہہ قیاس کرنا چاہیے کہ جرم شخص آخر الذکر کا جزو جرم بلوہ کا
نہین ہے اور صرف اول فعل جبر یا سختی بشمول مجمع خلاف قانون کے جرم

بلوہ کا موضوع کرتا ہے۔ ایسی حالت مین مین پوچھتا ہون کہ کب تک جرم بلوہ کا باقی
رہتا ہے اور یہہ کہ آیا ہر فعل مابعد جبر یا سختی سے جرم بلوہ کا مجدداً پیدا ہوتا ہے
اور اگر پیدا ہوتا ہے تو آیا الف و ب و ج د دوہ ایسے حالت مین ایک سے زیادہ
جرم بلوہ کے سزایاب ہوسکتے ہین یا بعلت اوس جرم بلوہ کے سزایاب ہوسکتے
ہین جسکی تکمیل ضرر شدید سے ہوئی ہے جو الف نے پہونچایا ہے اور بعلت جرم
مصرحہ دفعہ ۳۲۵ کے بھی سزایاب ہوسکتے ہین جسکا ارتکاب ب و ج د دوہ
نے بیشرفت مین غرض مشترکہ مجمع خلاف قانون کے کیا ہے کہ جو بنفسہ اور بشمول
مجمع خلاف قانون کے واسطے موضوع ہونے جرم بلوہ کے کافی ہے۔ میری
مشکسر راے مین سختی الف کی اور نیز سختی مسمیان ب ج و د کی اجزا مرکبہ اوسی ایک بلوہ کے ہین
حجت ہوسکتی ہے کہ اگرچہ مسمیان الف و ب و ج و د وہ ایسے مقدمہ مین جیسا
کہ یہہ مقدمہ ہے بعلت بلوہ اور نیز ضرر شدید کے پہونچانیکے سزایاب نہین ہو
سکتے ہین تاہم اونمین سے ہر ایک یا کوئی اونمین سے مجمع خلاف قانون کے شریک
ہونیکے علت مین سزایاب ہوسکتا ہے اور ضرر شدید کی علت مین سزا پاسکتے
ہین۔ مقدمہ حال مین احکام سزا مذکور مبنی اوپر تجویز بلا تعلق ایک دوسرے
کے واقعات کے اور مین یہہ بھی خیال کرتا ہون کہ خلاف قانون کے ہونگے
اور یہہ کہ صاحب جج مستحق اس امر کے تھے کہ تجزیہ معاملہ کا کرین اور اپیلانٹان
کو مجرم جرم شریک ہونے مجمع خلاف قانون کا جو صبح تک رہا تجویز کرین
کہ جب جرم مجمع خلاف قانون کا بوجہہ سختی کے جرم بلوہ مین شامل ہو گیا
ایسی حالت مین کیا صاحب جج مجاز اس امر کے تھے کہ اپیلانٹان پر بابت
شریک ہونے مجمع خلاف قانون اور نیز بلوہ کے سزا صادر کرین جز واصلی بلوہ کا وہی
مجمع خلاف قانون ہے اور اگر از روے دفعہ ۱۴۹ کے کوئی جرم پیدا ہوتا ہو تو
وہی مجمع خلاف قانون جز واصلی جرم ضرر شدید کا ہے جہانتک کہ مسمیان ب
و ج و د وہ کا تعلق ہے اور بمقدمہ مسمی الف۔ منگن۔ شہادت سے
ثابت ہوتا ہے کہ نامبردہ باعث ضرر شدید کا اوسوقت ہوا جب وہ شریک
مجمع خلاف قانون کا تھا اور پیش رفت مین غرض مشترکہ مجمع خلاف قانون

مذکور کے۔ جیسا مین اوپر کہہ چکا ہون کہ میری راے مین دفعہ ۱۴۹ اُسکے روسے
کوئی جرم پیدا نہین ہو سکتا ہے اوسے محض اظہار قانون کا ہے اور مین
خیال کرتا ہون کہ عدالت ہاے واقع بندے قانون کی ایسے ہی تعبیر
کے تہی کہ گویا دفعہ ۱۴۹ مجموعہ مین نہین ہے جس دفعہ مین ذکر ڈکیتی بشمول
قتل عمد کا ہے مین خیال کرتا ہون کہ وہ تمثیل اوس دفعہ کے ہے جسکے روسے
ایک جرم اصلی و جداگانہ پیدا ہوتا ہے۔ اصولاً جو فرق مابین دفعہ ۱۴۹ و ۳۹۶
کے ہے وہ ظاہر ہے۔ ازروے دفعہ ۳۹۶ کے کل اشخاص جو اجماعاً شریک
ڈکیتی کے ہین وہ بدرجہ مساوی ذمہ دار ہین گو ارتکاب قتل عمد کا بہ پیروی
مین غرض مشترکہ کے ہوا ہو یا نہوا ہو اور گو اشخاص مذکورہ کے علم مین یہ امر
فی الواقع ہوا نہو کہ غالباً ارتکاب ڈکیتی مین ارتکاب قتل عمد کا ہوگا۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر اپیلانٹان کے مقدمہ مین بلوہ جزو جرم مصرحہ
دفعہ ۳۲۵ کا اوسسے زیادہ نہین ہے جیسا کہ ملن کے مقدمہ مین۔ ایک تمثیل
قانون مروجہ ملک انگلستان سے لینا چاہیے۔ اگر انگلستان مین ان اپیلانٹان
کے نسبت تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا بعلت جرم زخم پہونچانے خلاف قانون
کے ایسے ہی حالات مین جیسے اس مقدمہ کے حالات مین صادر ہوئی اور
بعدہ بعلت بلوہ کے سزایاب ہوتے تو مین خیال کرتا ہون کوئی شخص یہ نہین
کہہ سکتا تھا کہ اپیلانٹان تجویز جرم سابقہ کو بطور عذر امتناع کے پیش کر سکتے
ہین اور اس وجہ سے کہ جرائم مذکورہ ہی نہین ہین اور نامبردگان کے
نسبت تجویز ثبوت جرم بلوہ کے بربنا اوس تجویز کے صادر نہین ہوسکتی
ہے۔ جسکے روسے اونپر الزام زخم پہونچانے خلاف قانون کا لگایا
گیا تھا۔ اگر وہ تجویز سابقہ کو بطور عذر امتناع کے پیش نہین کر سکتے تھے
تو اونکی نسبت تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا بعلت بلوہ کے صادر ہو سکتا ہے۔
اگرچہ اونکے نسبت پہلے تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا بعلت زخم پہونچانے
خلاف قانون کے صادر ہوچکا ہے۔ لیکن بلاشبہ یہ حکم سزا پر لحاظ
کیا جائیگا۔

بموجب قانون ملک انگلستان کے واسطے قائم کرنے جرم بلوہ کے
مجمع تین یا زیادہ اشخاص کا ضرور ہے اور اونکے جمع ہونے کے ساتھ کچھ
ایسے حالات کا ہونا بھی ضرور ہے خواہ وہ جسے سختی واقعی کے ہون یا بذریعہ افعال
ظاہرا اس نیت کے ہون کہ جیسے لوگون کو خوف وخطرہ ہونے کا خیال ہو سکتا
ہو۔ اگر مدعا علیہ سے ملکہ معظمہ مین سے کوئی مخفف ہو تو یہ کافی ہے۔ رسالہ سوال
وجواب شہادت مقدمات فوجداری مولفہ ارک بولڈ صاحب طبع بستم صفحہ
۹۵۶ - ہرگاہ مین قانون انگلستان کے اس بارہ مین تمثیل دیتا ہون تو جائز ہے
کہ مین فقرہ ذیل رسالہ سوال جواب شہادت مقدمات فوجداری مولفہ ارک بولڈ صاحب
طبع بستم صفحہ ۸۴۸ سے نقل کرون۔

تجویز برایت بعلت جرم ڈکیتی اور سرقہ کا عذر بابت الزام سرقہ اسباب
واحد کے پیش ہو سکتا ہے کیونکہ وقت الزام سابق کے مدعا علیہ کے نسبت
تجویز بعلت سرقہ کے ہو سکتی تھی لیکن اگر تجویز اولین الزام ڈکیتی بہ حیثیت ارتکاب
سرقہ کے تھا اور الزام واقعی سرقہ کا نہین تھا تو حکم برات کا جو اوسکے بابت ہو
مانع تجویز سرقہ مابعد کا نہ ہو سکیگا۔ رسالہ ہیل صاحب صفحہ ۲۴۵ سرکار بنام
وندر کومب (رپوٹ لیچ صاحب جلد دو صفحہ ۱۹۷) کیونکہ تجویز سابقہ مین مدعا علیہ
کے نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت سرقہ کے صادر نہین ہو سکتی تھی۔ حکم
برایت بربنا تجویز قتل عمد کے بطور عذر مانع تجویز دیگر بعلت قتل انسان کے
ہو سکتی ہے رپورٹ فوسٹر صاحب صفحہ ۳۲۹ و رپوٹ ہیل صاحب
جلد دو صفحہ ۲۴۶ - کیونکہ تجویز مدعا علیہ کی بعلت قتل انسان کے تجویز اول
مین ہو سکتی تھی۔ اسطرح سے حکم برایت بربنا تجویز بعلت قتل انسان کے معلوم
ہوتی ہے کہ مانع تجویز قتل عمد کے ہے۔ رپورٹ فوسٹر صاحب صفحہ ۳۲۹
و جلد تین صفحہ ۲۴۶ و مقدمہ ہال کرافٹ صاحب و رپوٹ ہیل صاحب صفحہ
۲۴۶ و رپوٹ اسٹاک صاحب جلد ایک صفحہ ۳۰۵ سرکار بنام ٹین کاک
(رپوٹ کاکس صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۷) - پس کسی شخص پر بعد برایت الزام
جرم سنگین کے ہی الزام اقدام ارتکاب جرم مذکور کا قائم نہین ہو سکتا ہے

کیونکہ اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت اقدام مذکور کے وقت تجویز جرم
سنگین سابقہ کے صادر ہو سکتی تہی — جلوس ۱۴ و ۱۵ ملکہ معظمہ وکٹوریا
باب ۱۰۰ دفعہ ۹ — اسطرح پر کسی شخص پر جسکے نسبت الزام اور برایت جرم
سرقہ بالجبر کے ہو چکی ہو بعد ازان الزام حملہ بہ نیت ارتکاب جرم مذکور کے قائم
نہین ہو سکتا — جلوس ۲۴ و ۲۵ ملکہ معظمہ باب ۹۶ دفعہ ۴۱ — جس شخص پر الزام
اور حکم برایت بعلت بد وضعی کے صادر ہو چکا ہو کہ جو بد وضعی وقت تجویز کے جرم
سنگین کے ثابت ہوئی ہو بعد ازان اوس جرم سنگین کے علت مین وہ ماخوذ نہین
ہو سکتا — جلوس ۱۴ و ۱۵ ملکہ معظمہ وکٹوریہ باب ۱۰۰ دفعہ ۱۲ — جس شخص پر الزام
و برایت بابت تغلب تصرف کے ہو چکا ہو بعدہ اوس پر الزام سرقہ کا قائم نہین
ہو سکتا یا اگر بعلت سرقہ کے تجویز اور برایت ہو چکی ہو تو بعد ازان بر بنا ر
شہادت اوس واقعات کے تجویز تغلب تصرف کے نہین ہو سکتی ہے
جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۹۶ دفعہ ۷۲ مقدمہ سرکار بنام گوریٹ (رپورٹ
ڈیرفورڈ صاحب صفحہ ۱۹۹ و لا جنرل ۷۴)

میری راے مین دفعہ ۷۱ تمثیلاً ایسے مقدمہ سے متعلق ہوگی جس مین
کسی شخص نے بحالت ارتکاب سرقہ کے کسی شخص کو بالارادہ ضرر پہونچایا
ہو اوس صورت مین اصلی جزو جرم سرقہ بالجبر کا جرم
سرقہ ہوگا —

فیصلہ میری بہائی براڈہرسٹ صاحب کا بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام
ڈونگر سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۹) اور اونہین کا فیصلہ
بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رام سروپ اور فیصلجات الڈفیلڈ صاحب جسٹس
و براڈہرسٹ صاحب جسٹس و دیوہٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب
جسٹس بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۷ صفحہ ۳۹۳) اور فیصلہ مٹر صاحب جسٹس و بیورلی صاحب جسٹس بمقدمہ
چندر کانت بشا چارج بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ
جلد ۱۲ صفحہ ۴۹۵) موید اس راے کے ہین کہ ایسے مقدمہ مین جیسا کہ یہہ ہے حکم

سزا بعلت بلوہ اور حکم سزا بعلت بالارادہ ضرر شدید پہونچانے کے قانوناً ہوسکتے ہین۔ فیصلہ بمقدمہ سرکار بنام تقیہ بن تمنا دانڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۱۴۱ (۲) اس بارہ مین متعلق ہے

میری یہہ راے ہے کہ احکام سزا اس مقدمہ کے قانوناً جایز ہین اور یہہ مقدمات اپیل ڈسمس ہونا چاہیئے۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ حالات اور قانون متعلقہ مقدمہ کی صراحت ذیعلم چیف جسٹس صاحب نے بخوبی کی ہے اور اگلہ موقع پر مین نے اپنی راے نسبت امور قانونی کے جواب پہر پیش ہوے ہین ظاہر کی ہے اندرین حالات مین خیال کرتا ہون کہ میرا صرف یہہ تجویز کرنا کافی ہے کہ تجاویز ثبوت جرم کی تائید شہادت جانب ثبوت سے ہوتی ہے اور جو احکام سزا صادر ہوے ہین وہ میری راے مین بلاشبہہ قانوناً جائز ہین اور مجھے کوئی وجہہ کافی واسطے دست اندازی کے تجاویز ثبوت جرم مین یا احکام سزا مین نہین معلوم ہوتے لہذا مین دربارہ ڈسمسی ان اپیلون کے اتفاق کرتا ہون۔

جہانسی | اپیل دوہم نمبر ۲۳۷ سنہ ۱۸۹۶ء | منفصلہ ۱۱ مئی

ماتا دین وغیرہم بنام گنگا بائی

عملدرآمد۔ وکیل۔ وکالت نامہ۔ ایک وکیل کا اپنا خلاصہ دوسرے وکیل کو حوالہ کرنا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۶ و ۳۷ و ۳۹ و ۶۳۵۔ قاعدہ عدالت مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۳ء

یہہ استصواب اجلاس کامل سے بابت عذر ابتدائی کے جو منجانب رسپانڈنٹ کے اپیل دوہم مین ہوا تہا جسکی سماعت اسٹریٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس نے کی تہی ہوا ہے۔ حکم استصواب جس سے عذر ابتدائی واضح ہوتا ہے حسب ذیل ہے۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل نمبر ۲۳۷ واسطے سماعت کے

پیش ہوا مسٹر ہل اور مسٹر بردواپرشاد کو منجانب اپیلانٹان کے ہدایت ہوئی تہی
مسٹر ہل دوسرے عدالت مین مشغول ہین اور مسٹر بردواپرشاد خود حاضر نہین
ہوے لیکن مسٹر ستیش چندر بیان کرتے ہین کہ مسٹر بردواپرشاد نے اون سے
یہہ درخواست کی ہے کہ اونکا خلاصہ لیکر مقدمہ مین منجانب اپیلانٹ کے بحث
کرین ۔ پنڈت اجودہیاناتہہ منجانب رسپانڈنٹ عذر کرتے ہین کہ مسٹر ستیش چندر
کی سماعت نہونا چاہیے ۔ مسٹر ستیش چندر اپنے سماعت ہونیکے بارہ مین اوپر
سند قاعدہ مندرجہ صفحہ ۵ ضمیمہ قواعد عدالت ہذا اور مورخہ ۲۲ مئی ۱۸۸۳ع
پر استدلال کرتے ہین ۔ مسٹر جودہیاناتہہ کا یہہ عذر ہے کہ یہہ قاعدہ خلاف
اختیار عدالت ہذا کے مرتب ہوا ہے اور وہ اپنی بحث محض اس حجت پر مبنی کرتے
ہین کہ ہرگاہ از روے احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مسٹر بردواپرشاد کو قانوناً
وکالت نامہ دربارہ عمل کرنے کے منجانب اپنے موکل کے حاصل کرنا چاہیے تہا
اور چونکہ اسطرح پیروہ کارندہ اپنے موکل کے مقرر ہوئے تہے تو وہ اپنا اختیار کسی
دوسرے شخص کو نہین دے سکتے ہین اور از روے اوس قاعدہ کے جسکا
مین نے ابہی ذکر کیا ہے انحراف از ثبات قانون مندرجہ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کا ہوتا ہے اور اسلئے یہہ قاعدہ مذکور مرتب نہونا چاہیے تہا ۔ لہذا تجویز اس امر کی
سپرد اجلاس کامل کرتا ہون ۔

محمود صاحب جسٹس ۔ مین اتفاق کرتا ہون

قاعدہ عدالت مورخہ ۲۲ مئی ۱۸۸۳ع محولہ حکم بالا حسب ذیل ہے ۔
جب کوئی پیشہ ور قانونی جو منجانب کسی فریق مقدمہ اپیل یا دوسرے مقدمہ
مرجوعہ عدالت العالیہ ہائی کورٹ کے واسطے سوال جواب کے مقرر ہوا ہو
بوجہہ بیماری یا اسوجہہ سے کہ کسی دوسرے عدالت مین مصروف ہو حاضری
اور اپنے موکل کی مقدمہ کی پیروی سے معذور رہا ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ بجاے
اپنے کسی دوسرے پیشہ ور قانونی کو اسلیئے مقرر کردے کہ جسمین اوسکا موکل
وقت سماعت کے غیر حاضر نہو اور اگر عدالت کو بوجہہ خلاف اسکے نہ معلوم

ہو تو سماعت مین کارروائی تعبیر حاضری اوس پیشہ ور قانونی کے جو ابتدا مقرر
ہوا اختیار روا رکہے ۔

ابجودہیا ناتھ نے منجانب رسپانڈنٹ کے عذر کی تائید کی   بی ڈی وا پرشاد منجانب اپیلانٹ

آنریبل صاحب چیف جسٹس اسٹریٹ صاحب جسٹس براڈرسٹ صاحب
جسٹس نکسل صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس ۔   یہہ امر تجویز طلب
ہے کہ قاعدہ متذکرہ حکم استفسواری کا مرتب کرنا تجاوز اختیار عدالت ہذا کے ہے
یا نہین ۔ ہماری راے مین ایسا نہین ہے اور ہم یہہ خیال نہین کرتے ہین
یہہ بحث بوخلاف اوسکے صحت کے ہوئی ہے اور مبنی اوپر احکام دفعات
۳۲۶ و ۳۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بے وقعت ہے ۔ از روے دفعہ
۶۳۵ مجموعہ کے یہہ صاف صریح حکم ہے کہ اس مجموعہ کے کسی عبارت سے یہہ
متصور نہوگا ...... کہ عدالت ہائیکورٹ کو جو اختیار ایڈوکیٹ اور وکلا ر
اور اٹرنی کے باب مین قواعد منضبط کرنیکا حاصل ہے اوس مین کسیطرح
سے وہ عبارت مخل ہوگی ۔ جس قاعدہ پر اب اعتراض ہے وہ بنظر
تسہیل کار عدالت اور آسایش اون وکلا کے جو روبرو عدالت موصوفہ کے
کام کرتے ہین مرتب ہوا تہا اور ہیکہ میری راے مین قاعدہ مذکور بخوبی اندر
اختیارات عطیہ از روے دفعہ ۶۳۵ کے ہے ۔   اہم خیال کرتے ہین
کہ مسٹر بسر لبش چندر رستی اسباب کے ہین کہ منجانب مسٹر بی ڈی وا پرشاد
کے اونکی سماعت کیجاے ۔

ضلع علیگڈہ   اپیل اول احکام نمبر ۳۵ سنہ ۱۹۰۰ع   منفصلہ ۱۲ مئی
بہنجادر سنگہ بنام سنت لعل و مکسن بگم

عملدرآمد ۔ بیرسٹر ۔ ہائیکورٹ کے ایڈوکیٹ ۔ استحقاق بلا واسطہ موکل سے ہدایات
لینے کا ۔ استحقاق موکل کیطرف سے عمل کرنیکا فرمان شاہی ممالک مغربی و شمالی دفعات

سوء ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۶ و ۳۹ و ۶۳۵

یہہ استفسواب اجلاس کامل سے اسٹریٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب

جسٹس نے بنسبت عذرات ابتدائی کے کیا ہے جو پنڈت اجودہیاناتھ نے منجانب رسپانڈنٹ وقت سماعت اپیل کے پیش کی تہی - حکم استقرار حسب ذیل ہے -

اسٹریٹ صاحب جسٹس - بہ نسبت اس اپیل اول احکام نمبر ۵ سنہ ۱۸۸۳ع کے پنڈت اجودہیاناتھ نے منجانب رسپانڈنٹ کے عذر بہ نسبت مسٹر امیرالدین کے کیا ہے جو بغرض تائید اپیل منجانب مسٹر رڈ کے حاضر ہوئے ہین اور مسٹر رڈ نے اپنا خلاصہ اونکو سپرد کر دیا ہے دو وجوہ کے بنا پر - اول یہہ کہ مسٹر رڈ کو بحیثیت انگریزی بیرسٹر کے اختیار نہین ہے کہ اپیلانٹ سے بہ ذات براہ راست قبول کرین اور اپیل داخل کرین - اور دوسم یہہ کہ اگر اونکو ایسا اختیار حاصل بہی ہو تو اونکو یہہ اختیار نہین ہے کہ اپنا خلاصہ مسٹر امیرالدین کے حوالہ کرین لہذا اپیل بوجہ غیر حاضری کسی ایسے شخص کے جو مجاز حاضر ہونے یا عمل کرنیکا منجانب اپیلانٹ کے ہو جسنے اوسکی طرف سے عمل کیا ہو یا حاضر ہوا ہو - مین تجویز ان دونو امورات کی واسطے غور کامل عدالت کے سپرد کرتا ہون -

محمود صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

اجودہیاناتھ نے منجانب رسپانڈنٹ ان کے عذرات ابتدائی کی تائید کی -

امیرالدین منجانب اپیلانٹ

فیصلہ ذیل اجلاس کامل سے صادر ہوا

انچ صاحب چیف جسٹس اسٹریٹ صاحب جسٹس براڈہرسٹ صاحب جسٹس وڈرل صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس - اس استصواب مین جس امر کی انسبت بحث ہوئی ہے وہ صرف بہ نسبت اختیارات ممبران بار کے ہے جسکا نام عدالت ہذا کے ایڈوکیٹ کے رجسٹر مین درج ہے کہ وہ فریق اپیل سے براہ راست ہدایت نہین لے سکتے ہین اور واسطے اغراض مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپنے موکلونکے طرف سے عمل نہین کر سکتے - ہمکو اوس علاوہ امر پر بحث کرنیکی ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے کہ جو ملک انگلستان مین بہ نسبت حالت

پیشہوری اور کارروائی کونسل کے مروج و منضبط ہین کیونکہ جس امر کی تجویز ہمکو کرنا
ہے اوسے یہہ امر خارج ہے یعنی یہہ کہ آیا اس عدالت مین جن ایڈوکیٹو نکا نام درج
ہے اونکو اوس حیثیت سے اون کل کامون کے کرنیکی ممانعت ہے جو سلفاً وکیل
کر سکتے ہین - ازروے دفعہ ۸ فرمان شاہی کے عدالت ہذا کو یہہ اختیارات عطا
ہوے ہین کہ عدالت ہذا کو اختیار ہے کہ جیسے اور جیسے ایڈوکیٹ وکیل اور
اٹرنی مناسب سمجھے مقرر کرے اونکا نام درج کرے اور قبول کرے اور ایڈوکیٹ
وکیل اور اٹرنی مذکور مجاز ہونگے اس تحریر کے روسے مجاز کیجاتی ہے کہ متخاصمین
کے طرف سے ہائیکورٹ موصوف مین حاضر ہون سوال و جواب کرین و عمل کرین
جسطرح ہائیکورٹ بذریعہ اپنے قواعد اور ہدایات کے تجویز کرین اور تابع قواعد
مذکور و ہدایت کے رہینگے - اس صاف و صریح مضمون کی روسے ہائیکورٹ
کے ایڈوکیٹ کو عمل کرنیکا اختیار ہے - ازروے دفعہ ۸ کے یہہ بھی قرار پایا
ہے کہ عدالت ہذا کو دربارہ لیاقت اور بھرتی کرنے اپنے ایڈوکیٹ اور وکیل اور
اٹرنی کے قواعد مرتب کرنیکا اختیار ہے اور یہہ بھی اختیار ہے کہ اونکو برطرف کرے یا معطل
کرے اور دفعہ مذکور مین یہہ بھی ہدایت ہے کہ کوئی شخص بجز ایڈوکیٹ
وکیل یا اٹرنی مذکور کے مجاز نہوگا کہ کسی متخاصمین کیطرف سے ہائیکورٹ موصوف
مین عمل کرے یا سوال جواب کرے بجز اوس صورت کے کہ کسی خاص فریق
کو اپنے طرف یا اپنے شریک کیطرف سے حاضری یا سوال جواب یا عمل کرنیکی
اجازت دیجاوے - ازروے دفعہ ۶۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے یہہ بعبارت
صریح حکم ہوا ہے کہ اس مجموعہ کے کسی عبارت سے یہہ متصور نہوگا کہ عدالت ہائی
کورٹ کو جو اختیار ایڈوکیٹ و وکلاء اور اٹرنی کے باب مین قواعد منضبط کرنیکا
حاصل ہے اوسمین کسیطرح سے وہ عبارت مخل ہوگی اور دفعہ ۹ اس ایکٹ مذکور
مین یہہ صاف حکم ہوا ہے کہ کسی عدالت ہائیکورٹ کے ایڈوکیٹ سے جو
بموجب فرمان شاہی کے مقرر ہوا ہو ضرور نہین ہے کہ کسی طرحکا نوشتہ
متضمن اختیار پیروی مقدمہ یا عمل کرنیکے عدالت مین داخل کرے - تنبیہہ
ایسا استثنا ہے جو وکیلونسے متعلق نہین ہے - لیکن علاوہ برین ازروے

دفعہ ۲ - مجموعہ کے تعریف لفظ وکیل حسب مشتملہ مجموعہ مذکورمین ایڈوکیٹ وکیل
اور ہائی ہائی کورٹ کے داخل ہین - لہذا واقعات ۶ ۳ و ۳۹ کو بشمول فقرہ
تعریفی اور دفعہ ۳۵ ۶ کے پڑہنے سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ واسطے اغراض مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے ایڈوکیٹ اون کل خدمات کو بجانب فریق کے ادا کرسکتا ہے جو وکیل
کرسکتا ہے بپابندی اپنے اوس ہدایت کے جو وکالتنامہ کے بارہ مین ہے اور نیز
بپابندی اون قواعد کے جو عدالت ہذا بہ نسبت اوسکے مرتب کرین - لہذا نہ صرف
از روے فرمان شاہی بلکہ مجموعہ دیوانی کے بہی ایڈوکیٹ اپنے موکل
کیطرف سے اس عدالت مین حسب طریقہ مندرجہ قانون مذکور کے عمل کرسکتا ہے او
کل وہ کام کرسکتا ہے جو وکیل کرسکتا ہے مگر ہمیشہ شرط یہہ ہے کہ اسکا نام
عدالت ہذا کا ایڈوکیٹو نکے فہرست مین درج ہو - معاملہ مندرجہ حکم استصواب پر
بالخصوص نظر کرکے ہم کو صرف اوس شخص کے عمل پر لحاظ ہے کہ جسکا نام ہماری
فہرست مین صرف بطور ایڈوکیٹ کے درج ہے اور نہ بطور انگریزی بیرسٹر
کے - چونکہ ہمنے کوئی قاعدہ دربارہ ممانعت اس امر کے مرتب نہین کیے
ہین کہ کوئی ایڈوکیٹ براہ راست کسی فریق مقدمہ سے ہدایت نہ لے
اور چونکہ فعل ایڈوکیٹ موصوف کا مطابق مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے
ہم خیال کرتے ہین کہ عذر اول مندرجہ حکم استصواب وقعت نہین رکہتا اور نامنظور
ہونا چاہیئے - اور بہ نسبت عذر دویم کے یہہ تحریر ہے کہ اوسکا تصفیہ
دوسرے مقدمہ مین ہوچکا ہے -

(دیکہیے مقدمہ ماتادین بنام گنگا بائی جسکا رپورٹ صفحات بالا مین درج ہے)

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۳۰ جون ۱۸۸۶ء

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب و کی اسٹریچی صاحب بیرسٹران و مرتبہ منشی شیو سہائے منصف و منشی گنبھیر لال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۵ جلد ۷	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ اشتہار سے مفصل ہے

مقدمہ	صفحہ	مقدمہ	صفحہ
ایسری سنگھ بنام لالہ سنگھ	۵۰۷	قیصر ہند بنام گوبردھن	۵۱۱
قیصر ہند بنام لگار ٹون	۵۰۸	نال سنگھ بنام گھنشام سنگھ	۵۰۳

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اپیل بجانب سرکار بنا راضی حکم برایت	۵۱۱	شریک جرم	۵۱۱
اختلاف رائے کا مابین ججان سماعت کنندگان اپیل کے . .	۵۰۳	شہادت	۵۱۱
		عمل درآمد	۵۱۱
استصواب باجلاس کامل بعد صدور رائے مختلف نسبت اپیل کے	۵۰۳	فرد قرارداد جرم	۵۰۸
استصواب خلاف اختیار	۵۰۳	لگان جو سابق مین نہ ادا ہوا ہو یا نہ قایم کیا گیا ہو . .	۵۰۷
امور واقعات کی تجویز رو دادِ دیر ہوتی جائے اور نہ بلحاظ تشبیہ مقدمات سابقہ کی	۵۱۱	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۔	۵۰۳
تائید	۵۱۱	مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۲۷	۵۰۸
تجویز	۵۰۳		
جرم کا تبدیل ہونا	۵۰۸	نالش بقایا لگان	۵۰۷
زمیندار و اسامی	۵۰۷	۔ ۔ کا ناقابل مقبولی ہونا . .	۵۰۷
		وقت تجویز کے جرم کا اضافہ ہونا	۵۰۹

واضح ہو کہ جملہ مراسلات درباب چندہ پاس منشی گنبھیر لال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیے

مطبع الہ آباد پریس الہ آباد مین چھپا

ضلع علیگڈھ — اپیل دوم نمبر ۱۲۲۸ سنہ ۱۸۸۲ء — منفصلہ ۱۱ مئی

لال سنگہ بنام گھنشام سنگہ

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۷۵ — اختلاف رائے کا مابین دو جج سماعت کنندگان اپیل کے — تجویز — استصواب با جلاس کامل بعد صدور رائے مختلف نسبت اپیل کے — استصواب پر اختصار

یہہ وہ اپیل دوم ہے جسکی سماعت ابتدا آنریبل صاحب چیف جسٹس اور براڈہرسٹ صاحب جسٹس نے کی تھی — ذی علم ججون مین اختلاف رائے کا ہوا تھا آنریبل صاحب چیف جسٹس نے یہہ تجویز کی تھی کہ اپیل منظور ہونا چاہیئے اور براڈہرسٹ صاحب جسٹس کی یہہ رائے ہوی کہ وہ ڈسمس ہونی چاہیئے — تجویز چیف جسٹس صاحب کی اسطرح پر ختم ہوی تھی — بدینوجوہ مین خیال کرتا ہون کہ تجویز عدالت ماتحت کی غلط ہے اور اپیل بہ خرچہ منظور ہونا چاہیئے — براڈہرسٹ صاحب جسٹس کی تجویز اسطرح پر ختم ہوی تھی کوئی وجہ اس امر کے خیال کرنیکی نہیں معلوم ہوتی ہے کہ عدالتین ماتحت نے غلط فیصلہ مقدمہ کا کیا ہے اور بلا اشتبہ میری رائے مین کوئی وجہ دست اندازی کی اپیل دوم مین نہین معلوم ہوتی ہے اور مین اپیل بہ خرچہ ڈسمس کرونگا — براڈہرسٹ صاحب جسٹس کی تجویز پر دستخط اور تاریخ ۱۲ — نومبر ۱۸۸۳ء ثبت ہے اور چیف جسٹس صاحب کی تجویز پر نہ دستخط ہین اور نہ تاریخ ہے اور نہ تجویز نویس کی مہر ہے — علاوہ بالعکس تجویز براڈہرسٹ صاحب جسٹس کے ایک حکم بعبارت ذیل لکھا گیا ہے — چونکہ ہم مین سے ایک شخص نے جو نتیجہ اس مقدمہ مین اخذ کیا ہے وہ یکسان نہین ہین لہذا ہم مقدمہ کو واسطے فیصلہ کے سپرد اجلاس کامل کرتے ہین — حکم مذکور پر دونون ذی علم ججون کی دستخط ہین اور تاریخ ۱۲ — نومبر ۱۸۸۳ء درج ہے

چنانچہ مقدمہ کی بحث روبرو اجلاس کامل کے ہوی اور اجلاس کامل سے بغیر حاضری رسپانڈنٹ اور اوسکے کونسل کے فیصلہ شمول ڈگری اپیل بہ خرچہ کے ۱۱ — جنوری ۱۸۸۴ء کو صادر ہوا — ۲۹ — مارچ ۱۸۸۴ء کو ایک درخواست منجانب رسپانڈنٹ واسطے تجویز ثانی فیصلہ اجلاس کامل کے گذری اور ۱۵ — نومبر سنہ مذکور کو اجلاس کامل نے بحوجب مندرجہ رپورٹ مقدمہ گھنشام سنگہ بنام لال سنگہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ

۱۶ وزبدۃ النظائر ہفتہ وار ۱۸۶۲ء صفحہ ۲۰۹ درخواست منظور کی اور یہ حکم دیا کہ استصواب باربہ نمبر سابق فہرست مین قایم ہو اور واسطے تصفیہ کے اجلاس کامل مین پیش ہو۔ ۱۔ مئی ۱۸۶۳ء کو مقدمہ واسطے سماعت کے پیش ہوا۔

اجودھیا ناتھ منجانب اپیلانٹ   راس وکانن منجانب رسپانڈنٹ

منجانب رسپانڈنٹ کے ایک عذر ابتدائی دربارہ سماعت استصواب اس بنیاد پر ہوا ہے کہ بہ گاہ بہ تہرم صاحب چیف جسٹس اور براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس نے ۲۱ نومبر ۱۸۶۲ء کو اپیل مین تجاویز صادر کردی تہین تو جج ممدوح از روے دفعہ ۵۰۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مجاز استصواب کرنے کے نتہے اور بلحاظ فقرہ دوم دفعہ مذکور کے ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی بحال متصور ہونی چاہیے اور اپیلانٹ کو صرف یہ چارہ کار حاصل تہا کہ بموجب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے اپیل کرے جو اوسنے نہین کیا۔ کسیقدر مباحثہ اس امر کی نسبت بہی ہوا ہے کہ آیا جو راے بہ تہرم صاحب چیف جسٹس و براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس نے قلمبند کی تہین وہ فیصلہ جج ممدوحین نے عدالت عام مین صادر کی تہین اور وقت صدور تجاویز مذکور کے تکملہ دیہ تہا کہ تجاویز مذکور موثر بطور اون تجاویز کے ہونگی جبکے رو سے تصفیہ اپیل کا ہوتا ہے اور یہ کہ قانوناً بہی اثر تجاویز مذکور کا ہے یا نہین۔

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ استفسار یہ ہے عذر ابتدائی ہوا ہے کہ حکم استصواب خلاف اختیار ہوا ہے۔ ہمارے بہائی براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس نے بہی یہ اطلاع لی ہے کہ خود میری اور نیز مسٹر بہ تہرم صاحب چیف جسٹس کی تجاویز صادر ہوی تہین اور بعد صدور تجاویز مذکور کے حکم استصواب مرتب ہوا تہا چونکہ مسٹر بہ تہرم اور میری بہائی براڈ ہرسٹ صاحب اپنی اپنی تجویز بطور تجویز کے اور بلا کسی شرط کے صادر کرچکے تھے تو شاید الیہ حکم متعلقہ دفعہ ۵۰۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی صادر نہین کر سکتے تھے۔ اندرینحالات حکم مذکور خلاف اختیار ہے اور ہم استصواب کو پذیرا نہین کر سکتے ہین۔ چونکہ حکم مذکور خلاف قانون ہے لہذا منسوخ ہونا چاہیے اور تجویز اسطرح پر مرتب ہونی چاہیے کہ گویا حکم مذکور صادر ہی نہین ہوا تہا۔ بہ نسبت خرچہ کے کچہ حکم نہین ہوتا ہے

جے۔ ٹی۔ شرتیت صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ اپیل دوم نمبر ۲۶۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین بمواجہ رسٹر برہم صاحب کی تجویزین بطور تجاویز ہوشر کے تحریر ہوئی ہین اور اونہین سے ہر ایک کی صاف نقل دفتر مین ہے میری تجویز کی نقل جو اسطر ہوئی تھی اوسپر دستخط ہوئی تھی اور مثل تاریخ ۱۲۔ نومبر ۱۸۸۳ء ثبت کی تھی اور جہان تک مجھے یاد اور یقین ہے تجاویز مذکورہ عدالت عام مین سنائی گئی تہین۔

چونکہ مینے تجویز عدالت اپیل ماتحت سے اتفاق کیا ہے لہذا میری تجویز کو دلب ہونا چاہیے اور ظاہر ہے کہ جو استصواب اجلاس کامل سے ۱۲۔ نومبر ۱۸۸۵ء کو ہوا تھا وہ اگرچہ باتفاق رائے میری کے ہے لیکن میرے ایما سے نہین ہے

تجاویز مذکورہ مثل سے مسترد نہین ہوئین بلکہ اوسمین شامل ہین اور جب مقدمہ اجلاس کامل مین پیش ہوا تھا تب تجاویز مذکورہ پر استدلال ہوا تھا اور بطور تجاویز کے منصور ہوئی تہین ۔۔ میرے اور مسٹر برہم صاحب کے درمیان کوئی اختلاف بنسبت کسی امر قانونی کے نہین تھا اور استصواب اجلاس کامل سے حسب دفعہ ۵۷۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین معلوم ہوتا ہے۔

بعد منظوری درخواست تجویز ثانی فیصلہ اجلاس کامل کے مجھے خیال ہوا تھا کہ جو استصواب اجلاس کامل سے ۱۲۔ نومبر ۱۸۸۵ء کو ہوا تھا وہ مطابق احکام کسی قانون کے نہین ہوا ہے اور یہ راے مینے اپنے ذیعلم ہم جلیسون کو قبل پیش ہونے عذر ابتدائی کے ظاہر کردی تھی۔

اب چونکہ مین خیال کرتا ہون کہ حسب حالات متذکرہ بالا استصواب اجلاس کامل خلاف قانون ہے لہذا مین ذیعلم چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون کہ حکم مذکور منسوخ ہونا چاہیے۔

ٹرل صاحب جسٹس۔ مین ذیعلم چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون

محمود صاحب جسٹس۔ مین ذیعلم چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون اور اگرچہ عذر محض معاملہ ضابطہ کا ہوتا تو مین اوسکو غیر ضروری تصور کرتا اور جو کچھ ذیعلم چیف جسٹس صاحب فرما چکے ہین اوسمین کچھ اضافہ نکرتا۔ مگر عذر پیش کردہ مسئلہ اس مخص امر اصطلاحی ضابطہ کا نہین ہے کیونکہ جس ضابطہ کی تعمیل حسب قواعد

دالت ہذا مقدمات اپیل متفرقہ دفعہ ۱۔ فرمان شاہی مین ہوتی ہے وہ قواعد
ستقواب متعلقہ دفعہ ۵۰، مجموعہ ضابطہ دیوانی سے بالضرور مختلف ہے قواعد
تعلقہ تصفیہ مقدمات اپیل متفرقہ دفعہ ۱۔ فرمان شاہی صفحہ ۲، جلد قواعد عدالت ہذا
طبوعہ مین درج ہین اور بحث اونکی صحت کی بموجب کثرت راے تین جج عدالت
اسکے مقدمہ محمد اللہ داد خان بنام محمد اسمعیل خان اپیل نمبر ۱۸۸۶ء حسب دفعہ
۔ فرمان شاہی ۲ باثبات طے ہو چکی ہے ۔ اور قواعد متعلقہ استقواب حسب
۵۰، مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صفحہ ۴، جلد مطبوعہ قواعد مذکورہ مین درج ہین اور
یہ اہم قواعد متعلقہ اپیل حسب دفعہ ۱ فرمان شاہی سے مختلف ہین۔ پنڈت
دمیا ناتھ نے یہ بحث کی ہے کہ مقدمہ حال کو بطور استقواب جایز محکومہ
۵۰، مجموعہ ضابطہ دیوانی کے متصور کرنا چاہیئے کیونکہ مسٹر صاحب جسٹس اور
بھالی گی سیٹ صاحب نے وقت تحریر کرنے تجاویز کے
ایک نے اپیل ڈگری کی اور دوسرے نے اوسکو ڈسمس کیا صرف بموجب
سدہ منجملہ قواعد مذکور متعلقہ استقواب محکومہ دفعہ ۵۰، مجموعہ ضابطہ
ی کے عمل کیا ہے۔ لہذا مقدمہ حال منشاء استقواب حسب دفعہ مذکور ہے
سکتا ہے۔ قاعدہ مذکور کے تاثیر تین ججون کے اجلاس مین مقدمہ ریلکھنڈ
ن بنک بنام ۔ ۔ ۔ انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۰۶
ور ہوا تھا جسمین باتفاق راے اسٹریٹ صاحب جسٹس ... صاحب
جسٹس کے یہہ بیان کیا ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ لفظ فیصلہ جو
۵۰ مذکورہ مین درج ہے اوسکو اوسکی صریح معنی مین یہہ سمجھنا چاہیئے بلکہ صرف بطور
اسے متعلقہ وجوہ اوس فیصلے کے ہے جو حکام موصوف نے تصویب یا تجویز
ے کیونکہ اگر ہم ایسا تحریری حکام استقواب کنندگان کو جنہون نے
یا ہے لفظ فیصلہ کے صحیح معنی مین تصور کرین تو یہ ہوگا کہ اکثر اپیل جسکی
ت استقرار لینے کی ہے کو وہ فیصلہ جات مذکورہ کی حسب فقرہ ما قبل آخر
۵۰ کے فی الواقع فیصلہ عدالت متصور ہونگے ۔ اور ان صورتون مین جب
اپیل زیر تجویز ہوگا تو اپیل حسب دفعہ ۵۰، کے دوسرے حکام کے پاس

مرسل ہوگا۔ کیونکہ دفعہ مذکور مین صریحاً اپیلہا سے زیر تجویز کا ذکر ہے اور نہ وہ اپیل کہ جو پیشتر تصفیہ اور فیصلہ ہوگیا ہو

مقدمہ حال مین میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب جسٹس نے ہمکو یقین دلایا ہے کہ جو تجاویز مشارالیہ اور پیترم صاحب چیف جسٹس نے تحریر کی ہین بطور تجاویز عدالت کے بنچ سے صادر ہوئی تہین اور اسحالت مین مطابق اون ارا کے ہین جو بینچ مقدمہ محولہ بالا مین ظاہر کی ہین۔ ذیعلم جج ممدوح کا قبضہ مقدمہ سے موقوف ہوگیا تہا البتہ ممدوح الیہم حسب دفعہ ۵۰۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے استصواب نہین کر سکتے تھے۔ انزروے دفعہ مذکور کے فی الحقیقت ڈگری صادرہ میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب کو غالب ہونا چاہیے تہا۔ اور جس حکم کے ذریعہ سے ہم سے استصواب ہوا ہے خلاف قانون ہے اور چارہ کار مناسب اپیلانٹ کا بذریعہ ارجاع اپیل حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے ہوسکتا ہے ممکن ہے کہ وہ چارہ کار اپیلانٹ کو اب بھی حاصل ہوسکے لیکن مین اسبارہ مین کوئی راے ظاہر نہین کرتا ہون کہ چارہ کار مذکور پر قیدیا م میعاد سماعت کا موثر ہوگا

ضلع کانپور — اپیل دوم نمبر ۳۲ء ۱۸۸۶ء — منفصلہ ۲ مئی

الشیری سنگہ بنام لالہ سنگہ وغیرہم

زمیدار و اسامی — نالش بقایا لگان۔ لگان جو سابق مین نہ ادا ہوا ہو یا نہ قایم کیا گیا ہو۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

منوہان پرشاد منجانب اپیلانٹ — کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

براڈہرسٹ صاحب جسٹس محمود صاحب جسٹس۔ یہہ نالش بقایا لگان کی عدالت لگان مین حسب دفعہ ۹۳ ضمن (الف) ایکٹ لگان کی داخل ہوئی تھی عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کیا ہے کہ مدعاعلیہم رسپانڈنٹان نے کبھی لگان ادا نہین کیا ہے اور نہ اوسکے ادا کرنے کا اقرار و تکون ہے کیا ہے۔ اندرین حالات ہم عبارت اولڈفیلڈ صاحب جسٹس مقدمہ کچھمن سنگہ بنام لمبا رام (اپیل دوم نمبر ۱۵ و سنہ ۱۸۸۳ء) کو بعینہ کہ

ختیار کرتے ہین کہ قبل اسکے کہ کوئی مدعی نالش دلایانے لقایا لگان ہین کامیاب ہو
وسکو چاہئے کہ عدالت مجاز مین کارروائی کرے اور لگان کی تجویز کرائے لیکن
الش بقایا لگان کی نہین ہوسکتی ہے اور رای عدالت ماتحت کی دربارہ ڈسمسی اپیل
کے صحیح ہے لہذا ہم اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کرتے ہین
(مقدمہ رادہا پرشاد سنگہ بنام جوگل داس انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲
صفحہ ۱۰۰ و صفحہ ۳۸ ماسبق ۲ اور مقدمہ بیج بہون سنگہ بنام مہدی علی (صفحہ ۵۴ ماسبق
بجانب مولف)

منفصلہ ۱۳ مئی　　　　　　سشن فوجداری

قیصر ہند بنام گارڈن

فرد قرارداد جرم وقت تجویز کے جرم کا اضافہ ہونا۔ جرم کا تبدیل ہونا۔
مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۲۲۷

قیدی مقدمہ ہذا کی جو ولایا برطانیہ اہل یورپ ہے سشن فوجداری
ئی کورٹ مین روبرو اسٹریٹ صاحب جسٹس اور جوری کے تجویز ہوئی تھی
سکو اسسٹنٹ کمشنر جبلپور نے بابت الزام ادن جرایم کے جو از روئے
عات ۴۰۶ و ۴۱۴ قابل سزا ہین واسطے تجویز کے سپرد کیا تہا۔ واضح ہوتا ہے
امبردہ منجانب اپنی ساس مسٹرس امی الس کے جنکے ہبیات اہتمام ترکہ معہ
یت نامہ سنگلہ کے بابت متروکہ جائداد اپنی شوہر مسٹر امی آر ولس متوفی
روری ۱۸۷۸ع مین اپنی جائداد مالیتی لہ ... کے چھوڑکر فوت ہوا تہا قائل کی تہین
مختار عام کے عمل کرتا تہا۔ متوفی نے اپنی جائداد منقولہ از روے وصیت کے قطعاً
بچلے چھوڑی تہی۔ بہ نسبت جائداد غیر منقولہ کے اوسنے یہ ہدایت کی تہی کہ کل
ن اوسکی زوجہ کو تا حیات اوسکے ملیگا اور بعد وفات اوسکے بحصص مساوی مین
س کی دختر مسماۃ ہی سی گارڈن (زوجہ قیدی) اور اوسکے اطفال نابالغ بپابندی
لیے متعلقہ امور القابی کے جنکے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے تقسیم ہوگی اور ایک
ر اس شرائط سے یہ بہی ہے کہ اوسکا داماد (قیدی) کسی جزو جائداد ونہ کا مستحق نہوگا۔

ایک فقرہ اس اقتباس کے بارہ مین یہی ہے کہ کوئی جزو جائداد غیر منقولہ کا او سوقت تک بیع نہو سکیگا کہ جب تک کل اطفال موصی کے بالغ ہون

وقت اختتام سال کے تاریخ عطائے چٹھیات وصیتی سے قیدی نے منجانب مسٹر مس واٹسن متعلقہ کے ایک حساب جائداد کا عدالت کمشنر جبلپور مین بموجب احکام دفعہ ۲۲۴ ایکٹ وراثت ہند ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۶۵ع کے داخل کیا تھا۔ وقت ملاحظہ حساب کے معلوم ہوا کہ بعض مکانات جو جزو جائداد متروکہ کے متعلقہ متعلقہ اور اوس کے مختار نے بیع اور رہن کردیے ہین اور زر حاصلہ ان معاملات کا بقدر کے ہے اس قسم کے حساب دہی مین فرد حساب کے ساتھ ایک دستاویز داخل ہوی ہے جو پر امیسری نوٹ تعدادی رقم مذکور نوشتہ موصی کچھ عرصہ قبل وفات نامبردہ موسومہ مسٹر مس ڈی سارن کے معلوم ہوتی ہے۔ اور فرد حساب کے مندرج مین بہت رقوم درج ہین جنسے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ زر مندرجہ پر امیسری نوٹ مذکور بمختلف تواریخ بروایت ادا ہوگیا ہے۔ اس پر امیسری نوٹ کی شکل کسی قدر مشتبہ ہے جس سے کمشنر کو ضرورت تحقیقات قائم کرنیکی ہوی اور جسکی نتیجہ مین یہہ ثابت ہوا کہ موصی نے کبھی کوئی قرضہ مسٹر مس ڈی سارن سے نہین لیا اور پرامیسری نوٹ مذکورہ منسلکہ فرد حساب قیدی نے جھوٹھہ بنائی ہے اور اس سبب سے قیدی کی سپردگی اور تجویز حسب مذکورہ بالا عمل مین آئی ہے بتائید الزامات متعلقہ دفعات ۴۶۷ و ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے بہت سے گواہان طلب ہوے تھے۔ جب مقدمہ جانب ثبوت سے ختم کیا گیا۔ اور قیدی نے اپنا بیان کیا مسٹر باول نے اونکی طرف سے یہہ عرض کیا کہ کسی الزام کی بابت مقدمہ ایسا نہین ہے جو جوری کے تجویز کے لایق ہو۔

قائم مقام پبلک پراسیکیوٹر (راس) کا جواب سماعت ہوا

اسٹریٹ صاحب جسٹس — نے کلارک آف دی کراون کو یہہ حکم دیا کہ الزام جھوٹھی شہادت بنانیکا حسب دفعہ ۱۹۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے برعایت دفعہ ۲۳۷ ضابطہ فوجداری کے قائم ہو۔

باول نے منجانب قیدی کے یہہ عذر کیا کہ حسب دفعہ ۲۲ کے عدالت

اختیار اضافہ کرنے الزام جدید کا جسکے نسبت قیدی واسطے تجویز کے
سپرد نہین ہوا ہے حاصل نہین ہے - عدالت صرف یہی کر سکتی ہے کہ الزامات
موجودہ کو تبدیل کر دے جس کارروائی سے کہ کیا گیا ہے وہ تبدیل کرنا الزامات
کا نہین ہے بلکہ اونکو بلا دست اندازی کے چھوڑنا اور ایک اور بالکل جداگانہ
مختلف الزام کا اضافہ کرنا ہے کونسل موصوف نے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند
بنام آباسوبنا (انڈین لا ریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۲) پیش کیا ہے -
ملک پراسی کیوٹر (مدراس) نے منجانب سرکار کے جواب دیا کہ حجت
یہ ہے کہ عمدہ امر عدالت کا جب کبھی ایسے طریقہ کی ضرورت ہوی یہہ
تھا کہ حسب طریقہ مجوزہ الزام کی تبدیلی یا اوسمین اضافہ کیا جاوے
اور ایسا طریقہ مضامین دفعہ ۲۲۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین داخل ہے
اسسٹنٹ صاحب جسٹس نے عذر نامنظور کیا - حاکم ممدوح پر پابندی
فیصلہ ہائیکورٹ بمبئی بمقدمہ محولہ کی لازم تھی اور مقدمہ مذکور مین حکام
کی رائے یکسان تھی - حاکم ممدوح نے فیصلہ مختلف الرائے اسسٹنٹ
صاحب جسٹس سے اتفاق کیا اور یہہ تجویز کی کہ طریقہ مجوزہ مشار الیہ منشاء
ریاست تبدیل کرنے الزام مشتملہ دفعہ ۲۲۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری
مین داخل ہے -

بعدہ الزام حسب دفعہ ۱۰۳ مجموعہ تعزیرات کے ازدیاد کیا گیا اس
الزام کی نسبت قیدی نے جرم سے انکار کیا - برطبق ہدایت عدالت
کے جوری نے تجویز بے جرمی کی نسبت الزامات متذکرہ دفعات ۴۶۷ و
۴۷۱ کے دی اور نسبت الزام متضمنہ دفعہ ۱۰۳ کے تجویز ثبوت جرم برطبق اقرار
جرم قیدی کے صادر کی - عدالت نے حکم سزائے قید سخت بمعیاد دس
ماہ کا بہ نسبت قیدی کے صادر کیا -

استغاثہ ملکہ معظمہ بنام وارث علی (ریورٹ ہائیکورٹ ممالک
مغربی و شمالی ۱۸۷۱ء صفحہ ۲۴۳) ملاحظہ طلب ہے جسمین ٹرنر صاحب
جسٹس نے یہہ تجویز کیا ہے کہ عدالت کو یہہ اختیار نہین ہے کہ ا...

تجویز کے دوران مین جو بابت الزام مقتضیہ دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہے کہ کوئی الزام بابد الزام حسب دفعہ ۲۲۷ و ۲۳۱ کے قایم کرے ۔ جب یہ تجویز ہوئی تھی او سوقت مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۲ء تھا جسکی دفعہ ۴۵۴ جو مطابق دفعہ ۲۲۷ مجموعہ حال کے ہی مین یہ حکم تھا کہ ہر عدالت جسکے روبرو کوئی تجویز ہو جائز ہے کہ مقدمہ کی کسی نوبت مین الزام کی تبدیل یا ترمیم کرے ۔ مولف ۔

منسلہ اگرہ　　　　اپیل فوجداری　　　　منفصلہ ۱۷ جون

تمیجہ　　بنام　　گوبردہن

شریک جرم ۔ شہادت ۔ تایید ۔ عملدرآمد ۔ امور واقعات کی تجویز سوداپیہ ہونا چاہئے او شہادت قبل بہ مقدمات سابقہ کے

اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ بنا راضی تجویز برأیت کے ۔

واقعات اَمقدمہ کے جو اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ حسب دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری بنا راضی حکم برأیت کے ہے تجویز عدالت منجملہ درج ہین ۔ رپورٹ تھا ویز مذکور کی بطوالت اسواسطے کیجاتی ہے کہ اون اصول بہ نسبت اوس طریقہ کے قایم کی گئی ہین کہ جس طریقہ سے امور واقعات اور خصوصاً امر اعتبار گواہان شریک جرم کا طے کیا جاتا ہے اگر وہ واقعات مفصل بیان کیے جاوین جنکے بابت اوسکی بحث ہوی ہے تو ممکن ہے کہ اون اصولونکی بابت غلط فہمی ہو

پبلک پراسیکیوٹر اپیل منجانب سرکار

کالون وگارڈن منجانب قیدی

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ یہ اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ حسب دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری سنہ ۱۸۸۲ء بنا راضی حکم ابتدائی مشعر برأیت مصدرہ سشن جج اگرہ مورخہ ۲۳ ۔ اکتوبر سنہ ۱۸۹۶ء کے ہے ۔

گوبردہن ریسپانڈنٹ کی تجویز بعلت قتل عمد مسمی نہال سنگھ کے حسب دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوی تھی اور بری ہوا تھا ۔ واقعات غیر متنازعہ مقدمہ

کے یہہ ہین کہ ابتدائی ۱۳ لغایت ۱۹ - دسمبر ۱۸۵۷ء تک نہال سنگہ مع زوجہ اور خاندان کے اپنے
ایک شہری بہائی تیج رام کے یہان مقام بہای مین مقیم رہا تہا - سات بجے صبح کو بروز یکشنبہ
تاریخ ۱۹ - دسمبر ۱۸۵۷ء نہال سنگہ مع اپنے خاندان کے اپنے بہائی تیج رام کے مکان موقوعہ
بہائی کو چہوڑکر آگرہ کو روانہ ہوا - نامبردہ کے زوجہ وہان ولڑکا ایک رتہ مین تہی جسکو
یہ کہیا رام اوسکا ملازم ہانکتا تہا نہال سنگہ گہوڑے پر سوار تہا - تہوڑے فاصلہ پر پہونچکے
بعد نہال سنگہ نے اپنے ملازم سے کہا کہ رتہ کے ساتہہ ٹونڈلا کو جاوے اور یہہ کہکر کہ ہم
یعنی نہال سنگہ ٹونڈلا کو براہ بہائی اور رتول کے جائینگے بہائی کی طرف روانہ ہوا
نہال سنگہ رتول مین رہتا تہا جہان اوسکے سسرال کے لوگ بہی رہتے تہے - ۱۹ - دسمبر کو
دوپہر کے قریب نہال سنگہ اوسنگہ کے مکان واقعہ رتول پر پہونچا اور کچہہ کہانے
اور تہوڑی سی ... ای کے پینے کے بعد قریب ایک بجے سہ پہر کو رتول سے روانہ ہوا اور
ٹونڈلا کیطرف چلا - رتول سے ٹونڈلا کو راستہ پکی ہوگئی ہے - اوسنگہ نہال کا
بذریعہ شادی کے رشتہ دار ہے - جہان تک اوس شہادت سے جو ہمارے روبرو
موجود ہے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہی اخیر مرتبہ ہے کہ جب اوسکے رشتہ دارون
نے نہال سنگہ کو زندہ دیکہا تہا - ۲۰ دسمبر کے صبح کو اوسنگہ نے اپنے دروازہ پر
اوس گہوڑی کو دیکہا جسپر ایک روز قبل نہال سنگہ سوار تہا - اوسوقت گہوڑا بلا لگام
کے تہا اور رکاب بہی غائب تہین یا مین نو اور دس بجے قبل دوپہر تاریخ ۲۰ دسمبر کو کہیا رام
ملازم نہال سنگہ کا اوسنگہ کے دروازہ پر واسطے دریافت حال نہال سنگہ کے
آیا کہ جو ٹونڈلا نہین پہونچا تہا - ۲۰ دسمبر کے سہ پہر کو ایک شخص مسمی مہا سکہا ٹہٹ اعتماد پر
پہونچا اور قریب پانچ بجے کے ولی حسین ہیڈ کانسٹبل محرر سے اسمضمون سے رپورٹ کیا کہ
کل شام کو انڈا اور مرغی بیچکر ٹونڈلا سے اپنے موضع شب سنگہ پور جاتا تہا اور جب کہ
کنگہی کے پل پر پہونچا تو لوہردہین رسپانڈنٹ حال اور ایک اور شخص جسکا نام نہین جانتا
تہا اور ایک شخص سوار جسکو قیاس سے کارندہ راجہ اوا کا جانتا ہون بعدہ دو اور
شخص جنکے نام نہین جانتا ہون چلے آتے تہے - جب کارندہ پل کے پاس پہونچا تب ... نے
سوار پر گولی چلائی جو گر پڑا اور مر گیا اون چار ادمیون نے اوسکو یعنی مہا سکہا کو
پکڑ لیا اور اوس کی توڑی ... اور رسی لی اور لاش کو کنوین مین ڈالدیا اور مجہکو اوس سے

قریب کھینچ لیگئے اور یہہ کہکر دہمکایا کہ اگر تم لہو گے تو قتل کئے جاؤ گے اور بہت خسقل اور
سست سماجت کرتے ہے اون مضمون کے مجھے جانے دیا۔ اوسن نے ۲۰ دسمبر
کی بات کو بھی رپورٹ کی کہ گوبردہن نے کہا تھا کہ مین امراؤ سنگہ کے پاس
آگرہ جاؤنگا۔

ولی حسین اور تین کانسٹبل اور ایک چوکیدار جہاسکہا کے ساتھ گئے اور مابین
ساڑھے سات اور آٹھ بجے اوس رات کو اوس کنوین پر پہونچے جسکو جہاسکہا نے بتلایا تھا کہ
اوسمین لاش ہے اوس رات کو ولی حسین اور کانسٹبل کنوین پر مقیم رہے اور ۲۱ دسمبر کی
صبح کو ولی حسین بہ ہمراہی جہاسکہا کے اوس پل پر گیا جہان جہاسکہا نے کہا تھا کہ بندوق چلائی
گئی تھی اور پل پر ہی ہمراہ جہاسکہا نے خون دکھلایا جو پل سے اوتر طرف تھا اور ایک
مین پڑا تھا اور یہہ کہا کہ اس جگہہ پر سوار اپنے گھوڑے سے گرا تھا بعد ازان جہاسکہا
ولی حسین کو ایک ارہر کے کھیت مین جو پور ب طرف ہے لیگیا اور نشانات کشاکشی کے
دکھلائے۔ ارہر کے کھیت میں درخت ببول کے نیچے خون کے نشانات تھے اور اوس
جگہہ پر ایک ٹکڑے رسی کی تھیلی اور پنسل کا بکس ملا۔ جہاسکہا نے بیان کیا۔
کہ اس جگہہ پر لاش باندہی گئی تھی بعد دسکے ولی حسین اور جہاسکہا کنوین پر واپس آئے
اور بامانت چند غوطہ خوردن کے جو اوس وقت وہان آ گئے تھے لاش کنوین سے نکال
لی گئی۔ جب لاش کنوین سے باہر لائی گئی تو یہہ دیکہا کہ گردن میں موتی بندھی ہے اور
پاؤن گردن رسی سے بندھے ہوئے۔ کچہ میلا انگوٹھی اور اور اشیاء جسم پر موجود ہین۔
اور پیشانی پر دہنی طرف گولی کا زخم ہے اور لاش گشت پنجاش ہین کہ جو وجہ اس کے
پیدا ہوئی ہونگی کہ لاش زمین پر گھسیٹی گئی تھی۔ کنوین سے ایک ڈنڈا بھی برآمد ہوا ہے
جسکے نسبت جہاسکہا نے بیان کیا ہے کہ اوسی سے لاش کو کنوین تک لیگئے تھے ولی حسین نے
قریب جوار کے مواضعات کے لوگون کو لاش دکھلائی مگر کسی نے اوسکو نہین پہچانا۔
پل سے وہ کنوان قریب ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور اوس پل سے جمنا کے
راستہ مین ہے۔

ولی حسین لاش کو جہتاب خان کے سپرد کر کے گوبردہن کی تلاش مین گیا۔ گوبردہن
ضلع گڑگاؤن گودھی مین رہتا تھا جو پل سے ڈہائی تین کوس کے فاصلہ پر ہے جس قریب

دوپہر کے ۲۱- دسمبر کو دلی چین گڈھی گودھی مین پہونچا اور گوبردہن کے مکان کی تلاشی بموجودگی بہگونت سنگہ بارادر گوبردہن کے لی لیکن نہ گوبردہن ملا اور نہ کچھہ پتا اطلاع ملی کہ وہ کہان ہے۔ تلاش جو کنوین سے ملی تھی بعدہ پہچانی گئی کہ نہال سنگہ کی لاش ہے۔

۲۲- دسمبر کو جہاسنگہا نے امیر خان سب انسپکٹر پولیس کو جا مال حوالہ کئے جو نہال سنگہ کے تھے۔ ۲۲ و ۲۰- دسمبر کو جہاسنگہا نے چند بیانات کئے جسمین سے گوبردہن و گوکارام و بہوتی و ہیرا و ہربال و سری کشن شریک جرم پائے گئے ۲۴- کے سپہر یا شام کو بہوتی و ہربال و سری کشن عملاً حراست مین لئے گئے بعد ساتھ چینے کے گوبردہن ریاست گوالیار مین گرفتار ہوا۔ ہیرا و گوکارام اب تک دستیاب نہین ہوئی قبل گرفتاری گوبردہن کے جہاسنگہا و بہوتی و ہربال و سری کشن کی تجویز بعلت قتل عمد نہال سنگہ کے ہوئی۔ جہاسنگہا کی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر ہوئی اور حکم سزا ے حبس دوام و عبور دریا ے شور صادر ہوا۔ بہوتی نے اقرار نہین کیا لیکن ہربال اور سری کشن ہر شخص نے اقرار جرم کیا ہے بہوتی اور ہربال اور سری کشن ظاہراً اس بنیاد پر بری ہوے ہین کہ بمقابلہ اون کے جہاسنگہا کی شہادت کی تائید نہین ہے حالانکہ بہ نسبت ہربال اور سری کشن کے مسٹر ینگ صاحب جنہون نے اونکی تجویز کی تھی ظاہراً مطمئن ہوے کہ اونہون نے اپنا اقرار جرم بالارادہ اور بخوشی کیا ہے اور اگرچہ اون اقرارات جرم سے تائید کافی بمقابلہ ہربال اور سری کشن کے جہاسنگہا کی شہادت کی ہوتی ہے۔

جہان تک شہادت سے مین دریافت کرسکا ہون اور نیز بیانات سے اون کونسل کے جو مقدمہ مین مقرر ہوے ہین فاصلہ مابین مختلف مقامات جنکا ذکر کہ اون نے یا کونسل نے کیا ہے حسب ذیل ہے۔ برائی سے ٹونڈلا تک ۱۶- کوس- برائی سے آگرہ تک ۲۴ کوس- رتولی سے ٹونڈلا تک ۸ سے ۹ کوس تک- رتولی سے پل تک ۷ کوس- گڈھی گودھ سے پل تک ڈہائی تین کوس- اعتماد پور سے گڈھی گودھ تک ۵ کوس- اعتماد پور سے گنوان تک ۴ کوس- اعتماد پور سے رتولی تک ۹ کوس- جو لوگ برائی اور رتولی سے ٹونڈلا جاتے ہین وہ ضرور پل متنازعہ سے ہوکر گذرتے ہین- پل مذکور قریب اوس جگہہ کے ہے جہان دوسڑکون کا تقاطع

ہوتا ہے —

مہا سنگھا اور ہربال سنگھ پور میں رہتے ہیں۔ گوکل رام کوٹرہ میں رہتا ہے اور
گوبردھن بسوتی و ہیرا و دھرم کشن گڑھی گاؤں میں رہتے ہیں۔ دھرم کشن ملازم بھگونت راؤ
گوبردھن کا ہے۔ گوکل رام بھگونت کا داماد ہے۔ بھگونت و گوبردھن و بسوتی بھائی ہیں۔
مہا سنگھا و ہیرا قوم کے ٹھاکر ہیں۔ ہربال اہیر ہے اور دھرم کشن چمار ہے۔
وقت تحریر تشخیص کے مقدمہ منجانب ثبوت مختصراً اور بشکل داستان کے حسب
ذیل بیان ہوا ہے۔ قبل از وقت قتل گوبردھن کے رانی سکردار بیوہ راجہ [illegible] کی اور نہال سنگھ
نسبت استحقاق راجہ بلدیو سنگھ بابت ریاست راج [illegible] کے تنازع کر رہے تھے۔ نہال سنگھ
نہ صرف اپنی طرف سے مدعی کرتا تھا بلکہ رانی سکردار کو اوسکے دعوی کے ثابت کرنے میں
مدد بھی کرتا تھا۔ نہال سنگھ کے بڑے بھائیوں یعنی مدور اور سنگھ و تیج رام نے اپنے اپنے
دعاوی کے بابت راضی نامہ کر لیا تھا۔ امراؤ سنگھ نے ایک موقع پر نہال سنگھ کو دھمکی
دی تھی کہ بہت اچھا ہم سمجھ لینگے کیونکہ نہال سنگھ راج کی بابت جھگڑا اوٹھاتا تھا اور امراؤ سنگھ
بلدیو سنگھ کا دوست ہے۔ گوبردھن نے باظہار اس امر کے کہ منجانب بلدیو سنگھ و امراؤ سنگھ
سے عمل کر رہا ہے مہا سنگھا و ہیرا و ہربال و بسوتی و گوکل رام و دھرم کشن کو اسلئے مقرر
کیا کہ یہ لوگ نہال سنگھ کے قتل کرنے میں جب وہ ٹونڈلا کے [illegible] میں سوار ہو اور اسکے جانے کے
لیجانے میں مدد کریں۔ گوبردھن نے مہا سنگھا سے یہہ کہا تھا کہ دس ہزار روپیہ جیسے اور
راجہ بلدیو و امراؤ سے جیو من قتل کرنے ایک شخص کے طے ہوئے ہیں اور اگر دس ہزار روپیہ
نہوں تو ایک گاؤں ملیگا۔ ۱۵ دسمبر کو گوبردھن نے مہا سنگھا سے یہہ کہا تھا کہ وہ شخص جسکی بابت
اوسے بات کی تھی وہ لوگ آج صبح کو چلے گئے۔ اون لوگوں نے یہہ کہا تھا کہ راجہ
بلدیو نے لیا ہے کہ وہ شخص قتل ہوگا اور اگر اس مرتبہ وہ بچ گیا تو پھر ہاتھ نہ آویگا۔ تم آؤ گے۔
۱۶ دسمبر کو دھیر [illegible] مہا سنگھا و گوکل رام [illegible] گئے اور ہیرا و [illegible] لوگوں کی تلاش میں گیا۔ گوبردھن نے
نہال سنگھ کے پیٹ پر گولی ماری اور گھوڑا جب دس قدم آگے کی طرف جا چکا تھا تب نہال سنگھ
گر پڑا۔ تب گوبردھن اور گوکل رام لاش کو ارہر کے کھیت میں کھینچ لیگئے اور تب گوکل رام
اور مہا سنگھا اوسکو ببول کے درخت کے نیچے کھینچ لیگئے۔ وقت قتل کے شخص مقتول ایک
ٹٹو پر سوار [illegible] میں سنگھے جیسے لگے تھا اور اوس کے پاس ایک تھیلی تھی۔ اوس وقت [illegible] کے

آواز سنائی دی اور گوبردھن کو کارام اور جھاسنگھا بھاگ گئے اور ارہر کے کھیت مین چھپ
رہے جب چار شخص شہر کی طرف سے آتے دکھلائی دئے۔ اون چار شخصون مین سے ایک
کو جھاسنگھا اور گوبردھن نے پہچانا۔ کون ہے کیا ہیرا ہے۔ اون مین سے کسی نے کہا کہ ہان
اور گوبردھن نے کہا کہ آؤ۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ہمنے اوس شخص کو مار ڈالا ہے۔ تمنے
دیر کیون کی۔ ساتون آدمی لاش کے پاس گئے اور گوبردھن نے ہیرا اور جھاسنگھا سے کہا کہ لاش
کو ایسا باندہو کہ سڑک پر خون نگرے۔ تب اونہون نے ہاتھ اور پیر ایک دہوتی سے باندہے
گوبردھن نے اوس سے کہا کہ کوٹ اولٹ دیو اور موٹا کپڑا ہمسے لیکر اوس طرح پر باندہو کہ
خون نگرے ہیرا اور جھاسنگھا نے بھی کیا۔ اور تب ہیرا پلیدستی اور ڈنڈا لایا اور گوبردھن نے
اوس سے کہا کہ ہاتھ اور پیر بہت اطمینان سے باندہو۔ شاید دہوتی پھٹ جاوے جیسا تم
کہتے ہے۔ ہیرا اور جھاسنگھا نے ہاتھ اور پیر رسی سے باندہے اور جھاسنگھا نے گوبردھن
سے کہا کہ لاش کے اوپر کے بازو مین کچھ معلوم ہوتا ہے۔ گوبردھن نے کہا بازوبند ہوگا
اوسکو نکال لیو بعدہٗ گوبردھن نے کہا کہ تلوار سے کاٹ لیو اور ایسا ہی ہوا اور ڈہولنا گوبردھن
کے حوالہ کر دی۔ بعدہٗ کچھ دور تک لاش کو ڈنڈے سے لیگئے اور اوسوقت لوگون نے اوسکے
لیجانے مین عذر کیا تب یہہ تجویز ہوئی کہ قریب کے کنوین مین پھینکدیو۔ وہ کنوان خشک تھا تب
گوبردھن نے اون کو پہر حکم دیا کہ کسی دوسرے کنوین تک لیچلو اور ایسا ہی ہوا اور تب ہیرا
اور گوکارام نے اوسکو ڈنڈے سے کنوین مین ڈھکیل دیا کہ جس سے برامد ہوئی ہے تب یہ
لوگ اوسجگہہ پر واپس آئے جہان لاش باندہی گئی تھی اور جہان سنائی اور سافا اور ایک
جوڑی بوٹ موجود تھا کہ جسکو گوکارام نے باندہا اور اپنے سر پر رکھ لیا اور گوبردھن سے
یہہ کہا کہ اون اشیا کو تم اٹھا لیو اور امراؤ کو بعد شہادت قتل کے دکھلا دیجئے۔ گوبردھن نے جھاسنگھا کو
ڈہولنا یہہ کہکر دیدی کہ اسکو بیچو اور اسکی قیمت تم اور ہیرا بانٹ لیو اور مین راجہ بلدیو سنگھ
کے پاس جاؤنگا اور روپیہ وصول کرونگا اور تھوڑا تھوڑا تمہین کو دونگا۔ گوبردھن نے
ہیرا لال کو تین تلوار دین جن مین سے دو وہ خود لایا تھا اور تیسری شخص مقتول کی تھی اور مقتول
بھی دیدی اور اوس سے کہا کہ بھگونت کے پاس لیجاؤ۔ تب گوبردھن اور گوکارام ٹونڈلا
کیطرف چلے گئے اور باقی پانچ آدمی اپنے اپنے گہر چلے گئے۔ دوسرے روز جھاسنگھا کو
معلوم ہوا کہ ڈہولنا تانبے کی ہے یا تانبہ اور چاندی کا ہے تب وہ

وہاں رات کو گیارہ بجے کے درمیان پہونچا۔ بھگونت سے وہاں ملاقات ہوئی اوس نے
کہاں ہے تب بھگونت نے اوسکو منت کی اور کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ گوبردہن
اسپر جہاسنگھا برہم ہوا اور بدزبانی کرکے یہہ کہا کہ تمکو ہم نہین چھوڑینگے اور بہت سے مارا گیا اور
اور بہت سے تشدد بالا کردی کہ گوبردہن بیہوش ہوگیا۔

تب امیداوس مقدمہ کے [illegible] امراو سنگہ کو الزام طلب ہوے اور انہون نے
نہال سنگہ کی قتل مکانات موقوعہ ۱۰ دسمبر کے بیانات ہیں جو الزام امراو سنگہ پر ہے امراو سنگہ نے دربارہ اس
امر کے بیان کیا کہ نہال سنگہ کو [illegible] نسبت راج اداکے تھی اور امراو سنگہ نے اوسکی
ورثے کا بیان کیا ہے جسکے نسبت بیان ہوا ہے کہ امراو سنگہ نے نہال سنگہ سے استعمال کی
تھی۔ جہاسنگھا نے بیان کیا ہے کہ مجھکو میر اگوبردہن کے پاس بلایا تھا اور گوبردہن نے
مجھسکو ترغیب دی تھی کہ قتل میں مدد کرے اور بیان ہے کہ اوس امراو سنگہ اور
راجہ بلدیو سنگہ سے یہہ انتظام کرلیا ہے کہ دس ہزار روپیہ یا ایک گانون بعوض ارتکاب قتل
کے دیا جائیگا۔ نامبردہ نے گوبردہن کے نہال سنگہ کو پہلے گولی مارنے کا اور بعد
ازان لاش کے بندوبست کا بھی بیان کیا ہے۔ ایک شخص [illegible] نے بیان کیا ہے
کہ جس روز قتل ہوا ہے اوسکے شام کو بیچ گوبردہن اور دو شخصون کو [illegible] دیکھا تھا۔
ولی حسین نے بیان اون بیانات کا کیا ہے جو جہاسنگھا نے ۲۰ دسمبر کی شام کو کہا تھا
نے مجھے اوسنے بابت اون علامات اور [illegible] کے جو [illegible] کے کھیت میں [illegible]
سول کے نیچے پائی گئی اور لاش کے [illegible] اور ۲۲ دسمبر کو [illegible]
اور اوسکے لئے اپنا تلاش کرنا بھی بیان کیا ہے۔ امیر خان نے یہہ ثابت کیا ہے کہ ۲۰
دسمبر ۱۸۶۸ عیسوی کو اوسنے گوبردہن کی تلاش بمقام [illegible] میں نقب زنی کے مقدمہ میں کی
جب گوبردہن نے یہہ بیان کیا تھا کہ میں امراو سنگہ کی نوکری میں ہون اور میں ایک خط امراو سنگہ
کیطرف سے راجہ بلدیو سنگہ کے نام لئے ہوے جاتا ہون۔ گواہ مذکور نے نقل اپنے روزنامچہ
مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۶۸ع کو دکھلایا جسمین نقل بیان گوبردہن کی جو اوس تاریخ ہوا تھا درج
ہے۔ نقل مذکور لکھی ہوئی ایک کانسٹبل کی ہے جو اوس وقت محرر تھا اور وہ دستخطی گواہ مذکور
کی ہے۔ اس گواہ سے تجویز پرسش میں بہ نسبت تحریر اوسکے روزنامچہ کے بابت
اسکے [illegible] کہ اوسنے گوبردہن کو [illegible] میں ۲۰ دسمبر ۱۸۶۸ع کو دیکھا تھا سوالات [illegible]

ظاہر ہوتی ہے - یہہ موقع اب ہمکو ملا ہے -

مسٹر کالون نے بجانب گوبردہن کے ہمارے روبرو یہہ حجت کی ہے کہ جھدا اور رام لعل
گواہان جھوٹے گواہ ہین کہ جو مقدمہ کی اخیر نوبت مین پیش کئے گئے کہ تعلق راجہ بلدیو سنگہ اور
امراو سنگہ کا قتل سے ثابت کرین - اس حجت سے ہمنے اتفاق کیا اور ہم نے اوسکی شہادت
کو خارج کر دیا ہے - کونسل موصوف نے یہہ بھی حجت کی ہے کہ شہادت [illegible] کی قابل اعتبار نہین ہے
اور اگر یہہ شہادت خارج کر دی جاویگی تو شہادت جہاسنگہا کی بلا تائید ہے اور چونکہ شہادت
شریک جرم کی ہے لہذا اندرین حالات ہمکو اوسپر عمل نکرنا چاہئے - اونہون نے یہہ حجت
کی ہے کہ بعض تفصیلات مین شہادت جہاسنگہا کی نوولا اور دیگر گواہان سے مختلف ہوتی
ہے اور یہہ کہ اوسکی شہادت خلاف قیاس ہے اور یہہ کہ آخر نومبر ۱۸۸۰ء مین گوبردہن اپنا
[illegible] کرنے اونکا جی ریاست گوالیار مین گیا تھا اور بوجہ [illegible] اوسوقت تک
[illegible] ناسپردہ اونکا جی مین بابت اس الزام کے جوانکی ۱۸۸۰ء مین گرفتار ہوا
[illegible] اونکی یہہ حجت ہے کہ کوئی شہادت اس امر کی نہین ہے کہ راجہ بلدیو سنگہ اور
امراو سنگہ کو قتل سے تعلق ہے اور اگر ایسی شہادت نہین ہے تو وجہ تحریک
[illegible] جھوٹی ثابت نہین ہے مسٹر [illegible] نے یہہ
بھی حجت کی ہے کہ بعد وقوع قتل کے راجہ بلدیو سنگہ اور امراو سنگہ
کے بعض دشمنون نے جہاسنگہا کو یہہ ترغیب دی ہے کہ اپنے بیانات سے بدارادہ دروغ
گوبردہن و راجہ بلدیو سنگہ و امراو سنگہ کو مجرم قرار دے - مسٹر کالون نے بہت زور
سے یہہ بحث کی ہے کہ اگر سشن جج نے گوبردہن کو اس الزام سے بری کر دیا تو ہمکو اوسکی
منسوخ نکرنی چاہئے - اونہون نے یہہ بھی حجت کی ہے بعد انکار اوس [illegible] سے
سشن جج سے جسکا نام ابھی ذکر کر چکے ہین کوئی نتیجہ خلاف اون کے موکل کے اس امر کی بابت
اخذ نکرنا چاہئے کہ اوسنے کوئی گواہ منجملہ اون اشخاص کے گوبردہن کیطرف سے طلب نہین
کرائے جسکا ذکر جہاسنگہا نے اپنی شہادت مین کیا ہے یعنی بلونت و سری کشن وغیرہ
کو - بلحاظ حیثیت موجودہ مقدمہ کے ہمنے خیال کیا تھا اور اب بھی خیال کرتا ہون کہ حاکمین
روبرو سشن جج کے مسٹر کالون نے بہ مراسے عقلمندانہ اپنا اختیار ظاہر کیا اور بنظر فائدہ اپنے
موکل کے لائق کونسل کی طرح عمل کیا ہے کہ گواہان صفائی طلب کرانے کے [illegible] سے [illegible] نہین کیا [illegible]

ہم نے بنظر عدالت گستری کے مناسب سمجھا ہے کہ اگر وہ پسند کرین تو اونکو موقع اسقدر گواہان
صفائی کا منجانب گوبردھن کے دیا جاوے جسقدر وہ طلب کرنا وہ مناسب تصور کرین مسٹر کالون
نے گواہونکا طلب کرنا منظور کیا ہے۔ ہمنے ایسا ہی موقع مسٹر ہل کو دیا ہے جو منجانب سرکار
کے ہین لیکن اونھون نے منجانب سرکار کے اوسی شہادت پر قناعت کرنا منظور کیا ہی
جو اب مثل مین موجود ہے۔ ہمنے حکم دیا تھا کہ امیر خان سب انسپکٹر جی نرائن ممبر جسکا ذکر امیر خان
کی شہادت مین ہوا ہے و وزیر احمد کانسٹیبل و سروپ و نند کشور و جگت نرائن جسکا ذکر سروپ
کے شہادت مین ہے ہمارے روبرو بغرض اظہار کے حاضر ہون اور یہہ کہ روزنامچہ پولیس
اور خصوصاً وہ روزنامچہ جسمین ذکر ۲۱ دسمبر ۱۸۷۴ء کا درج ہے واسطے ہمارے ملاحظہ کے
پیش کیا جاوے۔ بہ اغراض سماعت مقدمہ کے جسکا حکم مین اشارہ ہے چار روز صرف ہوئے جبکے
مین ملتوی کی گئی۔ کارروائی مقدمہ کی ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۱۰ ماہ گذشتہ مین ہوئی
کہ جب امیر خان وجی نرائن و وزیر احمد و سروپ و جگت اور ایک شخص جسکا نام نند کشور
ہے ہماری خواہش سے طلب ہوئے اور ہر ایک کا اظہار قلمبند ہوا اور سوالات جرح ہوئے
اور مکرر اظہار ہوا اور اونمین سے اکثر کا اظہار بہت طوالت کے ساتھہ ہوا ہے۔ مسٹر کالون اور
مسٹر کارڈن نے منجانب گوبردھن کے امراؤ سنگہ و چھیدا خان و فدا حسین مسٹر جین آگرہ اور بال
سوائی مہری کشن و بیگونت۔ اور چند اہل کو طلب کیا۔ عدالت نے گوبردھن سے جو بلائے
گئے تھے۔ مسٹر کارڈن نے یہہ بیان کیا کہ دو گواہ واسطے ثبوت عدم موجودگی گوبردھن کے اونکو
طلب کرنا ہین اور اونھون نے ہم سے اظہار اس رائے کا چاہا ہے کہ آیا گواہان مذکور کو وہ طلب
کرین یا نہین جسپر رائے کا ہمنے ظاہر کرنا اپنے اوپر مناسب سمجھا اوس رائے کو ہمنے اونکے
اس اطلاع کے ساتھہ ظاہر کیا کہ اونکو اپنے اختیار امتیازی کو استعمال کرنا چاہیے اور یہہ کہ ہم
اونکو یہہ صلاح نہین دے سکتے ہین کہ کون طریقہ اختیار کرین۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ گواہان مذکور طلب نہین ہوئے
اور امراؤ سنگہ نے اس معاملہ سے اپنی کل لاعلمی ظاہر کی اور عموماً شہادت روزا و سنگہ سے
اختلاف کیا اور خصوصاً شہادت مذکور کے اوس جزو سے اختلاف کیا ہے جسمین یہہ بیان ہوا
کہ اوسنے یہہ بیان سنگہ کو دھمکایا تھا۔ امراؤ سنگہ نے بیان کیا ہے کہ ہمنے اول مرتبہ گوبردھن
کی اطلاع ۲۱ دسمبر ۱۸۷۴ء کو پائی تھی جب اہلکار پولیس میرے مکان پر آگرہ مین گوبردھن
کی تلاش مین بمقدمہ کی بابت گیا تھا۔ بلحاظ عزو عزت مسٹر کالون کے بعد ملاحظہ بہت فروتنی کا

ہے کیونکہ اوس سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تاریخ ۱۰ دسمبر کو اونسے گوبردہن کا نام اور امراؤ سنگھ کا نام اوس جلد
کی بابت جو اوسوقت زیر تحقیقات تہا شریک و شامل ہو چکا تھا اور شمول امراؤ سنگھ کے نام کا بھی
سے نہین خیال کیا گیا تھا الا یہہ کہ یہہ امر نتیجہ کسی سازش کا ہو جو مابین ۱۹ دسمبر اور اوسوقت کے
ہوئی ہو جب اہلکار پولیس ۲۱ دسمبر کو آگرہ بھیجا گیا ہو بطور امر واقعہ کے جھاسکیا نے ۲۰
دسمبر کو ۹ بجے شام کو گوبردہن کا نام بیان کر دیا اور آٹھ بجے شام کو امراؤ سنگھ کا نام بھی
پولیس مین بیان کر دیا تھا — مینے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جب جھاسکیا نے اپنا بیان اعتمادی
۲۰ دسمبر کو کہا تھا اوسوقت وہ فی الواقع نہین جانتا تہا کہ شخص مقتول کون تھا اور وہ خود اوسکے
اوسکے رشتہ داران کہان رہتے ہین — بیان اور شہادت نامبردہ اور دیگر شہادت متعلقہ
پر بہت کامل طور پر غور کرنے سے اور کوئی نتیجہ پیدا نہین ہو سکتا ہے — اسکے کہنے کے بعد
مین فوراً یہہ کہنا مناسب سمجھتا ہون کہ میری رائے مین ہمارے روبرو کوئی شہادت اس امر کے
ثبوت مین نہین ہے کہ راجہ بلدیو سنگھ یا امراؤ سنگھ کو کسیطرح گوبردہن یا اس جرم سے
کچھ تعلق ہو — شہادت جھاسکیا کی بہ نسبت راجہ بلدیو سنگھ یا امراؤ سنگھ کے محض اون
بیانات پر مبنی ہے جو حسب بیان اوسکے گوبردہن نے اوس سے یا اوسکی روبرو کئے تھے
اگر گوبردہن نے بیانات مذکور بہ نسبت راجہ بلدیو سنگھ اور امراؤ سنگھ کے کی ہین اور مین
خیال کرتا ہون کہ اوسنے کئے ہین تو یہہ نتیجہ نہین ہو سکتا ہے کہ بیانات کی کچھ بنیاد ہے —
ممکن ہے کہ وہ سچ ہون یا نہون — مین خیال کرتا ہون کہ یہہ ظاہر ہے کہ گوبردہن کو دربارہ استعانت
جھاسکیا اور دیگر اشخاص کے ارتکاب مین قتل عمد کے دقت اور دشواری پیدا ہوئی الا
یہہ کہ نامبردہ اونکو یہہ ترغیب دے کہ نامبردگان کو کچھ فائدہ کثیر زر کا یا حفاظت وغیرہ کا اوس
خطرناک کام مین شریک ہونے سے حاصل ہوگا جسکا انجام گوبردہن اپنے ذمہ لیتا ہوتا اور
یہہ سمجھنا مشکل ہے غالباً اوس غرض کے حاصل کرنے مین بجز اس طریقہ کے اور کون طریقہ
اختیار کر سکتا تھا کہ نام دو شخص ذی حیثیت کا مثلاً راجہ بلدیو سنگھ اور امراؤ سنگھ کا بیان
کر دے — اس بارہ مین جو تجاویز پیش کی گئی ہین اونسے مجھے یہہ نتیجہ مستنبط ہوتا ہے
کہ جج موصوف کا خیال ستر کالون کی بحث سے بہ نسبت اس امر کے اور نیز دیگر امور متعلقہ
کے رفع ہو گیا اور اونہون نے کماحقہ قراین شہادت اور وجوہ تحریک پر غور نہین کیا کہ جسکا اغلب
غالباً [illegible] پیدا ہوگا — [illegible]

قیاس ہی کہ گوبردہن نے نام راجہ بلبدو سنگھ اور امراؤ سنگھ کا لیتے وقت اظہار عمداً بیان کردیا تھا جیسا کہ
جہاسکہا کی شہادت سے واضح ہوتا ہے کہ اوسنے ظاہر کیا تہا اور جس طور پر نام اونکا اوسکے بیان مین
ظاہر کیا گیا ہے اوس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ یا سپردگی دن سے کہ دشمنون نے سلطنت کی
دہ میری راے مین اوس شہادت کے ملاحظہ سے مناسب نہین معلوم ہوتا ہے جو صاحب
سکے روبرو موجود تھی۔

اوس بارہ مین یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس نے اور کب جہاسکہا کو تعلیم کیا تہا۔
گوبردہن کیطرف سے یہہ ایما ہوتا ہے کہ نہال سنگھ کے رشتہ داران یا رانی یا ہمراہیان [illegible] نے
اور عدل سنگھ نے جہاسکہا کو تعلیم کیا ہوگا اس ایما کی تائید کسی شہادت سے نہین ہوتی ہے جہانتک
نہال سنگھ کے رشتہ داران کو تعلق ہے اونمین سے تین شخص زورآور سنگھ اور تیرتھ رام اور ... سنگھ
کا اظہار ہوا ہے اور اونمین سے کسی سے کوئی سوال نسبت اس ایما کے نہین کیا گیا ہے۔ جو سوالات
اونسے ہوے ہین اونمین یہہ بھی ایما نہین ہوتا ہے کہ وے یا اونمین سے کوئی یا نہال سنگھ کے
رشتہ داران مین سے کسی نے جہاسکہا کا کچھ حال سنا تہا اوس وقت کہ جب ۲۰ - دسمبر کو اوسنے
اپنے بیانات کئے ہین کہ جن سے گوبردہن یا امراؤ سنگھ مجرم قرار پاتے ہین۔ اب دیکھنا
چاہئے کہ نسبت رانی کوٹلہ یا عدل سنگھ کے کوئی شہادت اس امر کی نہین ہے کہ اونہون نے
یا اونمین سے کسی نے کچھ حالات جہاسکہا کی ضربائی تھی۔ ایک جہہ مبہم جہان گوبردہن کا ہے کہ کسی
زمانہ سابق مین عدل سنگھ کی تجویز بعلت قتل عمد کے ہوئی تھی اور بری ہوا تہا اوس مقدمہ مین
کسیطرح جرگو کا رام شامل ہو گیا اور گوبردہن نے کو کا رام کیطرف سے مختار مقرر کردیا تہا۔ ہمارے روبرو
گوبردہن نے اپنے بیان مین جب وقت اختتام مقدمہ کے اوس سے پوچھا گیا کہ کیون جہاسکہا نے اوسپر جہوٹا
الزام لگایا ہے یہہ مبہم داستان بیان کی ہے اور یہہ کہا کہ جب سے مین رہا ہو گیا تہا تب مین نے
سنا تہا کہ جہاسکہا عدل سنگھ کی ملازمت مین تہا۔ علاوہ برین یہہ دیکھنا چاہئے کہ اس بیان سے
جسقدر نسبت رانی کوٹلہ اور عدل سنگھ کے ہے اوس سے کیا بات قیاس مین آسکتی ہے
اوس بنیاد پر قیاس کیا جائیگا یا تو رانی کوٹلہ اور عدل سنگھ کو یہہ بات پہلے سے معلوم تہی کہ نہال سنگھ قتل
کیا جائیگا اور مین موعود قتل کے تہی تدابیر دربارہ شریک کرنے گوبردہن اور امراؤ سنگھ اور راجہ بلبدو سنگھ کے
اوسکے نہین پایا یہہ کہ مابین ارتکاب قتل عمد یعنی مابین شام تاریخ ۱۶ دسمبر اور تاریخ ۲۰ دسمبر تاریخ
دسمبر کے اون سب یا اونمین سے کسی نے دریافت کر لیا تہا کہ ارتکاب قتل کا ہو چکا ہے اور شخص

اور ہے شہادت مذکور کو اس بنیاد پر منظور کیا ہے کہ ہمارے روبرو کوئی ایسی شہادت
موجود نہیں ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کر سکیں کہ نہال سنگھ کو کوئی دعوی قانونی نسبت راج کے
حاصل ہے اور سنگھ آدرن کو ضرور نہیں ہے کہ شہادت بغرض ثبوت نفی کے اوس وقت تک پیش
کریں کہ جب تک کوئی شہادت بغرض ثبوت اثبات کے منجانب ثبوت کے پیش ہو۔ جو شہادت
منجانب گذارندگان نے پیش کی تھی جسکو ہم نے نامنظور کر دیا ہے وہ واقعہ پر محسوس نہیں ہوتی
ہے اور نہ اوس سے واقعہ مذکور شدہ مسدود ہوتا ہے یعنی یہ کہ نہال سنگھ نے دعوی ریاست
راج کا پیش کیا تھا۔ شہادت سے یہ واقعہ ثابت ہوا ہے کہ نہال سنگھ نے دعاوی نسبت
ریاست کے روبرو صاحبان کلکٹر آگرہ علیگڈھ و متھرا وانشہ و مین پوری و صاحب کمشنر آگرہ
و صاحبان بورڈ و نواب لفٹنٹ گورنر کے پیش کی تھی۔ جہانتک ہم واقف ہیں ممکن ہے کہ دعاوی
مذکور بے بنیاد ہوں لیکن شہادت تقرری کی موجود ہے جو نند آدر سنگھ نے وقت تجویز مشن
۔ ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۸۳ع کو دی تھی۔ جب نند آدر سنگھ نے اپنا اظہار روبرو مجسٹریٹ تحویل بیں
کے دیا تھا اوسنے یہ شہادت اسبارہ میں دی تھی اور اوس نے منجملہ دیگر امور کے یہ
بیان کیا کہ قبل اس کے کہ راجہ بلدیو سنگھ بطور راجہ کے تسلیم کیا گیا تھا نہال سنگھ نے کلکٹر متھرا کے
روبرو درخواست داخل کیا بابت اپنے نام کی بہ نسبت مواضعات متعلقہ ریاست واقع ضلع
سکندراؤ تھی اور تحصیل جلیسر سے اشتہار جاری ہوا تھا۔ نامبردہ نے اظہار مذکور کے سلسلہ میں
بھی لیا ہے کہ نہال سنگھ نے درخواست حضور صاحبان بورڈ و گورنمنٹ بابت جاری ریاست کے
دی تھی۔ سنگھ مدعا وقت تجویز مشن کے نند آدر سنگھ سے سوالات جرح بہ نسبت اس کے
ہوئے تھے کہ اوس وقت جبکہ نہال سنگھ نے کوئی اور مقدمہ دیوانی متعلقہ ریاست ادا کے بمقدمہ
زر جو مرانی سکروا کے دائر کیا تھا نہیں لیکن اوس سے کوئی سوالات جرح بہ نسبت اس بیان کے
نہیں ہوئے تھے کہ نہال سنگھ نے اپنی دعاوی پیش کی تھی جسکا گواہ مذکور نے ذکر کیا تھا۔ اگر
بیان نند آدر سنگھ کا اسبارہ میں صحیح تھا تو بیان مذکور بآسانی اور بخوبی قابل تردید تھا اور ظاہر
اوس کے تردید کرنے کا اس امر کا ثابت کرنے سے نہیں تھا کہ دعاوی مذکورہ بے اصل و بے بنیاد
تھی۔ ہم فرض کرتے ہیں کہ دعاوی نہال سنگھ کی قانوناً بے بنیاد تھی لیکن یہ واقعہ قائم رہتا ہے
کہ دعاوی مذکور پیش کی گئی تھی۔ امراؤ سنگھ جلسہ میں حاضر ہوا تھا اور اوس نے اپنے
حلف سے اس امر سے انکار کیا ہے کہ اوسکو کسیطرح یہ علم رہا ہے یا قتل سے کچھ تعلق تھا

اوسکو اپنی شہادت دینے کا فائدہ اوٹھانا چاہئے۔ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ انصافیت اوسکی
کے ساتھ دی گئی ہے۔ مجھکو یہہ کہنا غیر ممکن ہے کہ آیا اون بیانات کی کچھ بنا ہے یا نہیں جو
گوبردھن نے مہاسکہا سے کئے تھے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ جہاں تک اوسکو
تعلق ہے امراو سنگھ نے اپنے حلف عدالت میں انکار کیا ہے کہ اوسکو کچھ سازش معاملہ سے
اور یہہ کہ کوئی شہادت اس امر کی نہیں ہے کہ بیانات گوبردھن کے نسبت امراو سنگھ اور سانولہ
ملدیو سنگھ کے سچ ہیں۔ جبکہ مقدمہ کے اس جزو پر نہ صرف بوجہ تجاویز سنگلیرہ سشن جج کے
بطالت اظہار راے کیا ہے بلکہ اس وجہ سے بھی اسبلہ میں سرکاری وکلا نے اپنی بحث میں ہمارے
روبرو بہت زور دیا ہے۔

ہیرالال ہیوتی اور سری کشن نے داستان بسنبہ مہاسکہا سے انکار کیا ہے اور دونون
نے یہہ بیان کیا ہے کہ ہیرالال اور سری کشن اقرار لئے پولیس نے ہیرا گرا لیے اور واسمل بچارہ سختی
اور تکلیف کے کرایا ہے جسکا حکم امیر خان نے دیا تھا۔ یہہ امر کہ ہیرالال و سری کشن نے ایک ہی وقت
میں بیانات کئے ہیں اگر اونپر یقین کیا جاوے اور اگر وہ شریک جرم نہوتے تو اون سے تائید کامل او
اون کل امور کے ہوتی ہے جو مہاسکہا کی شہادت میں ضروری ہی ثابت ہے۔ بیانات مذکور
اون کے روبرو پیش ہوے تھے اور اونہون نے تسلیم کیا کہ ہمنے یہہ بیانات لئے ہیں لیکن وہ
یہہ کہتے ہیں کہ ہمکو پولیس نے دہمکایا اور تعلیم کیا تھا۔

بعد ملاحظہ باحتیاط کامل بیانات ہیرالال و سری کشن اور اونکے متعدد انکارات
اور اونکی شہادت کے اور نیز شہادت ہیوتی کے جو ہمارے روبرو ہوی ہے مجھکو اطمینان
ہے کہ اون کی شہادت جو ہمارے روبرو ہوی ہے صحیح ہے اور اون کے بیانات نسبت
تکلیف اور تعلیم دہی پولیس کے بالکل بے بنیاد ہیں۔ حسب بیان ہیرالال کے یکشنبہ کے
صبح کو بعد قتل کے اوس سے بطور شخص جنب کے یہہ کہا کہ دلبنی مہاسکہا گوبردھن پر قتل انسان کا الزام
قایم کرانا چاہتا ہے اور اوس سے گوبردھن کی خلاف گواہی دینے کو بوعدہ معافی کی شہادت اقبالی
پیش کیا جاوے تو امر کوئی بیس یا پچیس روز بعد اس کے ہوا ہے کہ جب گوبردھن ریاست
نمبر تھہ جانز وغیرہ کو چلا گیا تھا۔ ہمارے سوال کے جواب میں ہیرالال نے یہہ بیان کیا تھا کہ ہم
اوس کی شہادت کیا یادداشت میں درج کیا ہے کہ ہمنے مہاسکہا سے یہہ نہیں پوچھا کہ کون
شخص مارا گیا ہے۔ اوس نے ہمسے نہیں کہا ہمنے اوس سے یہہ نہ پوچھا ...

اور جگت اور نند کشور سے مختلف ہوئی ہے کہ بیجنا اوسکا بالکل خارج کر دینا زیادہ تر مناسب سمجھا ہے۔

اتفاقاً پولیس کی نسبت مجھے یہ کہنا چاہئے کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ مقدمہ میں شہادت سروپ یا چھدا یا رام لعل کے داخل کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ سروپ نے ایک ایسے ضروری امر کی نسبت کہ کب اوس نے اول مرتبہ پولیس میں اطلاع کی تھی وقت مجسٹریٹ سشن اور پھر ہمارے روبرو صریحاً اور بالفاظ صاف وصریح امیر خان سب انسپکٹر پولیس سے انحراف کیا تھا معلوم ہوتا ہے چھدا اور رام لعل کو اول مرتبہ روز آدم سنگھ نے پیش کیا ہے اور پولیس نے پیش نہیں کیا تھا۔

قبل اس کے کہ میں مہا سنگھ کی شہادت پر غور کروں تسلیم بہ دوبارہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اطمینان ہے کہ گوبردھن نے اپنا موضع قتل یا بیس روز قبل نہال سنگھ کے عزم قتل کے جانے کے آئین چھوڑا تھا اور یہ بیان کہ اوس نے موضع چھوڑا تھا بالکل جھوٹا ہے مجھے یہ بھی اطمینان ہے کہ ۱۲۔ دسمبر ۱۸۸۸ء کو گوبردھن گڑھی گودھی میں تھا اور دوسرے روز اوسکو وزیر محمد کانسٹبل امیر خان کے پاس جو کہ ہیں لیگیا اور امیر خان کی شہادت اوسبارہ میں جو اوس نے اوس وقت بیان امیر خان سے کیا تھا سچ ہے۔ مجھے یہ بھی اطمینان ہے کہ ۳۔ دسمبر ۱۸۸۸ء کی صبح اور اوس سے پہلے گوبردھن روپوش ہوا اور یہ کہ اگرچہ اوس کی گرفتاری کے لئے انعام کا اقرار ہوا تاہم وہ جولائی ۱۸۸۹ء تک گرفتار نہیں ہوا کہ جب وہ ریاست گوالیار میں آیا پھر بہت خاصہ گرفتار ہوا۔ خود اپنی اس مدت کی غیر حاضری سکا جو کہ بیان کیا ہے صحیح نہیں ہیں۔ اگر میرے یقین کی بنیاد معقول ہے تو بیان گوبردھن کا اور شہادت اوس کے گواہان کی بہ نسبت اوس کے گاؤں سے چلے جانے کی صحیح نہیں ہیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اوس نے اپنا موضع ایسے وقت اور ایسے حالات میں چھوڑا جو سوائے اون بیانات کے ہو جو اوس کے بیان اور اون کے شہادت سے ظاہر ہوتے ہیں اور یہ کہ صحیح وجہ اوس کی موضع کے چھوڑنے اور اوس کے اسقدر عرصہ تک اپنے گھر اور خاندان کے چھوڑنے کے اوس نے بہت احتیاط سے چھپائی ہے اور اوس نے ذریعہ جھوٹی شہادت کے نہ صرف دربارہ اپنی وجہ غیر حاضری کے دھوکھا دینے کی کوشش کی ہے بلکہ اس بارہ میں بھی دھوکھا دینے کی کوشش کی ہے کہ کس وقت وہ موضع سے غائب ہوا اوس کی غیر حاضری موضع سے جسکا اور طرح اظہار نہیں ہوا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مہا سنگھ سے پہلے

کو تائید کافی نہیں ہے جہانتک کہ بیان اوسکا گوبردہن سے متعلق ہے اور اندرین حالات اوس سے
یہہ قیاس ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اوس جرم مین شریک تھا جو اوسپر اب قائم کیا گیا ہے اور یہہ بھی
خوف کہ بذریعہ شہادت ایسی کسی شخص شریک کے باوجودیکہ وہ اوس جرم مین ماخوذ ہو گیا ہے بند
روپوش ہو لیا اور ارادہ یہہ تہا کہ تا ہمیشہ رہے قانون سے محفوظ رہے یا اوس وقت تک
محفوظ رہے کہ جب الیس آنا اوسکو مناسب معلوم ہو۔ جو وجہ اوسکی غیر حاضری کی بابت ملزم نے تصور کی ہے
وہ معقول ہے اور مطابق شہادت مہاسکہا و امیر خان و وزیر احمد و رجے نراین کے اور نیز
اوس شہادت کے مطابق ہے جو تحریرات مندرجہ روزنامچہ ہاے پولیس سے پیدا
اس امر کی ہے کہ ۱۲ دسمبر سنہ حال کو کیا وقوع پذیر ہوا تہا۔ جو وجہ گوبردہن واوس کے گواہان
نے پیش کی ہیں اونکو مین غیر صحیح باور کرتا ہون اور وہ خود وہی ہے جو خود اوس نے اور اوسکی گواہان
نے بیان کئے ہیں۔ کوئی دوسری وجہ گوبردہن یا اوس کے گواہون یا اوسکی کونسل نے
نہین ظاہر کی اب مجھکو یہہ تصور کرنا چاہئے کہ گوبردہن یا اوس کی کونسل کی پیش نظر
کوئی وجہ خلاف اوس کے جرم کے پیش کرنے کو نہ تھی۔ گوبردہن کی جوابدہی وقت
تجویز سیشن اور نیز روبرو ہمارے ایک لائق کونسل نے کی تھی کہ جس نے ہر ایسے امر پر
عمل کیا ہے جو کونسل کے واسطے بغرض حصول تجویز برات کے ممکن تہا اور جو حالات متعلقہ
بنسبت غیر حاضری گوبردہن کے اوسکے موضع سے بخوبی واقف تہا باوجودیکہ اوس
غیر حاضری کی وجہ قابل اطمینان طور پر ظاہر نہ کیجاسکے

اب شہادت مہاسکہا اور نیز اوس کے بیانات پر جو اوس نے مختلف اوقات
پر بنسبت قتل ہیرا سنگھ کے کئی ہین غور کرنا ضرور ہے۔ ایسے امر کے تجویز کرنے مین اس بات کو
ذہن نشین کرنا چاہئے کہ اوس گرد نواح مین مہاسکہا مدت سے نہین رہا ہے اور معمولی
طور پر ایک شخص اجنبی تھا جسے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ کل جمیع دیگر اشخاص کا
نام تحقیقات کے ابتدائی نوبت مین بیان نہین کرسکا۔ بموجب شہادت مہاسکہا کے وہ
ہیرا کو چار برس سے جانتا تہا اور ہیرا وہ شخص ہے جو اوسکو تلاش کرکے گوبردہن کے پاس
لایا تہا اس سے اس امر کی بھی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ گوبردہن نے مہاسکہا کو مقرر کر لیا
تھا جو اوس کے مقابلہ مین ایک شخص اجنبی تہا۔ یہہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ مہاسکہا
کے خیالات اوس وقت کے بعد ہوے تھے کہ جب وہ خود شریک قتل کا ہو چکا تہا اور جب

نامبردہ معمولی طور پر خواہشمند اس کے ظاہر کرنے کا تھا کہ وہ شریک قتل واقعی کا نہیں ہے
ان بیانات پر باعتبار اس نظر سے نظر کرنا چاہیے کہ آیا ان میں سے کوئی مطابق اقرار کے ایسا
ہے یا نہیں کہ گویا پر بس مجرم اوس جرم کا ہے جسکا الزام اوس پر لگایا گیا ہے — سے بھر قیاس [illegible]
بات ہے کہ کوئی شریک جرم جب اوس پر جرم قتل لگایا جاوے یا عذر [illegible] دریں نسبت شریک [illegible]
قیدی کے بیان کریگا جو مجرم نہیں ہے اس سے گویا اپنی حفاظت چاہتا ہے [illegible] شہادت
پر اطمینان پر نظر کرنا چاہیے کہ وہ عام فہم کے طور پر ہے اور باعانت نسبت علم کے نظر کرنا چاہیے
جو کسی مجرم یا جرم کی نسبت اون وجوہ کے حاصل ہوتا ہے جو معمولی طور پر فکر میں قیاس [illegible]
امر کے لیے جن ہو کر ایسے شخص کو جیسے کہ اس شخص کے حیثیت سے موثر ہوں —

پہلا بیان جو جہا سنگھا نے کیا ہے وہ تھانہ اغماد یوہ میں بوقت پانچ بجے سہ پہر روز
یکشنبہ تاریخ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۵ء کو کیا تھا یعنی بعد اوس روز کے جب نہال سنگھ کو جہاں تک تم واقف
ہیں اوس کے رشتہ مندوں نے آخر مرتبہ زندہ دیکھا تھا — بیان مذکور میں جسکی نسبت اول جس کا
اظہار روبرو سنگھ کے ہوا تھا جہا سنگھا نے یہ اقرار کیا تھا کہ گوبردھن کو فاعل قتل عمد کا ارتکاب
کرتے دیکھا تھا — نامبردہ نے وجہ اپنے موجودگی کی موقع قتل پر یہ کہکر بیان کی کہ سنگھ میں
ٹونڈلا سے انڈے بیچکر اپنے موضع کو جاتا تھا — بموجب اوس بیان کے وہ یعنی جہا سنگھا
شریک قتل نہ تھا اور لاش کے انتظام میں بھی ناراضامند ہوا تھا — اوس نے یہ بیان
کیا تھا کہ [illegible] نے قیاس کیا تھا کہ شخص مقتول کا رنند راجہ ادا املیہ ہو سنگھ کا ہے اوس
بیان میں اوس نے اور کسی کا نام نہیں بیان کیا —

اس بیان کرنے کے بعد وہ ولی حسین اور راجہ کانسٹیبلوں کو اوس کنواں پر لیگیا
جس میں سے لاش نہال سنگھ کی برآمد ہوئی تھی — اوس کے بعد اوسی دن اور بعد ازاں
کہ جہا سنگھا و کانسٹیبلان کنوے پر پہونچ گئے تھے جہا سنگھا نے ایک اظہار کیا تھا کہ گوبردھن
اور ایک دوسرے شخص نے اوس سے کہا تھا کہ تم امراؤ سنگھ کے پاس آگرہ جاتے ہیں —
اس سے ظاہر ہے کہ اسوقت جہا سنگھا یہ سمجھتا تھا کہ وہ کسی طرح پر مجرم [illegible] اوس معاملہ میں
نہیں ہے جو واقع ہو چکا تھا —

دوسرا بیان جہا سنگھا نے ۲۲ دسمبر ۱۸۸۵ء کو ریڈفرن صاحب کے روبرو
کیا تھا اوس بیان میں نامبردہ نے وہی داستان بیان کی ہے جو اوس نے روبرو دسنن قائم کے

وقت تجویز گوبردھن سے کیا تھا۔ اوس بیان کی بنا پر جہاں سنگھ کی نسبت تجویز ثبوت جرم
قتل عمد کی صادر ہو سکتی ہے۔ منجملہ اون سات آدمیون کے جن کی نسبت بیان کیا ہے
کہ شریک قتل عمد یا انتظام لاش مین تھے اوس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یا سنتا ثمر اپنے
صرف گوبردھن و ہیرا و ہرنام کو کارروائی سے واقف تھا۔ بیان مذکور مین اگرچہ لکھتا
ہے کہ گوبردھن نے مجھ سے یہہ کہا تھا کہ امراؤ سنگھ و بلدیو سنگھ نے اس کام کے لئے ایک زمین
یا دس ہزار روپیہ دینے کا اقرار کیا ہے لیکن اوس نے صریحاً یہہ بیان نہین کیا ہے کہ مین بلدیو
سنگھ کے پاس جاؤنگا اور روپیہ وصول کرونگا بعدہ اوس نے یہہ بیان کیا کہ اوسی وقت
گوبردھن نے مجھے بڑے ڈھولنا کے لئے اور یہہ حکم دیا کہ ہیرا و مین تقسیم کر لون اور نسبت
بقیہ مال کے حکم دیا کہ کل نصف ہوگا۔ اوس نے یہہ بھی کہا کہ بازو بند و ڈھولنا طلائی تھے
دوسرے روز صبح کو نزکی مین گوبردھن کے مکان پر اوسکو یہہ بتلانے کو گیا تھا کہ دیکھا
تھا یہے یا چاندی کے ہین۔ ۔۔۔ وہ گھر نہین تھے۔ اوسکے چھوٹے بھائی نے مجھے گالی
دی اور چونکہ گوبردھن وہان نہین تھا میں نالیس مین چلا گیا

ظاہر ہے کہ جہاں سنگھ نے گوبردھن کے بھائی کے بیان کرنے مین ذکر اوسکے بڑے
بھائی بھگونت کا بیان کیا ہے کہ یہی ایک بھائی گوبردھن کا ہے جو پہلے سنا ہے۔

۴۔ فروری ۱۸۸۰ء کو جہاں سنگھ نے جسپر اوسوقت الزام قتل عمد کا روبرو ملن صاحب
کے قایم ہو چکا تھا دوسرا بیان کیا ہے بیان مذکور حسب ذیل ہے

سوال۔ تم کچھہ اور کہنا چاہتے ہو

جواب۔ مین عدالت مین ایک بات کہنا چاہتا ہون۔ اگر مین اپنا بیان کرون
تو عدالت مجھے مارے گی۔ کیا مین وہ بیان کرون جو پولیس نے مجھے بیان کرنے کو
کہا ہے۔ مین چاہتا ہون کہ میرا کچھ بیان لکھا جاوے جو اگر ایسا ہو تو مین بیان کرون

سوال کیا اوس عدالت نے مارا تھا جسمین تمہارا پہلا بیان ہوا تھا۔

جواب۔ نہین

سوال۔ تو اب عدالت تمہین کیون مارے گی۔

جواب۔ یہہ اس لئے مین کہتا ہون کہ اگر مین وہ بیان نکرون جو پولیس نے
مجھے کہا ہے تو مین مارا جاؤنگا اور اگر مین ویسے ہی بیان کرونگا تو مجھہ پر کچھہ نہوگا۔

سوال۔ تمہارا صحیح بیان کیا ہے۔

جواب۔ میرا سچا بیان یہ ہے۔ اتوار کو ہیرا سنگھ نے مجھے دس بجے رات کو جگایا اور
اوس کنوین کے پاس مجھے لیگیا جس کے پاس ایک نیب کا درخت ہے۔ مین نے ہیرالال و
لوکارام کو وہان موجود پایا تھا۔ دو شخص اور بھی وہان موجود تھے۔ ان شخصون کا نام مین اوسوقت
نہین جانتا تھا لیکن بعد ازان مجھے معلوم ہوا کہ وہ سوہن و سری کشن تھے ہم سب سات
آدمی وہان سے گوبردہن ہمسکو وہان سے ... کیطرف لیگیا اور صرف یہ کہا کہ دیکھو جو
امراؤ کے کام مین حرج کرتا ہے۔ بعد اس کے وہ سب ارہر کے کھیت مین لے گیا جو
سے تھوڑی ہی دور تھا اور جہان ببول کا درخت تھا۔ مین نے ایک لاش بندھی ہوئی دیکھی۔ جب
ہم وہان پہونچے تو گوبردہن نے مجھسے یہ کہا کہ اوس نے اور لوکارام نے اوس شخص کو مار ڈالا
ہے۔ مین نے یہ کہا کہ تم دو آدمی اس لاش کو چھپا نہ سکین گے۔ تب سری کشن چمار لاش کے
قریب آیا اور رونے لگا تب ہم سب نے کہا کہ سب کام کے لئے آئے ہین۔ اوس نے
سری کشن سے کہا اگر تمکو دستکار نہ دیا جاتا تو تم نہ آتے۔ لاش بندھی رہی۔ ایک گٹھری
وہین پڑی تھی گوبردہن اور لوکارام نے یہ کہا کہ لاش گٹھری مین باندھی جائے اور جمنا کو لیجائین
مین اور ہیرا لاش کو لے گیا۔ جب مین اور ہیرا ایک کھیت مین پہونچے تو گوبردہن و ہیرالال و سوہن
لے گئے اور جب وہ لوگ تھک گئے تو سوہن و سری کشن لے گئے۔ اور ایک کنوان جو کہ استعمال تھا
اوسکے قریب تھا اوسپر رکھ دیا۔ ہم سب نے کہا کہ اس لاش کو جمنا نہین لے جا سکین گے
گوبردہن نے کہا کہ ... تین مین نہ پہونچین گے۔ اور لوکارام نے کہا کہ اوسی کنوین مین
پھینکین گے۔ جب ہم گوبردہن کے حکم سے لاشکو دوسرے کنوین پر جو رہیع کے کھیت
کے قریب ہے لے گئے تب گوبردہن نے کہا کہ اس کنوین مین پانی ہے لاش دو تین دن تک ظاہر نہو گی۔ بعد
اس کے سوہن کو چھوڑ دیا ہم مین اور سری کشن لاش کو لے چلے گئے۔ لاش کنوین
مین پھینکدینے کے بعد گوبردہن اور لوکارام نے کہا کہ دیکھو دشنام ہم کسی سے اسکا ذکر نہ
کرنا۔ اگر تم ذکر کرو گے تو تم جانو گے کہ یہ شخص راجہ بلدیو سنگھ اور امراؤ سنگھ نے قتل کرایا ہے
گوبردہن نے اپنے جیب سے ایک ڈھولنا نکالا اور مجھے و ہیرا سنگھ اور ہیرالال سے کہا کہ اسکو
تقسیم کر لو اور یہ سونے کا ہے۔ گوبردہن کے پاس ایک پستول اور ایک تلوار تھی اور لوکارام
کے پاس ایک تلوار تھی۔ اون لوگون نے مجھ سے کہا کہ پستول اور تلوار لیجاؤ اور ہمارے

تمباکو کے چھوڑ دے گا۔ مین راضی ہو گیا تھا کہ جو کہیگا مین کر دون گا۔ اوس نے مجھ سے کہا تھا
کہ مجھے تمباکو وپوری روز ملے گی۔ مین [illegible] روز کہاتا ہون۔
سوال۔ کیا تمھاری رپورت پر لاش برامد ہوی تھی۔
جواب۔ ہان میری ہی رپورٹ پر لاش برامد ہوی تھی۔
سوال۔ کیا تمھاری مراد اوس لاش سے ہے جس کی نسبت عدالت مین شہادت
گذری ہے۔
جواب۔ وہی۔
سوال۔ کیا تمھارا نام جہان سنگہ ہے یا کہ جہاسنگہا۔
جواب۔ میرا نام جہاسنگہا ہے جہان سنگہ نہین۔ مجھے بھرایا ہی کہتے ہین۔
بجز بیان جہاسنگہا کے اور کچھ ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ دونکی چولہنی اور
تمباکو کیونکر اوس کے پاس پہونچے جو اوس نے پیش کیا۔ یہہ ممکن ہے کہ پولیس نے
اوس کو یہہ چیزین اس ترغیب کی نظر سے دی ہون کہ اپنے اوس بیان پر قایم رہے جو اوس نے
۲۴۔ دسمبر ۱۸۸۵ع کو روبرو ڈفرن صاحب کے دیا تھا اور جب اوس نے غالباً کل نتیجہ اس بیان
کا خلاف اپنے نہین سمجھا تھا۔ اور یہہ امر کہ اوس نے دونے وچولہنے اور تمباکو پیش کیا ہے
بجز اس کے اور کچھ ثابت ہوتا ہے کہ اوس کے قبضہ مین دولنے وچونے اور تمباکو تھی۔
نظیر اس کے کہ اونکا پیش ہونا موید اس بیان کے ہو کہ پولیس نے یہہ چیزین اوسکو
نہین دین یہہ ثابت کرنا چاہیے تھا کہ بجز اس کے کہ وہ چیزین پولیس نے دی تہین اور کسی طرح
وہ چیزین اوس کے قبضہ مین نہین پہونچ سکتی تہین۔ دوقی اور چوبی اور تمباکو جہاسنگہا
کے پیش کرنے سے ایک قسم کی شہادت تائیدی مفروضہ اس بات کے ہے
جو میرے تجربہ مین اکثر گواہ پیش کرتے ہین جو مسلسل صورت اپنے شہادت کی بناتی ہین
اور عموماً نتیجہ اوس بیان کے نامعتبر قرار دینے کا پیدا کرتے ہین جس کے نسبت گواہ
کی یہہ نسبت تھی کہ وہ تائید کریگی۔ ممکن ہے کہ واقعہ یہہ ہو کہ پولیس نے جہاسنگہا کو دوالی
اور تمباکو دی ہو۔ اون کے پیش ہونے سے یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ ایسا ہی
ہوا ہے مگر اس کے یہہ ممکن ہے کہ یہہ واقعہ ہو کہ جہاسنگہا نے یہہ سمجھ کر اوسکا بیان ۲۴۔ دسمبر کا خود
اوس کے مقصد کے بابت مین کیا سفر ہے ہمیان صاحب کے دوالی خوان وتمباکو پیش کرکے

دھوکہ دینا چاہا ہو صورت سے بجز اس کے خود اوس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس نے
علاوہ ثبوت پولیس کے اور طور پر شخص کے ہوتے پایا ہے ہون

۱۵۔ فروری ۱۸۶۸ء کو اظہار مہا سکہا کا بابت الزام قتل عمد کے مسٹر ہملن صاحب نے
قلمبند کیا تہا۔ اوس موقعہ پر اوس سے سوالات ذیل اور اوس کے جوابات بھی ہوئے تھے

سوال عدالت فرد قرار داد جرم حسب دفعہ ۳۰۲ و ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات ہند تمکو پڑھکر
سنائے گئے اور تم سے پوچھا جاتا ہے کہ آیا تم نے ارتکاب جرم مذکور کا کیا ہے یا نہین۔

جواب۔ مین نے فرد قرار داد جرم سن لی ہے۔ مین نے اس جرم کا ارتکاب نہین
کیا ہے۔

سوال۔ کیا کسی اور دوسرے شخص نے تمہارے روبرو اوسکو مارا قتل کیا ہے

جواب۔ نہین

سوال۔ تم نے لاش متوفی کی کنوین مین پھینکی تھی یا نہین۔

جواب۔ نہین

سوال۔ کیا کسی دوسرے شخص نے تمہارے روبرو لاش پھینکی تھی

جواب۔ ہان۔ میرے روبرو اور شخصون نے لاش پھینکی تھی۔

سوال۔ تمہارا کوئی گواہ ہے۔

جواب۔ ایک شخص مسمی نولا تہا جسکا اظہار قلمبند ہو چکا ہے

سوال عدالت۔ فرد قرار داد جرم حسب دفعہ ۱۱۲ مجموعہ تعزیرات ہند تمکو
پڑھکر سنائی گئی اور تم سے پوچھا جاتا ہے کہ آیا تم نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے یا نہین

جواب۔ مین نے فرد قرار داد جرم سن لی ہے۔ اور مین نے اس جرم کا بھی ارتکاب
نہین کیا ہے۔

بروقت اپنی تجویز کے روبرو مسٹر ینگ صاحب کے مہا سکہا نے بیان کیا ہے
کہ میرا اظہار جو ۱۴۔ فروری ۱۸۶۸ء کو روبرو ہملن صاحب کے ہوا ہے وہ صحیح ہے
بر طبق ارجاع استغاثہ شام کو بعد دوپہر کے مہا سکہا کا اظہار روبرو مسٹر ہیرسن
صاحب مجسٹریٹ اور وقت تجویز سشن کے ہوا تہا۔ ان دونون موقعون پر اوس نے اپنی
شہادت بعد اوس وقت کے دی تھی کہ جب خود اوس کی نسبت تجویز ثبوت

جرم اور حکم سزاے حبس دوام بعبور دریاے شور کے صادر ہو چکا تہا۔
یہہ امر قابل لحاظ کرنے کے ہے کہ اول سے مہا سکہا نے یہہ بیان کیا تہا کہ گوبردہن کو
قتل سے تعلق ہے اور اسبارہ میں اون کے بیانات اور شہادت مین کسی فرق نہین ہوا ہی
۲۰- دسمبر کو اوس نے امراو سنگہ کا نام بیان کیا تہا۔ اور ۲۴- دسمبر کو اوس نے راجہ بلدیو
سنگہ کا نام بھی بیان کیا تہا حسب بیان نامبردہ موَرخہ تاریخ مذکور کے وہ یعنی مہا سکہا شریک
ارتکاب جرم مذکور کا تہا۔ جب مقدمہ کی تحقیقات بمقابلہ اوس کے یعنی مہا سکہا کے
۱۴ اور ۱۵- فروری ۱۸۶۶ء کو روبرو مجسٹریٹ کے ہو رہی تھی۔ اور پہر جب نامبردہ زیر
تجویز سشن تہا تو اوسکا بیان کیونکہ وہ اوسوقت اپنی اوس خطرناک حالت سے واقف تہا کہ
جو اوسوقت اوسکی ایسا بنایا گیا تہا کہ جس سے وہ خود بشرطیکہ اوس کے اوس بیان پر
یقین ہو شرکت قتل سے اور نیز اس مسلہ باقی سے خارج تہا کہ کسی قتل کا ارتکاب ہونے والا
ہے۔ اس سے جواب شہادت اوس کے دوست تولا کا بہی ہو جاتا ہے کہ وہ یعنی گوبردہن
تولا کے مکان سے اوس رات کے دس بجے تک روانہ نہین ہوا تہا کہ جس رات کو قتل کا
ارتکاب ہوا تہا۔ اگر مہا سکہا کے بیانات مین سے کوئی بیان قابل اعتبار ہے تو فی الواقع گوبردہن
نے نہال سنگہ کو قتل کیا ہے۔ بیانات مذکور مین سے کسی مین کوئی بات خلاف مجسٹریٹ گورنمنٹ
کے نہین پاتا ہون۔ جہان کہین کوئی ضروری اختلاف مہا سکہا کے مختلف بیان مین ہے تو وہ
اختلاف اوس کی اس فکر کے اظہار کے وجہہ سے ہے کہ فی الحقیقت وہ شریک قتل عمد کا
نہین ہے۔ اوس کے بیانات اس تجویز مین اور درحقیقت بطور کلیہ کے خفیف اور متعلق
قراین کے ہین اور مین اس نتیجہ کی طرف مایل ہوتا ہون کہ وہ گواہ چشمدید قتل عمد اور انتظام
بالعدلاش کا ہے اور جو شہادت وقت تجویز سشن کے اوس نے اسمقدمہ مین ادا
کی ہے کہ دراصل گوبردہن نے ارتکاب قتل عمد کا کیا ہے وہ صحیح ہے۔ اوس شہادت
... ملاحظہ باحتیاط سے کہ جس کی تصدیق ملاحظہ بیان نامبردہ موَرخہ ۲۰- دسمبر ۱۸۶۵ء
... تمام تہانہ اعتماد درست ہوتی ہے اور پہر اوس کی تصدیق بیان نامبردہ موَرخہ ۲۴-
... ۱۸۶۵ء سے ہوتی ہے مجہے اطمینان اس امر کا ہوتا ہے کہ اوس نے در
اصل ارتکاب قتل کا دیکہا ہے۔ اوسکا یہہ بیان کہ کیونکر گہوڑا چند قدم تک بعد ہلک
... لگنے کے گیا تہا اور تب کیونکر نہال سنگہ زمین پر گرا تہا تشکل سے نتیجہ قیاس یا علم

تجویز اور فیصلہ صادق اور کامل کرونگا اور مطابق شہادت کے رائے تحریری بہ صحیح صحیح دونگا
سو وہ اوسکی مدد کرے سوا اقرار صالح کی شکل بھی ایسی ہی ہے۔ اگر اہالیان جوری
شہادت بلا تائید شریک جرم کو باور کریں اور اوس شہادت کی رو سے بشرطیکہ اوسپر
باور ہو قصور قیدی کا ثابت ہو تو کیا اہالیان جوری پر فرض ہے کہ اپنے حلف سے
منحرف ہوں اور خلاف اپنے حلف اور شہادت بلا تائید شریک جرم کے جسکو
وہ باور کرتے ہیں رائے تحریری نسبت ہدایت کے حوالہ کریں۔ کیا ایسی صورت میں
جج پر فرض ہے کہ جوری کو ہدایت اپنے حلف سے منحرف ہونے کی کرے۔ بارہ
مین درمیان خدمت اوس جج کے جو بطور جوری کے عمل کرتا ہے اور خدمت
اہل جوری میں کچھ فرق نہیں ہے۔ جج جوری کو بحیثیت مشورہ دے سکتا ہے کہ شہادت
بلا تائید شریک جرم پر عمل نکرنے کا مشورہ دی سکتے ہیں کہ جس کی شہادت پر کسی
اور وجہ سے شبہ عاید ہو سکتا ہے لیکن ان دونوں صورتوں میں جج موصوف کو جوری سے
سمجھنا پڑے گا کہ اگر وہ شہادت پر اعتبار کریں تو وہ قانوناً قیدی کے نسبت تجویز ثبوت جرم
صادر کر سکتے ہیں۔ اس امر کی نسبت بوجہ نظر اندازی اوس فرق کے اکثر ابہام پیدا ہوا
ہے جو مابین اوس احتیاط کے جو جوری کو دلائی جاتی ہے اور ہدایت قانون کی ہے۔ الغرض واقعات
کا بلحاظ شہادت کے تجویز کرنا جوری کا کام ہے۔ اور نسبت امور قانونی کے جوری کو ہدایات
صاحب جج کے قبول کرنا چاہئے۔ اسطرح پر جب کوئی جج تجویز مقدمہ کی بلا اعانت جوری
کے کرتا ہو اوسکو چاہئے کہ تجویز امور واقعات کے کرے اور بحیثیت جج کے قانون کی طرف اپنے
کو مخاطب کرے۔ میں یہ نہیں خیال کرتا ہوں کہ یہ کبھی کہا گیا ہے کہ یہ ہدایت صاحب جج کی
جوری کو کہ شہادت بلا تائید شریک جرم پر عمل نکریں ایک ہدایت بابت قانون کے ہے
عام قبول کے لحاظ سے مجھے واضح ہوتا ہے کہ شریک جرم جس کی تجویز ہو رہی ہو یا جو منتظر
اپنی تجویز کا ہو زیادہ تر قرین قیاس ہے کہ وہ اس غرض سے جھوٹ بولیگا کہ خود اپنے کو بری کرے
بہ نسبت شریک اوس جرم کے کہ جس کی تجویز ہو چکی اور جسکو حکم سزا صادر ہو چکا ہے
اور اپنی تقدیر سے واقف ہو چکا ہے۔ بہ نسبت علم حالات قتل کی تائید کافی ہو سکتا کہ
شہادت کی موجود ہے۔ بہ نسبت اس امر کے کہ گوبردن قتل مذکور میں شریک تھا
شہادت جو اسکی تائید جو مجھے معلوم ہوتی ہے وہ بخیال اوس صورت کے جو میں

نسبت کل شہادت کے تصور کرتا ہون صرف یہہ ہے کہ خود گوبردھن سے پیدا ہوئی ہے
تا سروہ روپوش ہوگیا اور اوسوقت تک مفرور رہا کہ حسب ثبات صحیفہ کے بعد وہ نتائج
کے گرفتار ہوا۔ گوبردھن اور اوس کے گواہون نے جو بیان کی وجہ نسبت اوسوقت کے
بیان کی کہ جب گوبردھن اپنے موضع سے چلا گیا اور اوس نے پیر کوئی اور وجہ ظاہر نہین کی ہے
مین خیال کرتا ہون کہ یہہ کہتا ہے یا سکہا کی شہادت کی ہے کہ گوبردھن شریک قتل
تہا اور ہماری ملئے کافی ہے کہ اوسپر عمل کیا جاوے۔ دوران بحث مین ہماری توجہ اوس
فیصلہ عدالت مقدسہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رام سرن پر مبذول کی گئی تہی۔ مقدمہ مذکور مین عدالت
نے اون ۔۔الات کے لحاظ سے فیصلہ کیا جو اوس کے روبرو موجود تہے۔ میرے روبرو وسائل
اوس علم کے موجود نہین ہین کہ حالات اس مقدمہ کے اون ججون کے روبرو موجود ہوئے
تو وہ جج کیا تجویز کرتے۔ میری راے مین ہر مقدمہ جسطرح پر کہ وہ پیدا ہو بلحاظ اوس کے خاص
حالات کے فیصل ہونا چاہیے۔ اگر مقدمات بلحاظ اون واقعات کے جن کی مشابہت مطابق دیگر
دوسرے مقدمات کے واقعات پر فیصل کئے جاوین تو نتیجہ یہہ ہوگا کہ جب سلسلہ مقدمات
کا ہو تو ہر ایک کا فیصلہ بلحاظ مشابہت مقدمہ سابق کے ہوگا اور مقدمہ آخر جو فیصلہ طلب ہے
اوس سے وہی اصول متعلق کیا جاوے گا جو اوس سلسلہ مین اول مقدمہ سے مستنبط
ہوا تہا گو اون مین واقعات یکسان نہ بہی ہون۔ بطلان اور خطرہ ایسے اصول کے متعلق
کرنے کا قانون تعبیر دستاویزات سے ایک بہت مشہور اور بیدار مغز جج نے منجملہ اون
ججون کے جو کبہی رونق بخش عدالت انگلستان کے ہوئے ہین اوس سے زیادہ وضاحت
کے ساتہہ ظاہر کیا جسکی اب مین امید کر سکتا ہون۔ مین مسٹر جارج جیسل صاحب ماسٹر
آف دی رولز کے ایک فیصلہ کا حوالہ دیتا ہون جو اون کے مشہور فیصلجات مین سے
ہے۔ اگر ایسا اصول کا تعبیر دستاویزات سے متعلق کرنا باطل اور خطرناک ہے تو اصول
مذکور کا اون مقدمات سے متعلق کرنا کہین زیادہ باطل اور خطرناک ہوگا جنکا مدار ومحور
شہادت زبانی کے اور نیز اوپر اوس وقعت اور وزن کے ہے کہ جو شہادت متعلقہ کو
نسبت کے قائم کیا جاوے۔

اگر صاحبان جج مقدمات فوجداری یا دیگر مقدمات کو جہان تک امور واقعات کو تعلق
ہے باعتبار اپنی مشابہت مفروضہ بابت مقدمہ سابق کے فیصل کرینگے تو امکان

جج موصوف اپنی آزادانہ راے کو اوپر واقعات خاص مقدمہ کے جو اوسکے روبرو موجود
ہین استعمال نہ کرین گے بلکہ تجاویز واقعاتی دیگر ججون کو جو مقدمہ سابق مین ہو چکی ہین تسلیم ک
رین گے اور اونہین پر تکیہ کرین گے اور تجاویز مذکور کو اوس خاص مقدمہ کے اس غرض
سے قیاس متعلق کرین گے کہ دیگر صاحبان جج وہی راے نسبت شہادت خاص مقدمہ
موجودہ کے قایم کرین گے جو اونہون نے نسبت شہادت مقدمہ سابق کے اختیار
کی تہی۔

مسٹر کالون نے ہمارے روبرو اس واقعہ پر بہی اصرار کیا ہے کہ یہ بحث
پہلی ہو چکا ہے اور فیصلہ مقدمہ قیصر ہند بنام گیادین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۲
صفحہ ۱۴۱) پر بہی اصرار کیا ہے۔ اگر مین یہہ کہہ سکتا ہون تو مین قبل ازین اپنی منظوری نسبت
اصول مصرحہ مقدمہ مذکور کے ظاہر کر چکا ہون۔ مین اوس مقدمہ کو متعلق مقدمہ ہذا نہین
سمجھتا ہون۔

اس مقدمہ مین ہم اس امر پر غور نہین کرتے رہے ہین کہ آیا یہہ مقدمہ واسطے
تجویز جدید کے واپس بہیجا جائے گا یا نہین۔ ہم نے اس مقدمہ کی تجویز جدید اوس شہادت
کی بنا پر جو روبرو عدالت ماتحت کے موجود تہی اور نیز اوس شہادت کے بنا پر کی ہے
جو ہمارے روبرو پیش ہوی ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ مجہہ پر فرض ہے کہ اوس نقش پر
عمل کرون کہ جو بلحاظ شہادت کے مین قبول کرتا ہون کہ فی الحقیقت گوبردہن نے نہال سنگہ
کو قتل کیا ہے۔ جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون مین خیال کرتا ہون کہ سشن جج نے ایسے مقدمہ
مین جیسا کہ یہہ ہے ایسی راے ظاہر کرنے مین اتفاقاً غلطی عظیم کی ہے جس سے مسٹر کالون
فریدت علی کو امکان سے سبکدوش ہوگئے اور اوس سے خود صاحب جج اوس غور
کر سکنے سے محروم رہے کہ کیا ملک گوبردہن اپنی عدم موجودگی ثابت کر سکتا ہے اور بعد کو
اوس کے گواہون کی شہادت سے کیا شعاع مقدمہ پر پڑتی ہے۔ جو نتیجہ اخذ کرنا شائد
کی نسبت معلوم ہوتا ہے کہ نہال سنگہ کو بوجہ بلدیو سنگہ اور امراو سنگہ کے دشمنون نے
قتل کیا ہے اوس کی تائید کسی شہادت مقدمہ سے نہین ہوتی ہے اور مین خیال کرتا ہون
کہ شہادت اور قراین مقدمہ پر باحتیاط غور کیا جاوے تو اوس کی تائید نہین ہو سکتی ہے

دینے کے ایک وعدہ مانگا تہا اس سے یہہ قیاس کرنا چاہئے کہ بلا شک جانے وعدہ مذکور کے
جہاسکہا سچ بولنے کو رضامند تہا -

معلوم ہوتا ہے کہ اسسٹنٹ جج نے یہہ خیال کیا ہے کہ جو وجہ جہاسکہا نے اپنی اظہار
مین ۲۰ - دسمبر سنہ ۱۸۵۷ع کو اطلاع کرنے کی ظاہر کی ہے وہ خلاف قیاس ہے - مین اون سے
اتفاق نہین کرتا ہون - جہاسکہا ایک عام شخص ہے اور اوس نے ظاہرا یہہ خیال کیا کہ ہم نے
کام سے لیا اور گوبردہن مجہسکو دہوکے مین چہوڑ گیا اور ناراض ہوا اور گوبردہن کو سزا دینے
کا خواہشمند ہوا - جس طریقہ مین بہگونت نے اوس کے دریافت کو جو بنسبت گوبردہن
کے تہی قبول کیا تہا غالبا اوس سے اوسکو بہروسہ یقین نہین ہو سکتا تہا - ہم نے مسٹر کالون
سے پوچہا تہا کہ کوئی دوسری وجہ جہاسکہا نے ۲۰ - دسمبر کو پولیس مین اپنے بیان کئے
کی ظاہر کیئے اور وہ کوئی اور دوسری وجہ نہ بتا سکے - اسسٹنٹ جج اپنے فیصلہ مین لکہتے
ہین - اگر اوس کا حال کا بیان سچ ہے تو جہاسکہا مرنے کا بیان کر سکتا ہے جو حال
اپنے چشم دید دیکہتا تہا - وہ اپنے خاندان کو آگرہ سے جاتا تہا اور ضرور ہے کہ اوس کے پاس کچہ
روپیہ رہا ہوگا - جہاسکہا کے حال کے بیان مین کوئی ذکر کسی روپیہ کا نہین ہے - اسسٹنٹ
جج نے اس امر پر لحاظ نہین کیا کہ جہاسکہا نے اپنی شہادت مین وقت تجویز اسسٹنٹ جج
فیصلہ کنندہ کے یہہ بیان کیا تہا - لاش پر ایک تلوار اور ایک خنجر تلوار بندہا کمر بند سے
لٹکتی تہی اور گوبردہن نے اون دونون کو لے لیا تہا اور دہنے ہاتہہ مین سونے کی انگوٹہی
اور بائین ہاتہہ مین چاندی کی انگوٹہی تہی اور گوکارام نے اون دونون کو لے لیا تہا - پیر مین
اور ایسالی دری تہی اور گوبردہن نے لے لیا تہا آدمی آتے ہین بہاگو - ہم دونون بہاگے اور
ارہر کے کہیت مین چہپ رہے تہے بعد ازان کہیت کے فاصلہ پر - اور تب ہیرا اور بدعمد
شخص آئے تہے - اگر صاحب جج کا یہہ شبہہ ہے کہ نہال سنگہ کے پاس روپیہ موجود
تہا تو غالب وہ روپیہ تہیلی مین رہا ہوگا - کہ جہاسکہا نے پیچہے چہپا رہا ایک بار کہ اوس نے اوس
تہیلی مین کیا خیال کیا تہا تو صاحب جج کو لازم تہا کہ اونہون نے بیان سابق جہاسکہا کا دیکہا
ہوتا اوس سے یہہ سوال کرتے کہ جس کے جواب سے اسباب مین اون کے ذہن کا
شک رفع ہو جاتا - اگرچہ یہہ استعمال الفاظ بیان حال سے یہہ فقرہ تجویز صاحب جج سشن
بالا سے صاحب جج کی مراد اس قیاس کے کرنیکی ہے کہ جہاسکہا کا سامان اوس کے بیان

بیان سابق سے مختلف ہے تو مین یہہ پوچھا چاہتا ہون کہ آیا سشن جج نے یا کسی اور نے قبل اس کے
کہ اوس کی شہادت پر نکتہ چینی کیجاوے مہا سنگھا کو اوس امر کے شرح کرنے کا موقع
دیا تھا کہ جس سے اختلاف ہوتا ۔ یہہ سشن جج یہہ لکھتے ہین ۔ بموجب اوس بیان کے جو مہا سنگھا
اب کرتا ہے ۔ نامبردہ نے اپنی خدمات کو بہت تامل کے بعد بیان کیا ہے ۔ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے
کہ نامبردہ کو صرف کھڑے رہنے اور وقوع قتل کے دیکھنے کو وہان لیگئے تھے حالانکہ دوسرے گواہ
یعنی ہیرا جو زیادہ تر مستعد تھا اون آدمیون کے لانے مین مصروف تھا جو لاش کے لیجانے مین
مدد کرین ۔ کیا زیادہ تر قرین قیاس نہین ہے کہ ہیرا مہا سنگھا کو لایا تھا جیسا کہ حسب بیان
مہا سنگھا کے وہ سر پال ہیون اور سری کشن کو بعد ارتکاب قتل کے لایا تھا یہہ نہین کہا جا سکتا
ہے کہ اگر ہیرا کے تئے یہہ ضرور سمجھا گیا تھا کہ تین اور آدمی لاوے تو یہہ لغو خیال کیجا سکتا ہے
کہ اوس کے لئے یہہ ضروری سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ چار آدمی لاوے ۔ حسب بیان
مہا سنگھا کے سیلا چال یہہ تھا کہ لاش کو ٹھکانے لگادین اور سات آدمی سے گوبردھن و گوکل رام
و ہیرا و سر پال و سری کشن و ہیون اور وہ خود ۔ اوس کام کے لئے ناقابل ثابت ہوئی
اس فقرہ کو پڑھکر ہر شخص قریب قریب یہی نتیجہ اخذ کرے گا کہ سشن جج نے اوس شہادت کو
نہین پڑھا ہے جو خود اونہون نے قلمبند کی تھی ۔ اسبارہ مین شہادت مہا سنگھا کی جو
سشن جج نے قلمبند کی ہی حسب ذیل ہے ۔ دوپہر کو ہیرا جنگل میرے پاس آیا اور
مجھسے یہہ کہا ۔ چلے آؤ گوبردھن نے تمھین بلایا ہے ۔ تم صبح کیون نہین آئے ۔ اور ہیرا نے
مجھسے یہہ کہا ۔ مین اور آدمی لینے جاتا ہون ۔ تم لدسی کو دیکھو ۔ مین گوبردھن کے پاس
گیا لدسی کو دیکھا گوبردھن اور مین الگو کا بیٹے بات چیت کرتا رہے کہا کہ تین آدمی کیونکر اوس
آدمی کو مار سکتے ہین اور جیسا مین جانتا ہون اور آدمی بھی لائے جاتے ہین ۔ گوبردھن نے
کہا ہیرا اور سادھیون کے لئے گیا ہے ۔ مین نے کہا کہ اوس نے مجھسے کہا تھا ۔ لیکن مین نہین جانتا
ہون کہ وہ کب آوے گا ۔ اوس نے کہا ۔ جیسے مجھکو بلایا تھا ویسے ہی اون کو بلایا تھا
تم نہین جانتے ہو کہ اوس کا کیا زرا کام ہے ۔ مین نے کہا کہ مین آیا اور وہ نہین آئے
گوبردھن نے کہا کہ کب تک اون کا انتظار کروگے بہت دیر ہو گئی ہے ۔ آؤ چلین ۔ سیج
ذہن مین مہا سنگھا کی شہادت سے بہت معمولی اور بہت معقول اور بہت صریح جواب
سشن جج کی نکتہ چینی کا حاصل ہوتا ہے ۔ مین شہادت مین اسکا کہین بیان نہین ہے

ہون کہ سات آدمی لاش کے ہمراہ لیجانے کے کام مین ناقابل تھے - جو شہادت
سشن جج نے قلم بندکی ہے اوس مین یہہ بیان مین پاتا ہون کہ جب لاش کو
بہت فاصلہ پر لے گئے اور اوس کنوئین پر پہونچے جہان سے لاش برآمد
ہوئی ہے اوس کے بعد بعض آدمیون نے یہہ کہا تھا کہ ہم تھک گئے ہین - اگر
سشن جج اون بیانات کو دیکھتے جو پہلے ہو چکے تھے تو صاحب موصوف ضرور ایک سوال
مسلم سکہاے کرتے کہ یعنے یہہ کہ آیا اون آدمیون مین سے کسی نے کوئی اور وجہ
تک چلنے مین اعتراض کرنے کی ظاہر کی تھی یا نہین - یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اوسوقت
تک جنا بہت دور تھی اور اگر یہہ سوال کیا جاتا تو یہہ ظاہر ہو جاتا کہ ازبسکہ بیسے
جہان لاش باندہی گئی تھی اوس جگہہ تک جہان آگے چلنے مین اعتراض کیا گیا تھا
وہ لوگ اوس لاش کو سڑک پر لے جاتے تھے اور جہان سے راہگیر اوسکو دیکھہ سکتے
تھے - چند اور نکتہ چینیان جو مین بہ نسبت نتایج اور استنباطات سشن جج کے
کرسکتا ہون - مین کوئی نکتہ چینی نکرتا بشرطیکہ مین اوس قسم کے استنباطات اور
ماخذ کو ظاہر کرنا نہ چاہتا کہ جنپر زیادہ تر فیصلہ سشن جج کا مبنی ہے - جو نتیجہ مین نے
اخذ کیا ہے وہ یہہ ہے کہ یہہ تجویز برایت کی ایسی نہین ہے جسکو ہم بلحاظ اوس
خدمت کے جو ہم پر قایم ہے بحال رکھہ سکین - اوس نتیجہ کے اخذ کرنے مین مینے اس امر پر
غور کامل کیا ہے کہ مجھے چھہ داور رام لال ویسے ہی جھوٹے گواہ معلوم ہوتے ہین
جیسے کہ وہ سشن جج کو معلوم ہوئے تھے اور نیز اس امر پر غور کیا ہے کہ شہادت
مردن کی خود اوس کے اختلافات سے اور بذریعہ شہادت امیر خان اور یاور کے
ایسی متزلزل ہو گئی ہے کہ اوس کے کسی جزو پر انحصار کرنا نامناسب ہے - اس سے
کوئی ایسی وجہ نہین پیدا ہوتی ہے کہ مین کیون مقدمہ کی اوس شہادت پر عمل
نکرون جسکو مین باور کرتا ہون - جو امر مجھے تجویز کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ تا حد میرے
انصاف بلحاظ اون واقعات کے جو ہیرے روبرو ہین کون کون مجرم ہیں یا نہین -
اگر مین بقرار داد اوس راے کے جو مین بہ نسبت جرم کو بردہن کے قایم کرتا ہون
مین اوسکو مجرم محض باین وجہ سے نہ تجویز کرون کہ میں اپنی راے اون لوگون کی شرارت
اور نامناسبت پر قایم کرتا ہون جنہون نے منجانب ثبوت کے شہادت بجو تھی پیش کی

یا یہ کہ مین نے یہہ بھی خیال کیا ہے کہ پولیس نے اس مقدمہ مین بیفائدہ غلطی کے ساتھ تکمیل
کیا ہے تو گویا اپنی خدمت کو انجام نہ دونگا۔ اگر کوئی جج ایسے خیالات کو اپنی تجویز
دربارہ قصور واری قیدی کے غالب ہونے دے اور اوس سے ایسے جرم عظیم کو
جیسا کہ یہہ ہے بلا سزا کے روا رکھے تو نفاذ اور استحکام قانون مین بابت بدنظمی ہوگی
مین تجویز کرتا ہون کہ فی الحقیقت گوبردہن نے ۱۹- دسمبر سنہ ۱۸۸۰ع کو حسب منشاء دفعہ ۳۰۲
مجموعہ تعزیرات ہند کے نہال سنگھ کو قتل کیا ہے اور بعلت اوس جرم کے گوبردہن کو
اوس انتہائی سزا کا متحمل ہونا پڑیگا جو اوس کے لئے قانون مین مقرر ہے یہہ قتل بزدلانہ
اور شرارتًا اور بلا اشتعال تھا - میری رائے مین حکم برایت منسوخ اور تجویز جرم
قتل کی درج ہونا چاہئے اور گوبردہن کی نسبت یہ حکم ہونا چاہئے کہ گردن سے اوسکو
لٹکا رہے کہ تا مردہ فوت ہو جاوے - اور چونکہ میرے بھائی براڈہرسٹ اور مجھ مین
اختلاف رائے ہے لہذا مقدمہ ہماری رائے کے تیسرے جج کے روبرو پیش
کیا جاوے -

براڈہرسٹ صاحب جسٹس - ۱۹- دسمبر سنہ ۱۸۸۰ع کی صبح کو نہال سنگھ جو قریبی [illegible]
راجہ آوا کا تھا موضع بری سے جو قریب آوا کے ضلع ایٹہ مین ہے باراده ٹونڈلا مین سوار
ہونے کے اور وہان سے ریل مین آگرہ جانے کے لیے روانہ ہوا - وہ ٹانگن پر سوار تھا
اور ہمراہ روتولی جہان اوسکی زوجہ کا خاندان رہتا تھا گیا تھا - اپنی زوجہ اور خاندان کو
ریل کی گاڑی مین براہ راست ٹونڈلا کو بھیجکر وہ تنہا سوار ہوکر روانہ ہوا - ظاہرا وہ
سکراری کے پاس ایک پل پر جو ٹونڈلا سے دو میل ہے شام کو پہونچا اور وہان اوسپر
راہزنی ہوئی اور سر مین اوس کے گولی لگنے سے وہ قتل ہوا - اول اطلاع اس
جرم کی جو پولیس کو معلوم سکھا سے پہونچے کہ جس نے ۲۰ دسمبر کی پانچ بجے شام کو تھانہ
اعتمادپور مین رپورٹ کی تھی حسب ذیل ہے -

کل شام پر مین انڈے اور مرغی بیچکر ٹونڈلا سے اپنے موضع کو جا رہا تھا جب
مین ایک پل پر کوٹلی کی سڑک پر پہونچا تھے اوس پل پر بیٹھے ہوئے گوبردہن برہمن ساکن
گڈہی گوردہی اور ایک اور شخص کو جسکا نام مین نہین جانتا ہون دیکھا تھا اوسی طرف
ایک سوار آتا تھا جسکو مین قیاس سے جانتا ہون کہ راجہ آوا کا رشتہ‌دار ہے اور دو اور

آدمی اوس کے پیچھے تھے جنکا نام مین نہین جانتا ہون گئے تھے جب کارندہ پل پر سے کے
پاس پہونچا گوبردہن نے اوس کے گولی ماری چونکہ اوس کے گولی لگی ہتی وہ گرا اور
مر گیا۔ اون چار دن آدمیون نے مجھے پکڑ لیا اور میری لوکری اور رسی مجھسے لیکر
لاش کو کنوئین مین پہینکدیا اور مجھکو اوس کے قریب کہینچ لیگئے اور کہا۔ اگر تم کہو گے تو قتل
کئے جاؤگے۔ بڑے مشکل سے بہت خوشامد کرنے سے مجھے اونہون نے جانے دیا۔ لاش
کنوئین مین پڑی ہے۔

یہہ اطلاع پاکر ولی حسین ہیڈ کانسٹبل ہمراہ ایک کانسٹبل اور ایک چوکیدار
جہاسکہا کے ساتھ کنوئین پر گئے جو علاول پور کے سرحد پر قریب ایک میل کے پل سے اور
چار میل پولیس اسٹیشن سے ہے۔ یہہ لوگ شام کے سات اور آٹھہ بجے کے درمیان
پہونچے اور اوس رات کو وہین رہے۔ دوسرے صبح کو جہاسکہا ہیڈ کانسٹبل کے
ساتھہ پل پر گیا اور پل پر وہ جگہہ دکھلائی جہان اوس نے بیان کیا کہ اوس شخص کے
گولی لگی تھی اور وہ جگہہ بہی دکھلائی جو قریب بیس فٹ کے پل سے ہے جہان بہت
خون تہا اور اوس نے بیان کیا تہا کہ متوفی اینٹ یا ٹکن سے گرا تہا اور وہ جگہہ بہی دکہلائی
جو نزدیک درخت ببول کے ارہر کے کہیت مین قریب دو سو قدم کے پل سے ہے اور
جہان تک اوس نے بیان کیا تہا کہ چار آدمی لاش کہینچ لائے تہے۔ اوس نے کشاکشی کے
نشانات کشاکشی کے بہی دکھلائے تہے اور درخت ببول کے نیچے کچہہ الایچی اور ٹکڑے
سپاری کے اور چمڑی تیلی اور پنسل پائے گئے تہے اور کچہہ زیادہ خون بہی ملا گیا
اور جہاسکہا نے بیان کیا تہا کہ اوسی مقام پر لاش باندہی گئی تہی اور ایک ڈنڈے
مین لٹکائی گئی تہی اور وہان سے کنوئین کو لے گئے تہے تب وہ لوگ کنوئین پر لوٹ
آئے اور غوطہ خور کنوئین مین بہیجے گئے تہے اور اونہون نے لاش برآمد کی جو
بعد ازان پہچانی گئی کہ نہال سنگہہ کی لاش ہے۔ کرتہ کے جیب مین منجملہ دیگر اشیا
کے کچہہ الایچی اور ٹکڑے سپاری کے پائے گئے تہے۔ ہیڈ کانسٹبل نے گوبردہن کی
تلاش موضع گدہیا گو وہیا مین جو پل سے بفاصلہ قریب پانچ یا چہہ میل کے ہے کی
مگر اوسکو نہین پایا۔

اول مرتبہ جہاسکہا نے یہہ بیان کیا تہا کہ وہ ساکن موضع [illegible] کا ہے۔

بروقت تحقیقات پولیس کے اوس موضع مین یہ دریافت ہوا کہ اوس موضع مین وہ
رہتا تھا اور ابتدا وہ کمہار تھا لیکن ایک عورت قوم خاکروب سے اوس نے شادی
کر لی تھی اور اس طرح سے وہ بھنگی ہو گیا اور چار یا پانچ سال سے وہ موضع کو
چھوڑ گیا ہے اور اوس وقت سے [illegible] پولیس نے یہ امور دریافت کر کے بھاگا سنگھ
سے ۲۲ - دسمبر کو سوالات کئے اور تب اوس نے اقرار کیا کہ مین کمہار تھا اور بھنگی
ہو گیا ہون اور چند سال سے موضع کو چھوڑ دیا ہے اور تب سے آوارہ پھرتا ہون
اور [illegible] پندرہ روز پہلے سے تونا بھنگی کے مکان پر موضع شیبا سنگھپور مین قریب
گڑھی گوڑھی کے مقیم ہون اور پانچ یا چھ روز قبل وقوع قتل کے ہیرا بھنگی ساکن
گڑھی گوڑھی مجھکو گوبردھن کے پاس لے گیا تھا جسکو مین پہلے سے جانتا ہون اور
گوبردھن اور کوکا رام نے جو داماد بھگونت اور رکمان گوبردھن کا ہے مجھسے یہ
اطلاع کی تھی کہ وہ لوگ نہالا اور اودے سنگھ کے ملازمت مین ہین اور اودے سنگھ نے
ایک شخص ساکن آوا کے قتل کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ یا ایک گاؤن انعام
دینے کا اقرار کیا اور گوبردھن اور کوکا رام نے اوس سے یعنے بھاگا سنگھ سے اپنے
ساتھ رہنے کو کہا تھا اور وہ یہ سمجھکر راضی ہوا کہ اوس روپیہ مین مجھکو کچھ حصہ
ملیگا اور سنیچر یعنے ۱۹ - دسمبر ۱۸۸۰ع کی دوپہر کو ہیرا اوس کے پاس آیا اور اوس سے
گوبردھن کے گھر جانے کو کہا اور وہ یعنے ہیرا اور آدمیون کے جمع کرنے کو گیا
حسب مطابق وہ گیا اور گوبردھن کو اوس کے گھر پر مع کوکا رام کے پایا گوبردھن نے
کہا جس آدمی کو قتل کرنا ہے وہ آج آویگا اور یہ کہ تین یا چار اور آدمی اوس کے
قتل مین مدد دینے کے لئے جمع ہونے کو تھے اور اون لوگون نے اون آدمیون کا
انتظار چار بجے شام تک کیا تھا اور تب گوبردھن نے یہ کہا تھا کہ اب زیادہ انتظار
کرنا چاہئے اور یہ کہ وہ اور لوگ پل [illegible] ری پر ملینگے اور گوبردھن پستول اور
کوکا رام تلوار لئے تھے اور وہ بھاگا سنگھ لاٹھی سے مسلح تھے اور یہ کہ وہ لوگ پل پر گئے اور
[illegible] بیٹھے رہے اور بعد غروب کے ایک گھڑی بعد ایک شخص گھوڑے پر سوار اور
[illegible] ساتھ کوئی آدمی نہ تھا آوا کی طرف سے نزدیک آیا جب اوس کو گوبردھن نے
[illegible] بھاگا سنگھ سے یہ کہا کہ یہ وہی شخص ہے جسکا انتظار تھا اور گوبردھن

اور گوکارام پل پر بیٹھ گئے اور اوس سے کہا کہ وہ یاد دس قدم کے فاصلہ پر سامنے
کھڑے رہو اگر گولی نشانہ پر نہ بیٹھے تو تم گھوڑے کو اس لئے پکڑ لینا کہ اور دو آدمی
سوار تلوار سے وہاں وار کرینگے اور وہ حسب ہدایت آگے بڑہا اور جب سوار پل
پہونچا گوبردہن نے گولی چلائی اور اوسکو زخمی کیا اور گھوڑی بہاگ گئی اور جب
وہ صرف دس یا پندرہ قدم گئی تہی تب سوار زمین پر گر پڑا اور وہ چند مرتبہ تڑپا
اور مر گیا اور تب وہ سب تینون آدمی اوسکی ٹانگ پکڑ کر ببول کے درخت
تک ارہر کے کہیت مین کہینچ لیگئے اور بعد تہوڑی دیر کے اونہون نے کچھ آدمیون کو
آتے سنا اور گوبردہن نے پوچھا کہ کون ہے اور ہیرا نے جواب دیا اور وہ اور
ہیرا اور ہریال آہیر ساکن شب سنگھ پور اور ایک چمار ساکن گڈہی گوڈہی اور ایک
چوتھا شخص جن دونون کو وہ پہچانتا ہے لیکن اونکے نام نہین جانتا ہے اون کے
شریک ہوئے اور اوس نے اور ہیرا نے لاش کو باندہا تہا اور سات آدمی اوسکو
لے گئے تہے باری باری دو دو آدمی اور اوس کنوئین مین پہینکدیا جہان سے برآمد
ہوئی ہے۔

۲۴- دسمبر کو مہاسکھا نے روبرو مسٹر ریڈفرن صاحب مجسٹریٹ درجہ اول
کے جرم سے اقبال کیا تہا کہ جو بالکل اوسی مضمون سے ہو کہ جو بیان اوسکی نسبت
کیا جاتا ہے کہ اوس نے پولیس کے روبرو ۲۲- دسمبر ماہ مذکور کو کیا تہا

پہر مہاسکھا کا بیان مسٹر ہیملین عہدہ دار تفویض کنندہ نے ۴- فروری ۱۸۸۶ء
کو قلم بند کیا۔ تب اوس نے ان دونو بیانات کے خلاف جو پہلے لکہا جا چکا تہا بیان
لیا ہے اور جو حسب ذیل ہے یعنے اتوار کے دس بجے رات کو ہیرا ہنگی نے
مجھے جگایا اور مجھے ایک کنوئین پر لے گیا جہان گوبردہن کو کارام ہریال اور
۔ وا اور شخص جنکو مین اوس وقت نہین جانتا تہا لیکن جنکا نام وہ اب کہتا ہے کہ بہون
ور شیو بکش ہے موجود تہے اور گوبردہن نے یہ کہا کہ وہ اوسکو امراؤ سنگہ
کے کام کے لئے لیجاتا ہے اوسکو ارہر کے کہیت مین لے گیا جہان ببول کے درخت
کے پاس ایک لاش بندہی ہوئی ملی اور اوس وقت گوبردہن نے یہ کہا بیٹے اور
کارام نے اس آدمی کو قتل کیا ہے لیکن ہم بلا مدد اس لاش کو چھپا نہین سکتے ہین

سربکشن نے کہا کہ ہم مین سے بیان کوئی نہ آتا البتہ بلکہ ہمکو جو کہا نہ دیا جاتا اور تب
بموجب حکم گوبردھن اور گوکارام کے اوس نے یعنے مہاسکہا اور میر اسنے لاش کو
ڈنڈے سے باندہا اور وہ سب دو دو باری باری کرکے کچھ دور لاش کو لے گئے
اور پہر سب نے یہہ ظاہر کیا کہ اب جمنا نہیں لیجا سکتے ہین اور گوبردھن نے کہا
ہم لاش کو کنوئین مین نہ پہینکین گے لیکن گوکارام کی راے خلاف تہی اور بالاخر
گوبردھن نے اوس لاش کو اوس کنوئین مین پہینکنے کا حکم دیا جہان سے وہ برآمد
ہوئی ہے لیکن جہان اوس نے کہا کہ اس مین لاش دکہا چار روز تک ظاہر
نہوگی کیونکہ اوس مین پانی ہے تب گوبردھن اور گوکارام نے اون سے کہا
کہ بلدیو سنگہ راجہ آوا اور رام او سنگہ نے یہہ قتل کرایا ہے لیکن اسبارہ مین
اونکو کسی سے کچہہ نہ کہنا چاہیئے۔ مہاسکہا نے یہہ ہی بیان کیا ہے۔ جو انسپکٹر مجہے
موقع قتل پر ملا تہا اوس نے مجہہ سے یہہ بیان کرنے کو کہا تہا اور بردار وغیرہ حاضر عدالت
یعنے امیر خان نے بہی یہی بیان کرنے کو کہا تہا۔ مینے دو دانیان اور جو ائیان ایک
منشی سے پائی ہین جو انسپکٹر کے ساتہ تہا۔ میرے پاس اب تماکو اور چلم ہے منشی
اور سنگہ کلن نے مجہے مٹہائی دی تہی۔ وہ منشی اب فتح آباد مین موجود ہے جو بیان
مینے آج کہا ہے وہ سچ ہے۔ مین پولیس مین گیا تہا اور رپورٹ کی تہی مینے یہہ
مالا کے دانہ پولیس کو دیئے تہے۔ یہہ وہ دانہ ہین جو اوس ڈہولنا کے ہین۔
یہہ گوبردھن نے مجہے دیئے تہے۔ جو بیانات مینے انسپکٹر اور عدالت کے روبرو
کئے ہین وہ جہوٹہہ ہین۔ انسپکٹر نے مجہہ سے کہا تہا کہ اگر مین اپنا بیان تبدیل
کرونگا تو مجہے حلف دروغی کی سزا ہوگی۔ مینے جہوٹہے بیانات بوجہ ترغیب
انسپکٹر کے کئے تہے۔ پہلے عدالت کے روبرو میرا بیان انسپکٹر نے قلمبند کرایا تہا۔
انسپکٹر نے پہلے یہہ کہا تہا کہ مین گواہ قرار دیا جاؤنگا اور رہا کیا جاؤنگا۔ مین اسپر
راضی ہوگیا تہا اور اوس نے کہا تہا کہ مجہے تماکو اور پوری روز ملا کریگی۔ اور
میری رپورٹ سے لاش برآمد ہوئی تہی جسکی بابت عدالت مین شہادت دیگئی ہے
مجسٹریٹ نے ایک یادداشت لکہی ہے کہ مہاسکہا نے روپیہ تماکو اور حقہ دکہلایا
تہا۔ ہربال امیر اور سربکشن چار انمین سے ہر شخص نے ۲۸۔ دسمبر کو ریڈفرن

صاحب کے روبرو اقرار جرم کا کیا تھا اور ہر شخص نے اپنے اقرار سے ہیملن صاحب کے روبرو انحراف کیا اور وہ حالات بیان کیے کہ جن حالات مین اوس ہر شخص نے اقرار مذکور کیا تھا بھبوتی نے برابر انکار کیا ہے کہ اوسکو کوئی علم اوس جرم کا تھا یہہ چار شخص مہا سکھا سنگی و سرکشن چار وہر پال اہیر او بھبوتی برہمن و اسکے تجویز کیے ۱۵- فروری کو سپرد ہوئے تھے - بقیہ تین ملزمان گوبردہن و کوکا رام برہمنان اور تیسرا سنگی ملے نہین حالانکہ متواتر تلاش کی گئی تھی ظاہرا وہ روپوش ہو گئے ہین -

ان قیدیون کی تجویز مسٹر ینگ صاحب نے جو اوسوقت سشن جج تھے کی تھی اور جنھون نے اپنے فیصلہ مورخہ ۳- مارچ ۱۸۸۶ع کے اخیر مین یہہ تحریر کیا ہے اس موقع پر مین یہہ یادداشت تحریر کرونگا کہ اسیسرن نے جنمین سے دو وکیل ہین اس مقدمہ مین بہت محنت کی ہے اور اوس سے مجھکو بہت اعانت ہوئی ہے - دو اسیسرن نے مہا سکھا کو جرم دفعہ ۳۰۲ سے بری کیا ہے لیکن حسب دفعہ ۳۰۲-۱۰۹ کے علت مین اونکی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کی ہے - تیسرے اسیسر نے اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر کی ہے - سب اسیسر اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعات ۲۰۱-۴۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر کرتے ہین -

مسٹر ینگ نے سرکشن و ہرپال و بھبوتی کو بری کیا ہے - بہ نسبت مہا سکھا کے مشارالیہ نے یہہ تحریر کیا ہے - عدالت باتفاق رائے قلت رائے اسیسرون کے بہ نسبت دفعہ ۳۰۲ کے اور باتفاق کل اسیسرون کے بہ نسبت دفعات ۲۰۱ و ۴۱۱ کے یہہ تجویز کرتی ہے کہ مہا سکھا سنگی مجرم جرم مصرحہ فرد قرارداد جرم کا ہے یعنے یہہ کہ نامبردہ نے بتاریخ ۱۹- دسمبر ۱۸۸۵ع یا قریب اوس کے بمقام بل سکراری واقعہ شرک آگرہ او ٹونڈلا ارتکاب جرم قتل عمد کا بذریعہ اعانت قتل نہال سنگہ قتل مذکور کے موقع پر موجود ہونے سے کیا ہے اور دوم اوسوقت اور اوسی مقام پر بدیانتی سے کچھ لوٹا مسروقہ یہہ جانکر کہ وہ مسروقہ ہے اپنے قبضہ مین لیا اور سیوم شہادت قتل نہال سنگہ

اس لیئے غایب کردی کہ مجرم کو سزاے جایز سے بچاوے اور اسوجہ سے ارتکاب
اون جرایم کا کیا ہے جو از روے دفعات ۳۰۲ و ۱۱۴ و ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے
قابل سزا ہین اور عدالت حکم دیتی ہے کہ مہا سکہا بہنگی مذکور سزاے حبس دوام
بعبور دریاے شور کا متحمل ہو۔

منجملہ اسیسرون کے ایک یعنے لالہ رگہبیر دیال وکیل نے اپنی اس راے کے
بیان کرنے مین کہ مہا سکہا مجرم اعانت قتل عمد کا اور نیز ہر دو جرایم کا ہے جنکی
نسبت اوسکی تجویز ہوئی ہے پہلے بیان کیا ہے مجھے بہت شک ہے کہ وہ وقت
ارتکاب قتل کے واقعی طور پر موجود تہا لیکن مین خیال کرتا ہون کہ وہ سازش
مین شریک تہا۔

گوبردہن علاقہ گوالیار مین ظاہرا جولائی ۱۸۶۸ع کے نصف اخیر حصہ
مین گرفتار ہوا تہا۔ نامبردہ بعلت جرم قتل عمد کے ۲۶ - اگست کو واسطے تجویز
کے سپرد ہوا تہا اور اوسکی تجویز مسٹر سکیلین صاحب نے جو اوسوقت سشن جج تھے
باعانت دو اسیسرون کے کی تہی اور ۲۲ - اکتوبر کو مسٹر سکیلین صاحب نے باتفاق
راے ہر دو اسیسران کے یہہ تجویز کی کہ گوبردہن پر جرم ثابت نہین ہے اور
اوسکو بری کیا۔

ناراضی اوس حکم بریت کے سرکار نے یہہ اپیل تاریخ ۸ فروری ۱۸۶۹ع پیش کی کہ
نہال سنگہہ گولی کے زخم سے جو سر مین تہا مرا ہے - گولی اور زخم اوسکو نہین
پہونچا ہے - اوسکی لاش موقع پر یا اوسکے قریب نہین چہوڑی گئی تہی بلکہ ایک
گٹہڑے مین باندہی گئی اور اوسکو ارہر کے کہیت مین پہینکی تہی کہ جس کہیت مین
وہ پہینکی گئی تہی وہ خشک زمین سے گذر کر اوس کنوئین تک لیگئے تہے جسمین
پانی تہا اور جو کنواں موقع قتل سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے - صرف ان
واقعات سے مجھے اطمینان ہے کہ نہال سنگہہ کو معمولی ڈاکوؤن نے قتل نہین
کیا ہے بلکہ راہزنی ہوئی ہے اور بالارادہ قتل کیا گیا ہے لیکن یہہ ثبوت
نہین ہے کہ کسکی ترغیب سے یہہ قتل ہوا ہے اور مین ذیل جج صاحب سے
اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ رلیا لال اور چہجا جو نہایت ناخبر ہین اس امر کی

شہادت دینے کو پیش کئے گئے ہین جہوٹے گواہ ہین —

ذیل عبیہ جسٹس نے اون حالات کو بیان کیا ہے جسمین شہادت بعض گواہان جانب ثبوت اور صفائی کے ہمارے رو برو قلمبند کی گئی ہے مین مشارالیہ سے دربارہ اخراج شہادت مسرون گواہ ثبوت کے اتفاق کرتا ہون — اس گواہ نے جو بالفعل قید یک سالہ بعلت بد دیانتی سے لینے مال مسروقہ کے بہگت رہا ہے یہہ بیان کیا ہے کہ اوس نے گوبردہن کو پل پر اوس شام کو دیکہا تہا جس شام کو قتل کا وقوع ہوا تہا — لیکن نامبردہ نے اسبارہ مین کوئی اطلاع پولیس کو بیس روز کے گذرنے تک نہین کی حالانکہ اوسکو بہت موقع اطلاع کرنے کا اوسوقت تہا کہ جب لاش کنوئین سے برآمد ہوئی تہی اور لو اریخ مابعد کو بہی موقع تہا — اوس کے بیانات بہت مختلف ہین اور ایک امر مین بیانات مذکور کی تردید نند کشور جاٹ نے کی ہے جسکا ذکر مسرون نے اپنے بیان مین کیا ہے — میری راے مین مسرون کی کل شہادت بالکل ناقابل اعتبار ہے اور ایسے جہوٹے شہادت کے پیش ہونے سے ثبوت کو نقصان پہونچا ہے —

منجملہ دیگر امور کے امیر خان نے بیان کیا ہے کہ مین اعتماد پور مین دسمبر ۱۸۹۶ع مین سب انسپکٹر تہا اور اوس نے ۲۵ — دسمبر ۱۸۹۶ع کو ہریال و سرکشن و بہوتی کو گرفتار کیا تہا اور اونکے بہ نسبت بدسلوکی منجانب پولیس اوس کی موجودگی مین بالکل جہوٹہ ہین لیکن اوسکو یہہ تسلیم ہے کہ ان تینون آدمیونکو اوس کے ضمیمہ مین ۲۳ دسمبر کو لیگئے تہے اور اون کو دسمبر ہونے کا حکم دیا گیا تہا — اجلاس کامل عدالت ہذا نے اپنے فیصلہ مین بمقدمہ قیصر ہند بنام تدار (زبدۃ النظائر ہفتہ وار ۱۸۹۶ع صفحہ ۱۸۱) ایسے فعل کو خلاف قانون اور احکام افسران اعظم دربارہ اون اختیارات کے قرار دیا ہے جو پولیس کو سفوض ہین اور جو اقرار جرم ایسے حالات مین حاصل کیا جاوے اوسپر بہت شبہ کے ساتھ لحاظ ہونا چاہیئے —

ہریال و سرکشن و بہوتی واقعی ۲۳ — دسمبر کو گرفتار ہوئے تہے اور ۲۸ — تک کسی مجسٹریٹ کے روبرو پیش نہین کئے گئے تہے جب اول دو شخصون مین سے ایک شخص نے ایسا بیان کیا تہا جو منزلہ اقرار جرم کے ہے کہ اونہون نے

ارتکاب جرایم مصرحہ دفعات ۱۰۹ و ۳۰۲ و ۲۰۱ مجموعہ تعزیرات ہند کا کیا ہے لیکن
اونھون نے اپنے اقرارات سے روبرو افسر سپرد کنندہ کے انکار کیا ہے اور
یہہ بیان کیا ہے کہ اقرارات مذکورہ بسبب بوجہ بدسلوکی منجانب پولیس کے حاصل کیے
گئے تھے نامبردگان باپ بیٹان کے طرف سے طلب ہوئے ہین اور لڑکے نے
بیان کیا ہے کہ بذریعہ دہمکی و بدسلوکی کے مجکو یہہ جہوٹہ اقرارات بموجب اوس
تعلیم جو مجکو پولیس نے کی تہی کرنا پڑے تہے مجکو کئی مقدمات قاتل کے معلوم ہین
کہ فوراً بعد قتل کرنے اپنے مقتول کے آپ ہاتہہ مین آلہ مسلح لیے ہوئے اور خون کے
دہبے دار کپڑے پہنے ہوئے قریب کے پولیس اسٹیشن مین چلا گیا اور اپنے تئین پولیس کے
سپرد کر دیا اور بخوشی اپنے جرم سے اقبال کر دیا جو اقرارات بعد گزرنے کسی عرصہ کے
بعد کیجاتے ہین وہ بہی اکثر سچ ہوتے ہین لیکن مین یقین کرتا ہون کہ ایسے اقرارات
قریب قریب ہر مقدمہ مین بخوشی نہین کیجاتے ہین بلکہ بذریعہ بدسلوکی یا تہدید عہدہ
معافی گواہ سرکاری قرار دینے سے جبراً حاصل کیے جاتے ہین۔ عہدہ داران پولیس
ملزمان کو بلا وجہ ناجایز کے اسطرح جبر نہین ہو سکتے ہین اور جو اقرارات ایسے حالات مین
حاصل کیجاتے ہین اونکا حصول قریب قریب بالیقین بذریعہ جبر و دہمکی و تہدیدات یا بذریعہ
کسی نہ کسی قسم کی بدسلوکی کے قرار پانا چاہیے۔

یہہ امر انکار طلب ہے کہ اوسی مقدمہ مین جسمین پولیس اسٹیشن احمد پور مین
دو اشخاص یعنے من بہول اور مسماۃ جدوی پر الزام قتل ایک عورت مسماۃ کشوری کا
لگایا گیا تہا۔

افسر پولیس نے من بہول کو تیس گہنٹہ تک قبل اسکے کہ وہ حراست جائز مین چلا جاوے
خلاف قانون روک رکہا تہا علاوہ اسکے بوقت ملاحظہ ایک ڈپٹی مجسٹریٹ کے روبرو
بہیجا گیا تہا جو اوسی گرد و نواح مین دورہ پر خیمہ زن تہا۔ روبرو مجسٹریٹ مذکور کے
اوس نے اقرار کر لیا تہا لیکن اقرار مذکور سے عدالت سشن مین بالکل انکار کیا اور
ظاہر کیا کہ جو لاش برآمد ہوئی ہے اوس سے مجہے کسی قسم کی واقفیت نہین ہے اور
قتل سے بہی واقف نہین ہے اور بوجہ بدسلوکی منجانب پولیس کے بیانات سابق
اوس سے جبراً کرائے گئے ہین۔ رڈفرن صاحب نے جو اوسوقت سشن جج

بلکہ تھے اس مقدمہ کی تجویز کی تھی - مشار الیہ نے باتفاق رائے اسیسر دن کے
دو نون ملزم کو بے جرم تجویز کیا تھا اور اون کو بری کیا تھا بڑی خوش نصیبی کی
بات ہے کہ صاحب سشن جج اور اسیسرون نے اوس کل شہادت ساختہ کو
نامعتبر سمجھا تھا جو اون کے روبرو بجانب ثبوت کے پیش ہوئی تھی کیونکہ ظاہر ہوتا ہے
کہ بعد ازان مسماۃ کشوری زندہ اور بخیریت اپنے گھر واپس آئی ہے اور اوس نے
اپنی غیر حاضری کی وجہ ظاہر کر دی ہے -

شہادت سمیان بگونت اوسکا بھائی اور سرکشن چار اوسکا ملازم
سابق گواہان گوبردھن کی بہ نسبت وقت اور اون حالات کے کہ جب اور
جنمین گوبردھن گھر سے گیا تھا مختلف ہے اور مین شہادت مذکور کے نامعتبر قرار دینے
مین قابل جیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون -

شہادت دربارہ ثبوت الزام گوبردھن کے محض بیان شریک جرم
ہو سکتا ہے جسکی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ گوبردھن اپنے گھر سے قریب
وقت ارتکاب قتل کے غایب ہوا تھا اور بعد چند ماہ کے ملک غیر مین حالات
مشتبہ مین گرفتار ہوا تھا لیکن مین باور کرتا ہون کہ بجز بیان شریک جرم کے
اور کوئی شہادت نہین ہے کہ در اصل گوبردھن بعد وقوع قتل کے مفرور ہوا تھا
بلفرض [illegible] اس امر کو تسلیم کرلین کہ ایسا ہی ہوا تھا ہم یہ واقعہ متعلقہ ہے لیکن
یقین [illegible] کرتا ہون کہ تائید کافی شہادت ایسے شریک جرم کی نہین ہے جیسا کہ
ہو سکتا ہے -

جیسا کہ تجویز سکفرسن صاحب جسٹس و گلور صاحب جسٹس مندرجہ اونکی تجاویز
مقدمہ ملکہ معظمہ بنام سونت رائے (ویکلی رپورٹ جلد ۷ صفحہ ۲۸ فوجداری)
ہے بعض حالتون مین مقدمہ کو بمقابلہ شخص ملزم کے بلا شبہہ لوس کے
بھاگ جانے سے قوت ہو سکتی ہے اور کسیقدر یہی حالت اس مقدمہ مین ہے لیکن ہم دو
ہین ہے کہ جو شخص بھاگ جاے بجرم ہو اور اکثر بجرم ہوتا ہے اور یہ قیاس
اس کے قصور [illegible] کا جو ایسے علیحدہ سے پیدا ہو عموماً کم یا بہت خفیف جزو
اس شہادت کا ہوتا ہے جسپر تجویز ثبوت جرم مبنی ہوتا ہے -

اب مہاسکہا کی سزا بعبور دریاے شور ہو چکی ہے لیکن اوس سے کو وہ فایدہ
حاصل نہین ہوا ہے جو سشن اور اسیسرون کو اوس کے بیان سننے کا حاصل
ہوا ہے ۔

مسٹر سکیلن صاحب سشن جج نے یہہ تحریر کیا ہے ۔ مہاسکہا کی شہادت سے
مجھے یہہ اطمینان نہین ہوتا ہے کہ اوس نے نہال سنگہ کو گولی کہا کر مرتے دیکہا ہے
مین اس امر کو زیادہ ترقرین قیاس سمجہتا ہون کہ اوس نے نہال کو گولی سے صدمہ
ہو جانے کے بعد دیکہا اور اس سے زیادہ نہین دیکہا ۔ اگر اوس نے نہال سنگہ کو
گولی کہا کر مرتے نہین دیکہا تو اوسکی شہادت کلیتًا جہوٹہ ہے ۔

مسٹر سکیلن اور اون اسیسرون نے جنہون نے تجویز مین اونکی اعانت کی
صرف یہی نہین خیال کیا کہ مہاسکہا نے ارتکاب قتل عمد کا نہین دیکہا بلکہ جیسا مین اوپر
لکہہ چکا ہون کہ لالہ پربہو دیال وکیل یکے از اسیسران وقت تجویز مہاسکہا کے مخاطب ہونے
اپنی یہہ راے ظاہر کی تہی کہ مہاسکہا مجرم اعانت قتل عمد کا ہے یہہ بہی راے ظاہر
کی ہے کہ مجھے بہت شک ہے کہ وہ وقت ارتکاب قتل کے موجود رہا ہو لیکن مین
خیال کرتا ہون کہ سازش مین شریک تہا ۔

مین اس امر کو زیادہ ترقرین قیاس سمجہتا ہون کہ مہاسکہا حسب بیان اپنے
قتل عمد کے ارتکاب کی سازش مین شریک تہا اور مجھے اطمینان ہے کہ نہال سنگہ
کی لاش کے لیجانے مین ارہر کے کہیت سے کنوئین تک اعانت کی ہے ۔

ارہر کے کہیت سے وہ مقام قریب ہے جہان قتل کا ارتکاب ہوا ہے
اور مہاسکہا اگر وقت قتل کے موجود نہ رہا ہو تا ہم اوس نے خون بہتے سڑک پر
دیکہا ہوگا جس سے ظاہر ہوا ہوگا کہ نہال سنگہ کس مقام پر اپنے قاتلون سے گرا تہا
اور بلا شبہہ جب اوس نے لاش کے ہٹانے مین مدد کی تہی کل حالات اون
اشخاص سے سنے ہونگے جو اوس وقت در اصل موجود رہے تہے ۔

مہاسکہا نے مختلف اوقات پر تین مختلف بیانات کئے ہین اونمین سے بلا شبہہ
دو صحیح نہین ہین اور یہہ زیادہ ترقرین قیاس ہے کہ اخیر اور تیسرا بیان بہی جزوًا
جہوٹہ ہے ۔ مین یہہ خیال کرنے پر آمادہ ہون کہ کل اہل مجربان مفرور ہو گئے ہین

اور مین مشکل سے قرین قیاس سمجہتا ہون کہ اگر موقع پر مہاسکہا نے فی الواقع قتل عمد
مین اعانت کی ہوتی تو صرف وہی وہان موجود رہتا اور پولیس کو قتل کی
اطلاع کرتا۔

پولیس کی صورت کو خیال کرکے یہہ بہت مناسب تہا کہ مہاسکہا بیان کرے
کہ مین نے قتل عمد کا ارتکاب ہوتے دیکہا ہے کیونکہ اور صورت مین کوئی موقع
اصل قاتل کے ماخوذ کرانیکا نہین ہوسکتا ہے۔

پولیس مین بہیجنے کے بعد مہاسکہا ضمانت پر رہا نہین تہا بلکہ حوالات مین تہا
اور اس امر سے کہ نامبردہ نے اندرین حالات روبرو مجسٹریٹ ملاحظہ کنندہ کے
روپیہ اور ستا کو اور حقہ پیش کیا ہے ثابت ہوتا ہے کہ اوس کے ساتہ رعایت
غیر معمولی روا رکہی گئی ہین اور غالبًا اس غرض سے یہہ ہوا کہ وہ رضامند
اور اوس شہادت پر قایم رہے جو اوس نے بریڈفرن صاحب کے روبرو
ادا کی تہی۔ مہاسکہا کی طرف سے اشیاء مسروقہ متذکرہ بالا کا پیش ہونا اوس کے
اس بیان کی بہی تائید کرتا ہے کہ انسپکٹر نے ترغیب ادا کرنے شہادت کی اس
اقرار پر دی تہی کہ معاف کیا جاویگا اور گواہ سرکاری قرار دیا جاویگا۔ جو
شہادت مہاسکہا نے اس مقدمہ مین دی ہے وہ بلاشبہ اوس کے دو بیانات
سابقہ سے بہت مختلف ہے اور اس وجہ سے بلاشبہ امور اہم مین اوسکی
تائید ہونی چاہیے۔

میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام رام سرن
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۳۶۹) یہہ تحریر کیا ہے۔ "وہ قانون جو
اوس ملک مین حسب صراحت دفعات ۱۳۳ و ۱۱۴ قانون شہادت کے ہے کسیطرح
مختلف قانون انگلستان سے نہین ہے۔ بلکہ اوس مین صرف ایک قاعدہ
عملدرآمد قرار دیا گیا ہے جو عدالت ہائے انگلستان نے مدت دراز سے تسلیم
کیا ہے اور مین یہہ بہی اضافہ کرسکتا ہون کہ وہ تہوڑے عرصے سے مائل اوسکے
متعلق کرنے کی سختی سے ہین وہ قاعدہ یہہ ہے کہ ایک مجرم ثبوت جرم بربنائے
شہادت غیر تائیدی ہمشریک جرم بیجا نہین ہے یعنے وہ خلاف قانون نہین

کر مجھے یہہ معلوم ہو اکہ یہہ بات درست نہین ہے کہ شہادت شریک جرم پر
تا وقتیکہ اوسکی تائید نہو اعتبار نہ کرنا چاہیئے اور اسوجہ سے معمول حکام انگلستان و
ہندوستان کا جب کہ وہ تنہا اجلاس کرتے ہون یہہ ہے کہ اپنی طبیعتون کے
حفاظت باحتیاط تمام کرین کہ ایسے شہادت غیر تائیدی پر عمل نکرین اور جبکہ مقدمہ
کی تجویز باعانت جوری کرتے ہون تو انکو جوری کو یہہ تنبیہ کرد لوین کہ ایسا طریقہ مناسب ہے۔ مزید بران
یہہ امر صرف ضروری ہی نہین ہے کہ شہادت کی تائید امور ضروری مین ہو بلکہ
تائید کی توسیع نسبت شناخت ملزم کے بھی ہونی چاہیئے۔

منشی جیونکے سب بیچ فیصلونکا اسبار مین حوالہ دیا ذریعہ شریک جرم پیش ہوا کتاب مولفہ ٹیلر صاحب
دربارہ شہادت مین اور کتاب مولفہ رسل صاحب بابت جرایم اور بد چلنی اور
کتاب مولفہ آرچبولڈ صاحب دربارہ سوال جواب اور شہادت مقدمات فوجداری
اور کتاب مولفہ براسکو صاحب دربارہ شہادت فوجداری مین ہوا ہے۔

مقدمہ ملکہ معظمہ بنام رام سارنے جکر برتی (اردبنگل رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۱۹
فوجداری) پانٹیفکس صاحب جسٹس نے یہہ تحریر کیا ہے مین خیال کرتا ہون کہ اس
تجویز ثبوت جرم کا بحال کرنا نامناسب ہے۔ بمقابلہ قیدی کے صرف شہادت
مسماۃ روکمنی شیلر انی کی ہے جو شریک جرم سے کم نہین ہے کیونکہ اسکی نسبت
بربنا بھگوڑا بسبب کے اقرار کے تجویز ثبوت جرم صادر ہو چکی ہے۔ لہذا اندرین
حالات مین خیال ہون کہ مناسب نہین ہے کہ ایسے شریک جرم کی شہادت
غیر تائیدی کی بنا پر تجویز ثبوت جرم صادر کرون۔ نظر بران مین جسٹس مترصاحب
سے دربارہ منسوخی تجویز ثبوت جرم اور صادر کرنے حکم رہائی قیدی سے
اتفاق کرتا ہون۔

مقدمہ سرکار بنام بد ہونگو انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱ صفحہ ۴۵۴
ویسٹراپ صاحب چیف جسٹس اور نانا بہائی ہریداس صاحب جسٹس نے یہہ تحریر
کیا ہے۔ بہ نسبت دیگر اپیلانٹان کے عدالت تجاویز ثبوت جرم اور احکام امر
بنیادی پر منسوخ کرتی ہے کہ شری پت راؤ ورا مالوا ہان سرکاری کی تائید بہ نسبت
شناخت قیدیان آخر الذکر کے نہوہ ہوئی ہے۔ ہماری رائے میں اقرار ات

شریک قیدیان کے دربارہ ماخوذی نامبردگان بطور شہادت منحصر تائید شہادت گواہان سرکار مذکور کے مقبول نہین ہوسکتی ہے دیکھیے کتاب رسل صاحب دربارہ جرائم طبع چہارم مولفہ گریوس صاحب صفحات ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و مقدمہ سرکار بنام بلایا و مقدمہ سرکار بنام چیٹر بر ٹشوم منفصلہ ۱۴ جنوری ۱۸۶۶ع تجویز زد ولیسٹ صاحب ونانابہائی ہریداس جسٹسان۔

اپیل مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام رام سرن کا فیصلہ اسٹریٹ صاحب و ٹرل صاحب جسٹسان نے کیا تھا جنکے فیصلہ کی رپورٹ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۰۶ مین درج ہے۔

اجزاے ذیل خلاصہ بیانی مقدمہ سے کافی طور پر وہ شہادت ظاہر ہوتی ہے جو بمقابلہ چار قیدی اپیلانٹان کے پیش ہوئی تھی جو بجز ایک قیدی کے مقدمہ کے جس نے جرم سے اقبال کیا تھا ناکافی تجویز ہوئی تھی۔

قبضہ اوس مال کا جو شخص مقتول سے حاصل کیا گیا ہے تائید کافی شہادت شرکت جرم کی نہین ہے جو شخص قابض پر الزام شرکت قتل عمد کا لگایا ہے گو قبضہ مذکور بلا شبہہ تائید اس شہادت کی ہو سکتا ہے کہ قیدی شریک جرم سرقہ بالجبر کا رہا ہے یا یہ کہ اوس نے بد دیانتی سے مال مسروقہ حاصل کیا ہے۔

بمقدمہ تجویز مسمیان (ر) و (ش) و (م) بعلت قتل عمد کے شہادت منجانب ثبوت مین (۱) اقرار سرو جسکی تجویز مشترکہ بجرم واحد اونکے ساتھ ہوئی تھی (۲) شہادت شریک جرم (۳) شہادت اون گواہان کی جنہون نے نسبت برآمدگی مال اراضی مقتول کے مکان رام غلام سے بیان کی تھی اور (۴) شہادت اون گواہان کی جنہون نے یہ بیان کیا تھا کہ جس روز مقتول آخر مرتبہ زندہ دیکھا گیا تھا کل قیدی اوس جگہ پر یکجا دیکھے گئے تھے جہان سے بعدہ لاش برآمد ہوئی تھی۔ تجویز یہ ہوئی کہ کافی تائید بیانات شریک جرم کی بابت قیدی شریک کی حاصل کئے نہین ہے مسمیان (ر) و (ش) و (م) جنکی نسبت سشن جج نے باتفاق راے منفقہ اسیسران کے تجویز ثبوت جرم صادر کی تھی بموجب اوسکے بری کیے گئے تھے واسطے اغراض مقدمہ ہذا کے مجھے اس سے زیادہ بہ نسبت کل فیصلجات یا

ادمین سے کسی کی نسبت تحریر کرنا ضروری نہین ہے کہ فیصلجات مذکور ایسے مجون
کے ہین جنکی رائے مستحق تعظیم عظیم کی ہے اور حسب حجت ذیعلم کونسل اپیلانٹ کے جو
ہمارے روبرو ہے جس شہادت پر مقابلہ گو بروہین کے غور کا ہونا چاہئے وہ علانیہ
اوس شہادت سے بہت کمزور ہے جو واسطے تجویز ثبوت جرم کے مقدمہ محولہ بالا
مین ناکافی تجویز ہوئی ہے۔

بالآخر ذیعلم کونسل اپیلانٹ نے یہ بحث کی ہے کہ یہ مقدمہ از روے
دفعہ ۴۱۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے قابل دست اندازی نہین ہے اور اوس
بحث کی تائید مین کونسل موصوف نے ہمارے روبرو فیصلہ اسٹریٹ صاحب
جسٹس و رٹرل صاحب جسٹس پر جو حسب دفعہ ۲ مضمون ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع کے تھا
حوالہ دیا ہے اور جسکی رپورٹ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۴۰۴ مین
درج ہے اور جسکا خلاصہ پیشانی حسب ذیل ہے۔

اس وجہ سے اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ کو بالضرور مسترد ہونا چاہئے
پہر کہ ہائیکورٹ کو معمولی طریقہ معدلت گستری مین بذریعہ نفاذ اون اختیارات
لا انتہا کے جو از روے دفعہ ۲۷۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری اوسکو حاصل ہین دست اندازی نکرنا
چاہئے کیونکہ کسی جج یا مجسٹریٹ نے کسی مقدمہ کی نسبت وہ راے قایم کی ہے جس سے
لوکل گورنمنٹ کو اتفاق نہین ہے اور اشخاص ملزم کو بری کردیا ہے۔ اوس
امر کا ہونا اون مقدمات پر محدود ہے جنمین ضمناً ایسی غلطی یا رعایت کی گئی ہو جس سے
نتیجہ مضر معدلت گستری اور حقوق عامہ خلایق کے فوراً پیدا ہونیوالا ہو۔

لہذا یہ تجویز ہوئی کہ چونکہ لوکل گورنمنٹ نے ہمارا اوسی ابتدائی فیصلہ
برایت مصدرہ سشن جج کے اپیل کیا ہے اور چونکہ فیصلہ مذکور بدیانت داری تھا
اور ایسا غیر معقول نہین ہے جس کے حالات مقدمہ مین گنجایش ہے اپیل
مذکور ڈسمس ہونا چاہئے۔

مین خیال کرتا ہون کہ اس مقدمہ مین اسکا تابہ نہین کہا جاسکتا ہے
کہ سشن جج نے عمداً ایسی غلطی اور رعایت کی ہے جس سے نتیجہ مضر معدلت گستری
اور حقوق عامہ خلایق کے فوراً پیدا ہونیوالا ہے۔

باستعمال عبارت اپنے ذیل بیان کرتے ہین یہہ کہہ سکتا ہون لہٰذا ونکے لیئے سشن جج کے روبرو گواہ حاضر تھے اور اسوجہہ سے اونکو اونکی صداقت کے آزمانے کا موقع تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے کارروائی مقدمہ کی باحتیاط اور تحمل کی ہے اور تا حد اپنے لیاقت کے واقعات پر غور کیا اور وقعت دی ہے۔

مین اس سے بھی زیادہ کہہ سکتا ہون کہ مسٹر سکیلین صاحب کو مالک ندامین تجربہ مدت دراز اور مختلف معاملات کا حاصل ہے اور اونکا فیصلہ بالطور کلیہ اونہون نے بخوبی اور لیاقت کے ساتھہ غور کیا ہوا ہے اور رجملہ حالات مقدمہ پر غور کرکے میری راے مین اونہون نے صحیح طور پر ملزم کو بری کیا ہے اور علاوہ برین اگر اونہون نے اتفاق فیصلہ ایک جج عدالت ہذا کی جسکے وہ ماتحت رہے کی ہے۔ مین اوس فیصلہ کا ذکر کرتا ہون جسکی رپورٹ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۱۰۰ مین درج ہے۔ وہ بجز اس نتیجہ کے اور کوئی نتیجہ نہین اخذ کرسکتے تھے۔

حسب وجوہ متذکرہ بالا مین یہہ اپیل ڈسمس کرونگا۔

(بوجہ اس اختلاف راے کے مقدمہ از روے دفعہ ۴۲۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری روبرو اسٹریٹ صاحب جسٹس کے پیش ہوا اور حاکم ممدوح نے اوسکی بحیثیت سماعت کی۔)

قایم مقام پبلک پراسی کیوٹر (اسپ) منجانب سرکار۔

گارڈن منجانب قیدی۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ بموجب احکام دفعہ ۴۲۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری یہہ مقدمہ بوجہ اختلاف راے مابین ذیلی چیف جسٹس اور میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب وقت سماعت اپیل منجانب گورنمنٹ نسبت حکم براءت رسا ہانڈنٹ صادرہ سشن جج آگرہ موقعہ تاریخ ۲۳۔ اکتوبر ۱۸۸۶ع کے میرے سپرد ہوا ہے۔ اوس تجویز مین رسپانڈنٹ پر الزام قتل ایک شخص مسمی نہال سنگہ موقوعہ ۱۹۔ دسمبر ۱۸۸۵ع لگایا گیا تھا اور بعد قلمبند ہونے شہادت کیطرف کے ذیل سشن جج اور اسیسرون کے یہہ راے قرار پائی تھی کہ شہادت اصل گواہ مقدمہ کی بعض معاملات کی شہادت

جو ملزم شریک جرم اوس معاملہ مین ہے قابل اعتبار نہین ہے اور شہادت
مذکور قابل اطمینان نہین ہے اور تائید کافی نہین ہے لہذا ایسے مواد کی بنا پر
تجویز ثبوت جرم مناسب طور پر صادر نہین ہوسکتی ہے - اسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ
گوبردھن رسپانڈنٹ جو قوم کا برہمن ہے اوس جرم سے بری کیا گیا تھا جسکا
الزام اوسپر قائم ہوا تھا - بعدہ گورنمنٹ کو یہہ مشورہ دیا گیا کہ حکم برایت کا
نامناسب ہے اس لئے نتیجہ مین ناراضی حکم برایت مذکور کے فروری گذشتہ مین
عدالت ہذا مین اپیل پیش ہوا اور معمولی طریقہ پر سماعت اپیل مذکور کی ولیم چیف جسٹس
اور میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب نے بطوالت تمام اور کسیقدر خاص خاص
حالات مین کی تھی - اس کہنے سے میری یہہ مراد ہے کہ شہادت گواہان یا تو دوبارہ
یا اون مرتبہ طلب ہوئے تھے اور پورے پورے مواد اس غرض سے فراہم کیئے گئے
تھے کہ عدالت ہذا اپنی راے نسبت صحت یا عدم صحت حکم بابت مصدرہ
سشن جج کے قائم کرسکے -

اب مینے بھی مقدمہ کی سماعت کی ہے گو اوس قدر طوالت کے ساتھ نہین
اور کل شہادت اور اوسکی مسل متعلقہ کی نکتہ چینی کا مجھے موقع ملا ہے اور مین مشکل
یہہ کہہ سکتا ہون کہ اوس کے غور مین مجھے بہت پیچیدہ اور متردد خیال پیدا
ہوا ہے - کیونکہ یہہ بغیر لئے رہا جاتا ہے کہ کسی نہ کسی وقت یہہ معاملہ جس مین ایسے
امور متعلق ہون جیسے کہ اس مقدمہ مین متعلق ہین طالب توجہ کامل اور کماحقہ کا
ہوگا جو کوئی جج دے سکتا ہے اور توجہ مذکور دینا ہوگی - لیکن مقدمہ
حال مین مشکلات صرف اس امر سے زیادہ ہوگئے ہین کہ قطع نظر حقوق عامہ
خلایق کے ایک جانب اور حقوق ملزم کے بجانب دیگر ولیم چیف جسٹس اور
میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب نے بلند طول و طویل اور باحتیاط سوچ بچار
کے نتائج مختلف اخذ کیے ہین جنکو مشارالیہم نے پوری اور کماینبغی طور پر مفصل شرح
فیصلون مین بیان کیا ہے جو مشارالیہم نے صادر کیئے ہین - مین مشکل کہہ سکتا
ہون کہ مینے فیصلجات مذکور کو مکرر سہ کرر بغور تمام پڑھا ہے کہ جس مین مین اون کو
بخوبی وقعت دے سکون اور سمجھہ سکون -

قبل اس کے کہ مین واقعات مقدمہ ہذا پر بحث کرون اور مین بطور الثا اوس
بحث کے کرنے کی کوشش نہ کرونگا مین اپنے اوپر فرض سمجھتا ہون کہ دو امور کی
نسبت چند تحریرات درج کرون جنکی نسبت میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب نے
تشریح کی ہے کیونکہ مشار الیہم نے اپنے فیصلہ کے دو ذریعون کی مرتبہ اون کا ذکر
کیا ہے۔ اول بہ نسبت خدمت عدالت ہذا دربارہ طے کرنے اون اپیلون کے
جو بنا رامنی بجا و بر برایت کے ہون۔ دویم بہ نسبت اون تشبیہات کے جو مابین
واقعات مقدمہ اور واقعات دوسرے مقدمہ کے ہین جسکا فیصلہ میرے
بھائی ٹرل اور خود مینے کیا ہے اور تشبیہات کو میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب
نے بنا داس رائے کے قایم کی ہے کہ ہرگاہ اوس مقدمہ مین یہہ تجویز ہوئی
تھی کہ شخص ملزم کی نسبت تجویز ثبوت جرم صادر کرنا مناسب نہین ہے لہذا
یہہ نتیجہ ضروری ہے کہ اس مقدمہ مین جو اب زیر غور ہے حکم برایت کا
نتیجہ مناسب ہے

منجملہ امور مذکور کے بہ نسبت امر اول کے جو متعلق میری تحریرات مندرجہ
مقدمہ قیصر ہند بنام گیادین جسکا اکثر حوالہ ہوا ہے مین صرف یہہ کہسکتا ہون
کہ جب مینے تحریرات مذکور مقدمہ مذکور مین اوس مرتبہ کی تہین مجھے یہا امید تہی
کہ تحریرات مذکور ہر حالت اسکانی اشیا سے متعلق ہونگی جو پیدا ہوسکین اور بلا شبہہ
میرے ذہن مین یہہ ایسی صورت موجود نہ تہی کہ جیسی اس مقدمہ کی ہے جو میرے
روبرو پیش ہے جسمین سشن جج نے اصل اور رحمت واقعہ کو نظر انداز کیا ہے
جسکو مین رفتہ رفتہ آیندہ بتلاؤنگا اور جس سے تائید شہادت شریک جرم
کی ہوتی ہے یعنے مفروری گوبردہن کی اپنے موضع سے اوسیوقت جبکہ قتل
بلا اشتباہ نہال سنگہ کا واقع ہوا ہے اندرین حالات مین اقرار کرتا ہون
کہ مین یہہ نہین خیال کرسکتا ہون کہ کسی طرح بر مین اوس اصول سند مقدمہ
قیصر ہند بنام گیادین سے بذریعہ مقبولی اپیل ہذا اور کسی نہ کسی طرح بہ نسبت
قصور واری رسپانڈنٹ کے تجویز کرنے کے اختلاف یا انحراف کرتا ہون۔
بہ نسبت امر دویم یعنے اون تشبیہات کے جنپر میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب نے

استدلال کیا ہے مجھے معلوم ہوتا ہے - اور مین بہ تعظیم تمام اونکے اور اوس ہر امر کے
جو اونہون نے اپنے تجربہ مدت دراز سے جو اس عدالت مین اونکو حاصل ہے اور
بحیثیت سشن جج کے حاصل ہوا ہے فرمایا ہے یہہ کہتا ہون کہ مجھکو تجویز امور
واقعات سے ایسے اصول کے متعلق کرنے کی صحت اور مناسبت مین شبہہ ہے -
فی الحقیقت مین یہانتک کہسکتا ہون کہ یہہ امر دہوکا دہی کا ہے - ایسے مقدمات کا
دستیاب ہونا مساوی غیر ممکن کے ہے جنمین واقعات دوسرے مقدمہ کے واقعات
کے مطابق ہون اور یہہ طریقہ تشبیہ تامل صرف اوس حالت مین متعلق ہوسکتا ہے
جسمین واقعات ٹہیک ٹہیک ویسے ہی ہوتے ہین - بمقدمہ قیصر ہند بنام رام سرن
مین نے بنظر اپنے اور عدالت ہاے ماتحت کے ہدایت کے اوس قاعدہ کے
بتلانے کی کوشش کی تہی جو مجھکو قاعدہ عملدرآمد کا بہ نسبت شہادت شریک جرم
کے جو دفعات ایکٹ شہادت ملک ہذا مین موضوع ہوا ہے اور جسکی صراحت
ونہ فیصلات انگریزی ججون کے فیصلجات مین ہوئے ہین معلوم ہوا تہا - اور ذکیعلم
چیف جسٹس نے بیچ راے اوس امر کی نسبت قایم کی ہے جسکے ظاہر کرنیکا میرا
مقصد ... فیصلہ ... تہا - مینے کوئی سخت یا مستحکم قاعدہ اس امر کے قایم کرنے کا بیان
نہین کیا ہے کیونکہ امور واقعاتی تجویز کیجاوینگے - مین یہہ نہین خیال کرسکتا ہون
کہ کوئی جج یا جوری جب ایک شخص کی تجویز ایک قسم کے واقعات کی بنا پر کر رہے ہون
صحیح اور ... باطور ... اونپر اوس فیصلہ کا اثر ہوسکتا ہے جو کسی جج یا کسی
جوری نے اون واقعات کی بنا پر اخذ کیا ہو جو مشکل مین لیکن یکسان طور پر
نہین ہوسکتے ہین - اگر مجھکو واقعات مقدمہ رام سرن کا بصراحت بیان کرنا
ضروری ہوتا تو مشکل نہ تہا کہ مین بہت سے اختلافات مابین واقعات مقدمہ ہذا
اور مقدمہ مذکور کے بتلا دیتا - ہر مقدمہ جہانتک کہ اوس کے فیصلہ کو تعلق ہے خاص
حالات مثبتہ پر قایم رہیگا یا خارج ہوگا - اور یہہ ظاہر ہے کہ ہرگاہ ایک صورت
مین اندرونی صداقت اور قراین شہادت شریک جرم سے ضرورت دیکہنے
خفیف شہادت تائیدی از قسم متذکرہ مقدمہ قیصر ہند بنام رام سرن کے ہوتی ہے
حالانکہ دوسرے مقدمہ مین اوس کے اصلی بد قرینہ سے عدالت پر یہہ ذمہ داری

عاید ہوتی ہے کہ تائید کافی سوا دبا تعلق سے طلب کرے - پس مقدمہ ہذا مین سب سے
پہلے ضرور ہے کہ شریک جرم مہا سکہا کے بیانات پر بہت احتیاط سے اس نظر سے خیال
کیا جاوے کہ آیا بیانات مذکور از خود ایسے ہین کہ اون سے تجویز بہتر ہوسکے اور مین یہہ
خیال کرتا ہون کہ اس سے کچہہ اعانت نہین حاصل ہوسکتی ہے کہ مقابلہ اوس شہادت
کا جو شریک جرم نے بمقدمہ رام سرن کے دی تہی کیا جاوے اور اوس وقت یہہ
نتیجہ اخذ کیا جاوے کہ چونکہ اوسکی شہادت کا اعتبار نہین ہوا تہا لہذا مہا سکہا
بہی قابل اعتبار نہین ہے - لہذا مین اوس اصول کو اختیار نہین کرسکتا ہون
جو میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب نے متعلق کیا ہے اور نہ مین یہہ خیال
کرتا ہون کہ مشارٌ الیہ بدرجہ اقل بہی تائید اوس نتیجہ واقعاتی کی کی تہی جو میرے
بہائی ٹرل صاحب نے اور خود مینے بمقدمہ رام سرن کے اخذ کیا تہا - مین
اوس سے اتفاق کرتا ہون جو ذیعلم چیف جسٹس نے اپنے فیصلہ مین ہمارہ
مین فرمایا ہے اور مین اپنے خاص فیصلہ سے جو مینے دوسرے مقدمہ مین بہ نسبت
امر واقعات کے بہ لحاظ واقعات مقدمہ مذکورہ کے اخذ کیا تہا اپنے کو پابند نہین
سمجہتا ہون اور نہ نسبت اوس امر تجویز کے بہی تائید نہین سمجہتا ہون جو مجہکو تجویز
کرنا ہے یعنے سنجانب ثبوت کے قابل اطمینان بطور برہان پایا نہین کے ثابت کیا ہے
کہ گوبردہن رسپانڈنٹ وہی شخص ہے جس نے سنیچر کی شب ۱۹ - دسمبر ۱۸۸۸ء کو
نہال سنگہہ کے سر مین گولی ماری اور اوسوجہہ سے ارتکاب جرم قتل عمد کا
کیا ہے یا نہین -

اب دیکہنا چاہئے کہ اس مقدمہ مین چند ایسے امور ہین جنکی نسبت میری
راے مین کوئی نزاع نہین ہوسکتی ہے اور وہ یہہ ہین - نہال سنگہہ متوفی بہائی
زورآور سنگہہ اور تیج سنگہہ کا تہا جن دونون کا اظہار گواہان قلمبند ہوا ہے اور
واضح ہوتا ہے کہ ۱۹ - دسمبر ۱۸۸۸ء کو نہال سنگہہ اپنے بہائی تیج سنگہہ کے یہان ہمراہ
لونہ دختر زورآور سنگہہ یعنے اپنی خاص بہتیجی کے موجود تہا - بلاشبہہ نہال سنگہہ کو
خاندان راجہ بلدیو سنگہہ اور اوس کے بہائی بلونت سنگہہ سے تعلق تہا اور بعد
وفات راجہ اخیر کے اوس نے صحیح یا بیجا طور پر دعاوی نسبت جایداد راج کے

پیشین کی تہی۔ کسی طرح پر مین وجہ شتباہ کی نسبت صداقت زورآورسنگہہ اور
تیج سنگہہ کی اسبارہ مین نہین پاتا ہون۔ مسماۃ رانی ہسکر وار نے بہی قریب ماہ
قبل نہال سنگہہ کے کچہہ قبل اوس کے وفات کے نالش دایر کی تہی اور اوس وقت
وہ مقدمہ دایر تہا اور اگر تیج سنگہہ کا اعتبار کیا جاوے تو جب اوسکا بہائی اوسکے
گہر سے ۱۹- دسمبر کو روانہ ہوا تہا وہ بغرض اعانت دربارہ پیروی اوسکی دعوی
کے جو بمقابلہ راجہ بلدیو سنگہہ کے تہا آگرہ جانے کو تہا برعکس شہادت امراؤ سنگہہ کے
اس موقع پر مین کہہ سکتا ہون کہ بلدیو سنگہہ نے کبہی اس مقدمہ مین شہادت
ادا کرنے کی کوئی کوشش نہین کی۔ مین صرف یہی راے قایم کر سکتا ہون کہ
نہال سنگہہ ایسا شخص نہین تہا جسکے ساتہہ غالباً وہ اشخاص نظر رعایت کی رکہین
جنکو کچہہ بہی تعلق انتظام کاروبار راجہ سے تہا۔ اصل نوعیت بیانات نہال سنگہہ
متوفی جو کچہہ ہو سو ہو مین اوسکو باور کرتا ہون جو اوس کے بہائیون نے بیان
کیا ہے کہ وہ کوئی دعوی پیش کرنا چاہتا تہا اور علاوہ برین وہ رانی ہسکر وار کے
مقدمہ مین مدد کرنے کو مستعد ہو گیا تہا۔ آیندہ داستان سے یہہ واضح ہوتا ہے
کہ قریب پانچ بجے صبح کے ۱۹- دسمبر کو نہال سنگہہ اپنے بہائی کے گہر سے اپنے قرار یافتہ
جانے کی غرض سے معہ اپنی زوجہ اور خاندان کے ٹونڈلا کو اور وہان سے آگرہ کی
ریل گاڑی مین واسطے اعانت رانی ہسکر وار کے روانہ ہوا وہ گہوڑے پر سوار ہوا
تلوار سے مسلح تہا اور اوسکی زوجہ اور خاندان رتہہ مین سوار تہے جسکو ایک شخص
مسمی ڈونگر ہانکتا تہا اور ایک ملازم مسمی لوکہا ہمراہ تہا۔

جب نہال سنگہہ اپنے بہائی کے مقام برہی سے رخصت ہوا تہا اوسوقت
تندرست تہا اور اپنے معمولی پوشاک پہنے تہا الکہ ایک قسم کا بستہ معہ چند کاغذات
کے اوس کے پاس تہا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اوس کے پاس سوائے اون چند
روپیون کے جو بغرض ادا کرنے کرایہ ریل کے ٹونڈلا سے آگرہ تک کے تہے اور زر نقد
اوسکے پاس نہین تہا۔ کچہہ عرصہ تک برہی سے روانہ ہو کر وہ اور اوسکی زوجہ لڑکے
بالے اوسی راستہ پر چلے لیکن جب ایک موڑ پر پہونچے جہانسے رلولی کو راستہ
گیا ہے یہہ وہ موقع ہے جہان نہال سنگہہ معمولی طور پر رہا کرتا ہے اوس نے یہہ

ظاہر کیا کہ ہم اوس طرف سیر کو جاتے ہین اور بعد اوس کے آتے ہین۔ وہ لوگ ٹونڈلا کی سڑک پر چلے گئے اور اپنے سفر کی راہ مین اونکو ایک پل پر گذرنا پڑا جسکی نسبت رفتہ رفتہ مین مفصل ذکر کرونگا۔

وہان سے پہر کر اور رتولی کے طرف جاکر نہال سنگہ قریب دوپہر کے وہان پہونچا۔ وہان وہ مسمی ابو سنگہ کے مکان پر گیا اوسکو بولایا اور اوسی کے یہان تہوڑے عرصہ تک جو کچہہ آرام کی اوس کے لئے مقیم ہوا ظاہرا وہان جانے سے اوسکی غرض یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اپنے گہر سے رسوئی کے برتن لے لیوے اور اون کو ٹونڈلا اس غرض سے بہیجدیوے کہ اونکو اپنے ساتہہ آگرہ لیجاوے۔ یہہ امر بلاشبہہ بذات خود خفیف ہے لیکن مجہے اوس سے یہہ بات حاصل ہوتی ہے کہ اوس وقت نہال سنگہ کچہہ اپنے آگرہ مین رہنے کا خیال کرتا تہا کہ جو متعلق اوس غرض کے کہ بلکوچ سنگہ اوس کے جانے کے بارہ مین بیان کرتا ہے۔ نہال سنگہ ابو سنگہ کے مکان سے قریب دوپہر کے اپنے گہوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور وہان سے پل کے طرف چلا جو ٹونڈلا کی سڑک پر ہے اور جو ٹونڈلا سے کوئی دو میل کے فاصلہ پر ہے اور اوسکا فاصلہ کوئی ۱۳ میل کا ہے۔ پس معمولی طور پر یہہ قیاس کرکے کہ وہ رتولی سے ایک یا دو بجے روانہ ہوا تہا تو وہ ایک گہنٹہ مین چار میل کے سفر کے حساب سے پل مذکور کے قریب مابین پانچ اور چہہ بجے شام کے پہونچا ہوگا۔ بجز اون اشخاص کے جنکو اوسکے ہلاک کرنے مین تعلق ہے آخر شخص جس نے نہال سنگہ کو روانہ ہوتے دیکہا ہے ابو سنگہ ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ یہہ امر صاف ظاہر ہے کہ نہال سنگہ پل مذکور پر قریب چہہ بجے شام کے تہا اور کسی ایسے شخص نے اوسکو گولی سے مارا جسکو اوس کے اوس راستہ سے آنیکا علم تہا اور راہ اوسکا منتظر تہا۔ دوسرا امر متنبہہ یہہ ہے کہ پانچ بجے شام کو اتوار کا دن ۲۰ دسمبر کو یعنے دوسرے روز مسمی مہاسکا قوم بنگی جو اوس وقت مقیم مکان مسمی تولا واقعہ سنگہ پور کا تہا خود تہانہ اعتماد پور مین حاضر ہوا اور وہان عہدہ دار متہم سے حسب مضمون ذیل بیان لکہا

کلہہ شام کو انذاز اودمرمی بجکر ٹونڈلا سے مین نہنے گا نوکل کو جاتا تہا...... لاشیں

دہرین کسی کنوئین مین پڑی ہے

مجھے کوئی وجہ اس امر مین شبہہ کرنے کی نہین معلوم ہوتی ہے کہ یہ بیان بالکل
سچ افسر پولیس کا بہ نسبت اوس امر کے ہے جو اوس سے مہاسکما نے پانچ بجے شام کو
اتوار کے روز ۱۹ - دسمبر کو کیا تہا - پس نہال سنگہہ کے پل پر مارے جانیکی چوبیس گہنٹہ
گہنٹہ کے اندر اطلاع اوس طریقہ کی جس طریقہ سے وہ مارا گیا تہا دی گئی تہی جو
بعد ازان بالکل صحیح ثابت ہوئی اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی تہی کہ گوبردہن
ریسپانڈنٹ کا نام اس طرح بیان ہوا تہا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے نہال سنگہہ کو
گولی مارا تہا - مین اس امر مین شبہہ کرنے کی کوئی وجہہ نہین پاتا ہون کہ وہ بیان
بنایا ہوا ہے یا یہ کہ جس عہدہ دار نے بیان کیا ہے اوس نے اپنے کو ایک شریر
اور حبشی سازش مین اسطرح شریک کر دیا ہے کہ ایک بیگناہ آدمی کو صلیب پر چڑہوا دے
اوس بیان کرنے کے بعد پولیس مہاسکما کے ساتہ اوس مقام پر گئی جہان
اونکو وہ لے گیا - سب سے پہلے وہ اونکو اوس کنوئین پر لے گیا جس مین وہ اوس وقت
تلاشی نہ کر سکے لیکن اوس کے صبحکو ایک غوطہ خور اوسمین گیا اور اوس نے نہال سنگہہ
متوفی کی لاش برآمد کی جو اون کپڑون کی تہی جنسے یہ بات قابل خیال کرنے کے
معلوم ہوتی ہے کہ اوسکا سیاہ رنگ کا بیرونی کرتہ کہنچا ہوا اور اوس کے سر سے
بندہا ہوا تہا - اوس کے دہنے جبڑے پر گولی کا زخم معلوم ہوتا تہا پایا گیا تہا اور
لاش کے ایک بڑے بالش کا ڈنڈا دستیاب ہوا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسی سے
لاش کو کنوئین تک لے گئے تہے اور کنوئین مین ڈال دیا تہا - بعد اس کے کہ وہ
اوسکو کنوئین پر لے گیا مہاسکما نے پل پر وہ مقام بتلایا جہان خون پایا گیا اور ایک
مقام ادہر کہیت مین بتلایا جسکے طرف زمین سے علامات اس بات کے ظاہر ہوتے
ہین کہ لاش کہسیٹی گئی ہے ایسے ہی علامات لاش مقتول کے پیٹہ اور کپڑون سے
بہی ظاہر ہوتے تہے - مین بلا تامل کہہ سکتا ہون کہ نہال سنگہہ کے لاش کی سب
صورتون سے یا اون اشیاسے جو وہان دستیاب ہوئی ہین کوئی بات ایسی
نہین معلوم ہوتی ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ ہو سکے کہ وہ کم نصیب شخص واسطے
اغراض معمولی سرقہ بالجبر کے قتل کیا گیا ہے برعکس اس کے ہر علامت سے مجہے
اطمینان ہوتا ہے کہ کسی انتقام کی وجہہ سے یا اور کسی قسم کی وجہہ سے دیدہ و دانستہ

لیہ کسی ایسے شخص نے اوسکو گولی سے مارا ہے جو محض اور در اصل اوسکے جان لینے
کی غرض سے وہان اوسکا منتظر تہا۔ اس قیاس کے ساتہہ اوشکر جو عبری ہے
مین بخوبی واقعات سے پیدا ہوتا ہے لبعدہ مجہے اسباب پر غور کرنا چاہیے کہ مقدمہ کی
کیا شکل ہے اول بجانب ثبوت کے اور لبعد ازان یہہ کہ بجانب صفائی کے اوسکا کیا
جواب ہے بجانب ثبوت کے یہہ ایسا ہے کہ حسب بیان مہا سکہا کے صریحاً یا ضمناً
باغواے اون اشخاص کے جو نہال سنگہ سے نجات چاہتے تہے اوسکو ہیڈ مین
رسالدار نٹ نے دیدہ و دانستہ قتل کیا ہے اور اس غرض سے وہ باجرت
مقرر کیا گیا تہا۔ بجانب دیگر بجانب صفائی کے یہہ بیان ہے کہ پولیس نے بطور
توسل چند دشمنان راجہ بلدیو سنگہہ و الوآلو سنگہہ کے مہا سکہا کو یہہ بیان کرنا
سکہلایا ہے جو اوس نے بیان کیا ہے اور گویہ وہ ہین اس معاملہ مین اس
غرض سے شریک کیا ہے کہ ان دونون شخصون پر یہہ الزام شریر اور سنگین
بوسعت قایم کیا جاوے۔

پس مین خیال کرتا ہون کہ قرین آسایش یہہ ہوگا کہ مین سب سے پہلے
اس حجت اخیر کو طے کر ڈالون۔ مینے وقت سماعت مقدمہ کے یہہ کہا تہا اور
مین اب بہی بعد کرنے غور کامل اور سرگرم کے یہہ کہتا ہون کہ یہہ خیال مجہے
نامعتبر معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس سے یہہ نتیجہ متعلق ہے کہ خود نہال سنگہہ کے
دوستون نے قبل اوس کے قتل ہونے کے یہہ سوچ لیا تہا کہ وہ بہ تعلیم اور اعانت
پولیس کے قتل کیا جاویگا اور یہہ کہ پولیس بہ اسکہا کوشش کریگی کہ ایسے شخص پر
الزام جرم مذکور کا لگا دے جسکو پولیس جانتی تہی کہ اپنے موضع سے غیر حاضر
ہے بشرطیکہ اوسکا بیان سچ ہو لہذا شخص مذکور کو غیر حاضر ہی ثابت کرنے مین
کم دقت ہوگی۔ بے بہرہ یا شرارت ایک امر مین اور بے انتہا حماقت دوسرے
امر سے مجہکو کسی ایسے روایت کا قبول کرنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ عدالت
ہذا ایمن اجلاس کرکے۔ اور مین بہت شکر گذار ہون کہ ایسا نہین ہے۔
میری خدمت کا کوئی جزو اس امر کا تجویز کرنا نہین ہے کہ اثبات یا نفی
مقدمہ جانب ثبوت کا کہانتک کہ وہ راجہ اور امراو سنگہہ کو شریک جرم

کرنا چاہتا ہے ثابت ہوا یا نہین مجہے صرف اوس امر کا دوبارہ بیان کرنا کافی ہے جسکو مین کہہ چکا ہون کہ اس مسل مین سوا ایسا موجود ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہال سنگہ ایسا شخص نہین تہا جس سے متعلقین راجہ کے خیالات دوستانہ رکہتے ہون۔ اور ہر شخص کو راجہ امراؤ سنگہ سے اوس کل امر کے متعلق کرنے مین تامل ہوگا جو مہا سکہا کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے یہہ بخوبی ممکن ہے کہ بہت سرگرم اور بے احتیاط متعلقین اشخاص مذکور نے ترغیب اوس امر کی کی ہو جسکو وہ اپنا عذر کر سکتے تہے اور ان لوگون کا نام اس غرض سے استعمال کیا کہ ہمت اس فعل کی ارتکاب کی پیدا ہو اور یہہ امر حسب خیال اونکے راجہ کے مفید ہوگا اور اوس شخص سے نجات حاصل ہوگی جو اب تک تکلیف دہ رہا ہے اور غالباً آیندہ اس سے زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔

اس امر پر زیادہ زور دیا گیا ہے کہ مہا سکہا نے اپنے بیانات مین اس امر کی نسبت بہت اختلاف کیا ہے زیادہ تر خصوصاً اوس بیان مین جو روبرو ہیملٹن صاحب کے اوس ابتدائی تحقیقات مین کیا جو بہ نسبت اوس الزام کے ہوئی تہی جسمین وہ ماخوذ تہا۔ مین نے اوس کے کل بیانات کو پورا پورا پڑہا اور مین ذیعلم چیف جسٹس کی نکتہ چینی سے بالکل اتفاق کرتا ہون مین خیال کرتا ہون کہ ذیعلم چیف جسٹس کی یہہ تحریر کہ جب تک وہ خود مصیبت مین تہا اوس نے بلاشبہہ اس امر کے ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ اوسکا حصہ کم ہے بالکل عمدہ بنیاد پر یہہ خیال مبنی ہے۔ لیکن جب مین اوسکی اوس شہادت کو دیکہتا ہون جو روبرو مجسٹریٹ و سشن جج کے ہوئی تہی مجہے اس امر کے کہنے مین تامل نہین ہوتا ہے اور مین دعوی بتجربہ دراز کار روائی اس قسم کے شہادت کے طے کرنے کے کرسکتا ہون۔ کہ شہادت مذکور کو بار بار پڑہنے کے بعد میرے ذہن مین اوس کے صداقت کی نسبت راسخ تخیل قایم ہوتی ہے۔ مین اس امر کو باور کرتا ہون کہ اوس نے اپنی آنکہ سے گوبردہن کو ایل پر نہال سنگہ کو گولی مارتے اوس طور پر دیکہا ہے

جیسا کہ اوس نے بیان کیا ہے اور اگر کوئی تائید اسکی ہے تو اوسکی شہادت بلاشبہہ مقبول ہونی چاہیے۔

ایسے امور اور لازمات متذکرہ نامبردہ موجود ہین جنسے بتسلیم حکمت ہندوستانی اور تعلیم پولیس سے مین یہ نتیجہ باور کرتا ہون کہ معمولی امکانی طور پر گواہ نے اونکو بنایا اور ایجاد کیا۔ ضمناً منجملہ اون کے مین ایک امر کو بیان کرتا ہون جس سے میرے دلکو یہ خیال پیدا ہوا ہے سینے بیان کیا ہے کہ اوس نے کارتہ لعش کے سر پر لپٹا ہوا پایا گیا تھا۔ تب مین مہاسکھا کی شہادت پر خیال کرتا ہون جو روبرو عدالت سشن جج کے اوس نے دی ہے نامبردہ نے اسکی نسبت یہ بیان کیا ہے۔ بعدہ گوربدوہن نے کورتہ متوفی کے سر کے نیچے سے اولٹ دیا تھا.........

اب دیکھنا چاہیے کہ مین کہہ چکا ہون کہ ظاہرا یہ قتل واسطے اغراض سرقہ بالجبر کے نہین ہوا ہے۔ کیونکہ اگر اون لوگون کو جنھون نے نہال سنگھہ کو مارا تھا اونکی غرض کے مطابق پہلے ہی مال زر کا ملتا تو وہ اوسے لوٹ لیتے اور پھر اوسکی لاش ہٹانے کی تکلیف اپنے اوپر گوارا نکرتے اور بدرجہ غایت لاش کو سڑک کے کنارے پر پھینک دیتے۔ لیکن بطور امر واقعہ کے اوسکی لاش بفاصلہ ایک میل کے یا اوس سے زیادہ اوس مقام سے پائی گئی ہے جہان پر وہ مارا گیا تھا۔ جس وجہ سے مین اس امر کا ذکر کرتا ہون وہ یہ ہے کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عجیب طور پر تائید اوس طریقہ کے ہوئی ہے کہ جس طریقہ پر اونکا وقوع مہاسکھا نے بیان کیا ہے اور وہ اس معاملہ مین شریک کیا گیا۔ اگر محض سرقہ بالجبر کا خیال ہوتا تو دو یا تین آدمی کافی تھے لیکن اگر خیال دیدہ و دانستہ قتل کا تھا بدین غرض کہ لاش ہٹا دیجاے اور اس لئے مخفی کر دیجاے کہ اوسکی برآمدگی غیر ممکن ہو جائے یا بدرجہ اقل اوس مین دیر کیجاے تو بہت سے آدمیون کا ہونا ضرور ہے۔ ہمکو یہہ بھی یاد کرنا چاہیے کہ شخص ملزم برہمن ہے اور معمولی طور پر سمجھتے ہین بجز بڑے ضرورت کے حالت کے اونکو خود لاش کے چھونے یا اوٹھانے مین بہت

ہماری عذر ہوگا۔ مہاسکہا نے بیان کیا ہے کہ کیونکر اوسکو جیلعر تیہ ہزار نے بولا یا اور اوسکو گوبر دہن کے پاس لے گیا اور تب سیہہ بیان کرتا ہے کہ بہت بات چیت کے بعد وہ کیونکر لوٹ گیا اور پہر الوار کو بلا لے گیا کہ گوبر دہن کے ساتہہ جاے غرض صرف نہ یہہ تہی کہ اوس ہتہیار کا استعمال کرے جس سے وہ شخص مارا جائیگا بلکہ دراصل یہہ تہی کہ بعد قتل کے لاش کو جمنا لیجانے مین مدد کرے کہ جب دریا مین اوس کے پہینکنے کا ارادہ تہا۔

پس مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مین بجز اس امر کے کہ کل اوس بیان کو پڑہون جو مہاسکہا نے عدالت ماتحت مین کیا ہے اور کچہہ نہین کرسکتا۔ اوس نے بیان کیا ہے۔ نہال سنگہہ میرے روبرو مارا گیا تہا۔ سوال کس طور پر وہ مارا گیا تہا۔ جواب۔ اگر آپ مجہہ سے اقرار کرین تو مین کل معاملہ بتادونگا۔ سوال۔ تمہارا کیا مطلب ہے۔ کیا اقرار تم سے کیا جاے۔ جواب۔ اگر اب تک مخبرون کے لئے یہہ عملدرآمد رہا ہے کہ پہانسی دیجائین یا بعبور دریاے شور دوام کے لئے بہیجے جائین تو میرا بہی یہی حال ہو مین یہہ اقرار چاہتا ہون کہ یا تو میری قید کم کردیجاے یا مین رہا کیا جاؤن۔ (اس نوبت پر مہاسکہا سے یہہ کہا گیا کہ عدالت اوس سے کسی قسم کا کوئی اقرار نہین کرسکتی ہے)۔

مسٹر گارڈن کی یہہ حجت ہے کہ یہہ اس بات کی علامت ہے کہ یہہ گواہ جہوٹہ و بد دیانت آدمی ہے۔ میرے ذہن مین اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب اوس نے دیکہا کہ عدالت سے کچہہ حصول نہین ہے۔ اوس نے کل حالات مفصل بیان کرنا شروع کیا۔ بعدہ اوس نے یہہ بیان کیا کہ سچا ربا پانچ روز قبل وقوع اس مقدمہ کے ہیرا سنگہہ نے مجہہ سے کہا تہا۔ تم نوکری کرو گے میںنے جواب دیا تہا ہان۔ اوسوقت شام تہی۔

یہہ وہ بیان ہے جو مہاسکہا نے اون حالات کی نسبت کیا ہے جنہین وہ شریک اس معاملہ کا ہوا۔ مجہکو اس امر کے کہنے مین تامل نہین ہے جو کوئی شخص اس بیان کو پڑہے تو یہہ نتیجہ نکالنا غیر ممکن ہے کہ اوس نے اس بیان کو

یالرا اپنے منہ سے جو خط بنایا ہے یا یہ کہ اوسکی تہ مین لپیٹ دیا ہے - اس سب کے بعد یہ امر اوس اطلاع کی تکمیل سے زیادہ بھی ہے جو قتل کے ۲۸ گھنٹہ کے اندر اوس نے اپنی خوشی سے تھانہ اعتماد لورہ مین کی تھی جس مین گوبردھن کا نام بھی لیا تھا - بعدہ اوس نے اوس طریقہ کو بیان کیا جس مین وہ پل تک پہونچا اور جو کچھہ وہان واقع ہوا ہو - گوبردھن نے کہا کہ وہ آدمی نہین آیا اور جب اوس نے یہ کہا کہ ہمنے ایک آدمی کو گھوڑے پر سوار آتے سنا ...... مے تھا کہ اب اندھیرا ہے کیون اکیلے جاتے ہو -

پس مجھے یہ قیاس کرنا بالکل بیجا معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ پولیس نے اوسکے منہ مین ڈال دیئے تھے - یہ کل بات معمولی معلوم ہوتی ہے اور یہ گفتگو ایسی ہے جو غالباً اوس وقت ہوتی ہے جب کوئی شخص تنہا ہندوستانی سڑک پر دسمبر مہینہ کے شام کو اوس حالت مین سفر کرتا ہے جسکا اوپر بیان ہوا ہے -

بعدہ صاسکہا نے یہ بیان کیا ہے - اوس سوار آدمی نے اپنے گھوڑا کو کھینچ لیا تھا جب یہ گفتگو ہوتی تھی ...... جب اوسکا گھوڑا اینٹ کے طرف دس قدم گیا تھا جہان کو کالے ؟ استادہ کر پڑا -

ہم جانتے ہین کہ گھوڑا لوٹ گیا - بعدہ اوس نے یہ بیان کیا - کچھ وہ زمین پر گر پڑا وغیرہ ...... مین نے اون دو آدمیون کو پہچان لیا ایک ہیرا سنگھ جسکا مین پہلے بیان کر چکا ہون اور رہپال -

اور بعدہ اوس نے یہ بیان کیا ہے کہ کیونکر لاش کے چہونے مین اوسنے ڈھیلا معلوم کیا اور تلوار کے ذریعہ اوسکو کاٹا اور بعدہ اوس کے چار ٹکڑے گوبردھن نے اوسکو دیئے کہ جو غالباً کم و بیش کچھ قیمت کے معلوم ہوتی تھے - بعدہ اوس نے یہ بیان کیا کہ گوبردھن نے لاش اوٹھانے کا حکم دیا اور مین نے و پھر اسنے اوسکو اوٹھایا - پھر اوس نے بالتفصیل بیان کیا کہ وہ کیونکر کے مختلف مقامات پر پڑا اور اوسکو معلوم ہوا کہ یہ بڑے محنت کا کام ہے اور بعدہ گوبردھن نے اپنے پیر سے لاش کو

کنوین مین معہ ڈنڈا اسکے ڈالدیا - بعد ازان یہہ بیان کیا کہ تب ہم سالو آدمی
سڑک پر چلے آئے ....

مین نے اوسکا بیان اوس طریقہ کا بیان کر دیا ہے جسمین وہ اس
معاملہ مین شریک ہوا اور جو حصہ اوسنے کام کا لیا - اس سے زیادہ اوسکے
بیان کے پڑہنے کی مجھے ضرورت نہین ہے - اوس نے بیان کیا ہے کہ کیونکر
وہ تہانہ پولیس پر گیا اور اوس سے اپنا وہ بیان کیا جو اوس نے وہان کیا ہے
وہ بیان کرتا ہے کہ اتوار کی صبح کو جب گوبردہن چلا گیا تہا وہ گوبردہن کے
مکان پر گیا اور گوبردہن کو وہان نہ پایا اور اوس نے تحقیقات کی اور گوبردہن
کے بہائی بہگونت نے اوسکو گالی گفتہ دیا اور بعدہ وہ چلا گیا اور اپنی اطلاع
کر دی -

مین اقرار کرتا ہون کہ خود مجھکو اوس کے طریق عمل مین کوئی بات غیر معمولی
نہین معلوم ہوتی ہے برعکس اس کے یہہ بات اوس مطابق ہے کہ کوئی نادان
شخص جسکو یہہ معلوم ہو کہ مجھکو دہوکہا دیا گیا ہے اوس شخص کی سنہ اگرانا چاہتا ہے
جسکے نسبت اوسکو باور ہوتا ہے کہ اوس نے مجھکو دہوکہ دیا ہے اسطرح پر کہ
اوسکو تکلیف مین ڈالے - بلاشبہ اول امل اوس نے پولیس کو یہہ خیال
دلایا تہا کہ وہ محض گواہ چشم دید ہے لیکن تاہم ابتدا سے اوس نے گوبردہن کا
نام بطور اہل جرم کے بیان کیا تہا -

مین فاضل مسٹر جسٹس سے بالکل اتفاق کرتا ہون کہ یہہ امر احاطہ اعتبار
مین نہین ہے کہ اوکس نے یہہ بیان نسبت گوبردہن کے بلا سازش
پولیس کے کہا تہا - اسبارہ مین اوسکا بیان اور اوسکی شہادت معمولی
شہادت شریک جرم سے کہین بڑہ کر ہے اور تائید اوسکی بذریعہ بیان نام
امراو سنگہ کے جو ۲ دسمبر کی رات کو ہوا ہے بعمل آئی ہے اور جس واقعہ پر فاضل جسٹس
نے بہت زور دیا ہے اور میری راے مین حسب وجوہ مجوزہ مشارٌ الیہ کے
راے اونکی صحیح ہے - علاوہ برین اس امر کا ذکر کرنا بے موقع نہین ہے کہ
جسوقت اوس نے اپنی شہادت ادا کی تہی وہ شرکت قتل کا سزایاب ہو چکا تہا

اور حکم سزا عبس دوام عبور دریاے شور کا بھگت رہا تھا۔

سوال یہہ ہے کہ اوسکی تائید ہوئی ہے یا نہین مین بعد تعلیم حقیقت مسٹر
اتفاق کرتا ہون کہ مفروری گوبردہن کی لیٹنے کالونن سے اوسوقت جب کہ
قتل نہال سنگہہ کا ہوا ہے تائید اس قسم کی ہے کہ اس قسم کے مقدمہ مین ضیاکہ
ہینہ ہے اوسپر عمل کیا جائے مسٹر گارڈن کی یہہ حجت ہے کہ یہہ امر بحث طلب ہے
کہ آیا وہ مفرور ہوا یا نہین۔ بعد ملاحظہ شہادت کے مجھے کوئی وجہ شبہہ کی ایسی
نہین معلوم ہوتی ہے کہ امیر خان نے اوسکو مقام جارکی مین تین روز قبل
قتل کے یعنی سولھوین تاریخ کو دیکھا تھا اور یہہ کہ اوسٹر ہے نے نامبردہ کو اوس تاریخ
کی شام کو دوبارہ دیکھا تھا اور اوسکی تائید اوس کانسٹبل سے ہوتی ہے
جو گوبردھن کو اوس کے مکان واقعہ موضع متصلہ سے لینے گیا تھا۔ لہذا یہہ امر
خارج از شبہہ ہے کہ ۱۶ دسمبر کو وہ اپنے موضع مین نہین تھا اور نہ کوئی وجوہ
ظاہر اور علانیہ موضع چھوڑنے کے ہین۔ پانچ بجے ۲۰ دسمبر کو اوسکا نام فہرست
قتل مین لیا گیا ہے اور جب اوسکی تلاش اوسکے بھائی کے مکان مین جہان وہ
رہتا تھا ہوئی تو کچھہ اوسکا پتہ نہین پایا گیا اور نہ وہ پہر کبھی وہان واپس آیا
مفروری اور غیر حاضری گھر سے جب اوسکی تلاش ہوئی تھی معلوم ہوتا ہے
کہ تائید اوس شہادت کی کرتی ہے جو شریک جرم [illegible] ہے یعنے یہہ کہ جب
وہ گروہ اتوار کی رات کو متفرق ہوا تو گوبردھن کے ساتھہ لونڈلا کے
طرف گیا اور اوسوقت وہ اپنے ساتھہ مزائی اور جوڑہ لوہٹ کا اپنے ساتھہ
اون شخصون کے پاس لے جاتے تھے جنہون نے اون کو اس غرض کے لیے
مقرر کیا تھا اس نظر سے کہ اونکا یہہ اطمینان کرین کہ کام ہو گیا ہے مین نے اس معاملہ کو
عرصہ تک اور بہت فکر کے ساتھہ غور کیا ہے اور مین بیان نہین کر سکتا ہون کہ یہہ منجملہ پولیس کے
بناوٹ کا ہے پولیس کی طرز عمل پر جو بہت مستحکم تھا ہے ہر طرح نکتہ چینی کر کے مجھے کوئی علامت
نسبت شہادت [illegible] یا دیکر [illegible] اون ثبوت کے نسبت ایسے نہین ملے ہین جس سے مجھے اشتباہ کرنیکا
موقع ملے کہ کوئی [illegible] کے ساتھہ یا اونکے ساتھہ ہوا ہے۔ اگرچہ مین نے بھائی [illegible] صاحب
کی راے سے بالکل اتفاق کرتا ہون جو نسبت بد اعمالی پولیس کے [illegible] کے ساتھہ جبلی تجویز

ماسکما کے ساتھ جو بلی ہوتا ہم وہ تحریر نامبر ۲ سے متعلق نہیں ہے جن میں جہاں تک کا ذکر گوردیال
کے ملفوظ [illegible] تعلق ہے - صرف یہ شخص کہ امر [illegible] کی رات کو ماسکما نے صرف گوربچن
ہی کا نام نہیں لیا ہے بلکہ اوسنے بہ تعلق اس الزام کے اور ونکے نام کا بھی اظہار کیا ہی -
جو کچھ میں نے اس مقدمہ کے طے کرنے کیلیے جسکی نسبت بحث کما حقہ تفصیلی نہیں دیعلم جیف جسٹس [illegible]
[illegible] ضروری سمجھا وہ بیان کر دیا ہی - میں نے ان امور کی وجہ کو بیان
کیا ہی جنکی بنا پر مجھے شہادت ماسکما کی قابل اعتبار معلوم ہوتی ہے اور میں نے بتلایا ہے کہ اوسکی تائید
ملزم کی مغروری سے ہوتی ہی - یہ مغروری ایسی ہے جسکی وجہ ظاہر کرنے میں ملزم [illegible] نے کوشش
کیا ہی لیکن اوسکے دلایل کے ثبوت دینے میں قاصر رہا - آیا جو بیان ماسکما نے کیا ہی اوس سے معقول طور پر
وہ نتیجہ جو میں نے اخذ کیا ہی [illegible] معلوم ہوتا ہے یا نہیں کہ نہال سنگھ کا قتل بوجہ انتقام یا کسی اور ایسی وجہ سے ہوا ہے
اور نہ بوجہ [illegible] بالجبر کے میں خیال کرتا ہوں کہ یہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے - کل بیان مطابق [illegible] کے ہے
اور [illegible] اوقعات [illegible] سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نہال سنگھ ایک [illegible] قتل کا معقول [illegible] جسکا
منصوبہ [illegible] قایم کیا تھا جنکو اوس سے کچھ عداوت تھی - سو اب مجھکو صرف یہ اضافہ کرنا ہی کہ
ملاحظہ شہادت شریک جرم سے میں وہی نتیجہ اخذ کرتا ہوں جو کہ لعلم جیف جسٹس نے اخذ کیا ہے اور
جس تائید پر [illegible] الیہ نے عمل کیا ہے وہ واسطے تائید شہادت شریک جرم کے کافی ہے -

میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ہے کہ کیوں [illegible] کو نامعتبر قرار دیا گیا ہی
یہ سچ ہی کہ وہ مجرم شخص ہے اور [illegible] یہ بھی سچ ہے کہ اوسنے کوئی بیان پولیس میں [illegible]
تک نہیں کیا تھا لیکن اوسنے اپنے بیانات کو کبھی تبدیل نہیں کیا باوجودیکہ اوسکو معلوم تھا کہ پولیس نے
بعض امور میں اوس سے اختلاف کیا ہی اور باوجودیکہ اوسکو یہ بھی معلوم تھا کہ اوسکی شہادت خلاف شہادت
دیگر گواہان ہے کہ نسبت رنگ اس کوٹ کے جو مقتول پہنے ہوئے تھا - تاہم نامبردہ اپنے بیان ابتدائی پر
قایم رہا اور میں یہ خیال کرنے پر آمادہ ہوں کہ [illegible] نے وہی بیان کیا ہی جسکو وہ سچ ہونا یاد کرتا تھا اور
اوسکی شہادت پر واسطے اغراض تائید کے استدلال ہو سکتا ہی لیکن میں اس امر میں گفتگو کرنے کو ضروری
نہیں سمجھتا ہوں کیونکہ بغیر [illegible] کے بھی مجھے شہادت کافی معلوم ہوتی ہے -

اندریں حالات میری یہ رائے ہے کہ اپیل منجانب [illegible] خارج ہونا چاہیے اور گوربچن کو
بعد تجویز ثبوت جرم قتل عمد کے متحمل اس سزا کا ہونا چاہیے کہ وہ گردن سے اوس وقت
تک لٹکایا جائے کہ نامبردہ فوت ہو جائے -

ضلع علیگڈہ — اپیل دوم نمبر ۱۳۹ — منفصلہ ۱۱ اپریل

لال سنگہ وغیرہ بنام گنشام سنگہ

ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی کی تقرری۔ اسٹیٹوٹ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ دفعات ۲ و ۱۶ فرمان شاہی ممالک مغربی وشمالی دفعہ ۲۔ خالی عہدہ پر منجانب سرکار کے ماموری متروک ہونا۔ عدالت مین صرف چیف جسٹس اور چار ججونکا شریک ہونا۔ وضع عدالت کی خلاف قانون ہونا۔

یہہ استصواب اجلاس کامل سے اوس اپیل دوم مین ہوا ہے جسکی رپورٹ صفحۂ ماسبق مین درج ہے۔ قبل سماعت عذر ابتدائی کے منجانب رسپانڈنٹ کے پیش ہوا تہا ایک عذر ابتدا ے ذیل وکیل اپیلانٹان نے اس مضمون سے کیا ہے کہ وضع عدالت کی مطابق احکام فرمان شاہی کے نہین ہے لہذا عدالت ہذا مجاز منفصل کرنے اس اپیل کی نہیں ہے۔ نوعیت اس عذر کی فیصلہ حکام سے کافی طور پر واضح ہوتی ہے۔

اجودہیا ناتہ منجانب اپیلانٹان — راس کالن منجانب رسپانڈنٹ

جج صاحب چیف جسٹس۔ ایک عذر ابتدا ے نسبت سماعت اس اپیل کے ذیل پنڈت نے کیا ہے۔ وہ یہہ ہے کہ عدالت ہذا بحیثیت موجودہ مجاز انجام دہی کار عدالت العالیہ ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر ممالک مغربی وشمالی کی نہیں ہے اور یہہ کہ فی الواقعہ وضع عدالت کی قانوناً نہیں ہے۔ بتائید اس حجت کے پنڈت ممدوح نے دفعہ ۲ فرمان شاہی پر جسکے روسے عدالت ہذا مقرر ہوئی ہے استدلال کیا ہے۔ دفعہ مذکور حسب ذیل ہے۔

اور ہم اس تحریر کی روسے مقرر کرتے ہین اور قرار دیتے ہین کہ عدالت العالیہ
ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر ممالک مغربی وشمالی موصوفہ مین تا وقتیکہ کوئی حکم
مزید یا ثانی منجانب ہمارے یا ہمارے وارثان یا قایم مقامان کے اسبارہ مین
بموجب ایکٹ متذکرہ مذکور صادر ہو ایک چیف جسٹس اور پانچ جج شامل ہونگے
اور اول چیف جسٹس والٹر مارگن صاحب اور پانچ جج یعنے الکزنڈر راس صاحب و دلیم
ایڈورڈ دسس صاحب و ولیم رابرٹس صاحب و فرانسس بائیل پیرسن صاحب و

چارلس ارتہر ٹرنر صاحب ہونگے جو علی الترتیب حسب قرارداد ایکٹ مذکور کے
لایق اسکے قرار پائے ہین-

ہم بنسبت دفعہ مذکور کے اونکی یہہ حجت ہے کہ جب تک عدالت مین چیف
جسٹس اور پانچ جج شامل نہون تب تک فی الواقع عدالت موجود نہین ہے
لہذا جو جج مقرر ہوئے ہین وہ مجاز استعمال کرنے کسی منصب کے منجملہ مناصب مفوضہ
عدالت العالیہ ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر ممالک ہذا کے نہین ہین-
واضح ہوتا ہے کہ ابتداے ۱۸۶۶ع لغایت ۱۸۹۶ع فی الواقع ہائی کورٹ ایک
چیف جسٹس اور پانچ ججون سے موضوع تہی - مین خیال کرتا ہون کہ ابتداے ۱۸۹۶ع
تا زمانہ حال فی الواقعہ پانچ جج بشمول چیف جسٹس کے بطور ثبوت کار عدالت کے
نہین رہے ہین - میری جو مراد ہے وہ یہہ ہے کہ اون ججون کو بحث سے
خارج کرکے جو رخصت رعایتی یا رخصت پر رہے ہون اور بشمار اون ججون کے
جو بطور عوضی کے کام کرتے رہے ہون کبہی دایمی طور پر پانچ جج بشمول چیف
جسٹس کے نہین رہے ہین-

لہذا نتیجہ ذیلم ہنڈٹ کی اس حجت کا یہہ ہوگا کہ کل فیصلجات عدالت ہذا کے ابتداے
۱۸۹۶ع سے بکل مقدمات دیوانی اور فوجداری دونون صادر ہوچکے ہین غیر
عدالتانہ اور غیر موثر ہین- دوسرا نتیجہ اوس حجت کا یہہ ہوگا کہ گو عدالت ہذا مین ایک
چیف جسٹس اور پانچ جج بہی شامل ہون تاہم بحالت وفات ایک جج منجملہ پانچ
ججون کے یا اونمین سے ایک رخصت پر ہوا اور کوئی جج قایم مقام اوسکا نہوتو
اختیار عدالت ہذا کا موقوف ہوجایگا اور قطعاً اوسوقت منصور ہوگا کہ جب
دوسرا جج مستقل یا قایم مقام مقرر کیا جاوے - یہی نتیجہ اوس حجت کا ہے جو
ذیلم ہنڈٹ کی بحث سے پیدا ہوتا ہے -

ہم ایک تمثیل فرضاً قایم کرتے ہین - فرض کیجئے کہ ایک جج اپنی رخصت رعایتی
پر جاتا ہے اور اوسکی جگہہ پر کوئی قایم مقام مقرر نہین ہوا اور سلطان وقت پر کسی امر
سے مجبوری اسباب کی نہین ہے کہ قایم مقام جج اوس جج کی جگہہ پر مقرر کرے جو
اپنے خدمات متعلقہ عدالت ہذا سے غیر حاضر ہے - اور بطور تمثیل انتہائی کے

فرض کیجئے۔ کہ جج موصوف انگلستان کو براہ کیپ آف گڈ ہوپ یا براہ امریکہ
جاتا ہے اور جس جہاز پر وہ گیا ہے اوسکی کچھہ خبر نہین سنائی دی اور ضروری
نتیجہ یہہ ہوگا کہ جج موصوف فوت ہوگیا ہے۔ پس اگر بحث ذیلیم پنڈت کی صحیح ہے
تو نتیجہ یہہ ہے۔ کہ کارروایات عدالت ہذا کی تا تاریخ وفات جج موصوف کے
جایز نہین کیونکہ اگرچہ رخصت پر ہے تاہم وہ جج ہائیکورٹ موصوف کا ہے۔
لیکن اونکی بحث سے یہہ بہی نتیجہ پیدا ہوگا کہ جج موصوف کی وفات پر عدالت
ہذا کا اختیار دربارہ کرنے کام عدالتانہ ممالک ہذا کے موقوف ہو جائیگا۔
مجھے اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ مشکل کیونکر رفع ہوسکتی ہے۔ امکاناً وسایل اس
علم کے نہین ہوسکتے ہین کہ جج موصوف واقعی طور پر کب فوت ہوا ہے
اور وہ تاریخ کونسی ہے کہ جب سے اختیار عدالت ہذا کا دربارہ استعمال اوسکی
مناصب عدالتانہ کے موقوف ہوا۔ نتیجہ یہہ ہوگا کہ مہینون تک فیصلات عدالت
ہذا کے اوس عدالت سے صادر نہونگے جو قانوناً موضوع ہوئی ہو بلکہ اون صاحبان
کی گروہ کیطرف سے صادر ہونگے جو بطور غیر عدالتانہ بیان اجلاس کرتے ہین۔
یہہ صاف ظاہر ہے کہ از روے دفعہ ۷ اسٹیٹوٹ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ کے
عدالت ہذا کبہی بلا اصلی یا قایم مقام چیف جسٹس کے نہین رہ سکتی ہے اور عبارت
دفعہ مذکور سے یہہ بہی صاف ظاہر ہے کہ تقرری کسی پیونی جج کی بجاے اوس پیونی جج کے جو رخصت
رخصتی پر ہو یا غیر حاضر ہو یا فوت ہوگیا ہو یا اوسنے استعفا دیدیا ہو لازمی نہین
ہے۔ عبارت مذکور یہہ ہے۔ کہ گورنر جنرل با جلاس کونسل یا گورنر با جلاس
کونسل کو جیسے کہ صورت ہو جایز ہوگا کہ ایک شخص کو مقرر کردے ..... جو بطور
جج عدالت ہائیکورٹ موصوفہ کے عمل کرے۔ الفاظ جایز ہوگا سے یہہ ثابت
نہین ہوتا ہے کہ مقصود یہہ تہا کہ پیونی جج کے خالی جگہہ پر کسیکو مامور کردینا
لازمی ہے۔
اندرینحالات کیا مجھے یہہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ مقصود یہہ ہے کہ از روے دفعہ
فرمان شاہی کے اگر سرکار اوس خالی اسامی پر جو بوجہہ وفات یا دست کشی
کسی پیونی جج کے یا اور طور پر ہو کسی کو مامور نکرے تو کل اختیارات عدالتانہ

جو ہمکو حاصل ہین موقوف ہو جاینگے - مین اس قسم کا نتیجہ اخذ نہین کر سکتا ہون
اخیر الامر مین صرف یہہ کہہ سکتا ہون کہ صحیح تعبیر دفعہ ۲ ایکٹ فرمان شاہی کی بہ
نسبت خدمت سرکار در بارہ جیسا کرنے اسامی واسطے خالی عہدہ کسی جج
کے جو کچہہ ہو سو ہو لیکن مجھے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہرگاہ از روے دفعہ ۲ فرمان
شاہی کے ہمارے عدالت چہ ججون سے موضوع ہوئی ہے تو سرکار کیطرف
سے خالی عہدہ پر جو منجملہ پانچ ججونکے کیا ہو تقرری متروک ہونے سے اثر
موقوفی یا معطلی اختیار یا مناصب چیف جسٹس اور موجودہ ججونکے اختیار اور مناصب
کا نہین ہو سکتا ہے - مین یہہ بہی تحریر کر سکتا ہون کہ سرکار کے فعلون پر فیصلہ جاری
کرنیکا میرا کام نہین ہے لیکن مجھے واضح ہوتا ہے کہ کام عدالت ہذا کا اون ججون کی پوری
تعداد سے جسکا مقصود فرمان شاہی مذکور مین ہے بہت فایدہ کے ساتہہ چل سکیگا -
لہذا میری یہہ راے ہے کہ عذر پیش کردہ ذیعلم پنڈت کا نامنظور ہونا چاہیے اور
مین تجویز کرتا ہون کہ عدالت ہذا کو اس اپیل کے سماعت کرنیکا اختیار حاصل ہے -

اسٹریٹ صاحب جسٹس - میری بہی یہی راے ہے

براڈورسٹ صاحب جسٹس - اسمقدمہ مین مسٹر اجودہیا ناتہہ ذیعلم وکیل
مدعیان رسپانڈنٹان نے ایک عذر ابتدائی پیش کیا ہے جو بمضمون ذیل
ہے - یعنے یہہ کہ حضور ملکہ معظمہ نے بذریعہ فرمان شاہی مورخہ ۱۷ مارچ
سنہ ۱۸۶۶ع جسپر مہر اعظم سلطنت متحدہ کی ثبت ہے ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر
ممالک مغربی و شمالی واقعہ پریزیڈنسی بنگال قایم اور مقرر فرمائی ہے اور بموجب
دفعہ ۲ فرمان شاہی کے حضور ملکہ معظمہ نے یہہ مقرر قرار دیا ہے کہ تا حکم ثانی
یا مزید کے جو منجانب ملکہ ممدوحہ یا اونکے وارثان و قایم مقامان کے اوس بارہ
مین بموجب ایکٹ متذکرہ (ایکٹ در بارہ تقرری عدالتہاے ہائی
کورٹ آف جوڈیکیچر واقعہ ہند) کے صادر کیا جاوے ہائیکورٹ موصوف
مین ایک چیف جسٹس اور پانچ بیونی جج جنکا نام دفعہ مذکور مین درج ہے
مقرر ہوئے تہے اور کسی زمانہ تک اجلاس کرتے رہے - بعد سنہ ۱۸۷۱ع کے
اکثر اوقات عدالت ہائیکورٹ مین چیف جسٹس اور تین جج شامل رہے

ہین اور اب اوسمین چیف جسٹس اور چار جج ہین اور جب کبہی بوجہہ
ترقی یا دست کشی یا وفات کسی چیف جسٹس یا جج کے یا کسی اور وجہہ سے
ہائی کورٹ مین چیف جسٹس اور پانچ ججون کی ہوئے تو اوسکی وضع خلاف
قانون ہے اور اندرینحالات جو فیصلہ یا حکم عدالت موصوف کا صادر ہوا
ہے وہ بہی صریح خلاف قانون ہے۔ ہائی کورٹ ممالک ہذا کو مقرر ہوئے
اکیس ۲۱ برس ہوئے ہین۔ اکتوبر ۱۸۶۶ء سے ایک چیف جسٹس اور
پانچ جج نہین ہین پس اگر مسٹر اجودہیا ناتہہ کی بحث صحیح ہے تو اوسکی
ابتداے تقرری سے بہت قلیل مقدار کار عدالت کی قانوناً ہوگی
فرمان شاہی ممالک مغربی وشمالی کی کل دفعہ ۲ کا البتہ باستثنا نوعیت
عدالت اور نام چیف جسٹس اور ججون کے لفظ بہ لفظ وہی مضمون
ہے جو دفعہ ۲ فرمان شاہی مشعر تقرر ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر قسمت بنگال
احاطہ فورٹ ولیم کا ہے از روے دفعہ ۲ فرمان شاہی ۱۸۶۲ء
کے حضور ملکہ معظمہ نے یہہ مقرر اور قرار دیا ہے
کہ ہائی کورٹ موصوفہ مین تاوقتیکہ کوئی حکم مزید یا ثانی منجانب ہمارے یا ہمارے
وارثان اور جانشینان کے اسبارہ مین حسب ایکٹ متذکرہ کے صادر
ہو ایک چیف جسٹس اور بارہ جج شامل ہونگے۔ لیکن دفعہ مذکور مین عین
بعد ازان نام صرف چیف جسٹس اور بارہ ججونکا بیان کیا گیا۔ ظاہرا فرمان
شاہی مورخہ ۱۴ رمی ۱۸۶۲ء ۲۸ ردسمبر ۱۸۶۵ء تک منسوخ نہین ہوا ہے سلیے
اگر بحث مسٹر اجودہیا ناتہہ کی صحیح ہے تو ہائی کورٹ کلکتہ کی تقرری میں ایک
وقت سماعت کے تبلایا گیا تہا۔ او سوقت تک درست نہین رہی کہ جب اوسمین
تیرہ جج مقرر ہوئے تہے اور اسکا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مشیران قانونی ملکہ معظمہ
اور مشہور چیف جسٹس اور اون بارہ ذیعلم ججون نے جنہون نے ہائی کورٹ
کلکتہ مین ۱۸۶۲ء مین اجلاس کیا تہا اس غلطی فاش موقعہ دفعہ ۲ فرمان شاہی
کی گرفت نہین کی۔
اگر بحث ذیعلم وکیل کی صحیح ہے تو فیصلجات اور احکام خلاف قانون جو مختلف

عدالتہاے ہائی کورٹ واقعہ ہند نے ان پچیس برس کے زمانہ میں صادر کیے
مین ہزارون کی حد کو پہونچے ہونگے۔
صرف یہی امر اس لیے کافی ہے کہ ہم یہہ تجویز کرنےمین تامل کرین کہ ہم
خود اور ہمارے متقدمین اور ذیعلم صاحبان چیف جسٹس اور جج دیگر عدالتہاے
ہائیکورٹ واقعہ ہند نے اسقدر سالہاے گذشتہ مین کل مقدمات ہر قسم
کے بطریق خلاف قانون فیصل کیے ہین اور ہم لوگون سے عدالت مناسب
طور پر موضوع نہین ہوی ہے اور یہہ کہ ہمکو ہر قسم کے کام کے طے کرنیمین
اوسوقت تک تامل کرنا چاہیے کہ پانچوان پیونی جج باضابطہ عدالت مین
مقرر کردیا جاوے۔
بہ نسبت شکل قانونی مقدمہ کے مین خیال کرتاہون کہ صرف بلاحظہ دفعہ
۷ - ایکٹ فرمان شاہی یا ایکٹ پارلیمنٹ مشعر تقرری عدالتہاے ہائیکورٹ
آف جو دیکیچر سے عدم صحت بحث ذیعلم وکیل کی ظاہر ہوگی - دفعہ ہے حسب ذیل ہے
ہر وقت خالی ہونے عہدہ چیف جسٹس اور بزمان غیر حاضری چیف جسٹس
کے نواب گورنر جنرل باجلاس یا نواب گورنر باجلاس کونسل کو جیسی کہ
صورت ہو اوسی ہائیکورٹ کے ججون مین سے کسی کو واسطے انجام دہی خدمات
چیف جسٹس کے جب تک کہ کوئی شخص عہدہ چیف جسٹس عدالت موصوفہ
پر حضور سے ملکہ معظمہ کے مقرر ہو اور عہدہ مذکور کے خدمات کے انجام دہی کے
لیے حاضر ہو یا یہہ کہ چیف جسٹس اپنے غیر حاضری سے واپس آوے مقرر
کردین اور ہر وقت خالی ہونے عہدہ کسی اور جج کے ہائیکورٹ موصوف
مین یا بزمان غیر حاضری کسی ایسے جج کے یا بحالت تقرری کسی جج کے بغرض
عمل کرنے بطور چیف جسٹس کے نواب گورنر جنرل باجلاس کونسل یا
نواب گورنر باجلاس کونسل کو جیسے کہ صورت ہو جایز ہوگا کہ کسی شخص کو جسکو
وہ لیاقتین حاصل ہون جو اون اشخاص سے مطلوب ہین جو واسطے عمل کرنے
بطور جج ہائیکورٹ موصوف کے مقرر ہوسکتے ہین مقرر کردین اور جو شخص
اسطرح پر مقرر ہوگا اوسکو اختیار ہوگا کہ اجلاس کرے اور خدمات جج

ہائی کورٹ موصوف کی اوسوقت تک انجام دے کہ جب کوئی شخص
حضور سے ملکہ معظمہ کے ہائی کورٹ موصوفہ کی عہدہ ججی پر مقرر ہو اور
واسطے انجام دہی خدمات عہدہ مذکور کے حاضر ہو یا اوسوقت کہ جب
جج غیر حاضر واپس آوے یا اوسوقت تک کہ جب نواب گورنر جنرل
باجلاس کونسل کو حسب متذکرہ بالا کوئی وجہ منسوخی حکم تقرر کا اوس جج کے جو
کام کر رہا ہے نظر آوے ✦

اِس سے ظاہر ہے کہ جب عہدہ چیف جسٹس کا اسوجہ سے خالی ہو کہ
چیف جسٹس بہ ترقی عدالت سے رخصت ہو یا اور وجہ سے تو نواب
گورنر جنرل باجلاس کونسل کسی جج عدالت موصوفہ کو یا کسی اور حاکم مجاز کو
واسطے عمل کرنے اوپر عہدہ چیف جسٹس کے اوسوقت تک کے لیے
مقرر کرینگے کہ جب کوئی شخص حضور سے ملکہ معظمہ کے چیف جسٹس کے
عہدہ پر مقرر ہو اور وہ عہدہ مذکور کے خدمات کے انجام دہی کے لیے
حاضر ہو اور یہہ کہ قایم مقام اوس جج کا جو قایم مقام چیف جسٹس کا
مقرر ہوا ہو یا کسی اور جج کا جو بترقی یا اور وجہ سے عدالت سے چلا گیا ہے
بطور چندروزہ مقرر کر دیا جاوے مگر یہہ امر خواہ مخواہ ضروری نہیں ہے
اور گو مقرر بھی کر دیا جاوے تاہم تقرری ایسے قایم مقام جج کی منسوخ
ہو سکتی ہے بشرطیکہ نواب گورنر جنرل باجلاس کونسل یا دوسرے حاکم
مجاز کو کوئی وجہ اوس حکم کے منسوخی کی نظر آوے حسب وجوہ متذکرہ بالا کے
میری یہہ راے ہے کہ عذر ابتدائی اعلم وکیل کا صحیح نہیں ہے اور مین
اوسکے نامنظور کرنیمین اتفاق کرتا ہون ✦

مسٹر ل صاحب جسٹس – مین اون اراے اتفاق کرتا ہون جو دلیلم چیف جسٹس نے ایسے ذیعلم بیاں [illegible]
صاحب نے ظاہر کیے ہین ✦

محمود صاحب جسٹس – مینے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا ہے اور بشکل ضرور مشکلات کی جھگڑے میں جدا گانہ فیصلہ
صادر کرون لیکن صرف اس امر کی وجہ سے ضروری ہے کہ اس اجلاس میں
صرف ایک شریک ہون جسکے پاس فرمان سلطان وقت کا نہیں ہے

اور اس امر کو مین اسطور پر نظر کرتا ہون کہ گویا مجہپر فرض ہے کہ اس امر کو مین
اسطرحپر تسلیم کرون کہ گویا وہ مقتضی ہے کہ مین تقرری عدالت ہذا کو اور اسمین
اپنی حیثیت بلحاظ فعل لوکل گورنمنٹ دربارہ میرے تقرری کے مناسب تصور
کرون - نواب لفٹنٹ گورنر بہادر حسب مفہوم دفعہ ۷ جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا
باب ۱۰۴ جسکے ساتھہ دفعہ ۱۹ - ایکٹ مذکور کا پڑہنا چاہیے ایک حاکم ذی اختیار ہے
مجھے بدرجہ کامل صاف ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اگر بحث ذیعلم پنڈت کی صحیح
ہے تو میری تقرری ناجایز ہے اور مجھکو بطور شخص غیر بلا کسی اختیار دربارہ
استعمال مناصب عدالتانہ متعلقہ جان اور ازادگی اور جایداد اپنے ہم مضمون
کے بطور جج عدالت ہذا کے تصور کیا جانا چاہیے - جس اختیار کے ذریعہ سے
مین عدالت ہذا مین اجلاس کرتا ہون وہ حکم نواب لفٹنٹ گورنر کا ہے جو
میرے ہاتہہ مین ہے اور جو حسب ذیل ہے - نمبر ۲ - ۳۴ - ۹۳ - ۴۴ / ۵۰۳ سنہ ۱۸۹[illegible]ع

اشتہار صیغہ تقرر ممالک مغربی و شمالی و اودہ - مورخہ ۲۴ رفروری سنہ ۱۸۸۷ع
تقرر - بنفاذ ان اختیارات کے جو جناب نواب لفٹنٹ گورنر اور چیف کمشنر
بہادر کو بموجب ایکٹ پارلیمنٹ سنہ ۲۴ و ۲۵ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریا باب ۱۰۴ کے حاصل
ہوئے ہین جناب ممدوح نے مسٹر سید محمود بارسٹرایٹلا و جج ضلع راے بریلی
کو انریبل ار سی اولڈفیلڈ صاحب کے ملازمت سے دستکش ہونے پر بالعوض
قایم مقام پیونی جج ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر ممالک مغربی و شمالی مقرر
فرمایا - بحکم وغیرہ (دستخط) جے ڈبلیو برن صاحب چیف سکرٹری گورنمنٹ
ممالک مغربی و شمالی و اودہ -

بیہ اشتہار سرکاری گزٹ لوکل گورنمنٹ مورخہ ۲۶ رفروری سنہ ۱۸۸۷ع مین
شایع ہوا تہا اور بازروے ضمن (۷) دفعہ ۵۷ ایکٹ شہادت (۱ سنہ ۱۸۷۲ع)
کے اس اشتہار کو ہم عدالتانہ تسلیم کرسکتے ہین - علاوہ برین اشتہار
مذکور خود میرے پاس بدستخط چیف سکرٹری گورنمنٹ مقام کے بہیجا
گیا تہا اور ذیعلم پنڈت کی بحث کا کلیہ یہہ ہے کہ چونکہ تقرری عدالت کے خلاف
قانون ہے لہذا کوئی اختیار لوکل گورنمنٹ کو دربارہ میرے اس تقرری کے

کہ بطور جج عدالت ہذا کے عمل کردن حاصل نہین تھا۔ اس حجت کے طے کرنیکے لئے
اوس اختیار قانونی پر غور کرنا ضرور ہے جسکے رو سے عدالت ہذا ابتداً مقرر ہوئی
تھی اور جو وضع عدالت موصوف کے محکوم ہوئی ہے اور اوس اختیار پر بھی
غور کرنا ضرور ہے کہ جو دربارہ مامور کرنے ججون کے خالی عہدہ پر قانون کی رو سے
مقرر ہے۔

مین اسکو بطور مسلہ قانونی غیر مشتبہ کے تصور کرسکتا ہون کہ حسب وضع سرکار انگریزی
کے ایکٹ پارلیمنٹ اسلئے ضروری تھا کہ ملکہ معظمہ کو اختیار دربارہ قایم کرنے
ہائیکورٹ کے جیسا کہ یہہ ہے حاصل رہے۔ اختیار مذکور ازروے اوس ایکٹ کے
جسکو ایکٹ فرمان شاہی یعنے اسٹیٹوٹ ۲۴ و ۲۵ جلوس ملکہ معظمہ وکٹوریا باب ۱۰۴
کہتے ہین عطا ہوا ہے۔ ابتداً ایکٹ مذکور سے یہہ مقصود تھا کہ وہ صرف عدالتہاے
پریزیڈنسی ہائیکورٹ سے متعلق رہے لیکن ازروے دفعہ ۱۶ اسٹیٹوٹ مذکور کے
ملکہ معظمہ کو اختیار خاص بعبارت ذیل عطا ہوا ہے۔

اگر بعد ازین ملکہ معظمہ کو ایسا کرنا مناسب معلوم ہو تو ملکہ معظمہ کو جایز ہوگا کہ
ازروے فرمان شاہی جسپر مہر عظیم سلطنت متحدہ کے ثبت ہو کوئی ہائیکورٹ
آف جوڈیکیچر واسطے کسی جزو ملک اندر علاقہ سلطنت ملکہ معظمہ واقع ملک ہند جو
کسی دوسرے ہائیکورٹ کے علاقہ حدود اراضی مین شامل نہو تعمیر اور قایم کرین
جس مین ایک چیف جسٹس اور اسقدر دیگر جج اوس لیاقت کے جو واسطے
اون اشخاص کے مطلوب ہین جو اون عدالتہاے ہائیکورٹ مین مقرر ہون کے
کہ جو حسب مذکورہ ماقبل پریزیڈنسیون مین مقرر ہوئے ہین شامل ہونگے جسقدر ملکہ معظمہ
ممدوحہ کو وقتاً فوقتاً مناسب معلوم ہون اور مقرر کرین اور ازروے فرمان
شاہی مذکور کے ملکہ معظمہ کو جایز ہوگا کہ ہائیکورٹ موصوف کو کوئی ایسا
اختیار سماعت و اختیارات اور اختیار عمل کرین جسکے عمل کرنیکا اختیار
نسبت اون ہائیکورٹ جو کسی پریزیڈنسی متذکرہ ماقبل مین مقرر ہے یا اوسکو
عطا کیا جاویگا اور تابع ہدایات فرمان شاہی مذکور کے ہون۔ کل احکام ایکٹ
ہذا کے جو متعلق اوس ہائیکورٹ کے ہین جو کسی پریزیڈنسی مین مقرر ہین

اور چیف جسٹس و دیگر صاحبان جج عدالت موصوف سے اور گورنر جنرل اور
گورنمنٹ پریزیڈنسی سے جسمین ہائی کورٹ موصوف واقع ہے متعلق ہین وہ جہانتک
حالات سے گنجایش ہو اوس ہائی کورٹ سے بہی متعلق ہونگے جو ملک مذکور مین
مقرر ہو اور اوسکے چیف جسٹس اور دیگر ججون سے اور نیز اوس شخص سے بہی متعلق
ہونگے جو اہتمام گورنمنٹ ملک مذکور کا کرتا ہو۔

بنفاذ اختیار عطیہ ازروے دفعہ مذکور کے ملکہ معظمہ نے بذریعہ اپنے فرمان شاہی
مورخہ ۱۷ مارچ ۱۸۶۶ء کے یہہ ہائی کورٹ مقرر فرمائی ہے اور ازروے فقرہ
فرمان شاہی مذکور کے ملکہ معظمہ نے یہہ حکم دیا ہے کہ وضع عدالت مین ایک
چیف جسٹس اور پانچ جج شامل ہونگے۔ اول چیف جسٹس اور ججونکا نام جو مقرر
ہوئے تہے دفعہ مذکور مین درج ہین اور معمولی طور پر ہم سب لوگ اونکے نام سے
آگاہ ہین اور اونکے فیصلجات ہمیشہ سندی اور جایز متصور ہوتے رہے ہین یعنی
اول تقرری اس عدالت کے ججونکی پورے طور پر بمطابقت دفعہ ۲ فرمان
شاہی کے ہوی تہی۔ اور بہ نسبت تقرری عدالت کے یہہ بحث نہین ہے کہ آیا
وضع عدالت کی ابتدا مناسب طور پر ہوی تہی یا نہین۔ فی الحقیقت ولیم
ہنڈٹ کی بحث سے ہمکو اس امر قیاسی کے غور کرنیکی ضرورت نہین ہوتی ہے
کہ آیا اگر ابتدای تقرری ججونکی تعداد متذکرہ دفعہ ۲ فرمان شاہی سے کم ہوتی
تو وضع عدالت ہذا کی مناسب ہوتی یا نہین۔

لیکن جو بحث پیدا ہوتی ہے وہ یہہ ہے کہ آیا بحالت وفات یا استعفا یا تبدیلی
وغیرہ کے جس سے بوجہ خالی ہونے عہدہ کے ججونکی کمی ہوتی ہے کوئی سند
اس بحث کی ہے کہ آیا سلطان وقت یا گورنمنٹ پر خالی عہدہ کا میعاد معین مین
مامور کرنا فرض ہے یا نہین۔ ولیم ہنڈٹ نے ضرورت اس بحث کی بخوبی ثابت
کی ہے اور جو دلایل ہنڈٹ موصوف نے ہمارے روبرو پیش کئے ہین وہ بمنزلہ
اس بحث کے ہین کہ چونکہ ازروے دفعہ ۱۷ جلوس ۲۴ و ۲۵ ملکہ معظمہ وکٹوریا
باب ۱۰۴ کے اختیار ملکہ معظمہ دربارہ تبدیلی وضع عدالتہاے ہائی کورٹ ایک
خاص میعاد دس سالہ پر محدود ہے (جسمین یکم جنوری ۱۸۶۶ء تک ازروے فقرہ

جلوس ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۵ کے توسیع ہوئی تہی) لہذا ملکہ معظمہ اور نیز گورنمنٹ نے دربارہ نہ مقرر کرنے چہٹے جج عدالت ہذا کے اسٹیٹوٹ کی نسبت ارتکاب فریب کا کیا ہے۔

پس اولاً بہ نسبت دفعہ ۲ اسٹیٹوٹ مذکور کے مین اس امر کے تجویز کرنیکو امادہ نہین ہون کہ یہہ احکام کسی طرحپر متعلق اون امور کے نہین جواب ہمارے روبرو پیش ہین کیونکہ ملکہ معظمہ نے وضع عدالت ہذا کی تبدیل نہین کی ہے اور نہ میعاد متذکرہ دفعہ مذکور مین جسکے ترمیم ازروے دفعہ ۱ جلوس ۲۸ و ۲۹ وکٹوریا باب ۱۵ مین توسیع کی ہے۔ لہذا دفعہ مذکور اون خالی عہدہ پر ناموزون کرنیسے متعلق نہین ہے جو بوجہ پیش آنے اون اتفاقات کے ہوتے ہین جنکا مین ابہی ذکر کر چکا ہون۔ لیکن اگر ایسا ہی ہو تو باعتبار علم قانون وضعی انگریزی کے جسکا مین دعوی کر سکتا ہون مین کسی ایسے عذر سے واقف نہین ہون کہ اسطرحپر ہو سکے کہ ملکہ معظمہ کے ججونسے اس امر کی تجویز کرنیکے درخواست ہو سکے کہ ملکہ معظمہ نے جنکی اختیار خاص عنایتی کے روسے ہم مناصب عدالتانہ کا استحقاق رکہتے ہین ارتکاب فریب کا بہ نسبت اسٹیٹوٹ کے کیا ہے اور نہ مین کسی ایسے مقدمہ سے واقف ہون جسمین کوئی حکمنامہ (رٹ آف منڈامس) بمقابلہ سلطان وقت بہ نسبت استعمال شاہی اقتدار خاص کے صادر ہوا ہو۔

پس اصل بحث اس بنا پر ہے۔ عدالت مین ایک عہدہ خالی ہوا جس سے اون ججونکی تعداد مین کمی ہوئی جو ابتدأً ازروے دفعہ ۲ فرمان شاہی کے مقرر ہوئے تہے تو آیا ملکہ معظمہ یا لوکل گورنمنٹ کیطرف سے اوس خالی عہدہ پر تقرری نہونیسے وضع عدالت ہذا کی اسطرحپر ناقص ہو گئی ہی کہ وہ اپنے اختیار بطور عدالت اعلی انصاف ممالک ہذا سے محروم ہو گئی ہی۔ مین کہہ چکا ہون کہ چونکہ فعل سلطان وقت کا دربارہ نہ ناموزون کرنے خالی عہدہ کے متعلق استعمال اقتدار خاص شاہانہ کی ہے لہذا وہ ہمارے تجویز کے قابل نہین ہے۔ لیکن جہانتک گورنمنٹ کو تعلق ہے عبارت دفعہ ۲ اسٹیٹوٹ ۲۴ و ۲۵ جلوس وکٹوریا باب ۱۰۴ غور طلب ہے اور مین دفعہ مذکور کے تعبیر کرنیمین بہت متفکر

ہون کیونکہ یہہ بات اسی دفعہ کے احکام کی وجہہ سے ہے کہ مین عدالت ہذا مین
بطور جج کے بالفعل عمل کر رہا ہون کیونکہ ابوجہہ دست کشی مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ
صاحب کے عہدہ خالی ہوا اور گورنمنٹ نے اوس خالی عہدہ پر بموجب اوس
اختیار کے جو اوسکو از روے دفعہ مذکور کے حاصل ہے مجھے اوس پر مقرر
کر دیا ہے ـ

پس اولاً اوس دفعہ مین یا اسٹیٹوٹ کے کسی دوسرے مقام مین کوئی قانونی
مضمون مقتضی اس امر کا نہین ہے کہ ملکہ معظمہ ججونکو خالی عہدہ کو کسی میعاد
معین مین مامور فرمایا کرین ـ دفعہ مذکور کا جو کچھہ مضمون ہے وہ یہہ ہے
بحالت خالی ہونے عہدہ چیف جسٹس کے گورنمنٹ بمجلہ ہائی کورٹ مذکور کے
ججونکی ایک جج کو واسطے انصرام خدمات چیف جسٹس عدالت مذکور کے
تاوقتیکہ کوئی شخص عہدہ مذکور پر منجانب ملکہ معظمہ کے مقرر ہو مقرر کریگی
بعدہ دفعہ مذکور مین یہہ بیان ہے کہ بروقت خالی ہونے عہدہ کسی دوسرے
جج ہائی کورٹ مذکور کے گورنمنٹ کو جایز ہوگا کہ کسی شخص کو جسکو وہ
لیاقتین حاصل ہون جو ایسے شخص کو حاصل ہوتی ہین جو ہائی کورٹ
کا جج مقرر ہو سکتا ہے واسطے عمل کرنے بطور جج ہائی کورٹ مذکور کے
اوسوقت تک کے لیئے مقرر کر دے کہ جب کوئی شخص حضور ملکہ معظمہ
سے عہدہ جج عدالت مذکور پر مقرر ہو اور شخص مذکور واسطے انصرام
خدمات عہدہ مذکور کے حاضر ہو یا اوسوقت کے لیئے مقرر کر دے کہ جب
جج غیر حاضر اپنے غیر حاضری سے پھر واپس آوے یا اوسوقت تک کے لیئے
مقرر کر دے کہ گورنر جنرل باجلاس کونسل یا گورنر باجلاس کونسل
کو حسب متذکرہ بالا کوئی وجہ منسوخی حکم تقرری قایم مقام جج مذکور
کی نظر آوے ـ

پس اس امر پر لحاظ کرنا ضروری ہے کہ ہرگاہ بہ نسبت تقرری صاحبان
چیف جسٹس کے اسٹیٹوٹ مین عبارت مقرر کریگی مستعمل ہوتی ہے
حالانکہ اوسی دفعہ مین بہ نسبت تقرری بیونی ججونکے عبارت گورنمنٹ کو

خالی عہدہ کا مامور کرنا جایز ہوگا مستعمل ہوئی ہے ۔ تبدیلی عبارت کی قابل لحاظ ہے اور مین اوسکو ایک بخوبی سمجھا ہوا قاعدہ تعبیر قانون کا سمجھتا ہون کہ جب ایک ہی اور واحد دفعہ مین جو کسی خاص غرض سے متعلق ہے دو عبارتین جو باہم مختلف معنی کے مستعمل ہون تو واضعان قوانین کی نسبت یہہ تصور ہونا چاہئے کہ اونکا منشا جداگانہ ہے ۔ چونکہ کیفیت یہہ ہی پس عبارت جایز ہوگا سے یہہ مراد متصور نہین ہوسکتی ہے کہ اوس سے گورنمنٹ پر تاکید ہے کہ عدالت ہذا کی کسی ہوئی جج کے خالی عہدہ کو مامور کرے ۔ اور نہ کوئی ایسی حد وقت کی ہے کہ جسکے اندر گورنمنٹ کو اوس خالی عہدہ کا مامور کردینا چاہئے بشرطیکہ گورنمنٹ اوس اختیار کا استعمال کرنا پسند کرے جو اوسکو از روے دفعہ ۔ اسٹیٹوٹ مذکور کے عطا ہوا ہے لہذا مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سلطان وقت یا گورنمنٹ پر فرض نہین ہے کہ کسی ہوئی جج کے خالی عہدہ کو کسی خاص معین وقت مین مامور کرے اور جہانتک اسٹیٹوٹ کو تعلق ہے گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ ہوئی ججونکے چند خالی عہدون کو کسی زمانہ تک غیر مامور رہنے دے خواہ ایک روز یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ خواہ ایک سال یا اس سے بھی زیادہ ۔ لہذا میرے تعبیر سے یہانتک تجویز ہوتی ہے کہ اگر سلطان وقت یا گورنمنٹ نے باستعمال اپنے اختیارات قانونی کے عہدہ ہای خالی عدالت ہذا کے مامور کرنا متروک بھی کیا ہو اور عدالت مین چیف جسٹس اور صرف ایک ہوئی جج رہنے دیا ہو تاہم عدالت کا وہی اختیار عدالتانہ قایم رہیگا جو عدالت موصوف کو اب بہ نسبت جان و مال و آزادگی رعایاے ملک مفصلہ اندر حدود اختیار عدالت ہذا کے حاصل ہے ۔ بجانب دیگر اگر گورنمنٹ بطور امر واقعہ کے استعمال اختیار متغیرہ دفعہ ۔ اسٹیٹوٹ مذکور سے جیسا کہ میرے تقرری کے بارہ مین کیا ہے تو میرے تقرری قانوناً جایز ہے اور مین کل اختیارات کو نافذ کرسکتا ہون اور کل خدمات جج عدالت ہذا کے انصرام کرسکتا ہون اوسوقت تک کہ کوئی شخص حسب ضابطہ مستقل سے عدالت مذکور کے جج کے عہدہ پر مقرر ہو یا گورنمنٹ کو کوئی وجہ منسوخی حکم

تقرری کی نظر آوے ۔ علاوہ برین لفظ اوسوقت سے جیسا کہ اوسکا استعمال
دفعہ مذکور مین ہوا ہے میرے ذہن مین کوئی خاص قسم رناشہ کی پیدا نہین ہوتی
ہے اور نہ کوئی اور دوسری قید اس اختیار کے استعمال پر بجز اس شرط کے
مقرر ہے کہ جو شخص مقرر کیا جاوے اوسکو ایسی لیاقتین حاصل ہون جسکی
تصریح دفعہ ۲ ۔ اسٹیٹوٹ مین ہوئی ہے اور اصل فقرہ مین یہہ قاعدہ قرار پایا
ہے کہ بیرسٹران جنکے مدت کارگذاری پانچ برس سے کم نہو لایق ایسے
تقرری کے ہونگے اور جہانتک مجھکو تعلق ہے مین اس زمرہ مین داخل
ہون کیونکہ از روے دفعہ ۱۹ ۔ اسٹیٹوٹ کے صریحاً یہہ حکم ہے کہ ممبران
انگلش بار کے لفظ بارسٹر مستعملہ اسٹیٹوٹ مذکور مین داخل ہین ۔ لہذا
میری تقرری منجانب نواب لفٹنٹ گورنر خلاف قانون نہین ہے اور جبتک
کوئی شخص بجاے میرے اس عدالت مین حضور ملکہ معظمہ سے مقرر نہو
اور جب تک گورنمنٹ کو کوئی وجہ منسوخی حکم میرے تقرری کے نظر نہ آوے
تب تک مین تجویز کرتا ہون کہ مجھکو قانوناً اختیار ہے کہ خدمات اور مناصب
پیونی جج عدالت ہذا کے استعمال کرون اور میری موجودگی بنچ عدالت
ہذا سے کوئی اثر ایسا نہین پیدا ہو سکتا ہے کہ اوسکے اختیار وضعی بطور عدالت
اعلیٰ ممالک ہذا مین نقص عاید کرے ۔

اور یہہ امر کہ کوئی ایسی ضرورت واقع ہو کہ جسسے ہمکو اوس بحث کی تجویز
کرنا پڑے جو ذی علم پنڈت نے ہمارے روبرو کی ہے اور یہہ کہ آیا ایسی
حالت بہ لحاظ خیال عام خلایق کے جو بہ نسبت مناسبت اختیار وضعی عدالت
ہذا کے ہو ضروری ہے ایسے امور ہین جنکا تجویز کرنا بہ حیثیت جج عدالت
ہذا کے میرے احاطہ اختیار مین نہین ہے لہذا مین اس بارہ مین کوئی
راے ظاہر کرنے سے انکار کرتا ہون ۔

مین ذی علم چیف جسٹس سے دربارہ نامنظوری عذر ابتدائی
کے جو ذی علم پنڈت نے پیش کیا ہے اتفاق کرتا ہون

ضلع غازیپور — اپیل دوم نمبر ۹۶۳ سنہ ۱۸۹۶ع — منفصلہ ۵ مئی

ہیبی بہادر سنگہ بنام رام برن سنگہ

رہن مکفالت — نیلام جایداد مرہونہ — نالش نفاذ رہن — خریدار نیک
نیت بلا علم رہن کے — اصول اطلاع کا متعلق ہونا — ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع
(ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۴۰ و ۸۱ —

واقعات اس مقدمہ کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین

دلن و راس الٹی منجانب اپیلانٹ اسپنکی و جوالا پرشاد منجانب ریسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس — جس نالش سے یہ اپیل متعلق ہے وہ منجانب
...عی ریسپانڈنٹ بربناے رہنامہ مورخہ ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ع موسومہ اونکی منجانب
دو اشخاص مسمیان گہورن راے و لچھمن راے کے دایر ہوئی تہی
...روسے دستاویز مذکور کے حصہ ۲ پائی کا اور نیز ... ۳ بسوہ ۱۱ دہور ارا‌ضی
... ۱۴ بسوہ ... ۱۶ دہور ... دیگر اراضی رہن ہوی ہتی — ...
...ن رہن کا مدعی نے مبلغ ۸۰۰ روپیہ دیا تہا اور یہ روپیہ سنہ ۱۸۸۴ع
...ن واجب الادا تہا — نومبر سنہ ۱۸۸۱ع مین گہورن راے اور لچھمن راے
انہنان نے ایک دوسرا رہن نامہ جسکا موافذہ اس جایداد پر تہا بنام
...ا شخص مسمی رامیشر راے کے لکہدیا جس نے اپنے موافذہ مابعد
...نالش کی اور ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۸۵ع کو بمقابلہ اپنے راہنان کے ڈگری حاصل
...ی — اوس ڈگری کے اجرا مین جایداد مشمولہ دستاویز رہن مذکور
...ہر نیلام ہوی کہ جو نیلام ۲۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۶ع کو ہونے والا تہا لیکن
...ل ہونے اوس نیلام کے راہنان نے بذریعہ معاہدہ خانگی سابق
...ہی بہادر سنگہ مدعا علیہ اپیلانٹ مقدمہ اپیل دوم نمبر ۹۶۳ کے حصہ
... پائی ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۶ع کو جو شئی مرہونہ دو ہبوتین ہتی بیع کردیا
...ہرا رامیشر راے اوس بیع سے مطمئن تہا کیونکہ اوسکے ڈگری بالکل
...قسد ہوگئی اور اوس ڈگری کی علت مین نیلام عام نہین ہوا اور معاملہ

اب نالش حال جسکے بیہ مقدمات اپیل متعلق ہین رام برن سنگہ
مرتہن اول نے بربنا ی اپنے مواخذہ کے دایر کی ہے اور نامبردہ
نے دونون مرہ مدعا علیہم کے قرار دئے ہیں — اول مدعا علیہ
بینی بہادر سنگہ ہی جسنے بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ع کے
پرا بنیان سے بیع خانگی حزید کی ہے اور مدعا علیہم کے دوسرے زمرہ
مین گہورن راے احد الراہین اور ورثاے دیگر راہن شامل مین
لعد نامبردگان قابض ۳ بسوہ بیگہ ۱۱ دہور اراضی سیر اور ۱۳ بسوہ
۱۶ دہور دیگر اراضی کے ہین غرضیکہ کل جایداد مشمولہ رہن ۱۸۷۶ع
موسومہ مدعی پر قبضہ انہین دونون زمرے کے مدعا علیہم کا ہے —
بہ نسبت اپیل ۱۸۶ مرحومہ بینی بہادر سنگہ حزیدار بیع خانگی کے مسٹر
السٹن نے منجانب اپیلانٹ کے بمستعدی بیہ تسلیم کیا ہے کہ وہ اس
عذر کے تائید نہین کر سکتے ہین کہ اوکا موکل حزیدار بلا اطلاع ہے اور
اور اسپیلح سے محفوظ ہے — اوسکی طرف سے صرف ذی علم کونسل نے
بیہ حجت پیش کی ہے کہ حکام ماتحت نے بیہ نتیجہ بیجا اخذ کیا ہے
کہ بیہ بیان بینی بہادر سنگہ مدعا علیہ کا غلط ہے کہ مدعیکو اوسکا مواخذہ
مقدم ادا ہو گیا ہے — مین بیہ نہین خیال کرتا ہون کہ اس عذر مین
کوی وقعت ہے کیونکہ ڈسٹرکٹ جج نے اپنی نتایج کے بہت عمدہ دلایل
تحریر کیے ہین اور فی الحقیقت جو کچہ ڈسٹرکٹ کونسل نے کوشش کی ہے وہ
سب بہ نسبت طے کرنے امور واقعات کے کی ہے کہ جنکو ہم بصیغہ اپیل دوم
طے نہین کر سکتے ہین — لہذا جہانتک اس عذر کو تعلق ہے اوسمین کچہ
وقعت نہین ہے اور اپیل ڈسمس ہونا چاہیے —
مسٹر اسپنکی نے منجانب مدعی کے عذرات لنبت اوس حکم ڈسٹرکٹ جج
کے داخل کیے ہین جسکی رو سے مشار الیہ نے تاثیر اور عمل ڈگری مدعیکا
بہ نسبت جزو حصہ بابل کے محدود کر دیا ہے کہ جسکا بینی بہادر
مدعا علیہ اپیلانٹ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ع کو مشتری ہو گیا ہے — میری راے

مین ذیلی جج کو حکم مذکور کے صادر کرنیکا اختیار نہتا۔ مدعی دارندہ
ایسی کفالت کا ہے کے جسمین بعض جایداد غیر منقولہ شامل ہے اور
اوسینے کسی شکل یا صورت سے کوئی فعل ایسا نہین کیا ہے جس سے
اوسکے مواخذہ مین خلل آوے یا اوسکے استحقاق میں جو بربارہ نیلام
کرانے کل جایداد کے ہے ضعف آوے۔ جو کچھہ حق و ملکیت علیہم
کا با خود بار یا ہو اوسکی تجویز ہم مقدمہ حال مین نہین کرسکتے ہین *
لیکن یہہ صاف ظاہر ہے کہ مدعی مستحق نافذ کرنے ڈگری کا بمقابلہ
کل اپنی کفالت کے جسمین ہر ایک جایداد مذکورین سے شامل ہی ہے۔
لہذا میری یہہ راے ہے کہ عذر منظور ہونا چاہیے اور ڈگری عدالت
اپیل ماتحت کی اسقدر ترمیم ہونی چاہیے کہ اوسکے روسے مدعی مستحق
اس امر کا قرار دیا جاوے کہ وہ ان کل کفالتون کو جو ارتہن ہین اوسکو
حاصل ہین نیلام کراوے الا اسکہ میعاد معینہ یعنے اندر چھہ ماہ کے تاریخ
ڈگری عدالت ہذا کے کل روپیہ از روے تمسک کے عدالت مین داخل
ہو جاوے۔ لہذا مقدمات اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیے جاتے ہین۔
محمود صاحب جسٹس۔ میری بہی یہی راے ہے۔ جیسا کہ واقعات
مظہرہ میرے بہائی اسٹریٹ صاحب سے ثابت ہوتا ہے یہہ مقدمہ
مجہے سادہ معلوم ہوتا ہے۔ نالش واسطے نفاذ اوس کفالت کے ہے
جو از روے رہننامہ مورخہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۸۷۲ع کے بحق مدعی پیدا ہوئی
ہتی جسکے روسے جایداد نیلام طلب مکفول ہوئی ہتی — عدالت اپیل
ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ رہن مذکور ابتک ادا نہین ہوئی ہے
اور ابتک قایم ہے — یہہ تجویز واقعات کی ہے اور ہم بصیغہ اپیل دویم
اس نوبت پر اوسمین دست اندازی نہین کرسکتے ہین۔ مسٹر الستن
نے منجانب مدعا علیہ اپیلنٹ کے جو کچہہ اصرار بتائید عذر اول اپیل کے
کیا ہے وہ محض قیاسی حجت ہے کہ اگر بنی بہادر سنگہ اپیلانٹ خریدار
نیک نیت بمعاوضہ اور بلا اطلاع مواخذہ مقدم مدعیکی تصور کیا جاوے تو

تو جو حقیت اوسنے خرید کی ہے وہ مبرا اون ذمہ داریون سے تجویز
ہونی چاہیے جو مواخذہ مقدم مدعی مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۸۹۶ء سے پیدا
ہوتی ہون ۔ پس مجھکو یہہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ حجت نیز صحیح
ہے کیونکہ علاوہ عادلانہ اطلاع کا ایسے مقدمات سے متعلق نہین ہے ۔
جو حقوق ایسے رہن سے پیدا ہوتے ہین جیسا کہ یہہ ہے جو مدعیکو
حاصل ہے وہ اوس زمرہ مین داخل ہین جنکو علم قانون مین حقوق
بمعاملہ جہان کہتے ہین اور جنکے تمیز قاعدہ حقوق باغراض خاص ہوتی ہے
جسمین اکثر حالتونمین قاعدہ اطلاع سے کچھہ اثر پہونچتا ہے اور جسکی تمثیل
قاعدہ مندرجہ دفعہ ۴۰ ۔ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) مین
مندرج ہے ۔ استحقاق مواخذہ دار مقدم کا دربارہ ایصال اپنے روپیہ
کے بذریعہ نیلام کرانے جایداد مرہونہ کے نظر قانونین بمنزلہ اوس جایداد
کے ہے جو ملکیت کامل جایداد سے تراشی جاتی ہے اور ایسی جایداد صرف اس
امر سے زایل نہین ہوسکتی ہے اور نہ اوسپر اسقدر اثر پہونچ سکتا ہے کہ
شخص ثالث نے بلا اطلاع مواخذہ مقدم مذکور کے اوسکا انتقال قبول
کرلیا ہے ۔ قاعدہ ترتیب کفالت کی روسے جیسا کہ وہ دفعہ ۸۱ ایکٹ
انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) مین موضوع ہوا ہے بہی اس قسم کے فرق
مین چشم پوشی نہین ہوئی ہے کیونکہ دفعہ مذکور مین بہی بوجہ نہونے اطلاع
بحق منتقل الیہ مابعد کے حقوق مواخذہ دار مقدم مین کچھہ خلل نہین آسکتا ہے
اور گو کچھہ بہی حقوق مابین اون اشخاص کے پیدا ہوئے ہون جو قابض
حقوق تابع مواخذہ مقدم کے ہون ۔ لیکن قطع نظر اس خیال کے مین
بلحاظ واقعات مقدمہ کے یہہ تجویز کرونگا کہ اپیلانٹ کی نسبت یہہ متصور نہین
ہوسکتا ہے کہ اوسنے حسب منشار لفظ اطلاع کے جیسا کہ اوسکے تعریف دفعہ
۳ ۔ ایکٹ انتقال جایداد مین ہوئی ہے اور اس عبارت مین صرف اسی دفعہ
مین قاعدہ معدلت کا موضوع ہوا ہے بلا اطلاع خرید کی ہے ۔ چونکہ نتیجہ
یہہ ہے لہذا اس اپیل کو مع خرچہ ساقط ہونا چاہیے ۔

بعدہ وہ امر نزاعی پیش آتا ہے جو مسٹر اسپنکی نے منجانب رسپانڈنٹ بطور اعتراض مخالف محکومہ دفعہ ۵۶۱ مجموعہ دیوانی کے پیش کیا ہے یعنے یہہ کہ عدالت اپیل ماتحت نے غلطی سے ڈگری کو تابع اس شرط کا کیا ہے کہ جزو جایداد مکفولہ خریدہ مدعا علیہا اپیلانٹ از روے بیعنامہ مورخہ ۸ مارچ سنہ ۱۸۸۶ع نیلام سے بری رہے الا یہہ کہ بقیہ جایداد واسطے بیباقی کفالت مدعی کے ناکافی ثابت ہو۔ فیصلہ اس امر کا منحصر اوپر قاعدہ عادلانہ ترتیب کفالتہا کے ہے جو دفعہ ۸۱ ایکٹ انتقال جایداد مین موضوع ہوا ہے لیکن جو قاعدہ مذکور کے متعلق مواخذجات بابعد پر محدود ہے۔ لیکن بینے بمقدمہ رودھل بنام رام ہرکہہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۱۱۷) کے بدین تجویز قاعدہ مذکور کو وسعت دی ہے کہ جو حقوق مواخذہ دار مابعد کے بہ نسبت ترتیب کفالت کے متعلق ہین وہ خریدار نیک نیت بمعاوضہ بلا اطلاع سے بہی متعلق ہین۔ لیکن مین یہہ کہہ چکا ہون کہ حسب واقعات مثبتہ مقدمہ ہذا کے نامبردہ کی نسبت یہہ تصور نہین ہوسکتا ہے کہ اوسنے بلا اطلاع مواخذہ مقدم مدعیکی خرید کی ہے لہذا وہ دعوی استفادہ کسی ایسے حقوق کا نہین کرسکتا ہے جو قاعدہ ترتیب کفالت سے پیدا ہوتے ہین فی الحقیقت فیصلہ ہائیکورٹ مدراس بمقدمہ اندکیوری راماسا جو بنام پرامل سبار اما دو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۲۰۴) ظاہرا اس سے بہی متجاوز ہے اور اوسمین یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ استحقاق مرتہن دربارہ وصول کرنے اس قرضہ کے بذریعہ نیلام کسی جزو اوس اراضی کے جو اوسکے پاس رہن ہے اس امر سے کم نہین ہوسکتا ہے کہ جس جزو اراضی کو وہ نیلام کرانا چاہتا ہے اوسکو راہن نے بعد تاریخ رہن مذکور کے بیع کردیا ہے اور زر ثمن کو بیباقی رہن مقدم اراضی مبیعہ کے صرف کیا ہے۔ مقدمہ مذکور ہرچہار پہلو سے ہم پہلو مقدمہ ہذا کے نہین ہے اور فیصلہ عدالت کا مختصر ہے لہذا مجھکو اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا فیصلہ مذکور کو بشرطیکہ اوسمین

قاعدہ اطلاع اور تعمیل حسب منشاء مقدمہ معدلت شعاری سے چشم پوشی ہوئی ہے جو
بلحاظ واقعات ثبت مقدمہ ہذا کے قاعدہ ترتیب کفالت کا متعلق نہین
ہوسکتا ہے اور حقوق مرتہنین کے بمقابلہ کل جایداد کے بلا کسی شرط کے نافذ
ہوسکتے ہین اور حالت مقدمہ سے ہمکو ضرورت فیصلہ کرنے نسبت امر رسدی
قرضہ رہن کے نہین ہے کیونکہ یہہ امر اسکا ناما بین اپیلانٹ ایکجانب اور
راہنان بجانب دیگر کے پیدا ہوسکتا ہے ✦

بوجوہ مین اوس حکم سے اتفاق کرتا ہون جو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے
صادر کیا ہے ✦

ضلع غازیپور — اپیل اول احکام نمبر ۲۶ سنہ ۱۸۸۶ء — منفصلہ ۱۴ مئی

اجودہیا رائے وغیرہم — بنام — نول رائے وغیرہم

نوٹ — عذر جس سے بحث حقیت یا حق مالکانہ کی نہ پیدا ہوتی ہو — حسب
حکم اسٹنٹ کلکٹر مشعر نامنظوری عذر — اپیل بعدالت ضلع جج — اختیار صاحب
جج دربارہ سماعت اپیل — اپیل بعدالت ہائیکورٹ بنا راضی حکم ناطقی
مقدمہ کے — اختیار عدالت ہائیکورٹ دربارہ منظوری اپیل —
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۸ (۲۸) — ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۷۳ء (ایکٹ
مالگذاری ممالک مغربی شمالی) دفعات ۱۱۴ — ۱۱۵ — ۱۳۱ — ۱۳۲
۱۴۴ — (و)

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین
کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹان — سکھیہ رام و جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹان
براڈہرسٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس — واضح ہوتا ہے کہ کسی
محال کے شرکا نے کچہہ عرصہ ہوا کہ کارروائے تقسیم کی ضلع غازیپور
مین شروع کرائی تہی — واضح ہوتا ہے کہ کارروائی تقسیم مین
بجز نوبت اخیر کے کل نوبتین طے ہوچکی تہین اور مرزا جعفر بخت ڈپٹی
کلکٹر نے اطلاعنامہ بنام شرکا جاری کیا تہا کہ ہمارے روبرو حاضر ہون
اور قرعہ برداری کرین یا بہ نسبت صحت حصہ کشی جو کچہہ عذر کرنا چاہئے

ہون کرین وغیرہ — واسطے حاضری کے ۱۰ر جنوری ۱۸۷۳ء مقرر تہے اور ۲۲ دسمبر ماقبل کو یہہ اطلاعنامہ جاری ہوا تہا۔ بعد انقضاے میعاد اطلاعنامہ کے ڈپٹی کلکٹر نے ایک حکم معاملہ مین صادر کیا کہ کوئی عذردار ہمارے روبرو حاضر نہین ہوا ہے — ۱۱ر جنوری کو منجملہ شرکا کے ایک شخص مسمی مادہو لعل اور بعض دیگر شرکا نے درخواست مہلت دو ہفتہ کی کی کہ جو منظور ہوی اور ۱۰ر فروری ۱۸۷۳ء کو ایک یادداشت اعتراضات کی مادہو لعل وغیرہم نے دفتر ڈپٹی کلکٹر مین داخل کی —

اس درخواست مین تین جداگانہ اعتراض بہ نسبت حصہ کشی کے ہوسے تہے اور اعتراضات مذکور محض بہ نسبت نوعیت حصہ کشی اور تقسیم حقیت شرکا و واقعہ زمینداری کے متعلق تہے — ۲ر اپریل ۱۸۷۳ء کو ڈپٹی کلکٹر نے ایک حکم درخواست اعتراضات مذکور پر صادر کیا — اشخاص نارضامند نے ایک اپیل نمبری بناراضی حکم مذکور کے عدالت ضلع جج غازیپور مین دایر کی اور عدالت مذکور مین بطور اپیل مال نمبر ۳۲ بناراضی فیصلہ مرزا جعفر بخت ڈپٹی کلکٹر غازیپور مورخہ ۲ر اپریل ۱۸۷۳ء کے درج رجسٹر ہوئے —

ڈسٹرکٹ جج نے بعد سماعت فریقین بذریعہ اونکے وکلا کے مقدمہ کو باجلاس ڈپٹی کلکٹر بغرض تجویز عذرات اپیلانٹان کے جو اونکے روبرو تہے واپس کیا اور صاحب جج نے دفعہ ۱۱۳ — ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ء کو متعلق مقدمہ قرار دیا ہے ❊

بناراضی حکم مذکور کے اپیل اول عدالت ہذا مین دایر ہوا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ اپیل مذکور حسب ضمن ۸۴ دفعہ ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے رجوع کیا گیا ہے اور ضمن مذکور مین قاعدہ اپیل اول بعدالت ہذا بناراضی احکام ناقص مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ معدودہ کسی عدالت کے جو تحت ہمارے بصیغہ دیوانی ہون معین ہے ❊

منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ عذر ہوا ہے کہ یہہ کارروائی غلط ہے اور ہمکو اختیار سماعت اپیل کا بناراضی حکم صاحب جج کے نہین تہا —

یہہ حجت ہوئی ہے کہ از روے دفعہ ۱۱۵ - ایکٹ مالگذاری کے اوس شخص
کے واسطے چارہ کار مقرر ہے جو حکم صاحب جج ضلع بصیغہ اپیل بنا بر اپیل از حکم اسسٹنٹ
کلکٹر مہتمم تقسیم سے ناراض ہو - یہہ حجت صحیح نہین ہے - دفعہ ۱۱۵ - ایکٹ
مالگذاری مین ضابطہ اپیل اول بعدالت ضلع اور اپیل دوئم بعدالت ہذا صرف
اون مقدمات مین معین ہے جنمین کلکٹر ضلع یا اسسٹنٹ کلکٹر نے حسب
دفعہ ۱۱۳ یا ۱۱۴ - ایکٹ مذکور کے احکام یا فیصلجات مشعر استقرار حقوق فریقین
کے صادر کئے ہون - حکم صادرہ ڈپٹی کلکٹر مورخہ ۲ اپریل ۱۸۹۶ء ایسا
حکم یا فیصلہ نہین ہے - حاکم موصوف سے درخواست استقرار نسبت
حقوق فریقین مقدمہ کے نہین کی گئی تھی ایسے کل احکام مشعر استقرار
بشرطیکہ ان کل کارروائیون اونکی ضرورت ہووے ماقبل نوبت
کارروائی تقسیم مین صادر ہو جانا چاہئے تھے اور کارروائی تقسیم نوبت
اخیر منظوری یا ترمیم قرعہ تک پہونچ گئی ہے - اعتراضات جو ۱۰ فروری
۱۸۹۶ء مذکور روبرو ڈپٹی کلکٹر کے پیش ہوئے تھے وہ ٹھیک ٹھیک بحدود
امور متذکرہ ضمن (و) دفعہ ۱۱۱ - ایکٹ مالگذاری پر ہین اور اس حیثیت
سے اختیار عدالت مال پر محدود ہین فی الحقیقت بوجہ اس بحث متعلقہ
استحقاق فریقین کے جو متعلق محال کے ان اعتراضات مین پیدا ہوئی
ہے درخواست مذکور مین یہہ صاف طور پر درج ہے کہ حقوق فریقین کی
تجویز عدالتاً ۲ مارچ ۱۸۹۶ء مین کسی عدالت سے ہو چکی ہے جسکو نظامت کی
کے نام سے موسوم کیا ہے - لہذا ظاہر ہے کہ دفعہ ۱۱۵ - ایکٹ مالگذاری
غیر متعلق ہے - لیکن یہہ ایسا ہوا تھا کہ امکاناً چارہ کار نگرانی مقتضیہ دفعہ
۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی طریقہ مناسب واسطے اپیلانٹان عدالت ہذا
کے ہے - یہہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ بلاشبہ چارہ کار بذریعہ اپیل بنا بر حکم
حکم بیجا صادرہ ڈسٹرکٹ جج متعلقہ دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاصل ہے اور چونکہ مقدمہ
مناسب طور پر ہمارے روبرو بہ نسبت ضابطہ کے جو اسبارہ مین ہے پیش
ہے لہذا ہمکو اختیار اوسکے طے کرنیکا حاصل ہے -

حسب تحریرات بالا صاف ظاہر ہے کہ اون عذرداران کو جو ۱۰ فروری
سنہ ۱۸۵۶ع کو عذردار ہوئے تھے وہی چارہ کار حاصل تہا جو از روے دفعات
۱۳۱ اور ۱۳۲ ایکٹ مالگذاری کے معین ہے اور یہہ کہ ضلع جج کو بصیغہ اپیل
معاملہ مین اختیار حاصل تہا ۔ حکم مشارالیہ کا اور جو کچہہ کارروایات اونکی
عدالت مین ہوئی وہ مین منسوخ کئے جاتے ہین ۔ رسپانڈنٹان عدالت
ہذا خرچہ کارروائی عدالت مذکور اور نیز عدالت ہذا کا ادا کرینگے ۔

ضلع سہارنپور — اپیل نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۶۹ع حسب فرمان خلیفہ — منفصلہ ۲ مئی
حسینی بیگم بنام کلکٹر مظفرنگر وغیرہم

اپیل — منظوری بعد میعاد کے — ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ع (ایکٹ میعاد سماعت) دفعہ ۵
وجہ کافی — افلاس — پردہ نشین —

یہہ اپیل حسب فرمان شاہی بنا راضی فیصلہ محمود صاحب جسٹس کے ہے جسمین حاکم
ممدوح نے سٹرل صاحب جسٹس کی راے سے اختلاف کیا تھا ۔
محمود صاحب جسٹس کی یہہ تجویز تہی کہ اپیل جو روبرو دیژن بنچ کے ہتا
بلطور خارج المیعاد کے ڈسمس ہونا چاہیے اور سٹرل صاحب جسٹس نے یہہ تجویز
کی تہی کہ اپیلانٹ نے حسب منشا دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت
(ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع) کے وجہ کافی توسیع میعاد کی ثابت کی ہے اور اپیل کی
سماعت ہونی چاہیے اور فیصلہ بلحاظ سود ادا کے ہونا چاہیے ۔ تجاویز
سٹرل صاحب جسٹس اور محمود صاحب جسٹس کی جنمین واقعات مقدمہ کے
درج ہین انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۱ اور زبدۃ النظایر
ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۶ع صفحہ ۲۰۸ مین دستیاب ہونگے ۔
ایک عذر ابتدائی نسبت سماعت اپیل کے منجانب رسپانڈنٹ
اس مضمون سے ہوا تہا کہ اپیل قبل از وقت ہے ۔ روبرو دیژن بنچ
کے صرف یہہ تجویز طلب پیش تہا کہ آیا اپیل روبرو بنچ موصوف کے پیش
تہا وہ مسلماً خارج المیعاد ہے تو توسیع میعاد کی عطا ہونی چاہیے یا نہین

ٹرل صاحب جسٹس نے کوئی تجویز نسبت اپیل کے حسب منشاء دفعہ ۱۰ فرمان شاہی
کے صادر نہیں کی تھی بلکہ ایک قسم کا حکم درمیانی اس مضمون سے صادر
کیا تھا کہ واسطے سماعت اپیل کی وجہ کافی ثابت کی گئی ہے — اگر ڈویژن بنچ
موصوف نے کارروائی طے کرنے اپیل مذکور کی کی ہوتی تو سوائے اسکے
کہ ٹرل صاحب جسٹس دربارہ ڈسمسی اپیل کے محمود صاحب جسٹس سے اتفاق
کرتے اور اوس صورت مین کوئی اپیل ممکن نہوتی — اگر حکام بنچ موصوف
ایسی کارروائی کرنا پسند کرتے تو مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۷۵ مجموعہ
ضابطہ دیوانی کے بقیہ عدالت کے سپرد کر دیتے اور اوس حالت مین کوئی عذر
پیش نہیں ہو سکتا تھا — لیکن اندرین حالات مقدمہ ڈویژن بنچ کو واپس
جانا چاہیے اور اگر بعد سماعت روداد کے حکام موصوف تجاویز مختلف الرائے
تحریر کرین تو اوس وقت اپیل بموجب فرمان شاہی کے ہو سکتا ہے

عدالت نے عذر ابتدائی کو بدین تجویز نامنظور کیا کہ تجویز ٹرل صاحب جسٹس
داخل منشاء لفظ تجویز مستعملہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے ہے اور نتیجہ اختلاف
راے ڈویژن بنچ کا یہہ ہوا کہ اپیل مرجوعہ بنچ موصوف ڈسمس متصور ہوا
لہذا اپیل حال قبل از وقت نہیں ہے اور اوسکی سماعت اور تجویز ہونی
چاہیے ۔

سندر لعل منجانب اپیلانٹ — راس منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب جسٹس و اسٹریٹ صاحب و براڈہرسٹ صاحب جسٹس — یہہ اپیل
حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے ہے — ۱۶ ستمبر ۱۸۸۲ء کو نالش مدعیکی
جج ماتحت سہارنپور نے ڈسمس کی تھی — واضح ہوتا ہے کہ چھیاسٹھ یوم تک
ضروری کاغذات بغرض ادخال اپیل کے مدعی کو حاصل نہیں ہو سکے تھے
لیکن بعد حصول کاغذات مذکور کے ۲۳ مارچ ۱۸۸۳ء کو مدعیہ نے یادداشت اپیل بدرخواست
استجازت اپیل صیغہ مفلسی کے داخل کیا — میعاد معینہ بعد منہائی ۶۶ یوم کے جو حصول
کاغذات بغرض ارجاع اپیل مفلسانہ کے ضروری تھی ۲۷ یوم قبل ۲۳ مارچ ۱۸۸۳ء کے گذر گئی
تھی — ۱۳ فروری ۱۸۸۳ء کو نتیجہ اپیل مفلسانہ کا یہہ ہوا تھا کہ اوسکی درخواست نامنظور ہوئی تھی

اور عدالت سے یہہ تجویز کی تہی کہ وہ خارج المیعاد ہے - ۱۰ رمی ۱۸۸۴ء کو اپیلانٹ
نے درخواست تجویز ثانی کی گذرانی تہی - وہ درخواست ۲۴ ر اپریل ۱۸۸۴ء
کو نامنظور ہوئی تہی - اپیلانٹ نے ۱۸ رجون سنہ مذکور تک کچھہ کارروائی نہین
کی کہ جب برطبق درخواست اپیلانٹ کے چیف جسٹس سابق نے اوسکو اجازت
داخل کرنے اپیل کی کاغذ کامل القیمت پر عطا کی اوسکے داخل کرنیکی میعاد
مین توسیع کر دی - اس شکل کا حکم جب کہ وہ ایک جج عدالت ہذا نے صادر
کیا ہے کبہی ایسا متصور نہین ہوا ہے کہ جہانتک بحث میعاد سماعت کا تعلق ہے
مانع اوس پیچ کا دربارہ تجویز نسبت صحت حکم مذکور کے اوسوقت ہو جب مقدمہ
پنچ مین پیش ہو - بلحاظ اپنے تجربہ زمانہ قلیل اور باتفاق اپنے بہائی اسٹریٹ
صاحب او براودہرسٹ صاحب کے یہہ کہتا ہون جنکو عدالت ہذا مین مدت دراز
کا تجربہ ہے - ۱۷ ر جولائی ۱۸۸۴ء کو اپیل داخل ہوا تہا - مقدمہ واسطے
سماعت کے روبرو ٹرل صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس کے پیش ہوا تہا
کہ جب بحث خارج المیعادی اپیل کا پیش ہوا تہا - ٹرل صاحب جسٹس نے
یہہ تجویز کی کہ اپیلانٹ کو اوسکے اپیل کا کارروائی کرنیکی اجازت عطا ہونی چاہیے
یہہ خیال کرکے کہ بوجہ افلاس اور اس امر کے کہ اپیلانٹ عورت پردہ نشین
ہے مقدمہ بڑی سختی کا ہے - خلاف اسکے محمود صاحب جسٹس نے یہہ تجویز کی
تہی کہ کوئی وجہہ کافی حسب منشاء دفعہ ۵ - ایکٹ میعاد سماعت کے ثابت
نہین کی گئی ہے اور چونکہ حکام مسطور بہا اختلاف تجاویز کا تہا لہذا اپیل ڈسمس
قرار پایا - مین اوپر کہہ چکا ہون کہ بعد منہائی ۸۶ یوم کے اپیل مظفانہ ۲۰ یوم
خارج المیعاد تہا - بمنہائی ماوسی ۸۶ یوم کے اگر اپیل ۲۴ مارچ ۱۸۸۴ء کو داخل
ہوتا تو اوس سے ۱۳ ر یوم خارج المیعاد تہا - اپیلانٹ نے پچاس یوم تک
مابین ۲۴ ر اپریل ۱۸۸۴ء اور ۱۸ ر جون ۱۸۸۴ء کے کچھہ کارروائی نہین
کی اور یہہ ایسا زمانہ ہے جسکو ہم نظر انداز نہین کر سکتے ہین - پنڈت سندر لعل
نے یہہ حجت کی ہے کہ اس امر سے کہ اپیلانٹ کو استطاعت داخل کرنے اپیل
کی کاغذ کامل القیمت پر نہ تہی مقدمہ دفعہ ۵ ایکٹ میعاد سماعت مین داخل

ہوجاتا ہے — ہمنے اونسے پوچھا تہا کہ اگر یہہ کیفیت ہے تو عدالت اپنے اختیار امتیازی سے کیسا میعاد ایسے اپیلانٹ کے مقدمہ متعلق کر سکتی ہے جو مفلس ہے — ہمکو کوئی جواب قابل اطمینان اونسے نہین پایا — واضعان ایکٹ میعاد سماعت نے اس امر کو نظر انداز نہین کیا ہے کہ ممکن ہے کہ اپیلانٹ مفلس ہو — ایکٹ مین یہہ حکم ہے کہ اپیل مفلسانہ اندر تیس یوم کے داخل ہونی چاہیے — اگر ہم ذیعلم پنڈت کے اس حجت کی سماعت کرین تو ہم یہہ تجویز کرینگے کہ ایکٹ میعاد سماعت اون مقدمات سے متعلق ہے جنمین اپیلانٹان مفلس ہون — ہمیں محمود صاحب جسٹس کے اوس تجویز سے اتفاق کرتے ہین جسمین مشارالیہ نے حوالہ مقدمہ مشارع الیہ بنام احمد اللہ (انڈین لا ریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۸۷) کا کیا ہے — جس اصول پر عدالتون کو رعایت جہانتک کہ ملک انگلستان کو تعلق ہے اوس مقدمات مین عطا کرنا چاہیے جو اندر میعاد دایر کرنا چاہیے ا سکی بحث کثرت راے عدالت سے بمقدمہ کالنس بنام دی وسٹری آف بیدنگ تن (لا ریورٹ جلد ۵ کوینز بنچ ڈیوژن صفحہ ۳۶۸ دلا جنرل جلد ۶۰ نیو سیریز (کامن لا) صفحہ ۱۲۰) ہوئی ہے — یہہ اپیل ڈسمس کیا جاتا ہے — خرچہ بہ الگانہ رسپانڈنٹان کو جنہون نے جوابدہی کی ہے بقدر اونکے حقیت واقع شدہ تنازعہ معہ سود کے دلایا جاویگا ◆

قواعد اور احکام عدالت

اجلاس

آنریبل سر جان اِیج نایٹ چیف جسٹس
ایضاً .... ڈی اسٹریٹ صاحب
ایضاً .... ایم براڈہرسٹ صاحب
ایضاً .... ڈبلیو ٹرل صاحب
ایضاً .... ایس محمود صاحب

جسٹسان

حسب دفعہ ۲۷ — ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۷۶ع بترمیم سرکلر آرڈر نمبرہ سنہ ۱۸۸۶ع

دربارہ محتانہ جو کسی فریق کو بابت ایڈوکیٹ وکیل یا اٹرنی اونکی فریق مخالف بابت کارروایات صیغہ اپیل اس عدالت العالیہ ہائی کورٹ کے اداکرنا پڑیگا عدالت حسب ذیل حکم صادر کرتی ہے +

اول — جہانتک قواعد ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ اور ۵۶ سرکلرارڈر نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۶ع کو کارروایات صیغہ اپیل ہائی کورٹ سے تعلق ہے الفاظ اور اسی ہزار سے زیادہ ہون — موقوعہ ضمن ہاے (۴) قواعد ۵۳ و ۵۴ و ۵۶ کے منسوخ کیئے جاتے ہین اور کل ضمن ہاے (۵) قواعد ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ اور ۵۶ منسوخ کئے جاتے ہین — بپابندی ترمیمات مذکور کے قواعد مذکور نافذ رہینگے —

دویم — اس تحریر کی روسے قاعدہ ۵۷ — اوسقدر منسوخ کیا جاتا ہے کہ جسقدر وہ متعلق ہائی کورٹ کے ہے اور بجاے اوسکے قاعدہ ذیل نافذ ہوگا +

۵۷ — الف — الفاظ — تعداد یا مالیت دعوی موقوعہ قواعد ۵۳ — ۵۴ — ۵۵ اور ۵۶ سے مراد مالیت مندرجہ درخواست یا یادداشت اپیل ہے اور مالیت مذکور مطابق نرخ بازار شئے متنازعہ کے درج ہوگی — درحالیکہ قواعد حسب دفعہ ۳ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۸۷ع کے مرتب ہون تو نرخ بازاری اراضی متنازعہ مقدمہ از قسم مقدمات متذکرہ دفعہ مذکور مطابق قواعد مذکور کے محسوب کیا جاویگا لیکن بحالت نہونے قواعد مذکور کے اور بحالت ہونے نزاع یا پیدا ہونے اشتباہ کے تصفیہ اوسکا بذریعہ تحقیقات حسب طریقہ معینہ دفعہ ۹ ایکٹ رسوم عدالت کے ہوگا —

سویم — قاعدہ ۵۹ — اس تحریر کی روسے جہانتک وہ متعلق ہائی کورٹ کے ہے منسوخ کیا جاتا ہے اور بجاے اوسکے قاعدہ ذیل نافذ ہوگا +

۵۹ الف — باوجود احکام قواعد ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ جب وجہ کافی فریق مغلوب فوراً بعد صدور فیصلہ کے ظاہر کرے یا اوسکی طرف سے ظاہر کیجاوے تو عدالت کو اختیار ہے کہ محتانہ اوس سے کم دلادے

جو قبل ازیں معین کیا گیا ہے ۔

مقام الہ آباد ۔ ۷ جون ۱۸۸۵ء

دستخط چیف کلارک قایم مقام رجسٹرار

اجلاس ۲

آنریبل سر جان ایج نایٹ چیف جسٹس	
ایضاً .... ڈگلس اسٹریٹ صاحب	
ایضاً ..... مسٹر ٹیبراد ہرسٹ صاحب	جسٹسان
ایضاً ...... ولیم ٹرل صاحب	
ایضاً ..... ایس ۔ محمود صاحب	

حسب احکام دفعہ ۱۳ ۔ اسٹیٹوٹ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ ۔ اور دفعہ ۴۶ فرمان شاہی عدالت اور بشمولی قواعد عدالت نمبر ۲ ۱۸۸۴ء اور قواعد عدالت مورخہ ۵ اپریل ۱۸۸۵ء و ۱۹ اکتوبر ۱۸۸۵ء حسب ذیل حکم ہوتا ہے ۔

(۱) مقدمات از قسم ذیل کی سماعت اور تجویز جلسہ واحد عدالت سے ہوا کریگی ۔

(۱) کل درخواستہا منظوری اپیل بنا راضی ڈگریات عدالت ابتدائی اور اپیل اور احکام کے ۔

(۲) اپیل ہائے دوم جن تعداد یا مالیت شے متنازعہ کی جسکے مطابق رسوم عدالت ادا ہوئی ہو ... روپیہ سے زیادہ نہو ۔

(۳) درخواستہائے محکومہ دفعہ ۱۵ فرمان شاہی یا دفعہ ۶۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۔

(۴) اپیل بناراضی ڈگریات اور احکام صادرہ صیغہ اجرائے ڈگری

(۵) درخواستہائے انتقال مقدمہ کسی عدالت ماتحت سے دوسرے عدالت میں یا عدالت مذکور سے عدالت ہائی کورٹ ۔

(۶) درخواست ہاے مشعر استجازت ارجاع اپیل متعلقہ حسب دفعہ ۵۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی۔

(۷) درخواست ہاے مشعر ارجاع اپیل بحضور ملکہ معظمہ باجلاس کونسل یا متعلق درخواست مذکور کے۔

(۸) اپیل و درخواست اور استصواب بموجب مجموعہ ضابطہ فوجداری کے بجز

(الف) اپیل اور استصواب جن مقدمات مین حکم موت کا صادر ہوا ہو

(ب) اپیل منجانب لوکل گورنمنٹ حسب دفعہ ۴۱۷ بنا راضی احکام برأت

(۹) مقدمات جو بنفاذ معمولی اختیار سماعت ابتدائی دیوانی کے عدالت مین پیش آوین۔

(الف) حسب ایکٹ وراثت ہند۔

(ب) حسب ایکٹ طلاق ہند۔

(۱۰) مقدمات جو عدالت ہذا مین بنفاذ غیر معمولی اختیار سماعت ابتدائی دیوانی کے پیش اوین۔

(۱۱) مقدمات جو عدالت مین بنفاذ اوسکے اختیار سماعت معمولی یا غیر معمولی ابتدائی فوجداری کے پیش آوین۔

(۱۲) اپیل ہاے دیوانی جو بموجب کسی ایکٹ گورنر جنرل باجلاس کونسل علاوہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر ہوئے ہون اور درخواست ہاے یا استصوابات جو از روے کسی ایسے ایکٹ کے ہون جسکے لئے اس قاعدہ مین کوئی حکم خاص نہین ہوا ہے مگر شرط یہ ہے کہ جج ممدوح کو اختیار ہے بشرطیکہ اونکو مناسب معلوم ہو کہ کسی اپیل یا درخواست یا سوال یا در معاملہ کو قبل اسکے کہ خود اونہون نے اوسکا فیصلہ کیا ہو واسطے سماعت کے کسی ڈویزن بنچ کے سپرد کر دین جسمین دو جج اجلاس کرتے ہون۔

(۲) مقدمات اقسام ذیل کی سماعت اور تجویز ڈویزن بنچ عدالت سے ہوا کریگی جسمین دو جج شامل ہونگے۔

(۱) مقدمات علاوہ مقدمات متذکرہ قاعدہ ماقبل باستثناے اون
اپیلونکے جو بسند دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے ہون اور استصوابات کے
جو اجلاس کامل عدالت سے ہون ۔

(۲) مقدمات جو جلسہ جج واحد کے حسب شرط متعلقہ قاعدہ ماقبل
کے سپرد ڈویزن بنچ کے کئے جاوین مگر ہمیشہ شرط یہہ ہے اور اس
تحریر کی روسے ترمیم قاعدہ ۶ منجملہ قواعد مورخہ ۲۱ مئی ۱۸۷۲ء
کے یہہ حکم ہوتا ہے کہ کل اپیل مقتضیہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی بنا راضی فیصلہ
جلسہ جج واحد کے سماعت دو ججونکے ڈویزن بنچ سے ہوا کریگی ۔

مقام الہ آباد ۔ ۱۱ جون ۱۸۸۶ء ۔

دستخط جے کلارک قایم مقام رجسٹرار

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

مورخہ ۴ جولائی سنہ ۱۸۸۶ء

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب بی اے اشسٹنٹ حبیب خضایہ بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال
وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ [illegible]	فہرست مقدمات	نمبر ۲۷ جلد ۷

مقدمہ	صفحہ	مقدمہ	صفحہ
معاملہ گجراج سنگھ	۶۱۱	نبی بخش بنام سیوارام	۶۰۵
پرمیشر داس بنام بھیلا	۶۰۸	ہرنند رائے بنام ہرگولعل	۶۰۶

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ ۳	۶۰۸	ڈگری خریدار مذکور پر قابل پابندی ہونا	۶۰۶
—— ۱ سنہ ۱۸۷۲ء دفعہ ۹۱ تشریح ۳ تمثیل (ہ)	۶۰۵	رجسٹری	۶۰۵
—— ۳ سنہ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۷	۶۰۵	رسید مشعر وصول زر رہن	۶۰۵
۱ سنہ ۱۸۷۹ء دفعہ ۳ ضمن ۴ (ج) اور ۱۳ اور دفعات ۷ و ۲۶ ضمیمہ نمبر ۱۳ و ۴۴	۶۱۲	رہن	۶۰۵، ۶۰۶، ۶۱۲
		شہادت	۶۰۵
		—— زبانی بابت وصول	۶۰۵
ثبوت و اجازت [illegible] بغرض ارجاع نالش	۶۰۸	عملدر آمد	۶۰۸
		مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۷۸	۶۰۸
تجویز عدالت اپیل	۶۰۸	—— دفعات ۲۴۴ و ۲۵۸	۶۰۸
ثالث	۶۱۲	نالش بجانب مرتہن بغرض نفاذ رہن	۶۰۶
خریدار حق راہنی کا فریق مقدمہ نکیا جانا	۶۰۶	—— نابالغ	۶۰۸

واضح ہو کہ جملہ مراسلات اور روپیہ چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

الناظر پریس الہ آباد میں چھپا

ضلع مرادآباد — اپیل دویم نمبر ۶۶۹ سنہ ۱۸۸۶ء — منفصلہ ۸ مارچ

نبی بخش بمقام میوارام وبیک کس دیگر

رہن — رسید مشعر وصول زر رہن — رجسٹری — ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء — (ایکٹ رجسٹری) دفعہ ۱۷ — شہادت — شہادت زبانی بابت وصول — ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۲ء (ایکٹ شہادت) دفعہ ۹۱ تشریح ۳ تمثیل (د)

واقعات اس مقدمہ کے اچ صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین —

حبیب اللہ منجانب اپیلانٹ — رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

اچ صاحب چیف جسٹس — یہہ نالش واسطے وصولیابی اوس روپیہ کے ہے جسکا اطمینان از روے رہن کے ہوا تھا — مدعا علیہم کو عذر جزو آ وصول دہی کا ہے اور ایک رسید غیر رجسٹری شدہ بابت مبلغ ۱۱۱ لـہ کے پیش کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نامبردگان نے مبلغ ۱۱۱ لـہ بابت قرضہ رہن کے ادا کیا ہے — نامبردگان نے شہادت زبانی بہی اسامر کے ثبوت مین دی ہے کہ مبلغ ۱۱۱ لـہ بابت قرضہ رہن کے اونہون نے ادا کیا ہے — اپیل عدالت ہذا مین جو منجانب مدعیان ہے دو امور ہمارے روبرو پیش کئے گئے ہین اول یہہ کہ آیا رسید تعدادی ۱۱۱ لـہ کی حسب منشاء دفعہ ۱۷ — ایکٹ رجسٹری کے دستاویز ہے اور اسکی رجسٹری لازمی ہے یا نہین اور ثانیاً یہہ کہ آیا شہادت زبانی واسطے ثبوت اوس وصول کے جسکا اقرار اوس رسید مین ہے دیجا سکتی ہے یا نہین — مین خیال کرتا ہون کہ اصول مندرجہ مقدمہ اجلاس کامل جیون علی بیگ بنام باسومل (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۰۸) متعلق مقدمہ ہذا ہے میری یہہ بہی راے ہے کہ اگر رسید رجسٹری طلب ہی تاہم شہادت زبانی بغرض ثبوت اوس وصول کے جسکا رسید مین اقرار ہے

قابل مقبول ہے۔ رسید صرف یہہ اقرار منجانب اوس شخص کے ہے جسکے دستخط اوسپر ہین کہ روپیہ ادا ہوا ہے اور مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ قانون مین کوئی امر مانع ثبوت زبانی نسبت وصول مذکور کے ہے۔ لہذا یہہ اپیل معہ حرچہ ڈسمس ہونی چاہیے۔

محمود صاحب جسٹس۔ مین نے بہی یہی نتیجہ اخذ کیا ہے لیکن اسوجہ سے کہ ایک فیصلہ میرا بمقدمہ امداد حسین بنام تصدق حسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۶ صفحہ ۲۲۵) اور ایک دوسرا فیصلہ ہی جو مجھکو رپورٹ مطبوعہ جسمین نہین دستیاب ہوتا ہے مین یہہ کہنا چاہتا ہون کہ بعض ایسے آرای مین جو مینے اوس مقدمہ مین ظاہر کی ہین اور جس سے مین اسمقدمہ مین مستفید نہین ہوسکتا ہون کیونکہ وجوہ فیصلہ تجویز اجلاس کامل بمقدمہ جیون علی بنام باسو لال مانع اس امر کے ہین کہ مین اس بحث کی تجویز کرون۔ مین پابند فیصلہ اجلاس کامل کا ہون لہذا دربارہ ڈسمسی اپیل معہ حرچہ کے مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون۔

ضلع سہارنپور اپیل دویم نمبر ۶۸ سنہ ۱۸۹۶ء منفصلہ ۸ مارچ

ہرنند رائے وغیرہم بنام ہرگولعل

رہن۔ نالش منجانب مرتہن بغرض نفاذ رہن۔ خریدار حق راہنی کا فریق مقدمہ نکیا جانا۔ ڈگری کا خریدار مذکور پر قابل پابندی ہونا۔

واقعات اسمقدمہ کے ایچ صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین

ہنومان پرشاد منجانب اپیلانٹان   جوگندرناتہہ چودہری منجانب ریسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس۔ اسمقدمہ مین جیساکہ ہم عرضی نالش سے اور جیساکہ مسٹر چودہری نے منجانب مدعی اور منشی ہنومان پرشاد نے منجانب مدعا علیہم تسلیم کیا ہے یہہ سمجھتے ہین کہ اصلی اور تنہا دعوی مدعیکا یہہ تہا کہ استقرار اس امر کا کیا جاوے کہ اوسکی حقوق واقعہ بعض اراضی پر نیلام بعینہ اجراے ڈگری مورخہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۶ء سے کچہ اثر نہین پہونچ سکتا ہے

اور نہ اوسکی حقیت نیلام ہو سکتی تھی واضح ہوتا ہے کہ جائداد متنازعہ یکم جولائی
۱۸۶۳ء کو چار شخصون کے پاس رہن ہوئی تھی — منجملہ مدعا علیہم کے ایک
شخص منجملہ چار اشخاص مذکور کے اور دوسرا اونمین سے دوسرے شخص
کی اولاد ہے — یکم جولائی ۱۸۶۹ء کو راہنان نے اپنے حق راہنی نسبت
جزو اراضی مرہونہ متنازعہ کے بدست مدعی بیع کر دیئے — بعد تاریخ مذکور کے
مدعا علیہم نے نالش کی تھی اور ۲۱ مارچ ۱۸۷۶ء کو ڈگری بنفاذ کفالت
بمقابلہ اراضی مرہونہ کے حاصل کی — اوس ڈگری مین مدعی فریق نہتا
مدعی نے اوس ڈگری کے اجرا مین بقدر اپنے حق کے عذرداری کی —
عذرداری مذکور نامنظور ہوئی لہذا یہہ نالش ہے — اب معلوم ہوتا ہے
کہ عدالت ماتحت مین صاحب جج نے نسبت نوعیت رہن اور ڈگری کی
بحث کی ہے — مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ ہمکو نوعیت رہن یا تاثیر ڈگری
کی تجویز کرنا ضروری ہے — کیونکہ یہہ امور مقدمہ ہذا مین پیدا نہین ہوتے ہین
یہہ صاف ظاہر ہے کہ ڈگری ۱۸۷۶ء کی حقوق یا حقیت مدعی واقعہ اراضی
متنازعہ پر موثر نہین ہو سکتی ہے — مابین فریقین کے جو کچھہ اور حقوق ہون
اونکی تجویز کرنیسے ہمکو اس مقدمہ مین تعلق نہین ہے — لہذا یہہ اپیل معہ خرچہ
ڈسمس ہونی چاہیے •

محمود صاحب جسٹس — جو کچھہ ذی علم چیف جسٹس صاحب نے فرمایا ہے اون
سب سے مجھے اتفاق ہے لیکن مین صرف یہہ کہنا چاہتا ہون کہ امر تجویز طلب
اس مقدمہ مین ایسا ہی جو مبنی بہ اصول ہے مشکل اوس اصول کے ہے جسکی
تجویز مجھکو بمقدمہ سیوپ سنگہ بنام گلاب رائے (زبدۃ المظاہر ہفتہ وار ۱۸۸۵ء
صفحہ ۱۵م) کے کرنا پڑی تھی اور چونکہ اوس مقدمہ مین مینے اپنے ذی علم
ہمجلیس سے اختلاف کیا تھا اسلیئے بہ تعظیم ہمجلیس موصوف کے اوس تجویز کو بہ صراحت
بیان کرنا پڑا تھا جسکے نسبت امر قانونی کی بحث مینے اوس مقدمہ مین کی
تھی — اخیر میری تجویز کا جو اوس مقدمہ مین ہے یہہ ہے کہ جن لوگون نے
بعد رہن کے کوئی حقوق حاصل کیئے ہین وہ بذریعہ رہن مابعد کے یا بذریعہ

بیع کے فریق مزدوری اوس نالش کے ہین جسمین استدعا انفاد رہن بذریعہ نیلام کے ہوتی ہے۔ اور ایسا ہوا خواہ نیلام بعد یا خریدار مابعد حق راہنی کے جیسا کہ مدعی مقدمہ ہذا ہے پابند ڈگری مقدم جو اوسکے نسبت مین صادر ہوئی ہے متصور نہین ہوتے ہین اور نہ اونکے حقوق تابع اوس نیلام کے ہوتے ہین جو ڈگری مذکورہ کے اجرا مین ہو۔ چونکہ یہہ دونو قواعد متعلق مقدمہ ہذا کے ہین لہذا ڈگری ۱۸۶۸ء کا اجرا بمقابلہ رسپانڈنٹ کے نہین ہوسکتا ہے اور جیسا کہ ذی علم چیف جسٹس اور ہم ڈگری عدالتین ماتحت کو سمجھے ہین مین خیال کرتا ہون کہ رائے عدالتین ماتحت کی دربارہ ڈگری کرنے دعوی معہ خرچہ کے صحیح ہے۔

ضلع گورکھپور — اپیل دویم نمبر ۳۴۵ ۱۸۸۶ء — منفصلہ ۱۵ مارچ

پرمیشر داس مدعا علیہم بنام بیلا وکس دیگر

ایکٹ نمبر ۵ ۱۸۶۳ء دفعہ ۳۔ نالش منجانب نابالغ۔ ثبوت اجازت بحق رشتہ دار بغرض ارجاع نالش۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۴۰ و ۴۴۴، ۴۴۵۔ علدرآمد۔ تجویز عدالت اپیل۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۶۶

واقعات اس مقدمہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین

ہورڈ منجانب اپیلانٹان — ۱ اول منجانب رسپانڈنٹان

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ نالش منجانب رام غلام عرف لائیت الیکیان مسماۃ بیلا بغرض دخلیابی بعض جایداد جو مسلماً اندرسین کی تھی پیش ہوئی ہے ایک فریق نے بیان کیا ہے کہ اندرسین ۱۲۷۸ فصلی مین مطابق ۱۸۷۱ء کے فوت ہوا ہے اور عدالت مرافعہ اولی نے یہہ تجویز کی ہے کہ تا ۱۲۷۷ فصلی مین جو مطابق ۱۸۶۹ء یا قریب اسکے ہے فوت ہوا تھا جایدہی دعوی مدعیان کی مدعا علیہم نے اس بیان سے کی ہے کہ ہم وارث اندرسین کے ہین لیکن مدعی بعد وفات اندرسین کے

دوسرے شوہر سے بیلا کے پیدا ہوا تہا لہذا مدعی کو حق وراثت نسبت جائیداد اندرسین کے حاصل نہین ہے اور یہہ کہ مدعا علیہم زیادہ از دوازدہ سال سے متخاصمانہ قابض ہین لہذا نالش خارج المیعاد ہے — عدالت مرافعہ اولی نے دعوی اون تجاویز کے بناپر ڈگری کیا ہے جنکی تحریر کرنے کی ضرورت اس موقع پر نہین ہے ٭

بر طبق اپیل منجملہ متعدد عذرات جنیہ مدعا علیہم کے ایک عذر یہہ تہا کہ مسماۃ بیلا نے جو اپنے تئین کو رفیق ترین اور ولی سام غلام کی بیان کرتی ہی سارٹیفکٹ ولایت عدالت دیوانی سے حسب اقتضاے دفعہ ۳ ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ع کے حاصل نہین کیا ہے لہذا مسماۃ مذکور نالش قایم نہین رکہہ سکتی ہے —

ذی علم جج عدالت اپیل ماتحت نے اس عذر کو نامنظور کیا ہے لیکن بوقت طے کرنے روئداد مقدمہ کے مشارالیہ نے چند سطور تحریر کیے ہین جنسے میرے ذہن مین کوئی اطلاع نہین ہوتی ہے کہ مشارالیہ کے ذہن مین کل امور اس مقدمہ کے موجود تہے — مجہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قیاس ہوسکتا ہے کہ ذی علم جج نے فیصلہ مقدمہ کا کسی امر ابتدائی پر نہین کیا ہے اور اونہون نے کسی قسم کی کوشش فیصلہ کرنے مقدمہ کی روئداد پر کی ہے — لیکن تجویز نوشتہ مشارالیہ بہت ناقابل اطمینان ہے اور ایسی تجویز نہین ہے جیسے بموجب دفعہ ۵۷۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہونی چاہیے تہی — مجہے شکوک ناشی ہوئی تہے کہ آیا تجویز مذکور بالکل منسوخ کردی جائے اور واسطے تصفیہ مناسب مطابق قانون کے مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس بہیجا جائے لیکن بخیال ضروریات خاص اس مقدمہ کے مین واسطے تکمیل انصاف کے یہی کافی سمجہتا ہون کہ بیان اون تنقیحات کا کیا جائے جنکی نسبت ذی علم جج کو اپنا ذہن متوجہ کرنا چاہیے تہا اور اونکی تجویز قطعی کرنا چاہیے تہی — مین یہہ کہتا ہون جیسا کہ مین اکثر پیشتر کہہ چکا ہون کہ اپیل مین

جو بنا بر اسی ڈگریات ابتدائی کے ہون صاحبان جج کو فرض ہے کہ
صاف صاف وجوہ اپنے نتایج کے بیان کرین اور شہادت مقدمہ کو
مناسب طور پر جانچین — یہہ ہنپر بحیثیت عدالت اپیل دویم کے فرض
ہنین کہ شہادت کو جانچین —
لیکن قبل اسکے کہ تنقیحات مذکور ظاہر کیے جاوین ضرور ہے کہ فیصلہ
اوسی امر قانونی کا کیا جائے جسپر مسٹر ہورڈ نے اصرار کیا ہے —
یعنی یہہ کہ آیا مدعی کا قایم مقام اس مقدمہ مین اسکی بابت مناسب طور پر
ہے یا نہین کہ جسنے سارٹیفکٹ ولایت کا حاصل ہین کیا ہے —
بہ نسبت اسکے میری یہہ راے ہے کہ فیصلہ اجلاس کامل بمقدمہ بنا بانشی دولن جان
بنام دی سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ - صفحہ ۵۹) سے فیصلہ اس امر کا ہو جاتا ہے — جو حجت
ہمارے روبرو بحث ہوئی ہے وہ سب بحثین اوس مقدمہ مین ہوئی
تہین اور یہہ تجویز ہوئی تہی کہ عدم موجودگی سارٹیفکٹ ولایت کی
امر قاطع نہین ہے اور محض یہہ امر کہ عدالت نے کارروائی مقدمہ کی
روا رکہی ہے ایسا متصور ہونا چاہیئے جیسے اجازت ضروری کا عطا
ہونا ضمناً سمجہا جاتا ہے — علاوہ برین نسبت اس امر کے مخصوص اور معین
خود میری راے ہین اور اگر کوئی ایسی اجازت نہ دی گئی ہو تو یہہ بے ضابطگی
صرف ایسی ہی جسپر دفعہ ۵۷۸ مجموعہ کے حاوی ہے یعنے یہہ کہ اوس سے
کوئی اثر روئداد مقدمہ پر یا اختیار عدالت پر نہین پہونچتا لہذا مین اس
عذر کو نامنظور کرتا ہون —
بہ نسبت دیگر عذرات کے صرف یہہ امور ہین اور
اونہین کے متعلق مقدمہ مین امور تنقیح طلب قرار پاتے ہین یعنے
اندر سین کب فوت ہوا اور رام غلام کب پیدا ہوا — ذی علم جج صاحب
عدالت ماتحت کو تنقیحات مذکور کی تجویز کرنا چاہیئے اور یہہ تصفیہ کرنا چاہیئے
کہ آیا رام غلام پسر صحیح النسب اندر سین کا ہے یا نہین —

بعدہ بہ نسبت قبضۂ مخالفانہ کے جو منشاے عذر چہارم اپیل کا ہے
مین خیال کرتا ہون کہ چونکہ مدعی نابالغ ہے اس قسم کا کوئی عذر نہین ہو سکتا
لیکن اور دیگر امور ہین جنکو وقت فیصلہ کرنے مقدمہ کے ذی علم جج
کو ذہن نشین کرنا چاہیئے — منجملہ امور مذکور کے ایک یہہ امر کہ فریق
کے طرف سے بیان ہوا ہے کہ بعد وفات اندر سین کے جایداد
دفتر مال سرکاری مین مسماۃ بیلا کے نام سے درج ہوئی تھی اور
نہ برام غلام کے نام سے جو وارث جایز ہے بشرطیکہ اندر سین کا لڑکا ہو
اور بھی دیگر امور خفیف مقدمہ مین ہین جو ذہن نشین رکھنا چاہئے
مثلاً یہہ بیان کہ بعد داخل خارج ہوجانے نام کے مسماۃ بیلا نے
بذریعہ درخواست جو بعدہ حکام مال کے حضور مین گذرے
یہہ درخواست کی تہی کہ میرا نام خارج کیا جائے اور مدعا علیہم کا نام داخل
کیا جائے کیونکہ مینے دوسری شادی کر لی ہے — یہہ ایسے امور ہین
جنکو اصلی امور تنقیح سے تعلق ہے — لہذا مین مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۶ کے
واسطے فیصلہ امور مذکور کے واپس کرتا ہون — بعد واپسی تجاویز کے
دس روز کی مہلت واسطے عذرات کے دی جاوے گی —

براد جیرسٹ صاحب جسٹس — مین حکم واپسی مقدمہ مجوزہ اپنے ذی علم
ہمجلیس سے اتفاق کرتا ہون

(بشمول مقدمات محولہ بہابا پرشاد خان بنام دی سکرٹری آوف اسٹیٹ
فار انڈیا ان کونسل کے مقدمہ جانکی بنام دہرم چند) انڈین لا رپورٹ
الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۷۷) ملاحظہ کیجیے اور مقدمہ مخالف پرتہی سنگہ بنام
لوبہان سنگہ (انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱) ملاحظہ کیجیے
مترجم)

منفصلہ ۵ مارچ ۱۸۸۴ع

استصواب بابتہ اسٹامپ

بمعاملہ گجراج سنگہ

ایکٹ اسٹامپ ۱۸۷۹ع (ایکٹ اسٹامپ) دفعہ ۳ ضمن ۴ (ج) اور ۱۳

دفعات ۲۰ و ۲۹ ضمیمہ ا نمبر ۱۳ و ۳۴ - تمسک - رہن -

جہ استصواب منجانب بورڈ آف ریفنیو کے حسب دفعہ ۴۶ - ایکٹ ۱۸۷۹ء (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۹ء) کے ہے - استصواب مذکور قبل چٹھی منجانب سکرٹری دی بورڈ بنام صاحب رجسٹرار کے ہے اور جسمین منزوری اونکا حسب ذیل ہے مجھے صاحبان بورڈ نے یہہ خواہش کی ہے کہ آپ براہ مہربانی نقل دستاویز منسلکہ کو جو کلکٹر شاہجہان پور نے ضبط کی ہے اور جسکا ترجمہ بہی منسلک ہے اجلاس عدالت مین پیش کیجئے اور ایک فیصلہ حسب دفعہ ۴۶ - ایکٹ ۱۸۷۹ء کے اس بارہ مین کہ کسقدر محصول اسٹامپ اوسکے نسبت واجب ہے عدالت موصوف سے حاصل کیجئے -

دستاویز مذکور متعلق بیع سالم اسباب یا مال تجارتی کے ہے -

دستاویز مذکور مین ذکر وصول مبلغ ... روپیہ بطور بیعانہ بابتہ اطمینان بیع سالم ... من راب کے ہے جسپر پیدا کرنے والا راب کا مستحق پانے منافع کا بحساب فی من ۹ ر اوپر اوس شرح کے ہے جو راب بنانے والوں کے پنچایت مین مقرر ہو - بطور اطمینان تعمیل معاہدہ کے راب بنانے والے نے ایک کہیت اوکہہ یعنے نیشکر کا جسکے مالیت نہین بیان کی ہے مکفول کیا ہے -

لہذا جس رقم کا اطمینان دستاویز مین کیا گیا ہے وہ ... روپیہ زر بیعانہ بیشگی وادہ بشمول مبلغ ... روپیہ تین آنہ زر منافع جو راب بنانے والے کو ... من پر بشرح ۹ ر فی من ملیگا اور اوسیقدر اوس رقم کا ہے جسکے تعداد وقت تحریر دستاویز کے نہین دریافت ہو سکی کیونکہ قیمت نہین مقرر کی تہی -

علاوہ برین ایک رہن - (بلا قبض) بنظر اطمینان رقم متذکرہ اخیر کے ہے جو وقت تحریر دستاویز کے دریافت نہین ہوی تہی صاحبان بورڈ کے یہہ رائے ہے کہ دستاویز مذکور رہن نامہ بلا قبض کے قسم مین داخل ہونا چاہیئے اور مطابق اوس رقم کے جسکا ادسمین اطمینان کیا

گیا ہوا اسٹامپ لگانا چاہیئے۔ مقدمہ حال مین چونکہ وہ رقم جسکا اطمینان
ہوا ہے وقت تحریر دستاویز کے دریافت نہین ہوئی ہے لہذا جو رقم ازروئے
رہنامہ کے واجب الوصول ہے حسب دفعہ ۲۶ - ایکٹ ۱۸۷۹ع کے ظاہرا
سنحراوپر قیمت اسٹامپ استعمال شدہ کے ہوگی بشرطیکہ وہ ۲۵ ر انہ سے کم
قیمت کا نہو کیونکہ یہی اسٹامپ بدرجہ اقل واسطے رہنامہ کے مقرر ہے۔

جس دستاویز سے یہ استصواب متعلق ہے وہ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۸۹۸ع ہے
اور بعبارت ذیل ہے۔

مین گجراج سنگھ پسر پہلوان سنگھ قوم ٹھاکر ساکن موضع لسہرہ بزرگ پرگنہ
پوایان ضلع شاہجہان پور نے مبلغ سو روپیہ سکہ سرکار جسکا نصف بارہ
روپیہ آٹھ آنہ ہوتا ہے بطور بیعانہ مفصلہ ذیل کے لالہ شیو چرن لال ولد
جگناتھ قوم بقال اودھیا ساکن قصبہ پوایان سے حسب شرائط ذیل قرض لیا کہ مین
مقر رقعہ من پختہ راب اول درجہ کے جو پیداوار نیشکر ۱۳۰۶ فصلی کی
بشرح فی من ۹ ر مناقع اوپر شرح کنڈلی کے ماگہ بدی دوج ۱۳۰۶ فصلی کو بہم
پہونچاونگا اور اگر تعداد معین سے راب کم بہم پہونچاؤن اور روپیہ باقی رہجائے
تو جو روپیہ باقی رہجائے گا وہ بشمول منافع بشرح فی من ایکروپیہ کے ادا
کیا جائے گا اور درحالیکہ مین بسر سالی راب مین بالکل قاصر ہوان یا اسکو
کسی اور جگہ بیچ لون تو کل روپیہ بشمول منافع یکمشت فوراً ادا کرون اور بجا
ہے انکار روپیہ اداکرنیکے داین کو اختیار ازمابغ نالش اور
وصول کرنے روپیہ کا عند الطلب ہوگا اور مجھے کچھ عذر نہوگا۔ واسطے
اطمینان زر مذکور بشمول منافع کے مقر اس تحریر کے روسے دستاویز
ہذا مین پیداوار کھیت جسمین نیشکر ۱۳۰۶ فصلی کے بابت بویا ہے
تعدادی سے بیگہ خام محدودہ ذیل موقوعہ موضع جیون پرگنہ پوایان اور
مقبوضہ اور کاشتہ اپنا مکفول کرتا ہون اور اقرار کرتا ہون کہ تا ادائے
اس روپیہ کے کسیطرح پر جائداد کو منتقل نکرونگا اور اگر منتقل کرون تو انتقال
مذکور ناجایز ہوگا۔ لہذا یہ رہنامہ لکھدیا کہ وقت ضرورت کے کام آوے

اسٹوارٹ چیف جسٹس - جو دستاویز بذریعہ استصواب ہذا ہمارے روبرو پیش ہے اوسپر ہماری راے مین محصول اسٹامپ ۴ روا جب الاخذ ہے خود دستاویز مذکو۔ اگرچہ دراصل ایک اور معاہدہ یا اقرار واحد ہے دو حیثیت کی ہے حسب منشا سے لفظ مشک کے وہ مشک ہے جیسی کہ اوسکی تعریف دفعہ ۲ ضمن ۴ (ج) مین ہوئی ہے کیونکہ وہ دستاویز ایسے مصدقہ ہے جسکے روسے ایک شخص اپنے کو پابند حوالہ کرنے غلہ یا دوسری پیداوار زراعتی کا کسی دوسرے شخص کو کرتا ہے - جسکا معاوضہ وہ ہے جو چٹھی بورڈ مین لکھا ہے یعنی ۶۶ روپیہ اور منافع ہے جسکو بورڈ نے ۱۱ گیارہ روپیہ تین آنہ بیان کیا ہے - بہ نسبت اوس رقم کے جو دریافت نہین ہوسکی ہے دستاویز مذکور مضامین دفعہ ۲۶ - ایکٹ اسٹامپ مین داخل ہوئی ہے لہذا اوسکا یہہ اثر نہین ہے کہ محصول اسٹامپ مین ازدیاد کی جاوے - دستاویز مذکور بہ لحاظ کفالت کے جسکا اوسمین ذکر ہے حسب منشاے نمبر ۱۲ و ۱۳ ضمیمہ ا - ایکٹ اسٹامپ کے رہنامہ ہی ہے کیونکہ ایسا رہنامہ ہے کہ جب وقت تحریر کے قبضہ نہ دیا جاوے یا راہن نے اقرار قبضہ دینے کا کیا ہو اور چونکہ اس حیثیت الضاعف سے معلوم ہوتا ہے کہ دستاویز مذکور واسطے غرض محصول اسٹامپ کے اوس اصول مین داخل ہے جو ازروے دفعہ ۴ ایکٹ اسٹامپ کے تسلیم ہوا ہے اور جسکے روسے یہہ حکم ہے کہ اس قسم کے دستاویز پر جب اوسکے روسے مختلف محصول واجب الاخذ ہون صرف وہ محصول لیا جاوے گا جو اون محصولون مین سے سب سے زیادہ ہو - اس موقع پر محصول اسٹامپ بہ نسبت دونون حیثیت دستاویز کے ایک ہی ہے لیکن وہ سب سے زیادہ ہے جو دستاویز پر ہر صورت مین لیا جاسکتا ہے کیونکہ ظاہرا معاہدہ وہی اور ایک ہی ہے - نتیجہ یہہ ہے کہ بہ لحاظ ایکٹ اسٹامپ کے جسکا ہمنے حوالہ دیا ہے یعنے تعریف لفظ مشک مندرجہ دفعہ ۲ - ضمن ۴ (ج) اور نمبر ۱۲ و ۱۳ ضمیمہ ا اور دفعات ۱۷ - اور - ۲۶ کے محصول اسٹامپ جو اس دستاویز پر

واجب الاخذ ہے جو ہمارے روبرو پیش ہے سب سے زیادہ رہی محصول واجب الاخذ ہے جو ایسے تمسک پر واجب الاخذ ہوتا ہے جسکی تعداد یا مالیت دس روپیہ سے زیادہ ہو لیکن پچاس روپیہ سے زیادہ نہو جیسا کہ نمبر ۱۳ ضمیمہ اول مین حکم ہے۔

ابکے مجھے صرف یہہ اور لکھنا ہے کہ شرط مندرجہ دستاویز بابت اوس حالت کے کہ جب زاب مقدار معین تک بہم پہونچائی جاوے اور روپیہ باقی رہجاے بعد اس شرط کے کہ ایسے حالت مین از روپیہ اور منافع بشرح فی من اوسکو روپیہ کے ادا کیا جاوے گا اور نیز یہہ شرط کہ راب مطلق نہ پہونچائی جائے یا کہین دوسری جگہ بیچ لی جائے۔ یہہ کل شرائط بالضرور از قسم تعزیری ہین اور نیز محض اتفاقی ہین کیونکہ ممکن ہے کہ یہہ شرائط وقوع پذیر ہون یا نہون لہذا در بارہ تشخیص محصول اسٹامپ کے اونپر لحاظ نہونا چاہیے۔

اسٹرٹ صاحب جسٹس نے نظر مضامین دستاویز کے جستے یہہ استصواب متعلق ہے اور مضامین مذکور کے اونکی معمولی منشاء کے قانونی مین تشریح کرکے معلوم ہوتا ہے کہ دستاویز مذکور در تعریف مین داخل ہے۔ اور لاؤہ اقرار نامہ حوالگی راب مع شرط خسارہ کے ہے جو بحالت نقض معاہدہ کے ہوتا یا دہ تمسک کو لی جایداد منقولہ یعنے پیداوار کھیت اوسکے بیعے زرپیشگی بطور اطمینان ادا کرنے کی خسارہ کے ہے جو بطور معاوضہ عدم حوالگی کے واجب الوصول ہوگا۔ لیکن ضمن (ج) دفعہ ۳۔ ایکٹ ا سنہ ۱۸۷۹ء کے رو سے یہہ قرار پایا ہے کہ کوئی دستاویز جسکے رو سے کوئی شخص اپنے کو ذمہ دار حوالہ کرنے غلہ یا کوئی دوسرے پیداوار زرعی کا کسی دوسرے شخص سے کرتا ہے وہ تمسک ہے اور اگر راب بطور پیداوار زرعی متصور ہوسکتی ہے کہ جسکے نسبت مین سمجھتا ہون کہ ہوسکتا ہے تو یہہ دستاویز کہ جو ہمارے روبرو پیش ہے تعریف مندرجہ بالا مین داخل ہے اور اوسپر اسٹامپ قیمتی ۲ر کا لگنا چاہیے۔ بہ نسبت اوس شرط کے جو اوسمین در بارہ تعزیر کے ہے میرے ذہن مین فیصلہ اجلاس کامل مندرجہ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۲۹۶ موجود ہے جسکے نسبت گارتھ صاحب چیف جسٹس نے

پچھہ تقریرات بمقدمہ گس بورن بنام سوبل بورری (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۸ صفحہ ۲۰۹) مین کیا تہا یاد رہی جسکے نسبت مین کہہ سکتا ہون کہ متعلق ایکٹ ۱۸ سنہ ۱۸۶۹ع کے تہا کہ جسمین کوئی ایسا مضمون نہین تہا جیسا کہ ضمن (ج) قانون حال مین پایا جاتا ہے۔ بعد غور مزید کے مین نسبت صحت فیصلہ عدالت ہذا کے جسمین مین بہی شریک تہا شبہہ کرنیکو اور جو رای گارتہ صاحب چیف جسٹس نے دربارہ شرط تحریری کے ظاہر کین مین اونسے اتفاق کرنیکو آمادہ ہون - جو رقم معاہدہ مین بحالت نقص کے ادا کئے جانیکے لئے نامزد کی جاتی ہے وہ بالضرور پوری پوری واجب الوصول نہین ہوتی ہے - برعکس اسکے اوسکی روسے تعین اوس رقم انتہائی کا ہوتا ہے کہ جس سے زیادہ تشخیص معاوضہ کی نہین ہوسکتی ہے - مقدمہ حال مین بحالت قصور حوالگی شراب کے مدعی از روے معاہدہ کے مستحق پانے خسارہ بوجہہ عدم حوالگی مذکور کے ہے لیکن اوس سے یہہ نتیجہ کسیطرح پر بطور امر معمولی کے نہین نکلتا ہے کہ عدالت اوسکو وہ کل رقم دلادے گی جسکی شرط دستاویز مین ہے - مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ کبہی یہہ مقصود تہا کہ محصول اسٹامپ کسی ایسے رقم پر لگایا جاوے جیسی کہ یہہ رقم غیر معین قسم کی ہے - اندرین حالات مجہے معلوم ہوتا ہے کہ اس دستاویز کو مطابق ضمن (ج) دفعہ ۳ - ایکٹ اسٹامپ اور دفعہ ۷ کے محض بطور تمسک محکومہ مد ۱۳ - ضمیمہ اول کے تصور کرنا چاہیئے اور اوسپر اسٹامپ ۴ آنہ کا لگنا چاہیئے -

اولڈفیلڈ صاحب جسٹس - جس دستاویز سے یہہ استصواب متعلق ہے وہ حسب عبارت ذیل ہے (حاکم مدعی نے دستاویز کو ملاحظہ کیا اور بعد

اثر اوس دستاویز کا یہہ ہے کہ مقر نے دواین سے قرض لئے اور اقرار اوسکو بعوض شراب دینے کا بشرح معین بتاریخ معین کے کیا اور اگر حوالگی بذود آیا تو بھی تو دواین کو رقم قرض گرفتہ یا اوسقدر جو واجب ہو معاوضہ بحساب ایکروپیہ فی ان اوپر بعوض کے ادا کرنیکا اقرار کیا کہ جسکی دینے کا اوسنے اقرار کیا ہے اور دینے مین قاصر ہوا اور جا یہ ادبتقر اطمینان ادا سے

زر پیشگی دادہ کے اور جو بحالت نہ دینے حساب کے ادا کیا جاویگا رہن کی ہے۔

میری راے مین یہہ دستاویز رہنامہ ہے جسکی تعریف مین واسطے اغراض ایکٹ اسٹامپ کے ہر ایسے دستاویز شامل ہے جسکے ذریعے سے بغرض اطمینان زر پیشگی دادہ یا جو بطور قرضہ یا قرضہ موجودہ یا آیندہ پیشگی قرضہ دیا جاوے یا بنظر اطمینان تعمیل کسی اقرار کے کوئی شخص استحقاق اوپر جایداد مخصوصہ کے دوسرے شخص کے حق مین منتقل یا پیدا کرتا ہے۔

لہذا محصول واجب الاخذ ازروے نمبر ۱۲ ضمیمہ اول وہی محصول جو ایسے تمسک کے لیئے (نمبر ۱۳) بابت اوس رقم کے لیا جاتا ہے جسکا اطمینان ازروے دستاویز کے ہوتا ہے۔

جس رقم کا اطمینان ہوا ہے یا یون کہو کہ رقم محدود جو بدرجہ غایت ازروی دستاویز ہذا کے واجب الوصول ہے وہ میری راے مین مبلغ عـــہ روپیہ قرض گزشتہ مع اوس لعــہ روپیہ کے ہے جو بشرح ایک دمڑی فی من بالا سے لعــہ من راب کے جسکے دینے کا اقرار مقر نے کیا ہے بحالت نہ دینے کے واجب الادا ہوگا۔

مجموعہ ان رقوم کا مع اوس قسم کی ہی جو بالآخر واجب الادا ہے اور اس امر سے کچھہ اثر نہین پہونچتا ہے کہ آیا مقر اپنے اقرار کی تعمیل کریگا یا نہین اور اسکے روسے اپنے ذمہ داری ادائے کو کالعدم کر دے گا یا یہہ کہ جس رقم کا اطمینان ہوا ہے وہ بالآخر وصول ہوگی یا نہین۔

برادہرسٹ صاحب جسٹس۔ دستاویز منشاے استصواب ہذا میری راے مین تمسک ہے جسکی تعریف حرف (ج) ضمن ۴ دفعہ ۳ ایکٹ اسٹامپ ۱۸۷۹ء مین ہے اور رہنامہ بہی ہے جسکی تعریف ضمن ۱۳ دفعہ مذکور مین ہے۔ ہر حالت مین محصول اسٹامپ بلحاظ مدات ۱۳ و ۱۴ بترتیب صدر ۸ر ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ صرف ۸ر ہی محصول اسٹامپ ایسا ہے جو بلحاظ احکام دفعہ ۵ کے ایسی دستاویز کا قابل الاخذ ہے۔

مسٹر ل صاحب جسٹس - بالحاظ اس امر کے کہ راب تعریف پیداوار زراعتی مین داخل ہے یا نہین یہہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دستاویز رہنامہ ہے لہذا مین جواب فرشتہ ذی علم چیف جسٹس صاحب سے اتفاق کرتا ہون +

———•••———

زبدة الانظار ہفتہ وار

مورخہ ۱۱ جولائی [illegible]

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب و اسٹریچی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہاے مستعفی و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۸ جلد [illegible] — قیمت سالانہ [illegible]

فہرست مقدمات

بھوانی پرشاد بنام نراین پرشاد . . ۶۱۹

[illegible] جی بنام رام غلام . . . [illegible]

ڈمر سنگھ بنام گیا دت [illegible]

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ایک ہی وقت نیلام دونوں جایداد کا اجرائے ڈگری میں ناجائز نہیں ہے	۶۱۹	عملدرآمد	[illegible]۱
تنقیحات مذکور کی نسبت شہادت لینے سے انکار کرنا	۶۲۱	کفالت	[illegible]۱۹
تنقیحات واپس شدہ	۶۲۱	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۶۶	[illegible]۱
ڈگری بر بناء رہن	۶۱۹	نالش کا قابل مقبول ہونا	[illegible]۳
رہن	۶۱۹	——— واسطے نفاذ ڈگری بمقابلہ جایداد مقبوضہ شخص ثالث کے	[illegible]۳
شرط کہ اگر جایداد مخصوص سے زر قرضہ وصول نہو تو مرتہن کو اختیار ہے کہ دیگر جایداد سے وصول کرے	۶۱۹	واپسی مقدمہ	[illegible]۱

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زر چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہیے

الہ یار پریس الہ آباد میں چھپا

ضلع شاہجہان پور — اپیل دوئم نمبر ۶۳ء سنہ ۱۸۹۶ء — منفصلہ ۲۷ اپریل

بھوانی پرشاد بنام نراین پرشاد

رہن - کفالت - شرط کہ اگر جایداد مخصوص سے زر قرضہ وصول نہو تو مرتہن
کو اختیار ہے کہ دیگر جایداد سے وصول کرے - ڈگری بربناء رہن - ایک
ہی وقت نیلام دونون جایداد کا اجراے ڈگری مین ناجایز نہین ہے -

مدعا علیہ مقدمہ ہذا کے پاس ایک رہنامہ مورخہ ۹؍ اگست ۱۸۷۶ء تہا جسمین
اوسکے پاس بعض اراضیات معافی منضبط واقعہ موضع موسومہ نگریا عالم پور مکفول تہین
رہنامہ مذکور مین بعد تذکرہ اراضیات معافی منضبطہ کے شرط ذیل درج تہی - اگر اس
جایداد سے روپیہ وصول نہو تو دائن کو اختیار ہے کہ زر مذکور دیگر جایداد واقعہ نگریا عالم پور
سے وصول کر لیوے - ۲۵؍ ستمبر ۱۸۸۸ء کو جایداد راہنان واقع نگریا عالم پور
علاوہ اراضیات معافی منضبط کے مدعی کے پاس رہن ہوئی تہی - مدعی اور
مدعا علیہ دونون نے بربناء اپنے اپنے رہن کے نالشات دایر کین اور ڈگریات
نفاذ کفالت کی حاصل کین - ان ڈگریون کے اجرا مین ایک ہی تاریخ کو نیلام
جداگانہ عمل مین آئے - مدعا علیہ کی ڈگری مورخہ ۱۸۸۹ء کے اجرا مین اراضیات
معافی منضبط اور دیگر جایداد راہنان واقع موضع نگریا عالم پور نیلام ہوئی تہی
اور مدعا علیہ نے خرید کی تہی - زر ثمن نیلام واسطے بیباقی ڈگری مدعا علیہ کے
کافی نہین ہوا - مدعی کے ڈگری مورخہ ۱۸۸۹ء کے اجرا مین وہ جایداد جو
اوسکے پاس رہن تہی (یعنے جزو جایداد خریدہ مدعا علیہ) نیلام ہوئی تہی اور خود
مدعی خریدار ہوا *

بعدہ نالش ہذا مدعی نے واسطے دخلیابی اوس جایداد کے جو اوسنے اسطرح
خرید کی تہی اس بنیاد پر دایر کی ہے کہ مدعا علیہ از روے اس ڈگری کے مستحق
اس بات کا نہتا کہ بمقابلہ اراضی معافی منضبطہ اور بمقابلہ دیگر جایداد کے ایکسہی وقت
مین کارروائی کرے بلکہ اول مرتبہ اوسکو بمقابلہ جایداد اول الذکر کے کارروائی کرنی
چاہیے تہی - عدالت مرافعہ اولی (منصف شاہجہان پور) نے دعوی ڈگری کیا -
بصیغہ اپیل جج ماتحت نے ڈگری منصف کی منسوخ کی اور دعوی ڈسمس کیا -

مدعی نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا ہے ۔

ہوبان پرشاد منجانب اپیلانٹ   فضل الٰہی باجپی منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ اس مقدمہ مین مدعی نے دعوی دخلیابی بعض جایداد رہنی
کا کیا ہے ۔ واقعات یہہ ہین کہ اصل مالکان نے ۶ ر اگست [illegible] کو بعض اراضیات
معافی منضبطہ مدعاعلیہ کے پاس مکفول کی تہین اور ازروے تمسک مذکور کے یہہ
اقرار کیا تہا کہ اگر روپیہ اراضیات معافی منضبطہ سے وصول نہو تو مدعاعلیہ زر مذکور
دیگر جایداد واقعہ نگریا عالم پور سے وصول کرلیوے ۔ ۲۵ ر سنہ ۱۸۸۴ع کو اصل
مالکان نے دیگر جایداد واقعہ نگریا عالم پور کی مدعی کے پاس رہن کی تہی ۔ مدعی اور
مدعاعلیہ نے اپنی اپنی ڈگری اندر تمسکات اپنی اپنی کے حاصل کی اور کارروائی نیلام کی کی مدعاعلیہ
نے اراضیات منضبطہ اور دیگر جایداد واقعہ نگریا عالم پور مشتہر بہ نیلام کرایا اور
خرید کیا ۔ مدعی نے بہی اوسی تاریخ کو اپنی ڈگری کے اجرا مین اراضی واقعہ نگریا
عالم پور کو خرید کیا ۔ بحث یہہ ہے کہ مدعی مستحق دخل اراضی خریدہ اپنی کا اس بنیاد
پر ہے کہ مدعاعلیہ کو اول مرتبہ کارروائی بمقابلہ اراضی معافی منضبطہ کے کرنا چاہیے تہی
مین خیال کرتا ہون کہ یہہ بحث قایم نہین رہ سکتی ہے ۔ اراضی معافی منضبطہ اور جایداد
واقعہ نگریا عالم پور سے رقم کافی واسطے بیباقی تمسک مدعاعلیہ کے حاصل نہین ہوتی تہی
مین خیال کرتا ہون کہ یہہ بحث غیر ضروری ہے کہ آیا مدعاعلیہ کو بلا رجوع ہونے طرف
دیگر جایداد کے اول مرتبہ بمقابلہ اراضی معافی منضبطہ کے کارروائی کرنی چاہیے تہی
نتیجہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اراضی معافی منضبطہ کے نیلام سے اوسکا تمسک بیباق نہین
ہوسکتا تہا اور اوسکی کفالت مدعی کے کفالت پر اس حالت مین بہی مقدم اور مرجح ہوتی
مین خیال کرتا ہون کہ ڈگری عدالت ماتحت کی بحال رہنی چاہیے اور یہہ اپیل معہ
خرچہ ڈسمس ہونی چاہیے ۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس ۔ میری بہی یہی راے ہے ۔

ضلع بنارس   اپیل دویم نمبر ۹۵۱ سنہ ۱۸۹۶ع   منفصلہ ۲۹ اپریل

بجے رنجیرام   بنام   رام غلام

تمکدرامد — واپسی مقدمہ — تنقیحات واپس شدہ — تنقیحات مذکور کی نسبت شہادت لینے سے انکار کرنا — مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۶۶ —

یہ اپیل مدیم ہے جسکی سماعت آنریبل صاحب جسٹس ۔۔۔ فروری ۱۸۸۳ء کو کی تہی — چونکہ حاکم ممدوح کی یہ رائے قرار پائی تہی کہ دو امور کی نسبت تجویز صاف نہیں ہے اور تجویز امور مذکور کی واسطے فیصلہ مقدمہ کے ضروری ہے لہذا مقدمہ واسطے تجویز دو تنقیحات مذکور کے جو حاکم ممدوح نے قایم کی تہی عدالت اپیل ماتحت (ضلع جج بنارس) مین واپس بہیجا —

بعد اسکے مقدمہ کے روبرو ضلع جج کے مدعا علیہم نے (جو ہائی کورٹ مین اپیلانٹان تہے) تین اشخاص پر سمن کی تعمیل کرائی جنکا اظہار گواہانہ نسبت تنقیحات واپس شدہ کے نامبردگان کرانا چاہتے تہے — منجملہ اشخاص مذکور کے ایک شخص حاضر ہوا اور شہادت ادا کی دیگر دو اشخاص حاضر نہین ہوئے اور مدعا علیہم نے درخواست التوا ے مقدمہ کی بغرض حاضر کرانے نامبردگان کے گذرانی ضلع جج نے درخواست مذکور اس بنیاد پر نامنظور کی کہ از روے حکم ہائی کورٹ کے انکو ضرورت لینے شہادت مزید کی نہین ہے — تجاویز صاحب جج کی خلاف اپیلانٹان کی تہین چنانچہ بر طبق واپسی تجاویز مذکور کے نامبردگان نے اعتراض حسب دفعہ ۵۶۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حسب مضمون ذیل پیش کیا —

کہ ڈسٹرکٹ جج نے تجویز تنقیحات مرسلہ آنریبل عدالت ہائی مطابق قانون کے نہین کی کیونکہ مشار الیہ نے کوئی شہادت جدید بجز ایک گواہ منجانب مدعا علیہم اپیلانٹان کے اظہار مین نہین لی ہے —

منشی ہنومان سنگہ منجانب اپیلانٹان — لالہ پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس — اس مقدمہ کو آنریبل صاحب جسٹس نے بذریعہ اپنی حکم مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۸۳ء کے عدالت اپیل ماتحت مین واسطے تجویز دو امور تنقیح طلب مندرجہ حکم مذکور کے واپس بہیجا تہا — امور مذکور جنکو بہی منشاء تنقیح قایم کردہ عدالت مرافعہ اولی مین نہین تہا اور ان امور تنقیح طلب کی نسبت عدالت اپیل ماتحت نے نہ غور کیا تہا اور نہ تجویز کی تہی بر طبق واپس جاسنے

مقدمہ کے اپیلانٹان نے درخواست اجراء کمیشن کی کی تہی اور تعمیل کمیشن کی تین شخصون
پر کرائی تہی جنہین سے صرف ایک گواہ تاریخ معینہ ساعت پر حاضر ہوا تہا - ڈسٹرکٹ
جج عدالت ماتحت نے اوسکا اظہار قلمبند کیا تہا لیکن بغرض حاضر کرانے دیگر دو
اشخاص کے مقدمہ کے ملتوی کرنیسے بدین خیال انکار کیا تہا کہ ازروے
حکم عدالت ہذا کے ہدایت لینے شہادت مزید کی نہین ہوی تہی - ڈسٹرکٹ جج
نے وقت اخذ کرنے اس نتیجہ کے اولاً عبارت واسطے تجویز کے متعلقہ اولڈفیلڈ صاحب
مندرجہ اونکی حکم واپسی کی نسبت غلط فہمی کی اور ثانیاً ضرور مشار الیہ نے
اوس حکم باضابطہ کی ملاحظہ کو متروک کیا ہے جو مشعر موثر کرنے حکم واپسی اولڈفیلڈ صاحب
جج کے ہے - حکم مذکور کے پڑہنے سے صاف ظاہر ہے کہ ازروی حکم واپسی
مذکور کے صاحب جج کو اختیار لینے شہادت نسبت ہر دو امور تنقیح طلب کے جو
واسطے تجویز کے مرسل ہوئے تہے دیا گیا تہا - معلوم ہوتا ہے کہ صاحب جج
نے صرف اسوجہ سے ہر دو اشخاص کے اظہار قلمبند کرنیسے انکار کیا ہے
کہ عدالت ہذا نے اس امر کی اونسے خواہش نہین کی ہے - لیکن مجہے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکم واپسی عدالت ہذا بصیغہ اپیل کی نسبت حسب
حالات خاص ہر مقدمہ کے مفہوم ہونا چاہیے - جن مقدمات مین امور
تنقیح محض اس وجہ سے واپس کیے جاتے ہین کہ اگرچہ امور مذکور عدالت
مرافعہ اول مین اسر تنقیح تہی اور فریقین کو موقع کامل شہادت دینے کا تہا
تاہم عدالت اپیل ماتحت نے اونکی تجویز بتحریر نہین کی تو کوئی ضرورت شہادت
جدید لینے کی نہین ہوتی ہے - لیکن جب عدالت مرافعہ اولی نے اونکی کوئی
تجویز نہین کی تو جس عدالت مین مقدمہ واپس بہیجا گیا ہے اوسپر فرض
ہے کہ اوسقدر شہادت نسبت تنقیحات جدید کے لیوے جسقدر کہ فریقین
پیش کرین اور ایسی شہادت قانوناً قابل مقبولی ہے - لہذا اجتہادات ڈسٹرکٹ
جج کی جو برطبق واپسی مقدمہ کے ہوی ہین مبنی شہادت ناکافی
پر ہین کیونکہ مشار الیہ نے اوس کل شہادت کے لینے سے انکار کیا
جسکو فریقین نے پیش کرنا چاہا تہا - اپیلانٹان نے کل ضروری تدابیر

پیش کرنے ہر دو گواہان کی کی نہین اور بوجہ نہ ہونے گواہان مذکور کے اپیلانٹان
دعوی استفادہ شہادت ہر دو گواہان مذکور سے غیر مستحق نہین ہو گئے تہین
بدین وجوہ مین خیال کرتا ہون کہ تجاویز جو ذیلم جج سے برطبق واپسی کے بہیجی ہین
واسطے اعتراض اپیل ہذا کے کافی اور قطعی نہین ہین ۔ اندرین خیالات مین مجبوراً
مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بدین ہدایت بہر صاحب جج
کے واپس کرتا ہون کہ ذیلم جج ضابطہ قانونی اور مناسب دربارہ قلمبند کرنے
اظہار اون گواہان کے اختیار کرین جنکو اپیلانٹان نے نامزد کیا ہے اور دوسرے
تجویز بعد جلد بہیجے تا بشرا اونکی شہادت کے تقرر کرین ۔
بروقت واپسی تجاویز کے دس روز کی مہلت واسطے اعتراض محکومہ دفعہ ۵۶۷
مجموعہ ضابطہ دیوانی کے دیجاویگی ۔

ضلع فرخ آباد اپیل دویم ۸۸۲ ۱۸۸۶ء منفصلہ ۳۰ مئی

ڈمر سنگہ بنام گیادت وکسن دیگر

نالش واسطے نفاذ ڈگری بمقابلہ جایداد مقبوضہ شخص ثالث کے ۔ نالش کا قابل سماعت نہیں
ڈمر سنگہ مدعی مقدمہ ہذا اسکے پاس ایک ڈگری زر نقد کی بنام سومیر سنگہ
کے تہی ۔ مگر گیادت نے بدین بیان کہ بعض جایداد مقبوضہ گیادت برادر مدیون ڈگری
کی ملکیت مدیون ڈگری کی ہے اور اسلئے قابل نیلام اوس ڈگری کے اجرا مین
ہے نالش ہذا بنام گیادت بغرض وصولیابی مطالبہ ڈگری مذکور بذریعہ نیلام
جایداد متذکرہ بالا کے دایر کی ہے ۔ نامبردہ نے قبل ارجاع نالش ہذا کے
کوشش کارروائی بطور قرقی جایداد کے صیغہ اجرائے ڈگری مین نہین کی تہی ۔
عدالت مرافع اولی (منصف قایم گنج) نے دعوی بلحاظ رد داد کے ڈسمس کیا
تہا ۔ برطبق اپیل منجانب مدعی کے ضلع جج فرخ آباد نے اپیل اس بنیاد پر ڈسمس
کیا ہے کہ نالش قابل مقبولی کے نہین ہے کیونکہ مناسب طریقہ مدعی کیلئے یہہ ہے
کہ بمقابلہ جایداد کے صیغہ اجرائے ڈگری مین کارروائی کرے ۔ ذیلم جج نے حوالہ
مقدمہ مرزا محمد آغا علیخان بنام بیوہ بالکمند (فیصلجات پریوی کونسل مولفہ صدر عدالت ...

صفحہ ۳۰۳) کا کیا ہے - مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے -

رتن چند منجانب اپیلانٹ — سندر لعل منجانب رسپانڈنٹ

اسسٹنٹ صاحب جسٹس ڈبر اور ہرسٹ صاحب جسٹس - بعد غور کے ہم خیال
کرتے ہین کہ یہہ اپیل اس بنیاد پر ساقط ہوتی ہے کہ مدعیکو کوئی بناء مخاصمت
قبل ارجاع نالش حال کے پیدا نہین ہوئی تہی کہ جس نالش کے ذریعہ سے
استدعا نیلام کرانے اوس حصہ کی ہے جو گیاوت کے نام پر داخل ہے
بقرار داد ملکیت سومیر سنگہ بعلت مبلغ عہ بقایا ر اوس ڈگری کے جو سومیر سنگہ
کے مقابلہ مین حاصل ہوئی ہے - مدعی نے تاریخ ظہور اپنے بناء مخاصمت کی اوسوقت
سے بیان کی ہے کہ جب بمعاینہ کاغذات حال کے اوسکو دریافت ہوا کہ گیاوت
کا نام بطور مالک سولہوین حصہ کے درج ہے - لیکن یہہ ایسا نہین ہوا ہے کہ یہہ امر
بعد تاریخ صدور ڈگری مدعی بمقابلہ سومیر سنگہ کے ہوا ہے اور نہ یہہ نتیجہ ضروری
اسکا ہے کہ اگر اپنی ڈگری کو بذریعہ قرقی حصہ مذکور کے جاری کراتا تو گیاوت
کوئی عذر پیش کرتا - ہم خیال کرتے ہین کہ مدعیکو صیغہ اجراے ڈگری مین کارروائی
جسکو یہہ مجموعہ کی کرنا چاہئے تہی اور درخواست اجراے ڈگری بطریق معمولی بمقابلہ
سومیر سنگہ کے کرنی چاہئے تہی اور اوسحالت مین اگر گیاوت کچہہ عذر کرتا اور کامیاب
ہو جاتا تو مدعیکو استحقاق قانونی نالش کرنیکا حاصل ہوتا - نالش ہذا محض
واسطے استقرار اس امر کے نہین ہے کہ حصہ مذکور از آن سومیر سنگہ کے ہے جو
مدیون ڈگری ازروے اوسکے ڈگری کے ہے بلکہ واسطے نیلام کرانے
حصہ مذکور کے بمقابلہ گیاوت کے ہے - المختصر واسطے حصول ڈگری ثانی بغرض
نفاذ ڈگری اول کے ہے درحالیکہ ڈگری آخر الذکر مذکور ہی سے اصل استحقاق
مدعیکا دربارہ نیلام کرانے جایداد سومیر کے بعینہ اجراے ڈگری ہی سے ہے -
ہماری راے مین نالش صحیح طور پر خارج کی گئی ہے اور ہم اپیل معہ
خرچہ ڈسمس کرتے ہین -

استصواب فوجداری

بجنور بدایون — منفصلہ ۲۶ مئی

قیصر ہند بنام سہنڈا

عملدرآمد سپردگی بعدالت سشن - تجویز اوس شخص کی جسکی نسبت
تجویز ثبوت جرایم متعلقہ مال سرقہ کے ہو چکی ہو - سرقہ نسبت مال کم قیمتی کے
مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۳۴۸ -

قیدی مقدمہ ہذا بعلت سرقہ واسطے تجویز کے سپرد عدالت سشن
بجنور بدایون کے ہوا تہا - مال مسروقہ مالیتی ایکروپیہ پاسوا روپیہ کا تہا -
وقت سپردگی مقدمہ بعدالت سشن کے مجسٹریٹ نے احکام دفعہ ۳۴۸
مجموعہ ضابطہ فوجداری پر عمل کیا تہا - قیدی کی نسبت سابق دو مرتبہ تجویز
ثبوت جرم - ایک مرتبہ بعلت سرقہ اور دوسری مرتبہ بعلت نقب زنی
بوقت شب کے صادر ہو چکی تہی -

سشن جج نے قیدی کی نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت سرقہ کے صادر کی
اور حکم سزاے قید سخت میعادی ایکسال اوسکی نسبت صادر کیا -
ذائیل جج نے اس تجویز کے دوران مین تحریرات ذیل کی ہین -

مدعا علیہ اس لئے سپرد سشن ہوا ہے کہ دو مرتبہ پہلے - ایک مرتبہ
دسمبر [illegible] مین اور پہر فروری [illegible] مین ماخوذ ہو چکا ہے اور پہر
دو برس قید سخت کا حکم ہو چکا ہے لیکن مالیت مال مسروقہ اس مرتبہ
مین صرف ایکروپیہ پاسوا روپیہ ہے - ایسے خفیف سرقہ کے لئے باوجود
سزا یابی سابق کے عدالت ہذا کے لئے اوس سے زیادہ سنگین حکم
سزا صادر کرنا غیر ممکن ہے جو خود عدالت ماتحت صادر کر سکتی تہی -
اگر عدالت ہذا سنگین حکم سزا صادر بہی کرے تو حکم مذکور بلاشبہہ
اپیل مین کم کر دیا جائیگا - چونکہ کیفیت یہہ ہے مین دراصل مین
[illegible] ہون کہ کیون عدالت ماتحت نے خود تجویز ثبوت جرم صادر نہین کی

خصوصًا اوس حال مین کہ جب حکم سزا ایسے سخت بابت سرقہ خفیف کے دیا گیا کہ
اس مقدمہ مین ہے زیادہ موقع بحالی حکم مذکور کا حاصل ہے کیونکہ بلکہ وہ حکم
عدالت ماتحت نے صادر کیا ہوتا بہ نسبت اس کے کہ یہ عدالت صادر کرے
حکم مذکور بلاشبہہ عدالت ہذا سے بحال رہیگا۔ اوسوقت ممکن ہے کہ قیدی
ہائی کورٹ مین اپیل کرے یا نکرے اور اوسکا حکم سزا تخفیف ہو یا نہو۔ اگر
حکم سزا عدالت ہذا سے صادر ہو تو قیدی یقینًا اپیل کریگا جس حالت مین موقع بہت
مقابلہ در بارہ تخفیف کرانے اپنے حکم سزا کے اوسکو حاصل ہوگا علاوہ اسکے میں نے بہ نسبت کوشش
کی کہ عدالت ہاے ماتحت کے ذہن پر اس کیفیت کا اثر ہو بسطور ہر کہ مین نے
اوس سے بہی خفیف احکام سزا صادر کیے جو شرعًا انتہاے مساوی ہو
کرسکتی تہین مگر ظاہرا کچہہ اثر نہین ہوا جبکہ میرا ارادہ ہے کہ مین اوسوقت
خفیف حکم سزا صادر کرتا رہونگا کہ جب تک عدالت ہاے ماتحت کو
خیال ایسا کا ہو کہ اونکو مقدمات سرقہ خفیف کے خود طے کردینا چاہئے
گو اوسکی پہلے دو یا زیادہ سزا یابیان ہو چکی ہون۔
مقدمہ کی اطلاع مجسٹریٹ ضلع بجنور کو ہوئی اور اونہون نے
استصواب ذیل ہائی کورٹ سے کیا ہے۔
دفعہ ۳۰۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری پر عمل کرکے مین اس تحریر کے
ساتہہ مسل عدالت مجسٹریٹ درجہ اول اور عدالت سشن قسمت بجنور
بدایون لکہنے دو نوٹ مسل مقدمہ قیصر ہند بنام جہنڈا ارسال کرتا ہون۔
اور یہہ تحریک کرتا ہون کہ انریبل ہائی کورٹ اس مقدمہ مین حسب دفعہ
۳۴۹ مجموعہ مذکور کے عمل فرماوے۔
مجھے واضح ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ درجہ اول نے مطابق قانون در
مصلحت انتظام کے اس مقدمہ کے سشن سپرد کرنے مین عمل کیا تہا کیونکہ
ملزم سابق دو مرتبہ ایسے ہی جرایم کا مجرم ہو چکا تہا اور اوسکی اخیر سزا کو
گذرے ہوئے دو برس سے کم ہوئی تہی کہ جب ارتکاب جرم حال کا
اوس سے ہوا ہے۔

مین بادب یہہ بہی عرض کرتا ہون کہ جو حد عمل صاحبان مجسٹریٹ نے
سشن جج نے اپنی تجویز مین قایم کرنی چاہی ہے وہ نہ صرف ناروا اور
نامناسب ہے بلحاظ خاص حالات مقدمہ کے ہے بلکہ دلیلا اوس قانون سے
اخذ نہین ہو سکتی ہے کہ جو دفعہ ۴۲۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین
مندرج ہے۔
اور مالیت اوس مال کی جسکی نسبت واقعی سرقہ یا بہ نیت سرقہ کے
اس مقدمہ مین ہٹایا گیا کم ہے مین عرض کرتا ہون کہ یہہ وجہ کافی اس سے
نہین ہے کہ سزایابی سابق ملزم پر وقعت نہ دیجائے یا ملزم سپرد عدالت
سشن بوجہ سزایابی ہاے مذکورہ کے اسوجہ سے کہ جیسا ظاہر ہے کہ
مالیت مال کی اسوجہ سے کم ہے کہ چند دلی مزاحمت اونکے کام مین بل
از وقت ہو گئی تہی۔
بہرکیف مین مقدمہ کو زیادہ تر اس امید سے ارسال کرتا ہون کہ
آنریبل ہائی کورٹ اعانت عدالتہاے مجسٹریٹون کی بصدور حکم مستند
اور بر قول سشن جج کے کریگی بہ نسبت اسکے کہ حکم سزا مین اضافہ کیا جاوے۔
ایچ صاحب چیف جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ
مین جو ہمارے روبرو بصیغہ نگرانی آیا ہے قیدی کی نسبت تجویز ثبوت جرم
بعلت سرقہ حسب دفعہ ۳۷۹ مجموعہ تعزیرات ہند کے سشن جج سابق
قسمت بجنور بدایون نے بعد صدور دو تجاویز ثبوت جرم جنمین سے ایک
بابت سرقہ کے ہے اور دوسری بابت نقب زنی بوقت شب کے ہے
صادر کی ہے۔ مالیت مال مسروقہ کی کم ہے۔ صاحب سشن جج نے
اپنے فیصلہ مین اسکی نسبت حسب ذیل تحریر کیا ہے۔
(حکام ممدوح نے تحریرات سشن جج مندرجہ بالا کو ملاحظہ فرمایا
اور یہہ تحریر فرمایا)۔
یہہ بالکل صحیح ہے کہ مالیت مال کی بہت کم ہے لیکن وہ ایسا مال ہے
جسکی حفاظت قانون کو کرنا چاہیے اور اوسکو ایسے شخص نے چرایا تہا

جسکی دو مرتبہ سزا ہو چکی تھی۔ جو راے صاحب سشن جج نے اپنے فیصلہ میں
قایم کی ہے اوس سے ہم کو حیرت ہوتی ہے سشن جج اور ہر جج کی یہ
خدمت ہے کہ جو مقدمہ اونکے روبرو پیش ہو اوسکو طے کرین اور ایسا
حکم سزا صادر کرین جو نوعیت مقدمہ سے ضروری ہو۔ مشارٌالیہ
بخوف عدالت ہذا کے یا کسی عدالت کے اس خوف سے کہ وہ نسبت نوعیت
جرم یا مقدار سزائے جو بہ نسبت اوس جرم کے دیجانی چاہیے منجہ
مختلف اخذ کریگی اپنی خدمت کے انصرام سے باز رہنا چاہیے تہا۔ جیسا
ہمنے اون کے فیصلہ کو سمجہا ہے سشن جج اپنے عدالت کے ماتحت عدالتون
سیہ ترغیب دیتی ہین کہ اونکو قانون کی فرمانبرداری نہ کرنا چاہیے یا
مطابق احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عمل نکرنا چاہیے۔ مجہکو ضرور
سیہ کہنا چاہیے کہ ہمکو حیرت ہے کہ ایسا تجربہ کار جج جیسا کہ جج سابق ضلع
بجنور مدایون کے ہین اپنی نسبت سیہ روا رکہین کہ عدالت ہاے ماتحت
کو ترغیب ایسے قاعدہ کی کرین جو خلاف خدمت عدالت ہاے ماتحت
بلحاظ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ہو۔ ہمین اونکے فیصلہ سے واضح ہے
کہ اس مقدمہ مین وہ خود زیادہ سنگین سزا صادر کرتے بشرطیکہ اونکو
خوف دست اندازی عدالت ہذا کا نہوتا۔ ہمارے راے مین سیہ ایسا
مقدمہ ہے جس مین حکم سزا معقول صادر کرنا ضروری ہے اور
خیال کرتے ہین کہ حکم سزا میعادی ایک سال مصدرہ سشن
بالکل ناکافی ہے۔ ہم حکم سزا مذکور کو تبدیل کرکے حکم سزاے قید سخت
میعادی پانچ سال صادر کرتے ہین۔

(۱) دیکہیے مقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام خیر سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۲ و صفحہ ۳۶۲)

جہانسی — اپیل فوجداری نمبر ۲۱۸ و ۲۱۹ — منفصلہ

قیصر ہند بنام جیون وغیرہم

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (تعزیرات ہند) دفعہ ۴۷۱۔ دستاویز جعلی
بطور اصلی کے استعمال کرنا۔ جعلی تمسک کا مقدمہ مین بجانب وکیل مدعی

پیش ہونا ۔ پیشی تمسک کو مدعی کا منظور کرنا ۔ اعانت ۔ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ع دفعہ ۱۰۹ ۔ فوجداری وکیل کی بہ نسبت پیش کرنے دستاویز مشکل مشتبہ بموجب ہدایت کے جو اوسکو تھی ۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر مندرج ہین

ڈلن چند گندر ناتہ چودھری منجانب اپیلانٹان ۔

گورمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار ۔

محمود صاحب جسٹس ۔ اس مقدمہ مین ولایت حسین اپیلانٹ کی نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت استعمال کرنے جعلی دستاویز کے بطور اصلی کے حسب منشاء دفعہ ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے ذریعہ سشن جج نے صادر کی تھی اور حکم سزاے قید سخت میعادی دو سال کا اوسکی نسبت صادر کیا تھا ۔ دوسرا اپیلانٹ مسمی جیون سوریا کی نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت اعانت ارتکاب جرم متذکرہ بالا کے صادر ہوئی ہے اور حکم سزاے قید سخت میعادی ایکسال کا صادر ہوا ہے ۔

جن واقعات سے یہ استغاثہ فوجداری پیدا ہوا ہے وہ حسب ذیل ہین یعنے یہ کہ ایک شخص مسمی جہانگیر احمد نے ایک تمسک بنام جیون سوریا کے تحریر کیا تھا جسکی تاریخ کا ابھی ذکر کرنا ضروری نہین ہے ۔ جیون سوریا نے ولایت حسین دوسرے اپیلانٹ کو وکیل ہی واسطے دایر کرنے نالش بربنا ہ تمسک مذکور کے مقرر کیا تھا ۔ چنانچہ ۲۲ ۔ جنوری سنہ ۱۸۸۴ع کو وکیل مذکور نے نالش دایر کردی تھی اور عرضی نالش کے ساتھ تمسک مذکور اور نیز وکالتنامہ نوشتہ جیون سوریا مذکور بنام ولایت حسین وکیل مذکور کے بحیثیت وکیل مدعی داخل کیا تھا بعدہ یہ ظاہر ہوا کہ تمسک کی صورت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اوسکی آخیر سطر مین جہان ذکر تاریخ تحریر تمسک مذکور کا ہے تحریف بنایا گیا ہے ۔ جو تغیرات اوسکے نسبت بیان کیے گئے ہین وہ یہ ہین کہ اصلی تاریخ تمسک کی ۲۳ فروری سنہ ۱۸۷۳ع مطابق پھاگن بدی گیارہ سمت ۱۹۲۹ تھی اور تاریخ مذکور کو تبدیل کرکے ۲۳ فروری سنہ ۱۸۷۵ع

مطابق پہاگن بدی تیج سمت ۱۹۳۱ بنائی گئی ہے ہندسہ ۱۸۷۵ء مندرجہ تمسک
عربی کے ہندسون مین ہین لیکن الفاظ پہاگن بدی گیارہ یعنے ہندسہ ۱۱ کا
حرفون مین لکہا ہے اور پہر سمت ۱۹۳۱ مندرجہ تمسک عربی ہندسون مین
معلوم ہوتا ہے ۔ ذیلعلم سشن جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ جن ہندسون
مین ۱۸۷۵ عیسوی لکہا ہے اوس مین ہندسہ پانچ کا تبدیل شدہ ہے
جو پہلے ہندسہ تین کا تہا اور سمت ۱۹۳۱ مین ہندسہ ۳ کا ۲ سے تبدیل
کیا گیا ہے اور ہندسہ ۱ کا ہندسہ ۹ سے تبدیل کیا گیا ہے جو پہلے تہا
مین ذیلعلم سشن جج سے اس راے مین اتفاق کرتا ہون کہ دستاویز
بہت غور سے نظر کرنے مین اوسکی صورت بہت مشتبہ معلوم ہوتی ہے
اور یہہ امر کہ ہرگاہ ۲۳ فروری ۱۸۷۳ء مطابق پہاگن بدی گیارہ سمت ۱۹۲۹
ہے تو اوسکا تاریخ ۲۳ فروری ۱۸۷۵ء مطابق پہاگن بدی گیارہ سمت ۱۹۳۱ کے
نہین ہو سکتی ہے لہذا ایک امر یہہ بہی ہے کہ عبارت مندرجہ پشت اسٹامپ
تمسک دربارہ فروخت کاغذ اسٹامپ مین ذکر اوسی تاریخ یعنے ۲۳ فروری
۱۸۷۳ء کا ہے کہ جب تمسک مذکور حسب بیان جانب ثبوت کے واقعی
طور پر اوس کاغذ پر لکہا گیا تہا ۔ علاوہ برین شہادت نویسندہ
دستاویز مذکور یعنے خود جہانگیر احمد کی جسکا اظہار گواہانہ مقدمہ مین
ہوا ہے اس مضمون سے ہے کہ مینے تمسک پر اوسی روز دستخط کئے تہے
کہ جس روز مینے وہ کاغذ اسٹامپ کا خرید کیا تہا جسپر تمسک مذکور
تحریر ہوا ہے ۔ لہذا مین تجویز کرتا ہون کہ تمسک مذکور ضرور بنایا گیا ہے
اور چونکہ کوئی شہادت اس امر کی نہین ہے کہ بعد ارجاع نالش دیوانی
کے وہ بنایا گیا ہے مین ذیلعلم سشن جج کی اس راے سے اتفاق
کرتا ہون کہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۰ء کو تمسک مذکور اوسی حالت مین تہا
کہ جب عرضی نالش مقدمہ دیوانی مین دایر ہوئی ہے ۔ فی الحقیقت کوئی
اور بیان اس امر سے نہین ہو سکتا ہے کہ اول فقرہ عرضی نالش مین صاف
ذکر اس تمسک کا اس طرح پر ہے کہ تمسک مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۷۵ء یہہ وہ

یہہ وہ مارج ہے جواب تمسک پر بعد اون تبدیلات کے جو ہوئی ہین ظاہر
ہوتی ہے۔ بہ نتیجہ اس رائے کے یہہ تجویز کرتا ہے کہ جہانتک تاریخونکو
تعلق ہے تمسک مین تغیرات اور تبدیلات کی گئی ہین اور مین ذیعلم
سشن جج کی اس رائے سے بھی اتفاق کرتا ہون کہ تبدیلات و تغیرات
غالباً بغرض محفوظی میعاد سماعت کے کہ تمسک مذکور از حیطہ دفعہ [illegible]
ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع کے آجاوے کی گئی ہین۔ لہذا واسطے اغراض مقدمہ ہذا
کے یہہ تصور کرنا چاہیئے کہ تمسک مین جعل بنایا گیا ہے اور یہہ کہ غرض
جعلسازی کی براہ بددیانتی اور فریبانہ ہے۔

لیکن باوجود اس رائے کے مین ذیعلم سشن جج سے اس رائے
مین اتفاق نہین کرسکتا ہون کہ ولایت حسین اپیلانٹ حال کی نسبت
جو پیشہ وکالت کا کرتا ہے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اوس نے اپنی کو ذمہ دار
سزا کا بعلت جرم دفعہ ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے کیا ہے۔ مجھے اس امر
کے طے کرنے کی کچھہ ضرورت نہین ہے کہ آیا دفعہ مذکور اوس مقدمہ سے
متعلق ہے یا نہین جس مین کسی وکیل یا کونسل نے جو کسی فریق مقدمہ لڑائی
کے طرف سے مقرر ہوا ہو اور جس نے اپنے موکل کی شبہہ ہدایات پر
عمل کرکے عدالت مین دستاویز بصورت مشتبہہ بطور شہادت کے مقدمہ
مین داخل کی ہو اور جس سے وہ خود ذمہ دار حسب دفعہ ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند
کے ہو جاتا ہے میرا یہہ شبہہ ہے کہ آیا لفظ استعمال کرتا ہے موقوعہ دفعہ ۴۷۱
مجموعہ تعزیرات ہند ایسے مقدمہ پر حاوی ہین یا نہین۔ لیکن مجھے اس امر کا
تصفیہ کرنا ضروری نہین ہے۔ کیونکہ مقدمہ حال مین میری یہہ رائے
ہے کہ حالات سے یہہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ اپنی خدمات وکیلانہ کے انصرام
مین ولایت حسین کو یہہ علم تھا یا اس امر کے باور کرنے کی وجہہ رکھتا تھا
کہ تمسک متنازعہ جعلی دستاویز ہے۔ وقت تجویز کرنے اپیل جزو مقدمہ کے
ذیعلم سشن جج نے یہہ بیان کیا ہے مجھے یہہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ اس امر
کے باور کرنے مین بہت مشکلات عظیم پیدا ہوتی ہین کہ کوئی وکیل جو اپنے

ہوش و حواس مین ہوگا ایسی دستاویز داخل کریگا یا کوئی جج جس نے

اس دستاویز کو عمل پڑہا ہوگا وہ ان تبدیلات کو خیال نہ کریگا بیشک
متنازعہ کو بار بار ملاحظہ کرکے اور باعتبار اوس علم کے جو مجھکو خطوط ہندوستانی
مین ہے کہ جسمین دستاویز مذکور لکھی ہے مجھپر یہہ کہنا فرض ہے کہ بادی النظر
مین دستاویز مذکور سے کسی طرح اوسکے ساختہ ہونیکا یا جعلی ہونیکا
خیال نہین ہوتا ہے اور یہہ کہ مجھکو تجربہ بطور پیشہ ورقانونی کے ملک ان اجزا
مین حاصل ہے اوسکی رو سے اس قسم کی دستاویزات کی کارروائی کرنے
مین معلوم ہے کہ معمولی طور پر اسقدر تحقیقات نہین جانتا تہا کہ اس غرض سے
دیکہی جاویگی کہ تواریخ انگریزی ہندوستانی تاریخون سے مطابق ہوتی
ہین یا نہین کہ وہ بہی اخیر سطر میں اس دستاویز کے لکھی ہین — فی الحقیقت
یہہ بات تعجب کی نہین ہے کہ پنڈت گوپال راؤ نے دستاویز کو قبل اسکے کہ
وہ مسل مین داخل ہوئی تہی ملاحظہ کیا تہا اور ان تبدیلات کو خیال
نہین کیا تہا جنکا ذکر ذیعلم جج نے کیا ہے — یہہ تبدیلات صرف اوسیوقت
ظاہر ہو سکتی ہین کہ جب کسیکا خیال اون کے طرف مائل کیا جاوے جیسے
ذیعلم سشن جج کے نتایج سے صرف یہہ شیشہ صاف ہے کہ اتفاق کیا
لہذا موجود دستاویز سے بادی النظر مین کوئی علامت ولایت حسین
نہین ظاہر ہو سکتی تہی کہ وہ جعلی ہے — لیکن پہر ذیعلم سشن جج بیہہ کہتے
ہین کہ جو عرضی نالش بنام رحیم بیگم بیوہ مدعیون کے طرف سے مرتب کی تہی اوس
علامات اس امر کے ظاہر ہوتے ہین کہ وکیل کو معلوم تہا کہ وہ جعلی
ہے اور وہ مکل عرضی نالش کو پڑہا ہے اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عرضی
مذکور کے فقرہ ۳ مین یہہ ذکر ہے کہ مدعا علیہ جہانگیر اسمطالبہ کے
ادا کرنے مین بربنا عذر میعاد سماعت کے انکار کرتا ہے تو اس امر سے
خلاف اس امر کے کہ کوئی علامت ایسی ہو کہ وکیل کو اوس جعل سے اطلاع
تہی ایک نتیجہ مختلف پیدا کرتا ہے — مجھے یہہ امر نا صاف معلوم ہوتا ہے
دقت مرتب کرنے عرضی نالش کے وکیل نے توجہ خاص نسبت زمانہ میعاد

جو متعلق مقدمہ ہے کی ہو بشرطیکہ اوسکو علم بجرمانہ جعلسازی کا نسبت تاریخ
دستاویز کے تہا جسپر نالش مبنی تہی۔

بعد ملاحظہ اسقدر قراین کے شہادت اون گواہان کی موجود ہے
جنکا ذکر ذیعلم سشن جج نے کیا ہے اور اوس سب سے پہلے یہہ ثابت
ہوتا ہے کہ خود تمسک کی شکل سے کوئی خیال تبدیلی کا تاریخ مین پیدا نہین
ہوتا ہے۔ یہہ عجیب بات ہے کہ منجملہ گواہان پیش شدہ کے شہادت
محمد حسین وکیل اور دیگر اشخاص کے موجود ہے جنکی شہادت سے
تائید مقدمہ ولایت حسین کی ہوتی ہے۔ کوئی شہادت صریحی نہ
اس امر کی ہے کہ اوس نے ارتکاب جعلسازی کا کیا ہے اور نہ اس امر
کی ہے کہ ولایت حسین اس امر سے واقف تہا کہ دستاویز مذکور مین
بناوٹ ہوئی ہے۔ اور بدین وجوہ مین تجویز کرتا ہون کہ جرم مصرحہ
دفعہ ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کا بمقابلہ اوس کے ثابت نہین ہے لہذا
اوسکی تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا جو اوسپر صادر ہوا ہے منسوخ ہونا
چاہیے اور ملزم مذکور بری کیا جاویگا۔

اب بہ نسبت مقدمہ جیون موریا کے ذیعلم سشن جج نے اوسکو
بطور اعانت کنندہ اوس جرم کے تصور کیا ہے جسکی نسبت ذیعلم سشن جج
نے تجویز کی ہے کہ ولایت حسین نے ارتکاب کیا ہے اور بظاہر جو سزا
ذیعلم سشن جج کے ذہن مین تہی وہ دفعہ ۱۰۹ مجموعہ تعزیرات ہند کی ہے
جس مین ذکر اوس سزا کا ہے جو ایسے مقدمات مین اعانت کنندگان
کے لئے قایم ہونی چاہیے۔ مجہے اس امر کے سمجہنے مین کچہ دقت ہوئی ہے
کہ اس طور پر جیون موریا کے مقابلہ مین مقدمہ کیونکر طے ہوسکتا ہے۔
یہہ ثابت ہے اور مین ذیعلم سشن جج سے اتفاق کرتا ہون کہ تمسک
مین بناوٹ ہوئی ہے اور یہہ بہی ہے کہ تمسک مذکور جیون کے قبضہ
مین تہا اور اوسی نے ولایت حسین وکیل کو بغرض داخل کرنے نالش
کے دیا تہا۔ جیسا کہ مین کہہ چکا ہون کہ کوئی شہادت اس امر کے ثبوت مین

نہین ہے کہ تمسک مین کس نے بناوٹ کی ہے اور اوسکی تاریخ تبدیل کی ہے
لیکن جوابدہی جیون کی یہہ ہے اور شک ہوئی ہے کہ تمسک [illegible] مین
لکہا گیا ہے اور یہہ حسب بیان جانب ثبوت کے [illegible] مین اور جیسا کہ
شہادت جہانگیر نویسندہ دستاویز سے ثابت ہے - تجویز اس امر کے
کہ ولایت حسین محض بحیثیت پیشہ وری بطور وکیل کے دربارہ دایر کرنے
نالش اور پیش کرنے دستاویز کے عدالت دیوانی مین بجانب جیون کے
عمل کرتا تہا اور یہہ کہ بہ نسبت ولایت کے یہہ ثابت نہین ہے کہ دستاویز
مذکور جعلی اور ساختہ ہے - یہہ مقدمہ [illegible] مشکل اوس مقدمہ کے
ہے جسکی رپورٹ صفحہ ۱۳۸ جلد ۴ مشہور کتاب مولفہ [illegible] جرایم ادہ پیلنی مین
درج ہے - مقدمہ مذکور کا خلاصہ بدین الفاظ مندرجہ ذیل ہوا ہے

وقت تجویز بعلت استعمال کرنے جعلی رسید حساب بابت اسباب
کے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کارروائیات بمقابلہ قیدی کے کہ جو دلال [illegible]
گانٹہ کا ہے دربارہ بازیافت اوس مال کے ہوئی تہین جو اوسکے پاس
رہن تہا اور وقت سماعت کے قیدی کے طرف سے جوابدہی ایک اشرفی
نے کی تہی جس نے اوسکی موجودگی مین رسید جعلی حساب (ٹکٹ دلال
کروی گانٹہ والیکا) پیش کیا تہا اور یہہ بیان کیا تہا کہ یہہ وہ ٹکٹ ہے
جو قیدی نے اوس وقت دیا تہا کہ جب مال گروی کیا تہا اور قیدی
نے توسط ہاتہ اپنی اشرفی کے حکام کو بطور اصلی ٹکٹ کے حوالہ کیا
یعنے وہی ٹکٹ جعلی جسکو وہ جانتا تہا کہ جعلی ہے اور بعد غور اوس مقدمہ
کے یہہ تجویز ہوئی تہی کہ اس تجویز کی بنا پر ٹکٹ کے پیش ہونے کے بارہ
مین یہہ تجویز ہونی چاہیئے کہ اشرفی نے بمنظوری کامل قیدی کے
پیش کیا تہا اور ایسا پیش ہونا اوسکی طرف سے ایسا ہی ہے کہ گویا
خود اوس نے اپنے ہاتہ سے پیش کیا ہے -

لہذا مجہے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ دستاویز مذکور ابتدا جیون
کے قبضہ مین تہی اور چونکہ اوس نے تسلیم کر لیا ہے کہ اوس [illegible]

جو نتیجہ ہے اور اوس نے ولایت حسین کو بغرض اس ہے کے کر اوسکی بنا پر
نالش دایر ہو حوالہ کی تھی اس واقعہ سے جیون سورپا مذکور زمہ دار
سزا بعلت جرم مصرحہ دفعہ ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہوجاتا ہے کیونکہ
وکیل ہے کے متقرر کرنے کے ذمہ سے وہ اوس سزا سے بچ نہیں سکتا ہے جو از روے
قانون کے ایسے مقدمات مین عاید ہوتی ہے - لیکن ساتھ ہی اوس کے
چونکہ جیون اندہا ہے لہذا یہ اعتبار نہین ہوسکتا ہے کہ خود اوس نے
جعل بنایا ہے اور اوسکی ناتوانی بلا شبہہ ایسا امر ہے کہ جہان تک
مقدار سزا کو تعلق ہے اوسکے مفید ہے - چونکہ دستاویز جعلی ثابت
ہوئی ہے لہذا اصلیت اوسکی بدایت سے بنظر فایدہ جیون سورپا کے
اوسکا استعمال ہوا تہا اور یہ امر مسلمہ ہے لہذا مین اوسکو بری
نہین کرسکتا ہون - لیکن اندر ینحالات مین خیال کرتا ہون کہ جو حکم
سزا اوسپر صادر ہوا ہے وہ بہت سخت ہے خصوصاً اس حال
مین کہ تین دستاویز کا اصلی ہے اور تعداد زر کے جسکے عوض مین
دستاویز مذکور دیا گیا ہے وہ صرف ۶۵ہے اور جو تبدیلی اوسمین
ہوئی ہے وہ صرف تاریخ کی تبدیلی ہے - یہ ایسی تبدیلی ہے جو اسکا نا
غیر ضروری تہی کیونکہ اقرار قرضہ کا ثابت ہوسکتا تہا جیسا کہ مسلمہ اوسکے
ثابت کرنے کی کوشش عدالت دیوانی مین بغرض سماعت کے
ہوئی تہی -

بدینوجوہ مین بمقدمہ جیون سورپا کے تجویز ثبوت جرم کو حسب
دفعہ ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے بحال کرتا ہون لیکن بلحاظ حالات
مقدمہ کے حکم سزا کو جو اوسپر صادر ہوا تہا تخفیف کرکے حکم سزاے
قید محض میعادی چہہ ماہ قایم کرتا ہون - مطابق اس کے مسل مین
ترمیم کیجاوے -

ضلع کانپور — اپیل اول نمبر ۹۰ سنہ ۱۸۸۶ء — منفصلہ یکم جون

جنت بی بی و یک کس دیگر بنام عبدالعزیز وغیرہم

ثالثی — حکم ثالثی مین یہہ ہدایت ہونا کہ بحالت نا اتفاقی ثالثان کے مقدمہ سرپنچ کے سپرد کیا جاوے — سرپنچ کو صرف یہ اختیار کہ کسی زمرہ ثالثان سے اتفاق کرے — فیصلہ سرپنچ کا منسوخ کرانے اوس رقم کے جو بمد زمرہ ثالثان کے تجویز سے زیادہ ہو

اس نالش کے فریقین جو واسطے انفساخ شراکت و تصفیہ حساب کے تہی اس امر پر راضی ہوئے کہ جو امور باہم اونکے نزاعی ہین سپرد ثالثی کئے جاوین — حکم سپردگی حسب عبارت ذیل ہے —

اس مقدمہ مین فریقین اسبات پر راضی ہوئے ہین کہ فیصلہ مقدمہ کا ثالثی سے ہو — چنانچہ پنڈت پرتہی ناتہہ و بابو نیل مادہب سرجی منجانب مدعیان و لالہ شیام و مولوی عبدالجلیل ثالثان منجانب مدعا علیہم ثالث واسطے دعوی و خرچہ مدعیان کے مقرر ہوئے ہین بعد تحقیقات اور ملاحظہ حسابات متعلقہ بہی جات اور چٹہا اور بعد سماعت عذرات فریقین کے اور جو کچہ فیصلہ ثالثان موصوف صادر کرینگے وہ فریقین کو قبول و منظور ہوگا اور فیصلہ ثالثان کا قطعی اور مختتم ہوگا — فیصلہ کثرت رائے ثالثان کا مقبول ہوگا اور اوسکی پابندی ہوگی — اگر ثالثان [illegible] نا اتفاقی ہو کہ موقع کثرت رائے کا باقی نہ رہے تو لالہ گور سہا وکیل عدالت منصفی سرپنچ مقرر کئے جاوینگے — اور اوس حالت مین جن ثالثون کی رائے سے سرپنچ موصوف بعد ملاحظہ اون کارروائیون کے جو اسطرح ہوئی ہون اتفاق کرینگے وہی مقبول ہوگا اور اوسکی پابندی ہوگی اور وہی فیصلہ قطعی ہوگا — بعد لینے رائے لالہ گور سہا کے بہی فیصلہ کثرت رائے ثالثان کا قبول و منظور ہوگا اور قطعی ہوگا

ثالثان مدعا علیہم نے ایک فیصلہ صادر کیا جسمین اونہون نے ڈگری مبلغ ۱۵ [illegible] بحق مدعیان کے صادر کی — اور ثالثان مدعیان نے

ایک راے تحریری قلمبند کی جسمین اونھون نے جزو کثیر فیصدی مصدر دیگر ثالثان سے اتفاق کیا۔ لیکن ثالثان موصوف نے بقسمت لمبا ہے ۵ ا ۱۳ پائی کی ڈگری بحق مدعیان کے صادر کرنے سے انکار کیا اور یہہ راے ظاہر کی کہ اس رقم سے زیادہ کی ڈگری ہونا چاہیے۔ لیکن اونکی یہہ راے قرار پائی کہ صحیح تعداد جسکا دلانا مناسب ہے بلا تحقیقات مزید کے تجویز نہین ہو سکتی ہے لیکن یہہ تحریر کیا کہ ہم تحقیقات مذکور بجز اوس حالت کے نہین کر سکتے ہین کہ دیگر ثالث بھی شریک ہون اور جو لوجہ اس کے کہ وہ فیصلہ صادر کر چکے ہین اوس تحقیقات مین شریک نہین ہوتے ہین۔ بعد ازان معاملہ روبرو لالہ گور سہاے سرپنچ کے پیش ہوا اور اونھون نے یہہ راے قلمبند کی کہ مجھکو فیصلہ ثالثان مدعا علیہم سے اتفاق ہے لیکن یہہ خیال کیا کہ مدعیان مستحق مبلغ ۔۔۔ روپیہ مزید کے ہین چنانچہ مدعیان کو جملہ ہے ۵ ا ۱۳ پائی دلا دیا۔

مدعا علیہم نے عدالت جج ماتحت کانپور مین جسمین نالش دایر ہوئی تھی عذرات بدین مضمون پیش کیئے کہ حسب عبارت حکم سپردگی کے ثالث کو بجز اس کے اختیار نہ تھا کہ کسی ایک یا دوسرے زمرہ ثالثان سے اتفاق کرے اور نہ یہہ اختیار تھا کہ جو رقم ثالثان مدعا علیہم نے تجویز کی تھی اوسمین اضافہ کرے۔

جج ماتحت نے اس راے کو قبول کیا اور یہہ حکم دیا کہ فیصلہ سرپنچ کا اوسقدر منظور ہو کہ جسقدر وہ مطابق فیصلہ لالہ شیام لال و مولوی عبد الجلیل دو ثالثان کے ہے اور ڈگری بحق مدعی بابت بقسمت لمبا ہے ۵ ا ۱۳ پائی کی صادر ہو اور بقیہ دعوی ڈسمس ہو۔

مدعیان نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا ہے۔ اونکی طرف سے یہہ حجت ہوئی ہے کہ فیصلہ ثالثی جایز نہین ہے کہ جسکی بنا پر ڈگری صادر ہو سکے۔

کالن سندر لال و دلی لال منجانب اپیلانٹان۔

عبد المجید و اسد علی منجانب رسپانڈنٹان۔

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ نالش واسطے

انفساخ شراکت اور تصفیہ حساب کے ہے - فریقین واسطے سپردگی مقدمہ
بہ ثالثی کے رضامند ہوئے تھی مدعیان نے دو ثالث مقرر کیئے تھی اور
مدعا علیہ [illegible] دو ثالث مقرر کیئے تھے اور یہ قرار پایا تھا کہ اگر [illegible] ثالث
دوسرے کو ثالثون سے اختلاف پیدا کرین تو تصفیہ امر نزاعی کا سرپنچ
کریگا کہ جو ایک زمرہ کے ثالثون سے اتفاق کرے گا اور اس کے علاوہ
کچھہ اختیار نہین تہا - ثالثان مدعیان نے کوئی فیصلہ نہین کیا - اور
ثالثان مدعا علیہم نے بمبلغ [illegible] روپیہ ۱۵/۳/۱۰ پائی دلائے ہین اور معاملہ سرپنچ کی روبرو گیا
اور اوس نے مدعیان کو بمبلغ [illegible] روپیہ دلائے ہین لہذا اوس نے اون
ثالثون سے اتفاق نہین کیا ہے جنہون نے فیصلہ صادر کیا تہا - لہذا
فیصلہ ثالثی بیجا ہے - جج ماتحت نے فیصلہ مذکور کو بطور ثالثی معقول
کے تصور کرنے مین غلطی کی ہے - کارروائی ترمیم ہونی چاہیئے اور
جج ماتحت کو تجویز مقدمہ کی روئداد پر کرنا چاہیئے - خرچہ مطابق نتیجہ کے
عاید ہوگا -

ضلع میرٹھ — درخواست متفرقہ — منفصلہ ۱ جون

ہنس راج بنام نند رام

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۹۲ - حکم امتناعی چند روزہ - جائداد
متنازعہ کے اجراء ڈگری مین بیجا نیلام ہو جانیکا خطرہ - درخواست صدد
حکم امتناعی کی علاوہ اوس عدالت کے کسی دوسری عدالت مین ہو نا چاہیئے
مقدمہ ابتدائی کی ہے -

سایل مقدمہ ہذا عدالت مین بربناء بیان حلفی ذیل کے آیا

اپیل اول نمبر ۴۰ سنہ ۱۹۱۶ - کنور ہنس راج اپیلانٹ بنام [illegible]
رسپانڈنٹ -

مین کنور ہنس راج اپیلانٹ قسم کہاتا ہون اور حسب ذیل بیان
کرتا ہون -

۱- یہ کہ نندرام رسپانڈنٹ نے اپنی ڈگری کے اجرا مین جو بنام بہار تیہ سنگھ وغیرہ صدر جج ماتحت میرٹھ مقدمہ دیوانی نمبری ۴۸ سنہ ۱۸۸۶ع مورخہ ۱۵ جون ۱۸۸۷ع ... مقدمہ ایپل اول نمبر ۳ ۱۸۸۸ع کے قرق کرائی ہے۔

۲- یہ کہ ۲۰ مئی ۱۸۸۸ع واسطے نیلام جایداد مذکورہ تاریخ مقرر ہے۔

۳- یہ کہ جایداد مذکور آج کی تاریخ تک اپیلانٹ کے قبضہ مین ہے۔

۴- یہ کہ ماسوا اس کے کہ جایداد مذکور ڈگری مذکور کے اجرا مین بیجا طور پر نیلام ہو جاوے گی اگر اجرا ڈگری روا رکھی جاویگی تو بمضرت اپیلانٹ کے اوس بابت املاک اور نقصان ہوگا۔

سایل کی یہ استدعا ہے کہ حسب وجوہ مندرجہ بیان حلفی منسلکہ کے ہائی کورٹ حکم امتناعی حسب دفعہ ۴۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی مشعر التوای حکم اجرای ڈگری صدر جج ماتحت میرٹھ مقدمہ دیوانی نمبر ۴۸ ۱۸۸۶ع (فہرست جج ماتحت) مورخہ ۱۵ جون ۱۸۸۷ع تا تصفیہ ایپل اول نمبر ۳ ۱۸۸۸ع کے صادر فرماوے۔

واضح ہوتا ہے کہ ایپل اول نمبر ۳ ۱۸۸۸ع منسلکہ درخواست و بیان حلفی مذکور ایسا ایپل ہے جو عدالت ہائی کورٹ مین دایر نہین ہے بلکہ عدالت ضلع جج میرٹھ مین دایر ہے۔

موتی لال منجانب سایل۔

کانلمن رام پرشاد و درگا چرن منجانب رسپانڈنٹ۔

محمود صاحب جسٹس - یہ درخواست حسب دفعہ ۴۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی باستدعای صدور حکم امتناعی بغرض التوای کارروائی مزید مقدمہ اجرای ڈگری صدر جج ماتحت میرٹھ مقدمہ دیوانی نمبر ۴۸ ۱۸۸۶ع کے ہے لیکن ڈگری مذکور زیر اپیل عدالت ہذا مین نہین ہے - میری یہ رائے ہے کہ دفعہ ۴۹۲ بہ لحاظ حالات مقدمہ اس قسم کے معاملہ سے متعلق

نہین ہے اور جس حکم اقتناعی کی استدعا اب سایل نے کی ہے وہ بدرجہ اقل
اوسکو اوس عدالت مین کرنا چاہی تہی جہان مقدمہ ابتدأ دایر ہے —
ایسی کوئی درخواست نہین ہوئی اور مین خیال کرتا ہون کہ عدالت ہذا کو
اس معاملہ مین کارروائی مزید نہ کرنا چاہیئے — یہہ درخواست نامنظور ہوگی
اور چونکہ فریق ثانی بوجہ اجراے اطلاعنامہ حسب حکم میرے بہائی ٹرل
صاحب کے میرے روبرو حاضر ہوا ہے اس لئے مین حکم دیتا ہون کہ
سایل اوس درخواست کے خرچہ کا تحمل ہو —

ضلع اعظمگڈہ — اپیل دیوانی نمبر ۵ ۱۸۸۳ء — منفصلہ ۴ جولائی

مادہوراے وغیرہم بنام راجکلی کنور

میعاد سماعت — منہائی وقت کی — ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعہ ۱۴ — اقرار تحریری — ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۹ —

واقعات اس مقدمہ کے ٹرل صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہین —

سیمین منجانب اپیلانٹ — کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹ —

ٹرل صاحب جسٹس — یہہ معاملہ آسان ہے — رسپانڈنٹ نے ۱۳ مئی ۱۸۶۸ء کو ڈگری بنام اپیلانٹ کے حاصل کی تہی اور اوس کے اجرا کی درخواست اول مرتبہ ۲۶ — اپریل ۱۸۸۲ء کو کی تہی — درخواست اجرا کی ظاہرا خارج المیعاد ہے لیکن ڈگریدار کی طرف سے یہہ عذر ہے کہ غلطی قانون سے بجاے اس کے کہ ڈگری مذکور جاری کرائی جاتی ڈگریدار نے نالش جدید بربنا اوسی بناء مخاصمت کے دایر کردی ہے جو معمولی طور پر ساقط ہوگئی ہے — ڈگریدار کے یہہ حجت ہے کہ بوجہ اس نالش کے وہ اپنی ڈگری مورخہ مئی ۱۸۶۸ء کو اندر میعاد لاسکتی ہے بشرطیکہ صرف وہ زمانہ جو بابت سماعت اوس کے نالش مابعد کے صرف ہوا ہے شمار سے خارج کردیا جائے اور تائید اپنی حجت کے

دفعہ ۱۴ - ایکٹ میعاد سماعت مین استدلال ہوا ہے - لیکن دفعہ ۱۴ - متعلق نہین ہے - جو نالش اوس نے بعد ۱۸۸۲ء کے دایر کی تہی اوس مین وہ بہ بندی قطار واقعی کسی دوسری کارروائی دیوانی کی پیروی مین بہ نیک نیتی مصروف نہ تہی کہ جو اوسی بنا مخاصمت کی بنا پر ایسی عدالت مین دایر رہی ہو جو بوجہ نقص اختیار سماعت یا اس طرح کے اور سبب سے اوسکو سمع نکر سکتی ہو - ظاہر ہے کہ وہ پیروی ایک غیر ضروری اور ناقابل سماعت نالش کے کہ جو بلا کسی بنار مخاصمت کے تہی کرتی رہی ہے اور اسوجہ سے بلا نیک نیتی کے ہے اور نالش مذکور بوجہ نقص اختیار سماعت کے ڈسمس نہین ہوئی تہی سیہ بہی ایما ہوا ہے کہ نالش مذکور بطور درخواست از قسم تدبیر معاون اجرا بد ڈگری کے متصور ہونی چاہئے - لیکن سیہ حجت ظاہر ہے کہ باطل ہے -

آخر الامر دفعہ ۱۹ - ایکٹ میعاد سماعت پر اس بیان کے ساتہ استدلال ہوا ہے کہ مدعا علیہ مقدمہ ہذا نے جو بعد ۱۸۸۲ء کے دایر ہوا ہے حوالہ اوس ڈگری کا کیا ہے جو ڈگریدار نے ۳۰ - مئی ۱۸۸۲ء کو حاصل کی تہی لیکن سیہ امر منزلہ اس اقرار کے نہین ہے کہ مدعا علیہم کو اوس وقت خیال اوس میعاد سماعت کا تہا - کہ ڈگری بمقابلہ اونکے جاری کیجائیگی اور نہ اوس مین سیہ اثر ہے کہ دوران اوس میعاد کا ملتوی کرے جو بمقابلہ ڈگری مئی ۱۸۸۲ء کے شروع ہوگئی تہی -

لہذا مین اپیل معہ خرچہ ڈگری کرتا ہون -

ضلع گورکہپور   اپیل اول نمبر ۳۴ ۱۸۸۶ء   منفصلہ ۴ جولائی

سوتی گرو یک شتی کس دیگر بنام ندہا

عملدرآمد - وکیلون کا عدالت ہاے ماتحت مین بدین غرض کاغذات کا داخل کرنا کہ عدالت اپیل مین جہوٹے طور پر یہ بیان کرنا

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

مورخہ ۲۵ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء

مرتبہ جی ٹی اسپنکس صاحب وا آسٹیجی ۔۔۔ بیرسٹران و ترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ ... اسٹمپ سے ... معہ تفصیلات	فہرست مقدمات	نمبر ۳۰ جلد

فہرست مقدمات

بنسی لعل بنام رگھوناتھ سہائے	۶۸۵	محمد الہ داد خان بنام اسمٰعیل خان	۶۴۳

فہرست مضامین

اپیل حسب فرمان شاہی ممالک مغربی و شمالی دفعہ ۱۳	۶۴۴	سماعت مقدمہ کا بعد انقضائے میعاد سماعت کے جائز نہ ہونا	۶۸۶
انگلیوت ۵ نمبر ۲۴ وکٹوریا باب ۱۰۴ دفعات ۱۳ و ۱۴	۶۴۴	تحلیف اہل مذہب	۶۴۴
ایکٹ ۸ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ ۴	۶۸۶	فرمان شاہی ممالک مغربی و شمالی دفعات ۱۳ و ۱۴	۶۴۴
۔۔۔ ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء دفعہ ۵	۶۸۶	قواعد مرتبہ لوکل گورنمنٹ	۶۸۶
توسیع وقت کے	۶۸۵	وجہ کافی	۶۸۵
جواز قاعدہ ۶ مورخہ ۱۸ مئی سنہ ۱۸۷۳ء کا	۶۴۴	وضع حکم سماعت کنندہ اپیل کورٹ کی	۶۴۴
یادداشت اپیل کا واسطے اصول مثلکے بسبب اسٹامپ فروشی واپس ہونا			۶۸۶

اطلاع ہو کہ جملہ مراسلات و زر سالانہ چندہ بنام منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد کے آنا چاہئے

الہ آباد پریس الہ آباد میں چھپا

ضلع میرٹھ — اپیل نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۱ع حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی

محمد الہ داد خان و دیگر بنام اسمعیل خان وغیرہم

علیٰ ہذا — اپیل حسب فرمان شاہی ممالک مغربی و شمالی دفعہ ۱۰ — وضع بنچ سماعت کنندہ اپیل مذکور کی — جواز قاعدہ ۶ مورخہ ۱۲ مئی سنہ ۱۸۷۳ع کا — اسٹیٹوٹ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ دفعات ۱۳ و ۱۵ — فرمان شاہی ممالک مغربی و شمالی دفعات ۱۰ و ۲۷

یہہ اپیل از روے دفعہ ۱۰ فرمان شاہی بناراضی فیصلہ براد ہرسٹ صاحب جسٹس بلحاظ اختلاف راے پیتھرم صاحب چیف جسٹس بمقدمہ مندرجہ انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۳۴۲ اور زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۱ع نمبر ۳۴ کے ہے — حسب الحکم ایج صاحب چیف جسٹس اور دفعہ ۱۳ جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ (ایکٹ عدالتہاے ہائی کورٹ) اور بلحاظ قاعدہ ۶ منجملہ قواعد دستور العمل مرتبہ ہائی کورٹ مورخہ ۱۲ مئی سنہ ۱۸۷۳ عیسوی بنچ کے عمل کرکے اپیل مذکور روبرو اوس بنچ کے پیش ہوا جسمین ایج صاحب چیف جسٹس اور اسٹریٹ صاحب جسٹس اور محمود صاحب جسٹس شریک تھے —

بروقت پیش ہونے اپیل بغرض سماعت کے محمود صاحب جسٹس نے یہہ راے ظاہر کی کہ بنچ مذکور قانوناً موضوع نہین ہوا ہے کیونکہ اونکو معلوم ہوا کہ قاعدہ ۶ محولہ بالا مطابق احکام ایکٹ عدالتہاے ہائی کورٹ اور فرمان شاہی عدالت کے باضابطہ مرتب نہین ہوا ہے جن حالات مین یہہ اعتراض پیدا ہوا ہے اور امور قانونی متعلقہ اعتراض مذکور فیصلجات ایج صاحب چیف جسٹس اور محمود صاحب جسٹس مین کما حقہ مندرج ہین —

اجودھیا ناتھ بجانب اپیلانٹان — اسپنکی و کانین بجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس — یہہ اپیل حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی ملکہ معظمہ کے ہے جو اس ہائی کورٹ سے متعلق ہے —

جس اپیل سے یہہ اپیل پیدا ہوا ہے اوسکی سماعت سو بر [illegible] جو اوسوقت چیف جسٹس اس عدالت کے تھے اور میرے بھائی براد ہرسٹ صاحب جسٹس [illegible]

کے ہوئی تھے - حکام ممدوح مختلف الرائے ہوئے اور اپیلانٹ جو اونکے
تنہا رسینے یہہ اپیل رجوع کیا ہے جو روبرو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب سینیر
پیونی جج عدالت اور میرے بہائی محمود صاحب (جو بالفعل قایم مقام جج عدالت
کے ہین) اور خود میرے روبرو ۵ / اور ۶ / ماہ حال کو بغرض سماعت پیش ہو تہا
پنڈت اجودھیا ناتہہ نے جو بجانب اپیلانٹ کے حاضر ہوئے ہین ایک عذر
ابتدائی پیش کیا ہے اور یہہ حجت کی ہے کہ یہہ ہائی کورٹ قانوناً موضوع
نہین ہوئی ہے کیونکہ اوسمین ایک چیف جسٹس اور چار جج اور ہین اور نہ
ایک چیف جسٹس اور پانچ دیگر جج - بہ نسبت اس امر کے صرف اسوقت یہہ
کہنا ضروری ہے کہ ہم پابند فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا بمقدمہ لال سنگہ
بنام گنشام سنگہ (صفحہ ۳۰۵ ما سبق) کے ہین جو حال مین فیصل ہوا ہے -
ایک دوسرا عذر ابتدائے تجویز طلب کہ جو اوس شبہ سے پیدا ہوا ہے
جو میرے بہائی محمود صاحب نے ظاہر کی ہتی اور مین سمجہتا ہون کہ شبہ مذکور
اتبک اونکو ناشی ہے کہ آیا قواعد عدالت ہذا جو شمار مین چھہ ہین متعلقہ
مقبولی اور سماعت اپیل متعلقہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی جوازاً مرتب ہوئے اور
قایم کیے گئے ہین یا نہین - قواعد متنازعہ صفحہ ۲ کتاب قواعد وغیرہ مین طبع
ہوئے ہین جو باختیار اور واسطے استعمال عدالت ہذا کے ۱۸۸۹ء مین
شایع ہوئے ہین -

اس اعتراض سے بحث بہ نسبت اختیار سماعت اس بنچ کے دربارہ
سماعت اپیل ہذا کے اور نیز کسی اور بنچ کے جسمین تین جج شریک ہون
درباب سماعت اور تجویز کسی اپیل کے جو از روے دفعہ ۱۰ فرمان شاہی
کے رجوع ہو پیدا ہوتی ہے - جو اصحاب منجانب فریقین اپیل ہذا سے
حاضر ہوئے ہین اونکی طرف سے یہہ ایما نہین ہوا ہے کہ بغرض اس امر کے
کہ وضع ہائی کورٹ کے اصل قانوناً درست بہی ہو تاہم یہہ بنچ مناسب طور سے
اور قانوناً موضوع نہین ہوئی ہے - فی الواقع اسکے برعکس پنڈت اجودھیا ناتہہ
نے حجت کی ہے - دفعہ ۱۳ ریزولوشن ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ جسکے ضروری

ظاہرا قواعد متنازعہ مرتب ہوئے تھے حسب ذیل ہے - بپابندی کسی قوانین
یا آئین جو گورنر جنرل باجلاس کونسل صادر کرین ہائی کورٹ واقعہ کسی پریزیڈنسی
کو جو از روے اس ایکٹ کے مقرر ہوئی ہو اختیار ہے کہ بذریعہ اپنے قواعد کے
ضابطہ واسطے استعمال اختیار سماعت ابتداءً یا اپیل کے جو عدالت موصوفہ
کو حاصل ہین بنجابت ایک یا زیادہ ججونکے یا عدالتہاے ڈویزن کے واسطے
مقرر کرے جو عدالت موصوفہ کو بنظر آسایش اور معدلت گستری کامل کے
مناسب معلوم ہو -

منجملہ قواعد مذکور کے قاعدہ چہ جیسا کہ وہ کتاب قواعد وغیرہ مطبوعہ
عدالت ہذا مین جو ۱۸۸۲ء مین شائع ہوئی ہے حسب ذیل معلوم ہوتا ہے -
اپیلہاے مذکور کی سماعت اسی عدالت سے ہوگی جسمین تین ججون سے
کم شریک نہونگے - از روے دفعہ ۱۴ جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب
۱۰۴ کے یہ حکم ہے کہ ہر عدالت ہائیکورٹ کے چیف جسٹس وقتاً فوقتاً
یہ تجویز کرینگے کہ ہر حالتمین کون جج تنہا اجلاس کریگا اور عدالت کے
کن ججونسے خواہ معہ چیف جسٹس کے یا بلا چیف جسٹس کے اکثر عدالتہا
ڈویزن بنچ حسب متذکرہ بالا موضوع ہوا کرینگے -

بہ نسبت وضع اس بنچ اور جواز اور صحت قواعد مذکور کے اور فی الحقیقت
اور قیاساً اکثر قواعد عدالت ہذا کے اسوقت آزمایش ہو رہی ہے اور حتی الامکان
مین مختصراً واقعات متعلقہ وضع بنچ ہذا اور اعتراض پیش کردہ اپنے بہائی
محمود صاحب کے بیان کر دونگا -

بحیثیت چیف جسٹس عدالت ہذا کے دربارہ وضع بنچ ہذا کے مین ذمہ دار
ہون - واقعات متعلقہ وضع بنچ ہذا کے حسب ذیل ہین -

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ فہرست عدالت مین دو اپیل متعلقہ دفعہ ۱۰
فرمان شاہی کے واسطے سماعت کے طیار تھے - ایک اپیل ہذا ہے
اور دوسرا اپیل اس مقدمہ مین تہا جسکی سماعت روبرو میرے بہائی
ٹرل صاحب اور میرے بہائی محمود کے ہوئی تہی جسمین وہ مختلف الراے ہوے

سینیر موینی جج میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے جنکو کسی طور پر ان دونون اپیلون سے کچہہ تعلق نہ تہا مجہسے نہ خواہش کی کہ بوجہ کثرت واقعیات بالائے فہرست عدالت ہذا مناسب ہوگا کہ مین استعمال اوس اختیار کا کرون جو مجہکو بحیثیت چیف جسٹس کے از روے دفعہ ۱۴ جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ کے عطا ہوا ہے اور یہہ حکم دون کہ دونون اپیل تین ججون کے بیچ مین پیش ہون اوٹر وبر و اجلاس کامل عدالت کے اور اسطرحپر دو جج دوسرے کام عدالت کے انصرام کے لئے باقی بچینگے - ایسے ہی خواہش رجسٹرار عدالت نے بہی مجہسے بلا کسی تعلق کے کی تہی - اس انتظام کو جسکے اسطرحپر خواہش ہوئی ناقابل اعتراض باور کرکے اور نہ کہ انتظام مذکور معقول اور بنظر فایدہ عامہ خلایق کے مناسب ہے مین نے بحیثیت چیف جسٹس عدالت ہذا کے یہہ حکم دیا تہا کہ بغرض سماعت اپیل ہذا کے ایک بنچ جسمین میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور میرے بہائی محمود صاحب اور مین خود شریک ہون موضوع کیجاوے اور بغرض سماعت دیگر اپیل کے ایک بنچ جسمین میرے بہائی اسٹریٹ صاحب اور میرے بہائی بروڈہرسٹ صاحب اور مین خود شریک ہون موضوع کیجاوے - اسطرحپر واسطے تجویز ہر اپیل کے ایسے بنچ مقرر کئے جنمین وہ جج شریک ہوئے جنہون نے سماعت اپیل ماتحت مین نہ عمل کیا تہا اور نہ اوسوقت موجود تہے - جب فہرست تاریخ کی طیار ہوئی تو اوسمین (جہانتک اوسپر استدلال کرنیکی ضرورت ہے) ایک استصواب باجلاس کامل اور اپیل ہذا اور وہ اپیل جسکا مین ابہی ذکر کر چکا ہون شامل ہی - ایک امر کیوجہ سے جسکے زیادہ ذکر کرنیکی ضرورت نہین ہے استصواب باجلاس کامل اور اس اپیل مین حسب ترتیب مندرجہ فہرست کے کارروائی نہو سکے - چونکہ وہ جج موجود تہے جو دوسرے اپیل کے بنچ مین شریک تہے لہذا اپیل مذکور پیش ہوا اور جزواً سماعت کے بعد برضامندی بنچ مذکور کے اپیل مذکور مین مصالحت ہوگی - اوسعقدمہ مین پنڈت بشمبر ناتہہ نے

یہہ حجت کی تہی کہ اپیل کی سماعت اجلاس کامل مین ہونی چاہیے تہی لیکن جب اونکی توجہہ اوپر قاعدہ چہہ منجملہ قواعد متنازعہ کے مایل کی گئی تب اوہنون نے اپنے اعتراض پر اصرار نہین کیا اور نہ اوہنون نے یہہ انکار کیا کہ یہہ قواعد عدالت ہذا کے قواعد جایز نہین ہین ۔ اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر بنچ اس مقدمہ کا خلاف قانون موضوع ہوئے تہے تو اس مقدمہ کے بنچ کی وضع پر بہی یہی اعتراض وارد ہو سکتا ہے اور بنچ مذکور کو اوس اپیل کے سماعت کا یا منظوری اوس معاملت کا اختیار حاصل نہتا جو اوس مقدمہ مین ہوئے تہے اور مقدمہ مذکور کو پہر ایسے بنچ کے روبرو پیش ہونا چاہیے جو قانوناً موضوع ہوئے ہو ۔

جب یہہ اپیل پیش ہوا تو میرے بہائی محمود صاحب نے یہہ اعتراض پیش کیا جواب زیر غور ہے ۔ یہہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اگر قاعدہ ۔ ۶ متذکرہ بالا ہائی کورٹ سے قانوناً مرتب ہوا ہے تو بنچ بہی قانوناً موضوع ہوئی ہے ۔

بغرض اطمینان میرے بہائی محمود صاحب کے کہ قاعدہ متنازعہ جو اوس کتاب مین موجود ہے جسمین نقول ایکٹ اور فرمان ہاے شاہی جنکی رو سے عدالت ہذا مقرر ہوئی ہے اور ایکٹ ہاے اور قواعد و احکام موثر اور متعلق ضابطہ ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر مغربی شمالی شامل ہین ۱۸۸۶ء مین ظاہراً باختیار چیف جسٹس اور صاحبان جج عدالت کے شایع ہوا تہا مسل متعلقہ طیاری و ترتیب قواعد متنازعہ کی جسمین قاعدہ ۔ ۶ شامل ہے رجسٹرار نے عدالت مین پیش کی ہی نقل مطبوعہ گورنمنٹ گزٹ ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۳۱ مئی ۱۸۷۳ء مصدقہ بدستخط میرے بہائی سٹرل صاحب بحیثیت رجسٹرار اوسوقت کے پیش کی ہتی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت قاعدہ ۔ ۶ حسب ذیل تہا ۔ بشرطیکہ سماعت ایسے اپیلون کی اوس عدالت سے ہوگی جسمین ایسے جج بشریک ہونگے جو علاوہ اوس ڈیویزن بنچ کے ججون کے جسنے سماعت مقدمہ کی اول مرتبہ کی ہتی ۔

میرے بہائی محمود صاحب نے یہہ اعتراض کیا کہ شایع ہونا قواعد کا گزٹ مین شہادت قطعی اس امر کی نہین ہے کہ قواعد مذکور عدالت سے قانوناً

مرتب ہوئے تہے۔ ملاحظہ کاغذات مشمولہ مسل سے جسمین مسودہ قواعد مذکور کا
شامل ہے ظاہر ہوتا ہے کہ منجملہ چار ججون کے جیسے اوسوقت ہائیکورٹ مع چیف جسٹس
تہی تین ججون نے اسبارہ مین غور کیا تہا یعنے مسٹر رابرٹ اسٹوارٹ صاحب نے
جو اوسوقت حبیب جسٹس تہے اور مسٹر جسٹس ہیرسن صاحب نے جو اوسوقت سینیر
پیونی جج تہے اور مسٹر جسٹس جارڈن صاحب نے جو اوسوقت بجاے مسٹر جسٹس ٹرنر صاحب
کے جو اوسوقت رخصت پر تہے کام کرتے تہے غور کیا تہا۔ یہہ بات تبدیل و تغیر
مسودہ اور ان تینون ججون کے ایا و دستخطی ہے اور نیز اوس مسودہ سے
ثابت ہوتی ہے جسپر دستخط ٹرل صاحب کے ہین جو اب جسٹس ٹرل صاحب ہین
اور اوسوقت مین رجسٹرار عدالت کے تہے۔ مسل مین اس امر کا کوئی ثبوت
درج نہین ہے کہ آیا بعنیہ جج مسٹر جسٹس اسپنکی صاحب کا مشورہ بابت قواعد مذکور
کے جسمین قاعدہ متنازعہ شامل ہی لیا گیا تہا یا نہین اور نہ مسل مین کوئی ثبوت
اس امر کا ہے کہ جج ممدوح اوسوقت الہ آباد مین موجود تہے یا بطور جج کے
ہائیکورٹ مین کام کرتے تہے یا نہین۔ مسل مذکور سے یہہ بہی ثابت ہوتا ہے
کہ بعد ازان ۲۹ مئی سنہ [illegible] کو قاعدہ چہہ مبدل ہو کر بشکل موجودہ حال قایم
کیا گیا۔ وجہ تبدیل کی اس امر سے پیدا ہوئی تہی کہ بطور ابتدا التواے مقدمہ کے معلوم ہوتا تہا
یعنے یہہ کہ ابتداے جون لغایت اگست سنہ [illegible]ء کے صرف چار جج موجود ہے
مسٹر رابرٹ اسٹوارٹ صاحب جو اوسوقت حبیب جسٹس تہے رخصت پر تہے
فی الواقع ابتداے جنوری سنہ [illegible]ء لغایت ۲۷ اپریل سنہ [illegible]ء بشمول چیف
جسٹس کے کبہی چار ججون سے زیادہ عدالت کے کام پر موجود نتہے۔
بعد التواے مقدمہ کے میرے بہائی ٹرل صاحب نے مجہے اطلاع کی ہے
کہ تبدیل موقعہ قاعدہ ۶ کے اسوجہ سے ضروری ہوئی تہی کہ ہیئت ایسے
تین ججون سے بنچ کا موضوع ہونا غیر ممکن ہوتا تہا کہ جن مین سے کسی نے سماعت
مقدمہ کی بر طبق اپیل اول مرتبہ کی نکی ہو اس موقع پر مین اوس بیان پر غور
کرتا ہون کہ جو کچہہ قبل التواے مقدمہ کے وقوع پذیر ہوا ہے۔
مسل سے ایک حکم تحریری یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ قواعد مذکور بحیثیت موجودہ حال

چاہیے جاوین - یہہ حکم تحریری ہے اور دستخطی میرے بہائی شرل صاحب کا
جو اوسوقت رجسٹرار تہے - اس موقع پر مین یہہ تحریر بہی کر سکتا ہون کہ وضع
اور نیز وضع دوسرے اپیل کی پیچ کے مطابق قاعدہ ۹ بحیثیت ابتدا اسے اور
بحیثیت موجودہ حال کے ہے - چونکہ میرے بہائی محمود صاحب اب بہی
شبہہ نسبت تصدیق قواعد مذکورہ کے ظاہر کرتے ہین لہذا میرے بہائی شرل صاحب
سے مشورہ نسبت اونکی یادداشت کے کیا گیا کہ اوسوقت کیا صورت ظہور
پذیر ہوئی تہی اور ممدوح الیہم نے یہہ بیان کیا ہے کہ اونکو اطمینان ہو گیا تہا
کہ قواعد مذکور بشمول قاعدہ ۹ کے ممبران کامل کن عدالت نے جو اوسوقت
تہے منظور اور صادر کئے تہے یا ججون کی کثرت رائے سے صادر اور منظور
ہوئے تہے اور یہہ کہ اگر یہہ اطمینان اونکو اوسوقت نہوتا تو وہ بحیثیت
رجسٹرار ہائیکورٹ قواعد مذکورہ نہ چہپواتے اور نہ شایع کرتے -
کتاب قواعد وغیرہ متذکرہ بالا عدالت مین پیش اور ملاحظہ ہوئے تہے
کتاب مذکور ۱۸۷۳ء مین شایع ہوئے تہے - تمہید کتاب مذکور کی حسب ذیل ہے

تمہید

یہہ جلد باختیار از جانب چیف جسٹس اور صاحبان جج عدالت کے شایع ہوئی
عدالت العالیہ ہائی کورٹ آف جوڈیکچر
ایس ہارڈی جیمس صاحب رجسٹرار
الہ آباد مورخہ ۱۳ ار فروری ۱۸۷۳ء

۱۳ ار فروری ۱۸۷۳ء کو مسٹر ایس ہاردی جیمس صاحب رجسٹرار
اِس ہائی کورٹ کے تہے -

بنظر مطمئن کرنے اپنے بہائی محمود صاحب کے استفسارہ مین کہ بابت
مندرجہ تمہید کتاب قواعد کا صحیح اور جنکا ثبوت اونکو مطلوب تہا نقول چہپی
ہوئی کتابون کی جو اوسوقت صاحبان جج عدالت ہذا کی مہر و پیش
تہین اور مسودہ تمہید دفتر عدالت ہذا سے عدالت مین پیش ہوئی

نہین الّا اجزا مطبوعہ پر دستخط اون کل ججون کے بجز دستخط میرے بہائی
اسٹریٹ صاحب کے ہین جو اوسوقت عدالت مین ہتے لیکن مختلف
تواریخ کے ہین جیسا کہ میرے بہائی محمود صاحب نے بتلایا ہے یعنے
یہہ کہ اجزا مطبوعہ پر دستخط سر رابرٹ اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس
اور مستر اولڈفیلڈ صاحب جسٹس اور مستر براوہرسٹ صاحب جسٹس اور
مستر ٹرل صاحب جسٹس کے ثبت ہین - منجملہ اجزا مطبوعہ کے ایک
کے حاشیہ پر اور دستخطی مستر ہاروی جیمس کا ایک بیان درج ہے
کہ مستر جسٹس اسٹریٹ صاحب نے اپنی منظوری زبانی ظاہر کی ہے
اس بیان کو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے عدالت مین منظور کرلیا ہے -
مسودہ بیاض بخط اور دستخطی مستر ایس ہاروی جیمس صاحب کا ہے
اور اوسپر دستخط بقلم سر رابرٹ اسٹوارٹ صاحب کے ثبت ہے جو
اوسوقت چیف جسٹس عدالت ہذا کے ہتے - یہہ ایسا نہین ہوا ہے کہ
نسبت تصدیق کتاب قواعد کے جو ۱۸۷۳ع مین شایع ہوئی تہی کبہی
پہلے کسی نے اعتراض کیا تہا -

یہہ سمجہا گیا تہا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ غلطی سے سمجہا گیا تہا کہ
کوئی حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے فی الواقعہ کبہی ایسے بنچ مین سماعت
نہین ہوا ہے جسمین صرف تین جج شریک ہوئے ہون - یہہ ایسا نہین
ہوا ہے کہ کوئی بحث نسبت جواز یا تصدیق ان قواعد کے یا بہ نسبت اونکی
قانوناً مرتب ہونیکے کبہی سابق مین منجانب بنچ یا بار کے یا فی الواقع کسیکے
طرف سے پیش ہوئے تہے یا پذیرا ہوئے تہے - فی الواقع وہ چہہ قاعدہ ایسے
قاعدہ ہین جسکی رو سے کل مقدمات اپیل متعلقہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی
جو ابتک ابتدا سے ۱۷ مئی ۱۸۶۶ع سے پیش ہوئے اور دائر اور منفصل ہوتے
آئے اور قواعد مذکور ابتک جہانتک مین واقف ہون بلا تغیر منجانب بنچ اور
بار تمامی عدالت ہذا کے بطور قواعد جائز عدالت ہذا کے متصور ہوتے
اور اونپر عمل ہوتا رہا ہے - مین نے اور مین باور کرتا ہون کہ میرے بہائی جج

اسسٹریٹ صاحب نے بھی کوئی شک نہین کیا کہ قواعد متنازعہ بشمول
قاعدہ ۔۴ کے ایسے قواعد عدالت ہذا کے ہین جو قانوناً صادر ہوئے تھے
لیکن چونکہ میرے بھائی محمود صاحب اب بھی شکوک اس بارہ مین ظاہر کرتے
ہین لہذا سماعت مزید اپیل اسلیئے ملتوی کی گئی تھی کہ موقع تحقیقات مزید
کا اس غرض سے حاصل ہو کہ بشرط ممکن اطمینان میرے بھائی محمود صاحب
کا اس بارہ مین کیا جاوے کہ قواعد متنازعہ فی الواقع قواعد مصدرہ عدالت
ہذا مطابق قانون کے ہین اور اس طرح سے فیصلہ متفق الرائے کا اس بارہ مین
حاصل کیا جاوے ۔ شکوک ظاہرہ میرے بھائی محمود صاحب بوقت
سماعت نسبت تصدیق اکثر قواعد عدالت ہذا اور نسبت چند قواعد کے
جنکی رو سے دو یا زیادہ جج بغرض سماعت اپیل ہاے دیوانی و فوجداری
کے سالہاے گذشتہ مین موضوع ہوئی نہین ظاہر کیجا سکتی ہین لہذا
تجویز اس اعتراض کی چونکہ وہ منجانب ایک جج عدالت ہذا کے
پیدا ہوا ہے بہت ضرورت کی ہے ۔

بعد التواے مقدمہ کے بلا لحاظ کاغذات موجودہ دفتر عدالت کے مینے واقعات ذیل نسبت ان
ججون کی دریافت کئے ہین جنسے بوقت منظوری مسودہ قواعد اور بوقت
اونکی تبدیلی کے اور جسوقت کتاب قواعد کے شایع ہوئی تھی ہائیکورٹ
ہذا موضوع تھی ۔

مئی ۱۸۷۳ء مین مستقل جج سر رابرٹ اسٹوارٹ چیف جسٹس
و مسٹر جسٹس پیرسن و مسٹر جسٹس ٹرنر اور مسٹر جسٹس اسپنکی تھے ۔
مسٹر جسٹس ٹرنر ۱۱ اپریل ۱۸۷۳ء کو رخصت پر گئے تھے اور ۵ اکتوبر
سنہ مذکور مین واپس آئے تھے ۔ مسٹر جسٹس ہالوڈن نے قایم مقامی
جج ہاے کورٹ ہذا کی ۱۲ اپریل لغایت ۱۴ اگست ۱۸۷۳ء
کی تھی ۔ جون جولائی و اگست ۱۸۷۳ء مین مستقل جج سر رابرٹ اسٹوارٹ
چیف جسٹس و مسٹر جسٹس پیرسن و مسٹر جسٹس ٹرنر و مسٹر جسٹس اسپنکی تھے
اوس زمانہ مین مسٹر اولڈ فیلڈ بطور جج زاید کے اجلاس کرتے تھے اور

اوسی زمانہ مین مسٹر جسٹس ٹرنر قایم مقام چیف جسٹس تہے کیونکہ مسٹر
رابرٹ استوارٹ چیف جسٹس رخصت پر تہے - ابتدا سے ستمبر ۱۸۸۱ع
نہایت مارچ ۱۸۸۲ع جج مستقل مسٹر رابرٹ اسٹوارٹ چیف جسٹس اور
مسٹر جسٹس اسٹریٹ و مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ و مسٹر جسٹس براودہرسٹ تہے
اوس زمانہ مین میرے بہائی ٹرل صاحب قایم مقام جج تہے - ابتدا سے دسمبر ۱۸۸۲ع
نہایت اپریل ۱۸۸۳ع میرے بہائی ٹرل صاحب رجسٹرار ہائی کورٹ
کے رہے تہے - بعد التواے تجویز مقدمہ کے یہہ دریافت ہوا ہے کہ
مسٹر جسٹس اسپنکی (جنکے دستخط مسودہ قواعد متنازعہ پر نہین ظاہر ہوئے ہین)
عدالت سے ابتدا ۱۶ مئی نہایت ۳ جون ۱۸۸۳ع غیر حاضر تہے - میرے
بہائی ٹرل صاحب ہمکو یہہ اطلاع دیتے ہین کہ مسٹر جسٹس اسپنکی اوسوقت بیمار تہے
اور بوجہ اونکے بیماری کے بحکم چیف جسٹس موجودہ وقت کے کار عدالت سے
بطور چندروزہ سبکدوش کروائے گئے تہے - ممکن ہے کہ اونکے دستخط نہونے
کے اور کوئی شہادت صریحی مسل مین اس امر کے نہونیکی کہ اونہون نے
مسودہ قواعد متنازعہ پر غور نہین کیا ہے یہی وجہ ہے - برعکس اسکے ممکن ہے
کہ اونہون نے مسودہ قواعد کو منظور نہ کیا ہو اور اسی وجہ سے اوسپر
اپنے دستخط کرنے سے انکار کیا ہو - میری راے مین اس وجہ پر زیادہ
لحاظ کرنا ضروری نہین ہے کہ کیون اونکے دستخط مسودہ پر نہین ہوئے
جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ فرمان شاہی مین یا عدالت ہذا کے
کسی قواعد مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جسسے بنظر جواز قواعد عدالت
ہذا کے یہہ امر ضروری ہو کہ قواعد مذکور باتفاق راے اون سب ججونکے
جو بوقت موجودہ شریک عدالت ہون صادر کیجائین یا یہہ کہ اونپر
دستخط سب ججونکے یا ازمین سے کسی کے ہونے چاہیے - جب سے مین چیف
جسٹس اس عدالت کا ہوا ہون مین بہی قواعد کے ترتیب او تبدیل
مین شریک ہوا ہون مسودہ پر دستخط کرنیکے وقت مین نے یہہ خیال کیا
ہے کہ محض دستخط کے کرنے سے دفتر کے کلارکون کو یہہ ظاہر ہو کہ یہہ مسودہ

منظور شدہ ہے جسکی نقل صاف طیار ہونا چاہئے اور کسی طرح پر یہہ خیال
نہین کیا کہ وہ بنظر جواز قواعد کے ضابطہ ضروری ہے۔ اگر اتفاق رائے
ضروری ہو تو اوسکا حصول غیر ممکن ہے یا کسی قاعدہ عدالت کا صادر کرنا
گویا ہی بنظر کار عدالت یا فایدہ متخاصمین یا بعامہ خلایق کے صادر کرنا
قواعد کا ضروری ہوتا وقتیکہ درحقیقت اختیار خاص سلطان وقت
یا اعانت واضعان قوانین کے شریک اعانت نہو۔

اگر واسطے جواز قواعد عدالت ہذا کے یہہ ضروری ہے کہ کل جج موجودہ
وقت عدالت کے وقت ترتیب و صادر کرنے قواعد مذکور کے مشورہ
کرین اور واقعی موجود رہین جیسا کہ بحث ہوئی ہے تو اکثر یہہ ہوگا کہ
بوجہ ایک جج کے یورپ مین یا کسی اور جگہہ رخصت پر ہونیکے یا بوجہ
بیماری کے ناقابل ہونیکے کہ جو ناقابلیت اہالیان یورپ کو اس ملک
کی آب ہوا مین رہنے سے لاحق ہوتے ہے صادر کرنا قواعد مذکور کا بلا
لحاظ اس امر کے کہ صادر کرنا قواعد مذکور کا بلا درنگ بہت ضروری ہے
غیر معین طور پر ملتوی کیا جایگا۔ میری بھائی محمود صاحب نے یہہ ایما
کیا ہے کہ ایسی رائے کے اختیار کرنیکا یہہ نتیجہ ہوگا کہ جو جج عدالت ہذا
مین ایام تعطیل کلان مین تنہا اجلاس کرتا ہے وہ مجاز ایسی بات کا
ہو جایگا کہ منسوخی اون قواعد عدالت ہذا کے جنپر اوسکو اعتراض ہوگا
کوئی قاعدہ صادر کرسکیگا۔ اگر ایسا طریق عمل کسی جج کے طرف سے
ممکن الوقوع ہوگا تو ضرورت استعمال اختیار سلطانی ہیئیس اوریجی
ازروے دفعہ ۱۳ جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴ کے میری رائے
مین ضرور نا بکثرت رائے حکام کارکنان عدالت ہذا موجودہ وقت
کو اختیار دیا گیا ہے کہ قواعد متعلق ضابطہ کے مرتب کرین کہ ایک یا زیادہ
جج یا ڈویژن کورٹ جسمین دو یا دو سے زیادہ جج عدالت کے شریک
ہون استعمال اختیار سماعت ابتدائی یا اپیل کے جو عدالت ہذا کو حاصل
ہے اوسی طرح پر کرین جو اونکو بنظر عدالت گستری مناسب کے قرین

اسایش معلوم ہوں — مین یہہ نہین کہہ سکتا ہون کہ قواعد متنازعہ مشمول
قاعدہ ۔ ۶ کے جو بوجہ اقل کثرت راے حکام کارکنان عدالت ہذا کے
جو اوسوقت مین تہے مناسب طور پر صادر کئے گئے تہے اور یہہ کہ بنظر معدلت
گستری مناسب کے اونکو قرین آسایش یہہ معلوم ہوا کہ قواعد مذکور مشمول
قاعدہ ۔ ۶ کے صادر کیجاوین —

مین یقین کرتا ہون کہ ۱۲ رمی ۱۸۷۳ء سے کل ۰۲ اپیل حسب دفعہ ۱۰
فرمان شاہی عدالت ہذا سے فیصل ہوے ہتے —

تواریخ ذیل پر اپیل ہاے متعلقہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی اون پنچون سے
فیصل ہوے تہے جسمین صرف تین تین جج شریک ہتے ۱۲ رجون ۱۸۷۳ء و ۱۷ ر
جولائی ۱۸۷۳ء و ۲۱ ر اگست ۱۸۷۳ء و ۷ ر فروری ۱۸۷۸ء و ۱۱ ر جولائی ۱۸۷۸ء
و ۱۶ ر جولائی ۱۸۷۸ء و ۲۵ مارچ ۱۸۷۹ء و ۱۳ ر جون ۱۸۸۰ء — پنجر ۱۱ ر جولائی
و ۱۴ ر جولائی ۱۸۸۰ء کے جب ہائیکورٹ مین صرف چار جج بطور کارکنان
کے ہتے — تواریخ ذیل کو اپیل ہاے متعلقہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی اون پنچون
سے فیصل ہوئے ہتے جسمین صرف چار جج شریک تہے — ۷ رمی ۱۸۷۸ء
و ۳ ر جنوری ۱۸۷۸ء و ۲۷ ر اگست ۱۸۷۹ء اور ۳۰ ر نومبر ۱۸۸۳ء ان
تاریخونکو ہائیکورٹ مین پانچ جج بطور کارکنان جج کے ہتے — مجہے معلوم
ہوتا ہے کہ منجملہ اون اپیلونکے جنکے سماعت تین ججون سے کی ہتی باعتبار
ترتیب تاریخ کے پہلی اپیل کی سماعت ۱۲ ر جون ۱۸۷۳ء کو روبرو اوس
پنچ کے ہوی ہتی جسمین چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس پیرسن اور مسٹر
جسٹس اسپنکی شریک تہے اور اسی مبنا پر یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ مسٹر جسٹس
اسپنکی یا تو قواعد متنازعہ کے صادر کرنے مین شریک نتہے یا یہہ کہ اونکے ذہن مین
کوئی شبہ نسبت بیجا صادر ہوے قواعد مذکور کے موجود تہا —

بہ نسبت اس امر کے کہ آیا بنظر معدلت گستری مناسب ہے یہہ قرین آسایش
تہا یا نہین کہ قاعدہ مذکور صادر کیا جاوے اور جب صادر کیا جاوے تو اوسپر
متعلق کیا جاوے جیسا مینے متعلق کیا ہے مجہے شبہ کا عکس بہی نہین معلوم

میں اپنی نسبت اور بالحاظ اس اصل خواہ دیگر اپیل فرمان شاہی متذکرہ بالا کے بالکل یہہ کہتا ہون کہ بنظر معدلت گستری اور مناسب تصرف توقیع عدالتانہ اور وقت عدالت کے میں اسکو زیادہ فائدہ بخش خیال کرتا ہون کہ جس جج نے کسی مقدمہ یا امر معاملہ مین فیصلہ صادر کیا ہے اوسکو خود اپنے فیصلہ کی اپیل مین یا اپنے اوس شریک جج کے فیصلہ اپیل مین جنکے ساتھ اوسنے اختلاف راے کیا ہے اجلاس نکرنا چاہیے۔ اگر میں ایسی مشکل یا ناخوشگوار حالتین ہوتا کہ مجھکو اپنے خاص فیصلہ کی اپیل مین ایسی صورت مین اجلاس کرنا پڑتا تو مجھے خوف اسبات کا ہے کہ مین امور پیش شدہ صیغہ اپیل کے غور پر جو مخالف میرے فیصلہ صادرہ کے ہین ایسے واجبی خیال سے نہ سوچ سکتا جو جج کے لیے اول امر عظیم ہے۔ مجھے خوف ہے کہ بحفاظت یا بتائید اپنے فیصلہ کے مین ایک اصول وکالت کے نافذ کرنے پر مین آمادہ ہو جاونگا کہ جسکو بار کیطرف سے ہونا چاہیے اور جسکو بنچ پر وجود پذیر نہونا چاہیے۔ مزید بران مین اقرار کرتا ہون کہ مجھے بدرجہ غایت یہہ ناگوار ہوگا کہ یا تو میرے موجودگی سے میرے ہمجلیس بنچ پر یا ممبران بار یا وکلا کامل طور پر اور بلا خوف میرے فیصلہ پر نکتہ چینی کریں او بچینگے جو بنظر فواید انصاف کے اوسپر ہونے ضروری ہے یا یہہ کہ نکتہ چینی متعلقہ مجھکو بیٹھہ کر سنا پڑیگی۔ عدالت ہذا سے باہر نظر کرنے سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ہی خیالات غالبًا اور اور عدالتون میں پذیرا ہوئے ہین۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ قاعدہ ہائیکورٹ کلکتہ کا حسب ذیل ہے۔
ایسے اپیلونکی سماعت ایسے ڈویزن بنچ مین ہوگی جسمین کم سے کم تین جج علاوہ اون ڈویزن بنچ کے ججونکے شریک ہونگے جنکے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل مذکور رجوع ہوئے ہون (قاعدہ ۱۱۳ صفحہ ۴۹ قواعد اور احکام ہائیکورٹ بنگال)
مجھے یہہ نہین معلوم ہے کہ عدالتہاے مدراس اور بمبئی کے کیا قاعدے ہین مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ازروے دفعہ ۴۔ ایکٹ سپریم کورٹ آف جوڈیکیچر ۱۸۷۵ء (جلوس ۳۹ و ۳۸ وکٹوریا باب ۷۷) کے یہہ حکم ہے کہ کوئی جج عدالت اپیل مذکور کا وقت سماعت اپیل بناراضی کسی ایسے فیصلہ یا حکم کے

جو خود اوسنے صادر کیا ہو یا ہائی کورٹ کے کسی ڈویژن بنچ نے صادر کیا ہو جسکا وہ شریک رہا ہو یا ہے اجلاس نکریگا۔

اس حکم کی ترمیم از روے دفعہ ۱۱۔ ایکٹ سوپریم کورٹ آف جوڈیکیچر ۱۸۹۱ء (جلوس ۵۴ و ۵۵ وکٹوریا باب ۵۸) کے ہوئی ہے اور جسکے رو سے یہہ حکم ہوا ہے کہ جو جج اوسوقت موجود ہو یا بطور شریک ڈویژن بنچ ہائی کورٹ آف جسٹس کے کام کرتا ہو کہ جب کوئی ایسا فیصلہ جسکی ناراضی سے اپیل ہے صادر ہوا تھا یا وقت بحث مقدمہ منفصلہ کے نزاع ہو تو جج موصوف واسطے اعتراض دفعہ چہارم ایکٹ سوپریم کورٹ آف جوڈیکیچر ۱۸۷۵ء کے شریک ڈویژن کورٹ مذکور کا متصور ہوگا۔ قاعدہ ۲ آرڈر ۳ قواعد سوپریم کورٹ واقع انگلستان کا حسب ذیل ہے کہ کوئی جج وقت سماعت کسی درخواست بجویز جدید کسی مقدمہ یا معاملہ جو معہ جوری کے خود اوسکے روبرو فیصل ہوا ہو اجلاس نکریگا۔ وجہ اس قاعدہ کی ظاہر ہے۔ درخواستہاے تجویز ثانی مین منجملہ وجوہ کے اکثر ایک وجہ دربارہ ہدایات بیجا منجانب اوس جج کے جو اجلاس کرتا ہے ہوتی ہے۔ غالباً یہہ یہی مناسب سمجھا گیا تھا کہ سماعت ایسے درخواستونکی وہ جج کرین جنکی دہنو نیز اثر اون تجاویز کا ہو جو اونہون نے وقت تجویز قایم کی تہین۔ امور نسبت جواز اور صحت قواعد عدالت جنپر سالہا سال سے عمل ہوتا آیا ہے اور بنچ اور بار اور اشخاصین بطور قواعد جایز عدالت کے متصور کرتے رہتے ہین میری راے مین محض ان قیاسی خیالات کے بنا پر قایم نکرنا چاہیے کہ آیا کسیقدر مدت کے بعد کوئی ثبوت علاوہ اسکے جو اس عملدرآمد اور تسلیم سے اخذ ہو سکتا ہے کہ قواعد مذکور صادر ہوئے ہین موجود ہے یا نہین۔ میری راے مین تا وقتیکہ خلاف اسکے ثابت ہو عدالت کے ججون پر یہہ قیاس کر لینا فرض ہے کہ اونکے بہائی ججون اور متقدمین بنچ نے اپنے عہدہ کا کام قانوناً کیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ جس انتظام سے میرا مقصود تہا کہ کار عدالت کے

انصرام مین سہولیت ہو اوس سے یہہ نتیجہ ہو کہ اسطرح پیش ہو وقت عام اور بہ خاص بدرجہ اقل تین ججون کا اور بعض عہدہ داران عدالت کا فلیصل ہو
اخیرالامر مجہے صرف یہہ اور کہنا ہے کہ مین مطمین ہون کہ قواعد متنازعہ مقدمہ ہذا کے مناسب طور پر اور قانوناً مرتب ہوئے ہتے اور نافذ ہین اور یہہ کہ قاعدہ چہٹا ایک قاعدہ عقلمندانہ ضابطہ قابل اختیار کرنے عدالت ہذا کے ہے۔ فی الحقیقت اپیل ہذ ہر ست عدالت مین بموجب اون قواعد کے درج ہوا ہے جنمین سے قاعدہ چہٹا بہی ایک ہے۔
میری راے مین یہہ بنچ جوازاً موضوع ہوا ہے اور در بارہ سماعت اور تجویز اپیل ہذا کے کارروائی مزید ہونی چاہیے۔
مین کہہ سکتا ہون کہ میرے بہائی براو ہرسٹ صاحب اور میرے بہائی رٹل صاحب نے مجہکو یہہ کہنے کا اختیار دیا ہے کہ اونکو اب اور نہ کبہی یہہ شک ہتا کہ قواعد متنازعہ قواعد جایز عدالت ہذا کے مصدرہ حسب قانون ہتے اور ہین۔
اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے اون امورمین اتفاق کرتا ہون جو ممدوح الیہم نے در بارہ اعتراض ابتدائے پیش شدہ اپیل ہذا کے ظاہر کی ہین۔ جس قاعدہ پر اعتراض ہوا ہے وہ میری راے مین بہت عمدہ اور قرین اسایش کا قاعدہ ہے۔ ۱۸۷۱ء سے کئی مرتبہ بذریعہ استعمال بلا اعتراض بجانب بنچ بار کے قاعدہ مذکور سے ججون کی منظوری حاصل کی ہے اور ۱۸۷۳ء مین قاعدہ مذکور بطور قاعدہ موجودہ عدالت کے تسلیم ہوا تہا کہ جب عبارت نظر ثانی سکے قواعد مذکور مین اوسوقت کے رجسٹرار مسٹر ہارڈوی جیمس صاحب نے طیار کی ہتی اور باختیار چیف جسٹس اور ججون سکے اوسکو شایع کیا تہا اور بحالات مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ اگر مین یہہ قیاس کرون کہ جس قاعدہ پر اعتراض ہے وہ مناسب طور پر صادر ہوا تہا گویا مین اپنے ذہن اور اصول قانونی سے انحراف کرونگا اور میلے

کوئی بات ایسی نہین سنی ہے جس سے اس قیاس کی تردید ثابت ہو۔ مسٹر
محمود صاحب جسٹس۔ اسمقدمہ مین سوی اتفاق سے مین اوس رائے قانونی سے
اتفاق نہین کرسکتا ہون جو ذیلم چیف جسٹس اور میرے بہائی اسٹریٹ صاحب
نے بہ نسبت اس امر کے اختیار کی ہے کہ آیا بنچ موضوعہ بحیثیت موجودہ کو
کوئی اختیار سماعت اس اپیل کا حاصل ہے یا نہین۔ اپیل مذکور حسب
دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے ہے اور اوسکی سماعت اول کے وقت مجھکو بوجہ
اپنی واقفیت کے عرصہ تیرہ یا چودہ سال سے جو مجھکو اسعدالت سے ہے بہت
شکوک بہ نسبت اس امر کے پیدا ہوئے تھے کہ آیا بنچ جسمین صرف تین جج
شریک ہون کسی ایسے اپیل کی سماعت کرسکتی ہے یا نہین۔ جس زمانہ
کا مینے ذکر کیا ہے اوسمین مین بہی ایک ممبر بار عدالت ہذا کا رہا ہون
اور عرصہ ڈیڑہ برس سے مین وقتاً فوقتاً قایم مقامی اسعدالت کے پیونی جج کی
کرتا ہون۔ اس کل عرصہ مین باعتبار میرے یادداشت کے اپیلہاے
متعلقہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی بجز اسصورت کے اور طور پر مسموع نہین
ہوئے ہین کہ کل جج موجودہ وقت کے شریک ہوئے ہین۔ یہی وجہ
ہے جس سے وقت اول سماعت مقدمہ ہذا کے مینے نہ بوجہ اس شک
کے کہ آیا بنچ مناسب طور پر موضوع ہوئی ہے یا نہین بلکہ اسوجہ سے
بہی کہ ذیلم تیبدث کو جو تبابندا اس اپیل کے حاضر ہوئے تھے معلوم ہوجاوے
کہ مینے اپنے اوپر اسکا ظاہر کرنا فرض سمجہا ہے کہ مجھکو کوئی اختیار فیصل
کرنے امور پیش شدہ اپیل ہذا کا ہے یا نہین۔ پس یہی وجہ ہے
کہ کیون مجھکو شک ہوا تہا اور کیون مینے ذیلم تیبدث سے اوسکی وجہ
کے تشریح کرنیکی خواہش کی تہی۔ اس امر کی نسبت ہمنے بنچ پر اور
اور طور پر بہی غور کیا ہے اور چونکہ اسطرح غور ہوچکا ہے لہذا مین اس
امر کا کہنا داخل احاطہ ادب عدالت نہ سمجہتا ہون کہ مین کسی ایسے نا
سے خواہ انگلستان مین ہو یا ہندوستان مین ہو واقف نہین ہون جس سے
کوئی جج جو شریک بنچ جو جزو ضروری سماعت کنندہ اپیل کا ہو بجائے

آف جسٹس ہندوستان کے تینون پریزیڈنسیون مین اور نیز ممالک ہذا مین
ازروے دفعہ ۱۶ ایکٹ مذکور کے قایم کر سکین - مزید بران باستعمال اوس
اختیار کے صرف یہہ طریقہ معینہ قانون مذکور کا ہے کہ ایسے فرمان شاہی
اجرا ہون جسکے روسے عدالتہاے موصوف قایم ہون اور چنانچہ ہمکو معلوم
ہوتا ہے کہ حضور ملکہ معظمہ نے ۱۸۶۲ع مین فرمان شاہی مذکور مشعر قایم
ہونے عدالت ہذا کے اجرا فرمایا ہے - بہ نسبت وضع عدالت کے فیصلہ اجلاس
کامل عالیہ جسمین ہمنے اتفاق کیا ہے یہہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ اگرچہ ابتداءً
مقصود یہہ تہا کہ عدالت مین ایک چیف جسٹس اور پانچ پیونی جج شریک
رہینگے تو اس امر سے کہ ملکہ معظمہ یا لوکل گورنمنٹ نے ابتک خالی عہدہ کو معمور
نہین کیا ہے کارروائی بقیہ عدالت کی ناقص نہین ہو جاتی ہے - جو کچہ
مجھے اسوقت تجویز کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ واضعان قوانین کو کس اختیار کا
عطا کرنا نسبت ملکہ معظمہ کے مقصود تہا اور کیا اختیار ملکہ معظمہ نے ہمکو نسبت
ترتیب کرنے ایسے قواعد کے جو حکم قانونی کا رکہین عطا کیا ہے - واسطے
اغراض اس فیصلہ کے ضرور نہین ہے کہ بجز تعبیر دفعہ ۱۳ - ایکٹ فرمان
شاہی اور دفعہ ۳۷ فرمان شاہی کے اور کسی امر کی نسبت بحث کیجاوے
دفعہ اول الذکر حسب ذیل ہے - بہ پابندی کسی قوانین یا آئین کے کہ جو
گورنر جنرل باجلاس کونسل صادر کرے عدالت ہائی کورٹ جو کسی
پریزیڈنسی مین ازروے ایکٹ ہذا قایم ہو خود اپنے قواعد کے ذریعہ سے
ضابطہ استعمال منجانب ایک یا زیادہ ججون ہائی کورٹ موصوف کے
اختیار ابتدائی یا اپیل کا جو عدالت موصوف کو حاصل ہے اوسکے طور پر
معین کرے جو عدالت موصوف کو بغرض معدلت گستری کامل کے
قرین آسایش معلوم ہوتے واسطے اغراض بحث حال کے بہت ضروری
امر یہہ ہے کہ آیا الفاظ ہائی کورٹ مستعملہ دفعہ مذکور سے مراد کل عدالت
ہے یا نہین سب سے پہلے مین اوسکا بیان باعتبار اوس علم انگریزی
کے کرونگا جو مجھکو حاصل ہے کہ جہانتک مین واقف ہون لفظ مذکور کی

تعبیر سے ہرگز مراد ایک جزو جماعت مجموعی سے نہیں ہی درحالیکہ کوئی صاف صریح
مضمون قانونی مشعر تعبیر مختلف کے موجود نہ ہو۔ بالفاظ دیگر میری یہہ رائے ہے کہ جب
ایکٹ پارلیمنٹ مین ذکر کسی عدالت یا کمپنی یا کارپوریشن یا جماعت اہل
اشتراک کمپنی یا جماعت میونسپل یا اور کسی جماعت کا ہے کہ جس مین ایک سے زیادہ
انسان کو تعلق ہے تو ایسے موقع پر ایکٹ پارلیمنٹ کی تعبیر سے مراد کل جماعت
مذکور کی ہے الا یہہ کہ کوئی حکم صریح خلاف اسکے از روے قانون مذکور کے ہو
اس موقع پر کوئی صاف وصریح ایسا حکم موجود نہین ہے اور قانون حال کی تعبیر مین
ایک مضبوط وجہہ یہہ ہے کہ کیونکہ لفظ عدالت سے کل عدالت کی مراد سمجھی جاے
اور نہ کوئی جزو یا حصہ یا ٹکڑا عدالت سے مراد سمجھی جائے۔ وجہ یہہ ہے کہ مین
بطور اصول مستحکم تعبیر قوانین کا سمجھتا ہون کہ واضعان قوانین کی نسبت یہہ نہین
اعتبار ہوتا ہے کہ کل دفعہ کی مرتب کرنے مین بلا ضرورت کوئی عبارت وضع کی
گی ہے۔ دفعہ ۱۳ بالکل فضول ہوگی اگر اوسمین مراد لفظ عدالت سے کل عدالت
نہ متصور ہو۔ اور وجہ یہہ ہے کہ از روے دفعہ مذکور کے یہہ حکم ہے کہ عدالت
بذریعہ خود اپنے قواعد کے ضابطہ استعمال اختیار ابتدائی یا اپیل کا جو عدالت موصوف
کو حاصل ہے بنجانب ایک یا زیادہ ججان ہائیکورٹ موصوف کے اوس طریقہ
پر مرتب کرے جو عدالت موصوف کو بہ لحاظ عدالت گستری کامل کے قرین
معلوم ہو۔ بغرض اسکے کہ تعداد مذکورہ سے مراد ایک یا دو یا تین یا چار یا پانچ
یا چند ججان کے جنسے یہہ عدالت موضوع ہے مراد ہو تو ایسے دفعہ جیسی کہ دفعہ ۱۳
ہے بالکل غیر ضروری ہے اور نتیجہ لاعذر یہہ ہوگا کہ ہم اس کل دفعہ کو فضول
تصور کرین نتیجہ ناگریز یہہ ہے کہ جب الفاظ ہائیکورٹ مستعمل ہوئے تھے تو اونسے کل
عدالت مراد کا مقصود تھا اور نہ کچھہ کم وبیش کل عدالت سے۔ دوسری صورت
مین ہائیکورٹ کے ایک جج کے اختیار مین قواعد متعلقہ دفعہ مذکور کا مرتب
کی وجہہ نکلا قواعد کا مرتب کرنا جایز ہو جاویگا گو عدالت مین چھہ جج شریک
اور اس سے ایسی کیفیت ہوگی جیسا کہ آگے بیان کرتا ہون۔ تین جج ایک ہی
کمرے مین اجلاس کرین اور تین جج ایک ساتھہ دوسرے کمرے مین

ہر ججونکی جماعت قواعد مرتب کرنا شروع کرے کیونکہ ہر جماعت ہائیکورٹ ہے
اور اسطرح سے قواعد ایسے مرتب ہون جو ایک دوسرے سے بلا تعلق ہوتے۔ اور
اگر ایسا ضابطہ جایز و روا رکھا جاوے تو مین خیال کرتا ہون کہ ضرورت استعمال
اقتدار خاص شاہی سے بغرض علیحدہ کرنے ایک یا زیادہ ججون سے اس
خلل کے ہوگی کہ جو مطابق اس رائے قانونی کی نسبت جایز اور قانونی ہے
نہ ہوگی۔ لیکن بہ تعظیم واجب مین ایسے رائے قبول نہین کر سکتا ہون لہذا میں
لفظ عدالت سے مراد مکمل عدالت تصور کرتا ہون جیکہ دونون فقرات مین
دفعہ ۱۳ ایکٹ فرمان شاہی مین واقع ہے اور نیز یہین [illegible]
موقرہ دفعہ [illegible] ایکٹ فرمان شاہی کے تصور کرتا ہون۔
یہہ نتیجہ بلا تائید سند کے نہین ہے۔ فیصلہ عدالت بمقدمہ [illegible]
چیف جسٹس بو حول چیف جسٹس ہی اور شریر صاحب جسٹس جو اون [illegible]
مین جسمین حکام موصوف نے اس امر کے کہنے مین اتفاق کیا تھا کہ ملکہ معظمہ
تمام نہین سکتہ (ہائیکورٹ رپورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۷۸ء صفحہ ۱۱۹)
ہمارے پاس موجود ہے۔ [illegible] عدالت کا استعمال کل عدالت کی
طرف سے ہونا چاہیے الا یہہ کہ عدالت اوس اختیار سے مستفید ہو جو اوسکو ازروے
قانون اور فرمان شاہی کے دربارہ عطا کرنے اختیار استعمال مناسب مذکور
دیگر ججونکو حاصل ہے۔ [illegible] مقدمہ کا بھی حوالہ دونگا۔ بلا شبہ یہہ
قول ہے میری تائید اس تجویز میں ہوتی ہے کہ لفظ عدالت سے مراد کل عدالت
ہے اور اس رائے سے تردید اس اصول عام کی نہین ہوتی ہے کہ جب کل
ممبران عدالت باہم گفتگو واجبی کرنے کے بعد کسی امر پر متفق نہ ہون تو بلحاظ
قرارداد کثرت رائے عدالت کا بعد سماعت رائے جج یا صاحبان جج مختلف
الرائے کے قاعدہ عدالت کا قرار پاویگا۔ میری رائے مین جو کچھ نتیجہ نکلتا ہے
وہ یہہ ہے کہ منجملہ پانچ ججون کے تین یا چار جج یا منجملہ تیرہ ججونکے سات جج یا
فی الحقیقت کوئی اور تعداد ان ججونکا جنسے کثرت رائے عدالت موجودہ وقت
کے قایم ہوتی ہو بلا گفتگو کرنے بقیہ ممبران عدالت کے جواز ایسے قواعد

مرتب کر سکتے ہین جیسا کہ دفعہ ۱۳-ایکٹ فرمان شاہی یا دفعہ ۴۴ ہمارے فرمان
شاہی کا مقصود ہے۔ علاوہ برین مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ ایسی راے
سے عملاً کوئی دقت دربارہ مرتب کرنے قواعد کے لازم اویگی جبکی ضرورت
بحالت غیر حاضری بہ تقریب رخصت رعایتی یا غیر معمولی کسی ایک یا زیادہ
ججون کے پیش آوے اور محض وجہ یہہ ہے کہ از روے دفعہ ۷۔ ایکٹ فرمان
شاہی کے جب خلوع کسی عہدہ کا بوجہ وفات یا غیر حاضری بہ تقریب رخصت
یا علیحدگی کسی جج کے ہو اور خالی عہدہ معمور نہ کیا جاے تو وضع عدالت کے ناقص
نہین ہو جاتی ہے اور بقیہ ممبران عدالت سے جو اوس وقت ہون کل عدالت
موضوع ہوتی ہے (جیسا کہ بیچ بالاتفاق اجلاس کامل مین تجویز کیا ہے)
اور بلا انتظار اس امر کے کہ خالی عہدہ پر کوئی معمور ہو قواعد مرتب کر سکتے ہین۔
لیکن اس مقدمہ مین جیسا کہ مین آگے بیان کرونگا کوئی بحث دربارہ کسی خلوع
عہدہ کے نہین پیدا ہوتی ہے کیونکہ ہر طرف سے یہہ تسلیم ہوا ہے کہ مسٹر جسٹس
اسپنکی بوقت ترتیب قواعد متنازعہ کے شریک ممبر عدالت ہذا کے تھے۔

اس امر سے گذر کر اور یہہ قیاس کر کے کہ یہانتک میری راے صحیح ہے
اصل امر ہمارے روبرو یہہ ہے کہ آیا اس بنچ کو کوئی اختیار اس حیثیت سے جیسے کہ
وہ ذیلم چیف جسٹس عہدہ دو ججون جو اوسکے موضوع ہے دربارہ سماعت اپیل ہذا
متعلقہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے حاصل ہے یا نہین۔ بغرض جواب دینے اس
سوال کے مجھے یہہ امر دریافت کرنا پڑا تھا کہ آیا کل عدالت نے اوس ضمن سے
جسمین بینچ اوپر تحریر کی ہے کبھی اپنا اختیار اپنے تین ممبرون کو بغرض سماعت ایسے
مقدمات کے عطا کیا ہے یا نہین۔ اس امر کے تحقیقات مین مین رجسٹرار اور نیز
بائی ٹرل صاحب کی آمادگی کا جو دربارہ اطلاع دہی اوس امر کے [illegible] سے
باصد کے ہوا تھا جسکا مرتب ہونا ۲۰ ربیع ۱۸۸۴ء کو بیان کیا جاتا ہے بہت ممنون
ہون۔ اوسوقت مسٹر بیباس [illegible] رجسٹرار عدالت کے تھے۔ واقعات اوس معاملہ
بہت غور طلب ہین یا اونکے غور کرنے مین مجھکو اس امر کا لحاظ کرنا ضرور ہے
جو سوال بحث مین نسبت بنیاد بہت مشہور شدہ کے ہوا ہے ہر چیز کی نسبت

یہہ قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ صحیح طور پر اور واجبی طور پر کی گئی ہے الا یہہ کہ خلاف اسکے
ثابت کیا جاوے اور بتائید اس قیاس کے مین جلد مطبوعہ مورخہ ۱۴ ر فروری ۱۸۶۸ع
کی طرف متوجہ کیا گیا ہون کہ جو مسٹر ہاروی جیمس صاحب رجسٹرار عدالت ہذا نے
شایع کی تھی اور جسکے تمہید مین یہہ بیان ہے۔

یہہ جلد باختیار انرببل چیف جسٹس اور عدالت کے جو نکی شایع کیجاتی ہے
دستخط ہاروی جیمس صاحب رجسٹرار ہائیکورٹ الہ آباد مورخہ
۱۴ ر فروری ۱۸۶۸ع

مجھسے اس امر پر غور کرنے کے لئے درخواست کی گئی ہے کہ آیا یہہ بیان ایسے
قیاس مفید قواعد مورخہ ۲ ر جنوری ۱۸۶۸ع کے پیدا کرنے کے لئے کافی نہین ہے
کہ جس سے میرے اشتباہ دنسبت صحت قانونی کسی قاعدہ مندرجہ جلد مذکور کے
بھی ہو یا یہہ کہ آیا یہہ قیاس ایسا نہین ہے کہ جس سے مین تاثیر قانونی جلد مذکور پر
غور کرنے سے ممنوع ہو گیا ہون۔ مین اس سے واقف نہین ہون کہ یہہ
مذاکرہ ہر شے کی نسبت یہہ قیاس کیا جاتا ہے کہ وہ صحیح طور پر اور واجب طور پر
کی گئی ہے ایسا ہی کہ جسکا اثر یا تو بطور تاکیدی کے ہو اور یا بطور قیاس
ناقابل التردید کے ہو۔ یہہ مسئلہ قانون کا مشتمل خلاصہ ایم براوم کے بہت با نام ایسے
حیطہ مین محدود ہے اسبارہ مین اس سے زیادہ بحث کرنے کی ضرورت
نہین ہے کیونکہ دربارہ اصول عام کے ہمکو ملک ہند مین ایک عمدہ قانون
حاصل ہے جسکو مین مسٹر جیمس اسٹیفن صاحب کا ایکٹ کہتا ہون یعنے ایکٹ
شہادت ہند جسمین اس اصول کی نسبت اچھی طرح پر غور ہوا ہے اور
جسمین نتیجہ تجربہ انگریزی کا ایک شکل مین ظاہر کیا گیا ہے جو دفعہ ۱۱۴ ایکٹ
مذکور مین درج ہے۔ دفعہ مذکور مین یہہ بیان ہے کہ عدالت کو چاہیئے کہ
وجود کسی واقعہ کا جو اوسکی دانست مین غالباً وقوع مین آیا ہو قیاس
کرلے البتہ معمولی طریقہ واقعات طبعی اور رویہ انسانی اور سرکاری اور
خانگی کاروبار کا بنظر اوس نسبت کے جو اوس مقدمہ کے واقعات کے ساتھہ
اونکو ہی ملحوظ رکھنا ہوگا۔ یہہ مضمون اوس مسئلہ کا کل ہے جو عدالت طلب پر

انگریزی مین اور ایسی شکل مین لایا گیا ہے جسکو مین بہتر سمجھتا ہون - اس
موقع پر الفاظ قیاس کرنے کو بطور عبارت مبہم کے نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ اوس
طرح پر سمجھنا چاہیئے جیسے کی اوسکی تعبیر دفعہ ۳ - ایکٹ مذکور مین ہوئی ہے
بعدہ تمثیل (ہ) دفعہ مذکور میں بیان ہے کہ عدالت کو اس امر کے قیاس
کرنیکا اختیار ہے کہ عدالت اور دفتر کے کام حسب ضابطہ انجام دیئے گئے ہین
ایسے ہی تمثیل (و) ہے کہ معمولی طریقہ کاروبار کا خاص امور مین مرعی رکھا
گیا ہے لیکن مین بعد تمثیلات مذکورہ کے جو ایک جز دفعہ کا ہے اوسپر ہی توجہ
کرنا چاہتا ہون کہ مسلہ مذکورہ کے متعلق کرنے مین جیسا بیان تمثیل (ہ)
مین ہوا ہے عدالت کو ایسے واقعات جیسا کہ یہہ امر ہے لحاظ رکھنا ہوگا
کہ ایک عمل عدالت یا جسکی باضابطہ ہونے کی بابت شبہہ ہے خاص حالات
مین انجام دیا گیا تھا - مین ابھی بتلاؤنگا کہ یہہ قاعدہ ۲۰ مئی سنہ ۱۸۶۳ء
کا خاص حالات مین مرتب کیا گیا تھا اور اسوجہ سے یہہ قاعدہ کہ ہر شخص
کی نسبت قیاس کر لیا جاوے متعلق نہین ہے - یہہ نہین ثابت ہوتا ہے
کہ معمولی طریقہ جو واسطے مرتب کرنے ایسے قواعد کے ضروری ہے قواعد مذکور
کی ترتیب کے وقت مرعی رکھا گیا تھا اور دراندرین حالات مین تجویز کرتا ہون
کہ اگر کارروائی عدالت ہذا کی صورت سے یہہ ظاہر ہو کہ قاعدہ ۲۰ مئی
سنہ ۱۸۶۳ء کا مناسب طور پر صادر نہین ہوا تھا تو بحالت نہ ہونے کسی خاص
شہادت مخالف کے ہمپر یہہ تجویز کرنا فرض ہے کہ قاعدہ مذکورہ قاعدہ عدالت
ہذا کا نہین ہے کیونکہ کل عدالت نے جو اوسوقت تھی جلسہ واجب صادر نہین
کیا تھا لہذا خلاف اختیار ہے - اس سے فوراً مجھکو رہبری اوس قاعدہ کے
تواریخ کی طرف ہوتی ہے جو جلد مطبوعہ کے صفحہ ۱۰ مین درج ہے اور جسپر
بتائید راے خلاف کے استدلال ہوا ہے - یہہ جلد حسب تذکرہ بالا اختیار
جیسا کہ اوسکی تمہید سے مراد ظاہر ہوتی ہے ۱۳ فروری سنہ ۱۸۶۶ء کو شایع
ہوئی تھی - اوسمین کوئی بیان ایسا نہین ہے کہ کبھی کل عدالت نے
قاعدہ مذکورہ جلد مذکور بطور منظور کیا تھا - یہہ بھی بیان نہین ہے کہ قاعدہ مذکور

۱۴ار فروری سنہ ۱۸۸۶ء کو صادر ہوا تہا یا یہہ کہ کل عدالت نے اوس جلد کے کل
مضامین پر غور کیا تہا لہذا یہی سبب ہے کہ مین جلد مذکور کے حالات ماقبل
پر بنظر دریافت اس امر کے لحاظ کرتا ہون کہ آیا بیان مندرجہ جلد مذکور کا مین
بلحیثیت جج عدالت ہذا کے پابند ہون یا نہین — اس امر کے سلسلہ مین کسی قدر
یہہ بحث ہوئی ہے کہ آیا یہہ جلد مطبوعہ بطور ثبوت قطعی کے متصور ہونی چاہیئے
اور اوسکی حالات ماقبل پر بنظر دریافت اس امر کے کہ آیا قاعدہ متنازعہ فی
جوازاً صادر ہوا تہا ہمکو لحاظ کرنا چاہیئے — قانون شہادت جو ہمارے واسطے
ایکٹ شہادت مین مرتب ہے اوسمین خاص احکام اسبارہ مین درج
ہین اور درحالیکہ اوسمین تعریف ثبوت قطعی ہے دفعہ ۴ مین وہی شئے مراد ہے
جو ناقابل استرداد اوس قیاس کے ہے اور اوسمین ذکر صرف مین صورتونکا
ہے (دفعات ۴۱ و ۱۱۲ و ۱۱۳) کہ جہان قاعدہ مذکور متعلق ہوتا ہے —
قواعد مذکور مین سے کوئی اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے اور کوئی دوسرا قاعدہ
مجھکو اس امر کی تحقیقات سے مانع نہین ہے کہ آیا قاعدہ متنازعہ حال عدالت
سے جائز طور پر صادر ہوا یا نہین —

لہذا مینے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جلد مطبوعہ مورخہ ۱۴ار فروری سنہ ۱۸۸۶ء
کو اوسپر دستخط اسوقت کے رجسٹرار کے ہین بطور ثبوت قطعی نسبت صحت
قواعد مندرجہ جلد مذکور کے متصور ہوسکی اور نسبت صحت کسی قاعدہ کے اس بنا
پر اعتراض ہوسکتا ہے کہ بلحاظ اقتضایات دفعہ ۱۳ اسٹیچوٹس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا
باب ۱۰۴ یا دفعہ ۹ — ایکٹ فرمان شاہی کے مناسب طور پر صادر نہین ہوے
ہین — دفعہ اول الذکر سے بشفصہ ثابت ہوتا ہے —

(الف) یہہ کہ عدالت کو وہ اختیار جو اوسکو عطا ہوا ہے بطور جماعت کے
استعمال کرنا چاہیے — اگر دوسری صورت ہوتی تو یہہ مضمون فضول ہے —
(ب) یہہ کہ پارلیمنٹ کا یہہ مقصود تہا کہ فرق مابین عدالت بحیثیت مجموعی اور
کسی ایک یا زیادہ یا کوئی حصہ اوسکے ممبران مین ظاہر ہوا اور —
(ج) دربارہ عطا کرنے اختیار عدالت کے کہ وہ بعض مقدمات مین بذریعہ

کسی ایک یا زیادہ اپنے ممبروں کے یا عدالت کے کسی حصہ کے ذریعہ سے عمل کر سکے اور یہہ کہ عدالت موصوف اور صورتون مین بذریعہ شخص یا اشخاص مقرر کردہ کے اوسطرح پر عمل کرے کہ جو مرحمت جناب سلطان وقت سے اوسکو اختیار دیا گیا ہے۔

بہ تسلیم اس فرق کے جو مابین عدالت اور بعض ممبران عدالت کے ہے ایکٹ مذکور مین یہہ قرار پایا ہے کہ لفظ عدالت سے جو اوسکی معنی مضمون سے ثابت ہوتے ہین کل عدالت کو اختیار مرتب کرنے قواعد کا مشعر اس امر کے دیا گیا ہے کہ استعمال بعض اجزا کا اوسکے اختیار سماعت اور اختیارات کا کل عدالت کے ممبرون مین سے کم ممبر کر سکین ایسی وجوہ منعرہ ۲ فرمان شاہی کے تعبیر سے متعلق ہین اور اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جیہہ قاعدہ جسکی رو سے استعمال اوسکے اختیار کا اوسکے بعض ممبرونکو ہو گیا ہو ضرور ہے کہ منجانب کل عدالت کے صادر ہونا چاہیئے البتہ مطابق اوس اصول کے جسکی رو سے اختیار استعمال عدالتانہ یا بشکل مناصب واضعان قوانین کے منضبط ہوا ہے۔ لہذا بہ نسبت قاعدہ بینہ کے حسب وجوہ ذیل اعتراض ہو سکتا ہے۔

(۱) یہہ کہ قاعدہ مذکور عدالت سے یا ضابطہ مرتب نہین ہوا اور

(۲) یہہ کہ قاعدہ مذکور بتجاوز اوس اختیار کے مرتب ہوا ہے جو عدالت کو حاصل ہے۔

ایک تمثیل دوسرے قسم کی اعتراضات کی مقدمہ ملکہ معظم بنام منی سنگہ متذکرہ بالا سے حاصل ہوتی ہے۔ اوس مقدمہ مین یہہ بحث ہوئی تہی کہ حسب علدرآمد عدالت کے ۔ کہ وہ علدرآمد عدالت صدر کے وقت سے جاری تہا کہ جب کسی ڈویژن بنچ کے دو ججون مین اختلاف راے بلحاظ اوس حکم کے جو صادر ہونا چاہئے ہو ۔ تو استصواب تیسرے جج سے ہونا چاہیئے اور اوسکی راے قطعی ہونا چاہیئے۔ منجملہ ججون کے دو (یارگن صاحب چیف جسٹس و ٹرنر صاحب جسٹس) نے یہہ تجویز کی ہے کہ بغرض اس

جسمین کم سے کم مین جج علاوہ اوس ڈویزن کورٹ کے ججونکے شریک ہونگے جنکی فیصلونکی ناراضی سے اپیل مذکور ہوا ہے۔

مسٹر جسٹس پیرسن نے اس قاعدہ کے مسودہ مین ترمیم کی ایا کی وقت الفاظ بشرط ممکن بعد لفظ سماعت کے داخل کیا تہا اور الفاظ کم سے کم مین کو ہلال سے بند کیا تہا اور واسطے الفاظ جنکے فیصلونکی ناراضی سے اپیل ہوا ہے جج موصوف نے یہہ الفاظ قایم کرنے کی ترغیب کی تہی جسنے پہلے مقدمہ کی سماعت کی ہے۔ مسٹر جسٹس بارڈن نے بحالت اتفاق رائے مسٹر جسٹس پیرسن کے جو دربارہ وسعت میعاد سماعت ۹۰ دن لکہے تہی بہ نسبت تعداد اون ججونکے اختلاف کیا تہا کہ جو اپیل کی سماعت کرینگے اور ہمکو ایک یادداشت حاشیہ پر جو خود مسٹر جسٹس بارڈن کے ہاتہہ کی لکہی ہوئی ہے دستیاب ہوئی ہی کہ جو حسب ذیل ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ بلحاظ قلت تعداد اس ہائی کورٹ کے ججونکے یہہ اپیلین اجلاس کامل مین جانے چاہئین۔

بعدہ یہہ کاغذات سو میرو اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس کے پیش ہوئے اور اونہون نے اپنی اتفاق رائے بہ نسبت توسیع میعاد ۹۰ دن کے ظاہر کی تہی مگر کوئی رائے بہ نسبت تعداد اون ججون کے جنسے بیچ سماعت کنندہ اپیل مذکور کی موضوع ہوگی نہین ظاہر کی تہی۔ عبارت ظہری مندرجہ مسودہ قواعد سے (جو نقل قلمی قواعد ہائی کورٹ کلکتہ کے ہے) واضح ہوتا ہے کہ رجسٹرار نے اوس مسودہ کی چہپنے کا حکم دیا اور ایک پروف مورخہ ۲۳ مئی کا چھاپہ خانہ کا شامل مثل ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسٹر جسٹس پیرسن کے روبرو پہر پیش ہوا اور جسٹس موصوف نے ایک خفیف زبانی تبدیل قاعدہ مجوزہ میں بہ نسبت وضع عدالت اپیل کے کی تہی یعنے قاعدہ نمبر ۶ مسودہ کا جو اوسوقت تہا حسب ذیل ہے۔ اپیل مذکور کی سماعت بشرط ممکن ایسے عدالت سے ہوگی کہ جسمین علاوہ اوس ڈویزن کورٹ کے ججون کے جسنے اپیل سماعت مقدمہ کی کی ہے اور جج بہی شامل ہونگے۔

اس پروف شیٹ مطبوعہ پر عبارت ذیل دستخطی اسسٹنٹ رجسٹرار مورخہ ۲۹ مئی ۱۸۷۳ع کی ہے —

کیا یہہ اب چھاپ دیا جاوے اور گزٹ مین مشتہر کر دیا جاوے —

اس سوال پر جواب اوسوقت کی رجسٹرار نے یہہ لکھ دیا کہ ہان —

پروف شیٹ جس پر نہ دستخط کسی جج کے ہین اور نہ اوس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر ججون نے بالآخر غور کیا تھا پھر چھاپہ خانہ کو واپس گیا اور قاعدہ نمبر ۶ متذکرہ بالا گورنمنٹ گزٹ ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۳۱ مئی ۱۸۷۳ع کے صفحہ ۷۰۲ مین مشتہر ہوا —

واسطے اغراض مقدمہ ہذا کے اس امر پر لحاظ کرنا ضروری ہے کہ قاعدہ نمبر ۶ جو اسطرح پر شایع ہوا اوسمین کوئی تعداد اون ججونکی جنسے بنچ سماعت کنندہ اپیل بابت مقتضیہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کی موضوع ہونے کو تہی محدود و معین ہوئی اور نہ اوسکی رو سے کوئی ایک جج یا زیادہ جج جنکے فیصلہ کی ناراضی سے اپیل پیش ہوا ہے بنچ اپیل کے شریک ہونے سے خارج کئے گئے اور مثل موجودہ دفتر عدالت کے اسبارہ مین بالکل خاموش ہے کہ آیا مسودہ اخیر قاعدہ مذکور کا جو پروف شیٹ سے ظاہر ہوتا ہے کبھی اون ججونکے اجلاس مجموعی مین زیر غور ہوا تھا یا نہین کہ جو اوسوقت شریک عدالت کے تھے —

اگرچہ مسٹر جسٹس اسپنکی اوسوقت جج عدالت کے تھے لیکن مجھکو جو اطلاع رجسٹرار نے مثلیات عدالت سے دی ہی اوس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ذیعلم جج موصوف نے مابین ۱۶ مئی اور ۲۳ جون ۱۸۷۳ع کے اجلاس نہین کیا تھا کیونکہ بوجہ بیماری کے ناقابل تھے — لیکن جج موصوف بوجہ رخصت رعایتی یا رخصت کے غیر حاضر نہ تھے اور حسب منشا دفعہ ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۰۴ کے خلو عہدہ بھی نہین واقع ہوا تھا لہذا جج موصوف ممبر شریک عدالت کے اوسوقت تھے مثل عدالت ہذا مین کوئی ثبوت اسبات کا نہین ہے کہ قواعد مجوزہ جج موصوف کے روبرو

پیش ہوئے تھے یا اونہون نے اوسپر غور کیا تہا اور یہہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیئے
کہ جج موصوف عدالت کے کسی اجلاس مین شریک ہونے کے قابل نہ تھے
اور یہہ کہ کسی اجلاس میں ججز کی ۱۲ رمی ۱۸۷۳ء کو حاضر نہ تھے کہ جس
تاریخ کو قاعدہ متنازعہ کا باقاعدہ صادر ہونا ظاہر ہوتا ہے ـ یہہ امر اسکے
غیر متعلق میرے بہای ٹرل صاحب کے یادداشت کے نہین ہے کہ جسکی
اطلاع اونہون نے مجھکو بذریعہ رجسٹرار کے دی ہے یعنی یہہ کہ ۱۲ رمی
۱۸۷۳ء کو جو قاعدہ صادر ہوا تہا اوسپر ان کل ججون نے غور کیا تھا اور
اوسکو اختیار کیا تہا جو اوسوقت ہمارے عدالت مین کام کرتے تھے
یعنی انگلش میٹنگ جسکو ہم کہتے ہین اور اون ججون نے کسی نے جو اوسوقت
اور اسپیشل حاضر تھی کسی قاعدہ یا قواعد کو نا منظور نہین کیا تہا ـ
مسٹر جسٹس اسپنکی اوسوقت بوجہ بیماری کے عدالت کا کام نہین کرتے تھی
اور میرے بہای ٹرل جو اوسوقت رجسٹرار تھے اونکو یاد نہین ہے (جیسا
کہ اونکی چٹھی موسومہ رجسٹرار مورخہ ۱۱ر اپریل ۱۸۸۲ء سے ظاہر ہے)
کہ آیا مسٹر جسٹس اسپنکی اوس انگلش میٹنگ مین ۱۲ رمی ۱۸۷۳ء کو بغرض
غور کرنے قواعد متنازعہ حال کے موجود تھے یا نہین ـ رجسٹرار یا مجھکو
کوئی پتہ مسلیات عدالت مین اس نتیجہ کے قایم کرنیکا نہین معلوم ہوتا ہے
کہ مسٹر جسٹس اسپنکی جو بوجہ بیماری کے چندروز تک کام عدالت کا نہین
کرسکتے تھے اور شریک ممبر عدالت کے نہین تھے اونسے کبھی مشورہ بہ نسبت
ان قواعد کے لیا گیا تہا ـ

یہہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ حکم رجسٹرار کا دربارہ چہاپنے کے اوپر مسودہ
نسبتی مطبوعہ مسودہ قواعد کے مورخہ ۲۶ رمی ۱۸۷۳ء ہے اور بعدہ
مسودہ قاعدہ مین جیسا کہ وہ اوسوقت تہا کوئی ذکر نسبت تعداد اون
ججونکی نہین ہے جسکو سماعت اپیل ہاے متنفضیہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی
کے کرنا ہوگی بلکہ محض یہہ ہدایت ہے کہ عدالت اپیل مین وہ جج
نہ ہونگے جنہون نے مقدمہ کی پہلی سماعت کی ہے اور تاہم یہہ امر

حکم مشروط اس شرط کا تہا جو اس عبارت سے مفہوم ہوتی ہے کہ
بشرط ممکن قاعدہ جو گورنمنٹ گزٹ مورخہ ۳۱ رمئی ۱۸۶۲ء مین شایع
ہوا تہا اسطرح پر تہا — کچھہ عرصہ بعد لیکن اوسکی صحیح تاریخ معلوم نہین ہے
قاعدہ نمبر چہ ۶ سنہ ۱۸۶۲ء حال مین بہت اہم تبدیلات واقع ہوئے ہین اور
مسل سرکاری مین جو اب میرے روبرو پیش ہے ایک نقل مطبوعہ
قواعد کے ملتی ہے جسمین قاعدہ مذکور صفحہ ۲۷ جلد مطبوعہ مین چہپا ہوا ہے
اور جسکی بنیاد پر اسقدر مباحثہ ہوا ہے — یہہ بہی قابل لحاظ ہے کہ قاعدہ
بالا کو اصلی قاعدہ نمبر چہ ۶ جو گورنمنٹ گزٹ مورخہ ۳۱ مئی ۱۸۶۲ء
مین شایع ہوا ہے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دو اہم تبدیلی ہوئی ہین

(۱) تعداد اون ججونکی جو اپیل کی سماعت کرینگے محدود ہوگئی اور اون سے
کم نہ ہونگی —

(۲) یہہ شرط کہ جن ججون نے پہلے مقدمہ کی سماعت کی ہے وہ بیچ اپیل
کے شریک نہ ہونگے نکال ڈالی گئی —

یہہ اہم تبدیلات اوسوقت کی رجسٹرار کے دستخطی مین اور جسنے ایک
یہہ یادداشت بڑہائی تہی اور اوسپر دستخط کیے ہین — براہ مہربانی فی
حسب تصحیح چہپائی — رجسٹرار نے اس حکم پر کوئی تاریخ نہین لکہی ہے
لیکن پنسل سے ایک تاریخ دستخطی اسسٹنٹ رجسٹرار لکہی ہے یعنی ۲۹ رجولائی
۱۸۶۵ء — اس امر کا کچھہ ثبوت نہین ہے کہ یہہ اہم تبدیلات کی نسبت
کب اتفاق راے ہوئی تہی اور کسکی — میرے بہائی ٹرل صاحب کی
یادداشت میرے بدقسمتی سے اسبارہ مین کچھہ مددگار نہین ہوتی ہے
جیسا کہ اونکے چٹہی موسومہ رجسٹرار مورخہ ۱۱ راپریل ۱۸۶۸ء سے
ظاہر ہوتا ہے — ہمیشہ عملدرامد عدالت ہذا کا یہہ رہا ہے کہ اپنے قواعد
کو گورنمنٹ گزٹ مین شایع کرے جیسا کہ اشتہار قواعد مورخہ ۱۹ ر
اپریل ۱۸۶۳ء و دور نیز دیگر قواعد سے ظاہر ہے — لیکن تبدیلات موقوعہ
قاعدہ چہ ۶ جو سنہ ۱۸۶۵ء مین کسی وقت ہوئے ہین (یعنی دو برس بعد اصل

قواعد کے) اونکا اسطرح پر کبھی اشتہار نہین ہوا — اندرین حالات مجھی
معلوم ہوتا ہے کہ تا وقتیکہ ہمین کوئی ثبوت علاوہ بیان مندرجہ تمہید
رجسترار متعلقہ جلد مطبوعہ مورخہ ۲۴ ار فروری ۱۸۶۸ء کے نہ حاصل ہو
ہمارے پاس کوئی شہادت ایسی نہین ہے کہ جس سے ہم بطور مناسب
یہہ تجویز کرسکین کہ قاعدہ متنازعہ حال براوس اختیار سے غور ہوا تہا
یا وہ مقبول ہوئے تہے جو واسطے صادر کرنے قواعد جایز کے قانوناً
مطلوب ہے — ممکن ہے کہ وقت تالیف جلد مطبوعہ کے رجسترار نے غلطی
کی ہو جیسا کہ مین آیندہ بتلاونگا کہ اوسنے اس امر کے خیال کرنے مین
غلطی کی ہے کہ قاعدہ متنازعہ حال باضابطہ صادر ہوا ہے اور یہہ صاف
ظاہر ہے کہ عدالت نے محض اس امر کے منظور کرنے مین کہ جلد مذکور
شایع ہو رجسترار کو اختیار بنانے یا تحریر کرنے ایسے قواعد کا نہ دیا ہوگا
جسپر ججون نے کبھی غور نہین کیا ہے اور باضابطہ صادر نہین کیا ہے فی الحقیقت
رائے خلاف اسکے یہی یہانتک تجویز کرنے کی لئے نہین قایم ہوتی ہے
کہ ہر قاعدہ مندرجہ جلد مطبوعہ مورخہ ۲۴ ار فروری ۱۸۶۸ء کا بطور قاعدہ
عدالت مصدرہ تاریخ مذکور کے متصور ہوسکے —

پس کیا سند اس کہنے کی ہے کہ قاعدہ نمبر ۶ مندرجہ صفحہ ۲۷
جلد مطبوعہ جو بالکل مختلف اوس شکل سے ہے کہ جسمین قاعدہ مذکور گورنمنٹ
گزٹ مورخہ ۳۱ ار مئی ۱۸۷۳ء کے صفحہ ۲۰۷ مین مشتہر ہے وہ باضابطہ
عدالت سے صادر ہوا ہے — بہ نسبت ثبوت قطعی ہونے جلد مطبوعہ کے اور
جو میل کثرت رائے ججونکا اسبارہ مین لیا ہے اوسکی نسبت نہین کچھہ کہا گیا
ہے لیکن ذرہ بہی شہادت کا نہ میرے بہائی ٹرل صاحب کی یادداشت
سے ہے جو اوسوقت مین رجسترار تہے اور نہ خود مسل سرکاری عدالت ہذا
سے کوئی ایسا نتیجہ لازم آتا ہے کہ اہم تبدیلات ۱۸۷۵ء کے عدالت
کے اون ججون نے کئین ہین جنسے اوسوقت عدالت موضوع تہی
فی الحقیقت معمولی مسل بہی اس امر کی نہین ہے کہ واسطے غور کرنے

اور [illegible] گورنمنٹ [illegible] مین [illegible] ۱۸۵۸ع مین کورٹ کی لاڈنگ [illegible] چھپنے کی
بھی [illegible] خیال [illegible] ہدایت یہہ [illegible]
[illegible] قواعد مقصد [illegible] عدالت کے ہوسکے نہین اور اوس تجویز مین [illegible]
اون تجویزون [illegible] قاعدہ مذکور [illegible] بلفظ ظاہر کیگی ہے مین اس خیال
سے باز نہین رہ سکتا ہون کہ جلد [illegible] مذکور بہ نسبت قاعدہ نمبر ۵ جیسا کہ
وہ صفحہ ۲ جلد مطبوعہ مین پایا جاتا ہے [illegible] رکہا گیا اور علامت قوی
اس امر کی ہے کہ قاعدہ ترمیمی ہرگز عدالت سے صادر نہین ہوا اور یہہ کہ قاعدہ
مذکور جلد مذکور مین محض غلطی سے جاگزین ہوا ہے — رجسٹرار عالیہ نے واسطے
حصول اشتہار قاعدہ مذکور کے (جیسا کہ وہ اب ہے) گورنمنٹ گزٹ مین بہت
تلاش کی مگر بیفایدہ — قاعدہ ترمیمی گورنمنٹ گزٹ مین کبہی شایع نہین ہوا
اور نہ اسکا کچہہ ثبوت ہے کہ اوس پر کبہی غور ہوا تہا یا اوسکو کبہی عدالت نے صادر کیا
تہا اور فی الحقیقت مین بجز اسکے کچہہ نہین خیال کر سکتا ہون کہ پروف شیٹ ترمیمی
مورخہ ۲۹ جولائی ۱۸۶۸ع اوسوقت تک کبہی ظاہر نہین ہوا کہ جب صفحہ ۲ جلد مطبوعہ
مورخہ ۱۴ فروری ۱۸۶۸ع مین شایع ہوا — مجہسے یہہ کہا جاتا ہے کہ رجسٹرار کے
اس یادداشت سے کہ براہ مہربانی حسب تصحیح چہاپ دیجئے یہہ مراد تصور کی جاتی ہے
کہ کل عدالت نے قاعدہ ترمیمی کو انگلش میٹنگ مین غور کیا ہے اور ترمیمات مذکورہ
بالاتفاق رائے کل عدالت کے وقوع پذیر ہوئے ہین اور تائید اس کل امر کی
رجسٹرار کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے کہ براہ مہربانی حسب تصحیح چہاپ
دیجئے تصحیحات پر جیسے کہ ضروری وہ ہین موجود مسل پر جو میرے روبرو
پیش ہے عدالت کے کسی ایک جج کا بہی دستخط نہین ہے اور چونکہ انگریزی میری خاص زبان
نہین ہے لہذا مین اس امر پر متیقن نہین ہو سکتا ہون کہ لفظ چہاپئے کے کتنے
معنی ہو سکتے ہین لیکن مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ لفظ مذکور سے یہہ خیال نہین
پیدا ہو سکتا ہے کہ عدالت نے اوس قاعدہ کو صادر کیا ہے لیکن محض وہ ایک
ہدایت بنام چہاپنے والے کے تہی کہ پروف شیٹ کو صاف چہاپئے — اس
کیفیت پر مین مکرر کہتا ہون کہ یہہ شک کہ ہر شی کو قیاس کر لینا چاہیے

متعلق نہین ہے اور عدالت ہذا کے ضابطہ پر اور اوس عملدرآمد پر جو بہ نسبت
صادر کرنے قواعد کے ہے اور نیز بہ نسبت اس امر کے ہے کہ اظہار اوسکا بشکل
زرولیوشن کے ہو اور نیز اسبارہ مین کہ حاضری اون ججونکی ہو کہ جو اوس
قاعدہ پر اتفاق کرین اور یہہ کہ قاعدہ مذکور گزٹ مین شایع کیا جاوے لحاظ
کر کے یہہ نتیجہ ناگریز ہے کہ قاعدہ نمبر ۶ جیسا کہ وہ صفحہ ۲۰ جلد مطبوعہ مین
موجود ہے کبھی عدالت ہذا نے مرتب اور صادر نہین کیا ہے ۔

پھر جلد مطبوعہ مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۶۸ء پر غور کر کے مینے باحتیاط خاص
تحقیقات اس امر کی ہے کہ آیا کسی قاعدہ پر منجملہ اون قواعد کے جو جلد
مذکور مین ہین اوس تاریخ پر غور ہوا تہا یا نہین اور مجہے معلوم ہوتا ہے کہ
اس مضمون کے کوئی کارروائی نہین ہے ۔ جو کچہ ظاہر ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ
اوسوقت کے رجسٹرار نے یہہ معلوم کر کے کہ قواعد عدالت ہذا کے متفرق و کاغذات
[illegible] مین منتشر ہین یہہ مناسب سمجہا کہ اونکو یکجا بشکل جلد کے چہاپ دے
چنانچہ رجسٹرار موصوف نے تین پروف شیٹ اوس کل جلد کی ججونکی روبرو
پیش کئے اور پروف شیٹ مذکور مسل مین رکہی گئے ہین جس سے وہ کارروائی
ثابت ہوتی ہے جو بہ نسبت شایع ہونے اوس جلد کے ہوئی تہی ۔ جلد مذکور کے
ایک پروف پر ایک یادداشت رجسٹرار کی اس مضمون سے ہے مسٹر جسٹس
[illegible] سے منظوری زبانی ظاہر کی ۔ اس یادداشت پر تاریخ ۵ ماہ
فروری لکہی ہے اور جلد مذکور کے اوس ٹایٹل پیج پر لفظ دیکہا لکہا ہے اور دستخط
مسٹر جسٹس اولڈفیلڈ کے ہین ۔ دوسرا بہی ایسا ہی پروف جلد مذکور
کا ہے جسمین ایک یادداشت مسٹر جسٹس [illegible] کے اس مضمون سے ہے
ہان مین خیال کرتا ہون کہ یہہ کل طبع ایسے ہے جو مناسب ہے اور یہہ یادداشت
مورخہ ۱۰ فروری ہے جبکہ ایسا ہی دوسرا پروف جلد مذکور کا ہے جسپر
یادداشت مسٹر جسٹس [illegible] کے اس مضمون سے ہے کیا یہہ واسطے منظوری کے
بہیجا گیا ہے اگر ایسا ہی تو مین اسکو پاس کرتا ہون بالاخر ایک پرچہ کاغذ
[illegible] جلد کی درج ہے اور جسکا مین ابہی ذکر کر چکا ہون ہے او

اوسپر دستخط رجسٹرار کے ہین اور دستخط اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس کے
ہین اور تاریخ تمہید مذکور کی ۱۴ فروری ۱۸۷۳ء ہے ۔
بلحاظ اس مواد کے مجھے یہہ تجویز کرنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ چیف جسٹس
اور ججون نے بروقت اختیار دینے اشاعت جلد مذکور کے کبھی یہہ خیال کیا
کہ متعدد قواعد مندرجہ جلد مذکور کو پہر غور کرین یا اونکو بطور قواعد ۱۴ فروری
۱۸۷۳ء کے صادر کرین ۔ فی الحقیقت یہہ بیان ہی نہین ہے اور نہ کوئی
مسل کسی ایسے کارروائی کی ہے جو ججون نے دربارہ غور کرنے سر نو قواعد
مذکور کی کی ہو اونکی بجز اسکے اور کچہہ نہین تجویز کرسکتا ہون کہ ججون نے
بہ وقت ظاہر کرنے اپنی منظوری نسبت اشاعت جلد مذکور کے صرف
اس امر کا ظاہر کرنا خیال کیا ہوگا کہ قواعد مذکور کا بشکل مجموعی بنظر مطالعہ
اسایش وقت حوالہ دینے کے چھاپنا مناسب ہے ۔ یا یون کہو کہ مین
یہہ تجویز نہین کرسکتا ہون کہ وقت اختیار دینے اشاعت جلد مذکور کے
ججون نے قواعد پر پہر نو غور کیا ہو یا مرتب کرنا قواعد جدید کا حسب دفعہ
۱۳ جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۰۴ یا دفعہ ۲۷ فرمان شاہی کے خیال کیا ہو
لہذا اعتبار جایز جلد مذکور کا خود اپنی روئداد پر بلحاظ اوس طریقہ کے
جسمین ہر قاعدہ مندرجہ جلد مذکور مرتب و صادر ہوا تہا قایم ہے ۔
جلد مذکور پر اسطور پر نظر کرکے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جونکے پروف
منظور کرنے کے بعد جلد مین کچہہ تبدیلات واقع ہوئے ہین لیکن یہہ نہین
معلوم ہوتا ہے کہ کسکی اختیار سے ۔ لیکن مین یہہ قیاس کرسکتا ہون کہ
چونکہ یہہ تبدیلات اون پروفون مین نہین ہین جنکو ججون نے منظور کیا
تہا تو یہہ تبدیلات بلا کسی جج کے اختیار کے جلد مین داخل ہوگئے ہین
مین ایسی تبدیلات کی صرف چار تمثیلین بیان کرونگا اور وہ صفحات ۳۶
و ۴۴ و ۶۹ اور ۸۱ مین پائی جاتی ہین ۔ تبدیلات مذکور مین سے بعض
بہت ضروری ہین ۔ اور اس امر سے کہ کوئی پتہ کسی کارروائی عدالت
کا دربارہ غور کرنے ان تبدیلات کے پایا نہین جاتا ہے صرف یہہ ثابت

ہوتا ہے کہ بطور ثبوت قطعی نسبت جواز قانونی بابت ہر قاعدہ مشمولہ جلد مذکورہ کے
اس جلد کو قبول کرنا ایک خطرناک ہے - مثلاً صفحات ۵۴ و ۲۶۴ مین اس
جلد مطبوعہ کے چھپے دو احکام نسبت دکتاؤ کے دستیاب ہوتے ہین [illegible]
سے ایک [illegible] ۱۸۰۲ء ہے اور دوسرا [illegible]
ہے لیکن [illegible] مذکور مورخہ قریب دو سال قبل قایم ہونے عدالت [illegible]
فرمان شاہی مورخہ ۷ ارمارچ ۱۸۰۲ء کے ہے -
دو اور سکلین اس مقدمہ کے ہین جو بوجہ اسکے کہ معاملات قانونی پیش ہونے
طلب ہین - ایک امر بہ نسبت اس مسئلہ قانونی کے ہے کہ جواز ہونا چاہیے
وہ بوجہ ہو جانے کے جایز ہو جاتا ہے اور یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ مسئلہ قاعدہ
زیر غور حال سے متعلق ہے اور نقص بہ نسبت اوسکے جواز قانونی کے ہووے
اس سے رفع ہو جاتا ہے - مین بلا تامل کہہ سکتا ہون کہ اس مسئلہ کو اس مقدمہ
سے تعلق نہین ہے کیونکہ وسٹراپ صاحب چیف جسٹس نے کسی جگہہ *
بزور یہہ بتلایا ہے کہ اس مسئلہ کو اسطرح پر نہ پڑھنا چاہیئے کہ بجاے عبارت
ہونی چاہیے کے عبارت ناممکن مسئلہ مذکور مین واقع ہے اور مین ابھی
اس تجویز کی وجہ ظاہر کر چکا ہون کہ قاعدہ متنازعہ حال زمرہ اخیر مین
داخل ہوتا ہے اور مین یہہ بھی ظاہر کر چکا ہون کہ اختیار جواز رو سے
دفعہ ۱۳ قانون ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۰۴ کے عطا ہوا ہے وہ کل عدالت
موجودہ وقت کی طرف سے مستعمل ہونا چاہیئے اور مجھے یہہ بھی کہنا چاہیئے
کہ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ جو جج بوجہ بیماری چند روزہ کے یا
بوجہ کسی اتفاق یا بوجہ اوس رخصت کے جو چیف جسٹس موجودہ
سے لی ہو یا بوجہ اسکے کہ چیف جسٹس نے وقت انگلش میٹنگ کے اوسکو
طلب نہین کیا ہے غیر حاضر ہے وہ ممبر عدالت کا نہین رہا اور بغرض صادر

---

* مقدمہ لکشما بنام ریاوا (رپورٹ ہائیکورٹ بمبئی جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۴) من مولف -

کرنے قواعد مقتضیہ دفعہ ۱۳ قانون مذکور کے غیر ضروری ہے۔ اگر قانون اوس طور پر ہوتا تو یہہ امر باختیار چیف جسٹس ہائیکورٹ کے رہتا کہ قواعد بلا طلب کرنے دیگر ممبران عدالت کے یا بلا اونکے مشورہ کے یا بلا طلب کرنے ممبرون کے جنسے اختلاف راے کی امید ہے قواعد مرتب کرتے۔

بادی النظر مین یہہ ایک تمثیل خفیف معلوم ہوتی ہے لیکن دفتر کے مسل مین جو قواعد شامل ہے اور جسکی تاریخ ۱۸۶۶ع مندرج ہے اوسمین ایک سے زیادہ تمثیل اسبات کی ہے کہ ذیلم چیف جسٹس موجودہ وقت نے اختیار کل عدالت کے دربارہ مرتب کرنے قواعد کے اختیار کر لئے ہین اور مجھے تمثیلات اس امر کی بھی ملتی ہین کہ عدالت کے دو ججون نے بلا مشورہ دیگر ممبران عدالت کے ایسے اختیارات اور مناصب کو استعمال کیا ہے۔

بہ نسبت قسم اول الذکر کے ایک حکم حسب قاعدہ صادرہ ۶ جنوری ۱۸۶۸ع کے ایک تمثیل ہے کہ جسمین ایک قاعدہ ۲۵ اپریل ۱۸۶۷ع کو صرف چیف جسٹس نے صادر کیا تھا اور قاعدہ مرتبہ سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ صرف چیف جسٹس ہی موجود تھے۔ بلا شبہ اس ضابطہ پر دیگر ممبران عدالت نے اعتراض کیا تھا کیونکہ مجھے دریافت ہوتا ہے کہ دوسرے روز ایک میٹنگ ہوئی تھی جسمین کل ممبران عدالت موجود تھے اور تب قاعدہ مذکور تبدیل ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکو نہ صرف چیف جسٹس نے صادر کیا تھا جیسا کہ ابتدائی قاعدہ سے معلوم ہوتا تھا بلکہ کل عدالت نے صادر کیا تھا اور تب قاعدہ مذکور پر کل ممبران عدالت نے دستخط کئے ہین اور نیز اوسپر تاریخ ۲۶ اپریل ۱۸۶۷ع کے ثبت ہوئی تھی۔

ایسی ہی دوسری قسم کے صورتونکی تمثیل قاعدہ مورخہ ۳ ستمبر ۱۸۶۸ع سے حاصل ہوتی ہے جس مین صریحاً یہہ بیان ہے کہ قاعدہ مذکور ایک میٹنگ مین جسمین صرف دو ہی جج یعنی پیرسن صاحب جسٹس اور ... صاحب جو اوسوقت عدالت مین قایم مقام تھے موجود تھے صادر کیا تھا اور بھی بہت سی تمثیلات دفتر کے مسل مین موجود ہین جو میرے روبرو

پیش ہے اور جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف رجسٹرار نے ظاہرا چند
قواعد بلا اسکے مرتب کیے تہے کہ جوڈیشنگ مین اونپر مباحثہ ہویا اوسکو
وہ صادر کرین لیکن مین خیال کرتا ہون کہ واسطے اغراض اسمقدمہ کے
اس معاملہ مین زیادہ طوالت کرنے کی ضرورت نہین ہے۔

دوسری شکل قانونی بنسبت اس شکل کے ہے کہ عملدرآمد عدالت کا قانون عدالت
کا ہے کیونکہ یہہ حجت ہوئی ہے کہ قاعدہ متنازعہ حال سے ظاہر ہوتا ہے
کہ عملدرآمد مدت دراز سے عدالت ہذا مین ہے اور اسلیئے اوسکو بطور ایسیہ
قاعدہ کے تصور کرنا چاہیے جو عدالت سے جوازاً صادر ہوا ہے۔ شکل
مذکور بلاشبہہ ایک شکل قانونی غیر مشتبہ ہے لیکن درحالیکہ ایک جانب لفظ
عملدرآمد سے مراد ایسے عملدرآمد کے سمجھی نہین جاتی ہے کہ جو اتفاق رائے
سے کبھی نہ ہے ہوا ہو اور بجانب دیگر کوئی عملدرآمد عدالت کا گو کیسے ہی
مدت کا کیون نہ ہو قانون عدالت کا نہین ہوسکتا ہے بشرطیکہ عملدرآمد مذکور
مطابق قانون کے نہ ہو اور اس اخیر شکل کے لیئے قول مارگن صاحب چیف
جسٹس اور شرنر صاحب جسٹس کا بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام نین سنگہ جسکا قبل
مین ایک مرتبہ سے زیادہ ذکر کرچکا ہون ایک سند صریح ہے اور حسب بیان
ادن ذیعلم ججون نے یہہ تجویز کی تہی کہ عملدرآمد جو کتنی مدت کا ہو اور جسپر کبہی پہلے کسی نے
اعتراض نہ ہوا ہو بلکہ برابر پہلے سے مرعی ہوتا رہا ہو از روے قانون کے
جایز نہین ہے اور اسلیئے عدالت پر واجب التعمیل نہین ہے۔

پس بہ نسبت شکل عملدرآمد عدالت کے جسپر اسمقدمہ مین اسقدر استدلال
کیا گیا ہے کیونکہ یہہ واقعات قایم رہ سکتے ہین۔ مین رجسٹرار کا ممنون ہون
کہ اونہون نے اپنے دفتر سے چند نقشہ جات مجھے ایسے بہم پہنچاے ہین جن سے
ثابت ہوتا ہے کہ جب سے عدالت ہذا قایم ہوئی ہے تب سے صرف
۴۷ اپیل حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے رجوع ہوئے ہین۔ اونمین سے
صرف ۱۲ کی تجویز اور سماعت تین ججون نے کی تہی اور ۲۲ کی چار ججون
نے اور ۱۳ سے کم نہین ہین کہ جنکی تجویز و سماعت پانچ ججون نے کی

ہے جیسے کل عدالت موجودہ وقت نے اور بقیہ دو اپیل ابتک دایر ہین۔
اندرین حالات جیسا کہ اختلاف وسیع علیحدہ آمد کا نسبت تعداد اون ججون کے
جنسے بیچ اپیل ایسے مقدمات کی موضوع ہوی ہتی ظاہر ہوتا ہے تو مجھے
یہہ تجویز کرنا خواہ بطور امر واقعہ یا امر قانون کے غیر ممکن معلوم ہوتا ہے
کہ ایسا علیحدہ آمد عدالت کا رہا ہے جسکا تعلق اوس فیصلہ کا مناسب ہے جسکا
مینے اخیر مرتبہ ذکر کیا ہے۔ فی الواقع اگر ایسا علیحدہ آمد محض بہ بنیاد کثرت
مقدمات کی قرار پاسکے تو کثرت مقدمات کی اول اپیلون مین جنکی سماعت
کل عدالت نے کی ہے اتنی بڑی ہی کہ علیحدہ آمد عدالت کا یہی مقصود ہونا چاہیے
کیونکہ ہرگاہ صرف ۱۲ اپیل کی تجویز تین ججون نے کی ہے تو ۲۸ اپیل کی
تجویز کل عدالت نے کی ہے۔

لہذا جو نتایج مین اخذ کئے ہین وہ حسب ذیل ہین۔

(۱) یہہ کہ اختیارات جوازروے دفعہ ۱۳ جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۰۴ اور دفعہ ۳۷ فرمان شاہی کے دربارہ مرتب کرنے قواعد کے عطا ہوئے ہین اونکا استعمال صرف کل عدالت موجودہ کے طرفسے ہوسکتا ہے

(۲) یہہ کہ جسوقت قاعدہ نمبر ۶ منجملہ قواعد مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۷۳ء کے صادر ہونا ظاہر ہوتا ہے اوسوقت مسٹر جسٹس اسپنکی ضروری ممبر عدالت کے تہے گو واسطے حاضری عدالت کے بوجہ بیماری کے لئے ناقابل تہے۔

(۳) یہہ کہ دفتر عدالت ہذا کے مسلیات سے یہہ ثابت نہین ہوتا ہے اور نہ کوئی دوسرا ثبوت ہمارے اطمینان کے لئے ہے کہ جج موصوف سے کبہی مشورہ نسبت قواعد مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۷۳ء کے کیا گیا تہا۔

(۴) اس امر سے جواز قواعد مورخہ تاریخ مذکور مین نقص آیا ہے۔

(۵) ترمیمات اہم جو قاعدہ نمبر ۶ مین ہوئے ہین اور جو پروف شیٹ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۸۷۵ء سے ثابت ہوئے ہین اوسکی نسبت یہہ نہین ثابت ہوتا ہے کہ وہ باتفاق راے کسی جج یا کل اون ججون کے جو اوسوقت عدالت مین شریک تہے مرتب ہوا تہا۔

(۶) یہہ کہ اندرین حالات یہہ مسئلہ کہ ہر شئے کی نسبت قیاس کر لینا چاہیئے صحت قاعدہ نمبر چیہ متنازعہ حال سے متعلق نہین ہے۔

(۷) یہہ کہ جلد مطبوعہ قواعد سے جسپر تمہید مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۹۳ء ہے اوس سے یہہ مقصود نہین ہے کہ پاس ہونا کل قواعد مندرجہ جلد مذکور کا اوسی تاریخ کو متصور ہو اگرچہ عدالت نے اوسکی چھپنے کا اختیار بطور مجموعہ مناسب قواعد کے روا رکہا ہے۔

(۸) یہہ کہ جلد مذکور حسب قانون ثبوت متعلق حسب منشاء دفعہ ۴ ایکٹ شہادت کے دربارہ صحت ہر قاعدہ مندرجہ جلد مذکور کے متصور نہین ہو سکتی ہے۔

(۹) یہہ کہ قاعدہ نمبر چیہ متنازعہ حال عدالت سے باضابطہ صادر ہونا ثابت نہین ہوا ہے لہذا یہہ مسئلہ کہ جو شئے نہ ہونا چاہیئے وہ ہو جانے سے جایز ہو جاتی ہے متعلق مقدمہ نہین ہے۔

(۱۰) یہہ کہ یہہ مسئلہ کہ علدرآمد عدالت قانون عدالت ہے اسمقدمہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ ہر ایسی علدرآمد عدالت کا ایسا ثابت نہین ہوتا ہے اور بہت سے مقدمات حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کی تجویز کل عدالت موجودہ وقت سے ہوی تہی۔

(۱۱) یہہ کہ قاعدہ نمبر چیہ بحیثیت موجودہ مندرجہ صفحہ ۲۷ جلد مطبوعہ ۱۸۹۳ء کا باستعمال اختیارات عدالت ہذا مقتضیہ دفعہ ۱۳ جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب ۱۰۴ یا دفعہ ۲۷ فرمان شاہی کے باضابطہ صادر نہین ہوا تہا۔

(۱۲) یہہ کہ لہذا اختیارات عدالت ہذا دربارہ سماعت اپیل مقتضیہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے اوسی بنیاد پر قایم ہین کہ جسپر بلا مرتبہ ہونے کسی قواعد کے قایم ہیہے۔

(۱۳) یہہ کہ اختیارات مذکور کا استعمال صرف منجانب کل عدالت موجودہ وقت کے ہو سکتا ہے۔

(۱۴) یہہ کہ چونکہ منجملہ اون پانچ ججونکے جنسے یہہ کل عدالت موضوع ہے صرف تین جج اس بنچ مین شریک ہین لہذا یہہ بنچ عدالت اپیل واسطہ سماعت اپیل مقتضیہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی کے بنا ہونا موضوع نہین ہے لہذا اسکو

اختیار سماعت اپیل کا نہین ہے —

ہرگاہ ان تجاویز سے تصفیہ امر ابتدائی پیش شدہ مقدمہ کا خلاف
سماعت اپیل کے ہوتا ہے تاہم تجاویز مذکور مقابل اختیارات چیف جسٹس
بمقتضیہ دفعہ ۱۳ جلوس ۲۴ و ۲۵ ملکہ وکٹوریہ باب ۱۰۴ کے نہین ہوتی ہین
کیونکہ یہہ ظاہر ہے کہ اختیارات مذکور کا استعمال صرف مطابق اون قواعد
کے ہوسکتا ہے جو از روے دفعہ ۱۳ قانون مذکور کے باضابطہ مرتب
ہوئے ہون لیکن کسی قدر بحث بہ نسبت اس امر کے ہوئی تہی کہ آیا کوئی
قاعدہ قانون یا وجہ قانونی خلاف اس امر کے ہے کہ کوئی جج سماعت
اپیل کی بنا پر اونہی خود اپنے فیصلہ کے جب وہ بطور جج عدالت اپیل کے
معہ دیگر ججون کے اجلاس کر سکتا ہے یا نہین مین یہہ کہنا چاہتا ہون کہ مین
کسی ایسے قاعدہ سے ناواقف ہون — فی الحقیقت عملدرآمد عدالت
ہای انگلستان جب تک کہ قاعدہ حال تبدیل نہین ہوا خلاف
اوس صحت کے رہا ہے جو بیان ہوئی تہی ✻ اور بہت سے مقدمات
عدالت کے ایسے ہین جنہین اپیل بمقتضیہ فرمان شاہی کی سماعت ایسے بنچ سے
ہوئی ہے کہ جسکی ممبران ضروری مین وہ جج بہی شامل تہے جنکی فیصلہ کے نسبت
اپیل مذکور ہوا تہا — بہت مشہور مقدمہ اس قسم کا مقدمہ شنکر لعل بنام سکہرام
(انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۲۹۴) کا ہے جسمین بابین سر کنبلی اسٹریٹ
صاحب و خود میرے اختلاف راے واقع ہوا تہا اور اپیل

✻ مقدمہ ... بنام ... (لا رپورٹ ... صفحہ ۳۴) اپیل ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دسمبر ۱۸۶۳ء حسب دفعہ ۱۰ فرمان شاہی مشمولہ ۲ نومبر ۱۸۶۴ء بموجب دفعہ ۱۰ فرمان
شاہی کے عدالت مین رجوع ہوا تہا جو وقت اپیل کی سماعت ہوئی تہی اوس وقت میرے
میعاد بطور قایم مقام نیونی جج کی ختم ہو گئی تہی اور اپیل کی سماعت اوس بنچ
سے ہوی تہی جسمین میرے بہائی اسٹریٹ صاحب شریک تہے - اوس
مقدمہ کے اپیل کے بنچ وہ ہین جسمین تین جج نہین شریک بلکہ چار جج تہے
اور اگرچہ مسٹر جسٹس آرلڈفیلڈ اور میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب نے
اوس راے قانونی سے اتفاق کیا تہا جو میں نے اختیار کی تہی تاہم اپیل
مذکور ڈسمس ہوا تہا کیونکہ میرے بہائی سٹرل صاحب نے اوس راے
سے اتفاق کیا تہا جو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے اختیار کی تہی
مینے اس مقدمہ کو بالخصوص اس وجہ سے بیان کیا ہے کہ مین خیال کرتا
ہون کہ اوس سے تائید قوی اوس راے کی ہوتی ہے جو نواب چیف جسٹس
حال نے قایم کی ہے کہ وقت سماعت اپیل متعلقہ دفعہ ۱۰ فرمان شاہی
کے اون ججون کو ممبر بنچ اپیل کا نہ ہونا چاہیے کہ جنکی فیصلہ کے ناراضی سے
اپیل مذکور دایر ہوا ہے مین یہہ بہی تحریر کرنا چاہتا ہون کہ مین نواب
چیف جسٹس کی اس راے سے اتفاق کرتا ہون کہ بنچ جسمین تین جج
شریک ہون واسطے اعتراض عدلت کے واسطے طے کرنے اپیل متعلقہ دفعہ ۱۰
فرمان شاہی کے کافی ہے -

لیکن چونکہ میرے فعل پر جو دربارہ اعتراض نسبت صحت قاعدہ ۵ نمبر ۶ جنیہ
مورخہ ۱۴ مئی ۱۸۶۷ء کے ہوا ہے اس بنا پر اعتراض ہوا ہے کہ فعل
مذکور کم و بیش غیر ضروری ہے اور یہہ سمجہا گیا ہے کہ اوس سے
پیشتر تہا وقت عدالت کا بیفایدہ بلا جہان کثرت راے عدالت کے فیصلہ
کرتا ہے لہذا مین یہہ کہنا چاہتا ہون کہ مین اون صاحب کو جو عدالت
ہذا پر منجانب سلطان وقت کے عطا ہوئے ہین بہت معزز قسم کے
مناصب سمجہتا ہون - کہ جو متعلق اور موثر عدلت گستری کے ایسے بڑے
آبادی مین ہین کہ جیسے آبادی زبان جرمن بولنے والونکی یورپ مین ہے

جب تک کہ بحکم کوئی صدر گیا ہی کا بیدر کورٹ ہو اتمام ہی ہائیکورٹ کے متعلق اوسکا خیال کرنا نہ چاہیئے جو نکتہ ہے کہ
اقرام اون کا خواہ عدالتانہ ہون خواہ بشکل و اضعان قوانین کے ہوں جیسا کہ دفعہ ۱۳ جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب
دو دفعہ ۴ فرمان شاہی کا مفہوم ہے اقرام اونکا اوسی گت اور مقابلہ کے ساتھ ہونا چاہیئے جیسا کہ اقرام اونکا کہ
مغربی سلطنت کے دیگر اجزا میں ہوتا ہے ۔ اس سے بھی زیادہ یہ امر عظیم ہے کہ اقرام مذکورہ بہ
اعظم جیسی کو نکہ ہیمارا سمجھ سے ہے کہ عدالت ہائے ہائی کورٹ ایسے مقرر کی گئین ہین
کہ برتاو تابعون کا ایسے ترقی کے ساتھ ساتھ ہوا ہے حال میں ہوا ہے خصوصًا اون لوگون
کے طرف سے جو ان آبادی کے نہ ہم مذہب ہین اور نہ ہم قوم ہین ۔ میری رائے مین اختیارات
بشکل و اضعان قوانین کے جو ہیکو از روے دفعہ ۱۳ جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریہ باب
اور دفعہ ۴ فرمان شاہی کے حاصل ہین وہ بالکل ایسی ضروری ہین جیسے کہ ہمارے اختیارات
عدالتانہ بطور عدالت اعلی اس ملک کے ہین اور بہ نظر اعتبار عظمت اون اختیارات
کے یہہ کہنا کافی ہے کہ بوجہ ان قواعد کے جو حسب دفعات مذکورہ کے مرتب ہوئے ہین
یہہ ہوتا ہے کہ ایک جج اس عدالت کا دوسرے انسان کو حکم عبور دریاے شور دوام
کا اون مقدمات فوجداری مین صادر کر سکتا ہے جو بصیغہ اپیل عدالت ہذا مین
لیکن بغیر اس کہنے کے مین اسکو ختم نہین کرنا چاہتا ہون کہ بخیال کثرت رائے اس
بنچ کے جو دربارہ صحت قاعدہ متنازعہ ہے حال ہے کہ یہہ میرا کام خوشگوار نہین ہے
کہ مینے اونکا اتنا وقت مسلیات دفتر کے دیکھنے مین صرف کیا ہے جہانتک کہ وہ متعلق
اس بحث کے ہے اور جہانتک اس مقدمہ کو تعلق ہے ہرگاہ مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ
اس بنچ کو اختیار سماعت اپیل کا ہے تاہم مین اپنے اوپر فرض سمجھتا ہون کہ فیصلہ
کثرت رائے کی جو بنسبت وضع بنچ کے اور بنسبت سماعت اپیل کے ہے بجا و درست کے
سے اطاعت کروں ۔

(چنانچہ اپیل کی سماعت ہوئی اور عدالت نے واسطے غور کرنے اپنی تجویز کے
مہلت لی کہ جو تجویز ابتک صادر نہین ہوئی ہے)

ضلع مونگیر | اپیل مرافعہ نمبر ۹۵ سنہ ۱۸۹۰ء | منفصلہ ۲۹ مئی

جھنسی لعل بنام مرگوناتھ سہاے

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت) دفعہ ۵ ۔ توسیع وقت کے ۔ وجہ کافی

یادداشت اپیل کا واسطے حصول سارٹیفکٹ اسٹامپ فروشی کے واپس ہونا۔ ایکٹ ۷ ۱۸۷۰ع (ایکٹ رسوم عدالت) دفعہ ۲۸ - قواعد مرتبہ لوکل گورنمنٹ - سارٹیفکٹ کا بعد انقضا سے میعاد سماعت کے حاصل ہونا۔

واقعات اس مقدمہ کے تجویز عدالت میں کافی طور پر درج ہیں۔

سعد رحمن بنام بنجانب اپیلانٹ　　　　کاشی پرشاد بنجانب رسپانڈنٹ

پرلو پرسٹ صاحب جسٹس - یہہ نالش واسطے دلاپانے روپیہ کے اصل معہ سود بذریعہ نفاذ کفالت بمقابلہ ایک جایداد غیر منقولہ کے تھی اور نالش مذکور عدالت مرافعہ اولی مین جزواً ڈگری ہوئی تھی - بنا برانی اوس ڈگری کے مدعا علیہ نے عدالت ہائیکورٹ اپیل مین ایسے اسٹامپ کے کاغذ پر اپیل کیا جسمین اسٹامپ قیمتی مے اور عے کا تھا اور جسمین ٹکٹ چپانیدی کی عار اور ایک روپیہ کا اور ۱۲ کا شامل تھا - اپیل مذکور اندر میعاد کے داخل ہوا تھا جیسا کہ رپورٹ مسٹر گیبر مل منصرم عدالت ذیعلم جج سے ثابت ہے - لیکن واضح ہوتا ہے کہ عہدہ دار مذکور نے نسبت یادداشت اپیل کے صرف اس بنا پر اعتراض کیا تھا کہ اپیلانٹ نے دو ٹکٹ چپانیدی کی قیمتی عار اور عہ کا بجاے ایک ٹکٹ قیمتی ہے کے لگایا ہے - رپورٹ مذکور مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۰ع ہے اور اوسکی پیش ہونے پر ذیعلم جج نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۵ ماہ مذکور کے یہہ حکم دیا کہ یادداشت اپیل بوجہہ نہ ہونے سارٹیفکٹ متعلقہ فراہمی یا دیگر اسٹامپ فروشی کے واپس کیا جاے حکم مذکور مین یہہ بیان نہیں ہے کہ کس مضمون کا سارٹیفکٹ چاہیے - بعد ازان مسٹر گیبر مل منصرم نے اپنی رپورٹ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۸۸۰ع مین یہہ بیان کیا ہے کہ اپیلانٹ نے سارٹیفکٹ ضروری آج داخل کر دیا - یادداشت اپیل مذکور اوسکو واپس نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ بعد داخل کرنے اپیل کے جو اخانا داخل ہوئی تھی تا مہر و آج سے پہلی کبھی حاضر عدالت نہین ہوا - سارٹیفکٹ بابت سود بعد اوس میعاد کے داخل ہوا جو واسطے داخل اپیل کے مقرر ہے - اس رپورٹ پر ذیعلم جج نے سب وجوہ مندرجہ رپورٹ بالا کے توجہ

ہے کہ بابت کمی ایک ٹکٹ قیمتی سے درگذر کرے اور سے وہ ٹکٹ ایک قیمتی تھا اور دوسرا
قیمتی صدر کا گم ہو گیا ہے اور اس امر پر خیال کر کے کہ بعد داخل کرنے اپیل مذکور کے
یا نمبر ۵ سے سارٹیفکیٹ خزانچی کا اس ثبوت میں پیش کیا ہے کہ جب اوسنے اپیل
داخل کیا تھا اوس وقت کا ٹکٹ نہیں مل سکتا تھا ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ڈسٹرکٹ جج ضلع
کو اپنا اختیار اس طرح پر استعمال نہیں کرنا چاہیئے تھا کہ اس اپیل کو بلا رویدادی
تجویز کے ڈسمس کرتے اور اس مقدمہ کے حالات سے وجہ کافی استعمال اوس اختیار
امتیازی کے موجود تھی جو از روے دفعہ ۵ ۔ ایکٹ میعاد سماعت کے عطا ہوا ہے
بدین وجوہ ہم اس اپیل کو ڈگری اور منسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے مقدمہ
کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تجویز رویدادی کے واپس کرتے
ہیں ۔ خرچہ مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا ۔

کا یہ بحث ہے کہ دیبی دین جائداد منتقل کرنے جائداد متنازعہ کا شاستر اختیار رکھتا
یہ مسئلہ ہے کہ اگر عذر دوم ساقط ہو تو عذر اول پر لحاظ کرنا ضروری نہین ہے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ عذر دوم اول مرتبہ اس اپیل دوم عدالت ہذا مین پیش ہوا ہے
لیکن چونکہ قبل اسکے کہ مین فیصلہ اس عذر کا کرسکون ضرور ہوگا کہ اکثر امور متعلق
کی تحقیقات کیجاوے لہذا مین خیال کرتا ہون کہ مناسب نہین ہے کہ اس نوبت
پہ امر مذکور کا پیش ہونا روا رکھا جاوے - قبل اسکے کہ ایسا عذر جیسا کہ یہہ ہے
طے ہو سکے سمجھے - معلوم کرنا ضرور ہے کہ آیا دیبی دین شریک منتظم خاندان کا تھا
اور یہ کہ آیا کوئی ضرورت انتقال کی حسب منشاء دھرم شاستر ہنود کے تھی یا نہین
اور یہہ کہ آیا مشتری بیعنامہ مورخہ ۱۱ اگست ۱۸۸۷ع خریدار نیک نیت بعلم یا بلا علم حقیقت
محدود منتقل کرنے والے کا تھا یا نہین - مین خیال کرتا ہون کہ عملدرآمد یکسان عدالت
کا یہہ رہا ہے کہ عذرات قانونی صیغہ اپیل دوم مین صرف اُس حالت مین روا رکھے
جاتے ہین کہ جب امور واقعاتی جدید تجویز طلب نہین ہوتے ہین اور عذر امر
مذکور کا تصفیہ روداد موجودہ مسل پر ہو سکتا ہے - لہذا مین اس عذر واقعاتی کو عدالت
ہذا مین اول مرتبہ منظور نہین کرسکتا ہون اور مجھکو بجز اسکے اور کچھہ چارہ نہین ہے کہ اپیل مع خرچہ ڈسمس کرون -

---

ضلع میرٹھ — اپیل دوم نمبر ۴۹۴ سنہ ۱۸۹۰ع — منفصلہ ۲۰ اپریل

رام پرشاد سنگھ بنام نند کشور

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۶ - اپیل دوم - نالش من قبیل نالشات قابل
سماعت عدالت خفیفہ - نالش بابت اُس روپیہ کے جو اجرا ڈگری مین غرق ہو
یہ نالش حسب حالات ذیل الذکر مبنی ہے - اپیل [illegible]
رستم خان کی اجراء ڈگری زرنقد مین جو مدعی کی تھی نیلام ہوئی تھی اور مدعی
نیلام مین خرید کی تھی اور داخلخارج نام کا اُسکے حق مین ہوگیا تھا - نیلام مذکور
رہن [illegible] دوم کا تھا جنے ڈگری حاصل کی اور اسکے اجرا مین جائداد
مذکور پھر نیلام ہوئی - بعد بیباقی ڈگری [illegible] خرچہ نیلام کے [illegible]
باقی بچے جو امانت مین صاحب کلکٹر کے پاس بھیج گئے - منجملہ اُس روپیہ کے

ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعہ ۹۵-

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ مین جرل صاحب جیٹس کے کافی طور پر درج ہین-

مادھو پرشاد منجانب اپیلانٹان   اسد علی منجانب ریسپانڈنٹان

ٹرل صاحب جیٹس- مدعیان (جس اراضی کے وہ مسلماً اسامی ہین زمیندار ہر اوس اراضی کی بابت حسب بیانات ذیل نالش کی ہے کہ مدعیان کو مہتمم بند وبست نے کاغذات بند وبست مین غلطی سے اسامیان وخیلکار درج کیا ہے حالانکہ وہ اسامیان بشرح لگان معین ہین- نامبردگان نے اس امر کے استقرار کا دعوی کیا ہر کہ اندراج مذکور منجانب مہتمم بند وبست غلط ہوا ہے اور اندراج مذکور مشعر اظہار اس امر کے ہونا چاہیے کہ مدعیان اسامیان بشرح لگان معین ہین- عدالت اپیل ماتحت نے نالش کو بطور ناقابل سماعت عدالت دیوانی کے ڈسمس کیا ہر اور یہ تجویز بصحت تمام ہر یہ سچ ہے کہ عدالتہاے دیوانی کو اختیار عطا کرنے ڈگریات استقراریہ کا از روے دفعہ ۴۲- ایکٹ دادرسی خاص کے حاصل ہے لیکن بدرجہ مساوی یہ بھی سچ ہر کہ ہر نالش واسطے استقرار حق واستحقاق اور حقیت کے ایسی نہین ہر جسکی سماعت عدالتہاے دیوانی کر سکتی ہین- از روے قاعدہ خاص مندرجہ دفعہ ۹۵- ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی کے یہ حکم ہے کہ عدالتہاے دیوانی کسی ایسے امر یا نزاع کی سماعت نہ کرینگے جسکی بابت کوئی درخواست از قسم درخواستہاے متذکرہ دفعہ ہذا کے ہو سکتی ہون- مدعیان واسطے تجویز کرانے نوعیت اپنے قبضہ کاشت کے حسب محکومہ درخواست کر سکتے ہین- چونکہ کیفیت یہ ہے سماعت عدالت دیوانی کی ممنوع ہے- اور حجت ذی علم وکیل اپیلانٹان کی ساقط ہوتی ہے- اپیل مع خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے-

---

ضلع شاہجہان پور   اپیل دوم نمبر ۱۰۲ سنہ ۱۸۸۱ع   منفصلہ ۴- مئی

رکمنی بنام منی لعل وغیرہم

اجرائے ڈگری- اجرائے ڈگری کا بموجب مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۲۰ کے صاحب کلکٹر کے پاس منتقل ہونا- خریداری نیلام اجرائے ڈگری منجانب ڈگریدار بلا اجازت

کلکٹر کے - دفعہ ۲۹۴ - مجموعہ ضابطہ دیوانی کا اُس نیلام سے متعلق ہونا جو باہتمام
کلکٹر کے عمل مین آوے - اصل غرض واقعہ نیلام مذکور -
واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ مین ٹرل صاحب جسٹس کے کافی طور پر درج ہین -

لالتا پرشاد منجانب اپیلانٹ عبد المجید منجانب ریسپانڈنٹان

ٹرل صاحب جسٹس - یہہ نالش منجانب خریدار اُس نیلام کے جو کلکٹر نے کیا تھا
بدرخواست نفاذ حقوق مدعی بطور سب سے زیادہ بولی بولنے والے وقت نیلام
مذکور کے اور یہہ کہ اس وجہ سے حقوق مذکور میرا دس نیلام مابعد سے ہین جو بحق
رام بخش مدعاعلیہ ریسپانڈنٹ مقدمہ ہذا کے ہوا ہو دائر ہوئی ہے - واقعات
حسب ذیل ہین - کہ رام لال کے پاس ایک ڈگری بنام جیون لال کے تھی
جسکے اجراءمین نامبردہ نے اراضیات معافی ازان اپنے مدیون کی قرق کرائی اور
۱۰ اپریل ۱۸۷۸ع مین اُنکو نیلام کرایا - نیلام مذکور مین باجازت صاحب کلکٹر کے
رام لال ڈگریدار نے بولی بولی اور جائداد کو بعوض مبلغ ۱۰۰ روپیہ کے خرید کیا
نامبردہ نے زربیعانہ باضابطہ جمع کر دیا لیکن بقیہ زرثمن کے ادا کرنے مین قاصر
ہو گیا - بدین وجہ اشتہار نیلام ثانی کا جاری ہوا اور ۲۰ مئی ۱۸۷۸ع کو نیلام ہوا -
اس نیلام مین رام لال کی مان یعنے مدعیہ اور اپیلانٹیہ مقدمہ ہذا کی بولی سب سے
زیادہ بولی اور جائداد اُسکے نام بعوض صرف مبلغ ۱۰ روپیہ کی ختم کر دی گئی -
اس نیلام مین رام لال کو بولی بولنے کا اختیار نہ تھا منجملہ مدعاعلیہم ریسپانڈنٹان
مقدمہ ہذا کے ایک شخص مسمی منی لال نے حسب ضمن ۲ دفعہ ۲۹۴ - مجموعہ ضابطہ
دیوانی کے تحریک منسوخی نیلام کی صاحب کلکٹر سے کی - منی لال کا یہ بیان ہے کہ
میرے پاس ایک ڈگری ہے کہ جو صاحب کلکٹر کی حضور مین بنام جیون لال کے
جاری ہے کہ جسکی جائداد رام لال کی مان کے نام ابھی ختم ہوئی ہے اور یہہ نیلام
مذکور مین مجھکو تعلق ہے کیونکہ میری ڈگری مالک جائداد مذکور کے مقابلہ مین
جاری ہے اور اُسنے یہ شکایت کی ہے کہ رام لال ڈگریدار نے بلا اجازت
عدالت کے جائداد مذکور اپنی مان مسماۃ ترکمتی کے نام سے خرید کی ہے معاوضہ

ہوتا ہے کہ صاحب کلکٹر کو یہہ بیان سچ معلوم ہوا تھا کیونکہ مشار الیہ نے نیلام
فسوخ کر دیا تھا اور بعد اشتہار باضابطہ کے مشار الیہ نے جائداد کو ۲۰ - اگست
سنہ ۶۸ء کو رام بخش مدعا علیہ رسپانڈنٹ کے ہاتھ بعوض مبلغ سا ۔ کے پھر نیلام
کیا ہے - یہی وہ نیلام ہے جسکے منسوخی کا دعوی نالش ہذا مین ہوا ہے اور یہ کہ نیلام
موقوعہ ۲۰ - مئی سنہ ۶۸ء بجائے اُسکے بحال کیا جاوے اور اپیل دوم مین یہہ حجت
کی گئی ہے کہ صاحب کلکٹر کو اختیار فسوخی نیلام موقوعہ ۲۰ - مئی سنہ ۶۸ء کا نہ تھا اور
احکام دفعہ ۲۹۴ کے اُس نیلام کی کارروائی سے متعلق نہین ہین جو صاحب کلکٹر
در بارہ نیلام کرنے جائداد موروثی کے حسب قواعد مرتبہ گورنمنٹ کے جو اس بارہ
مین ہین عمل مین لاوین - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ قاعدہ مندرجہ دفعہ ۲۹۴ گو جو دفعہ
مدرج باب ۱۹ - مین داخل ہے اور باب مذکور کل ڈگریات کے اجرا پر حاوی ہے
عام تعلق ہے اور صاحب کلکٹر سے جو حسب دفعہ ۳۲۲ - مجموعہ مذکور کے عمل کرتا ہو اُس سے
کم متعلق نہین ہوتا ہے کہ جس طرح پر وہ اوس عدالت دیوانی سے متعلق ہوتا ہے کہ جسنے اجراء ڈگری مذکور صاحب کلکٹر
کے پاس منتقل کی ہے - اُس امر کی تجویز کرنے تبلیغ بیہودہ کی رہبری ہوگی کہ ہر گا کوئی ڈگریدار بلا اجازت کے
اوس نیلام مین بولی نہین بول سکتا ہے جو بموجب حکم کلکٹر کے عمل مین لایا جاوے اس موقع پر دلیل کی بنیاد
ذیہ ایما کیا ہے کہ حسب دفعہ ۲۹۴ کے تحریک مناسب ربارہ نسوخی نیلام موقوعہ ۲۰ - مئی سنہ ۶۸ء کی نہین ہوئی ہے
کیونکہ صاحب کلکٹر کے روبرو درخواست مدیون ڈگری کے یا کسی ایسے شخص کی
جسکو نیلام مذکور سے غرض ہو موجود نہ تھی - لیکن مجھے معلوم ہوتا ہے کہ درخواست
مدخلہ منی لال کی جسکی ڈگری نمبر ام ۱۲ ڈگری متعلقہ صاحب کلکٹر موسومہ جیون لال
مدیون ڈگری رام لال کے تھی ایک درخواست منجانب اہل غرض بہ نیلام متعلقہ
مقدمہ رام لال بنام جیون لال کے تھی - لہذا مین تجویز کرتا ہون کہ صاحب کلکٹر کو
اختیار تھا اور یہ کہ اونکا حکم مناسب تھا اور اپیل مع خرچہ ڈسمس کرتا ہون -

---

ضلع اعظم گڑھ — اپیل دوم نمبر ۱۰۵۵ سنہ ۶۸ء — منفصلہ ۷ - مئی

گنیش سنگھ وغیرہ کس دیگر بنام جمنا کنور

شاستر - بیوہ ہنود - قبضہ جائداد شوہری کا - رجسٹر مال مین بیوہ کا نام

داخل ہونا - اندراج مذکور واسطے تشفی و تسکین کے ہونا-

واقعات اِس مقدمہ کے فیصلہ مین قول صاحب جسٹس کے درج ہین -

جوالا پرشاد منجانب اپیلانٹان - کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

قول صاحب جسٹس - یہ نالش مدعا علیہا رسپانڈنٹ کے شوہر کے بھائی اور اوسکے بھتیجہ کی طرف سے بغرض بیدخلی رسپانڈنٹیہ کے قبضہ ظاہری حصہ جارگنہ دو کوڑی مو ونت سے جائداد خاندان کی ہے دائر ہوئی ہے - بناء مخاصمت یہہ ہے کہ رسپانڈنٹیہ جو بیوہ وحر جو سنگہ برادر احد المدعی اور اوسکے بھتیجہ کی ہے اُسکی حفاظت سے نکل گئی اور شخص غیر کے ساتھ رہنے لگی ہر اور چونکہ خاندان مشترکہ ہنود کا ہے اور جائداد مشترکہ ہے اور نام بیوہ کا بطور شریک کے محض برائے نام ہے کیونکہ بیوہ مذکور محض مستحق نان و نفقہ کی ہے - نامبردگان اُسکے نام کے اندراج سے اور اوسکے قبضہ نمایان سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہین - اِسکی جوابدہی مین بیوہ کے عذرات ہین کہ بوجہ بدسلوکی مدعیان کے جو اوسکی نسبت ہوئی ہے اوسکو مجبوراً مدعیان سے علحدہ ہونا پڑا ہے اور بحیثیت وارثہ اپنے شوہر متوفی کے جو مدعیان سے جدا تھا وہ اپنے حصہ پر قابض ہے اور اُسکا نام اوس حصہ جداگانہ پر وراثتاً داخل ہوا ہے اور نہ محض بغرض تشفی و تسکین کے - عدالت مرافعہ اولی نے بیانات مدعیان کے صحیح اور عذر مدعا علیہ کے غلط تجویز کیے ہین اور دعوی ڈگری کیا ہے - عدالت مرافعہ اولی نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ وکیل مدعا علیہ نے مضموناً یہ تسلیم کیا ہے کہ نوعیت جائداد خاندانی کی واسطے شرکا اہل مذکور کے مشترکہ اور کسی طرح پر جداگانہ نہین ہے اور کل خاندان مع بیوہ کے حسب منشاء لفظ مشترکہ کے مشترک رہتے ہین - اس قسم کے تسلیم کے مقابلہ مین کیونکر کوئی ڈگری بجز اُس ڈگری کے جو عدالت مرافعہ اولی نے صادر کی ہے اس مقدمہ مین بطور مناسب صادر ہوسکتی ہے لیکن ضلع جج نے بصیغہ اپیل اول اِس ڈگری کو اوس فیصلہ کے ساتھ منسوخ کیا ہے جسمین ایسی تجاویز شامل ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ ذی علم جج اُس نتیجہ کے معائر نتیجہ اخذ کرسکتے ہین کہ جو اونہون نے اخذ کیا ہے - ذی علم جج نے یہ تجویز کی ہے کہ کل اشخاص سے خاندان مشترکہ

ہنود مرکب تھا مشارٌالیہ نے یہ بھی تجویز کی ہے کہ ظاہر ہے کہ اتبک مدعیان
اور مدعا علیہم مشترکہ جائداد پر قابض تھے لیکن مشارٌالیہ عدالت مرافعہ اولی کی
رائے سے بوجہ اس مجرد امر کے اختلاف کرتے ہین کہ بعد وفات شوہر مسماۃ بیوہ
کے اوسکا نام کمیوٹ مین بطور مالک حصہ متنازعہ کے داخل ہوا تھا ۔ ڈسٹرکٹ جج کے یہ
بحث ہے کہ اگر اس سے یہ مراد نہوتی کہ بیوہ کو جائداد جداگانہ عطا کیجاوے
تو یہ شکل بالکل خالی ہے حالانکہ یہ آسان تھا کہ نام کسی مدعی کا داخل کیا جاتا لیکن
اگر نام ایسے شخص کا داخل کیا جاوے جسکا کچھ حصہ جائداد مین نہین ہے تو
مدعیان کو کوئی وجہ اس خاص کام کے تبلانا چاہیے ۔ لیکن مدعیان اسکی وجہ کے
تبلانے مین قاصر ہین پس یہ امر کہ اوسکا نام لکھا گیا ہے ایک شہادت بادی النظر
اس امر کی ہے کہ حصہ مذکور اوسنے اپنے شوہر سے مع معمولی شرط کے جو ہندو
بیوہ کے واسطے ہوتی ہے وراثتاً پایا ہے پس مدعیان کو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ اگرچہ
نام بیوہ کا داخل ہوا ہے تاہم اوسکو منافع نہین ملا ہے بلکہ نان ونفقہ ملتا رہا ہے
یہ امر کسی قدر عجیب ہے کہ ڈسٹرکٹ جج اوس عام عملدرآمد سے ناواقف معلوم ہوتے
ہین جو جائداد مشترکہ ہنود مین دربارہ داخل ہونے نام بیوہ کے بغرض تشفی و تسکین
کے مستعمل ہے ۔ یہ تجویز ہو چکی ہے کہ اصطلاح پر داخل ہونا نام کا بذات خود
ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ بیوہ نے جائداد جداگانہ پائی ہے جو جائداد جداگانہ
شوہر متوفی کی ہے ۔ ڈسٹرکٹ جج نے یہ تجویز کی ہے کہ بیوہ نے بطور
جداگانہ کے جداگانہ جائداد اپنے شوہر کی پائی ہے اور یہ تجویز مشارٌالیہ کے
بادی النظر کے بالکل خلاف ہے ۔ ڈسٹرکٹ جج کی یہ تجویز صحیح نہین ہوسکتی ہے کہ
بیس برس تک بطور وارث اپنے شوہر کے قابض رہی ہے ۔ عدالت ہذا
ملت سے یہ حجت کی گئی ہے کہ ممکن ہے کہ اگرچہ بیوہ کسی جائداد جداگانہ
کی نہو تاہم یہ حصہ متنازعہ بجائے زر نقد بطور نان ونفقہ کے اوسکو دیدیا
لیکن یہ حجت عدالتین ماتحت مین نہین پیش کی گئی ہے اور مین اوسپر لحاظ
کرسکتا ہون ۔ ڈگری عدالت ماتحت کی فسخ کیجاتی ہے ۔ اور ڈگری عدالت
اول کی بحال اور اپیل مع خرچہ کے منظور کیا جاتا ہے ۔ اس فیصلہ تجویز کے

دعوی دلاپانے نان و نفقہ مین اپیلانٹان سے کچھ حاصل نہ آویگا بشرطیکہ جو عذر کہ وہ قانونا قائم کرسکتی ہو۔

ضلع غازیپور   اپیل دوم نمبر ۲۶۲۔ ۱۸۸۶ء   منفصلہ ۲۶ مئی

دینندن بنام بھرگو رائے وغیرہم

ثالثی۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۰۶۔ اقرار ثالثی منجانب صرف چند فریقون کے حکم سپردگی کا ناجائز ہونا۔ رضامندی دربارۂ تنسیخ فیصلہ ثالثی وکارروائی نالش

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر درج ہین۔

دلن منجانب اپیلانٹ کاشی پرشاد منجانب سپانڈنٹان

میر اولدہرسٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس۔ یہ وہ اپیل دوم ہے جو اوس نالش سے پیدا ہوئی جسمین دعوی بدخلیاپی ایک باغ اور دلاپانے خسارہ کا تھا۔ عدالت ہی نالش کی صرف اس بنا پر تھی کہ مدعی کو کوئی ایسا حق حاصل نہین ہو کہ جسکی بنا پر وہ اپنا دعوی مبنی کرسکے۔ دوران اوس نالش مین کہ جسمین پانچ شخص مدعاعلیہم تھے بھرگو رائے مدعاعلیہ اول دو دوارکا نابالغ بولایت دیونراین دبستی و گیادین تھے دیونراین جو پیروی مقدمہ کی نہ صرف اپنی ہی طرف سے کرتا تھا بلکہ بطور ولی دوارکا نابالغ کے بھی کرتا تھا ۱۹۔ مارچ ۱۸۸۶ء کو مرگیا اور اسطرح سے صرف تین ایسے مدعاعلیہم مسل مین باقی رہ گئے کہ جو باضابطہ مدعاعلیہم نالش مین متصور رہ سکتے ہین۔ ۱۰ اپریل ۱۸۸۶ء کو ان شخصون نے دیونراین مدعی سے ایک راضی نامہ کیا کہ مقدمہ ثالثی مین سپرد کیا جاوے اور بوجب اس اقرار نامہ کے ۰۔ مئی ۱۸۸۶ء کو ثالثی سے ایک فیصلہ صادر رہا۔ عدالت ضلع اولی مین اوس فیصلہ ثالثی کی نسبت اس بنا پر اعتراض ہوا تھا کہ خود اقرار نامہ ثالثی خلاف قانون تھا کیونکہ جس وقت اقرار نامہ مذکور ہوا تھا یعنی ۱۰ اپریل ۱۸۸۶ء کو منجملہ فریقیاے مقدمہ کے ایک شخص مسمی دیونراین فوت ہوچکا تھا اور دوارکا نابالغ تھا اور اسوجہ سے اوس اقرار نامہ کی نسبت رضامندی ظاہر کرنے کے قابل نہ تھا۔ فی الحقیقت اقرار نامہ

مذکور وکیلون کے اختیار سے جدا تھا کہ جنکو وکالتنامون مین اونکو ایسا اختیار نہین دیا گیا تھا۔ عدالت مرافع اولی نے اس وجہ کو خلاف فیصلہ ثالثی کو منظور کرکے کارروائی دربارہ تجویز روداد مقدمہ کے شروع کردی اور اس طریقہ کو مدعی اپیلانٹ نے بذریعہ پیش کرنے شہادت اور اپنی طرف سے پیروی مقدمہ کے بلا لحاظ فیصلہ ثالثی کے کرنے مین منظور کرلیا۔ جب کارروائی مقدمہ کی اسطرح پر ہوئی تو بلحاظ روداد مقدمہ کے مدعی نے عدالت مرافع اولی سے ڈگری حاصل کی اور عدالت مذکور کی اسطرح پر کارروائی کرنے مین کبھی اعتراض نہین کیا۔ تب مدعا علیہم نے جو عدالت ہذا مین رسپانڈنٹان ہین اپیل کیا اور اونھون نے فیصلہ ثالثی پر کبھی استدلال نہین کیا بلکہ ڈگری عدالت مرافع اولی پر بلحاظ روداد کے اعتراض کیا ہے نتیجہ اس اپیل کا یہ ہوا کہ عدالت اپیل ماتحت نے روداد مقدمہ پر لحاظ کرکے نتیجہ خلاف مدعی کے اخذ کیا اور ڈگری فسخ اور دعوی ڈسمس کیا۔

بنا راضی اس ڈگری کے یہ اپیل دوم مدعی نے پیش کیا ہے اور جسکی یہ حجت ہے کہ عدالت ماتحت کو فیصلہ ثالثی کا فسخ کرنا مناسب نہ تھا کیونکہ محض یہ امر کہ دیونراین فوت ہوگیا ہے اور دوسرا مدعا علیہ نابالغ ہے اسلیے کافی نہین ہے کہ یا تو اقرارنامہ ثالثی مین نقص آوے یا فیصلہ ثالثی ایسا ہو جاوے کہ کل فریقین مقدمہ پر اوسکی پابندی واجب نہو۔

مسٹر ڈلن نے کہ جنھون نے منجانب مدعی کے ہمارے روبرو اس اپیل دوم مین بحث کی ہے بمجبوری یہ تسلیم کرلیا ہے کہ اگر تجویز روداد مقدمہ کے قانوناً جائز ہو تو کوئی وجوہ قابل بحث ہمارے روبرو ایسے نہین ہین کہ جو بصیغہ اپیل دوم قابل پذیرائی کے ہون۔ لیکن جو کچھ اونھون نے حجت کی ہے وہ سب یہہ ہے کہ چونکہ اس مقدمہ مین اقرارنامہ ثالثی ہوا ہے اور ثالثون نے فیصلہ صادر کیا ہے تو فیصلہ مذکور باوجود اس امر کے قابل پابندی ہے کہ دو مدعا علیہم اوس فیصلہ مین شریک نہین ہین یعنی دیونراین جو فوت ہوگیا ہے اور دوار کا جو نابالغ ہے اور جو اناً اوس مین رضامند نہین ہوسکتا ہے۔

پس صرف یہ امر تجویز طلب ہے کہ آیا اقرارنامہ ثالثی اور فیصلہ ثالثی جائز ہین یا نہین

اور اس بارہ مین ہکو دفعہ ۵۰۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ملاحظہ کرنی چاہیے کہ وہی دفعہ
ایک ایسی سند ہے جسکی رو سے حکم سپردگی مقدمہ ثالثی کا صادر ہو سکتا ہے۔ دفعہ
مذکور کی یہ عبارت ہے۔ اگر جملہ فریقین مقدمہ کو یہ منظور ہو کہ کوئی امر جو مقدمہ مین
باہم اونکے متنازعہ ہو واسطے فیصلے کے سپرد ثالثی کیا جاوے تو انکو اختیار ہے کہ
کسی وقت قبل سنائے جانے فیصلے کے اسبات کی درخواست تحریری اصالتًا یا معرفت
اپنے اپنے وکلا کے جنکو بذریعہ تحریر کے اختیار خاص اس باب مین دیا گیا ہو عدالت
مین گذرانین کہ ثالثی کا حکم دیا جاوے۔ دفعہ مذکور مین صاف طور پر لفظ جملہ کا استعمال
ہوا ہے۔ مسٹر دلن کی بحث کا یہ نتیجہ ضروری ہوتا ہے کہ بعد لفظ جملہ کے ہکو دفعہ مذکور
مین یہ الفاظ پڑھنا چاہیے کہ گویا الفاظ یا بعض اونمین سے بھی واقع مین۔ ہم دفعہ
مذکور کو اوس طور پر نہین پڑھ سکتے ہین اور ہماری راے مین تقرری ثالثان
سے اختیار عدالت انصاف کا ایسے اشخاص کو دینا ہے کہ جنکو فریقین نے اپنا جج
مقرر کیا ہے پس ایسا اختیار کا دینا ٹھیک مطابق احکام اوس قانون کے ہونا
چاہیے جسکی رو سے ایسے اختیار کا دینا روا رکھا گیا ہے اور دفعہ مذکور کو اس طرح پر
پڑھکر ہماری یہہ راے ہے کہ اگر جملہ فریقین واسطے سپردگی ثالثی کے رضامند
نہون تو ثالثی ناجائز ہے لہذا فیصلہ ثالثی بھی جو اوسکا نتیجہ ہے فریقین پر واجب التعمیل
نہوگا۔ اس راے مین سر رابرٹ اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس سابق عدالت ہذا
کے قول سے جو مقدمہ لیکھہ راج سنگہ بنام دولہنا کنور (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۴ صفحہ ۳۰۲) مین ہے اور نیز ایک دوسرے قول سے جو جکسن صاحب جسٹس کا
مقدمہ درگا چرن ٹھاکر بنام کالی داس ہزارہ (ویکلی رپورٹ جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۴)
مین ہے ہماری تائید ہوتی ہے۔

علاوہ برین اس مقدمہ مین خود مدعی اپیلانٹ نے ظاہرا حکم عدالت مرافع اولی
کو قبول کرکے شہادت بتائید اپنے مقدمہ کے پیش کی اور تجویز روداد ی مقدمہ کو
مقبول کی ہے۔ عدالت اپیل ماتحت نے بعد غور کرنے اس روداد کے نتیجہ خلاف مدعی
کے اخذ کیا ہے اور جیسا کہ ہمنے ملاحظہ کیا ہے کہ تجاویز عدالت اپیل ماتحت
ایسی نہین ہین جنپر اپیل دوم مین اعتراض ہو سکے۔ لہذا ہم اپیل مع خرچہ ڈسمس کرتے ہین

اپیل ادل مدعیہ بنام گوپی

نالش بند کرایا نے دروازے کے جو اراضی مدعی پر کھولا گیا جو بغرض مدعاعلیہ کی مداخلت بیجا کا - ڈگری بحق مدعاعلیہ بشرط اس استقرار کے کہ دروازہ واسطے آمد و رفت اوپر اراضی مدعی کے مستعمل نہ کیا جاوے -

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ صاحب جج کے درج ہیں -

سنگرام منجانب اپیلانٹان   سندر لال منجانب ریسپانڈنٹ

اکسٹرا اسسٹنٹ صاحب جج - مدعی ریسپانڈنٹ اوس مقدمہ نے جس سے یہ اپیل متعلق ہے اوسکے ذریعہ سے یہ دعوی کیا تھا کہ دروازہ جو مدعاعلیہ نے حال میں اپنے مکان کی دیوار میں بنایا ہے بند کرا دیا جاوے اس بیان سے کہ اراضی اور صحن مدعی کا مدعاعلیہ کے مکان کی دیوار تک پہنچتا ہے اور دیوار مذکور ہی اوسکی حد ہے اور مدعاعلیہ کے مکان کی دیوار میں اس دروازہ کے قائم ہونے میں ظاہر ہے کہ مدعی کی اراضی پر مدعاعلیہ کی مداخلت بیجا کا مفہوم ہوتا ہے کیونکہ اس دروازے کے کھولنے سے اونکی محض یہ غرض ہے کہ اراضی مذکور کا استعمال بغرض آمد و رفت مکان مدعاعلیہ کے ہوا کرے - عدالت ماتحت نے اوسکے دعوی ڈسمس کیا - برعکس اسکے جج ماتحت نے راے خلاف اختیار کی ہے - اسکو بطور امر غیر متنازعہ کے قبول کرنا چاہیے کہ دیوار مکان مدعاعلیہ تک مدعی کی زمین ہے اور اگر کوئی مدعاعلیہ کے مکان سے دروازہ جدید کی راہ نکلے تو ضرور وہ مدعی کی اراضی پر ہوکر گذریگا اور اسیطرح سے اگر کوئی مکان میں جاویگا تو اسے زمین پر ہوکر جاویگا - پس اب یہ امر تنقیح کیا جاتا ہے کہ معمولی حالت میں ہر شخص دروازہ یا کھڑکی اپنی دیوار میں کھول سکتا ہے - لیکن جب کوئی دروازہ کسی دیوار میں ایسی حالت میں کھولا جاوے جیسی کہ اس مقدمہ میں ظاہر ہوئی ہے تو یہ قیاس بیجا کا بہت بیجا نہیں ہے کہ اوس دروازہ کے کھولنے سے غرض مدعاعلیہ کی یہ ہے کہ اوسکا استعمال کریں اور اوسکی راہ سے مدعی کی اراضی [illegible] پر گذریں اور مدعی کامل طور پر مستحق اپنی حفاظت کا اس کا مداوا کرے -

ہوا تھون سنے ۲۰۔ جنوری ۱۸۸۳ء کو خرید کیا تھا۔ ۲۔ فروری ۱۸۸۳ء تک
بروک رکھا تھا اور نالش ہذا الغرض وصولیابی خسارہ ہاے مذکور بطور واصلات
کے دائر ہوئی ہے۔ عدالتین ماتحت مین در بارہ ڈسمسی دعوی کے اتفاق کیا ہے
اور ڈگریات مذکور کی ناراضی سے یہ اپیل دوم پیدا ہوا ہے۔
ہمارے روبرو جو بحث ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بلحاظ حالات مقدمہ کے مدعیان
مستحق دعوی خسارہ کے بطور واصلات کے ہین۔ لیکن ہمین معلوم ہوتا ہے
کہ مدعیان اپیلانٹان کو بحیثیت خریداران نیلام کے کوئی حق جائداد مین قبل منظوری
نیلام کے پیدا نہین ہوا تھا۔ اس راے کے تائید احکام صریحی دفعہ ۳۱۶۔ مجموعہ
ضابطہ دیوانی سے ہوتی ہے جس سے اس قسم کے امور کے لیے ضابطہ مقرر ہے۔
چونکہ مدعیان کو کوئی استحقاق نسبت جائداد کے قبل منظوری نیلام کے حاصل
نہین تھا لہٰذا نامبردگان دعوی دلاپانے اُسکی واصلات کا بشکل خسارہ کے
نہین کرسکتے ہین اور نہ یہ ثابت ہوا ہے کہ تنبی رام مدعا علیہ نے نیلام پر اعتراض
کرنے سے یا دعوی جائداد کا بطور اپنے کے کرنے سے بہ خیال کسی ایسی عداوت
یا فریب یا دھوکا دہی کے عمل کیا ہے جو بذات خود ایسا ہو کہ جس سے مدعی حال کو
کوئی بنا ءِ مخاصمت پیدا ہو سکے بلا لحاظ اوس استحقاق کے جسکا دعوی نامبردہ
کرتا تھا۔ فی الحقیقت اس امر کا کچھ ثبوت نہین ہے کہ جائداد نیلام شدہ کے دعویدار
ہین نامبردہ کا عمل بجز نیک نیتی کے اور طرح تھا۔ بدین وجوہ مین اپیل مع خرچہ
کے ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع فرخ آباد   اپیل دوم نمبر ۱۹۶۰ ۱۸۸۳ء   منفصلہ ۱۳۔ جون

احمد اپیل بنام کنھئی و یکسی دیگر

اختیار سماعت۔ عدالتہاے دیوانی و مال۔ نالش واسطے تقسیم خاص
قطعات مزروعہ تھے کے۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ مالگزاری اراضی ممالک
مغربی و شمالی) دفعات ۱۳۵ و ۲۴۱ (د)۔
واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ مین محمود صاحب جسٹس کے درج ہین۔

عبد المجید منجانب اپیلانٹ رتن چند منجانب ریسپانڈنٹان

محمود صاحب جسٹس - یہ ایسی نالش ہے جسکے سمجھنے کے لیے چند واقعات ذیل ضروری ہین - شئی متنازعہ مابین فریقین کے ایک اراضی ہے جسکا رقبہ ۲۵ بیگھہ رقبہ مجموعی چار نمبرون کا ہے یعنی نمبر ۱۴۶ و ۳۴۷ و ۵۲۶ و ۶۰۰ - اراضی پختہ پہالیسی کی ایک موقع ماقبل برہی نمبر مابین فریقین شئے متنازعہ مقدمہ کرتی کہ جس مقدمہ مین فریقین شرکا اراضی مذکور کے تھی اور امر نزاعی یہ تھا کہ آیا اراضی مذکور اراضی سیر مدعا علیہ اپیلانٹ اجرایل کے تھی یا نہین - اوس مقدمہ مین اجرایل ناکامیاب رہا تھا اور از روے ڈگری اخیر مندرجہ ۲۱ ستمبر ۱۸۸۰ء کے یہ استقرار ہوا تھا کہ مدعیان ریسپانڈنٹان عدالت ہذا مستحق ایک ثلث کے اوس پٹی مین ہین جسمین اراضیات مذکور واقع ہین - بعد حصول ڈگری مذکور کے مدعیان نے یہ نالش بدین غرض دائر کی ہے کہ یہ چارون قطعہ بالخصوص تقسیم کردیے جاوین اس بیان سے کہ اراضیات مذکور جائداد مشترکہ فریقین کی ہے اور ایسے حالات پیدا ہوے ہین جنسے مدعیان مستحق دعوی علیحدگی حصص مذکور کے ہین جسکی اونھون نے استدعا کی ہے - عدالتین ماتحت نے اپنے کو پابند فیصلہ ۲۱ ستمبر ۱۸۸۰ء کا خیال کرکے یہ تجویز کی ہے کہ مدعیان مستحق ایک ثلث قطعات مذکور کے ہین اور بلحاظ اوس فیصلہ عدالت ہذا کے جسمین مین شریک تھا یعنے مقدمہ رام دیال بنام میکو لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۵۴۴) کے عدالتین موصوف نے یہ تجویز کی ہے کہ نالش مذکور قابل پذیرائی عدالت دیوانی کے نہین ہے - اصل جوابدہی مدعا علیہ اپیلانٹ کے عدالت ماتحت مین یہ تھی کہ ایسی نالش دراصل بمنزلہ اس دعوی کے ہے کہ تقسیم ایک جزو محال کی بلا لحاظ دیگر قطعات اجزاء محال مذکور کے کردیجاوے اور اوسنے یہ حجت کی ہے کہ اگرچہ مدعیان مستحق ایک ثلث اراضی کے ہین تاہم حصہ مذکور اس خاص طریقہ مین بلا لحاظ قانون مالگزاری کے علیحدہ نہین ہوسکتا ہے - اون وجوہ کی بنا پر اسنے یہ بھی حجت کی ہے کہ نالش مذکور قابل پذیرائی عدالت دیوانی کے نہین ہے چونکہ اس حجت کو ہر دو عدالت ماتحت نے نامنظور کردیا ہے لہذا اسس اپیل

دوم مین پھر اوسی حجت کا اعادہ ہوا ہے اور میری یہ راے ہے کہ حجت مذکور
با وقعت ہے - ہر طرف سے یہ امر مسلمہ ہے کہ فریقین شرکا اوس شے کے
ہین جسمین یہ چارون قطعہ واقع ہین اور یہ بھی تسلیم ہے کہ قطعات مذکورہ
اجزا متعدد دیگر اراضیات کے ہین جو اوسی پٹی مین واقع ہین اور یہ بھی تسلیم
ہے کہ یہ کل اجزا ملکیت مشترکہ فریقین کے مع دیگر شرکا پٹی مذکور کے ہین اور
چونکہ کیفیت یہ ہے تو استدعا مندرجہ عرضی نالش محض بمنزلہ درخواست تقسیم
کرا پانے چارون قطعات کے منجملہ متعدد قطعات شمولہ جائداد زمینداری کی ہے -
از روے دفعہ ۲۴۱ - ایکٹ ۱۹ ۱۸۷۳ع (ایکٹ مالگذاری اراضی) اس قسم کے
امور از اختیار سماعت عدالت دیوانی سے خارج رکھے گئے ہین اور وجہ اس
قانون کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر خاص قطعات اس طور پر بغرض تقسیم کے
معرض تنازعہ مین لائے جاوینگے تو تقسیم وسیع جو محض بذریعہ عدالت مال کے
موثر ہوسکتی ہے اور جیسا کہ اوسکا مقصود از روے دفعات ۱۰۷ لغایت ۱۳۹
ایکٹ مالگذاری کے ہے اوسکی تعمیل مناسب طور پر نہوسکیگی - صرف دو فیصلہ
جسپر مسٹر رتن چند نے منجانب رسپانڈنٹ کے بطور راے مخالف کے استدلال
کیا ہے وہی ہے جسکا مین نے اوپر ذکر کیا ہے - چونکہ وہ فیصلہ خود مین نے
صادر کیا تھا مین خیال کرتا ہون کہ مجھے صرف یہی کہنے کی ضرورت ہے کہ اثر
اوس فیصلہ کا صرف اس امر کی تجویز کرنے سے ہے کہ جب عدالت دیوانی نے
ایسی ڈگری صادر کی ہو کہ جسکی رو سے بعض درختان اکھڑوا دی گئی ہون
بلا تصریح اوس رقبہ کے جہان سے درختان مذکورہ اوکھڑوا دیئے گئے ہین تو عدالت
اجراکنندہ ڈگری (کہ جو عدالت حالات ماقبل ڈگری پر لحاظ نہین کرسکتی ہے)
ڈگری مذکور کو بلا رجوع کرنے اوپر احکام دفعہ ۲۶۵ مجموعہ کے موثر کرسکتی ہے
فیصلہ مذکور سے مین یہ مراد نہین سمجھتا ہون کہ کوئی شریک جائداد زمینداری مشترکہ
کا نالش تقسیم اور علیحدگی خاص قطعات اراضی کے دائر کرکے ایسی کیفیت پیدا
کریگا جس سے (جب کوئی نزاع روبرو عدالت مال کے پیدا ہو) یہ امر گو غیر ممکن
نہو تو خلاف آسایش بدرجہ غایت ہوگا کہ ایسی تقسیم باضابطہ موثر ہوسکے جسکا

مقصود ایکٹ مالگذاری کی دفعہ ۱۳۵- اور نیز دیگر دفعات مین ہے - لہذا مین یہہ
تجویز کرتا ہون کہ نوعیت دعوی مندرجہ عرضی نالش مقدمہ ہذا اور اوسکی جوابدہی
سے اوس قسم کی نزاع پیدا ہوئی ہے جو عدالت دیوانی مین بذریعہ انہین ہوسکتا ہے
اور صرف اوسی بنیاد پر ڈسمس ہونا چاہیے تھا - بدین وجہ مین بہ منسوخی
ڈگریات ہر دو عدالتین ماتحت کے اس اپیل کو ڈگری کرتا ہون - دعوی مدعیان
رسپانڈنٹان کا مع خرچہ کل عدالتون کے ڈسمس متصور ہوگا -

مطبع کارنامہ لکھنؤ مین منشی محمد یعقوب نے چھاپا

قیصرہند بنام لطیفن

ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۰ع (ایکٹ چھاونی ہاے) دفعہ ۲۷ ضمن ۷ - قواعد مرتبہ لوکل
گورنمنٹ - قواعد لاک ہسپتال طوایف عام کا مندرج رجسٹر ہونا عورت کا بلا
رضامندی مندرج رجسٹر ہونا -

قیدی مقدمہ ہذا مسماۃ لطیفن کی تجویز ثبوت جرم سرسری طور پر جنٹ مجسٹریٹ
فرخ آباد نے بعلت انحراف قواعد مرتبہ لوکل گورنمنٹ محکومہ دفعہ ۱۹ ضمن ۲ ایکٹ
۲۲ سنہ ۱۸۶۴ع (ایکٹ چھاونی ہاے) کہ جنکا مرتب ہونا بوجہ دفعہ ۲ ایکٹ چھاونی ہاے
سنہ ۱۸۸۰ع (۳ سنہ ۱۸۸۰ع) کے حسب دفعہ ۲۷ ایکٹ آخرالذکر کے متصور ہوتا ہے
از روے اس فقرہ کے (جسکے ساتھ دفعہ ۲۹ جو مطابق دفعہ ۱۳ ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۶۴ع
کے ہے پڑھنا چاہیے) لوکل گورنمنٹ کو وقتاً فوقتاً اختیار ہے کہ قواعد مشعر ضابطہ
معاینہ اور اہتمام کسبی خانہ اور انسداد پیدایش عارضہ متعلقہ مباشرت کے کسی چھاونی
کے حدود ارضی کے لیے مرتب کرے - قواعد مرتبہ لوکل گورنمنٹ جو مطابق مضمون
ضمن ایکٹ سنہ ۱۸۶۴ع کے مرتب ہوئے ہین اور جنکا مرتب ہونا حسب ایکٹ سنہ ۱۸۸۰ع
کے متصور ہوتا ہے قواعد چھاونی مرتبہ حسب ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۶۴ع (کلکتہ گزٹ سنہ ۱۸۶۹ع)
صفحہ ۶۶ مین شایع ہوئے ہین - قواعد مذکورہ مین ضابطہ بابت درج رجسٹر ہونے
کسبی عام اور ممانعت کسب کرانے کی بہ نسبت عورات غیر مندرجہ رجسٹر کے اور تدابیر
واسطے گرفتاری عارضہ متعلقہ مباشرت کے یا مین کسبی ہاے مندرجہ رجسٹر کے اور واسطے
قایم ہونے لاک ہسپتال واسطے معالجہ اور رہنے اون عورات کے جو عارضہ متعلقہ
مباشرت مین مبتلا ہون مقرر ہے - از روے قاعدہ ۶ اور ۷ کے عورات
غیر مندرجہ رجسٹر کو چھاونی مین عام طور پر کسب کرانیکی ممانعت ہے - از روے
قاعدہ ۹ کے عام کسبیونکو جو درج رجسٹر ہونا چاہین اختیار ہے کہ اس غرض سے
اوس عہدہ دار کے حضور مین درخواست کرین جسکو طیاری رجسٹر مذکور
کی سپرد ہو - قاعدہ ۱۰ مین یہ ضابطہ معین ہے کہ جو عورت بلا درج رجسٹر
ہونیکے بعلت عام طور پر کسب کرانیکی ماخوذ ہو وہ درج رجسٹر کیجاویگی اور

یا بندا اون کل ذمہ واریونکی رہیگی جو واسطے عام کسبیون مندرجہ رجسٹر کے معین ہین
قاعدہ ۱۳ مین یہہ حکم ہے کہ جب کوئی کسبی عام درج رجسٹر ہونیکی درخواست کرے
تو خلاصہ اون قواعد کا جسکے تعمیل اوسکو کرنا پڑیگی اوسکو پڑہکر سنائے اور سمجہائے جاوینگی اور اگر وہ اپنی رضامندی ظاہر کرے تو اوسکا نام درج رجسٹر کیا جاویگا
قاعدہ ۱۴ مین ضابطہ دربارہ خارج ہونے نام کسی عورت کے رجسٹر سے جو کسبی عام نرہنا چاہتی ہو معین ہے —
کوئی قاعدہ (بجز قاعدہ ۱۰ کے) ایسا نہین ہے جسکے عبارت سے اختیار درج رجسٹر کرنے کسی عورت کا بطور کسبی عام کے بلا رضامندی اوسکے حاصل ہو — قاعدہ ۱۱ مین یہہ حکم ہے کہ ایک رجسٹر عام کسبیونکا موجب نمونہ معینہ کے مرتب و طیار ہوگا اور رجسٹر مذکور کی وقتاً فوقتاً نگرانی ہوا کریگی جسمین ہر وقت صحیح طور پر کل عام کسبیان ساکنان چہاونی کی ظاہر ہوتی رہین — قاعدہ ۱۷ مین یہہ حکم ہے کہ ہر کسبی مندرجہ رجسٹر ہولینے ٹکٹ کے لاک ہسپتال مین یا کسی دوسرے مقام پر جو اسغرض سے مقرر ہوا ہو ایسے اوقات پر جو دو ہفتہ مین ایک مرتبہ سے کم نہو واسطے ملاحظہ ڈاکٹری کے حاضر ہوا کریگی کہ جو مہتمم لاک ہسپتال مقرر کریگا الا یہہ کہ کسبی مذکور کو عہدہ دار مذکور یا کوئی دوسرا شخص جسکو عہدہ مذکور کے اختیار دیا ہو یا سب کمیٹی نے با لخصوص حاضری سے بری کر دیا ہو
از روے قاعدہ ۳۲ کے کوئی کسبی جسکے نسبت تجویز ثبوت جرم عدول حکمی کسی قاعدہ منجملہ قواعد مذکورہ کے صادر ہو مستوجب جرمانہ کی ہوگی جو ۵۰ سے زیادہ نہو یا اٹہہ روز تک بمشقت یا بلا مشقت کے حسب منشاء ضمن ۱۱ دفعہ ۱۹ ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۶۴ع یا جیسے کہ قاعدہ کو اب پڑہنا چاہئے کہ حسب منشاء ضمن ۱۱ دفعہ ۲۷ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۰ع کے قید رہیگی —
قیدی کی نسبت عموماً الزام ارتکاب اوس جرم کا لگایا گیا ہے جو حسب دفعہ ۲۷ ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۸۰ع کے قابل سزا ہے — جس قاعدہ کی بابت اوسپر الزام لگایا گیا ہے وہ ظاہراً قاعدہ ۱۷ ہے — مجسٹریٹ نے یہہ تجویز کی ہے ظاہر ہے کہ قیدی مقدمہ ہذا کسبی مندرجہ رجسٹر ہے اور واسطے ملاحظہ کے

ہسپتال مین ہنین گئی - مجسٹریٹ نے اوسپر ۵ر جرمانہ کیا اور بحالت نہ ادا ہونے جرمانہ کے ایک ہفتہ قید محض کا حکم دیا اور یہہ بہی حکم دیا ہے کہ وہ جمعہ آیندہ کو واسطے ملاحظہ کے ہسپتال مین حاضر ہو - یہہ حکم ۱۴ فروری سنہ ۱۸۹۸ء کو صادر ہوا تھا -

چونکہ سشن جج فرخ آباد کی یہہ رایے قرار پائی کہ حکم مذکورہ خلاف قانون ہے لہذا اونہون نے واسطے اصدار احکام ہائی کورٹ کے مقدمہ کو حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ارسال کیا ہے - حکم ہائیکورٹ حسب ذیل ہے -

مسماۃ لطیفن نے درخواست نگرانی حکم جنٹ مجسٹریٹ مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۸۹۸ء گذشتہ مشعر جرمانہ تعدادی ۵ر اور نیز اس حکم کے کہ وہ لاک ہسپتال مین واسطے ملاحظہ ڈاکٹری کے حاضر ہو کے گذرانی ہے - عورت بغرض اسکے کہ اس حکم کی تعمیل سے بچے اور اوسکی گرفتاری کا وارنٹ جاری ہے جہاونی چہوڑ کر چلی گئی ہے - خدا بخش چوکیدار جو بنظر اوسکے شوہر کے ہے میرے روبرو حاضر ہوا ہے اور بحلف بیان کرتا ہے کہ پانچ برس گذشتہ سے عورت مذکور بعصمت اوسکے زوجہ کے اوسکے ساتہہ رہتی ہے اور اوسنے کبہی بعصمت کسب کرانیکا نہین کیا ہے - اس معاملہ کے فرد گذاشتکی بعد تحقیقات کرنیکے یہہ امر متحقق معلوم ہوتا ہے کہ مسماۃ لطیفن برطبق رپورٹ پولس کے درج رجسٹر ہوئے اور رپورٹ مذکور پولس نے قصبہ کے اہہ پا نوسکنا سے اوس محلہ کے درخواست پر لکہی تہی کہ جس محلہ مین وہ عورت خود رہتی تہی - اگر اندراج رجسٹر کے لئے یہی بناد کافی ہے تو اندراج رجسٹر کا اختیار کلیتاً پولس کے اختیار مین اور ہر عورت کی نیک نامی پروسیونکی جماعت کے اختیار مین دیدیا ہے - سبجہے معلوم ہوتا ہے کہ اندراج نام سائلہ کا رجسٹر مین خلاف قانون ہوا ہے اور اوسکا مقدمہ ٹہیک ہمشکل مقدمہ مسماۃ للعبنی ربد (بنگال لا رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۷)[*] کے ہے جسنے حکم مجسٹریٹ کا ایسے ہی حالات مین اضلاع مشرقی مین منسوخ

[*] بیشد واس مقدمہ کا حسب ملک شہرہ ۱۸۶۸ء نے جزائر حاکف مین نافذ ہین ہے ہوا تہا -

کرایا گیا تہا جیسا کہ مین نے قواعد مرتبہ محکومہ ضمن ۷ دفعہ ۱۹ ایکٹ ۲۲ سنہ ۱۸۶۴ع کو
پڑہا ہے کہ جو ازروے حکم گورنمنٹ نمبری ۲۹۶ مورخہ ۱۸ نومبر سنہ ۱۸۶۷ع
کے اس بیماری سے متعلق کئے گئے ہین مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہر عورت کا نام
صرف بتجویز کسبی اوسکے درج رجسٹر ہوسکتا ہے یعنے یہہ کہ اوسکی ازادانہ مرضی
سے یا بمطابق رپورٹ کے جو باضابطہ بابت اوسکے کسب کرانیکی ہو اور بر طبق
صادر ہونے بتجویز ثبوت جرم کے - لہذا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ مسماۃ لطیفن
کسبی عام مندرجہ رجسٹر قرار نہین پاسکتی ہے اور اوسکی تجویز ثبوت جرم
مصدرہ مجسٹریٹ بابت تخلف قواعد اور حکم جرمانہ اور اوسکے جبراً حاضری کا
ہسپتال مین خلاف قانون اور خلاف واقعات ہین - لہذا مین حکم دیتا ہون
کہ مسل مقدمہ ہذا اسکے ملاحظہ سے جو میرے نتایج ماحصلہ ہین اوسکی رپورٹ بغرض
اصدار احکام ہائیکورٹ کے بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے
رپورٹ کیجاوے اور مین سفارش کرتا ہون کہ جو جرمانہ مسماۃ لطیفن
پر ہوا ہے وہ معاف کیا جاوے اور یہہ کہ حکم اوسکی ہسپتال مین حاضری کا
جو ہوا ہے وہ منسوخ کیا جاوے -

جنٹ مجسٹریٹ نے کیفیت حسب ذیل تحریر کی ہے -

مسماۃ لطیفن بموجب حکم بابو دلارام ڈپٹی مجسٹریٹ کے رجسٹر لاک ہسپتال
مین بطور کسبی کے بہ نمبر ۱۸۱ درج ہوئی ہی - حکم مذکور مصدرہ میرا نہین ہے
اور مجھکو اوسکی بارہ مین تحریر کرنا نہین ہے - پس مسماۃ مذکورہ اسطور پر
کسبی مندرجہ رجسٹر ہے - سے پہلے ۱۴ فروری سنہ ۱۸۸۰ع کو بعلت نحاضر ہونے
وقت ملاحظہ کے بتعمیل حکم بابو دلارام کے اوسپر عہ جرمانہ کیا ہے - یہہ
امر صاف ظاہر ہے کہ مسماۃ مذکورہ وجود حکم مذکور سے تمام طور پر واقف
تہی کیونکہ سابقاً ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۷۹ع کو محمد اسحاق خان اسسٹنٹ مجسٹریٹ
نے بعلت نہ حاضر ہونے ہسپتال بتعمیل حکم مذکور کے مسماۃ مذکورہ پر عہ
جرمانہ کیا تہا - جسوقت میرا حکم جرمانہ کا صادر ہوا تہا مسماۃ کو معلوم تہا کہ
اوسکا نام بطور کسبی کے درج رجسٹر ہے اور اوسنے کوئی تدبیر نگرانی بکرانیکی

بابت اوس حکم کے جو در بارہ اندراج اوسکے نام کے بحیثیت کسبی کی ہے جن کی اپیل کی گئی ہو
کہ میری رائے اس امر کے تجویز کرنے مین صحیح نہی کہ مسماۃ مذکور کسبی مندرجہ رجسٹر

ہے اور اوسپر جرمانہ کرنے مین میری رائے صحیح ہے ۔

سُڑل صاحب جسٹس ۔ بلحاظ فیصلہ جج کے اس تجویز کے کہ مسماۃ لطیفن اسبات
پر رضامند نہ تہی کہ اوسکا نام بطور کسبی کے درج رجسٹر ہو اور یہہ کہ وہ پیشہ
کسبی کا نہین کرتی ہے جرمانہ اور حکم خلاف قانون ہے ۔ حکم مذکور منسوخ
کیا جاتا ہے ۔ جرمانہ واپس ہوگا ۔

ضلع مراد آباد — اپیل دوم نمبر ۲۴۳ سنہ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۶ مئی

لکھپت رائے) بنام مرلیدھر

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۴۴ نالش منجانب اصل خریدار نیلام صیغہ
اجراے ڈگری بنام بینامی خریدار کے ۔

واقعات المقدمہ کے فیصلہ مین اسٹریٹ صاحب جسٹس کے درج ہین ۔

ڈلن ولا لتا پرشاد منجانب اپیلانٹ ۔ اجودہیا ناتہ منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس ۔ جس نالش سے یہہ اپیل دوم متعلق ہے وہ منجانب
مدعی رسپانڈنٹ عدالت منصفی نگینہ مین بغرض دخلیابی قطعہ مکان موقوعہ
قصبہ شیرکوٹ پر بیدخلی مدعا علیہ نیز بغرض استقرار اس امر کے کہ مدعی اصل خریدار
نیلام صیغہ اجراے ڈگری موقوعہ ۲۰ جولائی سنہ ۱۸۸۳ع بابت حق مرافق مسمی
اننتدی پرشاد واقع مکان مذکور کے ہے دایر ہوئی ہے منقد مہ مدعی منشاء
اوسکی عرضی نالش سے مختصراً یہہ ہے کہ ایک ڈگری اننتدی پرشاد پر حاصل
کی گئی تہی جسکے اجرا مین اوسکی کچہہ جایداد بشمول مکان متنازعہ کے
مشتہر بہ نیلام ہوئی تہی اور اوس نیلام مین نامبردہ یعنے مدعی فی الواقع
خریدار نیلام تہا کیونکہ جو سیہہ بطور بیعانہ نیلام کے اماننتا جمع ہوا تہا
اوسنے بہم پہونچایا تہا اور بعدہ بقایا بہی اوسی نے ادا کیا تہا ۔ نامبردہ
اپنی عرضی نالش مین صراحت اس امر کی کی ہے کہ کیونکہ مدعا علیہ معاملہ نیلام

مین شریک ہوا اور بلحاظ عبارت عرضی نالش کے جسکا ترجمہ میرے لئے میرے
بھائی محمود صاحب نے کیا ہے مدعی نے یہہ بیان کیا ہے کہ بنظر رفع شکایت
سابق اسندی پرشاد مدیون ڈگری کے ایسا ہوا تہا۔ حسب دستور سند کے
نام لکہمیت رائے مدعا علیہ کا بطور اسم فرضی کے لکہا گیا تہا اور یہہ مین نے
لکہایا تہا لیکن زر بیعنامہ اور زر ثمن مین نے اپنے جیب خاص سے داخل
کیا تہا اور رسید پائی ہے اور برضامندی مدیون ڈگری کے دخل پایا تہا
بعد اوسکے مدعا علیہ نے بلا علم و رضامندی میرے اور بغیبت میرے اور بنظر
فریب وہی میرے کے عدالت جج ماتحت سے سارٹیفکٹ نیلام حاصل کیا کہ
جسکو مدعا علیہ بطور دستاویز لاجوابی اپنے حقیقت کے پیش کرتا ہے۔ ہم بطور
امر واقعی کے جانتے ہین کہ بعد حصول اسی سارٹیفکٹ کے مدعا علیہ نے صیغہ
اجراے ڈگری مین نسبت دخل مدعی بابت مکان مذکور کے اعتراض کیا تہا
اور عدالت اجرا کنندہ ڈگری نے اپنے کو پابند مضامین سارٹیفکٹ نیلام کا
سمجہکے اوسکے دخل دینے کا حکم صادر کیا لہذا یہہ نالش ہے۔ مدعا علیہ
کا یہہ بیان ہے کہ مینے خریداری تمہارے لئے یعنے مدعی کے لئے ہرگز نہین کی
اور مین نے خود اپنے واسطے خرید کیا اور تمکو اس معاملے سے سروکار نہین ہے
جو روپیہ اس مکان کے بابت ادا ہوا ہے وہ مینے خود بہم پہونچایا ہے اور یہہ وہ
رسیدین جو تم پیش کرتے ہو اونکو تمنے میرے قبضے سے خورد برد کر ڈالین ہین۔
جیسا کہ مین عرضی نالش مقدمہ ہذا کو اور اس طریقہ کو کہ جس مین مدعی نے
اپنا دعوی پیش کیا ہے سمجہتا ہون اوس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ اوسنے
یہہ بیان کیا ہے۔ بوجہ چند کارروائیون کے جسمین میرے خاندان
کے شریک تہے اور جو لوقت نیلام دایر تہین مجہے یہہ نہین منظور تہا کہ میرا نام
یا میرا تعلق اوس سے علانیہ طور پر ظاہر ہو اور بذریعہ ایک انتظام کے جو باہم
میرے دوست لکہمیت رائے اور خود میرے ہوا تہا یہہ سمجہا گیا تہا کہ اگرچہ
وہ نیلام مین بولی بولیگا اور جہانتک کارروائی نیلام کو تعلق ہے وہ
ہی خریدار جایداد کا ہوگا اور مجہکو زر ثمن نیلام مہیا کرنا پڑیگا اور یہہ نیلام

اوسکے نام میرے لیئے اور میری طرف سے ہوگا اور دستاویز حقیت جو شہادت
حق مالکانہ شے متنازعہ کے یعنے سارٹیفکٹ نیلام ہونیکو تھی وہ میرے نام
سے حاصل کیجاے گی مین یہی دعوی مدعی کا سمجھتا ہون - اور اگر تجاویز
واقعاتی نوشتہ عدالت کے مقبول ہون اور اپیل دویم مین
بلاشبہہ مین خیال کرتا ہون کہ منظور ہونا چاہیئے تو تجویز جو جج واخیر
فیصلہ عدالت ماتحت مین لکھی ہے اور جسپر خط دیا گیا ہے اور جسمین نتیجہ
عدالت مرافعہ اولی کا نسبت اس امر واقعات کے شامل ہے اوس سے
تصفیہ اس معاملہ کا ہوجاتا ہے - صاحب جج لکھتے ہین کہ مجھے بہت کم
شبہہ ہے کہ مدعاعلیہ اپیلانٹ نے فریباً اور بلا رضامندی مدعی
رسپانڈنٹ کے اپنا نام سارٹیفکٹ نیلام مین لکھا لیا ہے سو اندرین حالات مین تجویز
کرتا ہون کہ نالش مدعی قابل پذیرائی ہے اور یہہ اپیل ڈسمس ہونا چاہیئے -

نتیجہ فیصلہ ہردو عدالت ماتحت کا یہہ ہے کہ بلحاظ واقعات کے عدالتین
موصوف نے تجویز مفید اون بیانات کے کی ہے جو مدعی نے کئے ہین -
یہہ سچ ہے کہ نسبت بیانات اور تجاویز مذکور کے اپیل ہذا کے عذر
دویم وسیوم مین بحث کی گئی ہے لیکن مین اوسکا تصفیہ یہہ کہکر
کرتا ہون کہ اون کے رو سے اعتراض تجاویز واقعات پر کیا گیا ہے لہذا تجاویز
مذکور عدالت ہذا مین قابل غور ثانی کے نہین ہین - کل امر تجویز طلب
یہہ ہے کہ آیا از روے دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نالش مدعی
ممنوع السماعت ہے یا نہین - میری راے مین دفعہ مذکور سے کوئی
بات اس قسم کی پیدا نہین ہوتی - یہہ بلحاظ تجاویز واقعات کے لکھیگا
مدعاعلیہ باوجودیکہ اوس نے مدعی سے ایک انتظام کرلیا تھا
جسکو مدعی نے اپنی عرضی نالش مین بیان کیا ہے تو جسکو عدالت
ماتحت نے ثابت تجویز کیا ہے اگرچہ مین کہتا ہون کہ انتظام مذکور ہوا
تھا اور حسب تجویز عدالتین ماتحت کے مدعاعلیہ غیبت مین مدعی کے اور
بلا رضامندی اوس کے باوجودیکہ اوسکو معلوم تھا کہ مدعی وہ شخص ہے

جسنے روپیہ بہم پہونچایا تہا اور اصل خریدار تہا اور جسنے رسیدات زرجانہ اور بقیہ
روپیہ کی حاصل کی تہین تاہم عدالت مین گیا اور سارٹیفکٹ نیلام حاصل کیا۔
میری راے ہین اور مین اپنی نسبت یہہ کہتا ہون کہ جو کچہہ دفعہ ۳۱۷ مین حکم
ہے وہ اون مقدمات کے لیئے ہے جنمین بعلم و منظوری و رضامندی
اصل خریدار کے وہ شخص جس نے بطور اوسکے بینامی دار کے نیلام مین
عمل کیا ہے اور عدالت سے سارٹیفکٹ محکومہ دفعہ ۳۱۶ مشعر اس امر کے کہ وہ خریدار
سارٹیفکٹ یافتہ ہے اوس عدالت سے حاصل کرے جس نے نیلام کیا ہے مین
یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ احکام مندرجہ فقرہ اول دفعہ ۳۱۷ کا ہرگز
منشاء دربارہ امتناع ایسے نالش کے تہا جیسے کہ نالش ہذا ہے کہ جسمین مدعی
عدالت مین آیا ہے اور شہادت سے یہہ ثابت کیا ہے کہ بلغیبت اوس کے
اور حسب عبارت جزو اخیر فقرہ ۲ دفعہ ۳۱۷ بلا رضامندی اوسکے باوجودیکہ
وہی اصل خریدار ہے مدعا علیہ نے سارٹیفکٹ نیلام اپنے نام سے حاصل کرلیا ہے۔
اندرین حالات عدالتہای ماتحت کی رائے بالکل صحیح ہے اور بمقبولی تجاویز واقعات
کے مین خیال کرتا ہون کہ یہہ اپیل ڈسمس ہونا چاہیے اور اس تحریر کی روسے
اپیل ہذا معہ خرچہ ڈسمس کیجاتی ہے۔

محمود صاحب جسٹس۔ مین حکم صادرہ اپنے بہائی اسٹریٹ صاحب
سے دربارہ ڈسمسی اپیل ہذا معہ خرچہ کے اتفاق کرتا ہون۔

ضلع کانپور — اپیل دوم نمبر ۳۲۴ سنہ ۱۸۸۳ع — منفصلہ ۲۰ مئی

رام سہاے و یک کس دیگر اپیلانٹس بنام کیول سنگہ وغیرہم ریسپانڈنٹ

شاستر۔ خاندان مشترکہ ہنود۔ نالش بنام صرف باپ کے واسطے دلاپانے
خسارہ نقض معاہدہ کے۔ رہنہ خلاف تہذیب۔ ڈگری زرنقد کے اجراء مین
نیلام۔ سارٹیفکٹ نیلام مین ذکر صرف باپ کے حق و مرافق کا ہونا
نالش منجانب پسران بغرض استقرار نسبت کسب حصص کے۔ شکل ڈگری۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ مین اسٹریٹ صاحب جسٹس کے کافی طور پر

درج ہین۔ المستول اسناد متذکرہ تجاویز کے اسناد ذیل کا بحث مین حوالہ دیا گیا تہا۔ رام نراین لعل بنام بہوانی پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳ صفحہ ۴۴۳) و بہامل بنام مہاراج سنگہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۲۰۵) و بلبہدر بنام شیر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۴۹۵) و الببر سنگہ بنام اجودہیا پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۴۶) و نانو مین بیواسین بنام مدن موہن (لا رپورٹ جلد ۱۳ اپیل صفحہ ایک و انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۲) و مہر اسنا بنام گورسہ پا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ مندراس جلد ۹ صفحہ ۳۴۴) ✻

کالشن و ہنونان پرشاد و منجانب اپیلانٹ — بادل داجودہیا ناتہ منجانب ریسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس — جس نالش سے یہ اپیل متعلق ہے وہ اس قسم کے مقدمات مین سے ہے کہ جنپر عدالت ہذا اکثر اوقات سابقہ مین متوجہ کی گئی ہے اور اوس سے کسیقدر مختلف شکل کی ہے اور جو اکثر تنازع فیصلجات حکام عالیمقام پریوی کونسل کے ہوئی ہے۔ مدعیان ریسپانڈنٹان جو بیٹی اور پوتے اکبر سنگہ کے ہین دعوی دلاپانے حصہ زمینداری موضع ... تعدادی ۳ ر ۸ پائی گرانٹ ... جالی کا مدعا علیہ سے بدین استقرار کرتے ہین کہ جایداد مذکور جایداد مشترکہ مدعیان اور اکبر سنگہ کی ہے اور مدعا علیہم نے حصہ اکبر سنگہ کا بطور خریداران نیلام کے حاصل کیا ہے اور مستحق دخل اوسکے حصہ کے بعد تجویز مقدار حصہ مذکور بذریعہ نالش تقسیم کے ہین۔ نامبردگان نے استدعا صدور ڈگری بابت واصلات بقدر حصص متدعویہ ابتدا ار بیع ۱۲۸۹ھ لغایتہ خریف ۱۲۹۱ھ کے بہی کی ہے اور نیز استدعا اس امر کے بہی کی ہے کہ حکم

✻ مقدمہ جگا بہاں الوبہای بنام ہیوکھند اس گجر تدارس (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۳۷) اور سکہارام ششیہ بنام سیتارام ششیہ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۱ صفحہ ۴۲) بہی دیکہے۔ مترولف۔

بابت دو حلقات ایندہ کے بہی صادر فرمائے گئے ہیں۔ جن حالات سے یہہ نالش
رجوع کی گئی ہے وہ یہہ ہیں۔ ۲۷ر دسمبر ۱۸۶۲ء کو اکبر سنگہ مورث مدعیان
نے بعوض مدعا علیہ سے قرض لئے تہے اور بطور اطمینان ادس قرضہ
کے نامبردہ نے حصہ ۲ زمینداری موضع بہوج پور کا مکفول کیا تہا۔
جہہ معلوم ہوتا ہے کہ نامبردہ کو کوئی حق با اختیار مکفول کرنے اس خاص
موضع کا یا اسمین کسی حصہ کا نہین تہا اوراسوجہہ سے مدعا علیہ کو نالش بنام
اوسکے بغرض واپسی اوس روپیہ کے جو درحقیقت نامبردہ نے قرضاً اس سے
قرض لیا تہا مجبوراً کرنا پڑی۔ اور ۲۳ر دسمبر ۱۸۶۳ء کو نامبردگان نے ڈگری
بنام اکبر سنگہ بابت رقم مذکور کے حاصل کی۔ ظاہراً ڈگری مذکور جہانتک
اجراء کو تعلق ہے ۲۰ر مارچ ۱۸۷۳ء تک مکمل نہین ہوئی تہی۔ ملکیت و
حق مرافق اکبر سنگہ واقع چند جایداد کے مشتہر بہ نیلام ہوکر نیلام ہوئے
اور جایداد مدعا علیہم حال نے کہ اوسوقت ڈگریدار تہی خرید کئے مضامین
ڈگری مورخہ ۲۳ر دسمبر ۱۸۶۳ء سے یہہ کوئی بحث نہین ہوسکتی ہے
کہ وہ محض ڈگری زرنقد کی تہی اور صاف اور صریح مضامین سے صرف
اثر اوسکا مدیون ڈگری مقدمہ پر تہا کہ جسکے مقابلہ مین تجویز ہوئے ہے
لیکن بدرجہ مساوی یہہ بہی صاف ہے کہ جو کچہہ مشتہر بہ نیلام تہا وہ
ملکیت حق مرافق مدیون ڈگری کا تہا اور عبارت سارٹیفکٹ نیلام
سے جو دستاویز حقیت مدعا علیہم کی ہے اور جسپر مدعا علیہ دعوی قابض
ہونے کل جایداد کا کرتے ہین یعنے نہ صرف حصہ اکبر سنگہ پر بلکہ بشمول حصہ
مدعیان کے ظاہر ہے کہ جو کچہہ مدعا علیہ نے نیلام مذکور نے خرید کیا تہا
وہ کل ملکیت و حق مرافق اکبر سنگہ کا تہا۔ پس یہہ مقدمہ ادن متعدد
مقدمات سے قابل تمیز ہے کہ جنکا مین ابہی ذکر کر چکا اور جنکی تجویز
عدالت ہذا اور حکام عالیمقام پریوی کونسل نے کی ہے کیونکہ مقدمہ
مین جو رہن تہی وہ فعل فریقانہ اکبر سنگہ کا ظاہر ہوا تہا اور بعوض معاوضہ
قرضہ کا اور محض ڈگری زرنقد کے اور نیلام بعبارت مخصوص نسبت

ملکیت حق مرافق مدیون ڈگری کے تہا لہذا وہ خیالات جو بہ نسبت حیثیت اور حقوق خریداران نیلام صیغہ اجراء ڈگری سے اوس مقدمہ مین جو نیلام باپ کے بربناء رہن کے حاصل ہوتی ہے پیدا ہوتے ہین وہ اس مقدمہ مین پیدا نہین ہوتے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ مین جو قضیہ کہ وہ بالا متعلق اوس نیلام کے ہے جو محض ڈگری زر نقد کے اجراء مین ہوا اور متعلق ایسے معاہدہ کے ہے جو باہم باپ اور مدعا علیہ کے اوس قرضہ کے بابت ہوا تہا جو اوسکو دیاگیا تہا کہ اگر مدعا علیہ مقدمہ ہذا کہ جو اوہنون نے صرف بمقابلہ باپ کے بغرض حصول روپیہ کے دایر کیا تہا یہہ چاہتی ہین کہ مدعیان کو ذمہ دار روپیہ کا بشمول اونکی باپ کے قرار دین تو اونکو چاہیے ہتا کہ اوس نالش مین مدعیان کو بہی فریق کرتے اور ڈگری بمقابلہ اونکے حاصل کرتے اور اونکے مقابلہ مین جاری کراتے۔ اس قسم کے کوئی کارروائی نہین کی اور یہہ امر باقی رہ جاتا ہے کہ ڈگری محض زر نقد کی تہی اور جو کچہہ نیلام ہوا تہا یعنی حق اکبر سنگہ کا وہی ہے کہ جسکی دعوی کرتے وہ مستحق ہین۔

مدعا علیہم کی یہہ حجت ہتی کہ اگرچہ ڈگری مذکور محض زر نقد کی تہی اور اگرچہ جائداد مین بجز حق باپ کے اور کچہہ نیلام نہین ہوا تہا تاہم بوجہ محض اس امر کے کہ وہ باپ ہے یہہ قیاس کر لینا چاہیے کہ ڈگری بمقابلہ اوسکے بحیثیت کرتا کے صادر ہوئی تہی اور اس حیثیت سے مدعیان پابند ڈگری مذکور اور اوس نیلام کے ہین جو اوس ڈگری کے بموجب ہوا۔

مین اس راے سے بالکل اتفاق کرتا ہون اور جو راے مین نے قایم کی ہے اوسکے حاشیہ مین فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل کا ہے کہ جسکی رپورٹ اب تک نہین ہوئی ہے اور اسکا فیصلہ ۱۶ ماہ دسمبر گذشتہ کو صادر ہوا ہے۔ یعنی مقدمہ مسمی نانک بنام گلاب سنگہ جیسا کہ مین نے اوسکو سمجہا ہے منشاء قانون کا جواب قایم ہے

وہ یہہ ہے کہ اگر کوئی شخص جو قابض ایسی جایداد کا ہو جو ابتدا ملکیت مشترکہ خاندان ہنود کی ہو اور جسمین سے باپ ہی ایک شریک ہی بطور دستاویز اپنے حقیت کے سارٹیفکٹ نیلام کو جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوسنے ڈگری زر نقد کے اجرا مین جو کہ صرف بنام باپ کے تہی ملکیت و حق مرافق باپ کا خرید کیا ہے پیش کر سکے تو بجز اوس حق کے اور اوسنے خرید نہین کیا اور وہ مستوجب اسکے ہے کہ جو دیگر شرکا خاندان مشترکہ کا اوس سے واپس کرا دیا جائے کہ جو سارٹیفکٹ نیلام کی صورت سے اوسکی طرف بذریعہ نیلام منتقل نہین ہوئے۔ اس بارہ مین حکام عالی مقام نے حسب ذیل تحریر فرمایا ہے۔

حکام عالی مقام کو واضح ہوتا ہے کہ کل مقدمات مین۔ یا بدرجہ اقل مقدمات حال مین یہہ تحقیقات ہوئی ہے کہ فریقین مین معاہدہ کس بابت کا تہا اور یہہ کہ آیا کوئی انتقال ہوا ہے یا خریدار کو کون وجہ اس خیال کرنیکی تہی کہ مین کیا خرید کر رہا ہون یا یہہ کہ آیا کوئی انتقال نہ تہا بلکہ محض نیلام بصیغہ اجرا ڈگری زر نقد کے تہا۔

حکام عالیمقام کو افسوس ہے کہ حکام ممدوح ہائیکورٹ کے ذی علم ججونسے اونکی رائے سے جو در بارہ ملاحظہ درخواست زبان دیسی مین ہے اتفاق نہین کر سکتے۔ لیکن حکام ممدوح کو وجہ کافی ڈگری مین ایسی معلوم ہوتی ہے کہ جس سے اظہار اتفاق رائے کا اونکے ساتہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ حکام ممدوح یہہ قیاس کرتے مین کہ جب کوئی شخص اپنا حق مرافق اور نہ اوس سے زیادہ منتقل کرتا ہے تو اوسکی الفاظ مین اوسکا ارادہ نہین پایا جاتا ہے کہ وہ اون حقوق کو بہی منتقل کرتا ہے جو بوقت موجودہ اور اونکو حاصل ہوتے ہین گو اونکی منتقل کرنیکا اوسکو قانوناً اختیار بہی ہو۔ اور نہ حکام ممدوح یہہ خیال کرتے ہین کہ جو خریدار کل خاندان کی جایداد کے ساتہہ معاملہ کرتا ہے وہ اوس دستاویز پر قناعت کریگا جس سے صرف باپ کے حق مرافق

انتقال ظاہر ہوتا ہے - یہہ سچ ہے کہ عبارت سارٹیفکٹ نیلام بموجب ضابطہ
دیوانی کا اثر ہوتا ہے مگر یہہ ہی وہ دستاویز ہے کہ جسکے روسے خریدار
پر حق ملکیت عطا ہوتا ہے - اوسکے عبارت مسل عبارت سارٹیفکٹ
مقدمہ ہردی نراین کے ایسے سمجھی جاتی ہے کہ اوس سے اظہار صرف
حق ذاتی لچھمن کا ہوتا ہے - سارٹیفکٹ مذکور ٹھیک مطابق اون مضامین
کے ہے جنکا استعمال ڈگری مورخہ اگست ۱۸۶۹ع مین ہوا ہے اور جو ڈگری
خود لچھمن کے دیسی زبان کے مضامین کی بنیاد پر ہے اور جسکے تعبیر ہائیکورٹ
نے اسطرح پر کی ہے کہ اوس سے صرف استحقاق ذاتی شخص مذکور کا ظاہر
ہوتا ہے - دیگر قراین مقدمہ کے موید اس نتیجہ بادی النظری کے بجاے
اسکے ہین اوسکی تردید ہوتی ہو - کیونکہ وہ ین نے کوئی تدبیر دربارہ پابند کرنے
دیگر شرکاء خاندان کے نہین کی اور مبلغ سات ہزار جو اوسنے بابت اپنے
خریداری کے بابت دیے ہین وہ قریب قریب قیمت چہٹی حصہ کی بمقابلہ کل جایداد
کے معلوم ہوتی ہے -

یہہ تحریرات بہت صاف وصریح ہین اور جہانتک مین واقف ہون اونمین
صرف وہی بیان پایا جاتا ہے جو قاعدہ قانونی نسبت تعبیر سارٹیفکٹ ہاے
نیلام اور دیگر دستاویزات کے جنکے روسے اظہار ملکیت خاص حقوق کا ظاہر
ہوتا ہے یعنے دونوںکے نسبت ہمیشہ سمجھا گیا ہے - کوئی خاص وقعت ایسے
نہین ہے جو عبارت سارٹیفکٹ پر بہ ترجیح اوس منشاء کے قایم کیجاوے
کہ جو کسی دوسرے ایسی دستاویز پر قایم کیجاوے کہ جس سے اظہار انتقال جایداد
کا خریداران کی طرف ہوتا ہے - فی الحقیقت واقعات اسمقدمہ کے
متعلق اوسمقدمہ کے ہین جو میری روبرو پیش ہے اور اوس مقدمہ پر عمل کرکے
اور اوسکو متعلق کرکے مین بلحاظ وجوہ حکام عالیمقام کے جو حکام موصوف
نے بہ نسبت واقعات مذکور کے اظہار کیے ہین بجز اسکے اور کچھہ نتیجہ نہین اخذ
کرسکتا ہون کہ بلحاظ عبارت سارٹیفکٹ نیلام کے جو بطور دستاویز حقیت
کے دی گئی ہے مدعاعلیہ کو بجز حق و مرافق اور ملکیت باپ کے اور کچھہ

نہین ہوپہنچا — چونکہ کیفیت یہہ ہے تو مدعیان بشرطیکہ اونکے حق مین تمادی عارض نہوا اور اوسکا اشارہ بہی نہین ہے مستحق قایم رکہنے نالش ہذا کے ہین اور باوجودیکہ اونہون نے عدالت مین آنے مین بہت دیر کی ہے اور ممکن ہے کہ یہہ بابت بوجہ قلت زر کے ہو یا اسوجہ سے ہو کہ حسب بیان اونکے اس بارہ مین فیصلجات مختلف ہین — اب صرف یہہ امر تجویز طلب باقی ہے کہ آیا شکل ڈگری پر کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے یا نہین سب مجہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا ہے — دونون صورتون مطابق فیصلہ مقدمہ دیندیال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۳ صفحہ ۱۹۸) اور نیز مطابق فیصلہ ہردیی نراین ساہو بنام رودر پرکاش مصر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۲۶) کے جس عبارت مین ڈگری طیار ہوئی ہے وہ بخوبی ٹہیک ہے مدعیان مستحق دخل کل حصہ کے بہ پابندی اس استقرار کے قرار پاتے ہین کہ مدعاعلیہم بعبت خریداران نیلام حق مرافق ملکیت اکبر سنگہ حاضر ہوکر دعوی تقسیم حصہ مذکور کا منجملہ جایداد متعلقہ کرین — چونکہ کیفیت یہہ ہے لہذا اپیل ہذا ساقط ہوتا ہے اور معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے —

محمود صاحب جسٹس — میری بہی یہی رائے ہے لیکن مین اپنے وجوہ دربارہ اتفاق کرنے اوس نتیجہ کے جو میرے بہائی اسٹریٹ صاحب نے اخذ کیا ہے زیادہ اضافہ کرنا چاہتا ہون کہ ڈگری ۲۴ دسمبر ۱۸۶۹ع کی کہ جسکے نتیجہ مین نیلام جایداد موروثی ۱۸۷۳ع مین ہوا ہے محض ڈگری زر نقد کی ہے اور صرف بمقابلہ باپ مدعیان حال کے بابتہ ایسے ذمہ داری کے صادر ہوئی تہی کہ جو کارروائیات موجودہ عدالت ہذا سے خلاف تہذیب معلوم ہوتی ہے کیونکہ بوجہ نقص ذمہ داری واقعہ رہنامہ ۱۸۶۳ع کے یہ ہوا کہ ڈگری صادر ہوئی تہی اس ڈگری مین مدعیان حال فریق نہ تہے کیونکہ اونکو اوس نالش مین شریک نہین کیا تہا جسکے نتیجہ مین ڈگری ہوئی — لیکن قطع نظر اسکے جس قرضہ کی علت

مین ڈگری صادر ہوئی ہے اوس قرضہ کا جو واسطے اغراض خاندان مشترکہ کے مقصود نہین ہو سکتا کیونکہ ڈگری مذکور اوس نالش سے پیدا ہوئی ہے کہ جو بابت خسارہ بوجہ خلاف ورزی معاہدہ مندرجہ رہنامہ ۱۸۶۳ء کے دایر ہوئی تہی - ایسے قرضہ کا ہندو لڑکا ذمہ دار نہین ہے کیونکہ حسب منشاء دہرم شاستر قرضہ مذکور خلاف تہذیب ہے -

دوسرا امر یہہ کہ جایداد حال نے نیلام اجراء ڈگری موقوعہ ۱۸۸۳ء مین بطور امر واقعہ کے کون چیز خرید کی ہے - میرے ذیعلم بہائی نے ذکر اوس قاعدہ دہرم شاستر کا کیا ہے کہ جسکے صراحت حکام عالیمقام پریوی کونسل نے کی ہے اور جو ایسے مقدمات پر حاوی ہوتا ہے - لیکن جو کچہہ اونہون نے بیان کیا ہے اوسکی شمول مین سے تحریر کرتا ہون کہ واقعات مسلمہ مقدمہ ہذا سے کوئی شبہہ نہین رہتا ہے کہ مدعا علیہم حال نے جایداد یہہ بخوبی جانکر خرید کی ہے کہ ہم اکبر سنگہ کے حصہ سے زیادہ اور کچہہ نہین خرید کرتے ہین - یہہ ثابت اور مسلمہ ہے کہ مالگذاری سالیانہ جو اس جایداد کے نسبت واجب الادا ہے وہ قریب قریب تخمیناً چارسو روپیہ سالیانہ ہوتا ہے اور منافع بدرجہ مساوی مالگذاری سرکار کے قایم کرنے سے مالیت بازاری جایداد کی قریب چہہ ہزار روپیہ بحساب پندرہ سال کے خریداری کے ہوتی ہے حالانکہ جو قیمت مدعا علیہم نے ادا کی ہے وہ بہت کم ہے -

ان واقعات سے مین نتایج ذیل اخذ کرتا ہون - اول یہہ کہ ڈگری مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۷۶ء ذاتی ڈگری ہے جو بمقابلہ پدر مدعیان حال کے بابت ایسے ذمہ داری کے ہوئی ہے جو خلاف تہذیب ہے - دویم یہہ کہ ڈگری سے ہرگز یہہ مقصود نہین ہے کہ لڑکے اوس ڈگری کی ذمہ دار ہون - سیوم کہ جو نیلام بوجہ اوس ڈگری کے ۱۸۸۳ء مین ہوا تہا وہ ایسا نیلام ہے کہ جسکے رو سے اوس سے زیادہ یا کم منتقل ہونا ظاہر نہین ہوتا ہے کہ جو حق مرافق مدیون ڈگری یعنی باپ کا تہے

چہارم یہ کہ مدعا علیہم حال نے اوس نیلام میں جایداد کو بخوبی یہ جانکر خرید کیا ہے کہ ہم باپ کے حق مرافق سے زیادہ کچھ نہیں خرید کرتے ہیں بہ نسبت اس امر دوم کے کہ آیا شکل ڈگری کے دربارہ ڈگری کرنے دخل کل جایداد کے صحیح ہے یا نہیں میں صرف فقرہ ذیل فیصلہ حکام عالی مقام پریوی کونسل سے پڑھتا ہون - بموجب فیصلہ حکام پریوی کونسل مقدمہ دینیدیال کے جو ڈگری مناسب طور پر ہونا چاہیے یہ ہوگی کہ مدعی لیپنے رسپانڈنٹ اول کل جایداد پر مدعی استقرار دخل پا وے گا کیونکہ اپیلانٹ نے بحیثیت خریدار نیلام اجرائے ڈگری کے حق حصہ شیوپرکاش کا حاصل کیا ہے اور مستحق ہے کہ کارروائی بغرض تحقیق کرنے حصہ مذکور کے بذریعہ تقسیم کے عمل میں لاوے - ہردی نراین ساہو بنام رودر پرکاش مسر (انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۶۲۶) میں دربارہ مسئلہ ہذا اپیل مد خرچہ کے اتفاق کرتا ہون-

---

ضلع الہ آباد منفرقہ نمبر ۵۷ سنہ ۱۸۸۴ع منفصلہ ۱۰ رمئی

قیصر ہند بنام بہاریلعل

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (تعزیرات ہند) دفعہ ۱۹۱ - جہوٹی شہادت مضامین درخواست اجرائے ڈگری - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۳۵ (جب) - درخواست مین کل فریقین کا نام درج ہونا -

واقعات مقدمہ ہذا کے حسب ذیل ہین - ایک مقدمہ مین جو ڈگری ہائیکورٹ مورخہ ۲۱ جولائی سنہ ۱۸۸۲ع کے ساتھ ختم ہوا تہا دو شخص جنکے نام بہاریلعل اور ہکمن ہین اور جنہین سے شخص آخر الذکر بیٹا شخص اول الذکر کا ہے مشترکا ڈگریدار تہی اور مشترکا مستحق استفادہ ڈگری مذکور کے تہے - اوس ڈگری کے اجرائی درخواست صرف بہاریلعل نے اپنی نام سے ۱۱ رجون سنہ ۱۸۸۵ع کو کی تہی اور فریقین کے نام کے خانہ مین حسب اقتضائے ضمن (ب) دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے

بمبر وہ سے نام لچھمن لعل کا بطور دیگر پیدا وار ثانی کے نہین درج کیا تھا۔ یہہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ اوس درخواست کا کیا نتیجہ ہوا تھا لیکن ۲۳ فروری ۱۸۸۶ع کو دوسری درخواست اجرائے ڈگری کی بہار یعل نے کی جسمین بموجب ضمن (ب) دفعہ ۲۳۵ کی تعمیل کا حصہ نہین ہوئی کیونکہ بہار یعل نے نام لچھمن لعل کا بطور منجملہ دیگر پیداواروں کے درج نہین کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کل نزاع اس درخواست اخیر سے پیدا ہوئی ہے۔ ۱۵ فروری ۱۸۸۶ع کو یہہ نزاع پیدا ہوئی تہی کہ جب لچھمن لعل نے ایک درخواست بحضور منصف الہ آباد اس استدعا سے کی تہی کہ مجھکو اجازت ارجاع استغاثہ بنام اپنے باپ بہار یعل کے حسب دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عطا ہو کیونکہ بہار یعل مذکور نے ارتکاب جرم مصرحہ دفعہ ۲۱۰ مجموعہ تعزیرات ہند کا کیا ہے۔ لیکن منصف نے اس امر کے تجویز کرنے سے انکار کیا کہ ارتکاب جرم مصرحہ دفعہ ۲۱۰ کا ہوا ہے لیکن ظاہرا اونکی یہہ رائے قرار پائی ہے کہ بہار یعل کے متعلق مقدمہ بادی النظری حسب دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند کے ثابت ہے بعدہ یہہ معاملہ روبرو ضلع جج کے پیش ہوا اور صاحب ممدوح الیہ نے حکم منصف کا بحال رکہا۔ ایک درخواست حسب دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے واسطے نگرانی حکم ضلع جج کے ہائیکورٹ مین بہار یعل کیطرف سے پیش ہوئی ہی

راس و موتی لعل منجانب سائل۔ راس الشن و جوگندر ناتہ چودہری منجانب لچھمن لعل

گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

محمود صاحب جسٹس۔ جو کچہہ مجہے تجویز کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا واقعات مظہرہ لچھمن لعل اور جنکو عدالتین ماتحت نے ثابت تجویز کیا ہے از خود واسطے مناسب تجویز ہونے حکم مذکور کے کافی ہین یا نہین۔ مین اس سوال کا جواب نفی کے ساتہہ دونگا۔ مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مقتضیات ضمن (ب) دفعہ ۱۹۵ کے ایسے صاف یا صراحت نہین ہین کہ جس سے مین یہہ قاعدہ قرار دے سکون

کہ ہرگاہ اوس ضمن مین ذکر نام فریقین کا ہے تو اوس سے مراد کل ناموں سے
ہے - خود میرے خاص تجربہ مین ایسے مقدمات پیش آئے ہین کہ
جنمین بہت سے نام فریقین کے تھے اور یہہ خیال کرنا غیر ممکن ہے
کہ ایسے صورت مین قانوناً وہ درخواست اجراے ڈگری کے ناقص
ہو گی جسمین کل نام درج نہونگے یا یہہ کہ شخص تصدیق کنندہ درخواست
مذکور کا مجرم جرم دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند کا ہوگا مسٹر السٹن
نے مجھے کوئی قاعدہ قانون کا ایسا نہین بتلایا ہے جس سے یہہ ثابت
ہو کہ اس قسم کی درخواست مین فریقین کے کل ناموں کا درج ہونا
ضروری ہے یا یہہ کہ اگر ضروری ہے تو مقرر کی اوسکی جرم مصرحہ
دفعہ ۱۹۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے حد تک پہونچتی ہے بدینوجوہ میرے
یہہ راے ہے کہ منصف اور صاحب جج نے استعمال اپنے اختیار
اختیاری کا غلطی سے کیا ہے - مین دونو حکمون کو منسوخ کرتا ہون
اور یہہ حکم دیتا ہون کہ مسل مین ایسی مطابق ترمیم کیجاوے -

ضلع گورکھپور — اپیل دویم نمبر ۹۵۶ سنہ ۱۸۸۱ع — منفصلہ ۱۹ مئی

جبر بندھن سنگھ وغیرہ بنام تک چید وکس دیگر

علدرامد - حکم واپسی مقدمہ کا خلاف قانون - مجموعہ ضابطہ دیوانی
دفعات ۵۶۲ و ۵۶۴ و ۵۶۸ -

یہہ نالش واسطے دخلیابی جایداد غیر منقولہ اور دلاپانے خسارہ
کے تھی - جوابدہی یہہ تھی کہ جایداد متنازعہ مدعاعلیہم کی ہے اور ہمیشہ
اونکے قبضہ مین رہی ہے - عدالت مرافعہ اولی (منصف بانسگانو)
نے امور تنقیح طلب ذیل قرار دیے تھے -
(۱) یہہ کہ آیا اراضی متنازعہ موروثی مدعیان کی ہے اور وہ اوسپر
قابض تھے اور مدعاعلیہم نے اونکو بیجا طور پر بیدخل کر دیا ہے یا نہین
(۲) تعداد خسارہ متدعویہ صحیح ہے یا نہین - تجاویز نسبت تنقیحات

مذکور کے خلاف مدعیان کے ہوئی تہین چنانچہ عدالت مذکور سنے دعوی ڈسمس کیا تہا۔
بر طبق اپیل منجانب مدعیان کے جج ماتحت کی یہہ رای قرار پائی کہ تنقیحات مذکور کی تجویز اور تحقیقات عدالت ماتحت نے کافی طور پر نہین کی ہے - چنانچہ مشار الیہ سنے یہہ حکم دیا کہ اپیل ڈگری اور فیصلہ منسوخ ہو اور مقدمہ واسطے تحقیقات و تجویز مزید نسبت تنقیحات مذکور کے منصف صاحب کے پاس واپس ہو۔
جب مقدمہ پہر منصف کے روبرو پیش ہوا تو حاکم موصوف نے ایک مستحکم راے یہہ ظاہر کی کہ حکم واپسی مقدمہ کا خلاف قانون ہے کیونکہ فیصلہ مقدمہ کا کسی امر ابتدائی کے بنیاد پر حسب مفہوم دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نہین ہوا تہا۔ حاکم موصوف نے یہہ بہی ظاہر کیا ہے کہ مقدمہ بغرض تجویز اونہین امور تنقیحی کے واپس ہوا ہے کہ جنکی تجویز پہلی بر بنا و روداد کے ہو چکی تہی اور اگر عدالت اپیل کی یہہ راے تہی کہ اور تنقیحات بہی تجویز طلب ہین تو عدالت موصوف کو از روے دفعہ ۵۶۶ کے عمل کرنا چاہیے تہا اور اوس صورت مین ڈگری عدالت مرافع اولی کی قبل واپسی تجاویز کے مناسب طور پر منسوخ نہین ہو سکتی تہی حاکم موصوف نے یہہ بہی تحریر کیا ہے ایسے کارروائیون سے صرف دل شکنی اور پست ہمتی عہدہ داران ماتحت کی ہوتی ہے کیونکہ اونکی فیصلے محض دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بیجا متعلق کرنیسے منسوخ کر دئے جاتے ہین - لیکن منصف نے بہ تعمیل حکم جج ماتحت کے مقدمہ کی پہر تجویز کی اور اوسکو پہر ڈسمس کیا۔
مدعیان نے جج ماتحت کے حضور مین اپیل کیا اور حاکم موصوف نے ڈگری منصف کی منسوخ کی - نسبت خیالات منصف کے جو ند بارہ حکم واپسی مقدمہ کے تہی جج ماتحت سنے یہہ راے ظاہر کی کہ

عدالت مرافعہ اولی نے بہت تنگ تعبیر نسبت دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم کی ہے۔ فیصلہ سابق منصف کا بجاے اسکے کہ شہادت موجودہ مسل پر مبنی ہو وہ حالات اور قیاسات متنابر بیانات فریقین پر مبنی تہا اور مزید بران فیصلہ مذکور صیحہ فہمی عدالت کا تہا۔ بنظر اسکے کہ فیصلہ مقدمہ کا صحیح طور پر اوسکی روداد پر ہو مین اوسکا واپس کرنا مناسب سمجہا کہ وہ بازبنمبر سابق قایم کیا جاوے۔

مدعاعلیہم نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔ اونکی طرف سے یہہ حجت ہوئی ہے کہ جج ماتحت نے در بارہ واپسی مقدمہ بروے دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بلا اختیار عمل کیا ہے لہذا جو کارروائی بعد حکم واپسی مقدمہ مذکور کے ہوئی ہین نفی اورکالعدم ہین

جوالا پرشاد منجانب اپیلانٹان رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

براڈہرسٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ ضابطہ اختیار کردہ جج ماتحت گورکہپور بہ نسبت اپنے حکم مورخہ ۱۹ مئی ۱۸۹۵ع ایسا بیضابطہ تہا کہ وہ بمنزلہ اختلاف مطلق قانون کے ہے اور اوسکی کل کارروایات مابعد بھی بوجہ عدم اختیار کے بیجا ہو جاتے ہین۔ عدالت مرافعہ اولی نے فیصلہ صادرہ ۲۶ جنوری ۱۸۹۵ع مین کل شہادت موجودہ مسل پر کماحقہ غور کیا تہا اور فیصلہ مقدمہ کا روداد پر کیا تہا اور نہ کسی امر ابتدائی پر تو یہہ بات کہان ہوسکتی ہے کہ فیصلہ امر ابتدائی پر باخراج شہادت کے یا بلا غور اوپر شہادت کے ہوا ہو۔ ذیلی جج ماتحت نے باجلاس عدالت اپیل اول کے مقدمہ ہذا کو واسطے فیصلہ ثانی محکومہ دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واپس بہیجا تہا۔ اس کارروائی کے کرنے مین منشا اونکے خلاف قاعدہ جبری اور تاکیدی مندرجہ دفعہ ۵۶۴ کے عمل کیا ہے کہ جس دفعہ کا یہہ مضمون ہے۔ کہ عدالت اپیل مجاز نہوگی کہ کسی مقدمہ کو دوبارہ تجویز کرنیکے لیے بہیجے الا بصورت مندرجہ دفعہ ۵۶۲ کے۔ چونکہ یہہ

حکم واپسی کا تجاوز از اختیار جائز جج ماتحت کے صادر ہوا تہا تو نتیجہ قابل افسوس
لیکن ضروری یہہ ہے کہ کل کارروائیات جو از روئے حکم مذکور کے عدالت مرافعہ اولی نے
کین ہین اور نیز اپیل جو بنا راضی ڈگری صادرہ بموجب حکم مذکور کے ہے اور فیصلہ
اور ڈگری جو عدالت ہذا مین پیش ہین بدرجہ مساوی قانوناً کالعدم ہین۔
حکم واپسی مقدمہ مورخہ ۱۹ رمی ۱۸۸۵ء محض کارروائی بضابطہ اپیل نہین ہے
بلکہ وہ ایسا حکم ہے جو بموجب ضابطہ دیوانی کے ممنوع ہے لہذا ایسا حکم ہے
جسکے صادر کرنیکا جج ماتحت کو اختیار نتہا اور جو از روئے عبارت دفعہ ۵۷۸
مجموعہ کے محفوظ نہین رہ سکتا ہے کیونکہ یہہ غلطی عدالت کے اختیار سماعت کے
جڑ تک پہونچتی ہے۔ لہذا ہم بتامل بسیار مجبور ہین کہ کل کارروائیون کو جو بعد
اور بہ تعمیل حکم مورخہ ۱۹ رمی ۱۸۸۵ء کے عدالت منصفی اور عدالت جج ماتحت
یعنے دونون عدالتون مین عمل مین لائی گئی ہین منسوخ کرین۔ بمنسوخی ان
کارروائیون کے ہمکو یہہ حکم دینا چاہیے کہ جج ماتحت اپنے رجسٹر مین اپیل کو
پھر اوسی جگہہ قایم کرین اور اسکا فیصلہ مطابق قانون کے اوس مسل کے اعتبار
پر کرین جو اوسوقت موجود تہی یعنے یہہ کہ مشارٌالیہ تجویز اور سماعت اپیل
بلحاظ اوس مواد کے کرین جو اونکے روبرو موجود تہی اور بلحاظ امور تنقیحی قرار
دادہ عدالت مرافعہ اولی کے یا یہہ کہ اونکو اختیار ہے کہ تنقیحات مذکور کو
سر نو مرتب کرین اور تجاویز مزید طلب کرین یا یہہ کہ شہادت جدید حسب
دفعہ مناسب اوس جزو مجموعہ کے لیوین۔ خرچہ جو اسوقت تک عاید ہوا ہے
وہ خرچہ مقدمہ مین محسوب ہوگا۔

ضلع فرخ آباد — اپیل دوئم نمبر ۹۲۰ سنہ ۱۸۸۶ء — منفصلہ ۲ مئی

حامد علی شاہ وغیرہ اپیلانٹ بنام دی سکریٹری آف اسٹیٹ واسطے انڈیا ان کونسل

ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ء (ایکٹ پنشن) دفعات ۳ و ۴ – عطیہ زرنقد جو
گورنمنٹ سے بابت ابکاری عملداری کے واجب الادا ہے

جزو ضروری عرضیناالش مقدمہ ہذا حسب ذیل ہے۔

نوبت نالشات بابت زر ماہانہ بیوگی اور دیگران ہوئین اور تا بہ اپیل
ہائیکورٹ حق مدعیان قایم رہا اور اسیطرح نواب احمد حسین خان و بحق [illegible]
پسر ڈگریان ہوئین اور زر ماہانہ وصول ہوا۔

(۷) یہہ کہ عرصہ تخمیناً چھہ برس کا ہوا کہ نواب فیروز جنگ نے قضا کی
بوجہ نہونے کسی وارث کے مالیانہ اونکا سرکار نے ضبط کر لیا
صرف اسیقدر مشاہرہ نواب اکبر حسین خان پسر احمد حسین خان کو
منجملہ زر مشاہرہ متوفی کے بنام اونکے مقرر کر دیا۔

(۸) یہہ کہ زر مشاہرہ نواب امراؤ بیگم صاحبہ نسلاً بعد نسلاً بنام سید آغا علی [illegible]
مقرر کیا تھا اور بعد فوت بیگم صاحبہ کے قایم مقامان اونکے مدعیان [illegible]
مدعیان کو ادا کرتے آئے اور سرکار بھی قایم مقام نواب فیروز جنگ
متوفی کی ہے لہذا ذمہ دار اداے زر ماہانہ مدعیان کی ہے۔

(۹) یہہ کہ جو مشاہرہ نواب امراؤ بیگم صاحبہ متوفیہ کا ورثاے
اونکے نے پایا وہ بھی نسلاً بعد نسلاً تھا۔

(۱۰) یہہ کہ اطلاعنامہ بھی محکومہ دفعہ ۴۲۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بنام
سرکار دیا گیا تھا تاہم کچھہ حق رسی مدعیان کی نہوی نقل اطلاعنامہ
کی صاحب کلکٹر نے عطا فرمائی —

(۱۱) یہہ کہ مدعیان مستدعی فیصلہ کے ہین کہ مبلغ [illegible] بابت تین سال
سن ابتداے یکم جون ۱۸۸۱ء لغایت آخر جون ۱۸۸۴ء بحساب
فی سال [illegible] کے دلاے جاوین اور واسطے آیندہ حسب [illegible] مقدمہ
[illegible] سالانہ مقرر فرماے جاوین دوام کے لیئے بقید [illegible]
دہ سالہ [illegible] تعین دعوی بقید مالہ [illegible] روپیہ بناے مخاصمت
۱۷ ستمبر ۱۸۸۴ء روز دیئے اطلاعنامہ سے پیدا ہوئی اور خرچہ مقدمہ
کا دلایا جاوے۔ معروضہ ۳ جولائی ۱۸۸۴ء

عدالت مرافعہ اولی (منصف فرخ آباد) نے فیصلہ حسب ذیل صادر کیا۔
مدعیان کیطرف سے یہہ اقرار ہوا ہے کہ جو سالانہ امراؤ بیگم کو ملتا

تہا وہ تعریف لفظ پینشن مندرجہ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ع مین داخل نہین ہوتاہے کیونکہ وہ بجائے سایر آبکاری کے ملتا تہا - لیکن مین خیال کرتاہون کہ حجت متذکرہ بالامین وقعت نہین ہے کیونکہ بموجب دفعہ ۳ - ایکٹ مذکور کے لفظ عطیہ زر نقد یا مالگذاری کی معافی مین ہر ایسی شے داخل ہے جو گورنمنٹ کیطرفسے بابت کسی استحقاق یا رعایت ما حق بالائی یا عہد کے واجب الادا ہو - اگر گورنمنٹ سے امراو بیگم کو کوئی وظیفہ منجملہ سایر آبکاری کے ملتا تہا کہ جو منجملہ مالگذاری ہائے سرکار کے ایک ہے اور اوسکا ادا ہونا تا وفات نواب فیروز جنگ کے جاری رہا ہے تو وہ تعریف لفظ عطیہ مندرجہ ایکٹ مذکور سے خارج نہین ہوسکتاہے اور اوسکی نسبت یہہ تجویز ہونی چاہیے کہ ایک پنشن محکومہ ایکٹ مذکور ہے - اسمین کوئی شبہہ نہین ہے کہ عدالتہائے دیوانی مجاز سماعت دعوی عطیہ مذکور کے بلا سارٹیفکٹ مقتضیہ ایکٹ مذکور کے نہین ہین - اور چونکہ یہہ ظاہر ہے کہ مدعیان نے سارٹیفکٹ مذکور حاصل نہین کیا ہے لہذا مین دعوی مدعیان معہ خرچہ بلا تجویز کرنے دیگر تنقیحات کے ڈسمس کرتاہون - جو خرچہ سرکار کو عاید ہوا ہے اوسکی متحمل مدعیان ہونگے -

بر طبق اپیل ضلع جج فرخ آباد سے ڈگری منصف کی بحال رہی - مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے -

امیر الدین وا جودھیا ناتھ و پراماداس وکیل منجانب اپیلانٹان
رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

سرا دہرسٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - بعد باحتیاط کامل غور کرنے اوپر عرضی نالش کے کہ صرف جسکے اوپر کل مضامین مشتملہ عرضی نالش مذکور کے مدعیان ذمہ دار ہین ہمکو معلوم ہوتاہے کہ جو زر وظیفہ گورنمنٹ نے اہالیان خاندان نواب فرخ آباد متذکرہ

عرضیالسش کے مقرر کیا تہا وہ واسطے کل مقاصد اور اغراض کے ایک قسم کا وظیفہ ہے جو بذریعہ زر نقد کے بطور معاوضہ قابض کسی استحقاق یا رعایت کو ادا کیا جاتا ہے لہذا شرائط دفعہ ۳ اور امتناع دفعہ ۴ ایکٹ پینشن کے صحیح طور پر متعلق ہین — لہذا اپیل ساقط ہوتا ہے اور معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے —

ضلع سہارنپور — اپیل دویم نمبر ۱۸۱ ۸ سنہ ۱۸۹۶ع — منفصلہ ۲ مئی

صابر علی وغیرہم بنام یادرام وغیرہم

شفع — واجب العرض — شرکاء ایکجدی —

یہہ نالش شفع کی واجب العرض موضع پر مبنی ہے — مضامین دستاویز مذکور کے نسبت شفع کے یہہ ہین کہ بحالت بیع شفعے بیایی کو اختیار خریداری کا حاصل ہوگا اور برطبق انکار منجانب بیای کے استحقاق شفع کا بحق اون شرکاء تہوک کے ہوگا جو بایع کے ساتہہ ایک مورث کی اولاد مین ہوکر یعنے حصہ داران یکجدی تہوک کے حق مین ہوگا — یہہ بہی شرط ہے کہ بحالت نزاع نسبت قیمت کے تصفیہ اوسکا بذریعہ تقرری ثالثان کے روبرو حاکم کے ہوگا اور اگر حصہ داران قیمت معینہ ثالثان پر خرید نکرین تو اوسکو اختیار ہے کہ کسی شخص اجنب کے ہاتہہ انتقال کردیے مشتری اسمقدمہ مین شخص اجنب ہے —

مدعاعلیہم کا یہہ عذر ہے کہ از روے شرائط واجب العرض کے مدعیان جو اگرچہ حصہ داران ہین لیکن بایع کے ساتہہ ایک ہے مورث کے اولاد مین نہین ہین مستحق شفع کے نہین ہین — عدالتین ماتحت (جج ماتحت اور جج ضلع سہارنپور) نے اس راے کو منظور کیا اور نالش ڈسمس کی — مدعیان نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا ہے —

ڈلین ومسٹر اسٹش وعبد المجید منجانب اپیلانان

ہنومان پرشاد و ماد ہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس ۔ مین خیال کرتا ہون کہ اسمقدمہ پر فیصلہ مقدمہ گنیشی لعل بنام زراعت علی (رپورٹ ہائیکورٹ ممالک مغربی وشمالی ۱۸۸۰ء صفحہ ۳۴۳) حاوی ہے ۔ یہہ مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ واپس جاویگا ۔ اپیل منظور کیا جاتا ہے ۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس ۔ مین ذیعلم چیف جسٹس سے اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ صاحب جج اور منصف نے دعوی مدعی کے جو باستحقاق شفع دایر ہوا تھا اس بنیاد دشمس کرنیمین غلطی کی ہے کہ از روے شرایط واجب العرض کے مدعیانکو استحقاق حاصل نہین ہے ۔ بلاحظہ عبارت دستاویز مذکور کے اور خصوصاً اوس فقرہ کے ملاحظہ سے جسمین بصورت تنازع نسبت قیمت کے تصفیہ اوسکا بذریعہ تقرری ثالثان کے روبرو حاکم تسلیم ہوگا اور یہہ کہ اگر حصہ داران قیمت معینہ ثالثان پر لینا منظور نکرین درج ہے مین ذیعلم چیف جسٹس صاحب سے اس امر مین اتفاق کرتا ہون کہ مقدمہ گنیشی لعل بنام زراعت علی صریحاً متعلق ہے اور عبارت واجب العرض سے جو ہمارے روبرو موجود ہے یہہ نتیجہ اخذ کرنا مناسب ہے کہ محض حصہ دار بعد انکار منجانب بہائی حقیقی اور حصہ داران یکجدی کے مستحق ترجیح کا بمقابلہ اشخاص اجنب کے ہے ۔ چونکہ ہمکو اطلاع ہوئی ہے کہ کل ضروری شہادت مسل مین موجود ہے لہذا طریقہ مناسب یہہ ہے کہ ڈگری صاحب جج کی منسوخ کرین کیونکہ اونہون نے فیصلہ مقدمہ کا ایک امر ابتدائی پر کیا ہے اور اونکو یہہ حکم دین کہ اپیل کو بازبلبر سابق فہرست اپیل ہاے متدایرہ مین قایم کرین اور تجویز امور واقعات کے بلحاظ فریقین کے کرین ۔ خرچہ مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا ۔

ضلع سہارنپور — اپیل دویم نمبر ۵۶ سنہ ۱۸۸۶ء — منفصلہ ۲۵ مئی

محمد معشوق علیخان وغیرہ بنام خدابخش

ڈگری استقراریہ - ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ دادرسی خاص) دفعہ ۴۲

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۲۹ —

مدعیان مسمیان خدابخش وغیرہ جو حصہ داران و نمبرداران موضع لند ہوکے ہین نالش بغرض استقرار
اپنے حق دربارہ تقسیم کرایا پنے منافع کے اس اصول پر کہ تین تہوک
ہین ایک ۳/۴ کے اور دوسری تہوک ۱/۴ حصہ اور نہ یہ کہ تین مساوی
تہوک ہین دایر کی ہے - واضح ہوتا ہے کہ خدابخش نے سابقًا ایک
نالش بنام نمبرداران کے واسطے حصہ حیدر خان کے دایر کی تہی
اور منصف نے فیصلہ مشعر ڈگری کرنے نالش مذکور اسطرح پر کیا تہا
کہ تین مساوی تہوک ہین -

فیصلہ مذکور بنا رمخاصمت نالش حال ظاہر کیا گیا ہے - منجملہ دیگر امور
کے یہ عذر کیا ہے کہ مدعیان کو بنا رمخاصمت حاصل نہین ہے -
عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت سہارنپور) نے بعد لینے شہادت
اور تحقیقات روداد مقدمہ کے دعوی ڈگری کیا ہے - بر طبق
اپیل جج ضلع سہارنپور نے ڈگری جج ماتحت کی حسب وجوہ
جنکو مشارالیہ نے حسب ذیل بیان کیا ہے منسوخ کیا -

ظاہر ہے کہ مدعیان کو کوئی بناے مخاصمت بمقابلہ خدابخش کے
یا کسی اور کے ڈگری منصفی سے جو بحق اوسکے ہوئی ہے پیدا نہوئی ہے
ڈگری مذکور صرف نامبردہ اور اوس نمبردار پر قابل پابندی ہے
جسکو اوسنے نالش مذکور مین فریق کیا تہا اور شخص آخر الذکر ڈگری
مذکور کو بطور جوابدہی کے کسی نالش مین جو منجانب شرکا اوسکے
دایر ہو پیش نہین کر سکتا ہے - وکیل رسپانڈنٹان کو درست طور
پہ تسلیم ہے کہ وہ صرف استقرار اس امر کا چاہتے ہین کہ ڈگری مذکور
اونپر قابل پابندی نہین ہے - دفعہ ۴۲ - ایکٹ دادرسی خاص ایسے
متعلق نہین ہے جو نمبردار نالش سابق مین فریق تہا اوسکو اوٹھانا
مدعی سے انکار نہ تہا بلکہ اوس سے اقرار تہا کو نہ ناکامیابی - اون

محض بوجہ انکار عذرخواہی کے اس استحقاق سے نہتا بلکہ بوجہ ڈگری نامبردہ کے کہ جسکے نفی اور کالعدم کرانیکے اونکی خواہش ہے - پس عدالت ماتحت کو رود داد مقدمہ پر بحث نکرنی چاہئی تہی اور اوس موقع پر مجھے پہر اوسکے بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے - اپیل ڈگری کیا جاتا ہے اور اپیلانٹان اپنا خرچہ بابت دونون عدالتونکے یعنے عدالت ہذا اور نیز عدالت ماتحت کے پاوینگے -

نیاز اصفی اس ڈگری کے مدعیان نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا ہے

اسپرمل منجانب اپیلانٹان کالمن وکاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

براڈہرسٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس - ہمارے رائے مین فیصلہ مختتم اس مقدمہ کا عدالت ہذا مین نہین ہوسکتا ہے کیونکہ ذیلع جج عدالت اپیل ماتحت نے فیصلہ مقدمہ کا روداد پر نہین کیا تہا - نالش ابتدائی استقراری قسم کی تہی جو حیطہ دفعہ ۴۲ ایکٹ داد رسی خاص (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۷۷ع) مین داخل ہے اور عدالت مرافعہ اولی نے نالش کو قبول کرکے اور بعد سماعت سوال وجواب فریقین نسبت روداد ان تنقیحات کے جو مقدمہ مین پیدا ہوئے تہے دعوی بدین تجویز ڈگری کیا کہ مدعیان مستحق اوس داد رسی کے ہین جسکے اونہون نے استدعا کی ہے - اوسوقت مقدمہ بصیغہ اپیل اول برنباے بحث اختیار سماعت کے عدالت ہذا مین آیا تہا اور عدالت ہذا نے بذریعہ اپنے حکم مورخہ ۱۱ مئی سنہ ۱۸۸۵ع کے ذیلع جج عدالت اپیل ماتحت کو یہہ حکم دیا تہا کہ اپیل کو اپنی فہرست مین بازنمبر سابق قایم کرین اور اوسکو فیصل کرین دقت طے کرنے مقدمہ کے ذیلع جج نے صرف یہہ تجویز کی کہ مقدمہ اپنے شکل استقراریہ حسب دفعہ ۴۲ ایکٹ داد رسی خاص کے قابل پذیرائی نہین ہے اور صرف اسی بنیاد پر اپیل جو اونکے روبرو تہا ڈگری کیا اور دعوی ڈسمس کیا -

نیاز اصفی اس ڈگری کے یہہ اپیل روبرو ہمارے پیش ہوا اور ہماری رائے یہہ ہے کہ رائے اختیار کردہ ذیلع جج بمقدمہ ہذا کے غلط ہے اور مقدمہ کی تجویز روداد پر ہونا چاہیے تہی - بمقدمہ سنت کمار بنام دیو سرن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۸ صفحہ ۳۶۵) ہم مین سے ایک جج نے ایک فیصلہ

مین یہہ تجویز کی تھی جسمین ذکر مقدمات سابق کا تھا کہ بیجا استعمال اختیار
اختیاری عطیہ حسب دفعہ ۲۴ ایکٹ دادرسی خاص کا منجانب عدالت
مرافعہ اولی کے بنفسہ وجہہ کافی منسوخی ایسی ڈگری کی نہین ہے کہ جسپر
کوئی اعتراض بوجہہ اختیار سماعت بالنسبت روداد حقوق فریقین کے
عاید نہو۔ فیصلہ مذکور مین کوئی قاعدہ بہ نسبت اون مقدمات کے قایم
نہین ہوا تھا کہ جو شرط متعلقہ دفعہ ۲۴ ایکٹ ۱۸۷۷؁ء مین داخل ہوسکین
منجملہ اون مقدمات کے یہہ ایسا مقدمہ نہین ہے کہ جو شرط متعلقہ دفعہ مذکور
مین داخل ہو فی الحقیقت مسٹر کاشی پرشاد نے وقت بحث مقدمہ منجانب رسپانڈنٹ
کے یہہ تسلیم کیا ہے کہ مقدمہ ہذا پر شرط مذکور حاوی نہین ہے کیونکہ کوئی ادعا رسپانڈنٹ
فریق کا دعوی مدعیان حسب منشاء شرط مذکور کے نہین کرسکتی ہین۔
لہذا فیصلہ مذکور بالکل متعلق مقدمہ ہذا کے ہے اور اگر عدالت مرافعہ اولی
نے استعمال اپنی اختیار اختیاری کا دربارہ مقبولی نالش ہذا اور اوسکی
تجویز روداد کے بیجا بھی کیا ہوتا ہم ہم خیال کرتے ہین کہ عدالت اپیل
ماتحت پر یہہ فرض نہ تھا کہ ڈگری کو صرف اس بنیاد پر منسوخ کرکے
فیصلہ اوسکا روداد پر کرنا چاہئے تھا کیونکہ کوئی اعتراض بہ نسبت نقص اختیار
کے نہ تھا اور غلطی عدالت مرافعہ اولی کے بشرطیکہ کوئی غلطی بر حسب بیان
مندرجہ اس فیصلہ کے جسکا ابھی ہمنے ذکر کیا ہے دفعہ ۵۰۷ مجموعہ ضابطہ
دیوانی مین داخل ہوسکتی ہے۔

لہذا ہم اپیل ڈگری اور ڈگری عدالت ماتحت کی منسوخ کرتے ہین
اور مقدمہ عدالت مذکور مین بغرض فیصلہ روداد بلحاظ اون تحریرات
کے جو ہمنے کیئے ہین واپس بھیجتے ہین — خرچہ مطابق نتیجہ کے عاید ہوگا

ضلع علی گڈھ　　　　اپیل اول نمبر ۹۸ سنہ ۱۸۸۲؁ء　　　　منفصلہ ۱۳ مئی

عبد الشکور خان بنام عطاء الدین خان وغیرہ

عملدرآمد — خرچہ — حکم کا جو خرچہ دلایا گیا در حقیقت عاید نہین ہوا

عبدالشکور خان اپیلانٹ کو عبدالغفور خان نے بحیثیت شریک مدعی کے اوس نالش مین شریک کیا تہا جو بنام رسا پنڈت شان واسطے تعمیل مخصوص تکمیل ایک رہننامہ بیعا کے تہی — اپیلانٹ نابالغ اور اوسکے طرفسے نالش عبدالغفور خان نے بطور اوسکے رفیق ترین کے دایر کی تہی — جس اقرار کی تعمیل کے لیے وہ نالش دایر ہوئی تہی وہ یہہ تہا کہ رہننامہ صرف عبدالغفور خان کے نام لکہا جائیگا لیکن اپیلانٹ مالک نصف اوس روپیہ کا تہا جو ازروے تمسک سابقہ نوشتہ رسا پنڈت شان کے واجب تہا اور جو ایک جزو معاوضہ رہن مذکور کا ہونے کو تہا — یہی وجہ ہے کہ وہ شریک مدعی بنایا گیا تہا —

مدعاعلیہم نے اپنے بیان تحریری مین منجملہ دیگر امور کی ایک یہہ عذر کیا تہا کہ نالش بوجہ اشتمال بیجا مدعیان کے ناقص ہے کیونکہ معاہدہ صرف عبدالغفور خان کے ساتہہ کیا گیا تہا — بعدہ ایک درخواست منجانب اپیلانٹ بدین استدعا پیش ہوئی کہ اوسکا نام عرضی نالش سے خارج کردیا جاے اور کارروائی نالش کی صرف منجانب عبدالغفور خان کے کیجائے — عدالت مرافعہ اولی (جج ماتحت علیگڈہ) نے درخواست منظور کی اور حکم ذیل صادر فرمایا — مین درخواست مورخہ ۲۴ نومبر سنہ ۷۶ع منظور کرتا ہون اور عبدالشکور خان کو اجازت دیتا ہون کہ نالش سے دست بردار ہو — اوسکا نام عرضی نالش سے خارج کیا جائیگا اور اوسکا دعوی دسمس متصور ہوگا — مقدمہ مین محنتانہ وکیل کا ہزار روپیہ — مین حکم دیتا ہون کہ عبدالشکور خان مدعی جیساکہ بذریعہ اپنے رفیق عبدالغفور خان کے حاضر عدالت ہوا ہے چار روپیہ ہر مدعاعلیہ کو منجملہ دو مدعاعلیہم کے بابت خرچہ معہ سود بشرح چہہ روپیہ فیصدی سالانہ تاریخ امروزہ سے تا تاریخ وصول ادا کرے —

تاریخ حکم مذکورہ سے پیروی مقدمہ کی طرفسے صرف عبدالغفور خان کے بذریعہ اونہین وکیلونکے ہوئی کہ جنکی ذریعہ سے ابتدأ منجانب عبدالغفور خان بشمول اپیلانٹ کے ہوتی تہی —

اپیلانٹ نے ہائی کورٹ مین اپیل بنا راضی ڈگری جج ماتحت کی جو مشعر اس حکم کے تہی کہ وہ خرچہ ادا کرے دایر کی ہے -

حاضر امیر الدین اور حمید اللہ منجانب اپیلانٹ — اسپنکی منجانب رسپانڈنٹان

اج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - یہہ اپیل عبد الشکور نابالغ نے دایر کی ہے جسکو عبد الغفور نے بطور شریک مدعی کے شریک کیا تہا - نالش عبد الغفور خان کی طرف سے دایر ہوئی تہی - روپیہ شی متدعویہ کچہہ عبد الغفور کا تہا اور کچہہ عبد الشکور کا - نالش واسطے تعمیل مخصوص تکمیل رہنامہ کے تہی - یہہ اقرار ہوا تہا کہ رہنامہ بنام عبد الغفور کے لکہا جاے گا - مدعا علیہم نے یہہ جوابدہی پیش کی کہ بوجہ اشتمال بیجا کے نالش نہین ہو سکتی ہے اسپر ایک درخواست عبد الشکور کیطرف سے اس لئے ہوئی کہ اوسکا نام خارج کیا جاے - درخواست مذکورہ پر مدعا علیہ نے اعتراض کیا تہا - جج ماتحت نے عبد الشکور کا نام خارج کیا اور اوسکو یہہ حکم دیا کہ ایک مدعا علیہ کو پانسو اور دوسری مدعا علیہ کو پانسو روپیہ ادا کرے - کارروای نالش کی اوسی کونسل کے ساتہہ ہوتی رہے کوئی خرچہ زاید بجز خرچہ بحث اوپر درخواست شکور کے اسکے فریق مقدمہ ہونے سے یا اوسکے نام خارج ہونے سے عاید نہین ہوا - ہماری راے مین کوئی جج مستحق ڈگری کرنیکا بابت ایسے خرچہ کے جنکے کہ بیسے نہین ہوا الا یہہ کہ خرچہ مذکور فریقین پر عاید ہو - لہذا ہم اپیل منظور کرتے ہین اور حکم کو عبد الشکور کو یہہ حکم دیکر تبدیل کرتے ہین کہ بجاے پانسو کی دو درخواست کے ادا کرنیکی بیس روپیہ ادا کرے تا مبرد و خرچہ اپیل ہذا کا حسب ضابطہ ہوگا

ضلع جونپور — اپیل دویم نمبر ۲۱۶ سنہ ۱۸۹۶ء — منعقدہ ۲۰ جون

شیو دین پانڈے بنام جیتشی پانڈے

نالش عدالت مطالبہ خفیفہ - دعوی جو کچہہ ماہوار پرلودہ کچہہ حق تحقاق مروجہ پر مبنی ہو - ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء (ایکٹ عدالت خفیفہ) دفعہ ۶

قائم رہا

واقعات مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

جوکہو لعل منجانب اپیلانٹ　　کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ مسٹر کاشی پرشاد نے منجانب رسپانڈنٹ کے ایک عذر ابتدائی نسبت سماعت اس اپیل کے اس بنیاد پر کیا ہے کہ اپیل نوکہ ایسی نالش سے پیدا ہوا ہے جو بشرط دفعہ ۶ ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ (ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ع) مین داخل ہے لہذا از روے دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہہ عذر باوقعت ہے کیونکہ نالش واسطے دلاپانے للعہ ربہ بناے اقرار باہم مدعی اور مدعا علیہ اور عام استحقاق پروتہای کے ہے۔ لیکن یہہ امر بذات خود ایسا نہین ہے کہ جسنے نالش ایسی ہوسکے کہ وہ تاثیر دفعہ ۶ ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ سے خارج ہو۔ بہت سے مقدمات مین جسمین دعوی دلاپانے روپیہ کا ہوتا ہے مدعی یہہ بیان کرسکتا ہے کہ دعوی دلاپانے روپیہ مذکور کا مبنی اوپر ملکیت جایداد غیر منقولہ یا دوسرے کسی حق کے ہے۔ فیعلم وکیل اپیلانٹ کا یہہ بیان ہے کہ عرضی نالش مین استدعاے استقرار حق پروتہای کی ہے۔ لیکن مضامین عرضی نالش مین گنجایش ایسی تعبیر کی نہین علاوہ برین معمولی رسوم عدالت دس روپیہ کی جو واسطے نالش استقراریہ کے مقرر ہے ادا نہین ہوی کیونکہ عرضی نالش پر اسٹامپ صرف بندلی چہ آنہ کا لگا ہوا ہے۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

ششن فوجداری

منفصلہ ۵ راگست

قیصر ہند بنام رابنگ وغیرہم

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۰۹۔ اظہار ڈاکٹر گواہ کا جو مجسٹریٹ نے قلمبند کیا ہو وقت بجویز ششن کے پیش ہونا۔ مسل مجسٹریٹ سے نہ یہہ ظاہر ہوتا اور نہ شہادت اس ثبوت کی پیش ہوتا اظہار مذکور ملزم کی موجودگی مین قلمبند کیا گیا تہا۔ ایکٹ ۱ سنہ (ایکٹ شہادت) دفعہ ۸۰

تمثیل (۱۵) —

یہہ تجویز بوقت تنسیخ فوجداری ہای کورٹ شاد وبرداپج صاحب چیف جسٹس اور جو سری کی نسبت تین گروہ سپاہی سمیان رابڈ نگٹ داؤبیر اور بیجلن پایتہ الزام سرقہ بالجبر مصرحہ دفعہ ۳۹۵ تعزیرات ہند کے ہوئی تہی — دوران مقدمہ مین بجانب ثبوت کے یہہ ظاہر ہوا کہ بوجہ کسی فرو گذاشت نظر کے اسسٹنٹ سرجن پر جسنے مستغیث کو ملاحظہ کیا تہا اور جسنے روبرو مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے شہادت بہ نسبت اون زخمونکے ادا کی تہی کہ جنکی نسبت بیان ہوا ہے کہ قیدیون نے پہونچاے ہین سمن کی تعمیل نہین ہوی لہذا وہ بغرض اداے شہادت کے حاضر نہین ہے —

۵۰۹

چنانچہ پبلک پراسیکیوٹر (مدراس) نے منجانب سرکار کے حسب دفعہ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اسسٹنٹ سرجن کے اوس اظہار کو شہادت مین پیش کیا جو مجسٹریٹ نے قلمبند کیا تہا —

اس اظہار پر دستخط اسسٹنٹ سرجن اور مجسٹریٹ سپرد کنندہ کے ثبت ہین — مسل مین ایسا کوی بیان شامل نہین ہے کہ آیا اظہار مذکور قیدیونکے موجودگی مین قلمبند ہوا تہا اور اوسپر دستخط ہوئے تہے یا نہین مدراس الیشن نے منجانب قیدیونکے دربارہ مقبولی اظہار مذکور کی شہادت مین اعتراض کیا ہے —

ایچ صاحب چیف جسٹس نے یہہ فرمایا کہ ہماری یہہ راے ہے کہ اظہار مذکور شہادت مین قابل مقبولی کے نہین ہے — ازروے دفعہ ۵۰۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے یہہ ضرور ہے کہ اظہار قیدیون کی موجودگی مین کوی مجسٹریٹ قلمبند کرے اور اوسپر دستخط کرے — لہذا جانب ثبوت پر فرض ہے کہ مقدمہ کی ہر نوبت کو بمقابلہ قیدیونکے [illegible] ثابت کرے کہ اظہار مذکور قبول کیا جاوے یا تو مجسٹریٹ کے [illegible] سے ثابت ہو یا بطور شہادت گواہان سے یہہ ثابت کرنا چاہیے کہ اظہار مذکور قیدیونکے موجودگی مین قلمبند ہوا تہا اور اوسپر دستخط ہوئے تہے

حاکم ممدوح دفعہ ۱۱۴ ایکٹ شہادت (ہ) پر متوجہ کئے گئے تھے لیکن دفعہ مذکورہ
مین یہہ مراد نہین ہے کہ عدالت وجود واقعات ممکن الوقوع کا قیاس
کرے گی یا ضابطہ نتیجہ افعال عدالتی کے ہے بلکہ عدالت آزاد رکھی
گئی ہے کہ بموجب اپنی راے کے ایسا قیاس کرے یا نہ کرے ۔ چونکہ یہہ مقدمہ
فوجداری ہے جسمین حسب بیان معزی الیہ کے جانب ثبوت کو اپنے
مقدمہ کی ہر بوبت کو ثابت کرنا چاہیے معزی الیہ نے اس قیاس
پر عمل کرنا مناسب اور قرین مصلحت نہین سمجھا کہ شرائط دفعہ
۹۰ کے تعمیل ہو گئی ہے لہذا معزی الیہ نے یہہ حکم دیا کہ اظہار مذکورہ
مقبول ہونا چاہیے ۔

ضلع گورکھپور — اپیل اول نمبر ۱۳ [illegible] — منفصلہ [illegible]

بیر بہدر — بنام — سرجو پرشاد

اصل مالک وکارندہ — مالک جسکا نام ظاہر نکیا گیا ہو — نالش اور فیصلہ بمقابلہ کارندہ کے — نالش مابعد کا بمقابلہ اصل مالک کے ممنوع ہونا — ایکٹ ۹ [illegible] (ایکٹ معاہدہ) دفعہ ۲۳۲

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ مین اسٹریٹ صاحب جسٹس کے بخوبی درج ہین

اسپنکی وسنگہ رام ورام پرشاد ومہدی حسن منجانب اپیلانٹ

کالون وہنومان پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس — بنظر منکشف کرنے اون نتایج کے جو یعنے بہ نسبت اس اپیل کے اخذ کئے ہین ضروری امر یہہ ہے کہ مضامین عرضی نالش کی بخوبی تمام نکتہ چینی کیجاوے اور مقدمہ سابق باہمی فریقین اور واقعات مندرجہ مقدمہ مذکور کی شعاع سے یہ دیکھنا چاہئے کہ ٹہیک شکل نالش مدعی رسپانڈنٹ کی جس سے یہہ اپیل متعلق ہی کیا ہے — واقعات مندرجہ عرضی نالش حسب ذیل ہین

مسمی سیوا لعل کے پاس ایک ڈگری مورخہ [illegible] دسمبر [illegible] بنام تین اشخاص یعنے بیر بہدر سیوک پانڈے ومسماۃ جانکی پنڈاین وست ناین سیوک پانڈے کے تہی اور ڈگری مذکور کے اجرا مین جائداد زمینداری مدیویان ڈگری [illegible] بہ نیلام بہ تعین ۲۰ — [illegible] کے ہوی تہی — دو روز قبل تاریخ مشتہرہ کے بیر بہدر پانڈے اول مدیون ڈگری مشتذکرہ بالا مدعی مقدمہ ہذا کے پاس آیا اور اوس سے مبلغ [illegible] روپیہ حسب بیان اوسکے بغرض بیباقی ڈگری سیوا لعل کے قرض لیا اور بطور باطمینان تحریر قرضہ پیشگی یافتہ مذکور کے بحق مدعی جسکا مواخذہ اپنی حقیت زمینداری واقعہ [illegible] موضع کے قایم کیا لکھدیا اور جسکا وعدہ اوسکے ادا کرنے کا کیا ہوا اقرار ادا کرنے سود کا بشرح [illegible] ماہواری یا [illegible] فیصدی سالانہ کا کیا — ۲۰ — نومبر [illegible] کو نیلام بہ سیوا لعل کی بموجب اشتہار ہوا انجام مین لایا گیا اور چہہ مواضع جنمین اپنی حقیت بیر بہدر نے رہن

اوس قسقہ بیبی بیبی داوست نراین نے اوسکی مزاحمت اس بنیاد پر کی کہ بیبی
اصل خریدار نیلام ہو کو عدہ - نومبر ۱۸۸۳ء کا بابت پانچو مواضعات کے ہے اور نندن تیواری
محض اسم فرضی ہے - اعتراض بیر بہادر کا کامیاب ہوا اور سیر تصفیہ
ہین کہ مدعی نے ان مواضعات پر کبھی دخل نہین پایا جو اوس نے ۲۰ - اگست
کو خرید کی تہی - بوجہ اوس اعتراض کے جو بیر بہادر نے اوس کے مقابلہ مین کیا
تہا مدعی نے ۵ - مئی ۱۸۸۴ء کو نالش بنام بیر بہادر او دست نراین کے واسطے دخلیابی
ادن مواضعات کے جو اوس نے بقیمت ... کو خرید کی تہی دائر کی اور بہالت
اوس موقع پر جس اتفاق پر اوس نے استدلال کیا تہا وہ اوسکو نندن تیواری
سے حاصل ہوا تہا اور واسطے اغراض اوس نالش کے جو اوس نے دائر کی
ظاہرا اوس پر یہ ثابت کرنا ضروری تہا کہ نندن تیواری فی الواقع اصل خریدار جایداد کا
ہے اور اوس امر کی تحقیق ہے اوسکو ایسا دکہلانا کہ وہ نالش مذکورہ بصیغہ ابیل عدالت
ہذا میں پیش ہوئی اور عدالت ہذا نے یہ تجویز کی کہ خود مدعی کی شہادت سے جو
مقدمہ مین دی ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بخوبی واقف تہا کہ نندن تیواری محض
کار ندہ ہے اور وہ اصل خریدار نہین ہے بلکہ اصل خریدار بیر بہادر ہے چنانچہ عدالت
ہذا نے یہ تجویز کی کہ نالش مدعی کی ساقط ہے چنانچہ اوسکو ڈسمس کیا -

اب مدعی عدالت مین آیا ہے اور یہ سمجہنا آسان نہین ہے کہ اصل نوعیت اوس
نالش کی کیا ہے جو اوس نے دائر کی ہے - شاید زیادہ قرین اسایش طریق
اوس کے بیان کرنے کا یہ ہوگا کہ دادرسی مستدعیہ ڈگری جاوے - عرضی
کے وجوہ گیارہ مین یہ ذکر ہے کہ از روے تمسک مورخہ ۲ - دسمبر ۱۸۸۲ء کے
منہائی رقوم وصول کے مبلغ ... اصل و مبلغ ... سود جملہ ...
ذمہ مدعی کو باقی ہے - چونکہ خود بیر بہادر سیوک بابت قرضہ کے روپیہ قرض
حالانکہ تمسک ثانی حسب خواہش اور درخواست نامبردہ کے نندن تیواری
کے نام لکہا لیا گیا تہا اور چونکہ زر قرضہ پیشگی دونو تمسکون کا بکفالت اوس
دیا گیا کہ جو بالآخر از روے ڈگری عدالت مشعر مقبول عذر بیر بہادر کی قرار
ہے لہذا نامبردہ (بیر بہادر) ذمہ داری ادائے قرضہ سے محفوظ نہین ہو سکتا

کہہ چکا ہون کہ مدعی بخوبی واقف تہا کہ وہ معاملہ مین اصل مالک نہتا بلکہ بیہ کہ اصل
مالک ہیرسیدر تہے چونکہ کیفیت یہ ہے تو وہ کون طریقہ ہے جو اوسکو
اختیار کرنا چاہئے تہا اور کون طریقہ قانون کا ایسا ہے جو اوسکو بنظر
اپنی معقولیت کے اختیار کرنا چاہئے تہا۔ مین اسکو بطور صحیح اصول قانون کے
باور کرتا ہون کہ اگر کوئی شخص کوئی معاہدہ کسی دوسرے شخص سے یہ باور
کرے کہ وہ معاملہ مین اصل مالک ہے گو فی الواقع وہ دوسرا شخص بطور کارندہ
کے عمل کرتا ہے لیکن بعد اوسکو یہ ظاہر ہو کہ اصل مالک کون ہے اور گو اوسنے
پہلے اوسی شخص کا اعتبار کیا ہو جو بعد کو کارندہ ظاہر ہوا ہے تاہم بوقت اظہار
اس امر کے کہ اصل مالک کون ہے شخص مذکور اصل مالک کو بطور اپنے
مدیون کے قایم کر سکتا ہے۔ مین اسکو بھی قاعدہ قانون کا باور کرتا ہون کہ جیسے
مقدمہ مین جیسا کہ مقدمہ حال تہا جہان مدعی کارندہ اور اصل مالک دونون سے
بخوبی واقف ہے مدعی کو اختیار تہا کہ اون مین سے ایک کو یا دوسرے کو یا دونون
کو ذمہ دار قرار دیتا۔ لیکن مین اسکو بھی بدرجہ مساوی صاف سمجھتا ہون کہ جب
ایک مرتبہ داین نے یہ امر اختیار کیا جیسا کہ مدعی نے اس مقدمہ مین اختیار کیا یعنی
کہ کارندہ کو ذمہ دار معاہدہ کا قرار دیکر عدالت مین طلب کیا اور ڈگری اور فیصلہ
بمقابلہ اوسکے حاصل کر کے ڈگری مذکور کو جاری کرایا اور اوسمین بیباقی تحریر
کی تو بعد ازان وہ مجاز نہین ہے کہ نالش بمقابلہ اصل مالک کے بابت اوسی
دعوی کے قایم کر سکے۔ میری سند بابت اس مسئلہ کے اوس مقدمہ مین حاصل
ہوتی ہے جسکی رپورٹ بمقدمہ پیلیٹیئر بنام فرقی ارلا جزل ایکسچکر جلد ۱۱
صفحہ ۱۰ مین درج ہے اور وہ اوس اصول پر مبنی ہے جسکی بحث
بالصراحت یادداشت متعلقہ مقدمہ طامس بنام ڈیون پورٹ رلیڈنگ کیسز
مولفہ اسمتہ صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۲۷ مین درج ہے۔ اس مقدمہ مین یہ امر
قابل لحاظ ہے کہ مدعی اپنی بنا مخاصمت فیصلہ عدالت مذا سے جو مقدمہ مرجوعہ
ناسبردہ بنام ہیرسیدر اور ستر ارین واسطے دخل کے بذریعہ اوس استحقاق کے
تہے جسکو ناسبردہ بذریعہ اوس خریداری کے حاصل ہونا بیان کرتا ہے کہ جو

اوسنے بوقت نیلام صرف اجراء ڈگری بمقابلہ نندن تیواری کے کی تہی لیکن جیساکہ مین پہلے کہہ چکا ہون کہ جس دستاویز حقیقت کی رو سے نامبردہ جائداد کو نیلام کرا سکتا تہا وہ صرف دستاویز نوشتہ نندن تیواری کی تہی جب اوسنے نالش بربنا دستاویز مذکور کے اول مرتبہ کی تہی اوسوقت اگر وہ پسند کرتا کہ بربیدر کو بطور مدعاعلیہ کے شریک کرے تو مین خیال کرتا ہون کہ اوس کو اس امر کے ثابت کرنیکا اختیار کامل تہا کہ بربیدر اصل مالک معاملہ مین ہے اور نندن تیواری محض کارندہ ہے۔ لیکن اوسنے ایسا نہین کیا بلکہ اوسنے اپنی کارروائی تنہا اور بالکل بمقابلہ نندن تیواری کے محدود کی تہی اور نندن تیواری کو بطور اوس شخص کے تصور کیا تہا جو ازروے دستاویز اوسکا ذمہ دار ہے اس کارروائی کے بعد اور نہ صرف ڈگری حاصل کرنے کے بعد بلکہ اوس ڈگری مین بیباقی کامل مندرج کرنیکے بعد مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمسک نندن تیواری کا گو کہ ایسی دستاویز ہے جس کی رو سے وہ شخص نالش کرنے اپنی کفالت کا ہے اوس ڈگری مین مخلوط ہو گیا ہے اور چونکہ وہ ڈگری صرف نندن تیواری کے مقابلہ مین تہی تو نامبردہ کو باستحقاق اوس کفالت کے جو ڈگری مین مخلوط ہو گئی ہے کوئی حق کسی قسم کا عدالت مین آنے اور اوس دادرسی کے استدعا کرنیکا حاصل نہین ہے جسکی استدعا اوسنے اس مقدمہ مین کی ہے۔

فی الحقیقت یہ امر قابل لحاظ ہے کہ مدعی نے عرضی نالش مین تمسک کو جو اوصول بذریعہ اجراء ڈگری نندن تیواری کے تصور کر کے یعنے تعداد مبلغ تمسک بے وصول تصور کر کے اور اوسقدر روپیہ کو نندن تیواری سے وصول تصور کر کے اور مجرا دیکر اب عدالت مین جمع کی ہے اور دعوی مابقایا کا سود کی شرح مختلف اور جدا گانہ اوس شرح کے ہے جو تمسک مین مندرج ہے اور بابت بقایا مذکور کے جائداد کو نیلام کرانا چاہتا ہے اور شرح سود کی تبدیل کر دی ہے لیکن مین کسی ایسی وجہ قانونی سے واقف نہین ہون کہ جسپر اندرین حالات دعوی مذکور قایم رہ سکے۔ بلاشبہ بادی النظر مین

شخص کو یہ خیال ہوگا کہ کچھ بے انصافی ہے کہ بر معید اوس جائداد پر قابض رہے کہ جو اوس نے مدعی کی بیعہ سے خرید کی ہے لیکن مدعی بجز اپنے اور کسی پر اسکا الزام نہیں لگا سکتا ہے کہ اوس نے اپنی نالش بمقابلہ مُندان ہیوا ہری کے دائر کی تھی اور اوسی کو اپنا مدیون تصور کیا تھا۔

حسب وجوہ متذکرہ کے میری یہ رائے ہے کہ نالش قابل سماعت کے نہیں ہے اور منسوخی فیصلہ جج ماتحت کے اپیل بعہ خرچہ ڈگری کیا جاتا ہے اور نالش مدعی کی بعہ خرچہ ڈسمس متصور ہوگی۔

ٹرل صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

جھانسی اپیل دوم نمبر ۹۶ ۱۸۸۳ء منفصلہ ۵ جون

پوھکر داس بنام رام پرشاد۔

رہن بعتبر یا خلاف انتقال۔ نالش منسوخی انتقال سے ڈگری کی متعلق ایکٹ ۱۸۸۲ء اوراایکٹ دادرسی خاص ہے دفعہ ۷۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵ہ۔ خرچہ

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ مین درج ہین۔

جگنندن ناتھ وسکھ رام منجانب اپیلانٹ

کالکا پرشاد منجانب ریسپانڈنٹ

براڈہرسٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس۔ نزاع جس سے یہ مقدمہ پیدا ہوا اون حالات مین پیدا ہوا ہے کہ جنکا مختصر بیان حسب ذیل ہے کہ مسمی رام پرشاد مالک حصہ ۲ آنہ پائی واقع موضع نے ایک رہن نامہ رہن تشفعتی حصہ مذکور کا بنام پوھکر داس مدعا علیہ اپیلانٹ عدالت ہذا کے ۱۸۷۸ء مین لکھدیا اور مرتہن کو قابض کرادیا۔ بعدہ رام پرشاد مذکور نے اوسی جائداد کی نسبت ایک رہن نامہ بنام اپنے بہنام رام پرشاد مدعی ریسپانڈنٹ عدالت ہذا کے ۸۔ دسمبر ۱۸۸۲ء کو لکھدیا اور مجملہ دیگر اقرارات ایک اقرار اوس نے یہ کیا کہ اگر زر رہن سمبت ۱۹۴۴

الت ادا نہو جاوے تو رام پرشاد مرتہن مذکور بطور مرتہن منفعتی کے جائداد
کا قابض کرادیا جاوے گا اور راہن نے یہ بھی اقرار کیا کہ دوران بقاے
رہن مین اور تاوقتیکہ زر رہن مذکور ادا نہو جاوے مین جائداد مرہونہ کو کسی
دوسرے شخص کے پاس بذریعہ رہن یا بیع یا ہبہ کے منتقل نکرونگا ـ یہہ دو
جائداد بحیثیت کل حصہ ۲۰ بسوہ پائی کے اس طرح پر ہوگئی تھی اور ثابت ہوتا ہے اور
فی الواقعہ مسلمہ ہے کہ بخلاف ورزی ان معاہدات کے ۱۱ دسمبر ۱۸۸۳ء کو
رام پرشاد راہن مذکور نے بطور واقعہ کے ایک بیعنامہ حصہ ۸ پائی کا منجملہ
کل حصہ ۲۰ پائی کے بنام یو مکر داس مرتہن اول کے لکھدیا اور اسی امر کی وجہ
سے جھگڑا پیدا ہوا ہے ـ الا کی اس کیفیت پر رام پرشاد مرتہن
مدعی پیمایندنت عدالت ہذا عدالت مین بغرض استقرار اس امر کے رجوع
لایا ہے کہ بیعنامہ موصوفہ ۱۱ دسمبر ۱۸۸۳ء کالعدم ہے کہ وہ بخلاف ورزی
شرط مندرجہ اوس رہن نامہ کے ہے جو اوس کے قبضہ مین ہے ـ عدالت
مرافعہ اولے نے دعوی ڈسمس کیا ہے اور عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری
منسوخ اور کل دعوی ڈگری کیا ہے اور بنا راضی اوس ڈگری کے یہہ
اپیل دوم پیش ہوا ہے ـ

عدالت اپیل ماتحت نے وقت طے کرنے اوس امر کے جو اوسکے
روبرو پیش تہا ایک فیصلہ بمقدمہ علی حسن بنام دہیرجا (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۵۸) پر استدلال کیا ہے جسمین ہم مین سے ایک جج شریک
تہا اور جسمین اوس راے منظہرہ بصفحہ ۲۰۵ سے یہان تک ظاہر ہوتا ہے کہ
ہر انتقال منجانب راہن کے جو بغیر مرتہن کے عمل مین لایا جاوے ایسا نہین
ہوسکتا ہے کہ اوس سے کسی طرح خریدار ان حقوق پر عاید ہوسکے جو بمقتضاے
مرتہن حسب شرائط رہن کے پیدا ہوئے ہون اور اوس راے قانونی پر
عمل کرکے ذیلی جج نے ڈگری بلا شرط بحق مدعی صادر کی اور دستاویز مذکور
کو کالعدم قرار دیا ہے ـ

ہم اس راے کو کلیتاً قبول نہین کرسکتے ہین یہ قاعدہ قرار یافتہ ہے

مذکور کا یہ ہے کہ ایسے انتقالات محض بوجہ اقرارات مقدم مندرجہ رہن نامہ کے
رہن نامہ مدعی مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۶۲ء ہے کالعدم نہیں ہوتے ہین انتقالات بعد
مذکور منجانب راہن اسطور پر عمل پذیر نہین ہوسکتی ہین کہ جس سے اون حقوق کو جو
مین زوال آوے جو ازروے رہن مقدم کے اوس کے حق مین پیدا ہوسکتے
ہین — علاوہ اسکے یقینا عدالت کا یہ نہین تھا کہ کوئی قاعدہ قانون کا قائم
کیا جاوے جس کی حجت مرتہن کی طرف سے ہوئی ہے — مقدمہ حال مین
مرافعہ اولے نے دربارہ کلیتاً ڈسمس کرنے نالش کے غلطی کی ہے کیونکہ
مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۶۳ء بلاشبہ ایسا ہے کہ جس سے اون حقوق مدعی پر
زوال آیا ہے کہ جو حقوق ازروے دستاویز مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۶۲ء —
پیدا ہوئی تھی لہذا اوسکو وجہ ظاہری عدالت مین رجوع لانے حسب دفعہ ۴۲
ایکٹ دادرسی خاص واسطے ایسی ڈگری استقرار یہ کی تھی کہ جس قسم کی ڈگری کی
کی استدعا اوس نے نالش ہذا مین کی ہے — اور گو اوسکو وجہ کافی ایسی
کے نہ بھی ہو تاہم ہم مین سے ایک جج نے مقدمہ سنت کنور بنام دیو سرن مندرجہ
سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۳۶۵ مین یہ تجویز کی ہے کہ ہر گاہ ایسی نالش اقسام
مذکورہ پر مقبول ہو کر اور تصفیہ اوسکا روداد پر ہو کر منتج بہ ایسی ڈگری ہوگئی ہے
جو بلحاظ روداد کے صحیح ہے تو عدالت اپیل سے ڈگری مین دست اندازی نہ
ہوگی اور اوسمین کوئی مضائقہ نہ ہوگی . دربارہ مقبولی نالش مذکور کے ہوئی ہو
دفعہ ۵۷۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے حاوی ہوگی — لہذا حجت مسٹر سکلیہ
کی جہان تک کہ حجت مذکور اس امر پر محدود ہے کہ عدالت مرافعہ اولے
نے صحیح طور پر نالش ڈسمس کی تھی اور یہ کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت ا
اس بنیاد پر منسوخ ہونی چاہئے کہ نالش استقراریہ بجا طور پر مقبول
ہے بے وقعت ہے —

بہ نسبت اس امر قانونی کے کہ آیا اقرار دربارہ نہ انتقال کرنیکو جو
دستاویز رہن مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۶۲ء میں ہے اوسکا انحراف بذریعہ
مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۸۶۳ء کے ہوا یا نہیں وکلاے فریقین سے مطلق حجت

لی ہے اور ہمکو یہ بات صاف ظاہر معلوم ہوتی ہے کہ بیعنامہ مذکور صریحاً
خلاف اقرارات متذکرہ بالا کے ہے۔ اندرینحالات ہم خیال کرتے ہین کہ
جو ڈگری عدالت اپیل ماتحت کو صادر کرنی چاہیے تھی وہ ڈگری استقرار یہ
ہوگی کہ بیعنامہ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۳ء سے مقر اون حقوق کے متصور نہوگا
جو بحق مدعی رسپانڈنٹ از روے رہن نامہ مورخہ ۔ دسمبر ۱۸۸۲ء کے
پیدا ہوی ہین اور ہم یہ تجویز کرتے ہین کہ عدالت موصوف کو بیعنامہ مذکور بلحاظ
رام ریشا در امین اور پوہلر داسں مدعا علیہ اپیلانٹ کے کلیتاً منسوخ نکرنا
چاہیے تھا۔

اُس راے سے تصفیہ اول تین وجوہ اپیل کا جو ہمارے روبرو ہے
ہوجاتا ہے۔ وجہ چہارم اپیل کی متعلق اُس امر کے ہے کہ آیا اس مقدمہ
مین رسوم عدالت بہت زیادہ بعد اقامت نالش لیگئی ہے یا نہین۔ عدالت مرافعہ اولے مین
مدعی رسپانڈنٹ نے اوس سے زیادہ رسوم عدالت ادا کی تھی جو اوسکو
ادا کرنی چاہیے تھی کیونکہ یہ نالش محض استقرار حق کی بابت تھی۔ لیکن عدالت
مذکور مین ناکامیاب ہونی کی وجہ سے اوسکو دوبارہ اوس سے زیادہ
رسوم عدالت ادا کرنی پڑی جو قانوناً اوس سے مطلوب تھی اور
چونکہ وہ اوس عدالت مین کامیاب ہوا لہذا مدعا علیہ اپیلانٹ کو صرف
اوس روپیہ کی رسوم عدالت ادا کرنی پڑی ہے جو واسطے نالش استقرار
حق کے معین ہے اور اوسی رسوم عدالت پر اپیل منظور ہوا ہے۔ ہم اس
امر کا طے کرنا ضروری نہین سمجھتے ہین کیونکہ بلحاظ حالات خاص اُس مقدمہ کے
ہماری یہ راے ہے کہ فریقین کل رسوم عدالتوں بابت اس مقدمہ کے اپنے
اپنے خرچہ کے متحمل ہونگے۔ اس حکم کی یہ وجہ ہے کہ ہرگاہ مدعا علیہ اپیلانٹ
نے دوبارہ قبول کرنے بیعنامہ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۳ء خلاف امر صریح رہن
نامہ مورخہ ۔ دسمبر ۱۸۸۲ء کے بیجا بیت کی ہے تو شخص آخر الذکر نے
بعد بعد مساوی دوبارہ نالش کرنے نہ صرف بابت استقرار اس امر کی
بیعنامہ مذکور سے حقوق مقتضیہ رہن پر اثر نہین پہونچ سکتا ہے بلکہ اس امر

کہ نالش کرنے مین بھی کہ دستاویز مذکور کلیتاً کالعدم ہو رعایت کی ہے۔
لہذا ہم اس اپیل کو بحال ڈگری کرتے ہیں اور حکم دیتے ہین کہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی اسطرح پر ترمیم کیجاوے کہ اس سے استقرار اس امر کا ہو کہ بیعنامہ مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۲ء متذکرہ مدعی اون حقوق کا نہین ہے جو رام پرشاد مدعی رسپانڈنٹ کو ازروے رہن نامہ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۸۲ء کے حاصل ہوی ہون اور اوسقدر نالش کو ڈسمس کرتے ہین کہ جس کے رو سے دعوی منسوخی بیعنامہ متذکرہ بالا کا باہم رام پرشاد راہن بایع اور بوہکر داس مدعا علیہ اپلانٹ کے ہے۔ فریقین بابت اپنے اپنے خرچہ کے جو کل عدالتہاے عاید ہوا ہے متحمل ہونگے۔

پیلی بہیت — نگرانی فوجداری نمبر ۲۳۳ — منفصلہ ۲۲ جون

قیصر ہند بنام زکی الدین و گنیش بکس

امر باعث تکلیف عام۔ گاؤکشی منجانب اہل اسلام کے خود اپنی جائداد مین اور سا اُنکے جو ان کی نظر سے پوشیدہ ہو گاؤکشی مذکور کا امر باعث تکالیف عام ہونا۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (تعزیرات ہند) دفعہ ۲۶۸

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ مین بیان مسٹر صاحب جسٹس کے کافی طور پر درج ہین۔

امیر الدین منجانب سائلان — جوگندر ناتھ و رام پرشاد منجانب مستغیثان
پبلک پراسیکیوٹر اس منجانب سرکار

بیان مسٹر سنٹ صاحب جسٹس۔ ہردو سائلان نے درخواست نگرانی حکم صادرہ قایمقام مجسٹریٹ پیلی بہیت کے جس کی رو سے مجسٹریٹ موصوف نے اون کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۲۹۰ مجموعہ تعزیرات کے صادر کی تہی اور ہر ایک کی نسبت حکم سزاے جرمانہ تعدادی عہ/ ادا کرنے کا صادر کیا تہا۔

مجسٹریٹ نے یہہ تجویز کی ہے کہ سائلان نے اپنے احاطہ مین دو گاۓ

ماری ہندون اور لاشس کو کاٹا اور جدا جدا کر دیا تہا اور اوس لیے ارتکاب جرم
امر باعث تکلیف عام مصرحہ دفعہ ۲۹۰ مجموعہ تعزیرات ہند کا کیا ہے۔

مجسٹریٹ نے یہہ تحریر کی ہے۔ کہ جس مقام مین گاؤکشی ہوئی ہے
وہ احاطہ مکان مدعاعلیہم کا ہے۔ دیوار احاطہ کی مسمار ہو گئی ہین اور احاطہ مذکور
اوس راہ سے دکہلائی دیتا ہے جو وہان ہو کر گذرا ہے۔ بجانب ثبوت
کے ایک گواہ بیان کرتا ہے کہ اوس نے واقعہ گاؤکشی کو دیکہا ہے اور وہ
یہہ کہتا ہے کہ مین مدعاعلیہم سے ملاقات کرنے کو گیا تہا۔ بدرجہ اقل اوسکی
شہادت بغرض ثبوت امر باعث تکلیف عام فائدہ مند نہین ہے
مقدمہ بمقابلہ مدعاعلیہم زیادہ تر صرف عام وجوہ پر مبنی ہو سکتا ہے یعنی
یہہ کہ ارتکاب گاؤکشی کا ہوا ہے اور یہہ کہ اگر باعث رنج دہی اون
ہنود کا ہوگا جو اوس راستہ گذرین۔ اگر یہی نتیجہ ہے تو مقدمہ حسب
دفعہ ۲۹۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے پیدا ہو سکتا ہے۔ مین قبول کرتا ہون
کہ جو مقام مدعاعلیہم نے بتلایا ہے اوسی جگہ پر اشین کافی کلی نہین ہے۔ اور اگر
جگہ ایک فٹ بلند ہوتی تو سڑک سے نظر نہین پڑ سکتی تہین۔ اور اوس
مقام مخصوص پر کیے جانے سے راہگیرون کو رنج نہین پہونچ سکتا تہا یہہ
ہی اوس نے یہہ بات ہے کہ پہلی مرتبہ مارنے کی غرض سے گرایا جانا نظر نہین
آ سکتا ہے لیکن فیلا اور وقت کوئی۔ اگر یہ معلوم دیتا اور جنبش اور حرکت
اتفاقیہ لاشس کا کاٹنے والون کی سڑک کے لوگون کو معمولی طریقہ مین نظر آسکتی
ہتی مگر اونکو لاشس کٹا ہوا گوشت نظر نہ آئے۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہہ نہین
ہو سکتا ہے کہ یہہ واقعات سڑک سے کبہی کیے جا سکتے تہی۔

مجسٹریٹ نے یہہ تجویز کی ہے کہ گاؤکشی مذکور صبح کو بہت تڑکے
ہوئی تہی اور بہ نسبت گواہان کے یہہ تجویز کی ہے کہ اون کی اور اونکے
اوس طریقہ کے نسبت جو اونہون نے بہ نسبت ان واقعات کے بیان
کیا ہے اور اوس موقع پر اون کے جانے کی وجہ کی نسبت مین اپنے اشتباہات
ظاہر کر چکا ہون۔ مدعاعلیہم کا یہہ جواب ہے کہ اونہون نے صرف ذکاری

ماری تہین اور یہہ کہ ۱۱ ستمبر ۱۸۹۶ء کو اونہون سے محض بالغرض مذہبی اوہ نکو مارا تہا اور نہ بارادہ اہل ہنود کے رنج رسانی کے اور یہہ کہ اونہون سے اونکو ایسی حالت مین مارا تہا کہ جہان اوقات سابقہ سے بہی قربانی گاؤ کی کیجاتی تہی۔ اور ایک ایسا ہی الزام اہل ہنود سے اوپر ۱۸۹۵ء مین قایم کیا تہا جو ڈسمس ہوا تہا۔

مجسٹریٹ موصوف یہ تحریر کرتے ہین۔ کہ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ جو امر کہ زیادہ غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ ۱۸۹۶ء مین اس معاملہ مین دست اندازی سے انکار ہونا تصور کرنا چاہیے اور اوس وقت سے اس معاملہ مین استغاثہ بیجا متصور ہونا چاہیے۔

واضح ہوتا ہے کہ ۱۱ ستمبر ۱۸۹۶ء کو احاطہ ملزمان مین بالغرض مذہبی دو گائین ماری گئین تہین اور یہ کہ قبل طلوع آفتاب کے وہ ماری گئین تہین اور بعدہ غایت ایک گاے کو مارتے ہوے صرف ایک ہندو نے دیکہا تہا اور صرف اوسی نے دیکہا تہا کیونکہ سوے اتفاق سے وہ اوس روز اودہر اوسوقت اپنی مسلمان دوستون سے ملاقات کرنے گیا تہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سواے اوس کے اور کسی نے اون گاؤن کو مارتے یا لاشون کو یا لٹکتی ہوے گوشت کو نہین دیکہا تہا۔ اگر چند ہندو کسی اعلیٰ خانگی سے گذر کر قابضان احاطہ مذکور کو بعلت امر باعث تکلیف عام محض اس وجہ سے سزایاب کرا سکین کہ اونہون نے قابضان احاطہ مذکور کو اپنے احاطہ مین چلتے پہرتے دیکہا ہے اور یہہ قیاس کیا ہے کہ وہ گاے کی لاش کے کاٹنے مین مصروف ہین تو وہ زیادہ تر اون لوہارون کو بعلت امر باعث تکلیف عام سزایاب کرا سکتے ہین جو باستعمال اپنے پیشہ کے گوشت گاے کا قریب تر بہ شش انڈیا کے سر بازار مین بیچتے ہین۔

مسٹر جایلس ٹرنر صاحب نے اپنے مقدمہ مسٹو میرا نیلم دی کوئین ایمپرس انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۵ صفحہ ۵۹۰ مین یہ تحریر کیا ہے کہ امر باعث تکلیف عام کی تعریف مندرجہ تعزیرات ہند مین کوئی ایسا فعل یا ایسی بھول داخل ہے جو عامہ خلایق کو یا عموماً اون لوگون کو جو اوس کے قرب و جوار مین رہکر یا کسی جائداد پر دخل رکہتے ہون کوئی نقصان عام یا خطرہ عام یا رنج پہنچا

یا جو اون لوگون کو جنہین کسی استحقاق عامہ کے کام مین لانے کی ضرورت
ہو بالضرور نقصان یا مزاحمت یا خطرہ یا رنج پہونچا تے ہے۔ عبارت ایکٹ
مذکورہ سے یہ ظاہر ہے کہ اوسکا مقصود یہ نہین ہے کہ ایسے افعال یا ترک
افعال سے متعلق ہو کہ جو کسی خاص فرقہ کے جوش مذہبی کو بُرے معلوم
ہون۔ اس ملک مین یہ اکثر ہوتا ہے کہ ایک مذہب کے پیروکار ایسے
افعال کرتے ہین جو دوسرے مذہب کے پیروکارون کی جوش مذہبی
کو بُرے معلوم ہوتے ہین۔ جس حکم قانونی کے جسکو ہم غور کر رہے ہین
وہ منظر حفاظت عامہ خلایق یا عموماً اون لوگون کی نقصان یا خطرہ یا رنج کے
ہے کہ جو اون جگہون کے قرب و جوار مین رہتے یا کسی جائداد پر قابض ہوتے
ہین یا جب اون کو کسی استحقاق عامہ کے کام مین لانے کی ضرورت ہو اور
جس کی تمیز کسی خاص فرقہ کے شرکاسے ہو سکتی ہے۔
مین کسی طرح پر یہ تجویز کرنے پر آمادہ نہین ہون کہ کسی حالت مین پیشی
کشتی کی بارہ مین تجویز ثبوت جرم بعلت امر باعث تکلیف عام جیسا کہ اوسکی
تعریف دفعہ ۲۶۸ تعزیرات ہند مین کی ہے صادر ہو سکتی ہے کیونکہ اگر کوئی شخص بالعمد
مویشی کو شارع عام پر اسطرح پر ذبح کرے کہ راہ چلنا او سکا دشوار ہو اور اوس عرصہ میں
کارہ گیرون کو سنا کی اور دکہلائی دی تو وہ مرتکب ایسے افعال کا ہوگا
جس سے بالضرور اونمین سے ہر شخص کو جو ہندو مسلمان یا اہل یورپ
یا اور کوئی ہو تکلیف پہونچے گا کہ جو بالکل محتاج نہین ہین اور نہ صرف آتش کے بلکہ
سب خیالات کے اور بلاشبہ میری رائے مین وہ اندر دفعہ ۲۹۰
مجموعہ تعزیرات ہند کے مستوجب سزا ہوگا۔
لیکن بہ نسبت سایلان کے مین خیال کرتا ہون کہ حسب حالات
مذکورہ بالا اون کی نسبت تجویز ثبوت جرم بیجا صادر ہوی ہے۔ لہٰذا
مین تجاویز ثبوت جرم منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ اگر زر جرمانہ وصول
ہوا ہو تو واپس کیا جاوے گا۔
نتیجہ مین یہ تحریر کرنا چاہتا ہون کہ مین خیال کرتا ہون کہ مسلمان یا ہندو

کے مستحق اسی امر کے جاننے کے ہین کہ آیا اون کو خاص ہو قعون پر واسطے اغراض
مذہبی اور بقید بعض شرائط کے جیسا کہ مین یاد کرتا ہون کہ گورنمنٹ انڈیا نے
بہت سے مقامات پر اجازت دی ہی کہ اپنی خاص جائداد مین گاے کی قربانی کرین
اجازت ہو سکتی ہے یا نہین۔ اگر اون کو اس امر کی اجازت ملے
تو ایک صاف قاعدہ میونسپلٹی کا ایسا ہونا چاہیے کہ حین المعینا الست
ہونا چاہیے کہ جو مویشی ایسی حالات مین ذبح کئے جاوین وہ اس طرح کئے
حتی الامکان ذرہ بہی اہل ہنود اور دیگر اشخاص کو رنج نہ پہونچے۔

ضلع فرخ آباد — اپیل دوم نمبر ۳۴ و ۳۵ سنہ ۱۸۹۳ء — منفصلہ ۹ جولائی

لچھو و مک کسر و دیگر بنام جنگی لعل

رہن — مرتہنان مشترک — نالش بجانب ایک راہن بغرض
نیلام کرانے جائداد مرہونہ بقدر اپنے حصہ کے — ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء ایکٹ
انتقال جائداد دفعہ ۶۷ لغایت ۶۷ (ج)

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین کافی طور پر واضح ہین

منشی ــــــــ لعل بجانب اپیلانٹ منشی ــــــــ لعل بجانب ریسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس — اس مقدمہ مین
ہنسبہ چند مرتہنان مشترک کے ایک نے اپنا حق واقعہ ہشتم حصہ رہن
کے مدعی کے ہاتھ بیع کیا اور مدعی نے یہ نالش واپسی کے اجرا نامبردہ
نے دیگر مرتہنان اور راہن کو مدعا علیہم کیا ہے — یہ نالش واسطے نیلام کرانے
ہشتم حصہ رہن بذریعہ نیلام جائداد مرہونہ بقدر ہشتم حصہ کے ہے — کہا
جاتا ہے کہ یہ مقدمہ حسب منشاء دفعہ ۶۷ ضمن (د) ایکٹ انتقال جائداد کے
ہے — یہ ایسا مقدمہ نہین ہے کہ جس میں مرتہنان نے تجزیہ اپنے حقوق رہن
کا حسب منشاء دفعہ مذکور کے کر لیا ہو — لہذا مدعی اپنی نالش قائم
نہین رکہ سکتا ہے — یہ اپیل بہ خرچہ منظور کیا جاتا ہے۔

ایک نالش واسطے دخل مالکانہ کل حصہ ۵ پائی کے کہ جس سے دو بکار بیعات مدبعہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۰ء متعلق ہے دایر کی۔ اس نالش مین نامبردہ نے نہ صرف نواز سنگہ اصل بایع کو فریق کیا بلکہ کنور سنگہ وغیرہ مختار کار خاندان نواز سنگہ کو بھی فریق کر دیا تھا۔ لیکن اوس نالش کا کبھی تصفیہ بلحاظ رو داد کے نہین ہوا بلکہ اختتام اوسکا بذریعہ صلحنامہ مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۸۰ء کے ہوا اور جسکی شرائط کی رو سے منجملہ حصہ ۵ پائی کے حصہ ۳ پائی کا قبضہ مین نواز سنگہ اور اوسکے رشتہ داران مدعاعلیہم کے رہا اور دوسرا حصہ ۲ پائی کا بیعات کا مل اور بیطور تمکیت رام بخش اور اوسکے شریک مدعیان کے بعیوض مبلغ ۔۔۔ روپیہ کے قرار دیا گیا۔ اوس ڈگری کے اجرا مین جو بمطابق صلحنامہ مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۸۲ء کے صادر ہوی تہی رام بخش وغیرہم نے دخل مالکانہ اوپر حصہ ۲ پائی کے ۳۰ مئی سنہ ۱۸۸۲ء کو پایا تہا اور اسی امر سے ترغیب اس نالش کی ہوی ہے۔

یہہ نالش شفع کی بابت کل حصہ ۵ پائی کے نہین ہے جو ۱۲ مئی سنہ ۱۸۶۰ء کو بیع مشروط ہوا تہا اور جسکا انجام ساتہہ کاروائی بیعات موقوعہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۰ء کے ہوا تہا بلکہ بابت اوس حصہ ۲ پائی کے ہے جو از روے صلحنامہ مورخہ ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۸۲ء کے قبضہ مالکانہ رام بخش وغیرہ مین بعوض مبلغ ۔۔۔ روپیہ کے آیا تہا۔

ہر دو عدالت نے دعوی شفع کی ڈگری کرنے مین اتفاق کیا ہے لیکن اس فرق کے ساتہہ کہ عدالت مرافعہ اولے نے ڈگری استحقاق کی بشرط ادا کرنے زر نصفی منجملہ ۔۔۔ روپیہ کے کی ہے اور عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ اوس کل روپیہ کو ڈگری پر مشروط کرنا چاہیے کیونکہ از روے شرائط صلحنامہ کے وہی زر معاوضہ حصہ ۲ پائی متنازعہ کا ہے۔

بناراضی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے یہ اپیل دوم پیش ہوا ہے اور جو بحث بتائید موجبات اپیل کے ہمارے روبرو ہوی ہے وہ اس امر سے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ آیا راے عدالت اپیل ماتحت کی دربارہ مشروط کرنے ڈگری کے اس امر کہ کل رقم مبلغ ۔۔۔ روپیہ متذکرہ بالا ادا کیا جاوے

صحیح ہے یا نہیں۔

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ نالش شفعہ کی ہے لہذا وہ حسب حالات مقدمہ کے یا تو بر بنائے روبکار بیعات مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۲ء کے یا بر بنائے صلحنامہ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۲ء کے دائر ہو سکتی ہے۔ اگر نالش بنائے مخاصمت اول الذکر کی بنا پر رجوع کیجاتی تو چونکہ روبکار بیعات مورخہ تاریخ مذکورہ بابت حصہ ۵ پائی کے ہے لہذا نالش شفعہ صرف ایک جزو یعنی نصف کے بموجب ان وجوہ کے قابل پذیرائی نہیں ہے جو مبینہ بطوالت تمام بمقدمہ درگا پرشاد بنام شیبی لراندین لاریوشی سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۳۴۴ کے بیان کئے ہیں۔ از روے قانون شفعہ کے تجزیہ معاملہ بیع کا روا نہیں ہے۔ لیکن اگر مقدمہ بنائے مخاصمت آخر الذکر کے بنا پر دائر کیا جاوے تو حسب تجویز عدالت اپیل ماتحت قیمت جس کے ادا کرنے کی شرط ڈگری میں قایم کی گئی ہے وہ قیمت ہے جو بصراحت صلحنامہ میں درج ہے۔ یعنے سوا سیہ جو دستاویز مذکور میں بطور زر ثمن صرف حصہ ۲ پائی مشفوعہ مقدمہ ہذا کے درج ہے۔ ان صورتوں میں سے کسی صورت میں یہ اپیل تسلیم نہیں ہو سکتا ہے لہذا میں اسکو معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہوں۔

ضلع غازیپور — اپیل دوم نمبر ۱۶۹ سنہ ۱۸۸۶ء — منفصلہ ۱۲ جولائی

محمد عبد الحی وغیرہ بنام شیو لشبال رائے

عملدرآمد۔ حکم واپسی مقدمہ منجانب عدالت اپیل ماتحت حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی۔ مدعیان رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی عذر حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل نہونا۔ عذرات مذکورہ کا اول مرتبہ اپیل دوم میں داخل ہونا۔ عذر مذکور کا نا قابل پذیرائی ہونا۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ میں محمود صاحب جسٹس کے کافی طور پر درج ہیں۔

اسد علی منجانب اپیلانٹان جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ یہ نالش واسطے واپا نے کرایہ کے تھی اور اوسکا منشاء عدالت مرافعہ اولی نے بذریعہ ایک فیصلہ مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۸۶ء کے کیا ہے

جسکا اثر یہ ہے کہ دعوی جزاً ڈگری ہوا ہے۔ بنا راضی اوسس ڈگری کے مدعیان نے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل کیا تہا اور عدالت موصوف نے بذریعہ حکم مورخہ ۱۔ ستمبر ۱۸۸۴ء کے حسب دفعہ ۵۶۶ واسطے تجویز امور تنقیح طلب کے جو نوٹ سے کم تھیں مین واپس بہیجا تہا۔ عدالت مرافعہ اولیٰ نے ایک حکم مکمل مورخہ ۰ جنوری ۱۸۸۶ء مین تجاویز نسبت تنقیحات مذکورہ کے قلمبند کین اور اونکو عدالت اپیل ماتحت مین واپس ارسال کیا۔ تجاویز مذکورہ کی نسبت مدعیان اپیلانٹان نے کوئی عذر نہین کیا بلکہ مدعاعلیہ نے جو مسئول ہو رسپانڈنٹ ہے عذر کیا تہا اور ایڈیشنل جج عدالت اپیل ماتحت نے اونپر غور کرکے عذرات مذکورہ کو حسب وجوہ مندرجہ اپنے فیصلہ کے نامنظور کیا اور بہ بحالی تجویز عدالت اوسے کے دوسری اپیل کو ڈسمس کیا۔

یہ اپیل منجانب مدعاعلیہم کے پیش نہین ہوا ہے جسکی عذرات بہ نسبت تجاویز عدالت مرافعہ اولیٰ کے جج عدالت اپیل ماتحت نے نامنظور کی تہی بلکہ منجانب مدعیان کے ہے جنہون نے کبہی کوئی عذر بہ نسبت اون تجاویز عدالت مرافعہ اولیٰ کے جو بمطابق واپسی مقدمہ کے ہوئی تہین نہین کیا تہا۔ جن وجوہ پر اب اصرار کیا جاتا ہے وہ ایسے ہین کہ جو بطور عذر مقتضیہ دفعہ ۵۶۷ بہ نسبت تجاویز عدالت مرافعہ اولیٰ بمطابق واپسی مقدمہ کی ہو سکتی تہی۔ چونکہ یہہ عذرات کبہی روبرو عدالت اپیل ماتحت کے پیش نہین ہوئی تہی عدالت موصوف اون امور کی نسبت کچھ تصفیہ نہین کر سکتی تہی چنانچہ یہہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ گویا مدعیان اپیلانٹان حال کو کسی عذر پر اصرار کرنا ہی نہ تہا۔

اندرین حالات مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ اپیل ہذا کو بطور اپیل دوم کے سماعت کرکے مین عذرات مذکورہ کو اول مرتبہ عدالت ہذا مین بطور اپیل دوم منظور کر سکتا ہون۔

اپیل مع خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے

۱۲ ... (handwritten)

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

۲۴ اگست ۱۸۸۶ء

مرتبہ جی بی اسپنکی صاحب و اے اسٹرچی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے
منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳۳ جلد ۷	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ اسٹیشن سے متصلات

مقدمہ	صفحہ	مقدمہ	صفحہ
باو اسد بنام مکند رام	۷۷	رجن بیگم بنام رفیع الہ خان	۷۹
بالمکند بنام بخشیم	۹۱	قیصر ہند بنام دہرم رائے	۷۷
بہاری لعل بنام گنپت رائے	۷۳	گنپت رائے بنام سیا خان	۹۳
رانی کنور بنام بیو سنگہ	۹۳	مٹک دہاری سنگہ بنام علی نعق	۸۹
نورنگ سنگہ بنام سداپہل سنگہ			۸۱

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اپیل مودیم	۸۱	بیع حصہ دو ثلث مکان کا	۹۳
اسو جہہ سے نالش کا ممنوع ہونا	۷۷	— متجاب آسامی دخیلکار ...	۸۹
امر نزاعی جو عدالت اجرا کنندہ ڈگری کو تجویز کرنا چاہیے	۷۳	تحقیقات عدالت کا عدالتانہ ہونا	۹۳
		تصفیہ مقدمہ کا محض رپورٹ محکومہ دفعہ پر مبنی ہونا چاہیے	۹۳
اوسکی طرح سے حرجہ کا واپس ہونا	۹۲		
ایکٹ ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء دفعات ۱۹	۹۳	ثالثی	۸۱
— ۵ سنہ ۱۸۶۱ء دفعات ۳ و ۱۰	۹۹	جمع ہونا زر رہن کا حسب ہدایت ڈگری ابتدائے منجانب شفیع کے	۹۱
— ۹ سنہ ۱۸۷۱ء	۷۹		
— ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ضمیمہ ۲ نمبر ۱۰	۹۳	خرچہ کو ڈگری ابتدائی کا ...	۹۲

ضلع سہارنپور — اپیل دویم نمبر ۱۲۸۱ سنہ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۶ مئی

گنپت رائے بنام مسیتا خان

شفع — بیع حصہ دو ثلث مکان کا — ڈگری بحق مشتری بابت تقسیم اور دخل کے — نالش نفاذ حق شفع کی — ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ع (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ نمبر ۱

واقعات استغاثہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین —

امیر الدین و جوکھو لعل منجانب اپیلانٹ — کاشی پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

ٹرل صاحب جسٹس — جس عذر کی بابت میرے روبرو بحث ہوئی ہے وہ عذر میعاد سماعت کا ہے — واضح ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نمبر ۱ نے دو ثلث حصہ ایک مکان مقبوضہ مشترکہ چند کرایہ داران کا ۶ مارچ ۱۸۷۸ع کو خرید کیا تھا — نامبردہ نے اوس حقیت کو جو اسطرح اوسنے خریدی تھی بدست گنپت رائے اپیلانٹ ۱۷ جولائی ۱۸۷۹ع کو بیع کر دی اور بیعنامہ بنام مشتری لکھدیا جسکی رجسٹری ۱۲ جولائی ۱۸۷۹ع کو ہوئی تھی گنپت رائے نے نالش تقسیم اور دخلیابی کی ۱۱ ستمبر ۱۸۸۵ع کو دایر کی تھی — نالش شفع کی ۷ اکتوبر ۱۸۸۵ع کو مدعی رسپانڈنٹ نے دایر کی تھی ظاہراً نالش مذکور بین المیعاد ہے بشرطیکہ اختتام ملکیت کا گنپت رائے کے حصول قبضہ سے تصور کیا جاوے — لیکن وکیل کونسل اپیلانٹ نے یہہ حجت کی ہے کہ اختتام ملکیت کا تاریخ رجسٹری یعنے ۱۲ جولائی ۱۸۷۹ع سے ہے کیونکہ حقیت خریدہ قابل قبضہ واقعی کے نہین ہے — بتائید اس حجت کے وکیل کونسل نے پنجاب چیف کورٹ کے ایک فیصلہ پر استدلال کیا ہے جو ریواز صاحب کی کتاب دربارہ میعاد سماعت صفحہ ۸۹ مین بطور یادداشت کے درج ہے اور جسمین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ حصہ کسراتی واقع اراضی شاملات قابل قبضہ واقعی کے نہین ہے — وکیل کونسل نے فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا پر بھی جو بہ نسبت محال غیر منقسمہ کے ہے استدلال کیا ہے — مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جو امور نزاعی مقدمات مذکورہ مین تھے اور جو اس مقدمہ مین الخ

نزاعی ہے اوسمین فرق اہم ہے - اپیلانٹ نے جولائی ۱۸۶۸ء مین استقاق اختیاری بابت قبضہ جزو عمارت کے جو قابل قبضہ واقعی کے نہتا خرید کیا تھا بغرض دربارہ قایم کرنے تاریخ قبضہ بطور اختتام ملکیت کے ظاہر ہے - وہ یہہ ہے کہ کہ اوسکی ذریعہ سے تبیغ کو فی الفور انتقال سے فوراً علم ہو سکتا ہے اور یہہ بات صرف اوس حالت مین ہوتی ہے کہ جب جایداد متعلقہ قابل قبضہ واقعی کے نہین ہوتی ہے کہ میعاد سماعت تاریخ رجسٹری سے شروع ہوتی ہے - یہہ نالش تاریخ قبضہ سے بارہ مہینہ کے اندر رجوع ہوئی ہے - لہذا اپیل ساقط ہوتا ہے اور مع خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے -

---

ضلع کانپور | اپیل اول احکام نمبر ۵۳ سنہ ۱۸۷۵ء | منفصلہ ۷ مئی

رانی کنور بنام کبوسنگہ

ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء دفعات ۶ و ۷ - تحقیقات عدالت کا عدالتانہ ہونا تصفیہ مقدمہ کا محض رپورٹ محکمہ دفعہ ۹ پر مبنی ہونا چاہیے -

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین -

ڈین دگا رڈن منجانب اپیلانٹ   جوگندر ناتھ منجانب ریسپانڈنٹ

براوہرسٹ صاحب جسٹس و محمود صاحب جسٹس - یہہ مقدمہ ہے جسمین مسماۃ رانی کنور نے جو ہمارے روبرو بواسطہ اپیلانٹ ہے ایک درخواست حسب ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء واسطے سارٹیفکٹ ولدیت اپنے پسران نابالغ مسمیان رگہونا تہ سنگہ و شیوراج سنگہ کے گذرانی ہے - درخواست مذکور بذریعہ درخواست متقابل کے ببو سنگہ نے اعتراض کیا تھا جسکا یہہ اصرار تہا کہ چال و چلن مسماۃ سائلہ کی ایسی ہے کہ بنظر فایدہ نابالغان کے ولایت اونکی اوسکو سپرد نہونا چاہیے - اسپر ڈسٹرکٹ جج نے ظاہرا دفعہ ۹ ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء پر عمل کرکے کلکٹر سے بابت چال و چلن و لیاقت مسماۃ رانی کنور سائلہ کے رپورٹ طلب کی - کلکٹر نے جیسا کہ ایسے مقدمات میں بالعموم دستور ہے امید ہوسکتی ہے اوس معاملہ کو تحقیقات کی پالیس کے واسطے

رپورٹ کے بھیجا اور اوس عہدہ دار نے ایک رپورٹ خلاف چال وچلن
مسماۃ سایلہ کے پیش کی۔ اوسپر کلکٹر نے یہہ حکم دیا کہ رپورٹ تحصیلدار
کا بلفظہ جواب چٹھی کے اور باظہار اس امر کے خدمت مین صاحب جج
کے مرسل ہو کہ جایداد ایسی قلیل ہے کہ تحت اہتمام کورٹ آف وارڈس
کے نہین لیجا سکتی ہے اور یہہ بہتر ہوگا کہ سرٹیفکٹ ولایت کا بجاے
مسماۃ کے امبکا پرشاد کو دیا جاوے بشرطیکہ ممکن ہو۔ یہہ حکم مورخہ
۲۲ جنوری ۱۸۸۰ء کا ہے اور جب یہہ حکم حضور مین ڈسٹرکٹ جج کے
پیش ہوا مشارالیہ نے بلا تحریر کرنے نسبت امر استحقاق سایلہ بابت
ولایت اپنے پسران نابالغ کے صرف ایک حکم بدین مضمون قلمبند کیا کہ
یہہ واضح ہوتا ہے کہ کوئی استحقاق نسبت سرٹیفکٹ کے ثابت نہین
ہوا اور کوئی قریبی رشتہ مند رضامند یا قابل سپردگی جایداد کے
نہین ہے۔ حکم بنام صاحب کلکٹر کے صادر کیا جاتا ہے کہ حسب دفعہ ۱۲
ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء کے جایداد کا اہتمام اپنے لیوین۔

ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ ڈسٹرکٹ جج نے اندر خیالات غلطی سے عمل کیا ہے
کیونکہ اولاً مشارالیہ نے تحقیقات امر التنازع حسب مفہوم دفعہ ۷۔ ایکٹ ۴۰
سنہ ۱۸۵۸ء کے دربارہ دریافت اس امر کہ آیا سایلہ شخص لایق ہے یا
نہین اور یہہ کہ آیا بیانات خلاف اوسکے چال وچلن کے صحیح ہین یا نہین
بلاشبہ صاحب جج کو ازروے دفعہ ۸۔ ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء کے اختیار طلب
کرنے رپورٹ کا صاحب کلکٹر سے بابت چال وچلن اور لیاقت مسماۃ
کے حاصل تھا لیکن بجز اسکے مشارالیہ رپورٹ مذکور کو اسطرح تصور نہین
کر سکتے تھے کہ گویا کل شہادت اوسپر مجرد بنا ے اونکے فیصلہ کی ہوسکتی ہے
اس معاملے مین ہماری تائید فیصلہ فل بنچ سے ہوتی ہے جو مقدمہ
سید حیدر رضا بنام دی کلکٹر آف پورنیہ (ڈیکلی رپورٹ جلد ۲۲ صفحہ
۲۹۰) مین ہوا ہے اور جسمین ڈسٹرکٹ جج ممدوح نے یہ قاعدہ قرار دیا ہے
کہ دفعہ ۸ ایکٹ ۴۰ سنہ ۱۸۵۸ء سے جج اپنی اوس خدمت سے سبکدوش نہین

ہو جاتا ہے جو دربارہ حیفل کے ساتھ اون امور کے جو اوسکے روبرو پیش ہون بعد
تحقیقات عدالتانہ کے ہے ۔ ہم اوس فیصلہ سے اتفاق کرتے ہین اور ہمکو یہہ
بہی معلوم ہوتا ہے کہ بموجب دہرم شاستر ہنود کے ماں قدرتی ولیہ اپنی نابالغ
اطفال کی ہے اور تاوقتیکہ حالات ضروری بطریقہ مناسب بلحیثیت اوسکے
ناقابلیت دربارہ منصب ولایت ثابت ہوون اوسکو منصب مذکورہ عطا ہونا
چاہیے جہانتک ہم دیکہہ سکتے ہین ذیعلم جج تجویز روئدادی مقدمہ کے ہنین
سکی ہے کیونکہ مشارالیہ نے شہادت نہین لی ہے اور نہ فریقین کو جاہیئے
اپنے اپنے بیان کے شہادت پیش کرنیکی اجازت دی ہے ۔ لہذا ہم
اپیل کو ڈگری کرتے ہین اور بمنسوخی حکم ذیعلم جج کے مقدمہ واسطے تجویز
روئدادی بلحاظ اون تحریرات کے جو ہمنے کی ہین واپس بہیجتے ہین ۔
خرچہ اس اپیل کا نتیجہ پر منحصر رہیگا ۔

ضلع گورکہپور | اپیل فوجداری نمبر ۶۲ | منفصلہ ۲۸ مئی

قیصر ہند بنام دہرم رائے وغیرہم

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعات ۳۴ و ۱۰۹ ۔ فعل جو
چند اشخاص نے بہ نیت مین نیت مشترکہ کے کیا ہوا ۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین ۔

سمین منجانب اپیلانٹان گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

محمود صاحب جسٹس ۔ اسمقدمہ مین ذیعلم سشن جج نے بتجویز ثبوت جرم
بنسبت چار شخص یعنی دہرم رائے و رگہونت رائے کے حسب دفعہ ۳۲۳
مجموعہ تعزیرات ہند اور حکم سزائے قید سخت میعادی پانچ سال فی کس
اور بہ نسبت گنپت رائے و رام ہرکہ حسب دفعہ ۱۰۹ و ۳۲۳ مجموعہ
تعزیرات ہند اور حکم سزائے قید سخت میعادی دو سال فی کس کے صادر کیا ہے
جن واقعات پر استغاثہ فوجداری مبنی ہے اونکا بیان یہہ ہے کہ رگہونت
رائے نے ایک لڑائی مین جو مسمی جہر کے ساتہہ ہوئی ہے ایک چوکی ہلا گی

شخص اخرالذکر کے گردن سے کھینچ لی تھی اور اوسکے واپس کرنیسے انکار کیا تہا اسپر
شخص اخرالذکر نے اوس معاملہ کی رپورٹ تہانہ مین لکہائی تھی - بوجہ اس رپورٹ
کے ایک کانسٹبل مسمی شیو ہر کہ معہ دو چوکیداران مسمیان وہیورا اور ہستی اور
ایک گورئیٹ مسمی گوردی کے موضع گوپرا مین گیا جہان رجونت راے کو رہنا ہے
اور شخص آخر مذکور نے بیہہ ... [illegible] ... رجونت راے کو گرفتار کرلین
اور ... [illegible] ...
اور نو دی اور اوسکی بدسبائے دہرم راے اور گنپت راے اور نیز اونکے
ہمقوم رام ہر کہ معہ لاٹہیو ںکے آئے اور جب کانسٹبل نے رجونت راے کے
چہوڑنے مین انکار کیا تب کانسٹبل اور اوسکے ہمراہیون پر حملہ کیا اور رجونت راے
کو چہوڑا لیا اور زیور مسروقہ اور نیز کانسٹبل کے چٹّی اور چپراس معہ اوسکے چہڑی
اور جوتے تک کے لیکر چلے گئے -
رجونت راے نے اپنی جوابدہی مین اپنی موجودگی وقت آنے کانسٹبل کے
تسلیم کرکے یہہ عذر کیا ہے کہ وہ رات کیوقت آیا تہا اور اوسکو جو زخم پہونچے ہین
وہ ... [illegible] ... سے ہوئے ہین پس یہہ ایسا بیان ہے جسکی نسبت ذیعلم سشن جج سے اتفاق کرتا ہون کہ بالکل
غیر صحیح ہے - دیگر تین قیدیان دہرم راے گنپت راے و رام ہر کہ نے
عذر اپنی عدم موجودگی کا کیا ہے لیکن مین ذیعلم سشن جج سے اس تجویز
مین اتفاق کرتا ہون کہ عذر مذکور منجملہ ہر سہ قیدیان موسومہ بالا کے کسی
کے مقدمہ مین ثابت نہین ہوا ہے -
شہادت ڈاکٹری اور نیز اوسکے دیگر شہادت سے کوئی شبہہ
باقی نہین رہتا ہے کہ شیو ہر کہ کانسٹبل کو ضرر شدید پہونچا ہے پس امر تجویز
طلب یہہ ہے کہ آیا شہادت جانب ثبوت سے جرایم متعلقہ کل یا کسی
قیدی اپیلانٹ کے ثابت ہین یا نہین -
مقدمہ بمقابلہ دہرم راے اور رجونت راے پر لحاظ کرکے مین
ذیعلم سشن جج سے اس تجویز مین اتفاق کرتا ہون کہ شہادت گواہان
چشمدید سے ثابت ہے کہ ہر دو قیدیان کی لاٹہیون کی ضرب لگنے سے یہہ بات

ہوئی ہے کہ شیو ہرکہہ کانسٹبل کو زخم پہونچی ہین — مین اس امر کو بہی ثابت
تجویز کرتا ہون کہ زخم مذکور اوسکو اوسوقت پہونچی تہی جب وہ اپنی لوازم
منصبی بحیثیت ملازم سرکار کے انجام دے رہا تہا لہذا جرم مذکور دفعہ
۳۳۳ مجموعہ تعزیرات ہند مین داخل ہے اور یہہ کہ ہر دو قیدیان موسومہ
بالا کی نسبت صحیح طور پر تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ مذکور صادر ہوئی ہے
مقدمہ مسمیان گنپت رائے و رام ہرکہہ دیگر دو قیدیان کا مختلف
بنیاد پر مبنی ہے — ڈیلم سشن جج نے یہہ تجویز نہین کی ہے اور شہادت
سے یہہ ثابت ہے کہ اینٹ سے کسی قیدی نے شیو ہرکہہ قیدی کو مارا ہے
ڈیلم سشن جج نے کل یہہ تجویز کی ہے کہ گنپت رائے اور رام ہرکہہ کودی
اور سنگھی کو مار کر چہڑانیمین شریک ہوئے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ ان
دونون مین سے کسیکو کوئی ضرر نہین پہونچا ہے — لیکن اس تجویز کی بنا پر
ڈیلم جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ اگر چار دو ملزمان نے مشترکہ عمل کیا ہے اور
بغرض مجملہ اپنی ایک کے چہڑانیمین استعمال سختی کا کیا ہے تو یہہ امر غیر ضروری
ہے کہ اوسمین سے کسنے کونسی خاص ضرب پہونچائی ہے اور بدرجہ مساوی سب
ذمہ دار ہین — اس قاعدہ کے قرار دینے کے وقت غالباً احکام دفعہ ۳۴
مجموعہ تعزیرات ہند کے ڈیلم سشن جج کے ذہن مین موجود تہے — لیکن
حضار الیہ نے اس مقدمہ کو بموجب اوس دفعہ کے طے نہین کیا ہے اور بمقابلہ
ہر دو قیدیان متذکرہ بالا کے مقدمہ اعانت جرم متذکرہ دفعہ ۳۳۳ مجموعہ
تعزیرات ہند کا تصور کیا ہے — اور تجویز ثبوت جرم بنسبت ان دو قیدیون
کے حسب دفعہ ۱۰۹ و ۳۳۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر کی ہے —

اس سے جہانتک گنپت رائے اور رام ہرکہہ قیدیون کو تعلق ہے
مجہے دو امر کی تجویز کرنیکی ضرورت پیش آتی ہے — اول امر یہہ ہے کہ آیا
بلحاظ شہادت کے سشن جج نے دربارہ تجویز ثبوت جرم ان دو قیدیون
کے صحیح نتیجہ اخذ کیا ہے یا نہین اور دوسرا امر یہہ ہے کہ آیا بطور امر قانونی
کے ان دو شخصون کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۳۳ مجموعہ

تعزیرات ہند کے جسکی ساتھ دفعہ ۳۴ یا دفعہ ۱۰۹ مجموعہ مذکور کی پڑھنا
چاہیے صادر ہوسکتی ہے یا نہین — بہ نسبت امر اول کے میری رائے نے
باتفاق رائے سشن جج کے یہہ ہے کہ موجودگی ان دونوں قیدیونکے
وقت وقوع جرم کے بخوبی ثابت ہے اور یہہ بھی ثابت ہے کہ رجونت حسی
چھوڑانیکی اپنی خواہش مین نامبردگان نے مستعدی اور کوشش کی بلاشبہ
خلاف قانون عمل کیا ہے لیکن دوسرے امر کی تجویز اس امر کی تجویز پر منحصر
ہے کہ آیا یہہ واقعات واسطے مناسبت اونکی تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۲۲۳
کے جسکے ساتھ دفعہ ۳۴ یا دفعہ ۱۰۹ مجموعہ مذکور کے پڑہنا چاہئے قانوناً کافی ہین
یا نہین — مجھے یہہ خیال کرتا ہے کہ دفعہ ۳۴ مجموعہ تعزیرات ہند جیسا کہ پہلی
تہی حسب ذیل ہے کہ جب چند شخص کسی فعل مجرمانہ کے مرتکب ہون تو اونمین
سے ہر ایک شخص اوس فعل کی نسبت قابل مواخذہ اسیطرح ہوگا کہ گویا تنہا وہی شخص
مرتکب فعل مذکور کا ہوا — اس دفعہ پر مقدمہ ملکہ معظمہ بنام گوراچند گوپی (بنگال
لا رپورٹ ضمیمہ جلد صفحہ ۳۴۴) مین ضمناً غور ہوا تہا — صفحہ ۲۵۶ مین سر بارنس
پیکاک صاحب نے یہہ صاف قاعدہ قانون کا قرار دیا ہے کہ محض موجودگی اشخاص کسی
کی وقت وقوع جرم کی بغرض اسیلئے کافی نہین ہے کہ اونکو مواخذہ دار کسی
ایسے قاعدہ کا کرسکے جیسا کہ دفعہ ۳۴ مین قرار دیا ہے اور قبل اسکے کہ قاعدہ مذکور
کسی خاص شخص کے مقدمہ سے متعلق کیا جاوے بشرکت نیت مشترکہ کی
ایک شرط ضروری ہے — یہہ بات صرف اسیوجہ سے ہوئی ہے کہ اظہار
ایسی رائے کا ایک حاکم اعلی سے ہوا ہے کہ واضعان قوانین نے از روے
دفعہ ۱ ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۷۰ع کے ابتدائی دفعہ ۳۴ کو منسوخ کردیا ہے اور بجاے
اوسکے دوسری دفعہ قایم کرتے وقت یہہ ضروری الفاظ درج کئے ہین کہ
اوس ارادہ کے بشرکت کہ جس مین وہ سب متفق ہون اور جو الفاظ بطور
شرط مقدم کے اوسمین صاف ظاہر ہوتے ہین کہ جب اوسمین سے ہر شخص مواخذہ
دار جرم کا اسیطرح قرار پاوے کہ گویا خود اوسی نے تنہا اوس جرم کا ارتکاب
کیا ہے — قانون کی یہہ تبدیلی بہت قابل لحاظ ہے اور میرے ذہن مین اوس سے

یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ دفعہ ابتدائی کی عبارت کسیقدر ناکمل معلوم ہوئی
تھی لہذا یہہ الفاظ مزید بغرض ظاہر کرنے اس فرق صریحی کے درج کئے گئے
تھے کہ جو افعال بلا پہلے سے سوچ بچار کے کسی شخص نے کی ہون اور جو غرض
اور ارادہ جرم ابتدائی سے متجاوز ہون اونمین ان اشخاص کو شریک
کرنا چاہئے جنہون نے اوس خاص فعل مین شرکت نہین کی ہے - ہمارے
پاس رائے ایک اہل قانون امریکہ کی موجود ہے جسکی نقل مین صاحب
نے اپنی تشریح مجموعہ تعزیرات ہند مین کی ہے (بسبب دفعہ ۱۴۹) جس
مقام پر ذیل مصنف موصوف نے در بارہ قایم کرنے قاعدہ کے جہانتک
بیان کیا ہے کہ - لیکن اگر فعل بیجا جدید اور غیر متعلق کسی بیجا جو کیا گیا فعل کنندہ
کے ذہن سے پیدا ہو تو دوسرا شخص اوسمین محض اسوجہ شریک نہین ہے
کہ جب فعل مذکور کیا گیا تھا تب اوس شخص کا ارادہ فاعل کے ساتھہ کسی
دوسرے مختلف فعل بیجا مین شریک ہونیکا تھا - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ
یہہ صحیح تغیران الفاظ کی پیشرفت مین اوس ارادہ کے جسمین وہ سب
متفق ہون جو دفعہ ۳۴ مین مجموعہ تعزیرات ہند مین واقعہ ہین ہے -
ایک دوسری دفعہ مجموعہ مذکور مین ہے جسکی عبارت کسیقدر مشکل ہے
اور جہانتک اس خاص امر کو تعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی اصول
پر مبنی ہے - وہ دفعہ ۱۴۹ ہے جسمین بجاے استعمال الفاظ مستعارہ
بالاکے ان الفاظ کا استعمال ہوا ہے کہ اوس مجمع کے غرض مشترک
حاصل کرنیمین یا جسکو اوس مجمع کے شرکا جانتے ہون کہ اوس غرض
کے حاصل کرنیمین اوسکی ارتکاب کا احتمال ہے - یہہ امر قابل لحاظ
کے ہے کہ ہرگاہ دفعہ ۳۴ محدود اوپر پیشرفت ارادہ مشترک کے ہے
تو دفعہ ۱۴۹ اوس سے متجاوز ہے کیونکہ اوسکی رو سے مجمع خلاف قانون
کا ہر شریک مجرم جرم کا ہے درحالیکہ یہہ احتمال ہو کہ جرم مذکور کا
ارتکاب غرض مشترک کے پیشرفت مین ہوگا - یعنی اس دفعہ کا
ذکر اس امر کے ظاہر کرنیکی غرض سے کیا ہے کہ عبارت دفعہ کو کھلا

بمقابلہ دفعہ ۳۴ کے بہت مستحکم ہے اور بہ نسبت اس دفعہ کے بھی اجلاس
کامل ہائی کورٹ کلکتہ مین بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام شاہد علی (بنگال لا رپورٹ
جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۷) کے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ جو فعل ناگہانی اور بلا پہلی سے
سوچ بچار کر کسی مجمع خلاف قانون کے ایک شریک نے کیا ہو تو اوس سے
کل دیگر شرکا مجمع خلاف قانون مذکور کے مواخذہ دار اوس فعل کے نہین
ہو سکتے ہین الا یہہ ثابت ہو کہ مجمع مذکور سمجھتا تھا یا جانتا تھا کہ جرم مذکور
کا ارتکاب ہوگا یا واسطے غرض مشترک کے اوسکے ضروری ہونیکا احتمال تھا
اس مقدمہ مین واقعات مجوزہ صاحب جج اور خود شہادت سے صرف
یہہ ثابت ہوتا ہے کہ گپت رائے اور رام پرکہہ فی الحقیقت اپنے
رشتہ مند رجونت کو چھوڑانا چاہتے تھے اور پولس کو اوسکی زیر حراست
تہانہ میں لیجانے سے روکنا چاہتے تھے۔ لیکن شہادت اس امر کے
ثبوت کے لئے بہت کم ہے کہ یہہ دونو قیدی دیگر دو قیدیان دہرم را
اور رجونت رائے کے پہلے سے اس امر کے سوچ بچار کے شریک
تھے کہ شیو پرکہہ کانسٹبل کو ضرر شدید پہونچایا جاوے۔ مجھے شہادت
سے صرف یہہ امر عیان معلوم ہوتا ہے کہ رجونت کا شور و غل یا آواز
سنکر یہہ دونو قیدی اوسکو گرفتاری سے بچانیکے لئے آئے تھے۔ لیکن
شہادت مین کوئی بات اس امر کے ثبوت مین نہین ہے کہ اونکا ارادہ
ضرر شدید پہونچانیکا تھا یا اونکو امید تھی کہ رجونت رائے کے بچانیکے
غرض کے پیشرفت مین ضرر مذکور پہونچایا جاویگا۔ لہذا ان دونو قیدیان
گپت رائے اور رام پرکہہ رائے کی نسبت حسب دفعہ ۳۴ کارروائی
نہین ہو سکتی ہے اور مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ جہانتک اونکی
تجویز متعلقہ دفعہ ۳۳۳ کو تعلق ہے دفعہ مذکور متعلق ہو سکے۔
اب مجھکو یہہ تجویز کرنا ہے کہ آیا رائے صاحب جج کی دربارہ متعلق
گردانے دفعہ ۱۰۹ کے ان دو قیدیونکے صحیح ہے یا نہین ہے بنظر سمجھنے
اوس دفعہ کے ضرور ہے کہ تعریف لفظ اعانت مندرجہ دفعہ ۱۰۷

مجموعہ تعزیرات ہند اور نیز احکام دفعہ ۱۰۸ اسکے ذہن نشین رکھے جاوینگے
ڈیبلی وکیل سرکار نے منجانب سرکار کے یہہ تسلیم کیا ہے کہ دفعہ ۱۰۷
کے اول دو فقرون مین سے کوئی فقرہ واقعات مقدمہ ہذا سے متعلق نہین
ہے وکیل موصوف کی یہہ حجت ہے کہ مقدمہ ہذا فقرہ سیوم دفعہ مذکور مین
داخل ہوسکتا ہے کیونکہ یہہ دونو قیدی دہرم راے اور رجونت راے
دیگر دو قیدیونکو شیوہرکیہہ کانسٹبل کو ضرر شدید پہونچانے سے باز رکھہ
سکتے تہے - اس حجت مین صرف جزواً وقعت ہے کیونکہ جیسا مین اوپر
کہہ چکا ہون کہ یہہ دونو قیدی گنپت راے اور رام ہرکیہہ راے رجونت راے
کے ضرب سے بچانیکی غرض مشترک مین دیگر دو قیدیون کے شریک
ہوگئے ہے لیکن یہہ ہی شہادت سے بدرجہ مساوی ظاہر ہے کہ اونہون
نے نہ یہہ پیش بینی کی تہی اور نہ کر سکتے تہے کہ اوس غرض کے حاصل
کرنیمین کانسٹبل پر ضرر شدید کا پہونچانا متعلق ہے - بجز اس امر کے
اور کچہہ ضروری نہین معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے شیوہرکیہہ کو ضرر شدید
نہین پہونچایا اور جو کچہہ اونکی نسبت بیان ہوا ہے کہ اونہون نے کیا تہا وہ یہہ ہے
کہ اونہون نے سلہتی اور گوری کو رجونت راے کی رہائی حاصل کرنیکی غرض
سے مارا تہا - لہذا مجہے معلوم ہوتا ہے کہ حالات سے متعلق کرنا دفعہ ۱۰۹
کا ان دو قیدیون یعنے گنپت راے اور رام ہرکیہہ راے سے نسبت اوس
اصلی جرم کے جسکا ذکر دفعہ ۳۳۳ مین ہے مناسب نہین ہے -

لہذا تجویز ثبوت جرم نسبت ان دو قیدی یعنے گنپت راے اور رام ہرکیہہ راے
کے حسب دفعہ ۳۳۳ کے غلط ہے - لیکن جو واقعات شہادت سے ثابت
ہوئے ہین اونسے ظاہر ہے کہ اونکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۳۲
مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہونے چاہیے تہی کیونکہ یہہ ثابت ہے کہ اونہون
نے سلہتی اور گوری کے مارنے سے ان دونو شخصون پر محض ضرر پہونچایا
کہ وہ اشخاص اپنے لوازم منصبی کے انصرام سے بطور ملازم سرکار کے باز رہین
لہذا مین تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۳۲ مجموعہ تعزیرات نسبت

دہرم رائے اور رجونت رائے قیدیان کے بحال کرتا ہون لیکن چونکہ میری رائے
مین حسب حالات جرم سنگین نہین ہوا اور چونکہ مین یہہ بھی تجویز کرتا ہون کہ
دہرم رائے اور رجونت مین سے کسی نے پہلے سے سوچ بچار کر کانسٹبل پر ضرب
شدید پہنچانیکی غرض سے حملہ نہین کیا تھا لہذا میری یہہ رائے ہے کہ حکم سزائے
قید سخت میعادی چار سال کا بغرض عدالت گستری مقدمہ کے کافی ہے —

بہ نسبت دیگر دو قیدیان گنپت رائے اور رام ہرکہہ رائے کے مین
تجویز تبدیل کرتا ہون اور تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۳۲۳ مجموعہ کے صادر
کرتا ہون کہ جو جرم بمقابلہ جرم مندرجہ دفعہ مابعد کے خفیف ہے — سزائے انتہائے
بموجب دفعہ ۳۲۳ کے تین سال کی قید سخت ہے لیکن حسب حالات مقدمہ
کے ایک سال کی قید سخت واسطے تکمیل انصاف مقدمہ کے کافی ہے —

خلاصہ میرے فیصلہ کا یہہ ہے کہ تجویز ثبوت جرم بنسبت دہرم اور
رجونت رائے کے حسب دفعہ ۳۲۳ مجموعہ تعزیرات ہند کے بحال رکھی گئی
اور جو احکام سزا اونکے نسبت صادر ہوئے ہین وہ تخفیف ہوکر ہر ایک کی
نسبت چار سال کے قید سخت کا حکم سزا قایم کیا جاویگا اور بمقدمہ گنپت رائے
اور رام ہرکہہ رائے کے نامبردگان کی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ
۳۲۳ کے متصور ہوگی اور ہر شخص کا حکم سزا تخفیف ہوکر حکم سزا میعادی
ایک سال قید سخت کا قایم کیا جاوے گا — اسی مطابق مسل مین ترمیم
کیجاویگی —

ضلع سہارنپور — اپیل اول نمبر ۹۳ سنہ ۱۸۶۸ع — منفصلہ یکم جون

بہاری مل وغیرہم بنام گنپت رائے وغیرہ دیگر

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۴۳ و ۲۹۱ — نیلام بصیغہ اجرائے ڈگری —
مینجانب منتقل الیہ کے زرقرضہ کا پیش ہونا امر نزاعی جو عدالت اجراکنندہ
ڈگری کو تجویز کرنا چاہیے — نالش جداگانہ —

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین —

اجودھیا ناتھ منجانب اپیلانٹان   کانلن منجانب رسپانڈنٹان

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - اسمقدمہ مین رسپانڈنٹان کے
پاس ایک ڈگری بربنا ر تمسک کفالتی کے بنام مسماۃ گورا کے تھی -
نامبردگان نے اوسکے اجرا مین جایداد مسماۃ کی قرق کرائی لیکن رسوم
مناسب عدالت مین ادا نہین کیا تھا اسوجہ سے عدالت نے حکم اخراج مقدمہ
اجرا ڈگری فہرست باقیات سے صادر کیا - یہہ حکم ۱۷ ستمبر ۱۸۸۰ء کو ہوا تھا
۱۸ دسمبر مابعد کو مسماۃ گورا نے جایداد متنازعہ کنڈلعل کے ہاتھہ بیع کردی
اوس بیعنامہ کی رجسٹری ۹ فروری کو ہوئی تھی - کنڈلعل نے وہ جایداد
مدعیان اپیلانٹان کے ہاتھہ بیع کردی - اس بیعنامہ کی بہی رجسٹری ہوگئی تہی
۲ جنوری ۱۸۸۱ء کو رسپانڈنٹان ڈگریداران نے درخواست اجرا ڈگری
بمقابلہ جایداد کے گذرانی - ۲۰ فروری مابعد واسطے نیلام کے مقرر ہوئی
۲۰ فروری کو اپیلانٹان نے حسب دفعہ ۲۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عمل
کرکے ایک درخواست استجازت ادا کرنے زر ڈگری معہ حرجہ کے عدالت
مین گذرانی - اوس درخواست پر رسپانڈنٹان نے عذر کیا کیونکہ اونہون
نے نسبت انتقال کے شبہ پیدا کیا تہا - ڈپٹی کلکٹر نے مقدمہ کو عدالت مین
سپرد کردیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ فریب ہوئی - بعدہ درخواست عدالت
مین پیش کی گئی اور نامنظور ہوئی - نیلام عمل مین آیا اور رسپانڈنٹان ڈگریداران
نے اوسی روز خرید کیا - اسپر یہہ نالش دایر ہوئی ہے - جج ماتحت نے
نالش ظاہرا اس بنا پر ڈسمس کی ہے کہ چونکہ مسماۃ گورا کو نسبت بیع
کے جو اوسنے کیا تہا اعتراض ہے لہذا اپیلانٹان اشخاص مستحق ملتوی کرانے
نیلام کے بذریعہ عدالت یا روپیہ ادا کردینے کے نہین ہین - مشار الیہ نے
یہہ بہی تجویز کی ہے کہ دفعہ ۲۴۴ کے روسے نالش ممنوع ہے - اسمین ایک
امر واقعاتی اور دو امور قانونی متعلق ہین - امر واقعاتی یہہ ہے کہ آیا
مسماۃ گورا نے جایداد کنڈلعل کے ہاتھہ بیع کی ہے یا نہین - شہادت سے
ثابت ہے کہ اوسنے بیع کی ہے اور بیعنامہ مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۸۸۰ء تحریر کیا تہا

جسب بیعنامہ مذکور کی رجسٹری ہوئی تہی اوسکی شناخت اوس شخص نے کی تہی
جسکو رجسٹرار نے دفتر سے اوس غرض کے لیئے مقرر کیا تہا۔ مسٹر کانمن تسلیم
کرتے ہین کہ وہ اسبات پر اعتراض نہین کرسکتے ہین کہ بیعنامہ ہوا تہا۔ اول
امر قانونی یہہ ہے کہ آیا اپیلانٹان کہ جو منتقل الیہم اور جنہون نے اوس کندنیعل
سے خریداری کی جسنے مسماۃ سے خریداری کی تہی وہ مستحق اسکے اور محفوظ
کرانے جایداد بذریعہ ادا کرنے روپیہ کے حسب دفعہ ۲۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے ہین یا نہین۔ ڈگریداران کا صرف یہہ استحقاق تہا کہ اپنا یہہ قرضہ اور خرچہ
ادا کرائین یا بغرض بیباقی اس قرضہ اور خرچہ کے جایداد کو نیلام کرائین۔
یہہ معاملہ صرف رعایت کا ہے کہ ڈگریدار کو اجازت خریداری نیلام کی
دیجاتی ہے۔ اگر قرضہ اور خرچہ شخص ثالث منجانب مدیون کے ادا کردے
تو ڈگریدار کا جو کچہہ حق جایداد مین ہوتا ہے وہ موقوف ہو جاتا ہے اور جو روپیہ
اوسکو اسطور پر ادا ہوتا ہے وہ اوس سے پہر واپس نہین ہو سکتا ہے۔
مدیون ڈگری کو اختیار ہے کہ شخص ثالث کی دست اندازی مین اعتراض
کرے لیکن یہہ مقدمہ موجودہ نہین ہے۔ فی الحقیقت ہماری یہہ راے
مستحکم ہے کہ اگر مسماۃ گورا ای اس دست اندازی کا قصد کیا ہوتا کہ منتقل الیہم
مستحق اجرا ہے حکم امتناعی کے بمقابلہ اوسکے ہین اور مزید بران ہم خیال
کرتے ہین کہ نا ممکن ان مستحق اسبات کے تہے کہ مسماۃ کا نام وقت داخل
کرنے روپیہ کے عدالت مین استعمال کرتے کیونکہ اوسکی حقیت اوسکے
مشتریان کیطرف منتقل ہو چکی تہی۔ لہذا ہماری یہہ راے ہے کہ عدالت
اجرا کنندہ ڈگری پر اوس روپیہ کا لینا اور نیلام کا ملتوی کرنا فرض تہا۔
اب صرف دیگر امر بقیہ یہہ ہے کہ آیا اسمقدمہ پر دفعہ ۲۴۴ حاوی ہے یا نہین
ہم خیال کرتے ہین کہ سلسلہ نظیرات سے ثابت ہے کہ دفعہ ۲۴۴
ایسے مقدمہ سے متعلق نہین ہوتی ہے جیسا کہ یہہ مقدمہ ہے اور سلسلہ
نظیرات کا خلاف اصول مندرجہ اوس مقدمہ کے ہے جسکا حوالہ لکہو
یا گیا تہا۔ بر موجودہ ہم یہہ اپیل معہ خرچہ ڈگری کرتے ہین یعنے یہہ کہ

اپیلانٹان ڈگری اس شرط سے پاوینگے کہ اپیلانٹان اندر تیس یوم کے زر ڈگری اور خرچہ جو ۲۰ فروری ۱۸۸۱ء یعنے تجویز اول نیلام پر ہوا بمنہای خرچہ مقدمہ ہذا کے عدالت مین جمع کر دین ۔

ضلع جونپور   اپیل لہ اول احکام ہمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۱ء   منفصلہ ۱۷ جون

رجن بیگم بنام رفیع اللہ خان

ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۶۱ء ۔ طفل غیر صحیح النسب مسلمان ۔ درخواست دلا پانے طفل منجانب مان کے ۔ درخواست کا بوجہ کسبی ہونے مان کے نامنظور ہونا ۔

یہہ درخواست منجانب مادر طفل مذکور غیر صحیح النسب کے بموجب ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۶۱ء گذری تہی کہ طفل مذکور باپ کی حراست سے نکال لیا جاوے اور سایلہ کی حراست مین رکہا جاوے ۔ فریقین مسلمان ہین ۔ ضلع جج نے درخواست مذکور کو اس بنیاد پر نامنظور کیا کہ مان ناقابل رکہنے طفل مذکور کی ہے کیونکہ کسبی ہے ۔ سایلہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے ۔

حمید اللہ منجانب اپیلانٹ   اسپنکی و عبد المجید منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس ۔ یہہ اپیل نباراضی حکم مشعر انکار دربارہ صدور اس حکم کے ہے کہ ایک لڑکا عمری چار سالہ باپ کی حراست سے نکال لیا جاوے اور مان کی حراست مین رکہا جاوے ۔ لڑکا غیر صحیح النسب ہے کیونکہ مان اور باپ کی شادی نہین ہوئی ہے ۔ ہمکو اطمینان ہے جیسا کہ صاحب جج عدالت ماتحت کو اطمینان تہا کہ اپیلانٹ عورت بدچلن ہے یعنے کسبی ہے ۔ ہم یہہ نہین خیال کرتے ہین کہ اس امر سے فایدہ لڑکے کا ہوگا کہ وہ ایسے شخص کے حراست مین رکہا جاوے جیسی کہ اوسکی مان ہے ۔ مسٹر حمید اللہ نے منجانب اپیلانٹ کے ہمکو مقدمہ ملکہ معظمہ بنام نالش (لا رپورٹ جلد ۱۰ کوینز بنچ ڈویزن صفحہ ۴۵۴) پر بطور سند قانون انگلستان کے اسبارہ مین متوجہ کیا تہا ۔ مقدمہ سے ظاہر ہے کہ اوس مقدمہ مین کورٹ آف اپیل نے

واقع انگلستان نے ایسے مقدمات مین خیر و عافیت اور بہبودی لڑکے کی اول شے لحاظ طلب تجویز کی ہے — ہم حکم عدالت ماتحت مین دست اندازی کرنے سے انکار کرتے ہین اور اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتے ہین —

ضلع مرادآباد — اپیل دوم نمبر ۹۰۸ سنہ ۱۸۹۶ء — منفصلہ ۱۸ جون

بادالعد — بنام — بکھندرام و یک کس دیگر

شرع محمدی — وراثت — نالش دخلیابی حصہ وارث — عدم ادائگی اوا کرنے حصہ رسد مترشنہ ذیگی مالک مستوفی جایداد کا انکار نا — اسوجہ سے نالش کا ممنوع ہونا —

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین —

امیرالدین منجانب اپیلانٹ — عبدالمجید و ہنومان پرشاد منجانب ریسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس — بنظر قابل الفہم کرنے اس مقدمہ کے ضرور ہے کہ شجرہ ذیل بیان کیا جاوے —

زید

احمدالدین — شہاب الدین

ہنوبیگم (بیوہ) — امراو بیگم (بیوہ) — مسماۃ جیونی عرف جیولی (بہن)
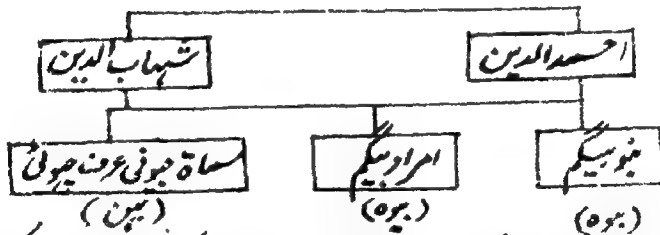
مدعی کا بیان ہے کہ بعد وفات شہاب الدین کے ورثا سے اوسکے جایداد کے صرف تین عورات متذکرہ بالا ہین اور از روے شرع محمدی متعلقہ وراثت کے ایک ربع جایداد اوسکا دو بیوگان امراو بیگم اور ہنوبیگم کو پہونچیگا اور بقیہ تین ربع کی وارث اوسکی بہن مسماۃ جیولی ہوگی — مدعی کا یہ بھی بیان ہے کہ مسماۃ جیولی نے بذریعہ بیعنامہ

جایز (جسکی تاریخ نہیں معلوم ہے) اپنا آٹھ آنہ حصہ ایک روپیہ متروکہ اپنے بہائی متوفی
کے بدست ایک عورت مسماۃ شفقت النسا کے منتقل کردیا اور
مسماۃ اخیر الذکر نے بذریعہ دوسرے بیعنامہ مورخہ ۱۳ جون ۱۸۸۶ع
کے اپنی حقیت جو اوسنے مسماۃ جیونی سے خرید کی تہی بدست بادالمہ
مدعی جو ہمارے روبرو اپیلانٹ ہے منتقل کردی۔ — اسعرصہ مین
ایک شخص مسمی گنجہاری لال نے جسکا شہاب الدین مقروض بیان کیا جاتا ہے
ا جنوری ۱۸۷۸ع ڈگری بمقابلہ امراؤ بیگم وغیرہ کے حاصل کی اور وہ بھی ورثا رکہے اور اونکی جایداد ... حال نیلام ... بمقابلہ
... مدعا علیہم ریسپانڈنٹان عدالت ہذا نے خرید کی تہی اور ... ۳
نومبر ۱۸۸۶ع کو خریدار نے سرٹیفکٹ نیلام بابت جایداد نسبت اوس
جایداد کے حاصل کیا اور اوسیکی ذریعہ سے قابض ہے۔ — نالش
حال منجانب بادالمہ مدعی اپیلانٹ کے شروع ہوئی ہے جسنے اپنا
دعوی اوپر استحقاق متذکرہ بالا کے مبنی کیا ہے۔ — جن عذرات کی بنا پر
جوابدہی نالش کی مکندرام اصل مدعا علیہ نے کی وہ یہہ ہین کہ
مسماۃ جیونی بیگم ہمشیرہ شہاب الدین نے کبہی بیعنامہ اپنے حقوق کا بنام
مسماۃ شفقت النسا کے اور مسماۃ اخیر الذکر نے بیعنامہ جایز
حقیت مذکور کا بنام مدعی بمعاوضہ قیمتی تحریر نہین کیا لہذا مدعیکو کوئی حق
جایداد مین نہین ہے اور نہ اوسکو منصب قایم رکہنے نالش کا ہے
یہہ بہی عذر ہوا تہا کہ گو مدعی نے کوئی حصہ بامقابلہ خرید بہی کیا ہوتا ہم
نالش قابل پذیرائی نہین ہے کیونکہ تاوقتیکہ مدعی مکندرام مدعا علیہ کو
حصہ رسدی قرضہ ذمگی جایداد شہاب الدین کا ادا نکرے وہ حصہ
مذکور پر دخل نہین پا سکتا ہے۔ — ان دو امور کی بابت عدالت ابتدائی
اول نے اول دو تنقیح قایم کی۔ — لیکن عدالت موصوف نے رویداد
مقدمہ پر لحاظ کر کے محض بوجہ انکار کیا کہ مدعی نے عرضی نالش
مین آمادگی ادا کرنے حصہ رسدی قرضہ ذمگی جایداد شہاب الدین
کی نہین ظاہر کی ہے۔ — عدالت مرافعہ اول مین مدعی نے نسبت

تنقیح دوئم یہ بذریعہ درخواست مورخہ ۲۴ ر فروری ۱۸۸۶ء کے یہہ استدعا کی
تھی کہ بیعنامہ نوشتہ مسماۃ جیونی موسومہ شفقت النسا اور نیز
بیعنامہ نوشتہ اصلواۃ نصراللہ موسومہ مدعی
مورخہ ۱۴ ر جون ۱۸۸۵ء ایک دوسری مسل مقدمہ مرجوعہ
عدالت ہذا مین شامل ہین طلب ہوکر ملاحظہ ہوں اور اگر ایسا ہو تو منصف
صاحب حکم شامل کیجانے نقول دستاویزات مذکور کا مسل مقدمہ ہذا
مین صادر فرماوین۔ لیکن منصف نے ظاہرا بہنا وجوہ ناکافی اور غلط
کے اسمین سے ہر طریقہ کے اختیار کرنیسے انکار کیا اور تجویز مقدمہ کی
شروع کردی کیونکہ منصف آلیسلئے یہہ خیال کیا کہ کوئی شہادت بہ ثبوت
استحقاق مدعیکی ضروری نہین ہے کیونکہ مدعی کی انجمار امادگی دربارہ
ادا کرنے حصہ رسدی دیون کے مانع نالش ہے اور اسوجہ سے فیصلہ
مرجوادوی مقدمہ کا غیر ضروری ہوگیا ہے۔ ان تجاویز کی بنا پر منصف
نے بالکل دعوی ڈسمس کیا۔ بنا راضی اوس ڈگری کے عدالت
اپیل ماتحت مین اپیل پیش ہوا تہا۔ عدالت موصوف نے ڈگری
عدالت مرافعہ اولی کی بر بناء وجوہ اختیار کردہ عدالت مذکور کے
بحال نہین کی بلکہ بدین وجوہ بحال کی ہے کہ مدعی نے اپنا استحقاق بطور
مشتری اوس حصہ کے ثابت نہین کیا ہے جو مسماۃ جیونی نے
شہاب الدین سے وراثتاً پایا تہا۔ ڈسٹرکٹ جج عدالت اپیل ماتحت نے
واسطے نتیجہ کے خصوصاً اس امر پر استدلال کیا ہے کہ نہ بیعنامہ نوشتہ
مسماۃ جیونی موسومہ شفقت النسا اور نہ وہ بیعنامہ جسکا لکہا جانا
منجانب شفقت النسا بنام مدعیکی بیان ہوا ہے معتدمہ پیش
ہوا اور نہ ثابت ہوا۔
اپیل دوئم مین مسٹر امیرالدین منجانب بادالعہ مدعی کے یہہ شکایت
کرتے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ شکایت صحیح ہے کہ عدالت
مرافعہ اولی نے بوجہ نامنظور کرنے درخواست مدعی مورخہ ۲۴ ر فروری

سنہ ۱۸۶۱ع کو اوس وجہ بالکل غلط راے قانونی کے اونکے موکل کو اپنے استحقاق کے ثابت کرنیسے باز رکھا ہے اور عدالت اپیل ماتحت نے اوسکی اپیل اس بنیاد پر ڈسمس نہین کرنی چاہی تہی کہ وہ اپنی دعوی کے ثابت کرنیمین قاصر رہا ہے کیونکہ یہہ اوسکا قصور نہین ہے بلکہ عدالت مرافعہ اولی کا قصور ہے کہ وہ اپنا دعوی ثابت نکرسکا مین خیال کرتا ہون کہ یہہ حجت زوردار ہے ۔ اولاً یہہ کہ منصف نے یہہ راے بالکل غلط قایم کی ہے کہ مدعی اس نالش کو اس وجہ سے قایم نہین رکہہ سکتا ہے کہ اوسنے اپنی امادگی دربارہ اداکرنے حصہ رسدی دیون ذمگی جایداد متوفی کے کہ جسکے وارث کے ذریعہ سے مدعی دعویدار ہے ظاہر نہین کی ۔ شرع محمدی کی اس بحث پر کہ کوی وارث اپنے حصہ وراثت پر بلا اداکرنے اپنے حصہ قرضہ مورث کے دخل نہین پاسکتا ہے مقدمہ جعفری بیگم بنام امیر محمد خان (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۸۲۲) اور پہر ایک ڈویزن بنچ مین بمقدمہ محمد عوض بنام ہرسہاے (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۱۶) مین بہت غور اور تجویز ہوچکی ہے ۔ لیکن ان مقدمات مین سے کسی مین اصول اختیار کردہ عدالت مرافعہ اولی یعنی یہہ اصول قرار نہین پایا ہے کہ نالش قطعاً ممنوع متصور ہونی چاہیے اور اوس حیثیت سے محض اس بنا پر ڈسمس ہونی چاہیے کہ مدعی اپنی آمادگی دربارہ اداکرنے اپنے حصہ بابت قرضہ ذمگی اوس مورث کے ظاہر نہین کرتا ہے کہ جسکی جایداد مین اوسنے کوی حصہ وراثت کا پایا ہے ۔ مقدمات مذکور مین جو کچہہ تجویز ہوی ہے وہ یہہ ہے کہ وقت طے کرنے دعوی مسلمان بابت حصہ وراثت کے عدالت دیوانی باستعمال اپنے اختیار بطور عدالت انصاف کے ڈگری کو مشروط اس شرط کا کرسکتی ہے کہ حصہ رسدی قرضہ مورث کا ادا کیا جاوے لیکن قبل دلاپانے قبضہ اوپر اوسکے

حصہ کے قرضہ مذکور کی تحقیقات ہونی چاہیے اور یہ تحقیق ہونا چاہیے کہ کسقدر زر رسدی کا بیٹے ذمہ دار ہے - لہذا عدالت مرافعہ نے دربارہ دسمسی نالش بلا تجویز رودادی کے غلطی کی ہے اور مسٹر عبد المجید نے بنجانب رسپانڈنٹ کے کسی ایسی حجت پر اصرار نہیں کیا ہے کہ جس سے تجویز رودادی بہ نسبت حقوق فریقین کے ممنوع ہو جاوے -

بدین وجوہ مین اپیل ڈگری کرتا ہون اور چونکہ تجویز مناسب مقدمہ کے کسی عدالت سے نہین ہوئی ہے لہذا مین ڈگریات عدالتین کی منسوخ کرتا ہون اور مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی عدالت مرافعہ اولی مین واسطے تجویز رودادی بلحاظ ان امور کے جو فریقین کے سوال و جواب سے پیدا ہوں واپس بھیجتا ہون - خرچہ نتیجہ پر منحصر رہیگا -

---

ضلع اعظم گڈہ اپیل دویم نمبر ۹۲۰ سنہ ۱۸۸۶ء منفصلہ ۲ جون

نورنگ سنگہ وغیرہم بنام سداپہل سنگہ

ثالثی - درخواست ثالثی کا منسوخ ہونا - ڈگری عدالت اپیل کی مطابق فیصلہ ثالثی کے - اپیل دویم - مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۵۰۸ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۸۲ -

واقعات اسقدر کے فیصلہ عدالت مین درج ہین -

اسپنکی بنجانب اپیلانٹان ہادل بنجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس - مسٹر اسپنکی نے جو بنجانب مدعا علیہم اپیلانٹان مقدمہ ہذا کے حاضر ہوئے ہین یہ تسلیم کیا ہے کہ بلحاظ تجویز عدالت ہذا بمقدمہ زمین سکہہ رائے بنام امیدی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۷۴۲ و زبدۃ النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۵ء صفحہ ۲۱) جو بہ تقلید فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ لبشن جی نوشیروان جی بنام مانک جی اینڈ کو (اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۰)

کے صادر ہوئی ہے عذر اول مندرجہ یادداشت اپیل قابل مقبولی کے نہین ہے
اور ذیل کونسل عذر سیوم سے بہی جو یادداشت اپیل مین درج ہے دست بردار
ہو گئے ہین — صرف جس عذر پر اونکو اصرار ہے وہ حجت مشمولہ وجہ
دویم مندرجہ یادداشت اپیل کی ہے اور بغرض طے کرنے حجت مذکور
کے واقعات ذیل کا بیان کرنا ضروری ہے —
یہہ نالش واسطے دخلیابی چند حصص زمینداری کے تہی اور اگست
سنہ ۱۸۸۴ء مین دایر ہوئی تہی — ۱۰ جنوری سنہ ۱۸۸۵ء کو فریقین اسبات
پر رضامند ہوئے کہ معاملہ ثالثی مین سپرد کر دیا جاوے اور اوسی روز
عدالت مرافعہ اولی نے حکم متضمن سپردگی امر نزاعی کا ثالثی مین اون اشخاص
کے جنکا نام درخواست مین درج تہا صادر کیا — بعدہ ۱۹ جنوری سنہ ۱۸۸۵ء
کو مدعا علیہ نے درخواست متضمن شکایت ثالثان کے گذرانی اور یہہ
استدعا کی کہ فیصلہ مقدمہ کا روداد پر کیا جاوے — ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۸۵ء
کو عدالت مرافعہ اولی نے ایک حکم بہ ایں مضمون صادر کیا کہ عذرات پیش
کردہ مدعا علیہم واسطے منسوخی درخواست ثالثی کے کافی نہین ہین
اور وقت پیش کرنے عذرات مذکور کا بعد صدور فیصلہ ثالثی کے ہوگا
فیصلہ ثالثی مذکور ۱۷ فروری سنہ ۱۸۸۵ء کو صادر ہوا اور مدعا علیہم نے
دوسرے درخواست متضمن ایسے عذرات متعلقہ فیصلہ ثالثی کے
پیش کی کہ جن عذرات کی رو سے ثالثان پر الزام بداعمالی اور سازش
کا لگایا ہے — عدالت مرافعہ اولی نے بلالحاظ ثبوت شہادت
متعلقہ تبیانات مذکور کے عذرات مذکور کو ۲۶ فروری سنہ ۱۸۸۵ء کو منظور
کیا اور عدالت موصوف نے کارروائی مقدمہ کی روداد پر بلالحاظ
فیصلہ ثالثی مذکور مورخہ ۱۷ فروری سنہ ۱۸۸۵ء کے شروع کر دی —
نتیجہ اس تجویز کا یہہ ہوا کہ دعوی جزواً ڈگری ہوا یہہ ڈگری ۱۸ جولائی
سنہ ۱۸۸۵ء کو صادر ہوئی تہی اور بنابراں اوس ڈگری کے مدعی نے
اپیل کیا تہا اور عدالت اپیل ماتحت نے مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ

ضابطہ دیوانی بغرض تحقیقات اس امر کے واپس کیا تہا کہ آیا فیصلہ ثالثی مورخہ ۱۶ ر فروری ۱۸۹۵ء بلحاظ امر پیش کردہ مدعا علیہ کے حسب دفعہ ۵۲۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جایز ہے یا نہیں۔ یہہ حکم واپسی کا یکم دسمبر ۱۸۹۵ء کو صادر ہوا تہا اور جب مقدمہ عدالت مرافعہ اولی میں واپس گیا تو معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہم پر اطلاعنامہ اسمضمون سے تعمیل ہوا تہا کہ وہ عدالت مرافعہ اولی میں بغرض پیش کرنے شہادت کے حاضر ہوں۔ لیکن وہ حاضر نہیں ہوے اور عدالت مرافعہ نے اپنی تجویز نسبت تنقیح واپس شدہ کے بدیں تجویز قلمبند کی کہ کوئی وجہ شکایت کی حسب مفہوم دفعہ ۵۲۱ مجموعہ کے ثابت نہیں ہے کیونکہ مدعا علیہم نے کوئی شہادت پیش نہیں کی ہے۔ اس تجویز کے پہونچنے پر عدالت اپیل اول نے یہہ تجویز کی کہ فیصلہ ثالثی مورخہ ۱۶ ر فروری ۱۸۹۵ء پر کوئی اعتراض قانونی وارد نہیں ہوتا ہے اور فیصلہ مذکور جایز اور قابل پابندی فریقین کے ہے اور یہہ تجویز کرکے عدالت موصوف نے ڈگری بموجب مضامین فیصلہ ثالثی کے صادر کی اور اوسکے روسے کل دعوی مدعی رسپانڈنٹ کا ڈگری ہوا۔

اوس ڈگری کی ناراضی سے یہہ اپیل دویم پیش ہوا ہے اور مسٹر ماڈل بجانب رسپانڈنٹ کے یہہ حجت کرتے ہیں کہ اپیل ہو نہیں سکتا ہے کیونکہ ازروے فقرہ اخیر دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے جو ڈگری عدالت اپیل ماتحت نے صادر کی ہے وہ مطابق فیصلہ ثالثی کے ہے لہذا ناقابل اپیل ہے۔ بجانب دیگر فیصلہ عدالت کلکتہ بمقدمہ پورنشن ناہتہ وی بنام نرمین چندر رت (ویکلی رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۹۳) پر جسکی تقلید بمقدمہ رگہوبر دیال بنام مینا کنور (لا رپورٹ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۶۴) ہوئی ہے استدلال کرکے مسٹر سنکلی یہہ حجت کرتے ہیں کہ ہرگاہ ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے مطابق فیصلہ ثالثی کے نہیں ہے تو محض یہہ امر کہ ازروے ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے بمنسوخی ڈگری عدالت مرافعہ اولی فیصلہ ثالثی مذکور موثر کیا گیا ہے مانع استحقاق اپیل دویم کا ہوگا کہ جو اوسصورت میں قانوناً موجود ہتا۔ علاوہ مدعا علیہم کونسل یہہ بھی بحث کرتے ہیں کہ عدالت مرافعہ اولی نے جسمیں مقدمہ

سبب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ کے واپس گیا تھا مدعا علیہم اپیلانٹان کو مہلت کافی واسطے
پیش کرنے شہادت بغرض ثبوت سازش اور بدافعالی ثالثان کے جسکا بیان
نامبردگان نے اپنی درخواست عذرداری مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۸۹ع
مین کیا تھا نہین عطا کی اور یہہ کہ ابتدا نہ پیش ہونا شہادت کا ایسا معاملہ
ہے جسپر اوس حیثیت سے بلحاظ بیانات مندرجہ درخواست مدعا علیہم اپیلانٹان
مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۸۹ء کے لحاظ ہونا چاہیئے تھا کہ جس درخواست
مین نامبردگان نے یہہ بیان کیا ہے کہ منجملہ سایلان کے ایک سایل سخت بیمار
تھا اور دوسرا سایل اوسکی خبرگیری کرتا تھا اور صرف پانچ روز کی مہلت واسطے
پیش کرنے شہادت کے ملی تھی — میری یہہ راے ہے کہ جن دو فیصلجات
جنپر مسٹر اسپنکی نے استدلال کیا ہے سو یہہ اونکی حجت کے ہین — لیکن
بہ تعظیم واجب نسبت راے اون ذیعلم ججون کے جنہون نے اون
مقدمات کو فیصل کیا ہے مین خود یہہ تجویز نہین کرسکتا ہون کہ احکام
دفعہ ۵۲۱ یا دفعہ ۵۲۲ مجموعہ کے عدالت مرافعہ اولی پر یا اوس عدالت پر
محدود ہین کہ جسنے حکم مقدمہ کے ثالثی مین سپرد ہونیکا صادر کیا ہے
مقدمات مذکورہ مین سے کسی مین وجوہ اس تجویز کے درج نہین ہین
کہ احکام مذکورہ قابل استفادہ عدالت اپیل کے نہین ہین — یہہ تسلیم
ہوا ہے کہ اگر عدالت مرافعہ اولی نے اس مقدمہ مین عذرات مدعا علیہم نسبت
فیصلہ ثالثی کے نامنظور کردیے ہوتے اور ڈگری مطابق فیصلہ ثالثی کے
صادر کی ہوتی تو بموجب فقرہ اخیر دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے
ڈگری مذکور مختتم ہوتی — حجت یہہ ہے کہ عدالت اپیل اول جب با استحکام
اپنی اختیار اپیل جو اوسکو دربارہ طے کرنے روداد کے حاصل ہے
ٹھیک وہی کارروائی کرے جس سے اگر عدالت مرافعہ اولی وہی
کارروائی کرتی تو ڈگری عدالت مذکور کی قطعی ہوجاتی تو ڈگری اپیل
عدالت اپیل کی بموجب فقرہ اخیر دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے
اپیل سے مبرا نہین ہوجاتی ہے — میری یہہ راے ہے کہ احکام

کل دفعات ۵۲۱ اور ۵۲۲ مجموعہ متعلق عدالت اپیل اول کے بوجہ
احکام دفعہ ۵۸۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہین اور یہہ کہ جب عدالت
مرافع اولی نے غلطی سے فیصلہ ثالثی کو منسوخ کیا ہو اور ڈگری خلاف
شرایط فیصلہ مذکور کے صادر کی ہو اور عدالت اپیل نے وقت طے کرنے
رو داد مقدمہ کے یہہ نتیجہ اخذ کیا ہو کہ فیصلہ مذکور پر کوئی ایسا اعتراض
جیساکہ دفعہ ۵۲۱ مجموعہ کا مقصود ہے وارد نہین ہوتا ہے اور بنابر
اس تجویز کے ڈگری ٹھیک مطابق مضامین فیصلہ ثالثی مذکور کے
صادر کی ہو تو ڈگری عدالت اپیل اول کی مستحق اوسی تخصیص کی جیسے
ڈگری عدالت مرافع اولی کے حسب فقرہ اخیر دفعہ ۵۲۲ مجموعہ کے
ہوتی ہے — اس راے کی تائید اس امر سے معلوم ہوتی ہے کہ در
حالیکہ فقرات ۲۵ و ۲۶ دفعہ ۵۸۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی مین اپیل
بنا راضی احکام مشعر منسوخی یا ترمیم فیصلہ ثالثی کے معین ہین تاہم کوئی
اپیل بنا راضی اون احکام کے معین نہین ہے جو حسب دفعہ ۵۲۱
مشعر نامنظوری عذرات متعلقہ ثالثی کے صادر ہون — لہذا ڈگری
مصدرہ ذیلی جج عدالت اپیل ماتحت ایسی ڈگری ہے جو مطابق فیصلہ
ثالثی کے ہوتی ہے کیونکہ جس فیصلہ کا نتیجہ ڈگری مذکور ہے اوسکے
روسے وہ عذرات نامنظور ہوے ہین جو خلاف فیصلہ مذکور کے
حسب دفعہ ۵۲۱ مجموعہ کے پیش ہوے تھے — لہذا ڈگری مذکور
قطعی ہے اور منشا و اپیل معدوم اوس سے زیادہ نہین ہوسکتی ہے
کہ جیسے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کے منشا و اپیل اول نہین ہوسکتی
ہے بشرطیکہ اوسکی روسے عذرات خلاف فیصلہ ثالثی کے نامنظور
ہوے ہون اور مطابق استقبالیات دفعہ ۵۲۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہو
کل مجموعہ مین عدالت اپیل کو وہ سب اختیارات عطا ہوسکتے
جو عدالت مرافعہ اولی کو بہ نسبت مقدمہ کے حاصل ہوتے ہین اور
اگر کوئی بحث نسبت امور حقیقت کے پیدا ہو تو غالباً اس مین یہہ تجویز

کرونگا کہ عدالت اپیل اول کو کل اختیارات عدالت مرافعہ اولی کے حاصل ہین جو دربارہ طے کرنے احکام سپردگی مقدمہ ثالثی کے اور نیز طے کرنے عذرات متعلقہ فیصلہ ثالثی کے ہین —

بدین وجوہ مین تجویز کرتا ہون کہ جس ڈگری کی ناراضی سے یہہ اپیل پیش ہوا ہے وہ ڈگری مختتم ہے اور اوسکی ناراضی سے اپیل نہین ہوسکتا ہے اور بوجہ اس رائے کے کہ جو خلاف تفصیلات محولہ مسٹر اسپنکی کے ہے میرے لیئے اس امر کا تجویز کرنا غیر ضروری ہو جاتا ہے کہ آیا حسب حالات اسمقدمہ کے عدالتین ماتحت نے دربارہ نہ عطا کرنے مہلت مزید بغرض پیش کرنے شہادت بابت ثبوت عذرات مندرجہ درخواست ۱۸ فروری ۱۸۸۵ع کے جو بابت سازش اور بد اعمالی ثالثان کے ہین صحیح طور پر عمل کیا ہے یا نہین مین یہہ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون —

ضلع مرزاپور — اپیل دویم نمبر ۱۴۳ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۵ جولائی

مشک دہاری سنگہ بنام علی نقی وغیرہم

کاشت دخیلکاری — بیع منجانب اسامی دخیلکار — ڈگری بحق زمیندار ان بمقابلہ مشتری بابت واصلات — واصلات کی تشخیص کسطور پر ہونی چاہیے

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین —

منجانب اپیلانٹ — منشی سکھ نندن لال (?) — منجانب رسپانڈنٹ — بابو ... لعل

محمود صاحب جسٹس — مسٹر کانشیب رشاد دلی جو منجانب مسٹر ... کے حاضر ہوے ہین وقت کرنے بحث کے اپیل عذرات دویم و سیوم و چہارم اپیل پر اصرار نہین کیا ہے اور اپنی بحث کو نسبت وجوہات اپیل اول ذیل پر محدود کیا ہے — لہذا مجھے ضرورت نہین ہے کہ مقدمہ کو علاوہ خیال ان عذرات اپیل مندرجہ یادداشت اپیل کے طے کرون —

جو واقعات بغرض سہولیت امور پیش شدہ کے ضروری ہین وہ یہہ ہین کہ مسمی جگیشر اور مساۃ ابلاکہی اسامیان دخیلکار اوس اراضی کے تہے جس سے یہہ نالش متعلق ہے اور ۲۰ فروری ۱۸۸۱ء کو ناموردگان نے ایک بیعنامہ لکہدیا جسکے روسے ناموردگان نے اپنا حق دخیلکاری بدست ٹہک دہاری سنگہ کے جواب میسر سے لوبردا پیلانٹ ہے منتقل کردیا تہا۔ اسپر رسپانڈنٹان کل زمینداران موضع نے نالش بنام بائعان و مشتری بغرض منسوخی بیعنامہ اور نیز دخیابی اراضی کے دایر کی لیکن استدعاے بیدخلی کو اوپر بیدخلی مشتری کے اس بنیاد پر محدود کیا تہا کہ جس بیعنامہ کے ذریعہ سے ناموردہ نے وہ استحقاق خرید کیا ہے وہ بوجہ امتناع مندرجہ دفعہ ۹ - ایکٹ لگان کے ناجایز ہے نالش ۲۴ مئی ۱۸۸۳ء کو داخل ہوی تہی۔ اور عرضیدعوی مین ایک یہہ استدعا شامل تہی کہ واصلات ایندہ مدعاعلیہ مشتری سے دلای جاوے کہ جو حسب شرح مندرجہ عرضیدعوی کے اراضی پر بوجہ ناجوازی اوس بیعنامہ کے جسکی روسے وہ دخیل ہوا تہا بطور مداخلت بیجا کنندہ کے تہا۔ ۱۰ جنوری ۱۸۸۴ء کو نالش ڈگری ہوی لیکن کسی فروگذاشت نظر سے ڈگری مین کوی حکم دلاپانے واصلات ایندہ متدعویہ مندرجہ عرضیدعوی کے درج نہین ہوا۔ اسوجہ سے درخواست ترمیم ڈگری کے گذری تہی اور ۱۵ جنوری ۱۸۹۶ء کو درخواست مذکور منظور ہوی جسکے روسے دربارہ عطا ہونے چارہ کار کے ڈگری مین یہہ صراحت کی گئی کہ مدعی کامیاب مستحق پانے واصلات ایندہ کا بہی بہ نسبت اوس اراضی کے ہے جس سے نالش متعلق ہے۔

بعد اسطرح ترمیم ہونے ڈگری کے مدعیان ڈگریداران نے جو میسر سے روبرو رسپانڈنٹان ہین اراضی پر دخل پالیا اور ۲۸ مئی ۱۸۸۶ء کو ناموردگان نے یہہ درخواست اجراے ڈگری کی بغرض وصولیابی واصلات ایندہ حسب الحکم ڈگری ترمیمی کے گذرانی ہے۔

اس درخواست پر منجملہ دیگر امور کے ان وجوہ کے بنا پر اعتراض ہوا ہے کہ جس واصلات آیندہ کا ذکر ڈگری میں ہے وہ صرف متعلق زمانہ مابعد ڈگری کے ہے اور نہ اوس زمانہ سے متعلق ہے کہ جو مابین تاریخ ارجاع نالش اور تاریخ صدور ڈگری کے حائل ہوا علاوہ ازینکہ یہہ کہ زر واصلات متدعویہ ڈگریداران بہت زاید ہے۔

ڈگریداران نے اپنی درخواست اجرا ڈگری مین دعوی مبلغ مالیت ۵ کا بطور واصلات بابت سنہ ۱۲۸۶ فصلی کے کیا ہے لیکن عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ رقم مذکور بہت زاید ہے اور اصل مالیت بازاری بعوض شیہ پیداوری اراضی مذکور کے تقیسہ باہمت للعہ کے ہوتی ہے اوریہی رقم عدالت موصوف نے بطور مناسب زر واصلات کے ایسی تجویز کی ہے جسکے پانیکے مستحق ڈگریداران از روے ڈگری کے ہین عدالت اپیل ماتحت نے یہہ بہی تجویز کی ہے کہ جس زمانہ سے واصلات مذکور متعلق ہے وہ وہ زمانہ ہے کہ ابتداے تاریخ ارجاع نالش لغایت اوس تاریخ گذرا ہے کہ جب ڈگریداران نے بذریعہ ڈگری کے اراضی پر دخل پایا تہا۔ عدالت اپیل ماتحت کے حکم سے یہہ تجاویز موثر ہوتی ہین اور اوسی حکم کی نارضی سے یہہ اپیل دویم عدالت ہذا مین پیش ہوا ہے۔

فریقین کی حجت سے جو پیشتر پیش ہوئی ہے دو امر تجویز طلب پیدا ہوتے ہین۔

(۱) آیا واصلات آیندہ جو از روے ڈگری مورخہ ۱۷ جنوری سنہ ۱۸۶۸ع جسکی ترمیم ۱۵ ار جنوری سنہ ۱۸۶۹ع کو ہوئی ہے دلائی گئی ہے اوسکا حساب بابت اوس زمانہ کے ہوگا جو مابین تاریخ نالش اور تاریخ دخلیابی واقعی کے گذرا ہے یا کہ وہ اوس مدت تک محدود ہے جو مابین تاریخ صدور ڈگری (۱) اور تاریخ دخلیابی ڈگریداران از روے ڈگری مذکور کے گذری ہے۔

(۲) آیا دربارہ تشخیص واصلات بطور خسارہ واسطے اغراض دفعہ ۱۹۶ و ۱۹۷ مجموعہ کے جو واصلات دلائے جاوینگی وہ بحساب اوس لگان کے محسوب ہونگے جو قبل بیعنامہ مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۸۶۸ع کے مسمی جگیشر اور مساۃ ابلاکو

اسامیان دخیلکار بنیداران ڈگریداران کو ادا کرتے تھے یا یہہ کہ حساب
اوسکا بلحاظ مالیت بازاری اراضی کے ہوگا جو واسطے پٹہ پر دینی کے ہوتی ہے

بہ نسبت امر اول کے بعد غور اوپر معاملہ کے میری یہہ راے ہے کہ واصلات
آیندہ جو ازروے ڈگری کے دلائی گئی ہے متعلق اوس کل زمانہ کے ہے جو
مابین تاریخ نالش اور تاریخ دخلیابی کے گذرا ہے - یہہ وہی راے جو ڈویژن بنچ
عدالت اپیل ماتحت نے اختیار کی ہے - مگر اسبارہ مین مسٹر کاشی پرشاد
نے منجانب اپیلانٹ کے ہوشیاری یہہ بحث کی ہے کہ درخواست مورخہ
۲۸ مئی ۱۸۷۹ء مین جسکے روسے استدعا اجراے ڈگری اور دعوی واصلات
کا ہوا ہے یہہ عبارت ہندوستانی درج ہے خرچہ و واصلات مابعد ڈگری
یعنے خرچہ اور واصلات مابعد صدور ڈگری مورخہ ۱۷ جنوری ۱۸۷۹ء
اصل درخواست مین جواب تحریر بروز پیش ہے کچھہ ترمیم کی شامل ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ترمیم ڈگری
داران نے بعجلت کی ہے اور جس سے اسکا مادہ تغیر قایم ہو سکتی ہے جیسا مسٹر کاشی پرشاد کا اصرار ہے لیکن بعد
غور کرنیکے بعد مین خیال کرتا ہون کہ عبارت ہندوستانی کا اسطرح پڑہنا چاہئے کہ جس سے عبارت واصلات آیندہ اسطرح پر
کہ حساب اوسکا تاریخ ڈگری سے نہین ہے بلکہ تاریخ ارجاع نالش یعنے ۱۴ مئی ۱۸۷۳ء سے ہے -

بہ نسبت امر دویم کے مین اقرار کرتا ہون کہ وقت فیصلہ کرنے اس امر
بوجہ ایک قول مندرجہ مقدمہ منفصلہ ڈویژن بنچ عدالت ہذا غیر رپورٹ شدہ
کے مجھے کچھہ دقت پیش آئی تھی - لیکن مقدمہ مذکور ہر چہار پہلو سے
ہمشکل مقدمہ ہذا کے نہین ہے اور مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ
مذکور سے مجھے یہہ ممانعت ہو کہ مین راے دربارہ معاملہ تشخیص واصلات
آیندہ کے ظاہر نکر سکون - جو کچھہ حجت ہے وہ یہہ ہے کہ بموجب قانون
کے اس قسم کے مقدمہ مین معیار خسارہ کا جب دعوی واصلات کا
ہو وہ لگان ہے جو زمینداروں اسامیان دخیلکار سے وصول کرسکتا ہے
جنہون نے بوجہ بیعنامہ ناجایز کے مشتری کو قابض کرا دیا ہے اور یہہ کہ
تعداد خسارہ کی بلحاظ اصول کی بنا پر تشخیص ہونا چاہئے - یہہ بالکل
صحیح ہے کہ اگر بایعان بیعنامہ مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۶۸ء کے تنہا ونیز

مذکور نہ لکھتے اور کاشت دخیلکاری پر قابض رہتے تو مدعیان زمیندار ان
اوس سے زیادہ وصول نہین کرسکتے تھے جو لگان اسامیان دخیلکار ان
سے واجب ہوتا ہے - لیکن اوس سے یہہ نتیجہ نہین نکلتا ہے کہ وہی لگان
معیار خسارہ کی ہے - جب دعوی خسارہ کا بمقابلہ ایسے شخص کے ہوتا ہے
جو بعیانہ ناجایز اسامیان دخیلکار سے ملکیا کر اراضی پر قبضہ حاصل کرتا ہے
اور اوس حیثیت سے قابض رہتا ہے تو اوسکی حیثیت بجا مداخلت کنندہ کے
حیثیت سے بہتر نہین ہوتی ہے - اسمقدمہ مین اس امر پر اسوجہ سے
اصرار ہوا ہے کہ ڈگریداران نے دعوی کم از مبلغ ما یستحق بطور واصلات
کے نہین کیا ہے اور ذیلی جج عدالت اپیل ماتحت نے تعین ایسے واصلات کا
صرف بقدر مبلغ مالگذاری کے کیا ہے اور لگان اسامیان دخیلکار سے
صرف بقدر موسیہ کے واجب الادا ہے -

بمقدمہ دیبی پرشاد بنام ہردیال (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۳
صفحہ ۷۶۹) مین یہہ تجویز کی ہے کہ دخل اسامی دخیلکار کا دمیار وایسے
انتقال کرنیکی جو ازروے قانون حسب مندرجہ دفعہ ۹ ایکٹ لگان ممنوع
ہے اسقدر نہین ہے جس سے ضبطی کاشت اور بیدخلی اسامی دخیلکار
کی حسب ضمن (ب) دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان کے لازم آوے - رای منظورہ
مقدمہ مذکور کو ذیلی چیف جسٹس صاحب حال عدالت ہذا نے بمقدمہ
فاطمہ بیگم بنام ہنسی (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۴۹)
نے منظور کیا ہے اور اوسکی بموجب یہی حال کے مقدمہ مولچند بنام پیتم
(اپیل دویم نمبر ۱۵ ۱۱ سنہ ۱۸۸۶ء منفصلہ ۲۸ جون سنہ ۱۸۸۶ء مین) وہی راے
اختیار کی ہے لیکن تجاویز مذکور زیادہ اوسمقدمہ سے متعلق ہین جسمین
زمیندار از انتقال ناجایز منجانب اسامی دخیلکار کے اسامی مذکور کو بذریعہ
حکمنامہ عدالت لگان کے بیدخل کرنا چاہتا ہے - بہ نسبت اس قسم کے
مقدمہ کے کہ جسمین جا یا بیجا طور پر نالش نمبری مین ڈگری مشعر دلاپانے
دخل اوپر کاشت اسامی دخیلکار کے بحق زمیندار صادر ہو چکی ہے

کہ جس کاشت کو اسامی نے ناجایز طور پر بیع کر دیا تھا - مین بحیثیت
اجرا کنندہ ڈگری کے حالات ماقبل ڈگری پر لحاظ نہین کر سکتا ہون
اور مجھے یہہ تصور کرنا چاہیے کہ ڈگری مطلوب الاجرا حال مناسب
طور پر صادر ہوئی تھی اگرچہ مین اس امر کی راے ظاہر کرنیکو
آمادہ نہین ہون کہ آیا اثر اوس ڈگری کا یہہ ہے یا نہین کہ حق
دخیلکاری جگیشر اور مسماۃ اپلا کی ختم ہو گیا ہے - جہانتک
بحث موجودہ حال زیر تجویز کو تعلق ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ
واصلات ڈگری شدہ کی تشخیص بطور خسارہ بمقابلہ اپیلانٹ
حال کے بلحاظ اوسکے اس حیثیت کے کہ وہ بذریعہ بیعنامہ ناجایز
کے قابض ہے اور اسطرح پر اراضی پر داخلت بیجا کنندہ ہے
ہونی چاہیے - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ معیار مناسب خسارہ کی
وہ لگان نہین ہے جو اسامی دخیلکار سے زمیندار کو واجب الادا
ہوتا ہے کیونکہ یہہ لگان اپنے قیود قانونی خاص پر مشروط ہے
بلکہ بلحاظ اوس مالیت بازاری واجبی کے تشخیص ہونی چاہیے
جو اراضی کے واسطے پتہ پر دینے کے ہوتی ہے - مالیت مذکور
بقدر مبلغ ما ہیت سالانہ ثابت ہوی ہے لہذا یہی رقم بجاے
اوس خسارہ کا ہے جو بوجہ اس فعل بیجا کے اپیلانٹ حال کو
عاید ہوا کہ نامبردہ اراضی پر بذریعہ بیعنامہ ناجایز منجانب اسامی
دخیلکار کے قابض ہوا تھا بذینوجوہ اون نتایج پر اتفاق کر کے
جو ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے اخذ کیے ہین مین اس اپیل
کو معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون -

ضلع کانپور — اپیل دوم نمبر ۱۲۰ سنہ ۱۸۹۳ع — منفصلہ ۵ جولائی

بالکند بنام سکھیم

شفعہ - جمع ہونا زر ثمن کا حسب ہدایت مندرجہ ڈگری

ابتدائی منجانب شفیع کے۔ خرچہ محکومہ ڈگری ابتدائی کا منجملہ زر ثمن کے شفیع کا وصول کرلینا ڈگری عدالت اپیل مین یہہ حکم ہونا کہ زر زاید بطور زر ثمن کے جمع ہو اور ہر فریق اپنے اپنے خرچہ کا متحمل ہو۔ شفیع کی طرف سے زر ثمن مزید کا جمع ہونا اور اسکے طرف سے خرچہ کا واپس ہونا۔ عدم تعمیل ڈگری عدالت اپیل کا منجانب شفیع کے ہونا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۱۴۔

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہیں۔

مول بہاری و محمود الحسن منجانب اپیلانٹ جو کہو مین منجانب رسپانڈنٹ

فیصلہ جسٹس۔ جو واقعات واسطے تصفیہ اس اپیل کے ضروری ہیں اونکا مختصراً اعادہ حسب ذیل ہو سکتا ہے۔

مسماۃ امیدی کنور نے بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۳ء کے جایداد متنازعہ مقدمہ حال بدست بالکنند جو ہیرے رو برو اپیلانٹ ہے بیع کی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ بیع مذکور خلاف استحقاق شفع مقبوضہ نیچم کے جو ہیرے رو برو رسپانڈنٹ ہے عمل مین آیا تھا اور نامبردہ نے نالش نفاذ حق مذکور کے کی اور ۲۰ دسمبر ۱۸۸۳ء کو ڈگری بہ نفاذ حق مذکور و دخلیابی جایداد بشرط ادائی مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ ثمن کے حاصل کی۔ بنا برامنی اوس ڈگری کے بالکنند مشتری نے اپیل پیش کیا تھا اور عدالت اپیل ماتحت نے جیسے اوس مقدمہ مین کارروائی کی تھی اسمقدمہ اپیل ڈگری کیا کہ رقم زر معاوضہ کو مبلغ ۱۰۰۰ روپیہ سے ۱۱۰۰ تک بڑہا دیا اور بہ نسبت خرچہ کے عدالت موصوف نے یہہ حکم دیا کہ فریقین اپنا اپنا خرچہ ادا کریں۔ ڈگری مذکور مین یہہ بھی صراحت تھی کہ مبلغ ۱۱۰۰ اندر ایک مہینہ کے اوسوقت سے جمع کر دیا جاوے کہ جب ڈگری عدالت موصوف کی قطعی ہو جاوے جس سے یہہ مراد سمجھنا چاہیے جیسا کہ ایک سے زیادہ مقدمہ مین تجویز ہو چکا ہی کہ وہ تاریخ کہ جبمیعاد اپیل کرنیکی گذر جاوے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت میں پنجم رسپانڈنٹ نے بعد حصول ڈگری عدالت مرافعہ اولی مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۲ء کے عدالت صادر کنندہ ڈگری میں مع مبلغ ما عہ ۱۵ جنوری ۱۸۸۳ء کو حاضر ہوا اور اوسی تاریخ کو مبلغ ما عہ مذکور حسب ہدایت مندرجہ ڈگری کے جمع کر دے۔ بلاشبہ زر مذکور اندر میعاد معینہ ڈگری مذکور کے جمع ہوگیا تہا اور اسمین کچھ بحث نہین ہے کردہ داخلہ زرثمن کا جایز ہے۔ لیکن جس ڈگری کے رو سے زر مذکور جمع ہوا تہا اوسی مین حکم دلایا گیا نے حرچہ تعدادی مبلغ عہ کا بہی پنجم کے صادر ہوا تہا اور واضح ہوتا ہے کہ بذریعہ جاری کرنے ڈگری مذکور کے بعد ازان نامبردہ نے زر اخر الذکر عدالت سے ۵ مارچ ۱۸۸۳ء کو وصول کرلیا۔ لیکن یہہ واقعات بلاشبہ ماقبل ڈگری عدالت اپیل مورخہ ۱۸ اپریل ۱۸۸۳ء کے ہین۔ بعدہ معلوم ہوتا ہے کہ بتعمیل ڈگری آخر الذکر کے پنجم مذکور نے مبلغ عہ ۱۴ مئی ۱۸۸۳ء کو بنظر پوری کرنے زر قیمت مبلغ ما عہ زر مجمعہ سابقہ کے پوری مال حسب اقتضاے ڈگری عدالت اپیل کے ہو جاوین جمع کر دے۔

بعدہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت مرافعہ اولی مین کچھ کارروائی ہوئی ہتین جس کی نسبت اس سے زیادہ کہنی کی ضرورت نہین ہے کہ اوسکی وجہ سے درخواست تجویز ثانی کی بالمکند اپیلانٹ حال نے عدالت اپیل ماتحت مین متضمن تجویز ثانی ڈگری عدالت موصوف مورخہ ۱۸ اپریل ۱۸۸۳ء کی گذرانی تہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ درخواست مذکور منظور ہوگئی تہی اور ڈگری مورخہ ۱۸ اپریل ۱۸۸۳ء مین بہ نسبت حکم حرچہ کے بہت سے ترمیم ہوئی تہی اور ترمیم مذکور اوس حکم سے ظاہر ہوتی ہے جو بر طبق تجویز ثانی بتاریخ ۱۳ فروری ۱۸۸۴ء کو صادر ہوا تہا۔

یہہ وہی ڈگری ترمیمی از روے حکم اخر الذکر کے ہے جسکی نسبت بالمکند نے درخواست ہذا پیش کی ہے کہ جس سے یہہ اپیل پیدا ہوا ہے۔
درخواست مذکور ۱۶ جون ۱۸۸۴ء مین استدعا ہوئی تہی کہ جس

جایداد کی بابت پنجم دربارہ نفاذ شفع کے کامیاب ہوا ہے وہ سایل کو پہر واپس کرا دیجاوے کیونکہ پنجم نے مکمل مبلغ ۱۸ اندر میعاد معینہ از روے ڈگری مورخہ ۱۸ اپریل ۱۸۸۳ء خواہ از روے ڈگری ترمیمی مورخہ ۱۳ فروری ۱۸۸۵ء کے جمع نہیں کیا تہا کیونکہ نامبردہ نے مبلغ ... بابت خرچہ محکومہ ڈگری عدالت مرافع اول مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۳ء کے وصول کر لیا تہا کہ جس ڈگری کی ترمیم حسب متذکرہ بالا عدالت اپیل ماتحت سے بہ نسبت خرچہ کے منسوخ ہو چکی ہے۔

ہر دو عدالت نے اس حجت کو اس بنیاد پر نامنظور کیا ہے کہ حسب حالات مقدمہ کے پنجم شفیع نے تعمیل شرایط ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی بہ نسبت جمع کرنے مبلغ ۱۸ کے کی ہے۔

میری یہہ رائے ہے کہ جو نتیجہ عدالتین ماتحت نے اخذ کیا ہے وہ حسب حالات مقدمہ کے صحیح ہے۔ اولاً ڈگری عدالت مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۳ء کی تعمیل باضابطہ پنجم شفیع نے کی تہی کہ جب اوسنے مبلغ ... ۲۴ جنوری ۱۸۸۴ء کو جمع کر دیا تہا اور اوسی ڈگری کی یہہ بہی تعمیل ہے کہ اوسنے ... ۹ مارچ ۱۸۸۴ء کو بابت اوس خرچہ مقدمہ کے وصول کئے جسکا نامبردہ از روے ڈگری عدالت موصوف کے مستحق قرار پایا تہا۔ ڈگری عدالت اپیل ماتحت مورخہ ۱۸ اپریل ۱۸۸۴ء جسکے روسے رقم ... کی بڑہکر ۱۸ کی رقم کی گئی تہی کی یہی تعمیل کافی پنجم شفیع نے کی تہی کہ جب اوسنے ۱۴ مئی ۱۸۸۴ء کو ... مزید جمع کر دئے تہے۔ اثر ان دونو رقمونکے جمع کرنیکا یہہ ہے کہ بطور امر واقعہ کے مبلغ ۱۸ بہ تعمیل ڈگری مورخہ ۱۸ اپریل ۱۸۸۴ء کے جمع ہو گئے تہے اور اوس ڈگری کی ترمیم اسبارہ میں بذریعہ اوس ڈگری کے نہیں ہوئی تہی جو بصیغہ تجویز ثانی بتاریخ ۱۳ فروری ۱۸۸۵ء کو صادر ہوئی تہی۔

اب جو کچہہ بحث ہوئی ہے وہ صرف یہہ امر ہے کہ ہرگاہ ۵ مئی ۱۸۸۴ء کو پنجم شفیع نے مبلغ ... بذریعہ اجراے ڈگری مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۸۸۳ء

کے وصول کر لی تھی تو اوسپر فرض تھا کہ بہ تعمیل ڈگری عدالت اپیل
ماتحت مورخہ ۱۹ اپریل ۱۸۸۲ء کے ۱۴ مئی ۱۸۸۲ء کو نہ صرف
مبلغ [illegible] جمع کرتا بلکہ مبلغ [illegible] بھی جمع کرتا جو اوسنے حسب متذکرہ
بالا وصول کر لیا تھا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس بحث سے دو مختلف
امور مین اشتراک ہو جاتا ہے جو اس مقدمہ مین تجویز طلب ہین۔
یہہ امر کہ آیا جس حکم کے ذریعہ سے بیعنامہ نے مبلغ [illegible] ۵ مارچ ۱۸۸۲ء کو
وصول کر لیا تھا وہ حکم جایز ہے یا نہین ایک امر ہے اور یہہ امر کہ آیا رقم
مبلغ [illegible] سے جو ۱۵ مئی ۱۸۸۲ء کو جمع ہوئی تھی اور نیز رقم
[illegible] مزید سے جو ۱۳ مئی ۱۸۸۲ء کو جمع ہوئی تھی پوری رقم کی
جمع ہونا حسب منشاء ڈگری عدالت اپیل کے ہوتا ہے یا نہین دوسرا
امر ہے۔ صرف امر آخرالذکر ہی کی تجویز کرنیکی مجھکو ضرورت ہے مین
تجویز کرتا ہون کہ چونکہ ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی مورخہ ۱۹ اپریل
۱۸۸۲ء ہے اور ہر دو رقوم جنکا مجموعہ روپیہ ہوتا ہے اپنی میعاد
معینہ کے جمع ہو گئیں تھین تو مشفیع کے حقوق شفع زایل نہین ہوتے مین
جنکا استقرار از روے ڈگری کے اوسکے حق مین ہو چکا ہے۔ مضامین دفعہ ۲۱۴
مجموعہ مین جو متعلق ایسے معاملات کے ہے کوئی ایسا حکم شامل نہین ہے
کہ اس قسم کے حالات مین جو حق کہ ثابت ہو چکا اور قرار پا چکا اور جسکی
ڈگری ہو چکی ہے وہ محض اسوجہ سے زایل ہو جاویگا کہ از روے حکم
عدالت کے گو وہ غلط ہو یا نہین ایک جزو قیمت مجوزہ کا اجراے ڈگری مین
واپس ہو گیا ہے۔ مجھے ضرور نہین ہے کہ فیصلہ کسی ایسے امر متعلقہ اوس
حکم کے کرون جسکے بموجب بیعنامہ نے [illegible] وصول کر لئے تھے لیکن مین
خیال کرتا ہون کہ مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ ایسے حالات مین جیسے کہ یہہ
ہین اب بھی بالکلیہ مشتری اپیلانٹ حال کو چارہ کار دربارہ واپسی
مبلغ [illegible] کے جو بیعنامہ از روے حکم عدالت کے لیگیا ہے حاصل ہے اور
وہ چارہ کار نا سپردہ کو بذریعہ ڈگری اپیل مورخہ ۱۹ اپریل ۱۸۸۲ء

کے جسکی ترمیم ۲۴ فروری ۱۸۹۵ء کو ہوی تھی حاصل ہوسکتا ہے۔ بہ نسبت
عام اصول متعلقہ قاعدہ ۵ ایسی صورتین میں مقدمہ جسونت سنگھ بنام
دیب سنگھ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۲۳۴) پر
حوالہ کرتا ہوں۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے مین خیال کرتا ہون کہ جس عذر
پر منجانب اپیلانٹ کے اصرار ہوا ہے وہ قابل پذیرای کے نہین ہے۔
مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہوں۔

ضلع علیگڈھ — اپیل اول نمبر ۱۰ سنہ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۲ جولائی

محمد الہ یار خان ویک کس دیگر بنام محمد سمیع الدین خان وغیرہم

رہن نالش الفکاک رہن۔ رسید زر معاوضہ۔ بار ثبوت۔ رہن کا مرتہن کا کل زر معاوضہ کے ادا کرنیمین قاصر ہونا۔ ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ع (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۷۶۔ ذمہ داری حساب کی۔ مالکانہ۔ ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ع (ایکٹ میعاد سماعت) ضمیمہ ۲ نمبر ۱۳۲۔

واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

اجودہیا ناتہہ منجانب اپیلانٹیان کالون و جوگندر ناتہہ منجانب رسپانڈنٹیان

اینج صاحب چیف جسٹس۔ اس مقدمہ مین مدعیان نے اپنی نالش واسطے الفکاک دو رہن بنام مدعاعلیہم کی ہے اور دعوی واصلات کابہی کیا ہے۔ اصل مالک جایداد متنازعہ کا مسمی خواجہ علیخان تہا۔ نامبردہ نے ابتدا جایداد متنازعہ کو بذریعہ دو رہنامجات جو مختلف اور جداگانہ تعداد کے تہی۔ بدست مدعیان رہن کیا تہا۔ بعدہ ۲۲ اگست سنہ ۱۸۶۸ع کو نامبردہ نے ایک دوسری رہن بنام محمد سمیع الدین خان مدعاعلیہ اور ہدایت علی خان کے جسکی قایمقامان مدعاعلیہم اناث ہین کی تہی۔ ۲۴ اپریل سنہ ۱۸۷۲ع کو راہن نے ایک اور رہنامہ بنام ہدایت علی خان کے لکہدیا۔ ۲۰ جون سنہ ۱۸۷۲ع کو راہن نے اپنی کل حقیت بدست مدعیان بیع کردی۔ اسمقدمہ مین رقوم مجرائی جو فی الواقع ازروے رہن ہاے سنہ ۱۸۶۱ع و سنہ ۱۸۶۲ع کے پیشگی دیگئی تہی مین معرض نزاع مین ہین۔ مدعیان کا بیان ہے کہ روپیہ جو بطور معاوضہ مجملہ رہنامجات مذکورہ کے رہنامہ مین درج ہے وہ درحقیقت ادا نہین ہوا تہا۔ ازروے رہنامہ سنہ ۱۸۶۸ع کے مرتہنان پر فرض تہا کہ منجملہ منافع جایداد کے مبلغ ۔۔۔ سالانہ بطور مالکانہ کے راہن کو ادا کیا کرین۔ مرتہنان بعوض سود کے جایداد پر قابض کرادیئے گئے تہے۔ فریقین رہنامہ سنہ ۱۸۶۸ع نے تشخیص منافع کی واسطے میعاد رہن کے بحساب مبلغ ۔۔۔ سالانہ کے کی تہی۔ مدعیان نے جن رقوم کی مجرائی کا دعوی حساب مین کیا تہا اوسمین ایک رقم زر مالکانہ مبلغ ۔۔۔ کی ہے۔ یہہ مسلمہ ہے کہ اسکا ثبوت نہین ہے کہ کسی سال اوسکا زر سالانہ ادا ہوا ہے۔ میعاد رہن ...

مین اور جبکہ دستاویز کو تعلق ہے راہن کو ان رقمون کے وصول ہے
اقرار ہے۔ مین اخیر دو رقمونکا فیصلہ پہلی کرونگا۔ اس وقت پر چونکہ مدعیان
بطور منتقل الیہ حق راہنی کے نالش کرتے ہین ہذا بار ثبوت اس امر کا کہ
[illegible] فی الواقعہ وہ روپیہ وصول نہین پایا ہے جسکی پانیکا اقرار راہن نے
[illegible] رہنامہ کے تحریر سے کیا ہے بادی النظر مین مدعیان پر ہے۔ اس
موقع پر کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہہ ترغیب ہو کہ یہ دو رقوم مذکور راہن
[illegible] وصول نہین ہوئی ہین۔ لہذا مین بطور امر واقعہ کے تجویز کرتا ہون کہ رقوم
وصول ہو گئی ہین۔ بہ نسبت دیگر دو رقوم یعنی [illegible] ہزار اور [illegible] کے حسب [illegible]
[illegible] کے بار ثبوت مدعاعلیہم پر عاید ہو گیا ہے۔ عدالت ماتحت اور نیز عدالت ہذا
[illegible] ہوا ہے کہ رقوم مذکور وقت تحریر رہنامہ کے یا اوسکی بعد عرصہ تک ادا
[illegible] نہین اور بموجب شرائط رہنامہ کے رقوم مذکور منجانب ہدایت علیخان
[illegible] خان مرتہنان کے مدعیان کو ادا ہونی چاہی تہین۔ اندرینحالات
[illegible] رہنامہ کے راہن کو [illegible] وصول ہو گیا ہے شہادت بادی النظر کی
[illegible] مدعیان کے پیدا [illegible] سکتا ہے۔ مدعاعلیہم نے عدالت ماتحت
[illegible] بار کو اپنی ذمہ لیا تہا کہ جو قانوناً بابت ثبوت وصول یا رقوم مذکور کے
[illegible] ذمہ عاید ہوتا ہے۔ اونکا یہہ بیان ہے کہ ہمنی ۱۹ فروری ۱۸۷۲ع کو دو
[illegible] راہن کو فی الواقعہ ادا کر دی ہین۔ اوسکی ثبوت مین ناسبہ گان کے
[illegible] مسمیان حبیب اللہ اور حمایت حسین کا اظہار کرایا ہے۔ گواہان مذکور
[illegible] بیان کیا ہے کہ ہم اوسوقت موجود تہی جب یہہ دو رقوم تعدادی
[illegible] کے راہن کو ادا کی گئی تہین۔ ایک نے بیان کیا ہے کہ مین نے
رسید طیار کی تہی اور تاثیر آخر گواہ نے یہہ بیان کیا ہے کہ رسید پر راہن نے
دستخط کی تہی۔ رسید مذکور عدالت ماتحت نے شہادت مین مقبول کی ہے
لیکن ظاہرا بلا عذر نہین۔ رسید مذکور عدالت ہذا مین شہادت مین پیش کی گئی
ہے اور اوسکی بابت منجانب مدعیان اس بنیاد پر عذر ہوا ہے کہ وہ ایسی
دستاویز ہے جو دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری ہند مین داخل ہے اور بوجہ غیر رجسٹری شدہ

ہونیکی بموجب دفعہ ۴۹ - ایکٹ رجسٹری بابت سنہ ۱۸۶۶ء کے شہادت مین قابل قبولی
کے نہین ہے لہذا واسطی اغراض شناخت کے رسید مذکور کو ملاحظہ کیا ہے
رسید مذکور مورخہ ۹ فروری سنہ ۱۸۷۲ء ہے اور متضمن وصولیابی مبلغ [illegible]
بقیہ معاوضہ رہن کے ہے جو مرتہنان سنہ ۱۸۷۱ء سے وصول ہوا ہے - واسطی
اغراض اس فیصلہ کے اس موقع پر یہہ خیال کرنا چاہئی کہ مین فرض کرتا ہون
کہ رسید متنازعہ فی الواقع راہن نے کسیوقت قبل ۱۳ جون سنہ ۱۸۷۶ء کے
دستخط کی تھی - تاریخ مذکور پر رسید مذکور اول مرتبہ اوس نالش مین پیش ہوئی
تھی کہ جو مدعیان نے بمقابلہ مرتہنان سنہ ۱۸۷۱ء و سنہ ۱۸۷۲ء کے دایر کی تھی - مین اس
امر پر غور کرنا ضروری نہین سمجھتا ہون کہ رسید مذکور بوجہ غیر رجسٹری شدہ ہونیکی
شہادت سے خارج ہے یا نہین کیونکہ مینی یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مبلغ
[illegible] راہن کو ہرگز ادا نہین ہوئے ہین لہذا میری راے مین رسید مذکور
بیکار ہے یہی وجوہ حسب ذیل ہین البعد بیان کرنے وجوہ مذکورہ کے
آنریبل چیف جسٹس صاحب نے یہہ تجویز فرمایا ہے کہ مینی یہہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس
شہادت پر استدلال نہین ہوسکتا ہے اور یہہ کہ وصول مذکور ثابت
نہین ہے - نتیجہ یہہ ہے کہ مین تجویز کرتا ہون کہ مبلغ [illegible] کل وہ رقم
ہے جو راہن کو از روے رہن اگست سنہ ۱۸۶۷ء کے پہونچی تھی - چونکہ رہننامہ
سنہ [illegible] مین اقرار بوقت موجود یا ماقبل کا بابت وصول مبلغ الف [illegible] کے درج
نہین ہے کہ جسکا دیا جانا اوس پر ظاہر ہوتا ہے لہذا میری یہہ راے ہے کہ
دستاویز مذکور [illegible] بہ نسبت مبالغ [illegible] کے جو جز وہ اوس ایک ہزار روپیہ
کا ہے کوئی شہادت بادی النظری خلاف مدعیان بہ نسبت وصول کسی جز و زر
متنازعہ کے پیدا نہین ہوتی ہے [illegible] کالعدم [illegible] بجانب رسپانڈنٹان حاضر
ہوتے ہین مجبور آیہہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ [illegible] مبلغ
[illegible] کے راہن کو منجملہ الف ہزار کے ادا ہوا [illegible] فی الواقع اگر معاملہ
مدعیان کا ہوتا تو کوئی امر ایسا نہین [illegible] ثبوت مین استدلال
کیا جاتا کہ یہہ رقم صاحب کی ہی ادا ہوئی ہے [illegible] قرار دیا

ہے کہ ۱۰ اگست اور ۱۸۹۱ء سے جایداد پر قابض ہین لہذا اونکو منافع کا حساب دینا چاہیئے جس اصول کا متعلق ہونا مین خیال کرتا ہون وہ دفعہ ۲۷ ایکٹ انتقال جایداد مین پایا جاتا ہے یہہ قرار پایا تھا کہ منافع سالانہ بحساب [illegible] سالانہ کے متصور ہوگا۔ میری یہہ راے ہے کہ زر مالکانہ سالانہ انکا جو بعد ۱۸۹۱ء کے واجب ہوا تھا بطور جزو منافع سالانہ مبلغ [illegible] کے متصور ہونا چاہیئے۔ ہدایت علی خان اور شمیع الدین خان مرتہنان کو منجملہ زر منافع کے زر سالانہ بطور مالکانہ کے ادا کرنا فرض تھا۔ نامبردگان نے زر مالکانہ ادا نہین کیا اور اسطرحپر کل منافع جایداد کا وصول کیا۔ یہہ کہا گیا ہے کہ جہان تک زر مالکانہ کو تعلق ہے دعوے خارج المیعاد ہے اور زر مالکانہ غیر سودی کو طیارتی اب [illegible] خیال مین نہ لانا چاہیئے۔ میری راے مین ایکٹ میعاد سماعت ہند متعلق نہین ہے کیونکہ حسب حالات مقدمہ کے مرتہنان کو منافع کا حساب دینا چاہیئے اور چونکہ زر مالکانہ کو نامبردگان نے اپنے جیب خاص مین رکھا ہے لہذا زر منافع مین اضافہ ہوگئی ہے گو ایکٹ میعاد سماعت ہند متعلق ہے ہو تو یہہ مقدمہ دفعہ ۱۳۲ ضمیمہ ایکٹ مذکور مین داخل ہوتا ہے۔ لہذا یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ زر مالکانہ بابت اون سال کے جو اگست ۱۸۹۱ء مین ختم ہوا حساب مین لیا جاویگا کیونکہ جب مالکانہ اگست ۱۸۹۱ء مین واجب [illegible] واد [illegible] اصل راہن کی حق مین پیدا ہوا ہے اور اوسکا استحقاق ازروے بیعنامہ ۱۸۹۱ء کے بیعدار کیطرف منتقل نہین ہوا یہہ قرار پایا ہے کہ واسطی اغراض ڈگری کے سود بالاے مبلغ صہ [illegible] بحساب للعہ سالانہ کے محسوب کیا جاوے۔ اس اقرار سے کوئی صورت حقوق فریقین کو نہ پہونچیگی اگر اپیل کیا جاوے۔ میری یہہ راے ہے کہ یہہ ڈگری کرنا چاہیئے کہ حساب بر بنیاد ذیل کے مرتب کیا جاوی بابت رہننامہ مورخہ ۲۲ اگست ۱۸۷۱ء جسکی بابت کل مبلغ صہ [illegible] پیشگی دیا گیا ہے سود بشرح للعہ سالانہ۔ بابت رہننامہ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۸۷۲ء جسکی بابت کل صہ پیشگی دیا گیا ہے سود بشرح [illegible] فیصدی ماہانہ۔

بر بناء اسی فیصلہ کے یہہ بات ہے کہ ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت
نے قاعدہ امر تجویز شدہ کو بمقابلہ مدعی حال کے متعلق کیا ہے لیکن میری
یہہ راے ہے کہ قاعدہ امر تجویز شدہ کا مقدمہ حال سے متعلق نہین ہے کیونکہ
اولاً مقدمہ سابق کا انجام کسی فیصلہ کے ساتھہ نہین ہوا تھا اور تاثیر ڈگری اخیر
کی صرف اس امر کے کہنے کے ساتھہ ہے کہ نالش مذکور بحیثیت موجودہ
ناقابل پذیرائی ہے۔

اشیا کی ایسی کیفیت پر فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ محمد سلیم بنام
نیبن بی بی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۲۸۲) متعلق ہے۔ فیصلہ
عدالت ہذا بمقدمہ قدرت بنام وینو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ
۱۵۵) مقدمہ حال سے قابل تمیز معلوم ہوتا ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ جو
آرا مین بمقدمہ محمد سلیم بنام نیبن بی بی متذکرہ بالا کے ظاہر کی ہین وہ
اوس سے منافی نہین ہین۔

وجہ اسکی کہ کیون قاعدہ امر تجویز شدہ کا اس مقدمہ سے متعلق نہین
ہے یہہ ہے کہ یہہ مسلمہ ہے کہ مدعی اپیلانٹ حال کسی طرح پر قایمقام بلاس آی
مدعی مقدمہ سابق کا نہین ہے اور نیز حسب تجویز عدالت اپیل ماتحت کے
[illegible] کے مقدمہ مین مدعی حال اور مدعا علیہم حال اوس مقدمہ کے فریقین
کے ایک ہی زمرہ مین تھے۔ ورنظر اسکے یہہ صحیح ہے اور مقدمات ابھی چرن نند [illegible]
بنام [illegible] (بنگال لا رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ [illegible]) اور کیلت چند [illegible]
بنام گشن گوبند [illegible] (بنگال رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۱۲۸) سے اس راے
کی تائید ہوتی ہے کہ واسطے اغراض قاعدہ امر تجویز شدہ کے کوئی فیصلہ اوس وقت
تک قطعی نہین ہو سکتا ہے کہ جن فریقین کے درمیان قاعدہ مذکور متعلق
کیا جانے کو ہے وہ مقدمہ سابق کے جانبین مخالف مین فریق تھے بلکہ ضرورت
نہین ہے کہ اس بات کی وجہ قانونی پر لحاظ کرین کہ کیون یہہ امر ضروری واسطے
متعلق کرنے قاعدہ مذکور کے ہے۔ مجھکو صرف اس امر کے کہنے کی ضرورت
ہے کہ عبارت انگریزی کی آئین اور بہت فریقین مین تنازعہ بین کو اوسی نشا مین

جہنا چاہئے کہ جسمین مینی اوسکو بیان کیا ہے۔ اس راے کی صریحًا تائید
فیصلہ میرے برادران اسٹریٹ صاحب سٹس اوڈرل صاحب جسٹس سے جو
مقدمہ بہگونت سنگہ بنام ہیچ گنتو سل انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ
۱۹ مین کیے ہے اور دیگر مقدمات امثالہ بالا سے ہوتی ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے پس صاحب جج نے روداد پر لحاظ کرنے مین انکار
کرنے مین صریحًا غلطی کی ہے اور چونکہ تجویز مقدمہ کی روداد پر نہین ہے لہذا یہہ
درخواست مشعر ہونے تعمیل کی منظور نہین کرسکتا ہون کہ مجھکو اس امر پر بھی نسبت قانونی
اور دیگر روداد اون عذرات کے تجویز کرون جو مدعا علیہم رسپانڈنٹ یا ان نے
حسب دفعہ ۵۹۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت اپیل ماتحت مین پیش کی
تھی۔ اون عذرات کا طی کرنا عدالت اپیل ماتحت کا کام ہے اور چونکہ بوجہ
اون تجاویز کے جو مینی بیان کی ہین جہانتک مقتضاے اس اپیل سے ہے
ضرورت واپسی مقدمہ کی حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے لہذا
مین خیال کرتا ہون کہ عذرات مذکور کا طی کرنا اسوقت قبل از وقت ہے۔

بدینوجہ مین اپیل کو ڈگری کرتا ہون اور منسوخی ڈگری عدالت اپیل
ماتحت کی مقدمہ عدالت موصوف مین حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے واسطے تجویز روداد کی بلحاظ تحریرات بالا کے واپس بھیجتا ہون۔ خرچہ
نتیجہ پر منحصر رہیگا

ضلع علیگڈھ | اپیل نمبر ۱۰۲۴ سنہ ۱۸۸۶ع | منفصلہ ۹ جولائی

بہوانی کنور وغیرہ مستغیث بنام نراین سنگہ وغیرہم

عرضی نالش کی ترمیم۔ مقدمہ کی سماعت اول۔ قبل اختتام مقدمہ کے
جج کا علیحدہ ہونا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۷ اور ۱۷۹ اباب ۱۵۔

بہوانی کنور مدعیہ بیوہ تیکم سنگہ کی ہے اور مولا کنور مدعیہ بیوہ کوبیر سنگہ پسر
تیکم سنگہ کی ہے۔ مدعیان نے عدالت جج ماتحت علیگڈہ مین نالش نفاذ حق
شفع کی بابت رہن ایک حصہ واقع موضع کے کی ہے اور اپنا دعوی واجب العرض

پر مبنی کیا ہے۔ مدعیان نے یہہ بیان کیا ہے کہ ہم حصہ داران موضع کے ہیں
کیونکہ ہمارا نام بطور حصہ داران اوس حصہ کے درج ہے جسکی نسبت نام اونکے
شوہران متوفی کا بطور قابضان کے درج تہا۔ مدعا علیہم نے یہہ عذر کیا ہے
کہ اوسنگہ شوہر بہولا کنور مدعیہ کا اپنی باپ کے روبرو فوت ہو گیا تہا لہذا بہولا کنور
مدعیہ نے اوسکی وفات پر بطور وراثت نہیں پایا اور بیگم سنگہ کی وفات پر اوسکی
کل جایداد بہولا کنور مدعیہ کو وراثتاً پہونچی لہذا وہ ... مدعیہ شخص اجنبی
ہے اور اسوجہہ سے بہولا کنور مدعیہ نے اپنا حق شخص اجنبی کو اپنی
ساتہہ نالش مین شریک کرکے زایل کر دیا ہے۔ ۱۸ دسمبر ۱۸۸۴ء کو مولوی
سمیع اللہ خان نے جو اوسوقت حاکم عدالت کے تہی امور تنقیح طلب قایم
کی تہی۔ اسکی بعد مدعیان کا اظہار بذریعہ بند سوالات کے ہوا تہا بعدہ مولوی
سمیع اللہ خان اوس عدالت سے علیحدہ کر دی گئی تہی جب مقدمہ بغرض
سماعت اور قلمبند ہونے اظہار گواہان کے روبرو بابو ابناش چندر نبرجی
اونکی جانشین کے پیش ہوا تو بہولا کنور مدعیہ نے جا کہ آخر الذکر سے درخواست
ترمیم عرضی نالش کی بذریعہ اخراج اوسکی نام کے کی بابت
ہوئی تہی کہ بابو ابناش چندر نبرجی کے روبرو پہلی سماعت
ہوئی ہے اوسکو بلحاظ مقدمہ جگرام داس بنام نراین لعل (انڈین لا رپورٹ
مسلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۵۰) کے پہلی سماعت مقدمہ کی متصور کرنا چاہئے
جج ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ فیصلہ مذکور کے رو سے جو ہدایت ہوئی
ہے وہ یہہ ہے کہ جب کسی نئی جج کو ایسا مقدمہ پہونچے جسکی حاکم متقدم نے
جزواً سماعت کی تہی تو جج موصوف کو سماعت مقدمہ مذکور کی اوسی موقع سے
شروع نکرنا چاہئے کہ جس موقع سے حاکم متقدم نے اوسکو چہوڑا تہا بلکہ
حاکم موصوف کو اوسی موقع سے مقدمہ اوٹہانا چاہئے کہ جو اوسکی نوبت
قبل شروع ہونے سماعت کے حسب باب ۱۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے
پہونچی تہی۔ اور یہہ کہ اول سماعت مقدمہ کی حسب باب ۱۱ کے روبرو
اونکی متقدم کے ہو چکی تہی۔ اور یہہ کہ مشار الیہ کے روبرو اول سماعت

مقدمہ کے نہین ہے بلکہ بعد التواے کے سماعت ہے۔ لہذا منشا آلیہ
رمہ یہی تجویز کی گئی کہ بلحاظ مقدمہ دمودر داس بنام گوکل چند (انڈین لار پورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۷۹) کے اب عرضی نالش کی ترمیم کے لیئے
بہت عرصہ ہو گیا ہے اور بلحاظ مقدمہ بہوانی پرشاد بنام دمراو (انڈین
لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۹۷) اور کرن سنگہ بنام محمد اسمعیل
خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۸۲) کے نالش ڈسمس
ہو لی چاہئی کیونکہ منجملہ مدعیان بہوانی کنور اور مولا کنور کے ایک حصہ دار
موضع کی ہے اور دوسری شخص اجنب ہے لہذا دعوے حق شفع کا
بشمول شخص اجنب کے ہے۔

برطبق اپیل منجانب مدعیان کے عدالت اپیل ماتحت نے فیصلہ
عدالت مرافعہ اولی کا بحال رکہا۔ مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔
موتی لعل منجانب مدعیان   ریڈ و حمید احمد منجانب رسپانڈنٹان
ایج صاحب چیف جسٹس۔ وٹرل صاحب جسٹس۔ اس مقدمہ مین دعویان
نے شفع کا دعوے کیا ہے۔ بڑی مسماۃ بیوہ اخیر الذکور مالک اوس حصہ
ہے کہ جس حصہ سے یہ حق شفع کا پیدا ہوا ہے۔ چہوٹی مسماۃ بیوہ اول الذکور مالک اخیر کے بیٹی کی ہے۔ مسماتان نے یہہ نالش مشترکہ حق مشترکہ بابت
دائر کی ہے۔ ایک تاریخ واسطے قرار داد امور تنقیح طلب کے مقرر ہوئی تہی۔
تاریخ مذکور پر امور تنقیح طلب حسب دفعہ ۱۴۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے قایم اور
منضبط ہوئی تہی۔ لہذا تاریخ مذکور تاریخ اول سماعت مقدمہ کی تہی۔ تاریخ مذکور کو
سماعت مقدمہ مین کارروائی مزید نہین ہوئی تہی۔ بوجہ تبدیلی عہدہ داران عدالت
کے سماعت مقدمہ کی دوسرے جج نے کی تہی۔ اوسوقت ایک درخواست مشعر ترمیم
کارروائی کے اسطرح پر ہوئی کہ نام چہوٹی بیوہ کا دعوے سے خارج کیا جاوے۔
درخواست مذکور نامنظور ہوئی تہی اور درخواست اس بنیاد پر نامنظور ہوئی تہی کہ
بیوگان مستحق دعوی شفع کی نہین ہین اور اس راے سے ہم اتفاق کرتے ہین اگر
منجملہ بیوگان کے ایک مستحق ہے تو دوسری نہین ہو سکتی ہے لہذا شخص اجنب بطور

محمود صاحب جسٹس - واقعات مقدمہ کی یہہ ہین - چیت رام ایک
ہندو شریف تہا جسکی ایک زوجہ مسماۃ کیسری تہی لیکن وہ لاولد تہا اور اسوجہ
سے نامبردہ نے ایک لڑکا مسمی دیبی سہاے متبنی کیا تہا کہ جو ہری رام کا چہوٹا
لڑکا تہا کیونکہ اوسکی اور بہی لڑکے تہی یعنی کنہی مینی اور سولراج تہی جو اب
ہمارے روبرو اپیلانٹیان ہین -

چیت رام کے مقروض ریسپانڈنٹیان تہی اور اوسکی بیوہ مسماۃ کیسری
نے بطور مان گود لینی والی دیبی سہاے کے عمل کرنے اور اوس حیثیت سے اوسکی
ولیہ ہوکر مدیونان پر نالش زر باقی اپنے روپے کے واپسی کی اور ۱۶ ار دسمبر ۱۸۸۰ء کو ڈگری
بنام اونکی حاصل کی - لیکن دیبی سہاے لڑکا تہوڑی عرصہ بعد ۱۸۸۱ء مین
کسیوقت فوت ہوگیا اور اوسپر اوسکی نانا ہری رام نے سارٹیفکٹ محکومہ
ایکٹ ۲۷ ۱۸۶۰ء واسطی اہتمام ترکہ دیبی سہاے کے حاصل کیا اور نامبردہ نے بحیثیت
مہتمم ترکہ کے ڈگری مورخہ ۱۶ ار دسمبر ۱۸۸۰ء کو جاری کرایا اور اوسکی ذریعہ سے
مبلغ [illegible] وصول کیے بلا اسکی کہ مدیونان ڈگری نے اس اجرا کے بابت کچھہ اعتراض
کیا ہو - اسیطرح پہر نامبردہ نے دوبارہ ۲ ار جنوری ۱۸۸۱ء کو وہ ڈگری جاری کرائی
اور اوسقدر کے بابت مدیونان ڈگری نے یہہ اعتراض کیا کہ ہری رام کو کوئی
ایسا حق حاصل نہین ہے کہ جسکی روسے نامبردہ مستحق جاری کرانی ڈگری کا ہو
اوس مقدمہ کے دوران مین ہری رام فوت ہوگیا - اور اوسکی وفات پر
کاروائی اجراے ڈگری کی ختم ہوگئی -

نزاع حال بوجہ درخواست اجراے ڈگری مورخہ ۲ ار دسمبر ۱۸۸۲ء منجانب
ہر سہ پسران ہری رام کے جو بتاریخ ۵ ار فروری ۱۸۸۲ء کو گذری ہے پیدا ہوئی
اور درخواست مذکور بطور تجدید اوس کاروائی اجراے ڈگری کے ہوئی ہے
جو بوجہ وفات ہری رام کے ختم ہوگئی تہی -

مدیونان ڈگری یعنی ریسپانڈنٹیان نے یہہ عذر کیا ہے اور اونکی حجت
ہے کہ گو ہری رام کو بحیثیت مہتمم ترکہ دیبی سہاے کے کوئی حق اجراے ڈگری کا ہو
لیکن مدعیان کو جو اوسکی بیٹی یعنی ہین اوس حیثیت سے اونکو تعلق

سا سے تا بطور وارث کے ترکہ دیبی سہائے سے نہین ہے ایسی درخواست
اجرائے ڈگری کی قایم نہین رکہہ سکتی ہین کیونکہ جس ڈگری کو وہ جاری کرانا چاہتی
ہین اوسمین اونکا کچہہ حق نہین ہے ۔

ہردو عدالت نے درخواست ڈسمس کی ہے ۔

مسٹر رام پرشاد منجانب اپیلانٹیان کے یہہ حجت کرتے ہین کہ بموجب احکام
دفعہ ۴ ۔ ایکٹ ۲۷ سنہ ۱۸۶۰ع کے جب ہر پرام باضابطہ بطور اوس شخص کے مقرر
ہوا تہا جسکی پاس سارٹیفکیٹ اہتمام ترکہ کا ہوتا ہے اور واسطی اغراض الصیال
قرضہ یافتنی دیبی سہائے متوفی کے اوسکا استحقاق قطعی تہا تو وہی استحقاق
اوسکی پسران اپیلانٹیان حال کو پہونچا ہے ۔ مین اس حجت کو قبول نہین
کرسکتا ہون کیونکہ مجہی معلوم ہوتا ہے کہ اثر سارٹیفکیٹ مقتضیہ ایکٹ ۲۷
سنہ ۱۸۶۰ع کا یہہ ہے کہ یابندہ سارٹیفکیٹ مذکور کا مستحق استحقاق وصول کرنے
قرضہ کا اور بموجب قانون مذکور کے مستحق دینی رسید کامل کا متوفی کے مدیونان
کو ہے ۔ ایسا استحقاق محض ذاتی ہے اور تابع قاعدہ وراثت کے نہین ہے
محض یہہ امر کہ اپیلانٹیان پسران ہر پرام کے ہین اونکو اون کل حقوق کے دعوے
کرنیکا مستحق نہین کرسکتا ہے جو ہر پرام کو از روے سارٹیفکیٹ مذکور کے حاصل
تہی خصوصا اسوجہ سے کہ نابرزگان اونکو نے وراثت کا دیبی سہائے کے
متروکہ مین نہین کرسکتی ہین ۔

بدینوجوہ مین اپیل ڈسمس کرتا ہون لیکن چونکہ رسپانڈنٹیان
حاضر نہین ہوے ہین خرچہ کے بابت حکم صادر کرنیکی ضرورت نہین ہے ۔

ضلع سہارنپور — اپیل دویم نمبر ۱۰۱۵ سنہ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۱۲ جولائی

پارس داس بنام امراو سنگہ

تقسیم – تقسیم جایداد و مکانات مشترکہ کی – صحن مقبوضہ مشترکہ – دعوی تقسیم جزو صحن مکانات

سنہ ۱۸۵۳ع مین بعض عمارات مسکونہ جسمین پارس داس مالک حصہ

دو ثلث غیر منقسم اور امراد سنگھ مالک ایک ثلث کا تھا باہم اونکی تقسیم ہوئی تھی
صحن متعلقہ عمارات مذکور تقسیم نہین ہوا تھا۔ پارس داس نے یہہ نالش اوپر نام
امراد سنگھ کے بدین بیان کی کہ صحن مذکور مین اوسکا حصہ دو ثلث ہے دایر کی
اور نالش مذکور مین یہہ استدعا کی کہ ایک جزو اوسکا واسطے استعمال مشترکہ کے
علیحدہ کردیا جاوے اور اوسکی جزو دیگر سے اوسکا حصہ بقدر دو ثلث کی
واسطے استعمال جداگانہ کے لئے علیحدہ کردیا جاوے۔ نامبردہ نے طرز
تقسیم کا ظاہر نہین کیا ہے کہ کیونکر تقسیم عمل مین اویگی۔ عدالت مرافعہ اولی
نے نالش اس بنیاد پر ڈسمس کی کہ تقسیم سے فریقین کو تکلیف ہوگی۔ مدعی
نے اپیل کیا اور عدالت اپیل ماتحت نے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی بحال
رکھی عدالت موصوف نے حسب ذیل تحریر کیا ہے۔

اپیل مین یہہ حجت منجانب پارس داس کے ہوئی ہے کہ وہ قانوناً
مستحق ہے کہ ایک قطعہ جداگانہ بقدر اپنی حصہ دو ثلث کے اپنی لئے علیحدہ کرالی
مجھکو کوئی سند سے کسی قسم کی اوسکی دعوے کے نسبت نہین ملتی
ہے اور مجرد بیان جریدہ اوسکی استحقاق کے اور کسی امر پر اصرار نہین ہے
جہانتک استحقاق تقسیم کو از روے شاستر ہنود کے تعلق ہے اوسکی تعمیل
سنہ ۱۸۔۔ عیسوی مین ہوچکی ہے کہ جب قبضہ مشترکہ غیر منقسم فریقین کا علیحدہ ہوچکا
ہے اور اوسوقت سے معلوم ہوتا ہے کہ فریقین صحن مذکور مین بطور قابضان
مشترک کے رہتے چلے آتے جسمین اونکا استحقاق جداگانہ واقع ہے حالانکہ
استقرار تحریری اس امر کا نہین ہوا ہے۔ مین کوئی ایسی سند بھی نہین
پاتا ہون جس سے یہہ مفہوم ہوتا ہو کہ مدعی مستحق علیحدہ کرا پانے اوس قبضہ
مشترکہ کا یا تقسیم کرا پانے اوس اراضی کا ہے۔ قبضہ مشترکہ بنظر فایدہ فریقین کے ہے
صحن مذکور صرف واسطے آمد و رفت اور بطور صحن ہوا دار عمارات گردپیش اور واسطے انکی
طیاری کی بڑی بڑی دعوتونکی رسمی اوقات پر مستعمل و مفید ہوتا ہے
اور جداگانہ قطعات مین تقسیم ہونے سے فریقین کو نقصان ہوگا اور
بعض حالات مین آمد و رفت مکانات کی قطعاً منقطع ہوجاویگی۔ خود د

پارس واسی مدعی طرز تقسیم کو ظاہر نہین کر سکا ہے کہ کیونکر وہ تقسیم صحن کی
چاہتا ہے اور کوئی ایسا طریقہ ظاہر اور مسطور بھی کیا جاتا تاہم ڈگری نہین
ہو سکتی ہے بجز اسکی کہ فی الحقیقت خود مدعی پسند کرے جزو نشانی حرف (ج)
کو اپنے مشترک رکہنا چاہتا ہے اور جزو نشانی حرف (ب) کو تقسیم کرانا چاہتا ہے
اسبارہ مین یہ اپیل قابل پذیرائی نہین ہے۔

مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا ہے۔

سندر لعل بجناب اپیلانٹ　　امیر الدین بجناب رسپانڈنٹ

براہ ہرسٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس - جن امور کا ذکر عذرات
دویم و سوم اپیل ہذا مین ہے اونکا تصفیہ ہمارے فیصلہ مورخہ تاریخ امروزہ بمقدمہ
اپیل دویم نمبری ۲۷ و باہم فریقین کے ہی ہو چکا ہے - بہ نسبت عذر اول اور دعے
اپیلانٹ دربارہ نفاذ تقسیم جزو اوس صحن کے جسکو اب فریقین واسطے اغراض
اپنی عمارات کے مشترکا استعمال کرتے ہین اور جو عمارات اوس صحن کو گہیرے
ہوئے ہین ہم خیال کرتے ہین کہ عدالت ماتحت کی راے دربارہ نامنظوری
اوس دادرسی کے جو بشکل خاص اور تکلیف دہ اور ظاہرا نا ممکن ہے اور جس
شکل سے اپیلانٹ اوسکی نفاذ کی استدعا کی ہے صحیح ہے - اپیل ڈسمس کیا
جاتا ہے فریقین اپنی اپنی خرچہ کے کل عدالتون مین متحمل ہونگے۔

ضلع کانپور　　اپیل دویم نمبری ۴۰ ۱۸۸۶ع　　منفصلہ ۲ جولائی

جی لعل وغیرہ　　بنام　　ہوکل سنگہ

رہن - مشتری کا جزو جایداد مرہونہ کے طرف سے زر رہن
کا ادا ہونا - ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ع (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۹۹ - مجموعہ
ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۰۴۔

واضح ہوتا ہے کہ مسمی بلدیو سنگہ نے مارچ ۱۸۸۰ع مین ایک
رہن نامہ سادہ بعوض جایداد غیر منقولہ اپنا بلدیو پرشاد کو لکہدیا تہا -
مرتہن نے نالش واسطے نیلام کرانے جایداد مرہونہ کی اور ایک ڈگری اوسکے نیلام

کرایا تہی حاصل کی۔ بعد اسکی ایک جزو جایداد مرہونہ کا ایک ڈگری زر نقد کی اجرائے
جو بنام بند اسنگہ کے ہتی مشتہر بہ نیلام ہوا اور مسمی گلاب سنگہ نے خرید کیا تہا۔ دہوکل سنگہ
مدعی مقدمہ ہذا نے نالش بغرض حق شفعہ بہ نسبت حصہ مذکور کی دایر کی اور ڈگری اوس حصہ
کی پائی۔ بعد اسکی بلدیو پرشاد نے اوسی حصہ کو اپنی ڈگری مین مشتہر بہ نیلام کرایا بغرض حفاظت اوس
حصہ کے نیلام سے مدعی نے بلدیو پرشاد کو اوسکا زر ڈگری ادا کر دیا۔ بعدہ نامبردہ نے نالش واپائے
زر رسدی کے بند اسنگہ پر دایر کی اور ڈگری محض زر نقد کی بابت مبلغ دو ہزار چہ سو اٹہاون
روپیہ کے اوسپر حاصل کی۔ مدعی نے بہ ڈگری بمقابلہ حصہ جایداد بند اسنگہ کے بیع
کرانا چاہی اور اسمین جی لعل مدعا علیہ معترض ہوا کیونکہ اوس نے ایک نالش بنام بند اسنگہ بنا بر
رہننامہ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۸۶۹ع کے جسمین حصہ مذکور اوسکی پاس رہن تہا دایر کی تہی۔ بعد ازان
مدعی نے یہہ نالش واسطی نیلام کرانے حصہ جایداد مذکورہ کے در وجہ بیباقی اپنی زر ڈگری بدین
دعوی دایر کی ہے کہ اوسکا مواخذہ جایداد پر ہے کیونکہ اوس نے ڈگری بلدیو پرشاد کی ادا کی
عدالت مرافعہ اولی نے یہہ تجویز کی کہ نالش از روے دفعہ ۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی ممنوع
ہے کیونکہ مدعی نے اپنی نالش سابق مین جو بنام بلدیو سنگہ واسطے زر رسدی کے کی تہی
لہذا اوس مواخذہ کا ترک کیا تہا۔ برطبق اپیل بجناب مدعی عدالت اپیل نے یہہ دعوی ڈگری کیا

سکہہ رام بجناب اپیلانٹیان   کاشن جو دہیا ناتہہ منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس۔ اسمقدمہ مین مدعی نے ایک نالش زر نقد کی ہے نامبردہ کا دعوی
واسطی زر رسدی کے تہا اور اوسنے ڈگری زر نقد کی حاصل کی اور کارروائی نیلام کی کی۔
مدعا علیہ نے ایک نالش نیلام کرانے اوسی جایداد کی انروی رہن کے کی تہی اور ڈگری
پائی تہی۔ نالش حال مین مدعی کا یہہ دعوے ہے کہ مین مستحق نیلام کرانے اوس جایداد کا ہون
جسکو مین از روے ڈگری زر نقد کے نیلام کرانا چاہتا ہون۔ مدعی کا یہہ بیان ہے کہ بہ سبب
دفعہ ۹۹ ایکٹ انتقال جایداد مین داخل ہے اور مین مرتہن ہون لہذا ممانعت حکم دفعہ
۴۳ سے مبرا ہون۔ مین خیال کرتا ہون کہ صرف دفعہ ۵۵ کو اس نظر سے دیکہنے کی ضرورت
ہے کہ آیا مدعی مرتہن ہے یا نہین میری راے مین مدعی صرف خریدار ہے جس نے بنظر تحفظ اپنی خاص
جایداد کے دوسری شخص کا زر واجب یافتنی ادا کیا ہے۔ بلحاظ انشاء اوس لفظ کے نامبردہ
بطور مرتہن نہین ہے۔ انہین خیالات میری یہہ راے ہے کہ دعوے مدعی کا منظور نہین

ہو سکتا ہے۔ اپیل منظور ہوگی اور نالش معہ خرچہ کے ڈسمس ہوگی
ٹرل صاحب جسٹس۔ میری بھی یہی رائے ہے۔ یہہ وجہ عام ہے کہ اگر دفعہ ۹۹
ایکٹ انتقال جایداد سے متعلق نہین ہے تو رسپانڈنٹ کی یہہ نالش بروئے قاعدہ دفعہ
۴۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ممنوع السماعت ہے اور مین ذیعلم چیف جسٹس سے اتفاق کرتا ہون
کہ نالش مجوزہ ۱۸۸۲ء مین اور نہ اس نالش مین رسپانڈنٹ ایسا مرتہن قرار پاسکتا ہے کہ جو
از روئے دفعہ ۶۷۔ ایکٹ انتقال جایداد کے مجاز اجراء نالش کا ہو۔ لہذا مین خیال کرتا ہون
کہ عدالت مرافعہ اولی نے صحیح طور پر یہہ نالش ڈسمس کی تھی۔

ضلع مراداباد　　　اپیلہ دویم نمبر ۱۲۴۲ ۱۸۸۶ء　　　منفصلہ ۲۲ جولائی

نند کشور　　بنام　　رام رتن وغیرہم

ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۳ (ج) دعوے منافع ایک خاص سنہ کا بقایا لگان سال ماقبل کا اوس سنہ مین وصول ہونا کہ جس سال کے بابت نالش ہے اور مجرا ہونا

واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

رتن چند منجانب اپیلانٹ　　　بشمبر ناتھ و ہرکشن داس منجانب رسپانڈنٹیان

محمود صاحب جسٹس۔ فریقین مقدمہ ہذا شرکا ایک موضع کے ہین اور مدعا علیہ نمبردار ہے۔ مدعیان نے نالش واسطے اپنی منافع ممال کے حسب منشاء ضمن (ج) دفعہ ۹۳ ایکٹ لگان (۱۲ ۱۸۸۱ء) کے دایر کی ہے۔ عدالت مرافعہ اولی نے بعد غور کاغذات و حساب کے دعوے کو ڈگری کیا ہے اور دعوے مین صرف سے ریالعہ کی کمی کی ہے۔ بنا راضی اوس ڈگری کے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل صرف بقدر مبلغ کے ہوا تھا اور عدالت موصوف نے فیصلہ عدالت مرافعہ اولی کا بحال رکھا۔

اپیلہ دویم مین امر فی الحقیقت عدالت اپیل ماتحت مین بھی صرف اس امر پر اصرار ہوا ہے کہ چونکہ نالش بابت ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ فصلی کے ہے تو بیبارہ تجویز ہونے کے وہ بقایا لگان جو بابت سنین ماضیہ کے مدعا علیہم کو سال ہاے متنازعہ مین وصول ہوا ہے۔ واسطے اغراض دریافت صحیح مقدار حصہ منافع مدعیان و انکے ممال کے محسوب ہونا چاہیے تھی۔ عدالت اپیل ماتحت نے اس حجت کو نامنظور کیا ہے اور مین عدالت موصوف سے اس تجویز مین اتفاق کرتا ہون کہ لفظ منافع

ضمن (ج) دفعہ ۹۳- ایکٹ لگان سے نہ صرف اون سالون کا لگان مراد ہے جن سالون کو وہ لگان ہے بلکہ وہ لگان بھی مرادی جو واقعی طور پر نمبردار نے اوس سال مین وصول کیا ہے کہ جس سال کے بابت نالش ہے جس ترتیب سے ایک سنہ فصلی بعد دوسرے سنہ کی شروع ہوتا ہے وہ واسطی اغراض نالش ہذا کے ضروری نہین ہے صرف یہ ہی دیکھنا چاہئی کہ آیا کسی خاص سنہ مین نمبردار نے فی الحقیقت کل وہ لگان وصول کیا ہے یا نہین کہ جو بابت اون سنون کے واجب تہا جن سے نالش متعلق ہے اور اسیطرح بابت بقایا لگان سنین ماضیہ کے بھی۔

تجاویز مذکور قایم کر کے مین یہ اپیل مع خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع علیگڈہ — اپیل وسیم نمبر ۱۰۲۵ سنہ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۲۲ جولائی

کشن لعل وغیرہ بنام چنا لعل وغیرہ

رہن - انفکاک رہن - نالش منجانب یکی از راہنان بغرض انفکاک اپنی خاص حصہ کے واقعات مقدمہ کی فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

سندر لعل منجانب اپیلانٹیان — سکہہ رام منجانب رسپانڈنٹیان

محمود صاحب جسٹس - واسطی سہولیت اون امور کی تجویز کے جو اس مقدمہ مین پیدا ہوا ہے واقعات ذیل کا بیان کرنا ضروری ہے۔

ہنسو اور بدہو دو شخص تہے جو مساوی مالک ۲ بسوہ بسکہ اراضی کے تہی جسکی نسبت نامبردگان نے ایک رہنامہ رہن منفعتی اجمالاً بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۸۶۶ع بنام مسمی جیوا رام کے لکہدیا تہا بعدہ ۲۰ اگست ۱۸۸۲ع کو چنا لعل و تربینو سہاے مدعیان حال نے بحق مرافق بر دو راہنان واقعہ حق راہنی مذکور کا خرید کیا اور بعد ازان اون دو شخصون نے ۲۰ اگست ۱۸۸۲ع کو بحصہ بدہو راہن کا حصہ بدست مسمی جسید لعل کے بیع کر دیا چنانچہ وہ بھی مدعا علیہ تیرتیبی اس نالش مین شامل کیا گیا ہے یہ بھی مسلمہ ہے کہ منجملہ ۲ بسوہ بسکہ مرہونہ منفعتی ہوسو جیوا رام مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۸۶۶ع کے بر دو راہنان یعنی ہنسو اور بدہو نصفا نصف کے مالک تہی یعنی منجملہ بر دو اشخاص کے ہر شخص ۱ بسوہ بسکہ کا مالک تہا۔ اثر ان معاملات کا یہ ہوا کہ جیوا رام مرتہن کل ۲ بسوہ بسکہ کا اوسی رہن موقوعہ ۱۳ اکتوبر ۱۸۶۶ع کے تہا اور حق راہنی بذریعہ بیع سوقوعہ

(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۲۷۶) کا ذکر کرتا ہوں جسمین مقدمات سابقہ کے تاثیر پر غور ہوا ہے اور پریوی کونسل کے مشہور مقدمہ کی صحیح تاثیر جو مقدمہ نواب عظمت علی خان بنام جواہر سنگھ (اپیل ہند مولفہ مور صاحب مجلد سوا صفحہ ۴۰۴) کے ہے ظاہر کی گئی ہے۔ مجھے بجز اس کہنے کے ان مختلف مقدمات کی تاثیر جداگانہ بیان کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ ہرگاہ مقدمات مذکور کے رو سے یہہ عام قاعدہ قانون کا زایل نہین ہوتا ہے کہ کلیہ رہن کا واسطے اغراض انفاذ کفالت کے قایم رہنا چاہیے تاہم ایک شریک حق راہنی کا نالش انفکاک اپنی حصہ کے مرتہنان پر کر سکتا ہے بشرطیکہ خود مرتہن نے اپنی طریق دربارہ خریداری جز د حق راہنی سے حیثیت لاتقسیمی اور کلیہ اپنے رہن کے زایل کر دی ہو۔ فی الحقیقت یہی صورت اس مقدمہ کی ہے لہذا وہ تنہا عذر اپیل کا جسپر ... اصرار ہوا ہے سرسبز نہین ہو سکتا ہے لہذا اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

ضلع اعظمگڈہ | اسپیشل اپیل نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۸۲ع | مورخہ ۱۸ اگست

گنیش سنگہ بنام سوجہاری کنو۔

رہن۔ مرتہن جایداد ناقابل الانتقال۔ استحقاق نالش بابت زر رہن۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع (ایکٹ انتقال جایداد) دفعہ ۶۰ (ب) و ۶۸ (ج)۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

کالون و کالون بجانب اپیلانٹ

السٹن و منوہان پرشاد و کاشی پرشاد بجانب رسپانڈنٹ

براد ہرسٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ رسپانڈنٹ متقدم نے واسطے اپنی کاشت مقبوضہ رہن کی۔ یہہ معلوم ہوا کہ کاشت مقبوضہ اسقسم جایداد ناقابل الانتقال ... دفعہ ۹۔ ایکٹ لگان ممالک مغربی شمالی کے ہے۔ اسوجہہ سے رسپانڈنٹ اپیلانٹ کو قبضہ ... لہذا اس نے یہہ نالش واسطے دلاپانے اپنی روپیہ کے واپس ...

زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۲۱ دسمبر

مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۸۸۰ع

تجویز ڈی اسپنکی صاحب ولسے اسٹریچی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ معہ اسٹیمپ مفصلات	فہرست مقدمات	نمبر جلد

بنواری داس بنام محمد مشیت	۸۲۶	پرس رام بنام شیو جیت سنگھ	۸۲۱

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
استحقاق تصرف جایداد مشترکہ کا	۸۲۱	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۰۴	۸۲۶
ایکٹ ۹ ۱۸۷۲ء دفعہ ۲۷	۸۲۶	مرتہن کا اس امر پر مجبور نکیا جانا کہ وہ پہلے کارروائی بمقابلہ اجراء جایداد نیلام شدہ کے کرے	۸۲۶
۱۸۷۱ء دفعہ ۵	۸۲۱		
تعزیر	۸۲۶		
تقسیم منجانب ایک شریک خلاف رضامندی دیگر شرکا کے	۸۲۱	مواخذہ دار مقدم کا وقت نیلام اجرائے ڈگری کے بولی بولنا اور اپنی مواخذہ کا ظاہر نکرنا	۸۲۶
تمسک	۸۲۶	نالش انہدام عمارت	۸۲۱
حقیقت جو خریدار نیلام مذکور کو حاصل ہوتی ہے	۸۲۶	بربناء رہن منجانب مرتہن خریدار جزو جایداد اسم فرضی	۸۲۶
خلاف ورزی	۸۲۶	نالش کا بحیثیت موجودہ باختیار ارجاع نالش جدید کے قسمس ہونا	۸۲۶
رہن	۸۲۶		
سود	۸۲۶	نان سوٹ	۸۲۶
شریک	۸۲۱	نفاذ رہن کا بمقابلہ اوس خریدار کے جس نے دخل نپایا ہو	۸۲۶
عدالت کا اختیار امتیازی	۸۲۱		
عملدرآمد	۸۲۶	نیلام اجراء جایداد مرہونہ کا	۸۲۶
مانع تقسیم [illegible]		[illegible]	

ضلع آگرہ   اپیل دوم نمبر ۹۴۳ ۱۸۸۶ء   منفصلہ ۶ اپریل

پرسرام وغیرہم بنام شیر جیت وغیرہم

شرکاء۔ استحقاق تصرف جایداد مشترکہ کا۔ تعمیر منجانب ایک شریک
خلاف رضامندی دیگر شرکا کے۔ نالش انہدام عمارت۔ عدالت کا
اختیار امتیازی۔ ایکٹ ۱۸۷۷ء (ایکٹ دادرسی خاص) دفعہ ۵۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

بردوا پرشاد منجانب اپیلانٹان
موتی لعل منجانب رسپانڈنٹان

محمود صاحب جسٹس۔ ثابت ہوا ہے کہ فریقین مقدمہ ہذا
مالکان مشترک اراضی متنازعہ کے ہین جسپر مدعاعلیہم نے کچھ عمارات
تعمیر کی ہین جسکے انہدام کی اصل غرض نالش ہذا سے ہے یہ بھی ثابت
ہوا ہے کہ عمارات مذکور حال مین تعمیر ہوئی ہین اور بلحاظ ان تجاویز
کے عدالتین ماتحت نے دربارہ ڈگری کرنے دعوی اور صادر کرنے
حکم انہدام عمارات مذکور کے اتفاق کیا ہے۔

اپیل دوئم مین جس اصل حجت پر میرے روبرو منجانب مدعاعلیہم
کے اصرار ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا بلحاظ واقعات تنقیح طلب کے ایسی
نالش صحیح طور پر ڈگری ہوئی ہے اور بلحاظ کامل نسبت اون قواعد
انصاف کے جو اس قسم کے نالش سے متعلق ہین کہ جو مابین مالکان
مشترک اراضی کے ہین ہو سکتی ہے یا نہین۔ منجانب مدعیان رسپانڈنٹان
کے مسٹر موتی لعل اس امر کو تسلیم کرکے کہ جس اراضی پر عمارت تعمیر
ہوئی ہے وہ ملکیت مشترکہ فریقین کی ہے یہہ حجت کرتے ہین کہ باوجود
اعتراض مدعیان رسپانڈنٹان دربارہ ہونے تعمیر مذکور کے عمارت
مذکور تعمیر ہوئی ہین لہذا وہ مستحق ڈگری انہدام عمارت کے اس غرض سے
ہین کہ اراضی مذکور اپنے اصلی حالت پر کرادیجاوے۔

بطور محض امر قانونی کے جسکی تمیز قواعد انصاف سے ہوسکتی

اس بحث مین بہت روز ہے لیکن عدالتہاے واقعہ ملک ہندا ختیار
مجموعی قانون اور انصاف کا استعمال کرتے ہین اور وقت نافذ کرنے چارہ
ایسے کار کے اصول معدلت سے چشم پوشی نہین کرسکتی ہین ۔ مقدمہ
حال ایسا نہین ہے جسمین کسی شخص اجنب نے بعلم استحقاق تنہا
مدعی کے اوسپر عمارت تعمیر کرکے مداخلت بیجا کی ہو اور نہ ایسا مقدمہ
ہے جس سے قاعدہ عادلانہ مانع تقریر مخالف کا بذریعہ تسلیم بالسکوت
کے کہ جسکا ذکر بمقدمہ اودابیگم بنام امام الدین (انڈین لارپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ا صفحہ ۸۲) مین ہوا ہے متعلق ہوسکے ۔ یہہ ایسا مقدمہ ہے
جسمین ایک مالک مشترک اراضی نے اوسپر بلا اجازت اپنے شرکا مدعیان
رسپانڈنٹان کے عمارت کا تعمیر کردینا شروع کیا ہے اور عدالت اپیل
ماتحت نے یہہ تجویز نہین کی ہے کہ آیا باوجود اعتراض مدعیان رسپانڈنٹان
کے تعمیر شروع ہوئی تہی یا یہہ کہ اشخاص آخر الذکر نے تدابیر مناسب
وقت مناسب مین دربارہ روکنے تعمیر عمارت کے کی تہین
مین بغرض اظہار اس امر کے کافی طور پر کہہ چکا ہون کہ مابین
اون مقدمات کے کہ جنمین کسی شخص محض مداخلت بیجا کنندہ نے کسی
دوسرے کی زمین پر تعمیر عمارت کی ہو اور اون مقدمات فرق قایم کیا جاے
کہ جسمین کسی شریک مالک نے اراضی مشترکہ پر بلا اجازت اپنے مالکان
شریک کے یا باوجود اونکے اعتراض کوئی عمارت تعمیر کرلی ہے ۔ قواعد
معدلت کی جو متعلق اول قسم کے مقدمات سے ہین اونکی صراحت ٹرنر
صاحب قایمقام چیف جسٹس نے مقدمہ اودابیگم محولہ بالا مین کی ہے
اور جو قاعدہ مقدمہ مذکور مین قرار پایا ہے اوس سے مین اتفاق
کرتا ہون ۔ لیکن اخیر قسم کے مقدمات سے جو قواعد انصاف کے
متعلق ہین وہ کسیقدر مختلف ہین اور اونپر بہت سے مقدمات رپورٹ
شدہ مین غور ہوچکا ہے کہ جنمین سے چند مقدمات کا مین اس موقع پر
ذکر کرونگا ۔

سب سے بڑا مقدمہ جہانتک کہ ملک ہند کو تعلق ہے مقدمہ للا لشمبر لال
بنام راجہ رام (بنگال لا رپورٹ جلد ۳ ضمیمہ صفحہ ۶۷) کا ہے جسمین فریقین مالکان
اراضی کے تہی اور اونمین سے ایک نے ایک دیوار بلا حصول رضامندی
اپنے شریک مالکان کے اراضی پر تعمیر کی تہی اور پیکاک صاحب چیف جسٹس نے
یہہ تجویز کی تہی کہ عدالت دست اندازی بذریعہ اصدار حکم انہدام دیوار کے نکریگی
درحالیکہ کوئی شہادت بہ ثبوت اس امر کے نہین ہے کہ نقصان شریک قابض
تعمیر کنندہ کو اوسکی تعمیر سے ہوا ہے اور مشہور چیف جسٹس موصوف نے
اپنے دوران تجویز مین یہہ فرمایا ہے۔ کہ مجھے واضح ہوتا ہے کہ گو مدعا علیہ کو
کوئی استحقاق قانونی تعمیر دیوار کا اراضی مشترکہ پر نہ بہی ہوتا ہم تاہم یہہ مقدمہ
ایسا نہین ہے جسمین عدالت انصاف اپنی اعانت بغرض منہدم کرا دینے
دیوار کے دے سکے۔ جایز ہے اگر کوئی شخص اپنے حقوق پر بہ سختی اصرار
کرے لیکن عدالت انصاف پر فرض نہین ہے کہ اپنی اعانت دربارہ نفاذ
حقوق سخت مذکور کے دے۔ اس فیصلہ کی تقلید بمقدمہ باسم ملاح بنام بہجو گہ راہی
(وِیکلی رپورٹ جلد ۱۲ صفحہ ۳۴۳) اور دیگر مقدمات مین ہوئی ہے جنکے ذکر
کرنیکی مجھے ضرورت نہین ہے کیونکہ فیصلجات ہائیکورٹ کلکتہ کی تاثیر کا خلاصہ
مقدمہ نوکوڑی لعل چکربتی بنام بندرابن چکربتی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ
جلد ۸ صفحہ ۷۰۸) مین ہوا ہے جسمین فیلڈ صاحب جسٹس نے وقت صادر کرنے
فیصلہ عدالت کے یہہ فرمایا ہے۔ کوئی فرق مابین ایسے مقدمہ کے جسمین دیگر
شرکا ہنوز ہی اپنے حقوق کی حفاظت پر عمل کرکے انسداد تعمیر مستقل کا بذریعہ
حکم امتناعی کے چاہتے ہین اور اوس مقدمہ کے نہین ہے کہ جسمین بعد تکمیل عمارت
مستقل بہ صرف کثیر کے شریک مذکور عمارت مذکور کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔ ایسے
مقدمہ مین جیسا کہ مقدمہ آخر الذکر ہے جو اصول کہ بذریعہ فیصلجات عدالت ہذا
کے طے پایا ہے یہہ ہے کہ اگرچہ عدالت کو اختیار امتیازی دست اندازی
کرنے اور حکم انہدام عمارت مذکور کے صادر کرنیکا حاصل ہے لیکن یہہ ایسا
اختیار نہین ہے کہ جسکا استعمال بالضرور ہر مقدمہ مین ہونا چاہئے اور علی

قاعدہ عام کے استعمال اوسکا نکیا جاویگا تاوقتیکہ مدعی یہہ ثابت نکرے
کہ اوسکو کوئی نقصان بوجہ تعمیر عمارت مذکور کے عاید ہوا ہے اور شاید
یہہ بھی کہ اوسنے تدابیر مناسب وقت مناسب مین بغرض انسداد تعمیر
مذکور کے کی ہین۔ اس راے کی تقلید میرے بھائی براڈہرسٹ صاحب
باتفاق راے میرے بھائی مترصاحب کے بمقدمہ گردہاری لال بنام
ولایت علی (از ویکلی رپورٹر مجریہ سنہ ۱۸۶۶ع صفحہ ۷۷) کے کی تہی اور
مین یاد کرتا ہون کہ ایک مرتبہ سے زیادہ مینے اوس راے کو ظاہر کیا ہے
اور اخیر مرتبہ مقدمہ واحد علی بنام گہنشام نراین (صفحہ ۲۰۵ ماسبق)
کا ہے جسمین مینے ذیل عام جسٹس عدالت ہذا سے دربارہ اصول
قاعدہ قرار دادہ سر بارنس پیکاک کے جو مقدمہ محولہ بالا مین
ہے اتفاق کیا تہا۔

ان مقدمات کی تائید سے یہہ قاعدہ قرار پاتا ہے کہ جب کوئی
مالک مشترک اراضی کا بلاحصول اجازت اپنے شرکا کے اراضی مذکور پر
کوئی عمارت بناتا ہے تو عمارات مذکور شرکاء مذکور کی خواہش پر
منہدم نکرانا چاہیئے تاوقتیکہ شرکاء مذکور یہہ ثابت کرین کہ اونکے شریک
مشترک کے فعل سے جو دربارہ تعمیر اوپر اراضی مشترک کے ہوا ہے اونکو
کوئی نقصان اہم اور واقعی ایسا عاید ہوا ہے کہ جسکا چارہ کار بذریعہ
تقسیم اراضی مشترکہ کے نہین حاصل ہوسکتا ہے۔ لیکن مقدمات
مذکور کے یہہ بحث باقی رہتی ہے کہ آیا جب کوئی شریک مشترک اراضی کا
باوجود اعتراض اپنے شرکاء معترض کے اراضی مذکور پر عمارت تعمیر کرتا ہے
تو شرکاء مذکور اوس عمارت کو بلا اثبات اس امر کے کہ اونکو نقصان
اہم اور دراصل حسب مذکورہ بالا عاید ہوا ہے منہدم کرا سکتے ہین یا
نہین۔ لیکن اس امر پر حال مین ایک ڈویزن بینچ ہائیکورٹ کلکتہ نے
بمقدمہ حاجی حیدر رکست بنام پیر محمد ان رکست (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
کلکتہ جلد [illegible]

بعد غور کرنے اوپر فیصلجات سابقہ اپنے عدالت کے یہہ تجویز کی تہی کہ جن
مقدمات مین اراضی مشترکہ پر تنہا طور پر کسی مالک مشترک نے باوجود
اعتراض اپنے شرکا کے تصرف کیا ہو اور نہین ہے قبل اسکے کہ عدالت حکم بدین
ہدایت صادر کرے کہ ایک جزو جایداد مشترکہ کا جسکی نسبت یہہ بیان
ہوا ہے کہ کسی ایک شریک مشترک نے تصرف کیا ہے اپنی اصلی
حالت پر کرا دیا جاوے (مثلاً ایک تالاب کہودا گیا ہے) مدعی کو یہہ ثابت
کرنا چاہیئے کہ جس فعل کی وہ شکایت کرتا ہے اوس سے اوسکو
کوئی نقصان ایسا عاید ہوا ہے کہ جس سے بدرجہ اہم اوسکے منصب
مین خلل آیا ہے۔

مین اوس قاعدہ سے اتفاق کرتا ہون جو اس اخیر مقدمہ مین
قرار پایا ہے اور یہہ تجویز کرتا ہون کہ محض یہہ امر کہ کسی شریک مشترک اراضی نے
بلا اجازت اپنے شرکا کے کوئی عمارت تعمیر کی ہے اور گو باوجود اوسکے
اعتراض کے تعمیر کی ہو بذات خود اسلئے کافی نہین ہے کہ شرکا مذکور مستحق
حکم انہدام عمارت مذکور کے ہو جاوین تا وقتیکہ وہ یہہ ثابت نکر سکین کہ عمارت
مذکور سے اونکو ایسا اہم اور دراصل نقصان پہونچا ہے کہ جسکا چارہ کار عدالت
انصاف مقدمہ تقسیم اراضی مشترکہ مین عطا نہین کر سکتی ہے۔

ان آرا کو اختیار کرکے مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ مین اس
مقدمہ کا تصفیہ مختتم بلا تجاویز صریحی نسبت امور ذیل کے کر سکتا ہون۔

۱۔ آیا عمارات انہدام طلب مقدمہ ہذا سے کوئی نقصان اہم اور بالاصل
مدعیان رسپانڈنٹان کو ایسا عاید ہوا ہے جسکا چارہ کار بذریعہ تقسیم اراضی
مشترکہ کے نہین ہو سکتا ہے اور اگر ہو سکتا ہے تو کسقدر رقبہ عمارت
مین آگیا ہے۔

۲۔ یہہ کہ آیا مدعیان رسپانڈنٹان نے وقت آغاز عمارت کے اعتراض
کیا تہا اور یہہ کہ تدابیر مناسب وقت مناسب مین دربارہ مسدود کرنے تعمیر مذکور
کے اختیار کی تہین یا نہین۔

مین مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے تجاویز صاف و صریح امور مذکورہ بالا کے واپس بھیجتا ہون اور بر طبق موصول ہونے تجاویز مذکورہ کے دس روز کی مہلت فریقین کو واسطے اعتراضات محکومہ دفعہ ۵۶۷ مجموعہ عطا کرتا ہون —

ضلع مرادآباد　　اپیل دوئم نمبر ۱۰۱ سنہ ۱۸۸۶ء　　منفصلہ ۱۰ / جون

بنواری داس　　بنام　　محمد مشیت وغیرہم

علدرآمد — نالش بر بنا ر رہن منجانب مرتہن خریدار جزو جایداد اسم فرضی — نالش کا حیثیت موجودہ باقی نہ رہنا — ارجاع نالش جدید کئے قسم ہونا — ناٹ سوٹ — مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳ — ۲۳ — تمسک — خلاف ورزی — سود — تعزیری — ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء (ایکٹ معاہدہ) دفعہ ۷۴ — مانع تقریر مخالف — رہن — مواخذہ دار مقدم کا وقت نیلام جبر یڈگری کے بولی بولنا اور اپنے مواخذہ کا ظاہر نکرنا — نیلام منجانب مرتہن مقدم بصیغہ اجراء ڈگری بر بنا ر رہن ثانی اپنے کے حقیت جو خریدار نیلام مذکور کو حاصل ہوتی ہے — نیلام اجزار جایداد مرہونہ کا — مرتہن کا اس امر پر مجبور نکیا جانا کہ وہ پہلی کارروائی بمقابلہ اجزار جایداد غیر نیلام شدہ کے کرے — نفاذ رہن کا بمقابلہ اوس خریدار کے جسنے دخل نپایا ہو —

بنواری داس مدعی مقدمہ ہذا نے نالش واسطے نفاذ اوس کفالت کے دایر کی جو بحق نامبردہ از روے تمسک ذیل کے پیدا ہوئی تہی اور جو ۱۵ / ستمبر سنہ ۱۸۷۴ء کو لکہا گیا تہا اور جسکی رجسٹری ۱۹ / ماہ مذکور کو ہوئی تہی

ہم محمد نسیت علی و محمد یحیی پسران شیخ نجابت علی متوفی ساکنان قصبہ نگینہ ضلع بجنور اس تحریر کے روسے اقرار کرتے ہین کہ ہمنے مبلغ لعہ سکہ ملکہ معظمہ کہ ادہے جسکے مبلغ الف للعہ ہوتے ہے بہ تفصیل ذیل کہ مبلغ اعہ اکلعہ اصل لو سود بابت حساب چہار قطعہ تمسک سابقہ پہلے مورخہ ۲۹ / جولائی سنہ ۱۸۷۰ء و دوسری مورخہ ... سنہ ۱۸۷۱ء و سیوم ... مورخہ

۲۲ اگست ۱۸۷۳ء و چہارمی مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۷۶ء سوائے رقعہ جات سابقہ
کے اور مبلغ صمار اسوقت قرض لے - تو کلہم مبلغ مذکور یہ ادائی
لالہ نواریداس ولد منسکھ رائے متوفی قوم مہاجن اگروالے ساکن قصبہ
نگینہ مذکور بذمہ مقران تمسک ہذا واجب الادا چاہتے ہین - اسلئے اس
تحریر کے رو سے ہم اقرار کرتے ہین کہ مبلغان مذکور معہ سود فیصدی ایک روپیہ
دو آنہ ماہواری کے حساب سے عرصہ ایک سال مین لالہ مذکور کو ہم ادا و
بیباق کر دینگے کوئی عذر نکرینگے وجو ہم حسب وعدہ قرار یافتہ باہم فریقین
کے روپیہ مندرجہ بالا عرصہ ایک سال مین یا بین سالتمام کے لالہ مذکور کو
ادا و بیباق نکرین تو کسی جایداد زمینداری یا مالگذاری اپنے کو لالہ ہذا ریداس
مہاجن مذکور کے پاس مقبول کر دینگے اور داخل خارج نام کا اوسکے نسبت کرا دینگے
اور جو ہم جایداد بھی رہن نکرین تو جو رقم از روئے حساب سود فیصدی ہم
ماہواری کے سالتمام پر واجب ثابت ہووے سالتمام کے اخیر ماہ جیٹھ مین ادا
کر دین اور اگر سالتمام کا سود اخیر جیٹھ مین سالانہ بھی ادا نہو سکے تو روز
تحریر تمسک ہذا سے تا یوم وصول کل رقم مذکورہ پر سود فیصدی عہ ماہوار
کے حساب سے بلا حجت اور تکرار کے لالہ موصوف کو دلوینگے - اور واسطے
اطمینان لالہ صاحب موصوف کی موازی درو بست نسبت بسوہ موضع عبداللہ آباد
پرگنہ بدہ پور اور موضع ملک پور پرگنہ نگینہ ضلع بجنور حقیت ملکیت محمد حشمت علی
احد المقر تمسک ہذا اور موازی ۵ بسوہ موضع تھما پور ہر بنس و موازی ۱۰ از
موضع بہاری پور پرگنہ نگینہ ضلع بجنور اور موازی ڈھائی بسوہ موضع پرگنہ
بدہ پور تحصیل نگینہ حقیت ملکیت محمد یحییٰ مقر ثانی تمسک ہذا حسب
تفصیل لکھے ہوئے نیچے کے اپنی اپنی تمسک ہذا مین بلکفول مستغرق
کرتے ہین اس اقرار سے کہ جب تک روپیہ مذکورہ بالا لالہ نواریداس کو بطور
ادا و بیباق نہو جاوے گا کسی جگہ بیع یا رہن یا ہبہ کسی طور سے انتقال
نکرینگے اور جو کرین تو باطل متصور ہو اور اگر بہ تقدیر اس جایداد ملکفولہ مستغرقہ
تمسک ہذا پر کسی طرح کا صدمہ پڑے تو دیگر جایداد منقولہ و غیر منقولہ ہماری

لالہ موصوف روپیہ اپنا وصول کرلیوین ہمکو کچھہ عذر نہوگا اور بدون لکھوائے وصول کے پشت تمسک ہذا پر دعوی وصول رسانی زبانی یا رقعہ خواہ ہندی خواہ فارسی ویا عذر بہی کہاتہ ویا کمی سود ویا سوال قسط بندی وغیرہ کا محکمہ مجازمین جو پیش کرین سو وہ ناقابل سماعت عدالت متصور ہو۔

۱۸ ستمبر ۱۸۷۲ء کو راہنان مذکور نے تمسک ثانی بنام مدعی تحریر کیا جسکے روسے نامبردگان نے (معہ دیگر جایداد کے) وہی موازی ۵ بسوہ موضع تہما پور کے جو تمسک سابق مین شامل تہی مکفول کئے۔ بعدہ مدعی نے ڈگری بر بنا ہر تمسک ثانی کے حاصل کرکے جایداد مکفولہ تمسک مذکور کو اجرا ڈگری مین قرق اور نیلام کرایا اور عابد علی بطور کارندہ مسماۃ مریم النسا کے بعوض مبلغ الـ ۔۔۔ کے خریدار ہوا۔ مدعی نے باجازت عدالت اجرا کنندہ ڈگری کے نیلام مین بذریعہ اپنے پسر نوبت رائے کے بولی بولی تہین اور یہہ واضح نہین ہوتا ہے کہ آیا نامبردہ نے اصالتًا کوئی بیان نسبت اوس رہن کے جو دستاویز مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۷۲ء کے روسے بحق نامبردہ پیدا ہوا تہا کیا تہا یا نہین — ۱۵ دسمبر ۱۸۸۱ء کو محمد یحیی نے بطور کارندہ مریم النسا کے عمل کرکے جایداد مذکور کو بذریعہ بیعنامہ رجسٹری شدہ کے بنام مسماۃ بیگمی کے منتقل کردیا۔

۱۷ مارچ ۱۸۸۳ء کو محمد یحیی راہن نے دو بیعنامے ایک بنام محمد فضل الہی تعدادی الـ ۔۔ بابت حصہ موازی ۱۰ بسوہ موضع بہارمی پور اور دوسرا بنام نوبت رائے پسر مدعی تعدادی ۔۔۔ بابت حصہ موازی ۱۰ بسوہ حسین علی پور کے لکہدی ان دونون دستاویزات کی رجسٹری باضابطہ ہوئی تہی۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اسمین سے پہلے بیعنامہ پر مدعی نے بطور ایک کے از گواہان کے دستخط کئے ہین۔ منجملہ بقیہ جایداد مشمولہ تمسک مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۷۲ء کے موازی بست بسوہ موضع تہدل آباد بہار لعل نے خریدی تہی (لیکن اوسنے دخل نہین پایا) اور ڈہائی بسوہ موضع پرکہ ۔۔۔ شادی لال نے اور ۱۳ بسوہ ۔۔۔ ۲۰ بسوہ موضع ۔۔۔ کے شفقت علی نے خریدی تہی۔

نالش ہذا ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۸۵ع کو عدالت جج ماتحت مراد آباد مین دایر ہوئی تہی اور ہر دو راہنان ازروے دستاویز مورخہ ۱۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۴ع اور کل منتقل الیہم متذکرہ بالا فریق مقدمہ کئے گئے ہین۔ عرضی نالش مین بعد تذکرہ شرایط اس اقرار کے کہ بحالت نہ ادا ہونے زر اصل اندر ایک سال کے راہنان سود بحساب مبلغ عہ۱۲ فیصدی ماہواری کے ادا کرینگے یہہ بیان ہوا ہے کہ زر اصل حسب قرارداد ادا نہین ہوا ہے چنانچہ دعوی سود کا بحساب عہ فیصدی سالانہ ابتداے تاریخ تمسک سے ہوا ہے۔ عرضی نالش مذکور مین ایک رقم مبلغ الماعہ کی بہی مجرا دی گئی ہے جو بابت سود کے مدعیکی قبضہ مین رہگئی تہی۔

مدعا علیہم نے مختلف عذرات بابت وصول دہی وغیرہ کے پیش کی ہین جنکی زیادہ صراحت کے ساتہہ بیان کرنیکی یہان ضرورت نہین ہے اور اونمین سے اصل عذرات کی بحث ہائیکورٹ کے فیصلہ مین ہوئی ہے۔ اونمین سے ایک عذر یہہ تہا کہ مدعی خود اصل خریدار (اسم فرضی) ازروے بیعنامہ مورخہ ۱۷ مارچ سنہ ۱۸۸۳ع نوشتہ محمد یحیی کی ہے جو ظاہرا بنام نوبت راے کے ہے۔ بہ نسبت خریداری فضل الہی کے جو ازروے بیعنامہ مورخہ تاریخ مذکور بابت مواری ۱۰ بسوہ موضع بہاری پور کے ہے یہہ بحث ہوئی ہے کہ مدعی بوجہ اپنے گواہی اوپر دستاویز مذکور کے اور نیز اسوجہ سے کہ اوسنے اوسوقت اظہار اپنے مواخذہ کا نہین کیا اپنے دعوی حال کو بمقابلہ اوس حقیت کے نافذ کرنے سے ممنوع ہے جو فضل الہی نے اوسوقت حاصل کی تہی۔ بہ نسبت اس امر کے مدعی نے سوالات جرح مین اس امر سے بالخصوص انکار کیا ہے کہ بیعنامہ پر جو دستخط اوسکے ظاہر ہوتے ہین وہ فی الواقع اوسنے ثبت کئے ہین

جج ماتحت نے امور تنقیح طلب قایم کئے اور جانبین کی شہادت سماعت کی اور بعد بحث کے لینے اوپر شہادت کے دعوی بحیثیت موجودہ حسب وجوہ جنکو مشار الیہ نے حسب ذیل بیان کیا ہے ڈسمس کیا۔

اس مقدمہ مین مدعی سنے اپنے پسر نوبت راے کو فریق کیا ہے
اور باوجودیکہ نامبردہ نے بیعنامہ اسم فرضی مورخہ ۱۰ مارچ ۱۸۸۱ء بابت
۱۰ ارسوہ حسین علی پور متھرا بحق محمد یحیی احد المقر تمسک سے بنام اپنے پسر
نوبت راے کے حاصل کرلیا ہے تاہم اوسنے اپنی عرضی نالش مین استدعا
نفاذ کفالت کی بمقابلہ اس ۱۰ ارسوہ حسین علی پور متھرا (مکفولہ) کے کی ہے
لیکن نامبردہ نے اپنے اظہار مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۸۶ء مین صاف طور پر بیان
کیا ہے کہ مین کوئی جزو زرمتدعویہ مقدمہ ہذا کا ۱۰ ارسوہ مکفولہ اور خریدہ
نوبت راے پسر اپنے سے اور نیز خود نوبت راے سے وصول نکرونگا اور
برعکس اسکے زرندکور نامبردہ دیگر جایداد محمد یحیی سے وصول کرنگا مدعی کے اس
بیان حلفی اور اوسکے کل اظہار اور شہادت موجودہ مسل سے ثابت ہے کہ موازی
۱۰ ارسوہ حسین علی پور متھرا منجملہ جایداد مکفولہ تمسک کے خود اوسی نے اپنے پسر
نوبت راے کے نام سے خرید کی تھی اور یہہ کہ وہ چاہتا ہے کہ حصہ مذکور کو کل
ذمہ داری سے مبرا کردے لہذا مدعی کو چاہیے کہ بعد منہا کرنے اوسقدر
کفالت کے جسقدر بحساب رسدی اس حصہ ۱۰ ارسوہ حسین علی پور پر عاید ہو
اور جسکو وہ جایداد مذکور سے وصول نہین کرنا چاہتا ہے دعوی نفاذ بقیہ
کفالت کا بمقابلہ جایداد مکفولہ کے کرے ۔ جس حیثیت سے اوسنے دعوی
رجوع کیا ہے اوس حیثیت سے وہ پذیرا نہین ہو سکتا ہے اور نہ اوسکا
تصفیہ ہو سکتا ہے ۔ عدالت ہذا کی یہہ راے ہے کہ شہادت موجودہ
مسل سے یہہ امر بلاشبہ ثابت ہے کہ ۷ مارچ ۱۸۸۱ء کو مدعی نے بیعنامہ
بابت موازی ۱۰ ارسوہ حسین علی پور متھرا بنام اپنے بیٹے کے حاصل کیا
اور یہہ کہ اوسی تاریخ کو بیعنامہ موازی ۱۰ ارسوہ بہاری پور کا فضل الہی
مدعا علیہ کے نام بعلم و رضامندی مدعی کے اور بلا اظہار کفالت مندرجہ
تمسک مساۃ نا ... کے لکھا گیا تھا ۔ دستخط مدعی مندرجہ حاشیہ بیعنامہ
موسومہ فضل الہی کے جعلی نہین معلوم ہوتے ہین ۔ پس یہہ دونون جایدادین
(ایک جو مدعی نے اسم فرضی اپنے بیٹے کے نام سے خرید کی اور دوسری

جو مدعی سنے فضل الٰہی کو بلا علمی اپنے کفالت مندرجہ تمسک کے بذریعہ اوس
بیعنامہ کے خرید کرادی جسپر خود مدعی سنے گواہی کی ہے) بوجہ فعل خود مدعی کے
ذمہ داری سے مبرا ہو گئے ہین اور کفالت مدعی کی جو از روے تمسک مناط
نالش کی تہی جہانتک وہ ان دونون جایدادون پر عاید ہوئی تہی قبل اونکے
انتقال کے معدوم ہو گئی تہی لہذا دعوی مدعی کا بمقابلہ ۱۰ ارلبسوہ حسین علی پور
اور ۱۰ ارلبسوہ بہاری پور اور بمقابلہ فضل الٰہی کیلئے از مدعا علیہم محجوب کے اور
بمقابلہ نوبت راے مدعا علیہ پسر مدعی کے جو لبنا زش اوسکے خاموش رہا
ہے کلیتًا ساقط ہے۔ بمقابلہ دیگر جایداد اور دیگر مدعا علیہم کے دعوی
مدعی بحیثیت موجودہ ڈسمس ہونا چاہیے۔

عدالت کی تجویز سے قرار پائی تہی کہ کل مدعا علیہم بجز فضل الٰہی کے
(کہ جسکے مقابلہ مین دعوی مدعی کا قطعًا ڈسمس ہوا تہا) اپنے اپنے خرید
کے متحمل ہون کیونکہ اوسکے مقابلہ مین دعوی مدعی کا بحیثیت موجودہ بلا
تجویز دیگر امور پیش کردہ اونکے اور باجازت ارجاع نالش جدید بشرطیکہ
کوئی امر قانونی مانع نہو ڈسمس ہوا تہا۔ ڈگری مین (بعد ڈسمسی دعوی مدعی
بحیثیت موجودہ بلا تجویز دیگر امور کے) یہہ حکم ہوا تہا کہ بحالت نہ مانع ہونے
کسی امر قانونی کے اور بمنہاے کفالت بحساب رسدی اور ۱۰ ارلبسوہ حسین علی
منتہا ۱۰ ارلبسوہ بہاری پور مکفولہ کے مدعی کو استحقاق ارجاع نالش جدید کا حاصل
مدعی سنے ہائیکورٹ مین حسب وجوہ ذیل اپیل کیا ہے

۱۔ کیونکہ کوئی امر مانع پذیرائی نالش کا بشکل موجودہ کے نہین ہے
۲۔ کیونکہ عدالت ماتحت سنے یہہ تجویز کرنے مین غلطی کی ہے کہ مدعی
خریدار موازی ۱۰ ارلبسوہ حسین علی پور کا ہے جو بنام پسر مدعی از روے
بیعنامہ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۸۸۱ء کے منتقل ہوئی ہین۔
۳۔ کیونکہ عدالت ماتحت سنے موازی ۱۰ ارلبسوہ بہاری پور خریدہ
فضل الٰہی مدعا علیہ کو دعوی مدعی سے مبرا کرنے مین غلطی کی ہے۔
مدعا علیہم (علاوہ فضل الٰہی کے) سنے اعتراضات محکومہ دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی

برنسبت اوس حصہ ڈگری جج ماتحت کے داخل کی ہین جسکے رو سے یہہ حکم ہوا تہا کہ مدعا علیہم مذکور اپنے اپنے خرچہ کے متحمل ہون۔
اثناء سماعت اپیل کے شیو ناتہہ سنگہ نے عدالت کو یہہ اطلاع کی کہ بہاری لال رسپانڈنٹ ۱۱ اگست ۱۸۸۶ع کو بعد ادخال اپیل کے فوت ہوگیا ہے اور عدالت نے حسب دفعہ ۳۶۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور برطبق درخواست اجودہیا ناتہہ منجانب اپیلانٹ کے حکم قایم ہونے نام قایمقامان جایز متوفی کا بزمرہ رسپانڈنٹان کے صادر کیا۔
کانلین و اجودہیا ناتہہ منجانب اپیلانٹ
امیر الدین منجانب تہنیت علی و بیگمی رسپانڈنٹان
شیو ناتہہ سنگہ منجانب قایمقان بہاری لال رسپانڈنٹ
سندر لال منجانب فضل الہی و شفقت علی رسپانڈنٹان
ہرگلند ناتہہ چودہری منجانب پرشادی رسپانڈنٹ
محمد یحیی اور نوبت راے رسپانڈنٹان نہ اصالتاً حاضر ہوے اور نہ بذریعہ کونسل یا وکیل کے حاضر ہوئے۔
ایج صاحب چیف جسٹس اور ٹرل صاحب جسٹس۔ مقدمہ اپیلانٹ کا عدالت ماتحت نے اوس امر ابتدائی کی بنا پر ڈسمس کیا ہے کہ وہ جس شکل سے رجوع ہوا ہے ساقط ہے کیونکہ جج موصوف کی یہہ راے قرار پائی کہ مدعی نے جزو جایداد مرہونہ اپنے کو بچہ بکرنیکے یہہ امر اپنے اختیار سے باہر کردیا ہے کہ دعوی مقدمہ کا بمقابلہ کل جایداد مرہونہ کے کرسکے۔ معمولی طور پر ہمکو چاہیے تہا مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض فیصلہ روداد کی مطابق قانون کے واپس کرتے۔ لیکن ہم اس طریقہ کے اختیار کرنے سے ممنوع ہین کیونکہ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ فعل جج نے فریقین اوس شہادت کے پیش کرنے سے ممنوع نہین ہوئے جسکو وہ ضروری سمجھتے بلکہ برعکس اسکے فریقین نے بہی شہادت پر قناعت کرنا پسند کیا کہ جو قلمبند ہوچکی تہی اور شہادت مدعی کا بنا پسند نہین کیا۔ فیصلہ اخذ کردہ جج ماتحت سے حسب منشاء دفعہ مذکور کے

شہادت خارج نہیں ہوئی ہے۔

ظاہر ہے کہ فیصلہ مذکور بحال نہیں رہ سکتا ہے۔ ملک ہند میں کسی
عدالت کو ایسی ڈگری صادر کرنیکا اختیار نہیں ہے جیسی ڈگری ہمارے روبرو
پیش ہے اور جس ڈگری کی تاخیر بطور ڈگری نان سوٹ کے ہے۔ ڈگری
مذکور حسب دفعہ ۳۰۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے صادر نہیں ہوئی اور نہ عرضی نالش
بموجب باب ۵ مجموعہ مذکور کے واپس یا نامنظور ہوئی تھی۔ صرف یہی احکام
ہیں جنکے رو سے ضابطہ ہشتکل ڈگری نان سوٹ کے مناسب معلوم ہوتا ہے۔
فیصلہ جوڈیشیل کمیٹی پریوی کونسل کا بمقدمہ واسٹن بنام دی کلکٹر آف راجشاہی
(اپیل ہند مولفہ مور صاحب جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۰) اور ہمارا فیصلہ بمقدمہ قدرت بنام
دیگو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۵ ۱۵ و صفحہ ۱۷ ماسبق) اسناد
متعلق مقدمہ ہیں ڈگری مذکور منسوخ ہونی چاہیئے اور ہمکو کارروائی مزید اس اپیل
میں اور نہ نسبت تنقیحات کے بلحاظ نقص مواد کے کرنا چاہیئے جو ہمارے
روبرو موجود ہے۔

جس تمسک کی بنا پر مدعی نے نالش کی ہے وہ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۶۰ء
کا ہے۔ بعد تکمیل تمسک مذکور کے راہنان نے ایک جزو جایداد کا منتقل کر دیا
اور دیگر اجزا جایداد مذکور کے اوس ڈگری کی اجرا میں نیلام ہوئی جو مدعی نے
تمسک سابق مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۸۵۸ء کے بنا پر حاصل کی تھی۔ وقت سماعت
اپیل کے پنڈت اجودھیا ناتھ نے منجانب اپیلانٹ کے یہ رضامندی ظاہر
کی ہے کہ بحالت منظور ہونے اپیل کے حقیت واقعہ حسین علی متہر اپرسعلی
حصہ قرضہ اور سود متدعویہ کا قایم کر دیا جاوے اور جو بارہ دیگر جایداد متنازعہ پر
ڈالا جاتا ہے اوسمیں اوسیقدر کمی کر دینا چاہیئے۔ پنڈت موصوف نے
یہ بھی رضامندی ظاہر کی ہے نہ بطور استحقاق کے بلکہ بطور رعایت اوس نظر
سے کہ عدالت بقیہ زر ڈگری طلب کو بابت دیگر جایداد ہائے
متنازعہ کے رسدی تقسیم کر دیوے۔ اس رضامندی سے بہت جھگڑا صاف
ہو گیا ہے پہلا عذر جو اٹھایا گیا تھا وہ یہ تھا کہ حصہ انتقال شدہ کے منجملہ ہوا ہے

وہ منحصر اوپر بیان وصول کے ہے۔ یہہ تسلیم ہے کہ اوس بیان کے ثبوت
مین کوئی شہادت نہین ہے اور چونکہ یہہ جوابدہی ہے جسکا ثابت کرنا مدعاعلیہ
کے ذمہ تھا لہذا ہم اس سے زیادہ نہین کہہ سکتے ہین کہ اوسکی تائید مین
کوئی شہادت نہین ہے۔ ایک دوسرا امر منجانب اون کل رسپانڈنٹان
کے جو ہمارے روبرو حاضر ہوے ہین پیش ہوا تھا اور اونکے طرف سے
اوسپر حجت ہوئی ہے یعنی یہہ کہ شرط مندرجہ تمسک بدین مضمون کہ اگر اصل زر
قرضہ اندر ایک سال کے ادا ہو تو عہ فیصدی سود کے تاریخ تمسک سے
ادا کیا جاویگا ایسی شرط بطور شرط تاوانی کے متصور ہونی چاہیے اور اسوجہ سے
مدعی مستحق پانے سود کے نہین ہین بلکہ مستحق پانے صرف اوس معاوضہ کے
ہین جو عدالت بوجہ عدم ادا ہونے زر اصل کے اندر میعاد معہودہ کے تجویز
کردے۔ بتائید اس حجت کے کہ شرط متعلقہ عہ فیصدی سود کو ہم بطور شرط
تاوانی کے تصور کرین پنڈت سندر لال نے اسناد ذیل کا حوالہ دیا ہے۔
کہرگ سنگہ بنام بہولاناتھ (انڈین لاریورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۸)
ومتھرا پرشاد سنگہ بنام لکن کنور (انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۱۵۱)
وسیکناسشس بنام کرو (انڈین لاریورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۶۱۶)
وکنجبہاری لال بنام گلاب سنگہ (ازبدة النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۹۱ء صفحہ ۵۹)
ورام لال بنام سداسکہہ (زبدة النظایر ہفتہ وار سنہ ۱۸۸۷ء صفحہ ۲۴۷) اور شاید
کلوسا با ہگدام بنام مہابلیا (انڈین لاریورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۵)
اسبارہ مین کتاب مولفہ انیسن صاحب دربارہ معاہدات (طبع دوم)
صفحہ ۲۵۲ پر بہی حوالہ دیا گیا تہا۔ اسبارہ مین پنڈت سندر لال کے
دلائل کو اون دیگر رسپانڈنٹان نے بہی اختیار کیا ہے جو حاضر ہوے تہے
بتائید اس حجت مخالف اپیلانٹ کے کہ ہمکو یہہ قیاس کرنا چاہیے
کہ فریقین کی نیت اس معاہدہ کے کرنیکی یہی تہی کہ عہ فیصدی کو سود تصور
کرنا چاہیے اور اوسکو بطور سود کے ادا کیا اور بطور تاوان کے نہ تصور کرنا

کیا ہے۔ شیام لال بنام بنی بیگم (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۲) وچھب ناتھ بنام کامتا پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۲۳۳) ودمیا رام بنام نوبت (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۹۰) وورجن سنگھ بنام محمد عبد العلی خان (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۰۰) ورای بالکشن داس بنام راجہ رن بہادر سنگھ (لا رپورٹ واپیل ہند جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۲ انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۵) وواٹسن بنام اسمتھ (لا رپورٹ جلد ۲۶ چیزری ڈویزن صفحہ ۳۴۳) اور ہربرٹ بنام سالسبری ویو ڈل ریلوی کمپنی (لا رپورٹ جلد ۲ اکیٹوئی صفحہ ۲۲۱)

ہماری یہہ راے ہے کہ مقدمہ مستدلہ جانب اپیلانٹ سے یہہ اصول قایم ہوتا ہے کہ ہمکو جو تجویز کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا فریقین مسلکہ مورخہ ۵ ستمبر ۱۸۷۷ء کی منشا اس معاہدہ کے کرنیکی تھی اور یہی معاہدہ کیا کہ اگر راہنان اندر میعاد معینہ کے ادا کرنیمین قاصر ہوں تو ۱۲ فیصدی بطور سود کے تاریخ تمسک سے ادا کیا جاویگا یا یہہ نیت تھی کہ شرط ۱۲ فیصدی کے محض بطور شرط تاوانی کے بتقدیر کمی اسکی اوس تعداد معاوضہ یا خسارہ کے جو بوجہ نہ ادا ہونے اندر میعاد معینہ کے ہوگی بحالت نزاع کے بذریعہ جج یا جوری کے ذریعہ سے تحقیق اور تجویز ہو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں واضح ہوتا ہے کہ شرط در بارہ ادا کرنے ۱۲ سود بنفسہ حسب حالات مقدمہ کے غیر معقول نہیں ہے۔ ہماری راے میں مقدمہ راے بالکشن داس بنام راجہ رن بہادر سنگھ مذکورہ بالا ایک سند صریح اس امر کے ثبوت میں ہے کہ کوئی قاعدہ قانون کا ایسا نہیں ہے جیسا کہ اوسکی صراحت ایک فقرہ مندرجہ فیصلہ مقدمہ متھرا پرشاد بنام گگن کنور میں ہوئی ہے کہ جس مقدمہ پر منجانب رسپانڈنٹ کے استدلال ہوا ہے۔ فقرہ مذکور حسب ذیل ہے۔ لیکن جس صورت میں جیسے صورت اس مقدمہ کی ہے بشرح زاید سود کی تاریخ تمسک سے بحالت نادہندگی [illegible] ادا ہونے کے [illegible] اوسکی [illegible] صورت ہے اور بطور [illegible]

نہین کر سکتے ہین کہ دعدہ تو معاہدہ مین حسب منشا دفعہ ۷۴ ایکٹ معاہدہ کے ایسے نامزد ی لیتی ہے جو بحالت خلاف ورزی شرط کے ادا کیجاتیگی۔

ہم راے مظہرہ سر مارج جلسن صاحب بالبشر انذوی ردولڑ سے بالکل اتفاق کرتے ہین جو معززالیہ نے اپنے فیصلہ مین بمقدمہ ولسن بنام اسمتھ کے قایم کی ہے کہ جس موقع پر ممدوح الیہ نے یہہ فرمایا ہے۔

مین نے ہمیشہ خیال کیا ہے اور اب بہی یہی خیال کرتا ہون کہ بہ نسبت معاہدات مابین اشخاص بالغ جو زیر نا قابلیت اور کم سنی کے نہون یہہ بہت ضروری بات ہے کہ عدالتہاے قانون کو تعمیل معاہدات کی مطابق نیت فریقین کے قایم رکہنی چاہئے اور یہہ کہ عدالتہاے موصوف کو صاف و صریحی نیت کو اس بنیاد پر نامنظور کرنا چاہئے کہ صاحبان جج لوگونکے کام کو اوس سے زیادہ جانتے ہین کہ جسقدر وہ لوگ خود اپنے کام کو جانتے ہین۔ مین بخوبی واقف ہون کہ مستثنات ہین لیکن وہ مستثنات از قسم وضع قانونی کے ہین۔

سر چارج جیسل صاحب نے اپنی فیصلہ مین جو مقدمہ ہند کورین ہے اکثر انگریزی اسناد جو بارہ اس بحث کے غور کیا تہا کہ کس حالت مین شرط کو بطور شرط التعزیری کے تصور کرنا چاہئے۔ ہمارے یہاں ہے کہ فریقین تمسک متنازعہ کی یہہ معاہدہ کرنیکی نیت تہی اور بذریعہ تمسک مذکور کے بہی معاہدہ کیا تہا کہ عسے فیصدی واجب الادا ہوگا اور بطور سود کے ادا ہوا تہا۔

لہذا ہم تجویز کرتے ہین کہ دعوی مدعی کا بابت سود بشرح عسے فیصدی سالانہ کے منظور ہونا چاہئے۔

ہم اوس شخص مین کوئی امر غیر معقول نہین سمجہتے جسنے درخواست قرضہ دینے کی بکفالت جایداد ارضی کے کیجاوے اور وہ گیرندہ قرضہ سے یہہ کہی کہ تم قرضہ اس شرط پر پا سکتے ہو کہ اگر تم اندر ایک سال کے قرضہ ادا کردوگے تو تمکو سود بشرح عسے فیصدی سالانہ ادا کرنا پڑیگا لیکن اگر تم زر اصل معہ سود [illegible] سالانہ [illegible] ادا نکروگے تو تمکو تا ریخ قرضہ سے

سود بشرح عیـــہ فیصدی سالانہ کے ادا کرنا پڑیگا اور نہ ہم کوئی بات غیر معقول اوس گیرندہ قرضہ مین پاستے ہین کہ جو قرضہ برضامندی اوپر شرائط مذکور کے لینا قبول کرے کسی خاص قرضہ دہندہ سے روپیہ قرض لینے مین کوئی قرض گیرندہ مجبور نہین ہوتا ہے لیکن اگر وہ اُنہین کی شرائط پر قرض لینا قبول کرے تو وہ اور اوسکے منتقل الیہم پابند اوس معاہدہ کے ہونگے بشرطیکہ کوئی فریب ہوا اور اوسمین کوئی امر خلاف قانون ہوا اور ظاہرا معاملہ ناحق شناسی کا ہو محض اس بنیاد پر کوئی قرض گیرندہ انصافاً اپنے معاملہ کی تعمیل سے سبکدوش نہین ہو سکتا ہے کہ اوسکا معاہدہ حماقت کا ہے یا اس بنیاد پر کہ اگر وہ کہین دوسری جگہہ درخواست کرتا تو اوس سے زیادہ فایدہ مند معاہدہ کرتا۔

مسٹر سندر لال نے منجانب فضل الٰہی کے بشمول دیگر امور پیش کردہ اپنے کے یہہ حجت کی ہے کہ جہانتک فضل الٰہی کو تعلق ہے مدعی ممنوع ہے کیونکہ اوسنے تکمیل بیعنامہ مورخہ ۱۷ مارچ ۱۸۸۳ء کے نسبت گواہی کی ہے مدعی کو بیعنامہ پر گواہی کرنے سے انکار ہے اس امر کے ثابت کرنیکی کوشش نہین کی گئی ہے کہ بیعنامہ مذکور پر معمولی طور پر گواہی کرائی گئی تھی شہادت سے یہہ ثابت نہین ہے کہ گواہان مظہرہ وقت تکمیل بیعنامہ کی موجود تھے بلکہ یہہ ثابت ہے کہ کسی تاریخ مابعد پر گواہان مذکور باظہار اس بیان کے کہ محمد یحیی احد الراہن نے بیعنامہ مذکور کو لکھا ہے اپنی دستخط بطور گواہان تحریر دستاویز مذکور کے ثبت کردی ہین۔

مسٹر سندر لال کی اس حجت سے امور قانونی اور تنقیحات اتفاقی پیدا ہوتے ہین۔ ہمکو بہت بڑا شبہہ ہے کہ منو آرید اس مدعی نے کبھی اپنی دستخط دستاویز مذکور پر ثبت کی ہون۔ ہمکو اطمینان نہین ہے کہ اونسے ایسا کیا ہو۔ یہہ ثابت نہین ہے اور نہ اوسکی حجت ہوئی ہے کہ اگر اوسنے اپنی دستخط دستاویز مذکور پر کی تھی تو وہ وقت تکمیل دستاویز مذکور کے موجود تھا اور گواہ نے دستاویز مذکور پر اپنی گواہی کی تھی ہو تو تجہہ بہی شہادت اس امر

ت مین نہین ہے کہ مدعی نے قبل تکمیل معاہدہ بیع کے یہہ ظاہر کیا تھا کہ جایداد
اخذہ نہین ہے اور نہ کوئی شہادت اس امر کے ثبوت مین ہے کہ فضل الہی نے
ہی ایسے بیان مبینہ کو باور کیا تھا یا اوس پر عمل کیا تھا۔ بدین وجوہ ہم خیال کرتے
ن کہ یہہ بحث مسٹر سندر لال کی ساقط ہوتی ہے۔

مسٹر امیر الدین نے منجانب مسماۃ بیگمی کے یہہ بھی حجت کی ہے کہ مدعی جایداد
ریدہ مسماۃ مذکورہ پر رجوع نہین کر سکتا ہے۔ جن واقعات پر یہہ حجت
نی ہے وہ حسب ذیل ہے۔ مدعی نے ایک ڈگری بر بنا رہن مورخہ
[illegible] کے حاصل کی تھی اور اوس ڈگری کے ذریعہ سے نامبردہ
نے اوس جایداد کو جو بعدہ مسماۃ بیگمی نے خرید کیا ہے نیلام پر چڑہایا تھا
دعی نے نیلام مین بولی بولنے کی اجازت لی تھی اور فی الواقعہ بتوسط [illegible] کے
پسر کی بولی بولا تھا۔ بروقت نیلام کے عابد علی نے ظاہرا فضل الہی
اور مسماۃ امام النسا کے لئے خرید کیا تھا۔

جہانتک ہم واقف ہین مدعی نے خود اصالتاً یہہ ظاہر نہین کیا کہ
جایداد تابع مواخذہ مقدم کے ہے۔

حکم مشعر منظوری نیلام مذکور مین یہہ بیان مندرج ہے کہ عابد علی نے
جایداد ہائے تنازعہ کو واسطے فضل الہی اور مسماۃ امام النسا کے خرید کیا تھا
بر طبق اس بیان فضل الہی اور مسماۃ امام النسا کے کہ مسماۃ مریم النسا اصل
خریدار ہے اوسکا نام داخل رجسٹر ہوا تھا۔ بعدہ مسماۃ بیگمی نے مسماۃ مریم النسا
سے خرید کیا۔ محمد یحیی راہن نے بطور کارندہ مسماۃ مریم النسا کے اوس بیع مین عمل
کیا تھا۔ ان واقعات پر مسٹر امیر الدین کی بحث اسپر مبنی ہے اور تائید
اوس بحث کے مشار الیہ نے مقدمہ میکنزی بنام برگنش لینین اینڈ کو (الہ آباد رپورٹ
جلد ۲ ضمیمہ مقدمہ ۸۲) اور یادداشت متعلقہ مقدمہ لی نیو بنام لی نیو مندرجہ
رپورٹ لیڈنگ کیسیز دربارہ ایکوئٹی ۱۸۷۷ع صفحہ ۹۴ مولفہ وائٹ صاحب
و ٹوڈر صاحب پیش کیا ہے۔ مقدمہ اونکے موکل کا یہہ ہے کہ مدعی بمقابلہ
مسماۃ بیگمی کے اپنا رہن پیش کرنے سے ممنوع ہے۔ یہہ ثابت کرنیکا قصد

نہین کیا گیا ہے کہ احکام دفعہ ۲۸۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کی تعمیل نہین ہوئی تہی
ہم قیاس کرتے ہین کہ تعمیل احکام دفعہ مذکور کیے فی الواقعہ ہوئی تہی ۔ از روے
دفعہ ۱۱۴ ایکٹ شہادت ہند کے ہم اس قیاس ہے کے قایم کرنیکے مستحق ہین ۔
اگر ہماری رائے اس قیاس کے قایم کرنیمین صحیح ہے تو واقعہ وجود ہین
مقدم مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۸۱ع متنازعہ نالش ہذا اسکا بذریعہ اشتہار نیلام کیے
مشتہر کردیا گیا تہا اور ہر ایسے شخص کو اوس سے علم ہوگیا ہوگا جسکو اوسکے
دریافت کرنیکی ضرورت تہی جس قیمت پر جایداد نیلام ہوئی تہی اوس سے
ظاہر ہے کہ وقت نیلام کے بولی بولنے والے واقف تہے کا اوسپر
مواخذہ ہے اور جو کچہہ اوسوقت نیلام ہورہا تہا وہ فی الواقع حق راہنی تہا ۔
ہم خیال کرتے ہین کہ حقوق مدعی مین اسوجہ سے کچہہ خلل نہین آتا ہے
کہ اوس نے خود وقت نیلام کے اپنے مواخذہ سے اطلاع نہین دی بشرطیکہ
درحقیقت اوس نے یہہ اطلاع ندی ہو ۔ ہم خیال کرتے ہین کہ وہ مستحق
اس قیاس کے قایم کرنیکا تہا کہ خریداران نے اشتہار نیلام کو بڑہکر یا جسکو
دیکہکر معمولی احتیاط اس امر کے دریافت کرنیمین کرلی ہوگی کہ کونسی جایداد
نیلام ہورہی ہے ۔ جیسا کہ مقدمہ گہیرن بنام کنجہیا ہی (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۴۱۳ و صفحہ ۱۴۷ ماسبق) مین بتلایا گیا ہے یہہ
نہین کہا جاسکتا ہے کہ اوس شخص نے جو محض وقت نیلام کی بولی بولتا ہو
دوسرے شخص کو خریدنیکی ہمت دی ہے ۔ اس مقدمہ مین یہہ ثبوت نہین ہے
کہ مسماۃ مریم النسا یا مسماۃ بیگمی نے مدعی کے کسی بیان کو باور کیا ہے یا اوسپر
عمل کیا ہے ۔ فی الحقیقت یہہ ثبوت نہین ہے کہ مدعی نے کسی قسم کا کوئی
بیان کیا ہے ۔ اگر مسماۃ بیگمی کی نیت ایسے واقعات پر استدلال کرنیکی تہی
جس سے امر مانع تعزیر یہ مخالف کا موضوع ہوسکے تو واقعات مذکور کا ثابت کرنا
اوسی کے ذمہ تہا اوسنے نہ ثابت کیا ہے اور نہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہے
جن مقدمات کا حوالہ اسبارہ مین مسٹر امیرالدین نے دیا ہے اونکو اون واقعات
سے تعلق نہین ہے جو ہمارے روبرو موجود ہین ۔

مسٹر امیر الدین نے یہہ بھی حجت کی ہے کہ مدعی نے نیلام بذریعہ ڈگری
مذکور کے کرلے گئے صرف حقیت مدیون ڈگری داری کی نیلام نہین کرائی بلکہ وہ حقیت بھی
نیلام کرائی ہے جو اوسکو یعنی مدعی کو جایداد مذکور مین حاصل تھی جہانتک کہ حقیت
مدعی مقتضیہ رہننامہ مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۷۴ء کو تعلق ہے بلاشبہ یہہ بات سچ ہوسکتی تھی
کیونکہ یہہ بات اوسی ڈگری کے اجراء مین ہوئی تھی جو ازروے تمسک مذکور کے حکم
حاصل ہوئی تھی کہ حقیت مدیون ڈگری داری مدعی نے نیلام کرائی تھی ہم کسی ایسی
سند سے واقف نہین ہین جس سے یہہ ثابت ہو کہ نظر بحالات مقدمہ ہذا کے
مدعی کی نسبت یہہ تصور کیا جاوے کہ اوسنے وہ حقیت نیلام کرائی جو اوسکو بذریعہ
تمسک مقدم مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۷۴ء کے حاصل تھی اور ہماری یہہ راے ہے
کہ اسبارہ مین مسٹر امیر الدین کی حجت کی تائید نہین ہوسکتی ہے مسماۃ
بیگمی نے صرف وہی حقیت خرید کی تھی جو مریم النسا نے خرید کی تھی —
مسماۃ مذکورہ رجسٹر کو دیکھکر یہہ دریافت کرسکتی تھی کہ کیا حقیت ہے —
مسٹر امیر الدین نے یہہ بھی حجت کی ہے کہ مدعی یہہ نالش قایم نہین رکھہ
سکتا ہے اس دلیل سے کہ اب بھی مبلغ الماعسہ جزو معاوضہ رہن
راہنان کو ادا نہین ہوا ہے بعد تحقیقات کے یہہ واضح ہوتا ہے کہ یہہ
رقم الماخسہ کی جزو رقم الماعسہ کی ہے جسکو مدعی نے لیکے اپنے دعوی
کے اخیر مین حساب مین مجرا دیا ہے اور یہہ کہ رقم مذکور اوسکے قبضہ مین
بابت سود کے باقی رہی تھی ہر حالت مین محمد حشمت علی نے کہ از راہنان
اور مسماۃ بیگمی نے جنکی طرف سے امیر الدین حاضر ہوے ہین اس رقم
الماعسہ کا کچھہ عذر نہین کیا ہے بجز اس بیان کے کہ رقم مذکور مدعی کے
پاس امانتا جمع ہے اور یہہ دعوی کیا کہ وہ مجرا کیجاوے اور جسکو مدعی نے
مجرا دیا ہے بطور امر واقعہ کے بجاے اسکے کہ مسٹر امیر الدین کے موکلونکا
اس الماعسہ کی رقم کے واقعی طور پر ادا ہونے سے بلکہ محض مجرا ہونے سے
کچھہ نقصان ہو مسٹر امیر الدین کے موکلونکو فایدہ ہوگا کیونکہ اونکی جایداد
[illegible] کہ رقم رسندگی دینا پڑیگی جو اور صورت مین اونکو فراہم کرنا پڑتی

مسٹر چودھری نے منجانب پرشادی لال کے یہہ حجت کی ہے کہ مدعی کو سب سے
پہلے جایداد موسومہ حسینن علی پور متھرا کیطرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اثر اس حجت کا
یہہ ہوگا بشرطیکہ بنا معقول پر مبنی ہو کہ مدعی اپنے اوس زر رہن سے
دست بردار ہوگا جو اوسنے بابت جایداد مذکور کے دیا ہے لیکن بشرطیکہ اوسی نے
اوسکو خرید کیا ہے الا یہہ کہ وہ مستحق دعوی حصہ رسدی کا بمقابلہ دیگر جایداد
متنازعہ مقدمہ کے ہو جس بات کا مستحق مسٹر چودھری کا موکل ہوسکتا ہے
وہ کل یہہ ہے کہ چونکہ اوسنے مدعی کی طرف سے ایک رعایت ہونے کے خرید
کیا ہے جسکے روسے حقیت حسین علی پور متھرا پر جو نوبت رائے کے نام
خرید کی گئی ہے منجملہ زر متدعویہ کے ایک جزو رسدی کا اوسپر قایم ہوسکتا ہے
یہہ مسلمہ ہے کہ اس مقدمہ مین پرشادی لال کے اس عذر کی تائید مین کوئی
شہادت نہین ہے کہ اوسکا ۲ بسوہ موقوعہ موضع برکیتیا اوس کفالت کے
تاریخ مین خرید ہوا ہے جو بمقابلہ اوس کفالت کے مقدم ہے جسکے نفاذ
کی استدعا مدعی اسمقدمہ مین کرتا ہے۔ مسٹر سنہا نے جو منجانب بہاری لال
کے از مدعا علیہم کے حاضر ہوئے ہین ہمکو بروز اخیر سماعت پر یہہ اطلاع کی کہ اونکا
موکل ۱۲ اگست سنہ ۱۸۹۶ع کو فوت ہوگیا ہے اور مشار الیہ نے ایک بیان حلفی
پیش کیا ہے جسکی تصدیق فروری گذشتہ مین ہوئی ہے۔ پنڈت اجودھیا ناتھ
نے ہمسے یہہ درخواست کی ہے کہ جو لوگ بیان حلفی مذکور سے قایمقام
بہاری لال کے معلوم ہوتے ہین وہ زمرہ رسپانڈنٹان مین شامل کردیجاوین
مسٹر سنہا نے درخواست مذکور پر اس بنیاد پر اعتراض کیا ہے کہ درخواست مذکور
اندر میعاد نہین پیش ہوئی ہے ہمنے درخواست مذکور کو بموجب اون اختیارات
کے منظور کیا ہے جو ہمکو از روے فقرہ اخیر دفعہ ۳۶۸ مجموعہ ضابطہ دیوانی
کے حاصل ہین یہہ راے قایم کرکے کہ وجہ کافی ثابت ہے۔ بہ نسبت اس
امر کے کہ کیون اپیلانٹ نے اندر میعاد کے یہہ درخواست نہین کی تہی ہم یہہ
بیان کردیتے ہین کہ اسمال کی ترجمہ دستاویزات کا ظاہرا بہاری لال کیطرف سے
مرا یا گیا تا کہ گویا بہاری لال زندہ ہے۔ منجانب قایمقامان بہاری لال

کے بہی مسٹر سنہا نے یہہ حجت کی ہے کہ مدعی کو جایداد حسین علی پور متہر اپر
رجوع کرنا چاہئے یہہ حجت وہی ہے جو مسٹر جودہری کی حجت ہے۔
مسٹر سنہا نے بہی مسل مسٹر سندر لال کے یہہ حجت کی ہے کہ مدعی کو
پہلے جایداد مرہونہ کے اون اجزا پر رجوع کرنا چاہئے تہی جو نیلام نہین ہوے
ین۔ ہم اس مقدمہ مین کوئی وجہ نہین دیکہتے ہین کہ او سطرح پر مدعی کے اون
ون حقوق کو محدود کردین جو اوسنے ازروے تمسک مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۷۹ء
کے حاصل کی ہین۔ خریداران خواہ بذریعہ معاہدہ خانگی کے ہون خواہ بذریعہ
یلام کے ہون اوس مواخذہ کے وجود کو دریافت کر سکتے تہے جو بذریعہ تمسک
ناما نالش کے پیدا ہوئی تہی بشرطیکہ وہ معمولی احتیاط رجسٹر کے دیکہنے کی
عمل مین لاتے۔ یہہ امر بہت قرین قیاس ہے کہ خریداران مذکور اس ا
متنازعہ سے واقف ہو چلے تہے۔

یہہ بہی حجت ہوئی ہے کہ دعوی مدعی کا بمقابلہ بہاری لال اور اونکے
قایمقامان بربنا مظہرہ کے ڈسمس ہونا چاہئے کہ اگرچہ بہاری لال نے موضع
مین وہ جایداد خرید کی تہی جسکی نسبت وہ مدعا علیہ بنایا گیا لیکن اوسنے
کبہی قبضہ نہین پایا۔ مسٹر سنہا نے یہہ تسلیم کیا ہے کہ بہاری لال نے خریداری
کی تہی۔ اندرین حالات ہم خیال کرتے ہین کہ نامبردہ صحیح طور پر مسل مین شریک
کیا گیا تہا اور جو جایداد اوسنے خرید کی ہے اوسکو اپنے حصہ کے بار کا متحمل ہونا چاہئے
نتیجہ مین ہم اس اپیل کو بدین شرط منظور کرتے ہین کہ حصہ واجب زر متدعویہ کا
البسوہ حسین علی پور پر قایم کیا جاوے۔ اس سے ہمکو امر تفریق حصص کا طے
کرنا پڑیگا۔ ہمارے روبرو مثل میں وہ مواد موجود نہین ہے جس سے اب ہم تفریق حصص کی کر سکین
ہم حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس امر کو جج ماتحت کے سپرد
کرتے ہین اور مشارالیہ تحقیقات اور تجویز کرینگے کہ تاریخ ارجاع نالش کو ہر جایداد
کی کیا مالیت تہی۔

بروقت ہم پہونچنے اس مواد کی ہم مقدمہ ہذا مین ڈگری قطعی صادر کرینگے۔ بحث خرچہ کو
ہم اوسی وقت طے کرینگے جب ڈگری قطعی کو طے کرینگے۔

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۸ نومبر ۱۸۸۲ء

مرتبہ جی بی اسپنکی صاحب و اے اشبرنر صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے و منشی رگھبردیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۲۳ جلد ۷	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ

اجگر سنگھ بنام بیر سنگھ	۸۴۹	دی ہی سینڈ لینڈ بنام دی الکھنو سپرنٹنڈنٹ
جمال الدین بنام کمال الدین	۸۴۵	قیصر سنگھ بنام دیوکی نندن
مہادیو پرشاد بنام صبیہ بی بی		

فہرست مضامین

اجرائے ڈگری	۸۵۰	ڈگریات زر نقد
اختیار ساعت	۸۴۹	رہن
استحقاق راستہ کا	۸۴۵	شرع محمدی
الزام از الحیثیت عرفی کا نالش میں ہونا		شفع
بلکہ اظہار مابعدمین شامل کیا جانا	۸۴۴	شفیع کو بیع کا علم ہونا
انفکاک رہن	۸۴۹	شوہر و زوجہ
ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء دفعہ ۲۰	۸۴۹	شے دعوے متنازعہ
تعمیر	۸۴۲	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۹۵
تقسیم رسدی مابین ڈگریداران کے	۸۵۰	فوجداری دفعہ ۹
حصہ داری	۸۴۳	دفعات ۲۰۶ و ۲۴
حق اشاعت کا سقوط	۸۴۵	مانع تقریر مخالف
ڈگریدار مستحق اسبات کا ہے کہ حسب خواہش اپنی		مدیون ڈگری واحد
کاسدعائے اجرا مقابلہ جایداد یا ذات مدیون کے کرے	۸۵۰	ملکیت کا واحد ہونا
ڈگری لفاظ دفعات اجرا مقابلہ خود ذات		نالش
مدیون مجھکو کرنے کے	۸۴۸	نیلام اجرائے ڈگری
		واجب العرض

ضلع اعظمگڈھ   اپیلیٹ نمبر ۹۲۲ سنہ ۱۸۸۶ع   منفصلہ ۱۲ جون

مہادیو پرشاد وغیرہم   بنام   صبہ بی بی ویک کس دیگر

شفع ۔ واجب العرض ۔ التعبیر ۔ حصہ دار قریبی ۔ مانع تقریر مخالف ۔ شفیع کو بیع کا علم ہونا ۔

واقعات المقدمہ کی فیصلہ عدالت مین درج ہین ۔

ہنومان پرشاد و کاشی پرشاد منجانب اپیلانٹیان

اسپنکی منجانب رسپانڈنٹیان

محمود صاحب جسٹس ۔ اس مقدمہ مین یہہ عذر کیا گیا ہے کہ حسب شرائط واجب العرض کی جسکی بناء پہ نالش مبنی ہے نالش قابل پذیرائی کے نہین ہے کیونکہ مدعیان رسپانڈنٹیان کو حق مرجح خریداری کا بمقابلہ مدعاعلیہم اپیلانٹیان مشتریان کے حاصل نہین ہے اور یہہ کہ عدالتین ماتحت نے بذریعہ نہ قلمبند کرنے اظہارات گواہان کے مقدمہ مین اوس امر کے بابت جسکا ذکر مین اینده کرونگا حقوق مدعاعلیہم اپیلانٹیان مین ضرر اہم پہونچایا ہے ۔

نالش واسطی نفاذ حق شفع کے ازروے واجب العرض کے تھی اور مبنی عبارت ہندوستانی دستاویز مذکور کے جسمین الفاظ حصہ دار قریبی کے عبارت نو طلب ہے ملاحظہ کیا ہے اور بعد سننے بحث دستاویز مذکور کے مین مسٹر اسپنکی کی اس حجت سے جو منجانب مدعیان رسپانڈنٹیان کیگئی ہے اتفاق کرتا ہون کہ اس خاص دستاویز کی تعبیر مناسب کرکے ان دونو الفاظ کو کچھہ قرابت منسبی سے کچھہ تعلق نہین ہے بلکہ اس امر سے تعلق ہے کہ شرکا ہوکر واحد کے ہون اور مالک مشترک ساتھہ مالکان جائداد مبیعہ کے ہون جیسا کہ مدعیان رسپانڈنٹیان کے نسبت ایسی شرکت ہونا ثابت ہوا ہے حالانکہ مدعاعلیہم اپیلانٹیان ایسی متعلقہ شرکت ثابت کرنے مین قاصر رہے ہین لہذا مدعیان حصہ داران قریبی تھوک کے ہین اور اس حیثیت سے مستحق شفع کے ازروے شرائط واجب العرض کے ہین اس واقعہ سے کچھہ متعلقہ نہین ہوتا ہے کہ مدعیان مذہب مسلمان ہین اور بائعان اور نیز مشتریان ہندو ہین اور ایسی ہی راے عدالت ہاے ماتحت ہا مین اکثر مرتبہ بسی زیادہ قرار پا چکی

لہذا مدعیان مستحق نافذ کرنے حق شفع کے ہین کیونکہ اونکو بمقابلہ مدعا علیہم اپیلانٹیان کے ترجیح حاصل ہے۔

دوسرا امر جسپر مسٹر کاشی پرشاد نے منجانب اپیلانٹان کے بحث کی ہے یہ ہے کہ عدالت ماتحت کو گواہان پیش کردہ اونکی موکلان کا اظہار قلمبند کرنا چاہیے تہا۔ لیکن عدالت اپیل ماتحت نے اس بارہ مین یہہ تحریر کیا ہے کہ گواہان بہہ اس امر کے ثابت کرنیکی لیئے ہیے کہ مدعیان کو معلوم تہا کہ بالعان جایداد کو مشتری کے ہاتہہ بیع کرتے ہین اور ذیلعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے یہہ تجویز کی ہے کہ اس امر سے مدعیان اپنے حقوق شفع سے محروم نہین ہوسکتی ہین لہذا یہہ امر محتاج ثبوت یا تجویز کا نہین ہے کیونکہ امر قانونی ہے۔

مین اس امر سے اتفاق کرتا ہون۔ اولاً مدعیان عورات پردہ نشین ہین اور اس امر سے کہ بیع باعلام ہین اور باعلان کافی کے ہوا ہے اور اس امر سے ان عورات پردہ نشین کو علم تہا بنفسہ کوئی ایسی وجہ نہین پیدا ہوتی ہے کہ کہ جس سے وہ اپنی حقوق سے محروم کر دیجاوین کہ جو اونکو اور طور پر بحیثیت شفیعان اور اپنی کے بموجب شرایط واجب العرض کے حاصل تہی۔ جو قاعدہ مانع الفہا مخالف کا متعلق مقدمات شفع کے ہوتا ہے او سپر بہت سے اون مقدمات مین غور ہوا ہے جو رپورٹ ہوئے ہین دستیاب ہوتے ہین۔ مین کسی ایسی مقدمہ سے واقف نہین ہون جسمین بعض کیفیت بیع سے ہے اور بلالحاظ انکار مطلق دربارہ خریداری کے کہ جو بذریعہ مختار مجاز کے ایسی مقدمہ مین ہوئی ہے جیسا کہ یہ مقدمہ ہے کبہی ایسی تجویز ہوئی ہو کہ شفیع اپنی حق شفع سے محروم ہوجاتا ہی مسٹر اسپنکی نے یہہ بتایا ہے کہ مدعا علیہم اپیلانٹیان نے اپنی جوابدہی مین یہہ بیان بہی نہین کیا ہے کہ ان عورات پردہ نشین نے اس بیع کا حال سنا تہا یا یہہ کہ اونہون نے دیدہ و دانستہ جایداد متنازعہ کے خریداری سے انکار کیا تہا۔

چونکہ استحقاق مدعیان ریسپانڈنٹیان کا دربارہ شفع کے ... ہے اور کوئی بیان دربارہ انکار مطلق نسبت خریداری کے منجانب مدعا علیہ

نہیں ہوا ہے لہذا عدالتین ماتحت نے دعوے صحیح طور پر ڈگری کیا ہے۔ مین یہ اپیل معہ خرچہ کے ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع الہ اباد　　　　اپیل دوئم نمبر ۱۴۹ سنہ ۱۸۸۲ع　　　　منفصلہ ۶ جولائی

جمال الدین ویکسکس دیگر بنام کمال الدین

شرع محمدی۔ شوہر و زوجہ۔ ملکیت کا واحد ہونا۔ حق اسایش کا سقوط استحقاق استہ کا۔

واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

اسپنکی منجانب اپیلانٹیان　　رام پرشاد منجانب رسپانڈنٹیان

محمود صاحب جسٹس۔ بغرض سمجہنی اس نزاع کے نقشہ موقع مرتبہ تمدیہ منیا بشمولیسل کا ذہن نشین رکہنا ضروری ہے نقشہ مذکور سے ظاہر ہوتا ہے کہ نزاع بابت دو قطعات اراضی ملحقہ کے ہے یعنی بابت نمبرہاے ۶۵۸ و ۶۶۰ کے اور نمبر خیرجانب پورب نمبر اول کے واقع ہے

فریقین سوتیلی بہائی ہین اور غالباً یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے امور کے بابت ونمین جہگڑا ہوتا ہے۔ فریقین کو یہ موضع جسمین اراضیات نزاعی واقع ہین انکی باپ لقضل حسین سے ورا ثتاً ملا تہا اور عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ تقسیم مین جو باہم انکی ہوئی ہتی قطعہ نمبری ۶۵۸ مدعی کے حصہ مین در آیا تہا۔ اور قطعہ نمبری ۶۶۰ مکان ہے جو پہلی مملوکہ سعید الدین کا تہا اور اونہون نے بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۵ اگست ۱۸۸۱ مکان مذکور بدست مساۃ وحید النسا زوجہ جمال الدین مدعا علیہ کے منتقل کر دیا تہا جنوری ۱۸۸۲ مین مدعی نے بعد حصول ملکیت تہا النسبت قطعہ نمبری ۶۵۸ بذریعہ تقسیم مذکورہ بالا کے اپنا استحقاق مالکانہ بذریعہ شروع کرنے تعمیر اوپر اراضی کے استعمال کرنا شروع کیا۔ لیکن اوسکی قصد کو اوسکی سوتیلی بہائی چودہری جمال الدین نے روک دیا خواہ خود اپنی طرف سے یا اپنی زوجہ کیطرف سے اس بنیاد پر کہ مکان نمبری ۶۶۰ مین ایک دروازہ پچہم طرف سے اور اوس مکان کی ملکیت حق استہ کا اوپر قطعہ نمبری ۶۵۸ کے بطور حق اسایش کے شامل ہے اور یہ کہ

کہ جو اسائیش مذکور مین مدعی کے عمارت مقصودہ سے خلل آویگا اس امر کے
وجہ سے یہہ نالش ہے اور مدعی عدالت مین بدین استدعا آیا ہے کہ حکم امتناعی بنام
مدعا علیہ اس ہدایت سے صادر ہو کہ نامبردہ مزاحمت تعمیر عمارت سے جسکی بنیاد
مدعی نے قایم کی ہے باز رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ نے یہہ عذر کیا کہ
مکان جایداد خریدہ اوسکی زوجہ کی از روے بیعنامہ مورخہ ۵ اگست ۱۸۷۸ء کے
ہے اور بوجہ اس عذر کے مسماۃ کا نام زمرہ مدعا علیہم مقدمہ ہذا کے قایم کیا گیا ہے۔

بعدہ نالش مین کارروائی مزید ہوئی اور عدالت مرافعہ اولی نے بر بنائے اون
وجوہ کے جنکی صراحت کرنیکی مجھی ضرورت نہین ہے دعوے بپابندی چند شرایط
اور حدود کے ڈگری کیا۔ جو ڈگری اسطرح پر صادر ہوئی تھی اوس سے کوئی فریق
راضی نہوا کیونکہ مدعی نے عدالت اپیل ماتحت مین اپیل کیا اور مدعا علیہم نے اعتراضات
حسب دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل کی تھی۔ ان اعتراضات مین ایک
عذر مین بالخصوص ذکر اس حجت کا ہے کہ مکان مذکور مملوکہ مسماۃ وحید النسا
کا ہے نہ کہ جمال الدین کا۔

جج عدالت اپیل ماتحت نے فیصلہ دونون اپیلون اور اعتراضات کا بلا دراصل
تجویز کرنے مقدمہ کے روداد پر کیا ہے۔ مشارالیہ نے یہہ تجویز کیا ہے کہ چونکہ
جمال الدین شوہر مسماۃ وحید النسا کا ہے تو اسمین کچھہ شبہہ نہین ہے کہ وہ آپسمین
ایک ہی ہین اور یہہ کہ مدعا علیہ نمبر ۲ (وحید النسا) کو کوئی استحقاق جداگانہ مدعا علیہ
نمبر ۱ (جمال الدین) سے نہین ہے کہ جو تا تکمیل تقسیم کے شریک مدعی کا تھا۔ مجھی
معلوم ہوتا ہے کہ یہہ راے خلاف شرع محمدی کے ہے کہ جسمین کوئی ایسی بات
تسلیم ہوئی ہے کہ جیسی ملکیت واحد مابین شوہر اور زوجہ کے اور محض اس امر سے
کہ مدعا علیہ نمبر ۱ شوہر مدعا علیہ نمبر ۲ کا ہے کوئی استفادہ ایسی تجویز کا نہین ہو سکتا
ہے جیسا کہ یہہ عذر ہے۔ ذیلی جج کو یہہ تجویز کرنا چاہئے تھا کہ آیا بیعنامہ مورخہ ۵
اگست ۱۸۷۸ء کا دراصل بحق مسماۃ کے ہوا تھا یا نہین کیونکہ اگر ہوا ہے تو مسماۃ
خود مالک مکان مذکور کی ہوئی اور جن متعدد امورات واقعات پر میرے روبرو
بحث ہوئی وہ جملہ [illegible] مقدمہ مین پیدا ہوے ہین۔

ذیلعلم جج نے اپنی راے جو دربارہ ملکیت واحد باہم شوہر اور زوجہ کے تھی استدلال کرکے یہانتک تحریر کیا ہے کہ چونکہ جمال الدین مدعا علیہ نمبر ۱ کسی وقت شریک حصہ دار مدعی کا تھا لہذا وہ حق اسایش قطعہ نمبری ۵۰۶ پر حاصل نہین کر سکتا ہے۔ ذیلعلم جج نے یہہ راے ایسی عبارت سے ظاہر کی ہے جس سے میرے ذہن مین کچھہ شبہہ باقی نہین رہتا ہے کہ مشار الیہ نے قانون کی غلط فہمی کی ہے۔ مشار الیہ کا یہہ کہنا صحیح ہے کہ کوئی شخص خود اپنی اراضی پر حق اسایش حاصل نہین کر سکتا ہے اور اسکا اس راے کو ملکیت مشترکہ اراضی تک بھی وسعت دینا صحیح ہو سکتی ہے۔ لیکن اسموقع پر تنقیح امر نزاعی یہہ ہے کہ آیا سعید الدین بائع بعینہ مورخہ ۵ اگست ۱۸۸۲ع کو البتہ حق اسایش حاصل تھا یا نہین جسکا دعوی اس مقدمہ مین ہوا ہے اگر اوسکو یہہ حق حاصل تھا تو آیا حق مذکور اوسکی مشتری وحید النسا کو اور نیز جمال الدین کو بشرطیکہ اوسنے مکان مذکور خرید کیا ہوتا جائز پہونچتا ہے یا نہین محض یہہ امر کہ وہ شریک مشترک مدعی کا تھا اور اس حیثیت سے شریک مشترک قطعہ نمبری ۵۰۸ کا حق اسایش کو زائل نکر سکیگا بشرطیکہ حق مذکور سعید الدین بائع کو حاصل ہو چکا ہو۔ قاعدہ قانون کا بخوبی سمجھا ہوا ہے اور بغرض تسہیل اسایش کے مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ مختصر التصریح قاعدہ مذکور کی دفعہ ۴۶۔ ایکٹ حق اسایش (۵ ۱۸۸۲ع) مین ہوی ہے کہ اگرچہ ان ممالک سے متعلق نہین ہے تاہم مین اوسکو بطور عمدہ مجموعہ قواعد قانون حق اسایش کے اور قابل استدلال کے فیصلون مین تصور کرتا ہون۔ قاعدہ مصرحہ دفعہ ۴۶۔ ایکٹ حق اسایش (۵ ۱۸۸۲ع) کے تشریح سات تمثیلون سے ہوتی ہے۔ اور مجھے صرف یہی بتلانیکی ضرورت ہے کہ بغرض زایل کرنے حق اسایش کے یہہ ضرور ہے کہ کوئی شخص مستحق ملکیت کامل کل جایداد اعلی اور ادنی کا ہونا چاہیے کہ جس سے محض حصول ملکیت مشروطہ ایک کی یا جزو ملکیت دوسری کی ایسی حقوق اسایش کو زایل نکر سکے کہ جو حقوق تمثیلات مذکورہ سے ظاہر ہوتی ہین پس اسموقع پر اگر جمال الدین نے مکان نمبری ۶۶۰ خرید بھی کیا ہوتا تاہم وہ صرف مالک مشترک نمبر ۵۰۶ کا تھا اور نہ ایسا مالک کامل اور مطلق تھا جیسا کہ اوس قاعدہ کا مفہوم ہے

جسکا ذکر کیا ہے۔ لہذا اگر حق راستہ کا اوپر نمبر ۶۵۸ کے متعلق مکان نمبر ۶۶
کے ہے تو حق مذکور بوجہ خریداری کے زایل نہیں ہوجاتا ہے۔ ذیل میں
فیصلہ ہیں۔ و فیصلجات عدالت ہذا العینی جلال الدین بنام اسدعلی (زبدۃ النظا
ہفتہ وار ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۶۲) و سولچند بنام سہولا ناتھہ (زبدۃ النظایر ہفتہ وار ۱۸۹۳ء
۲۵۳) کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن یہہ کہنا کافی ہے کہ فیصلجات مذکور متعلق مقدمہ ہذا
کے نہیں ہیں کیونکہ اوسمین اولاً ملکیت واحد علی اور ادنی جایداد کی کامل ہی
اور نہ جزواً اور ثانیاً بوجہ تاثیر تقسیم کے چبوترہ متنازعہ ملکیت دوسری شخص کی ہوگیا تہا
بدینوجوہ فیصلہ اور ڈگری عدالت اپیل ماتحت کے قایم نہیں رہ سکتی ہیں اور
مین اپیل ڈگری کرتا ہوں اور منسوخی ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی مقدمہ کو حسب
دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض فیصلہ روداد کے واپس بہیجتا ہوں
لیکن بحالت واپس بہیجنے کے مین خیال کرتا ہوں کہ بموجب منشاء اخیر دفعہ ۵۶۶
کے مناسب امور تجویز طلب کا تہا یا مناسب ہوگا چنانچہ امور کو حسب ذیل ہیں
اول آیا سعید الدین کو بحیثیت مالک مکان نمبری ۶۶۰ کے حق راستہ کا
اوپر اراضی نمبری ۶۵۸ حاصل تہا یا نہیں اور اگر حاصل تہا تو حق اسایش مذکور
کی نوعیت اور اوسکا حیطہ کیا ہے۔

آیا از روے بیعنامہ مورخہ ۵ اگست ۱۸۸۸ء کے وحید النساء نے مکان
نمبر ۶۶۰ کو خود اپنی استحقاق سے خرید کیا تہا یا بطور بینامی کے اپنے شوہر جمال الدین
کے واسطے خرید کیا تہا۔

آیا بلحاظ اوس تجویز کے جو بہ نسبت نوعیت اور حیطہ اوس حق راستہ
ہو جو بہ نسبت دروازہ جانب پچہم مکان نمبری ۶۶۰ کے ثابت ہوگیا طریقہ قدیم
اسایش اور معقول ایسا ہے جسکی روسے حق اسایش مذکور بشمول اسبات
قایم رکہا جاسکتا ہے کہ مدعی کو اراضی نمبری ۶۵۸ پر عمارت بنانیکی اجازت دیجاوے
مین یہہ تحریر مزید کرتا ہوں کہ وقت تجویز کرنے امر اول کے ذیل میں
اسبات کو ذہن نشین رکہینگے کہ زمانہ مخالفت کا جو واسطے حق اسایش کے
ہے اوسکا شمار پوری طور بموجب دفعہ ۲۶ ایکٹ میعاد سماعت (۱۵ ۱۸۷۷ء)

کیا جاویگا اور اگر مکان مذکور کو وحید النسا نے خرید کیا ہے تو زمانہ اوسکی تمتع کا بھی ایک جزو اوس میعاد کا ہوگا۔ بہ نسبت امر سوم کے مین ذی علم جج کے توجہ کو قاعدہ مصرحہ دفعہ ۲۲۔ ایکٹ حق آسایش (۵ ۱۸۸۲ء) پر مایل کرتا ہون اور قاعدہ مذکور کو متعلق کر کے جج ممدوح بہہ تجویز کرینگے کہ منجملہ تین طریقہ مندرجہ ڈگری عدالت مرافع اولی کی کون طریقہ سب سے زیادہ قرین آسایش اور معقول اسمقدمہ کے لئے ہوگا اور بموجب اوس طریقہ کے ڈگری مقدمہ مین مرتب کیجاویگی۔

اپیل ڈگری کیا جاتا ہے اور مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بغرض تصفیہ روداد کے واپس بھیجا جاتا ہے۔ خرچہ نتیجہ پر منحصر ہوگا۔

ضلع کانپور　　　　اپیل اول نمبر ۵ ۱۸۸۸ء　　　　منفصلہ ۳ جولائی

اجگر سنگھ وغیرہم　بنام　برہما سنگھ

اختیار سماعت۔ رہن۔ انفکاک رہن۔ ایکٹ ۶ ۱۸۷۱ء (ایکٹ عدالتہای دیوانی بنگال) دفعہ ۲۰۔ شی دعوے متنازعہ۔

واقعات اسمقدمہ کی فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

کالون وسکھہ رام منجانب اپیلانٹیان　　ہل وا جودھیا ناتھہ منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ یہہ وہ نالش ہے جسمین مدعیان نے دعوے انفکاک رہن کا کیا تہا تعداد زر رہن کی مبلغ ہے بیان ہوئی ہے۔ مدعیان کا یہہ بیان ہے کہ قرضہ اصل معہ سود و منافع سے بیباق ہوگیا ہے۔ مالیت جایداد کی مبلغ معہ ہزار روپیہ ہے۔ مدعا علیہ کا بیان یہہ ہے کہ کوئی رہن نہین ہے بلکہ مین مالک کامل تہا اور ہون۔ سماعت نالش کی جج ماتحت کانپور نے کی تہی کہ جس نے دعوے مدعیان کا ڈسمس کیا تہا منجانب اوس فیصلہ کے مدعیان نے عدالت ہذا مین اپیل کیا ہے۔ پنڈت اجودھیا ناتھہ منجانب رسپانڈنٹ کے ایک عذر ابتدائی یہہ پیش کیا ہے کہ یہہ اپیل اول عدالت ہذا مین نہین ہوسکتا ہے۔ پنڈت موصوف نے فیصلہ مقدمہ گوبند سنگھ بنام کلو (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۲ صفحہ ۷۷) اور فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا

بمقدمہ امانت بیگم بنام بھجن لعل (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۳۴۹)
پر استدلال کیا ہے۔ اپیل ان فیصلونکا پابند ہون اور مجھکو تعبیر دفعہ ۲۰ ایکٹ
عدالتہاے دیوانی بنگال کے وہی تعبیر قایم کرنا چاہئے جو ان فیصلون کے روسے
قایم ہوئی ہے حالانکہ دفعہ مذکور کی اس تعبیر کے مطابق جس نالش مین مدعی دعوے
انفکاک رہن جایداد مالیتی پانچ لاکھ روپیہ کا بادای دو سو روپیہ کے کرے اور
جسمین واقعی وجود رہن کا متنازعہ ہو تو وہ مقدمہ عدالت منصفی کے واسطے ہے
اور اوسکی اپیل اس عدالت مین نہوگی بلکہ عدالت ماتحت مین جو عدالت ہذا کے ہے
ایسی صورت مین وہ مقدمہ عدالت ہذا مین صرف بطور اپیل دویم کے مقبول ہوسکتا
ہے اور تجویز واقعات کی نکرینگی بلکہ قانون کی باوجودیکہ عدالت ہذا کو یہ اطمینان
ہو کہ عدالت ماتحت نے تشخیص جایداد مالیتی پانچ لاکھ روپیہ کا کیا ہے۔ یہ اپیل
معہ خرچہ ڈسمس ہونا چاہئے۔ یادداشت اپیل بغرض پیش کرنے عدالت مجاز کے
اپیلانٹ کو واپس دیا جاویگا۔ اپیلانٹ خرچہ اس اپیل کا ادا کریگا۔

ضلع بریلی | اپیل دویم نمبر ۱۶۷ سنہ ۱۸۸۲ء | منفصلہ ۱۴ جولائی

دی دہلی اینڈ لندن بنک بنام دی انگلو انڈین سروس بنک بریلی

اجرای ڈگری۔ نیلام اجرای ڈگری۔ تقسیم رسدی مابین ڈگریداران کے۔ مجموعہ ضابطہ
دیوانی دفعہ ۲۹۵۔ ڈگریات زر نقد۔ مدیون ڈگری واحد۔ ڈگری نفاذ کفالت
اور بمقابلہ خود ذات مدیون ڈگری کے۔ ڈگریدار مستحق اسبات کا ہے کہ حسب خواہش
اپنی کارروائی اجرا بمقابلہ جایداد یا ذات مدیون کے کرے۔

یہ نالش واسطے حصہ رسدی اوس روپیہ کے تہی جو مدعا علیہم کے اجرای ڈگری
مین وصول ہوا تہا کیونکہ مدعیان نے پہلے سے صیغہ اجرای ڈگری مین اسی مضمون
کی درخواست حسب دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے کی تہی اور درخواست مذکور
نامنظور ہوئی تہی۔ واقعات مقدمہ کی فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے
کافی طور پر درج ہین۔

اسپنکی وکالون منجانب اپیلانٹیان کالون و عبدالمجید منجانب رسپانڈنٹیان

ڈگری بنام حیدر اور دیگر مدیونان کی جاری ہوئی تھی۔ ہماری یہہ رائے ہے کہ جہانتک بالفعل کو تعلق ہے ڈگریات مدعیان کی حسب منشا دفعہ ۲۹۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ڈگریات زر نقد کی نہین۔ ہم کوئی رائے ظاہر نہین کرتے ہین کہ آیا ڈگریات مدعیہ مقابلہ دیگر مدیونان کے ڈگری زر نقد کی حسب دفعہ مذکور کے تھین یا نہین۔ یہہ ایسا امر ہے جسکے تجویز کی ضرورت ہمکو اس موقع پر نہین ہے کیونکہ واسطے فیصلہ اس اپیل کے ضروری نہین ہے۔

بقیہ امر یہہ ہے کہ آیا اس امر سے کہ ڈگریات مدعیان مین چار مدیونان ہین اور مدعا علیہم کے ڈگریات مین تین مدیونان ہین مدعیان اپنی استحقاق حصہ رسدی کے بابت کسی سے محروم ہوجاتے ہین یا نہین۔

ایک ٹھیک ہم شکل ایسی بحث کا فیصلہ مقدمہ شمبھو ناتھ پودار بنام لکھی ناتھ دی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۹ صفحہ ۹۲۰) کے رو سے ہوا ہے مین اوس فیصلہ سے اتفاق کرتا ہون اور میری یہہ رائے ہے کہ مدعیان مستحق حصہ رسدی پانیکی مدعا علیہم کے ڈگری کے زر محاصل مین ہین۔ مقدمہ دیوکی نندن سین بنام ہارٹ (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۴۹) متعلق نہین ہے اور اوس رائے قانونی کے خلاف نہین ہے جو مینے ظاہر کی ہے۔ مختصراً مقدمہ مذکور ایسا تھا جسمین جایداد مشترکہ دو مدیونان کے نیلام ہوئی تھی حالانکہ جس ڈگری کے بابت دعوے حصہ رسدی کا تھا وہ صرف ایک مدیون کے مقابلہ مین تھی۔ مقدمہ جگت نرائن پال بنام دھونڈی رائے (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۵۶۶) پر ہماری رو برو بہت اصرار ہوا ہے واقعات اسمقدمہ کی ہمشکل واقعات مقدمہ ہذا کے نہین ہین۔ لہذا اوسمقدمہ سے ہمارے فیصلہ پر کچھ اثر نہین آتا ہے جو اسمقدمہ مین ہے۔

مقدمہ ہارٹ بنام تارا پرسنا مکرجی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۷۱۸) پر بھی فریقین نے استدلال کیا ہے بنظر واقعات اوسمقدمہ کے ہم اوس مقدمہ کو متعلق نہین خیال کرتے ہین نتیجہ یہہ ہے کہ یہہ اپیل مع خرچہ کے منظور ہونی چاہیئے ڈگری عدالت اپیل ماتحت کی منسوخ کیجاتی ہے اور

مقدمہ حسب دفعہ ۴۲۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واسطے فیصلہ بلحاظ اون تحریرات
کے جو اس تجویز مین ہوئی ہین صاحب جج بریلی کے پاس واپس بھیجا جاتا ہے
خرچہ نتیجہ پر منحصر ہوگا۔
محمود صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع الہ اباد نگرانی فوجداری نمبر ۴۳ منفصلہ ۵ جولائی

قیصر ہند بنام دیوکی نندن

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ ۵۰۰ نالش۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعہ
۲۰۰۔ الزام ازالہ حیثیت عرفی کا نالش مین نہونا بلکہ اظہار مابعد مین شامل کیا جانا
سایل مقدمہ ہذا کے نسبت تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا جنٹ مجسٹریٹ
الہ اباد نے بعلت ازالہ حیثیت عرفی (دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند) حسب حالات ذیل
صادر کیا تھا۔ ۲۷ جنوری ۱۸۸۶ کو ایک شخص مسمی بیجنا تھ نے ایک نالش تحریری
عدالت جنٹ مجسٹریٹ مین بنام سایل کے جو اڈیٹر پراگ سماچار اخبار کا ہے
دایر کی تھی کہ باعث حسبکی او مستغیث کے اسوجہہ سے عداوت تھی کہ مستغیث نے ایک
اسکول الہ اباد مین جاری کیا تھا اور ہر دوسرے کو اپنا مخالف سمجھتا تھا۔ نالش
جیسا کہ مجسٹریٹ نے اوسکی پیشانی پر تحریر کیا تھا الزام حسب دفعہ ۵۰۴ و ۵۰۶
مجموعہ تعزیرات ہند کے تھی۔ نالش مذکور اس مضمون کی تھی کہ ملزم بہت قسم
کی مذہبی چھوٹی اور مزیل حیثیت امور بلنسبت مستغیث کے اپنے کاغذ مین عادتاً
چھاپا کرتا ہے اور بالخصوص ۲۲ جنوری کو ملزم نے مستغیث پر جھوٹا الزام
کا لگایا تھا اور یہہ کہ ۲۶ تاریخ کو فریقین کے ملاقات ہوئی پر ایک مباحثہ شروع
ہوا جسکے اثنا مین مستغیث نے یہہ کہا تھا کہ اگر تم مزیل حیثیت کا مضمون
لکھو گے تو مین تم پر نالش کرونگا اور ملزم نے اسکے دو دیگر اشخاص کے) تئین
گالیان دی تھین اور مجھے مارنے کی کوشش کی تھی۔
دوسرے روز جنٹ مجسٹریٹ نے ملفی (اظہار لیکر حکم ہذا) صادر

---

(۱) [illegible] بابت دفعہ ۵۰۴ و ۵۰۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے جاری ہوئے

ملزم نے بعد صدور تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا متذکرہ بالا کے
سشن جج الہ آباد کے حضور اپیل کیا اور اصل عذر اپیل کا یہ تھا کہ ہرگاہ
کوئی نالش جائز اوس جرم کے نہتی جو از روے دفعہ ۵۰۰ مجموعہ
تعزیرات ہند کے قابل سزا ہے تو بموجب دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری
کے تحقیقات اور تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ مذکورہ نہین ہو سکتی
ہے اسبارہ مین سشن جج نے اپنی فیصلہ مین حسب ذیل تحریر کی ہے۔

اپیل مین اول حجت یہہ ہے کہ مجسٹریٹ کو اختیار نہ تھا کیونکہ جس
جرم کے علت مین اپیلانٹ کے نسبت تجویز ثبوت جرم صادر ہوئی ہے وہ
باب ۲۱ تعزیرات ہند مین داخل ہے لہذا ضرور ہے کہ شخص رنجیدہ کی
طرف سے نالش کیجاوے اور یہہ بیان ہوا ہے کہ جرم مذکور کا ارتکاب نہین
ہوا ہے۔ عرضی نالش مین الزام حسب دفعات ۳۵۲ و ۵۰۴ تعزیرات ہند
کے حملہ اور توہین جس سے اشتعال نقص امن کا تخیل ہو لگایا گیا تھا
لیکن بعد قلمبند ہونے اظہار حلفی مستغیث کے حسب دفعہ ۲۰۰ مجموعہ ضابطہ فوجداری
کے مجسٹریٹ نے یہہ خیال کیا کہ واقعات مبینہ سے جرم ازالہ حیثیت عرفی کا
ظاہر ہوتا ہے اور ازالہ حیثیت عرفی ہی وہ جرم ہے جسکی نسبت نالش کیا
مستغیث چاہتا تھا لہذا ملزم پر الزام حسب دفعات ۵۰۰ و ۵۰۴ مجموعہ
تعزیرات ہند کے قایم کیا تھا منجانب اپیلانٹ کے یہہ بحث ہوئی ہے کہ پہلا
ارادہ مستغیث کا صرف حملہ اور توہین کے نالش کرنیکا اوسکی اس کہنی سے ثابت
ہوتا ہے (دیکھو عرضی نالش) کہ اگر تم میرے نسبت مضمون مزیل حیثیت
عرفی چھاپا کروگی تو مین تمہارے مقابلہ مین کاروائی کرونگا اور نیز اوسکی طلبی
گواہان سے ثابت ہے کہ جو پہلی مرتبہ صرف واسطے ثبوت حملہ کی طلب کی گئی تھی
لیکن پہلا ارادہ جو کچھ رہا ہو سو ہو یہہ کافی ہے کہ مجسٹریٹ کے روبرو مستغیث
نے صاف وصریح طور پر اپنی خواہش یہہ ظاہر کی کہ ملزم پر استغاثہ ازالہ حیثیت
عرفی کا کرتا ہون۔ یہہ بھی بحث ہوئی ہے کہ بیان حلفی محکومہ دفعہ ۲۰۰ مجموعہ
ضابطہ فوجداری حسب منشاء دفعہ ۱۹۸ ایکٹ مذکور کے نالش نہین ہے۔

اور فیصلہ مقدمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام کلوا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۵ صفحہ ۲۲۳) کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ بیان حلفی منظر
انکشاف اور تائید سوال ابتدائی کے ہوتا ہے اور ایک جزو اوس نالش کا
ہوتا ہے جو مندرج نالش مذکورمین ہوتا ہے۔ مقدمہ محولہ مین یہہ ظاہر نہین
ہوتا ہے کہ ایسی رپورٹ پولیس مین لسینی کی تہی ممکن ہے کہ جو کچہہ اوسنے بیان
ہوا اور شواہد سے نہ کی ہو۔ لیکن یہہ جو کچہہ کہ ہوا ہے مین اوس کارروائی سے
جسکا آغاز عدالت مین بذریعہ شخص رنجیدہ کے ہوتا ہے اور اوس مقدمہ
کے جو پولیس نے واسطی تجویز کے بہیجا ہو اور جس مین وہ شخص جسکی نالش عدالت
مین بغرض جایز کرنے استغاثہ کے ضروری ہو اور وہ صرف بطور گواہ کے حاضر
ہو فرق ہے۔ لہذا میری یہہ راے ہے کہ احکام دفعہ ۱۹۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری
کی تعمیل ہو گئی ہے۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ سشن جج نے تجویز ثبوت جرم بحال رکہی
لیکن حکم سزا کو قید سخت میعادی دو ماہ اور ۔۔ جرمانہ تعدادی ۵۰۰ سے تخفیف
کر کے ایک ماہ کی قید محض اور جرمانہ ایکسو روپیہ کا قایم رکہا۔

سایل نے بناراضی حکم سشن جج کے ہائیکورٹ مین درخواست نگرانی کی گذرانی

دوارکا ناتہہ بنرجی وکور گاپرشاد منجانب سایل۔

پبلک پراسیکیوٹر (راس) منجانب سرکار۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست نگرانی حکم سشن جج الہ آباد
مورخہ ۳ جون ۱۸۹۱ء کے ہے جسکی رو سے مشہد الیہ نے بر طبق اپیل بناراضی
حکم جنٹ مجسٹریٹ الہ آباد مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۱ء کے تجویز ثبوت جرم متعلقہ حسب
دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند کے نسبت سایل حال کے بحال رکہی تہی لیکن اوسکا حکم
سزا میعادی دو ماہ قید محض اور جرمانہ تعدادی ۵۰۰ روپیہ اور بحالت نہ ادا ہونے
جرمانہ کے ایک ماہ اور قید محض کی تہی تخفیف کر کے حکم سزاے ایک ماہ قید محض اور
ایکسو روپیہ جرمانہ اور بحالت نہ ادا ہونے جرمانہ کے ایک پندرہ روز قید محض کا قایم رہا
تین وجوہ نگرانی کی پیش کی گئین ہین ۔ ۱ ور مین سے اول یہہ ہے کہ چونکہ
بیجا کوئی نالش جایز نہین ہے تو تحقیقات اور تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ

صادر ہوتی چاہیے مسٹر بنرجی کونسل منجانب سائل نے یہہ بتلایا ہے کہ جرم ازالہ حیثیت
عرفی قابل سزا حسب دفعہ ۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند منجملہ جرایم مندرجہ ۳۴۵ مجموعہ ضابطہ
فوجداری کے بطور راضی نامہ کے ہے اور دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند کے باب ۲۱
مجموعہ مذکور مین ہے اور دفعہ ۱۹۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری مین یہہ حکم ہے کہ کوئی
عدالت کسی ایسی جرم کی سماعت نکریگی جو مجموعہ تعزیرات ہند کے باب ۱۹ یا باب ۲۱
یا دفعات ۴۹۳ لغایت ۴۹۶ مجموعہ مذکور مین داخل ہو الا بربنای نالش کسی شخص کے
جسکو اوس جرم سے رنج پہونچا ہو اور لفظ نالش سے جسکی تعریف دفعہ ۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری
مین ہوئی ہے کسی شخص کا بیان مرادی جو تقریرًا یا تحریرًا مجسٹریٹ کے روبرو کیا جاوے
اس مضمون کا کہ کوئی دوسرا شخص معلوم یا نامعلوم جرم کا مرتکب ہوا ہے اس مراد سے کہ
مجسٹریٹ وسپر اس مجموعہ کے مطابق عمل کرے لیکن اوسمین رپورٹ اہلکار پولس داخل
نہین ہے اور یہہ کہ اسمقدمہ مین نالش تحریرًا ہوئی تہی لیکن اوسمین الزام حسب دفعہ
۵۰۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے شامل نہتا اور اوسمین جو اشارہ مضمون مزیل حیثیت کا ہے وہ
محض بتائید اون الزامات محکومہ دفعات ۴۵۲ و ۵۰۴ تعزیرات ہند کے ہے
جو فی الحقیقت نالش مذکور مین کی گئی ہین اور مسٹر بنرجی نے بطور تائید اپنی عذر
کے حوالہ مسٹر بہائی اسٹریٹ صاحب کے فیصلہ کا کیا ہے جو بمقدمہ قیصر ہند
بنام کلو کے ہے۔

مین خیال کرتا ہون کہ مسٹر بنرجی کی بحث صحیح ہے مضمون مزیل
حیثیت عرفی محولہ بالا پرتاب اخبار مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۸۸ع مین شایع ہوا
تہا مستغیث نے فورًا بعد شایع ہونے تحریر مذکور کے کارروائی نہین کی
تہی ناصرہ نے کوئی اعتراض اوسوقت تک نہین کیا تہا کہ جب اوس سے
اور ملزم سے اتفاقًا گلی مین ملاقات ہوئی تہی۔ اوسکی نالش مورخہ ۲۰
جنوری ۱۸۸۸ع ہے اور الزامات مندرجہ نالش حسب دفعات ۴۵۲ و ۵۰۴
مجموعہ تعزیرات ہند کے ہین اور ان جرایم ارتکاب کا وقوعہ ۲۰ جنوری ۱۸۸۸ع
کو منجانب پنڈت دیوکی نندن برہمن اڈیٹر پرتاب اخبار و جگر و [illegible]
احمد و امام بخش [illegible] کے بیان ہوا ہے۔

نالش مین یہہ فقرہ مندرج ہے - ۲۶ جنوری سنہ [illegible]ع کو کل ملزمان مستغیث کو محلہ اترسویا مین ملی تہی مستغیث نے ملزم نمبر ۱ سے یہہ پوچہا تہا کہ کیون وہ مستغیث کے بابت مضمون مزیل حیثیت عرفی شایع کرتا ہے اور اوس سے یہ کہا تہا کہ ایسا نکرنا چاہیی - اسپر ملزم مذکور نے یہہ کہا کہ اگر مستغیث اپنا اسکول بند نکریگا تو اس سے بہی مضمون مزیل حیثیت عرفی اوسکی بابت چہاپا جایگا - اور مستغیث نے یہہ جواب دیا کہ اگر تم اب بہی مضمون مزیل حیثیت عرفی اوسکی نسبت چہاپوگے تو مین تمہارے اوپر نالش کرونگا اسپر سب ملزمان ناراض ہوے اور اوسکو گالیان دینے لگے اور جب مستغیث نے اوسکو سمجہایا تو اوسپر حملہ کرنیکی نیت سے لاٹہیان اوٹہائین اور اوسکے نزدیک آکر پکارنے لگے کہ مارو مارو - اگر مستغیث وہان سے بہاگ نہ جاتا اور گواہان بیچ بچاو نکردیتے تو بلاشبہہ کل ملزمان مستغیث پر حملہ کرتے

بعدہ ذکر وجہ عداوت کا ہے اور عرضی نالش بعبارت ذیل تمام ہوئی ہے - لہذا مستغیث مستدعی ہے کہ بعد تحقیقات اشخاص ملزمان کا تدارک فرمایا جاوے -

فقرات متذکرہ بالا مندرجہ نالش سے یہہ صاف ظاہر ہے کہ مستغیث نے اول مرتبہ الزام ازالہ حیثیت عرفی کا کہ جو جرم اندر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند مستوجب قابل سزا ہے بمقابلہ پنڈت دیوکی نندن سایل نالش کے پیش نہین کیا تہا بلکہ اوسپر اور نیز دیگر مدعا علیہا اشخاص ملزمان پر الزام جرم مستوجب دفعہ ۳۵۲ و ۵۰۴ تعزیرات ہند کا قایم کیا تہا اور یہہ استدعا کی تہی کہ اون سب کا تدارک بعلت جرایم مذکور کے کیا جاوے - سمن بموجب دفعہ ۳۵۲ و ۵۰۴ تعزیرات ہند کے جاری نہین ہوی تہی بلکہ بموجب دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ تعزیرات ہند کے جاری ہوی تہی -

میری راے مین جس وقت مستغیث نے اپنی نالش مورخہ ۲۷ جنوری گذشتہ پیش کی تہی اوسوقت اوسکا کچہہ ارادہ کسی قسم کا دربارہ قایم کرنے استغاثہ بنام کل یا منجملہ ملزمان کے کسی ملزم پر بعلت اس امر کے

کہ فقرہ متذکرہ بالا پر اگ سماچار مورخہ ۲۲ ماہ حال میں شایع ہوا ہے۔ نہین تھا فیصلہ محولہ متعلق نہین ہے اور شہادت مستغیث سے جو بعد تاریخ ادخال عرضی نالش کے دوسرے تاریخ پر گذری ہے میری راے مین نقص عرضی نالش کا رفع نہین ہوتا ہے ۔

جنٹ مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ مین حسب ذیل تحریر کیا ہے۔ عرضی نالش مین الزام مقتضہ دفعہ ۵۰۰ کے محض متروک ہونیسے کارروائی عدالت کی ناقص نہین ہوسکتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اصلی جرایم شکایت طلب صحیح طور پر بعض نالش مین بیان نہین کیجاتی ہین اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ بو اسینس پولیس اور محرر وکلا کے قانون سے کم واقف ہوتے ہین اور دوسری وجہ یہہ ہے کہ مستغیث اپنی رنجون کو نادرست طور پر بیان کرتے ہین مستغیث نے اپنی نالش کے ساتھہ ایک جلد پر اگ سماچار مورخہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۸ء شکایت عبارت مزیل حیثیت عرفی کے داخل کی ہے۔ لہذا عدالت نے خود اپنی طرف سے صرف اصلی نالش کو قایم کر لیا ہے اور ان وجوہ کے بنا پر میں عذر پیش شدہ کو نامنظور کرتا ہون۔

مین ان تحریرات سے اتفاق نہین کرسکتا ہون۔ اگر الزام ازالہ حیثیت عرفی کا بعد ادخال نالش کے بربنا، اون بیانات کے جو مستغیث نے اپنی شہادت مین خواہ اپنی خوشی سے یا بلحاظ ترغیب مجسٹریٹ کے کی ہون جناب مجسٹریٹ کے ازدیاد ہوسکی تو مجھی نہین معلوم ہوتا ہے کہ مابین اقسام مقدمات متذکرہ دفعات ۲۰۰ و ۱۹۹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے اور اون مقدمات مین جو دفعات مذکور مین شامل نہین ہین کیا فرق ہوسکتا ہے ۔

مین خیال کرتا ہون کہ اول وجہ نگرانی کی جائز ہے لہذا مین مجبور ہون کہ تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ کرون اور یہ حکم صادر کرون کہ اگر جرمانہ وصول ہوگیا ہو تو واپس دیا جاوے۔

زبدۃ النظایر ہفتہ وار

مورخہ ۴ ار نومبر ۱۸۸۶ء

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب و آ اسٹریچی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے ... و منشی رگھبیر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ ...
اسٹیمپ ... مع ...

نمبر ۴۳ — جلد ۷

فہرست مقدمات

جگناتھ بنام بھگوت داس	۸۶۰	قیصر ہند بنام محمد خلیل	۶۷
جیورام سنگھ بنام بھولا	۸۶۵	گور سہائے بنام سیورام	۶۳
نظیرن بی بی بنام عبدالصمد			۶۱

فہرست مضامین

اپیل	۸۶۰	سائل لغرض حصول الائنس الیسی گاٹی پیش کرنا جو خود اوسکی تعین ہے	۱۶
اجازت کا اپیل مین حاصل ہونا اور مقدمہ کا واپس ہونا	۸۶۳	ضرر ذاتی	۵
اجرائے ڈگری	۸۶۴	ضرر نیکنامی کا	۵
اختیار سماعت	۸۶۰	عدالتہائے دیوانی و مال	۱۰
استمال بنا مخاصمت کا سات نالش بازیابت جایداد غیر منقولہ کے		علدرآمد	۱۲
	۸۶۳	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۳ قاعدہ الف	۲
ایکٹ ۱۴ ۱۸۶۲ء دفعہ ۱۶۶	۸۶۶	نالش خسارہ	۵
۱۲ ۱۸۸۱ء دفعات ۲ و ۳	۸۶۷	نالش عدالت مطالبہ خفیفہ	۵
۱۱ ۱۸۶۵ء دفعہ ۶	۸۶۵	نالش کا اس بنا پر ڈسمس ہونا کہ اجازت واسطے استمال مذکور کی حاصل نہین کی گئی	
۹ ۱۸۸۴ء دفعہ ۴۳ (الف)	۸۶۵		۲
۱۸۸۲ء دفعات ۴۳ و ۵۹ (ت) ...	۸۶۶	نالش کا قبل شروع ہونے ایکٹ ۱۸۸۲ء کے رجوع ہونا	۵
...			۳
اثر نیلام کا اجرائے ڈگری مین	۸۶۴	نیلام اخیر کا منظور ہونا ...	۵

ضلع اعظمگڈہ ۳۱ اپیل دویم نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۴ء مشمولہ ۲۶ جولائی

جگناتھ وغیرہ بنام بیگو اندلس

اختیار سماعت۔ عدالتہاے دیوانی ومال۔ اپیل۔ ایکٹ ۲ ۱۸۸۲ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی وشمالی) دفعات ۹۳ و ۹۵ (ف) و ۲۰۶ و ۲۰۷۔

اس مقدمہ مین مدعیان اپیلانٹیان شمار مین چالیس تھے۔ وہ اس موضع کے اسامی ہین جس موضع کا زمیندار مدعا علیہ ہے۔ ۲۲ دسمبر ۱۸۸۲ء کو اونہون نے عدالت مال مین درخواست اس امر کے استقرار کے کی کہ جو لگان اونسے زمیندار کو واجب الادا ہے وہ بموجب رواج موضع بذریعہ جنس مشخص ہوسکے ہے۔ چونکہ وہ درخواست نامنظور ہوئی لہذا یہہ نالش بابت لگان اوسی غرض سے دایر کی ہے۔ عدالتین ماتحت (منصف اور ضلع جج اعظمگڈہ) نے دربارہ اوسی دعوے ۲ تحقیقات روداد مین تجویز اتفاق کیا کہ حسب حالات مقدمہ کے کل مدعیان بطور شریک مدعیان کے ایک ہی نالش کو قایم نہین کرسکتی ہین اور نیز یہہ کہ نوعیت دعوی کی ایسی ہے جو حیطہ اختیار سماعت عدالت مال مین داخل ہے اور قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہین ہے۔

مدعیان نے ہائیکورٹ مین اپیل دویم دایر کیا ہے دو اس وجوہ سے مین کہ نالش قابل سماعت عدالت دیوانی کے ہے اور کل مدعیان قانوناً ایسی نالش کو قایم کرسکتی ہین۔

شیو ناتھ سنہا منجانب اپیلانٹیان جوالا پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس۔ (بعد بیان کرنے واقعات متذکرہ بالا کے یہہ تحریر فرمایا) بہ نسبت امر اول منجملہ امور مذکورہ کے مین خیال کرتا ہون کہ اوس حجت مین قوت ہے جو پیش کی گئی ہے منجانب رسپانڈنٹ کے کی گئی ہے کہ ہرگاہ تعلق زمیندار و اسامی کا باہم فریقین کے مسلمہ ہے تو نوعیت اون چارہ ہاے کار کی جنکی مدعیان نے استدعا کی ہے ایسے امر کے بابت ہے جسکا تصفیہ عدالت مال سے حسب منشاء (ع) دفعہ ۹۵ ایکٹ لگان جسکی ساتھ دفعہ ۹۳ ایکٹ مذکور کے پڑھنا چاہئے ہوسکتا ہے۔ دفعہ اخر الذکر مین ایسے مقدمہ کے لئے

منافع معین ہے جسمین اسامی دعوے کا پانے کا زمینداری مشترکہ تصریح
چند تفصیلات بشمول تصریح طریقہ ادائے لگان کے یعنی یہہ کہ آیا بذریعہ نقدی
یا بذریعہ جنس کے ادا ہو گا کر سکتا ہے چونکہ حقیقت یہہ ہے لہذا مین تجویز کرتا
ہون کہ نالش ایسی ہے جو حیطہ فقرہ اول دفعہ ۹۵ مین داخل ہے اور جسکی رو سے
اختیار سماعت عدالت دیوانی کا بلفظ عبارت قابل الفہم مین خارج رکھا گیا ہے

لیکن مسٹر شیو ناتھ سنہا صاحب مدعیان اپیلانٹیان کے یہہ حجت کرتے
ہین کہ اگر نقص اختیار سماعت کا عدالت مرافعہ اولی مین رہا بھی ہو تاہم از روے
احکام دفعات ۲۰۶ و ۲۰۷ ایکٹ لگان کے نقص اختیار سماعت کا رفع ہو جاتا
ہے کیونکہ ڈسٹرکٹ جج عدالت اپیل ماتحت کو اختیار سماعت حاصل تھا بلحاظ بسند
اس امر کے جو اظہار اپنی خاص رائے در بارہ صحیح تعبیر دفعات مذکور کے مین نے
حوالہ فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہذا مقدمہ رام اوتار راے بنام سماۃ طالعی
کنور رپورٹ ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی ۱۸۸۸ء صفحہ ۹۴ کا ملاحظہ کیا مقدمہ
کا کرتا ہون کہ جسمین اوس فیصلہ کی تقلید کی گئی ہے فیصلہ مذکور کی تاثیر سے
یہہ تجویز لازم آتی ہے کہ دفعات ۲۰۶ و ۲۰۷ صرف اون مقدمات سے متعلق ہو
ہین جو منشاء نالشات عدالت مال کی ہوتی ہین اور نہ اون مقدمات سے
جنمین چارہ جوئی بذریعہ درخواست کے عدالت موصوف مین ہوتی ہے۔

یہہ امر ایسا ہے جو منشاء درخواست بعدالت مال کے ہو سکتا ہے اور
اس حیثیت سے نقص اختیار سماعت کا رفع نہین ہو سکتا ہے۔

بقرار داد اون تجاویز کے مجھی اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے
کہ آیا بلحاظ سوال و جواب فریقین کے یہہ چالیس اسامی یہہ نالش اجمالی بنام
زمیندار کے بغرض حصول دادرسی اجمالی کے قائم کر سکتی ہین یا نہین۔

مین اس اپیل کو معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون۔

ضلع غازیپور | اپیل اول نمبر [illegible] | منفصلہ [illegible]

نظیرن بی بی بنام عبد الصمد وغیرہم

اور بالاتفاق صاحب کمشنر کے مین صرف یہہ تجویز کرسکتا ہون کہ ایسے نیلا
منظور کرنے سے انصافی صریحی ہوئی ہے۔ میری راے مین نیلام ہو سو میلیہ
کو صحیح طور پر صاحب کمشنر نے نامنظور کیا ہے

مدعی نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا ہے۔

جوگندناتہہ چودہری سنجانب اپیلانٹ۔

ریڈ و عبدالمجید و موتی لعل منجانب رسپانڈنٹ۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس و ٹرل صاحب جسٹس۔ عدالت اپیل ماتحت
نسبت حیثیت قانونی فریقین کارروائی نیلام موقوعہ عدالت کلکٹری بہ
صحیح راے قایم کی ہے۔ اول خریداران نیلام موقوعہ از روے حکم کلکٹر کے
وہ خریداران ہین جو وقت نیلام کے ممکن تہی اور یہہ امر ہوشہ نہین ہے کہ آیا حکم
کا منشو منظوری نیلام بنام خریدار ثالث اور اخیر کے صحیح طور پر بصیغہ اپیل جو
مین صاحب کمشنر نے کیا تہا یا نہین۔ عدالت مجاز نے مدعاعلیہم کو صحیح طور
خریدار اور صرف خریداران وقت نیلام متنازعہ کے تجویز کیا ہے اور ان
پر بذریعہ حکم متصدرہ کلکٹر نے کام مال متعلقہ منظوری نیلام کے کسی ایک یا دوسر
طور پر خلل نہین اسکتا ہے اپیل ساقط ہے اور معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے

ضلع میرٹہہ اپیل دویم نمبر ۲۴۴ ۱۸۸۶ع منفصلہ ۱۶ اگسـ

جیوا رام سنگہ بنام جیوا و یکسی و دیگر

نالش عدالت سمال کاز خفیفہ۔ نالش خسارہ ستقریر ذہلی۔ سرنکنامی
واقعی خسارہ زر نقد کا۔ ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ع (ایکٹ سمال کاز خفیفہ) دفعہ ۶ بنا
کا قبل شروع ہونے ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ع (ایکٹ عدالتہاے خفیفہ) کے شروع ہو
ایکٹ ۹ ۱۸۸۷ع دفعہ ۳ (الف)۔

واقعات استغاثہ کے محمود صاحب جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج ہو

موتی لعل منجانب اپیلانٹ بادل منجانب رسپانڈنٹان

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ اپیل ایک نالش سے پیدا ہوا ہے جسمین

سے دعوے دلایا نے مبلغ ۱۱ر کا بطور خسارہ اپنی ضرر جسمانی کے جو بوجہ ادسپہ حملہ دو مہی مدعا علیہم سے پہونچا تہا اور نیز بابت خسارہ نیکنامی اور درد روحانی کے اور نیز اخراجات کے جو اسپتال مین اور اداءِ فیس وکلاءِ قانونی کو ادا کرنے پڑا تہا جنہوں نے پیروی استغاثہ بعدالت فوجداری بنام مدعا علیہم بابت حملہ مذکور کے کی تہی کیا تہا ۔ عدالت مرافعہ اولی نے دعوے جزوا ڈگری کیا تہا لیکن عدالت اپیل ماتحت نے بذریعہ قایم کرنے خسارہ صرف بقدر ایک روپیہ کے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی ترمیم کی اور صرف بقدر ایک روپیہ کے ڈگری عدالت مرافعہ اولی کی بحال رکہی ۔

مدعی نے یہ اپیل دویم دایر کیا ہے لیکن بہ نسبت سماعت اس اپیل کے مسٹر موتی لال نے جو منجانب مسٹر باول کے حاضر ہوئے ہین رسپانڈنٹیان کیطرف سے یہ عذر کیا ہے کہ چونکہ نالش قابل سماعت عدالت سمال کاز کورٹ کے ہے عدالت ہذا مین بموجب دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل دویم نہین ہو سکتا ہے اور بتائید اس حجت کے دلیل وکیل نے مقدمہ گنگا نراین سو تیوی بنام گدادہر چودہری (ویکلی رپورٹر جلد ۱۳ صفحہ ۴۴۳) پر استدلال کیا ہے جسمین گلوور صاحب جسٹس و ہاب ہوس صاحب جسٹس نے اس راے مین اتفاق کیا ہے کہ ایسی نالشات مین جسمین ایک جزو بہی دعوے خسارہ متدعویہ کا بطور خسارہ واقعی کے ہو شرط سوم دفعہ ۶ ایکٹ سمال کاز کورٹ مفصل کے (ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ع) متعلق نہین ہوتی ہے اور یہ کہ ایسی نالشات مین اپیل دویم نہین ہو سکتا ہے ۔

بعد ملاحظہ استدعاء داد رسی مدعی مقدمہ ہذا مین بعد غور کے ہم بیچارم [illegible] غرض نالش کے مجہکو کچہ شبہ نہین ہے کہ جہانتک اس مقدمہ ابتدائی کو تعلق ہے یہ مقدمہ ہر چہار پہلو سے بشکل مقدمہ محولہ منجانب رسپانڈنٹیان کے ہے ۔ چونکہ اوس مقدمہ مین مثل مقدمہ ہذا کے دعوے خسارہ متعلقہ خسارہ نیکنامی مع خسارہ واقعی کے ہے ۔ اس مقدمہ مین یہ شبہ نہین ہو سکتا ہے کہ دعوے اخراجات ہسپتال اور فیس کا جو اہالیان قانونی کو بابت اجراء استغاثہ فوجداری بنام مدعا علیہم کے ادا ہوا ہے بطور خسارہ واقعی کے ہے [illegible]

البتہ مجھی اس امر کا تجویز کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا دعوی نیلنگ کور کا ہو سکتا ہے یا نہین لیکن نوعیت مقدمہ حسب مصرحہ عرضی نالش پر اور فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ محولہ بالا پر غور کر کے میری یہہ راے ہے کہ یہہ نالش قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے لہذا عدالت ہذا مین اپیل دویم نہین ہو سکتا ہے۔

کچھہ یہہ ایما ہوا تہا کہ اس امر کے تجویز کرنے مین مجھی ایکٹ عدالت مطالبہ خفیفہ جدید (ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۸۷ء) پر استدلال کرنا چاہئے لیکن اس مقدمہ مین ۲۰ اگست سنہ ۱۸۸۷ء کو اپیل دویم دایر ہوا تہا اور بلحاظ عام اصول تعبیر قوانین کے قانون جدید پر غور کرنا فضول ہے اور فی الحقیقت عام اصول مذکور کو ضمن الف دفعہ ۳ خود ایکٹ مذکور مین موثر کیا ہے جسمین یہہ حکم ہے کہ ایکٹ جدید کسی کارروائی مین قبل یا بعد صدور ڈگری کے اوس نالش مین موثر نہو گا جو قبل اغاز ایکٹ مذکور کے دایر ہوی ہو۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ ایکٹ جدید متعلق نہین ہے اور جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ از روے ایکٹ سابق کے یہہ نالش عدالت مطالبہ خفیفہ کے ہے اور چونکہ مالیت کم از پانسو روپیہ ہے لہذا حسب دفعہ ۵۸۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس قابل نہین ہے کہ منشاء اپیل دویم ہو سکے۔ اپیل معہ خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

ضلع اعظمگڈہ — نگرانی فوجداری نمبر ۲۶۴ — منفصلہ ۱۰ اکتوبر

قیصر ہند — بنام — محمد خلیل

ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۶۱ء دفعات ۲۰ و ۳۰ — سایل کا بغرض حصول لائسنس کسی ایسی گاڑی پیش کرنا جو خود اوسکی نہین ہے۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء (التعزیرات ہند) دفعہ ۱۸۲

سایل مقدمہ ہذا کے نسبت مسٹر ایف ڈبلیو برون رگ صاحب اسسٹنٹ مجسٹریٹ اعظمگڈہ نے تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا حسب دفعہ ۱۷۷ التعزیرات ہند بعلت جہوٹی خبر دہی سرکاری ملازم کے صادر کیا ہے۔ وہ آدنٹ گاڑی ہانکنے والا ہے۔ وقت دینی درخواست حصول لائسنس منجانب آقا کے حسب ایکٹ (۱۶ سنہ ۱۸۶۱ء) کے نامبردہ نے دو گاڑی اور چار اونٹ

جنکی چالانکی نسبت مابین اعظمگڈہ اور دوہری گہاٹ کے ہتی پیش کئے۔ واضح ہوتا ہے کہ منجملہ اون گاڑیون کے ایک دوسری لیجاتے ہتی اور فی الواقع اونکی چالانکی نسبت مابین اعظمگڈہ اور دوہری گہاٹ کے نہین ہتی اور یہہ کہ دوسری جو پیش نہین ہوئی ہتی۔ اور جو قابل کام کے نہتی بجاے اوسکی استعمال کی گئی ہتی۔ یہہ بہی واضح ہوا ہے کہ سواے اون اونٹونکی جو بغرض حصول لالیسنس کے پیش ہوئی ہتی اور اونٹ استعمال کئے گئے ہتی۔ اندرینحالات سایل کے نسبت تجویز ہوئی اور تجویز ثبوت جرم حسب متذکرہ بالا صادر ہوئی اور حکم سزا ادا کرنے جرمانہ مبلغ سہ کا صادر ہوا۔

سشن جج اعظمگڈہ نے جنکی روبرو سایل نے درخواست نگرانی حکم مجسٹریٹ کے کی ہتی یہہ راے قرار دی کہ دفعہ ۷۰ مجموعہ تعزیرات ہند کو مقدمہ سے تعلق نہین ہے۔ چنانچہ مشارالیہ نے حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے رپورٹ مقدمہ کی ہائیکورٹ مین بدین سفارش کی ہے کہ تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ ہونا چاہیئے۔

اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے ایک یادداشت بہیجا ہے جسمین مجسٹریٹ موصوف نے جواب سشن جج کے نکتہ چینونکا دیا ہے اوس یادداشت مین مجسٹریٹ موصوف نے تحریرات ذیل ہین۔

کیا درحقیقت یہہ ممکن ہے کہ ایسی مقدمہ مین جیسا کہ مقدمہ حال ہے اور جسمین ملزم نے صاف اور مصنوعی فریب سے ملازم سرکار کو ترغیب دیکر لالیسنس عطا کرنیکی کی ہے کہ جس لالیسنس کو وہ اور طور پر نہین پاسکتا تہا کوئی جرم کسی قسم کا سرزد نہین ہوا اور کوئی سزا نہین صادر ہوسکتی ہے اور کوئی سماعت عدالتانہ معاملہ کی نہین ہوسکتی ہے میری یہہ راے ہے کہ دفعہ ۷۰ مجموعہ تعزیرات ہند مین جیسا کہ مینی اپنی تجویز مین ظاہر کیا ہے لہ پہلو حکم قانون کا منجانب واضعان مجموعہ تعزیرات ہند کے ایسی مقدمات کی لئے دستیاب ہوتا ہے جیسا کہ یہہ مقدمہ نگرانی طلب عدالت کے روبرو پیش ہے۔ نوعیت سزا معینہ سے بالخصوص معلوم ہوتا ہے کہ دو

بابت جرائم خلاف اوس اختیار کے ہے جو بہ نسبت دیگر جرائم محکومہ اوس باب
کے کم اعتنائی اوسنا قابل درگذر کے قسم کی ہوتی ہین - الفاظ کرنا قانونا واجب
ہے - کی تعریف تعزیرات ہند مین ہوئی ہے کہ جبکہ کرنا کسی امر کا کسی
شخص پر خلاف قانون ہو تو کہا جائیگا کہ کرنا اوس امر کا اوس شخص پر قانونا
واجب ہے - ملزم کو حکم ہوا تہا کہ اون گاڑیونکو پیش کرے جو وہ چلاتا تہی
اور جنکی چلانیکی وہ بہرے اور اعلامہ لین پر اوسکی ثبت ہے - یہہ حکم جائز تہا
...ٹرل صاحب جسٹس محمد خلیل نے بجاے خود اپنی گاڑی کے ایک
مانگی ہوی گاڑی پر یڈ پریکٹس کراکر کے سپرنٹنڈنٹ پولس کے روبرو پیش
کی تہی - اوسکی یہہ غرض تہی کہ عہدہ دار مذکور اوسکی درخواست تجدید لائسین
محکومہ ایکٹ ۲ الشئہ پر رپورٹ اوسکی تقیید کرے - ظاہر ہے کہ اس بدعملی
سے وہ جرم موضوع نہین ہوتا ہے جو از روے دفعہ ۱۸۸ یا ۱۲۸ مجموعہ تعزیرات
ہند کے قابل سزا ہے - مجسٹریٹ کی راے اس امر کے خیال کرنین غلط ہے
کہ احکام مجموعہ مذکور کا یا اونین سے کیسی کا یہہ مقصود ہے کہ خودپسندی
ملازمان سرکار کی قایم رکہی یا یہہ کہ ملازمان سرکار اون لوگون کو باستحکام
گرفت کرنے دے جو اونکی ماتحت ہے -

تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ کیجاتی ہین -

۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء شروع کی ہے کہ زر مذکور بابو چندن سنگھ مدعا علیہ نمبر ۱
سے یا اوسکے مشتریان مدعا علیہم نمبر ۲ [illegible] سے چندن نے [illegible] خرید کیا ہے
دلا دیا جاوے — جوابدہی نالش کی اس عذر سے ہوئی ہے کہ ہرگاہ انتقال
ظہری مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۸۸۵ء بلا رجسٹری شدہ ہے لہذا تمسک مذکور مدعی
کیطرف منتقل نہیں ہو سکتا ہے اور چونکہ عدالت مرافعہ اولی (منصف شاہجہانپور)
نے یہہ رائے قبول کی لہذا نالش مذکور بلا لینے شہادت کے عدالت مذکور
سے ڈسمس ہوئی — عدالت مذکور نے تمسک مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کو
مشتمل کفالت جایداد غیر منقولہ کے تصور کیا اور اس حیثیت سے قابل رجسٹری
حسب دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری (ایکٹ ۳ سنہ ۱۸۷۷ء) تصور کیا اور بوجہ نہونے
رجسٹری کے بیع کو بموجب دفعہ ۵۴ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ سنہ ۱۸۸۲ء)
کے ناقص تصور کیا — بر طبق اپیل عدالت اپیل ماتحت (جج ضلع شاہجہانپور)
نے نہ صرف اس رائے کو بحال رکھا بلکہ یہہ تجویز کیا کہ بیع مذکور بوجہ اس امر
کے ناجایز ہے کہ محمد حسین خان وارث تمسک مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء
نے وقت منتقل کرنے تمسک بنام گنگا پرشاد مدعی کے چندن سنگھ مقر کو
اطلاع نہیں کی لہذا انتقال مذکور بلحاظ احکام دفعہ ۱۳۱ ایکٹ انتقال
جایداد کے ناجایز ہے —

مدعی نے ہائیکورٹ میں اپیل کیا — واقعات مزید مقدمہ کے
اور بحث فریقین کی فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں —

سندر لال جانب اپیلانٹ   لالتا پرشاد جانب ریسپانڈنٹ

محمود صاحب جسٹس — بعد تذکرہ واقعات متذکرہ بالا کے
یہہ تجویز فرمایا) پنڈت سندر لال نے بتائید اس اپیل وجوہ کے تقریر
معقول کی یہہ بحث کی ہے کہ فیصلہ جات عدالتہائے ماتحت کی غلط ہیں کیونکہ
اولاً تمسک مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء [illegible] جو کہ منتقل ہوا تھا وہ اراضی نہ تھی
بلکہ صرف اوس کی نسبت کفالت [illegible] تھی لہذا حسب منشاء ضمن (۶) دفعہ ۲
ایکٹ تعریف عام (ایکٹ ۱ سنہ ۱۸۶۸ء) اور دفعہ ۳ ایکٹ رجسٹری [illegible]

اور دفعہ ۲ ایکٹ انتقال جایداد (۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے کفالت کو صرف جایداد منقولہ
سے تعلق ہے اور یہہ کہ لہذا از روے دفعہ ۱۷ ایکٹ رجسٹری یا دفعہ ۵۴ ایکٹ
انتقال جایداد کے جہانتک انتقال ظہری مورخہ ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۸۸۸ء مشعر انتقال
متمسک بنام مدعی کو تعلق ہے دستاویز مذکور کی رجسٹری ضروری نہین
قبل اسکے کہ اور کچھہ کہون مین بلا تامل یہہ کہہ سکتا ہون کہ انتقال
ظہری مذکور پر اسٹامپ نہونیکی کوئی بحث پیدا نہین ہو سکتی ہے کیونکہ
بموجب دفعہ ۳۴ ایکٹ اسٹامپ کے جرمانہ ادا ہو چکا ہے اور بموجب
دفعہ مذکور کے اوس جرمانہ کے جوازیت پر اپیل مین اعتراض نہین ہو سکتا
ایک عذر ابتدائی مسٹر لال تاپر سنگہ وے صاحب رسپانڈنٹ نے
دربارہ سماعت اس اپیل کے اس بنیاد پر کیا ہے کہ گو حجت اپیلانٹ کی
عدالت ہاے ماتحت مین صحیح نہین ہو اور جایداد مکفولہ متمسک متدعویہ حال سے صرف فصل
تصور کیجاوے اور اس حیثیت سے جایداد منقولہ قرار پاوے تاہم یہہ
نالش منشاء اپیل دویم نہین ہو سکتی ہے کیونکہ حسب منشاء دفعہ ۵۸۶
مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نالش مذکور از قسم نالشات عدالت مطالبہ خفیفہ کے
اور بتائید اس حجت کے وکیل فیصلہ ہائیکورٹ مدراس مقدمہ اپادو ملا
بنام سیر ایامین (رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۲ صفحہ ۴۴۴) پر استدلال
کرتے ہین جسمین سکاٹلینڈ صاحب چیف جسٹس اور ہالوی صاحب جسٹس نے یہہ
فرمایا ہے ہماری راے مین ایکٹ مطالبہ خفیفہ مین کوئی امر مانع اوس
کردوار کا نہین ہے جو اپنی کفالت کو جایداد منقولہ پر نافذ کرے کیونکہ جب
عدالت کو اختیار سماعت نالش مین بغرض دلاپانے جایداد مذکور کے
حاصل ہے اوسکو صاف طور پر اختیار سماعت بابت نافذ کرنے معاہدہ کفالت
جایداد مذکور کے بھی حاصل ہوتا ہے بجانب دیگر پنڈت سندر لال کی
یہہ حجت ہے کہ یہہ نالش از قسم نالشات عدالت مطالبہ خفیفہ مستثنیہ دفعہ
ایکٹ ۱۱ سنہ ۱۸۶۵ء کے نہین ہے اور بتائید اس راے کے وکیل موصوف
نے نظیر مقدمہ رام گوپال غفارہ بنام رام گوپال شاہ (ویکلی رپورٹ جلد

صفحہ ۱۳۰) اور نیز فیصلہ حال عدالت ہذا مقدمہ سورج پال سنگھ بنام جی رام گر (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۷ صفحہ ۸۵۵) پیش کیا ہے جسمین میرے بھائی اسٹریٹ صاحب اور ٹرل صاحب نے اس امر کے تجویز مین اتفاق کیا ہے کہ جس نالش مین استرداد ایسے زر نقد کے بذریعہ نفاذ کفالت کسی مویشی کے بذریعہ اوسکے قرقی و نیلام کے کیجاے وہ نالش قابل سماعت عدالت مطالبہ خفیفہ کے نہین ہے اور اس حیثیت سے منشار اپیل دویم ہو سکتا ہے۔

سند کی اس کیفیت پر قبل اسکے کہ مین مقدمہ کے بقیہ جز پر غور کرون مجھے پہلے یہہ تجویز کرنا چاہئے کہ آیا تمسک مورخہ ۱۸ جولائی ۱۸۸۱ع مین صرف فصل نیشکر ہی مکفول تھی یا کہ زمین بھی مکفول تھی دویم اگر کفالت صرف فصل سے متعلق تھی تو آیا اپیل ہذا حسب منشار دفعہ ۵۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی بدین خیال کہ تعداد زر متدعویہ کے پانسو روپیہ سے کم ہے قابل پذیرائی ہے یا نہین۔

بہ نسبت امر اول کے میری یہہ راے ہے کہ بعد ملاحظہ اصل تمسک کے معلوم ہوتا ہے کہ جس شے کی مکفول کرنے کی نیت تھی وہ خود کھیت نہین ہے بلکہ اوس کھیت کی فصل ہے اور پنڈت [illegible] لال کی یہہ حجت صحیح ہے کہ وہ فصل جایداد منقولہ ہے۔ اور اس وجہ سے دستاویز کی رجسٹری ضروری نہ تھی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عبارت کھیت نیشکر مین لفظ کھیت سے صرف ایک پیمایش کا ظاہر کرنا مقصود تھا مثلاً عبارت ایک بیگہ دودھ مین لفظ بیگہ کی محض پیمایش کی غرض سے مستعمل ہوتی ہے اور یہہ کہ بیگہ اصلی سے مراد ہے کہ جس سے پیمایش ہوتی ہے لفظ کھیت [illegible] وہ خاص کھیت نمبر [illegible] اوسکے مین نیشکر تمسک مذکور موجود ہے

اس نتیجہ کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ [illegible] سنگھ [illegible] مین جو اسامی ہے اور مدعی مقدمہ ہذا کے مقام [illegible] [illegible] ہے کہ [illegible] تمسک [illegible] یا [illegible]

سکے چونکہ کیفیت یہہ ہے پس کفالت جایداد منقولہ کی ہے اور نہ جایداد غیر منقولہ کی ۔

بہ نسبت امر دویم کے مین نے تذکرہ کسیقدر مختلف فیصلجات کا کیا ہے جسپر وکلاے فریقین نے استدلال کیا ہے اور بلا اظہار اپنی خاص راے اس بارہ مین مین صرف یہہ کہہ سکتا ہون کہ بطور جج واحد کے اجلاس کرتے تا وقتیکہ بہت قوی وجوہ نہون مجھکو فیصلہ ڈویزن بنچ عدالت ہذا سے اختلاف نکرنا چاہیے جیسا کہ فیصلہ میرے بھائی اسٹریٹ صاحب و شل صاحب کا بمقدمہ سورج بال بنام جے رام گر سے ہے اور اسوجہ سے مین اوسکی تقلید کرتا ہون اور یہہ تجویز کرتا ہون کہ یہہ نالش حسب منشاء دفعہ ۶ ایکٹ ۱۱ ۱۸۶۵ء کے عدالت خفیفہ کی نالش نہین ہے اور باوجود احکام دفعہ ۵۸۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپیل دویم ہوسکتا ہے ۔

اب بعد تجویز اس امر کے کہ اپیل دویم ہوسکتا ہے فیصلہ مقدمہ کا کرونگا اور وقت فیصل کرنے مقدمہ کے مجھکو احکام باب ۸ ایکٹ انتقال جایداد (ایکٹ ۴ ۱۸۸۲ء) پر غور کرنا چاہیے ۔ مین یہہ کہہ چکا ہون کہ عدالت ابتدائی کی راے صبارہ ڈسمسی نالش محض بوجہ نہونے رجسٹری اوپر انتقال نامہ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۸۵ء جسکے روسے تمسک مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۱ء بنام اس مدعی کے بیع ہوا تھا غلط ہے ۔ بالاخر راے عدالت اپیل ماتحت کی منجملہ اس تجویز کے ہے کہ ہرگاہ مدعی نے یہہ ثابت نہین کیا ہے کہ خود اوسنے یا اوسکے بایع نے اس انتقال کی اطلاع چندن سنگھ مدیون کو کی تہی لہذا انتقال ناجایز ہے ۔ مجھکو یہہ راے غلط معلوم ہوتی ہے انروے کامن لا انگلستان کے زمانہ سابق مین منتقل الیہ قرضہ کا اپنے منتقل کرنے والے کے نام سے نالش کرتا تہا یہہ ایسا طریقہ تہا کہ جو غیر متعلق واقعہ انتقال سے اور نیز غیر متعلق قواعد نسبت متعلقہ اس [illegible] ہے ۔

جو کچہہ متعلق ہے قواعد انصاف کا ہے [illegible]

جسکا مقروض ذمہ دار اپنے داین کیطرف سے منتقل کیجا
تو مقروض مستحق ہے کہ انتقال مذکور سے مطلع کیا جاوے اسلیے کہ
دربارہ ایفاے ذمہ داری مذکور کے بعد ادا کرد ہینے اصل منتقل کرنیوالکے
دربارہ منتقل الیہ کو ادا کرنے سے محفوظ رہے۔ قاعدہ مذکور ہمارے
قانون مین ایکٹ انتقال جایداد کی دفعہ ۱۳۱ مین موضوع ہوا ہے جس
یہہ مضمون ہے۔ کوئی انتقال نسبت کسی قرضہ یا کسی حق منفعت وا
جایداد منقولہ کے شخص قرضدار یا اس شخص کے مقابلہ مین جسکو جایداد کی
حق پیدا ہو گیا ہو اثر پذیر نہوگا تاوقتیکہ اطلاع صریح اس انتقال کی اسکو
دی گئی ہو بجز اس صورت کے کہ وہ خود اس انتقال مین فریق رہا ہو یا ا
اور بیچ پر آگاہ ہو اور ہر ایک عمل قرضدار یا دیگر شخص مذکور کا نسبت قرضہ یا
مذکور کے جو اس انتقال مین فریق نہ رہا ہو یا اوس سے اور بیچ پر آگاہ نہ
اور اوسکی اطلاع صریح اسکے پاس نہ پہنچی ہو جو بمقابلہ ایسے انتقال کے جا
و موثر ہوگا۔

یہہ خلاصہ اوس امر کا ہے جو عدالت ہاے انصاف واقع ملک
انگلستان نے متواتر تجویز کیا ہے اور اثر اس دفعہ کا بدرجہ کافی صاف
اور جاوی انتقال بمسک مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۲ء کا ہے جو بذریعہ عبارت
ظہری مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۸۸۲ء مشمولہ تمسک مذکور بنام مدعی عال
اولاً یہہ امر قابل ذہن نشین کرنیکے ہے کہ اگرچہ از روے دفعہ مذکور
مرتجا یہہ ضرور ہے کہ قرضدار کو اطلاع صریح دیجاوے اور اگرچہ اثر
انتقال مذکور کا بمقابلہ ایسے قرضدار کے اوسوقت تک معطل رہتا ہے
کہ جب قرضدار کو اطلاع مذکور دیجاوے تاہم دفعہ مذکور مین کوئی احکام
تا جواز ہی انتقال مذکور کے نہین ہین اوسحال مین کہ جب اطلاع مذکور
یعنی یون کہو کہ اس دفعہ مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہہ حجت
معلوم ہو کہ انتقال بوجہ نہونے اوس اطلاع کے جسکا مقصود دفعہ مذکور مین
از ابتدا تا انتہا کالعدم ہے۔

پیدا ہوا ہو بلا شبہ اندر یشہ خیالات سے ہر ذمہ داری سے محفوظ ہو سکتے ہین جو لوجہ
اوس فعل چندن کے پیدا ہو جو در بارہ بیع کرنے فصل بنام نامبردگان کے ہوا ہے
لیکن فریقین مقدمہ ہذا کے سوال و جواب سے ایسے امور واقعاتی پیدا
ہوئی ہین جو قبل تصفیہ مختتم مقدمہ کے تجویز طلب ہین ۔ چندن سنگہ اصل مقر
تمسک مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۵۵ء کیطرف سے اول یہہ عذر ہوا تہا کہ اوسنے
مطالبہ تمسک مذکور کا محمد حسین اصل داین کو ادا کر دیا ہے اور انتقال موقوعہ
۱۳ اکتوبر ۱۸۸۰ء واقعی نہین ہے بلکہ معاملہ رنگین ہے جسمین معاوضہ نہین
دیا گیا ہے اور کالکا پرشاد اصل خریدار تمسک کا نہین ہے اور اس حیثیت
سے مستحق قایم رکہنے نالش کا نہین ہے ۔ یہہ بیان نہین ہوا ہے کہ کوئی
اطلاع انتقال مبینہ کی چندن کو دی گئی تہی اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ نالش
بلا اجرا ے کسی قسم کی اطلاع مقتضیہ دفعہ ۱۳۱ ۔ ایکٹ انتقال جایداد کے
دایر کر دی گئی ہے ۔

لیکن عدالتین ماتحت نے غلط راے قانونی قایم کرکے جو اونہون نے
اس مقدمہ مین قایم کی ہے روداد یہ تجویز نہین کی ہے ۔ راے عدالت
اپیل ماتحت کی دربارہ نہونے اطلاع کی غلط تعبیر دفعہ ۱۳۱ ۔ ایکٹ انتقال
جایداد پر مبنی ہے ۔ مین کہہ چکا ہون کہ اوس دفعہ کے رو سے انتقال
قرضہ کا ناقص نہین ہو جاتا ہے بلکہ دفعہ مذکور کی رو سے انتقال مذکور کا
صرف عمل پذیر ہونا مطابق اوس تاریخ کے معطل ہو جاتا ہے کہ جب علم
اوس انتقال کا قرضدار تک پہونچا ہے ۔ ایک حال کے مقدمہ مین یعنی
بمقدمہ لالہ ٹیلیپو سہاے بنام برج بہاری لال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ
کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۵) کے ڈویژن بینچ ہائیکورٹ کلکتہ کو صحیح تاثیر دفعہ
مذکور پر غور کرنا پڑا تہا اور ذو العلم ججون نے بہ تطبیق مقدمات محولہ رسالہ
لیڈنگ کیسیز مولفہ وائٹ صاحب و ٹوڈر صاحب طبع چہارم جلد ۲
صفحات ۷۶ لغایت ۷۷ اور جو لطور یادداشت متعلق مقدمہ
ڈایل بنام رولس کے درج مین یہہ تجویز کی ہے کہ ہرگاہ واسطے جواز

انتقال قرضہ کی اطلاع حسب اقتضاے دفعہ ۱۳۱ ایکٹ انتقال جایداد کی شرط
مقدم نہین ہے پس دفعہ مذکور کی روسے بہ نسبت اطلاع کے وہ وقت مقرر
ہوتا ہے کہ جب انتقال مذکور بمقابلہ قرضدار کے عمل پذیر ہوگا سند علیم حجون کے
روبرو وہ جو مقدمہ پیش تہا اوسمین مرتہن کے منتقل الیہ نے نالش بر بناے رہن بنام
راہن اور مرتہن کے کی تہی اور حسب دفعہ ۱۳۱ ایکٹ انتقال جایداد کے راہن کو
انتقال کی اطلاع نہین دی گئی تہی - اون ذوی العلم ججون نے یہہ تجویز کی تہی کہ راے
عدالت کی محض اس بنا پر نالش ڈسمس کرنی غلط تہی کہ کوئی اطلاع نہین پہونچائی گئی
کیونکہ بعد ارجاع نالش کے راہن اوس انتقال سے واقف ہو گیا تہا اور لہذا
انتقال مذکور اوس تاریخ کو عمل پذیر ہوا کہ جب راہن مذکور اسطرح پر اوس سے
آگاہ ہوا - مین اس راے قانونی سے اتفاق کرتا ہون اور یہہ تجویز کرتا ہون
کہ اس مقدمہ مین محض اسوجہ سے کہ مدعی نے اطلاع صریح نہین پہونچائی ہے
یہہ نالش ناقابل پذیرائی نہین ہو جاتی ہے -

اندرین حالات مین تجویز کرتا ہون کہ عدالتین ماتحت مین سے کسی نے
تجویز مقدمہ کے روداد پر نہین کی ہے اور میری راے مین مناسب طریقہ یہہ ہے
کہ یہہ اپیل ڈگری اور ڈگریات عدالتین ماتحت کی منسوخ کیجاوین اور مقدمہ واسطے
تجویز جدید روداد کی بلحاظ اون تحریرات کے جو بنی کی ہین واپس کیا جاوے -
حکم واپسی مقدمہ کا حسب دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہوگا اور بموجب دفعہ
جزو اخیر فقرہ دفعہ مذکور کے مین یہہ بتلاتا ہون کہ عدالت کو اول یہہ تجویز کرنا ہوگا
کہ آیا انتقال موقومہ ۱۳ اکتوبر ۱۸۸۵ع واقعی اور اصلی انتقال ہے یا نہین
اور دوسرے یہہ کہ آیا چندن سنگہ نے دراصل مطالبہ زر تمسک ۱۲ جولائی ۱۸۸۲ع
محمد حسین کو قبل انتقال مذکور یا بعد اوسکے جب نامبردہ کو انتقال مذکور کا علم تہا
ادا کیا ہے یا نہین - سیوم یہہ کہ آیا منیڈو خان مدعا علیہ نمبر ۳ و امام علی مدعا علیہ
نمبر ۴ کو فصل منیڈ کی تمسک موررخہ ۱۲ جولائی ۱۸۸۲ع مین منتقل ہوئی یا یہہ کہ تمسک
مذکور کے محمد حسین کیطرف سے بنام مدعی حال کے منتقل ہونے کا علم تہا
یا نہین اور یہہ کہ فعل نامبردگان کا دربارہ خریداری فصل مذکور کے بنیک نیتی تہا

یہہ قیاس توبہی پیدا ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۸۶ء مین اوس ملاقات کے وقت ارتکاب
زناکاری کا ہوا تہا۔ سایل نے اپنے اظہار مین یہہ ثابت کیا ہے کہ شریک
رسپانڈنٹ مذکور بوقت تجویز کے عدالت مین حاضر تہا۔ شریک رسپانڈنٹ
سے تردید کسی شہادت کی طلب نہین ہوئی تہی جو رسپانڈنٹ نے ادا کی تہی
مین خیال کرتا ہون کہ سایل مستحق ہے کہ بہ نسبت زناکاری سنہ ۱۸۸۶ء کے
ڈگری کو قطعی کرایا وے۔ میری یہہ راے ہے کہ ڈگری معہ خرچہ منظور ہونی چاہئے

ٹرل صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

محمود صاحب جسٹس۔ مین نے بہی وہی نتیجہ اخذ کیا ہے لیکن چونکہ دوران
بحث مین مین نے کچہہ شکوک چند امور کی نسبت ظاہر کی تہی اسلیے اونکی نسبت
مین چند کلمے کہا چاہتا ہون۔ مین اقرار کرتا ہون کہ کسیقدر مجہے اس امر کے
تجویز کرنے مین وقت پیدا ہوئی تہی کہ آیا جس زناکاری کا ارتکاب مسلماً سنہ ۱۸۸۶ء
مین ہوا تہا اور جسکے نتیجہ مین تجویز ثبوت جرم نسبت شریک رسپانڈنٹ کے
عدالت فوجداری سے صادر ہوئی تہی اور جسکی وجہ سے ظاہراً رسپانڈنٹ نے
اپنے شوہر کو چہوڑ دیا تہا اور قریباً تین برس تک اپنے شوہر سے بلا پانے
کسی قسم کی پرورش کے علیحدہ رہی تہی اوس سے کوئی ایسی کیفیت حال
ہوتی ہے یا نہین کہ یہہ اوس داد رسی کا عطا کرنا مناسب سمجہین جسکی اب استدعا
بربناے زناکاری مذکور کے ہوئی ہے اس امر کی تجویز بلحاظ احکام دفعہ ۱۴ ایکٹ
ایکٹ طلاق ہند (۴ سنہ ۱۸۶۹ء) کے ہونی چاہئے اور جہانتک احکام مذکور کو
دربارہ توقف غیر معقول دربارہ اوخال یا پیروی سوال سے تعلق ہے مین کہہ سکتا ہون
کہ یہہ امر کہ سایل اور رسپانڈنٹ شریک کا زر دمن کتہولک چرچ سے ہے مین میری راے
مین کوئی وجہ عذر توقف کی نہین ہے۔ یہہ سچ ہے کہ از روے قواعد اوس
چرچ کے اعتقاد تمیزی خلاف طلاق پیدا ہوتی ہے لیکن وہ اعتقاد اندرو
قانون کے جیسا کہ ایکٹ طلاق ہند ہے تسلیم نہین ہو سکتی ہے کہ جسکی
اصل غرض یہہ ہے کہ کوئی ضابطہ اوس چارہ کار کے لیے مہیا کرے جسکی رومن
کیتہلک چرچ مین مخالفت ہے۔ اور جو شخص خود لیسے قواعد سے اطاعت

چاہتا ہے اوسکو یہہ کہنے کی مجال نہین ہے کہ احکام قانون مذکور مین وہ خیالات داخل کیےجاوین جو مبنی اوپر قواعد مخالف غرض قانون مذکور کے ہین۔ احکام واضعان قوانین کو بلالحاظ امتیاز تمیزی اون اشخاص کی موثر کرنا چاہیے کہ جس سے احکام مذکور متعلق ہین الا یہہ کہ فی الحقیقت احکام صریحی خلاف اوسکے خود اوسی قانون سے یا دیگر قوانین سے جو بابت امور ہمشکل کے ہون ظاہر ہوتے ہون۔ ایسا کوئی حکم ایکٹ طلاق مین دستیاب نہین ہوتا ہے اور بہ نسبت اس امر کے کہ آیا دربارہ ادخال اس سوال کے توقف غیر معقول جہانتک زناکاری ۱۸۸۳ع کو تعلق ہے ہوا ہے یا نہین مجھے اطمینان نہین ہے۔

لیکن مجھے ضرورت نہین ہے کہ کوئی فیصلہ بہ نسبت زناکاری ۱۸۸۳ع کے صادر کرون کیونکہ عین بناے درخواست ہذا کی زناکاری ۱۸۸۶ع کے معلوم ہوتی ہے۔ بہ نسبت اوس معاملہ کے اگر مین بلحاظ شہادت مقدمہ کے یہہ تجویز کرتا کہ یہہ بات بوجہ غفلت بالارادہ سایل کے ہوئی ہے کہ رسپانڈنٹ ایسے حالتمین پڑگئی جس سے بدایت زناکاری کے ہوئی تو مین ڈگری مصدورہ عدالت ماتحت کے منظور کرنے مین ہرگز امادہ نہوتا لیکن شہادت سے یہہ ثابت ہے کہ اوس زمانہ مین جو درمیان زناکاری ۱۸۸۳ع اور ۱۸۸۶ع کے گذرا ہے اوسمین سایل کوشش مین اسبات کی کرتا رہا ہے کہ اوسکی زوجہ اوسکے ساتھہ ہمبستری کے لی واپس آوے بشرطیکہ وہ اپنا حرامی لڑکا اپنے ساتھہ سایل کے گھر مین نہ لاوے یہہ بھی واضح ہوتا ہے کہ رسپانڈنٹ اس ایجاب کے قبول کرنے پر رضامند نہین تھی اور زندگی کی ایسے حالت مین تھی کہ اپنا رازقہ بلا رجوع کرنے طرف بد وضعی کے حاصل کر سکتی تھی۔ رسپانڈنٹ فی الحقیقت شریک رسپانڈنٹ کے ترغیب مین دربارہ ارتکاب زناکاری ساتھہ اوسکے موقوع ۱۸۸۶ع مین آگئی تھی لیکن کوئی ثبوت اس امر کا نہین ہے کہ بوجہ افلاس کے یا اور وجوہ سے جو باعث بالارادہ غفلت یا بد اعمالی سایل کی پیدا ہوئی ہون یہہ بات ہوئی کہ ترغیب

زناکاری کی ہوئی تھی۔

ایک اور امر ہے کہ جسکا ذکر مین نے دوران بحث مین اجلاس پر
کیا تھا۔ رسپانڈنٹ مقدمہ ہذا کا اظہار کرایا نہ ہوا تھا اور صرف اوسکا اظہار
شہادت مین بھی نسبت زناکاری شخص مذکور کے ہے اور جس امر کا مجھے تجویز
کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آیا وہ شہادت اس تجویز کے لئے کافی ہے کہ ارتکاب
زناکاری مذکور کا ہوا ہے۔ اگرچہ فریق مقدمہ کی تھی رسپانڈنٹ کا اظہار
کرایا نہ جاوے اوسکی طرف سے بلا اعتراض کے ہوا ہے اور اوس نے بجز اسکے
اور کچھ نہین کیا کہ مجھے کچھ بیان کرنا نہین ہے۔ لیکن وکیل سایل اور نیز
وکیل فریق رسپانڈنٹ دونون اوسکا ٹھیک ٹھیک اظہار لیا اور مجھے یہ
شک تھا کہ آیا اوسکی شہادت فیصلہ مین میرے سابق اسسٹنٹ صاحب کے
جو مقدمہ ڈی برسٹن بنام ڈی برسٹن (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد
جلد ۳ صفحہ ۴۹) کے ہے داخل ہے یا نہین جسمین فاضل جج موصوف نے
دربارہ تعبیر دفعہ ۵ ایکٹ طلاق ہند کے یہ تجویز کی ہے کہ شہادت ایسے
مقدمہ کی فریق کے جب زیر اعتراض ہو بابت زناکاری کے شہادت مین
قابل پذیرائی کے نہین ہے الا یہ کہ اوس مرد یا عورت نے خود اپنے کو گواہانہ
پیش کیا ہو۔ لیکن حالات مقدمہ مذکور کے اس مقدمہ سے قابل تمیز ہین کیونکہ
اس مقدمہ مین رسپانڈنٹ نے بلا اعتراض کے حلف لیا ہے اور بہ نسبت
سوالات متعلقہ زناکاری کے کچھ اعتراض نہین کیا ہے۔ لہذا مین تجویز کرتا
ہون کہ اوسکی شہادت قابل عمل کے ہے اور نیز یہ کہ شہادت مذکورہ اوسی
بنیاد پر قایم نہین ہو سکتی ہے کہ جس بنیاد پر محض اقرار کسی فریق مدعا علیہ کا
سوال و جواب دیوانی مین قایم ہوتا ہے۔ از روے ہمارے قانون شہادت
کے کوئی ناقابلیت نسبت شہادت اشخاص منکوحہ یا فریقین کارروائی عدالتی
کے قایم نہین ہوئی ہے اور ہرگاہ عام قاعدہ کی مراجعت دفعہ ۱۲۰ ایکٹ
شہادت مین ہوئی ہے تو احکام استثناے دفعہ ۵ ایکٹ طلاق ہند
کے لیے نہین ہے جا سکتے ہین کہ جس سے شہادت رسپانڈنٹ

مقدمہ کی جیسا کہ یہ مقدمہ ہے ناقابل مقبولی کے ہو جاتے ہے کہ جسمین حلف
بلا اعتراض لی گئی ہے اور جواب سوالات متعلقہ زناکاری کا بلا اعتراض رد یا
کیا ہے۔ یہ مقدمہ ایسا ہے جسمین عدالت ماتحت نے شہادت رسپانڈنٹ
کو بطور شہادت کے تصور کرکے اور قبول اوسکے خطوط شریک رسپانڈنٹ
جنکا ذکر ذیعلم چیف جسٹس نے کیا ہے غور کرکے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ باہم رسپانڈنٹ
اور شریک رسپانڈنٹ کے سنہ ۱۸۸۶ع مین زناکاری ہوئی ہے اور مین خیال کرتا ہون
کہ تجویز مذکور بربنا زناکاری مذکور کے مناسب ہے۔

بدین وجوہ میری یہ رائے ہے کہ رائے ذیعلم جج عدالت ماتحت کی
دربارہ صادر کرنے ڈگری انفساخ ازدواج کے صحیح ہے اور مین اوس حکم سے
اتفاق کرتا ہون جو ذیعلم چیف جسٹس اور میرے بھائی ٹرل صاحب نے اس
مقدمہ مین صادر کیا ہے۔

ضلع بنارس — نگرانی فوجداری نمبر ۳۶۴ — منفصلہ ۱۴ ستمبر

قیصر ہند بنام وزیر جان

فرد قرارداد جرم کا تبدیل کرنا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۲۲۷ و ۲۲۹
و ۲۳۰۔ ملازم سرکار بننا۔ استحصال بالجبر۔ جرائم متعدد۔ تجویز ثبوت جرم نسبت
ہر جرم کے۔ احکام سزا جداگانہ۔ ہر تجویز ثبوت جرم کی نسبت حکم سزا کا ضروری ہونا
ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (مجموعہ تعزیرات ہند) دفعات ۱۷۰ و ۳۸۴۔ مجموعہ ضابطہ
فوجداری دفعات ۳۵ و ۲۳۵۔

وزیر جان سایل مقدمہ ہذا کی نسبت جنٹ مجسٹریٹ بنارس نے بعلت بننے
سرکاری ملازم (دفعہ ۱۷۰ تعزیرات ہند) اور استحصال بالجبر (دفعہ ۳۸۴) کے
حسب حالات ذیل تجویز ثبوت جرم صادر کی ہے۔ رام چرن تیلی مستغیث معہ دیگر
تین اشخاص کے ۷ اپریل سنہ ۱۸۸۸ع کو شہر بنارس مین بیچنے کی غرض سے تیل
لایا تھا۔ جسپر محصول چونگی واجب الادا تھا۔ جو تیل کے ہمراہ رفتنی کی راہ پر جا اوس
چار دو اشخاص کو ایک ہی پاس بابت اون کے تیل کل کے دیا اور پاس [illegible]

کیا بالوت اور کوئی حکم نسبت تجویز ثبوت جرم حکم دفعہ ۴۲۰ کے
تحریر کرنا ضروری نہیں ہے

قیدی نے درخواست نگرانی اس حکم کی ہائیکورٹ میں کی ہے اور
اول وجہ بیشی درخواست کی یہ ہے کہ جنٹ مجسٹریٹ نے زیادہ شامل کرنے
الزام حسب دفعہ ۴۲۰ تعزیرات ہند کے خلاف قانون عمل کیا ہے لہذا حکم سزا
صادرہ حسب دفعہ مذکور منسوخ ہونا چاہیے۔

گارڈن منجانب سائل۔ گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

محمود صاحب جج - جن واقعات کو عدالتین ماتحت نے بلحاظ اوس
شہادت کے جو اونکے روبرو موجود تھی ثابت تجویز کیا ہے وہ واسطے قائم کرنے
جرم سرکاری ملازم بننے حسب منشاء دفعہ ۱۷۰ مجموعہ تعزیرات ہند اور نیز جرم
استحصال بالجبر کے جو از روے دفعہ ۳۸۵ مجموعہ مذکور کے قابل سزا ہے کافی
ہیں اور بہ نسبت ان تجاویز کے میں کوئی وجہ اختلاف کی عدالتین ماتحت سے
نہیں دیکھتا ہوں - لیکن مسٹر گارڈن بہ تائید درخواست کے یہ بحث کرتے
ہیں کہ جو الزام پہلے لگایا گیا تھا وہ صرف متعلق دفعہ ۱۷۰ مجموعہ تعزیرات ہند
کے تھا اور الزام حسب دفعہ ۴۲۰ کا ایسے توقف کے ساتھ شامل کیا گیا ہے کہ
جس سے سائل کی حق تلفی ہوئی ہے میں اس بحث کو منظور نہیں کر سکتا ہوں
کیونکہ عبارت دفعہ ۲۲۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی جسکے ساتھ دو دفعات مابعد
بھی پڑھنا چاہیے اسقدر کافی طور پر وسیع ہے کہ اوس سے مجسٹریٹ کو اجازت
اوس طرح پر ترمیم کرنے فرد قرارداد جرم کے حاصل ہے کہ جسطرح پر مجسٹریٹ نے
اس مقدمہ میں ترمیم فرد قرارداد جرم کی کی ہے۔ اس مقدمہ میں جن واقعات
اور شہادت پر تجویز ثبوت جرم مبنی ہے وہ بوجہ اس تبدیلی یا زیادتی کے
تبدیل نہیں ہو سکتی ہیں لہذا کوئی حق تلفی [illegible]
[illegible] اس سے بھی زیادہ [illegible] کر سکتا ہوں کہ اگر کوئی [illegible]
[illegible] اس مقدمہ [illegible] ایسا [illegible]
[illegible] کے عاید ہے

ہائیکورٹ نے اپنے فیصلہ مورخہ ۳ جولائی ۱۸۹۶ء (دیکھو صفحہ ۳۴۴) مین ظاہر کی ہے
وہ یہہ ہے کہ جب کسی قیدی کی تجویز چند الزامون کی بابت ہو تو سب سے زیادہ
قرین انصاف طریقہ بہ نسبت اپیلون کے یہہ ہے کہ تجاویز نسبت کل الزامات
کے تحریر کیجاوین گو درحالیکہ متعدد الزامات مذکور صرف ایک ہی مسلسل معاملہ
مبنی ہون سزا صرف ایک ہی الزام کی بابت ہو سکتی ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے
کہ جب چند افعال سے ایک سے زیادہ جرم پیدا ہوتا ہو اور گو جرایم مذکور حیطہ دفعہ ۷۱
مجموعہ تعزیرات ہند مین داخل ہوتے ہون یا نہون اور ملزم پر الزام اور اوسکی تجویز
بابت ایک سے زیادہ جرم کے ہو اور شہادت سے جرایم مذکور ثابت ہوے ہون
تو عدالت پر فرض ہے اون جرمون کی بابت اوسکی تجویز ثبوت جرم صادر کرے
اگرچہ دربارہ صادر کرنے سزا کے احکام دفعہ ۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند اور دفعہ ۳۵
مجموعہ ضابطہ فوجداری پر بلاشبہہ لحاظ کرنا ہوگا۔ مین کہہ چکا ہون کہ امر تجویز ثبوت
جرم کا ایک امر متعلقہ قانون تائیدی یا ضابطہ کا ہے اور یہہ کہ جب کوئی جرم قانون
اصلی کا ثابت ہو تو اگر کوئی خاص مخالف حکم خود قانون ضابطہ مین نہو تو تجویز ثبوت
جرم ضرور صادر ہونی چاہیئے مین اس سے نہین واقف ہون کہ کوئی ایسا حکم
ہمارے ضابطہ فوجداری مین ہے اور اس قاعدہ کے بہت قریب احکام
دفعہ ۲۴۰ مجموعہ مذکور کے مین جنمین یہہ حکم ہے کہ جب ایک سے زیادہ الزام
ایک ہی شخص پر قایم کیجاوین اور جب تجویز ثبوت جرم ایک یا ایک سے زیادہ
جرایم کی صادر کیجاوے تو پیروکار جانب ثبوت برضامندی عدالت کے باقی الزام
یا الزامات سے دست بردار ہو سکتا ہے یا خود عدالت کو اختیار ہے کہ اونکی
تحقیقات اور تجویز ملتوی کردے۔ لیکن وہ دفعہ اس مقدمہ سے متعلق
نہین ہے اور مین تجویز کرتا ہون کہ لسے مجسٹریٹ کی بلحاظ اوس شہادت
کے جو اوسکے روبرو موجود تھی جرم کی نسبت تجویز ثبوت جرم [illegible]
[illegible] دفعہ ۳۴۴ مجموعہ تعزیرات ہند کے صحیح ہے۔
[illegible] دوسرے امر کی طرف مایل ہوتا ہون یعنی [illegible]
[illegible] اون احکام سزا کے [illegible]

قید بخت میعادی تو ہمیا کو ہم وقت بیان کیا ہے صحیح طور پر عمل کیا ہے
یا نہین - میری یہہ راے ہے کہ قانون مین کوئی اختیار ایسے طریقہ کے
اختیار کرنیکا نہین ہے - فی الحقیقت ازروے احکام دفعہ ۳۵ مجموعہ
ضابطہ فوجداری ایسا طریقہ خلاف قانون ہوجاتا ہے - فقرہ اول دفعہ مذکور
مین یہہ حکم ہے - جب کسی شخص پر ایک ہی تجویز مین دو یا زیادہ جداگانہ جرائم
ثابت کئے جاوین تو عدالت مجاز ہے کہ جرمون کی علت مین وہ متعدد سزائین
مجرم کے لئے تجویز کرے جو جرائم مذکورہ کے لئے مقرر ہین اور جسقدر
عدالت کو عاید کرنیکا اختیار ہے اور چاہئے کہ وہ سزائین جب قید یا حبس
بعبور دریاے شور کی قسم سے ہون یکے بعد دیگرے اوس ترتیب سے
شروع کیجائین جسکی عدالت ہدایت کرے - اس مقدمہ مین مجسٹریٹ نے
جو احکام سزا صادر کئے ہین وہ قید کی ہین لہذا وہ اس طور پر نہین بھگت سکتے
ہین جیسے اونکی بھگتنے کی مجسٹریٹ نے ہدایت کی ہے اور عبارت اوس ترتیب
سے جسکی عدالت ہدایت کرے مین اس تعبیر کی گنجایش نہین ہے جو ظاہرا
معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ نے اوسکی نسبت قایم کی ہے - لہذا مین یہہ
تجویز کرتا ہون کہ حکم مجسٹریٹ کا جہانتک کہ اوسمین یہہ ہدایت ہے کہ
دونو احکام سزا ایک ہی وقت مین بھگتنگی خلاف قانون ہے -

اب مجھکو تیسرے امر کی تجویز کرنا ہے یعنی یہہ کہ آیا راے ذیلعلم
جج دربارہ انکار بابت صادر کرنے حکم سزاے نسبت تجویز ثبوت جرم
مصرحہ ۱۷۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے قانوناً صحیح ہے یا نہین - میری یہہ راے
ہے کہ ایسی سترو کی خلاف قانون ہے - بسبب جسکے یہہ مسلہ جہان استحقاق ہی [illegible]
بارہ کا بہی قاعدہ علم قانون کا ہے اوسیطرح جیسے یہہ اصول قانون فوجداری
کا ہے کہ جس حالتمین کوئی جرم ہے وہین اوسکی سزا ہے - ہر حالتمین عام
قاعدہ یا احکام استثنائی قانون کے موثر مین گو وہ کسی قانون مین
محکم ہون یا کسی اور سند قانونی مین موجود محل امر یا امر کے ہون کہ تمام
مسایل یکسان متعلق ہون - ایسا کوئی علم بابت [illegible] سے قانون [illegible]

فیصلون مین واقع ہوا ہے یہ ہے کہ آیا مین قواعد قانون متعلقہ تجویز ثبوت
جرم اور اون قواعد کے جو متعلق مقدار سزا کے ہین تذبذب ہے تکمیل یا سلسلہ
افعال کا جن سے قانون فوجداری اصلی کے نظر مین جرم پیدا ہوتا ہے اور
جسکے لیئے تاکیداً سزا قانوناً مطلب ہے جب ملزم کے مقابلہ مین کوئی جرم
ثابت ہو نتیجہ تجویز ثبوت جرم کا ضرور ہونا چاہیئے اور جب کبھی تجویز ثبوت
جرم ہو تو اوسکا نتیجہ بطور نتیجہ معمولی خیال قانونی کے یہہ ہونا چاہیئے کہ سزا
ضرور ہونی چاہیئے ورنہ تعریف جرم مندرجہ دفعہ ۴۰ مجموعہ تعزیرات ہند کے
بمشکل قابل الفہم ہوگی — مین اپنے قانون کے کسی ایسے قاعدہ سے
واقف نہین ہون کہ جس سے جرم بحالت قایم اور ثابت ہونے مقابلہ ملزم کے
ایسا ہے کہ اوسکا نتیجہ ساتھہ تجویز ہونے جرم کے ہو یا اوس سے بلا سزا
درگذر کی جاوے گو جرم مذکور کے ساتھہ مین کوئی دوسرا جرم ہوا ہو اور
گو جرم اخیر الذکر جرم پہلو جرم سابق سے ہو یا اوسمین شامل ہو یا نہین — مین اس امر
کے ظاہر کرنے کے لیئے بدرجہ کافی کہہ چکا ہون کہ میری رائے مین دفعہ ۷۱
مجموعہ تعزیرات ہند کو کچھہ تعلق امر تجویز ثبوت جرم سے نہین ہے بلکہ وہ صرف
متعلق مقدار سزا اون جرمون سے ہے جو حیطہ فقرہ مذکور مین داخل ہین
مین اس امر کے ظاہر کرنے کے لیئے بھی بطور کافی کہہ چکا ہون کہ بموجب میری رائے
قانونی کے دفعہ ۲۳۳ اور دفعہ ۲۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری دربارہ تجویز
ثبوت جرم جداگانہ اور احکام سزا جداگانہ کے کوئی مانع نہین ہین کہ جنکی نسبت
ملزم ایک ہی تجویز مین مجرم ثابت ہوا ہے گو بطور معاملہ قانون اصلی کے
دفعہ ۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے مقدار یا حد سزا پر موثر ہے اور بطور معاملہ
قانون ضابطہ کے دفعہ ۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کو اوسی امر کی نسبت
اختیار عدالت دربارہ اصدار حکم سزا اور نسبت استحقاق اپیل کے تعلق ہے
ان تجاویز کو مقدمہ ہذا سے متعلق کرکے میری یہہ رائے ہے کہ ہمارے
قانون فوجداری مین کوئی ایسا قاعدہ نہین ہے کہ جس سے عدالت کو یہہ اختیار
ہو کہ ملزم کو کسی جرم کا مجرم قرار دیکر اوسکی نسبت حکم سزا بطور [illegible]

سزا کے صادر کرنے سے اجتناب کرے لہذا سشن جج کی راے اس مقدمہ
مین دربارہ نہ صادر کرنے حکم سزا بہ نسبت مجرم کے بعد اسکے کہ مشارالیہ نے
ملزم کو مجرم حسب دفعہ ۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے قرار دیا ہے قانوناً غلط ہے
اب مجھے یہہ تجویز کرنا باقی ہے کہ آیا باستعمال اختیارات نگرانی عدالت
ہذا کے مجھے بہ نسبت مقدار اوس حکم سزا کے جو ملزم کی نسبت صادر ہوا ہے
دست اندازی کرنا چاہیے یا نہین - پہر فیصلہ اس امر کا جزواً منحصر اوپر خیالات
قانون کے ہے گو وہ سنکو تعلق صرف مقدار سزا مجوزہ سے ہے - امر قانونی
یہہ ہے کہ آیا حسب حالات مقدمہ ہذا کے جرم سرکاری ملازم بننے معرحہ دفعہ
۱۷۰ کا ایسا ہے کہ جسمین جرم استحصال بالجبر جسکی تعریف دفعہ ۳۸۳ مین ہے
اور جسکی سزا دفعہ ۳۸۴ مجموعہ تعزیرات ہند مین ہے داخل ہے یا نہین فقرہ
اول دفعہ مذکور مین یہہ حکم ہے جب کوئی فعل جو جرم ہے چند اجزا سے مرکب ہو
اور اون اجزا کا ہر ایک جزو بجنسہ جرم ہے تو مجرم کو اون جرمون مین سے
ایک سے زیادہ جرم کی سزا نہ دیجائیگی سواے اوس حالت کے کہ ایسی سزا
کا حکم بصراحت پایا جاے - اس قاعدہ کی تمثیل خود مجموعہ مذکور مین بذریعہ تمثیل
(الف) متعلقہ دفعہ مذکور مین ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ وہ متعلق مقدمہ ہذا کے
نہین ہے کیونکہ جرم سرکاری ملازم بننے حسب دفعہ ۱۷۰ کا جزو جرم استحصال
بالجبر کا نہین ہے جس سے دفعات ۳۸۳ و ۳۸۴ متعلق ہین - اور نہ فقرہ
دوم دفعہ ۷۱ کا متعلق ہے کیونکہ ان دونون جرمون مین سے جو متعلق مقدمہ
ہذا ہین کوئی جرم چند تعریفات مین داخل نہین ہے - پس بحث یہہ ہے کہ آیا
یہہ مقدمہ فقرہ سیوم دفعہ ۷۱ مین داخل ہے یا نہین یا یہہ کہ آیا یہہ مقدمہ
ایسا ہے جسمین چند افعال جنمین ایک یا ایک سے زیادہ کا مجموعہ فی نفسہ
جرم ہے سب کے سب ایسے ہو کر کوئی اور جرم ہو جاتا ہے [illegible]
صورت مین اوس کے لیے دفعہ مذکور مین یہہ حکم ہے کہ مجرم کو اوس سے زیادہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

ضلع آگرہ — اپیل دویم نمبر ۷۲۴ سنہ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۲ جو[illegible]

اجودھیا پرشاد وایک کس دیگر بنام جسودا

دہرم شاستر ـ خاندان مشترکہ ہنود ـ جایداد خاندان مشترکہ کی کفالت ـ نیلام مکان مسکونہ خاندان بصیغہ اجرا ڈگری مشعر لفاذ کفالت کے ـ بیوہ دعویدار استحقاق سکونت ـ

واقعات مقدمہ کے ایج سا ـ جیف جسٹس کے فیصلہ مین درج ہین ـ

کالون وسکھہ رام منجانب اپیلانٹان — رامس ورتن چند منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس ـ یہہ نالش بیدخلی کی حسب حالات ذیل دایر ہوئی مدعا علیہا کے شوہر اور اوسکے پسران سنے کچھہ روپیہ قرض لیا تہا اور اپنی جایداد خانہ بشمول مکان متنازعہ کے مکفول کی تہی ـ جب شوہر فوت ہوگیا تب مدعیان مرتہنان نے ڈگری نیلام کی حاصل کی تہی ـ جایداد دایر بہ نیلام ہوئی ـ بیوہ نے اس بنیاد پر عذر کیا تہا کہ مکان متنازعہ مین اوسکو حق سکونت حاصل ہے ـ جایداد مدعیان دیگر خریداران نے خرید کی تہی اور واقعہ عذرداری کا سرٹیفکٹ نیلام مین درج کیا گیا جب مدعیان دیگر خریداران نے بموجب سرٹیفکٹ کے درخواست دخلیابی کی کی او بیوہ نے مکان کے چہوڑنے سے انکار کیا لہذا یہہ نالش بیدخلی کی ہے ـ

عدالت ماتحت نے یہہ خیال کیا کہ وہ مستحق قابض رہنے کی ہے جج عدالت اپیل ماتحت نے مقدمہ مطالعہ سنگہ بنام روکمنا (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد صفحہ ۳۵۳) کو متعلق تصور کیا اور اسوجہ سے جزو دعوی مدعیان متعلقہ بیدخلی کو ڈسمس کیا ـ لہذا یہہ اپیل ہے ـ مین مقدمہ مستند الیہ عدالت اپیل ماتحت کو متعلق نہین تصور کرتا ہون ـ اوس مقدمہ مین جس شخص نے مکان خاندانی کو مکفول کیا تہا وہ بیوہ کا بہائی تہا کہ بوقت وفات اپنے شوہر کے جسکی وہ وارثہ تہی مستحق مقابضت مکان کے ہوگئی تہی پس ظاہر ہے کہ بیوہ کا بہائی رہن سے اوسکو اوس استحقاق سے محروم نہین کرسکتا ہے جو اوسکو پہونچ چکا تہا ـ فیصلہ اوس مقدمہ کا بربنا اصول قرار پایا مقدمہ [illegible] بنام [illegible] (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد صفحہ ۲۶۳) [illegible] بنام [illegible] (بنگال لارپورٹ جلد [illegible] صفحہ [illegible]) کے پر اثبات ـ مقدمہ [illegible]

مہ اول انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد کا و مقدمہ جسمین بیوہ کی نسبت جو اپنے شوہر
ذمی کے مکان مین رہنے کی مستحق ہو چکی تھی تنکی یہہ تجویز ہوا تہا کہ اوسکو مکان مذکور مین
لوفت تک رہنے کا استحقاق ہے کہ اوسکے شوہر کے بہتیجے نے مکان مذکور کو بیعیۃ الانہ
مقدمہ مندرجہ بنگال لارپورٹ جلد ۴ کا مقدمہ بیسر مستثنی کا ہے جسنے بعد وفات شوہر بیوہ کے
ان کو بیعیۃ الاتہات پیر اوس مقدمہ مین بہی بیوہ کا حق پیدا ہو چکا تہا اور وہ قابض تھی
مقدمہ حال مین فرق کا خاندان مشترک ہونے کے شوہر کے حیات مین جایداد کو مکفول کر دیا
ا اور بذریعہ اوسی دستک مکفولی کے یہہ بات ہوئی کہ جایداد نیلام کرائی گئی بسبب بیوہ نے
قابلہ مرتہنان کے کبھی استحقاق دربارہ سکونت مکان شوہر کے حاصل نہین کیا - حقوق بیوہ
لے بمقابلہ حقوق مرتہنان دربارہ نفاذ کفالت مقتضیہ رہنامہ کے محدود تھے - مقدمہ
بیکمین واس بنام لہرا (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۱۴۱) مین یہہ فرق دکہلایا
یا ہے - سخبانب بیوہ کے عدالت ہذا مین رسپانڈنٹ ہے یہہ حجت ہوئی ہے کہ جو
الش بربنا دستک مکفولی کے دایر ہوئی تہی اور جسکی بناپر مدعیان نے ڈگری حاصل
کی تہی اور جسکے اجرا مین جایداد نیلام ہوئی تہی اوسمین اوسکو فریق گردانا جانا
تہا - مین نہین خیال کرتا ہون کہ بیوہ مذکورہ کوئی فریق ضروری اوس نالش مین تہی
بیوہ مذکورہ کسی جایداد پر قابض نہتی وہ کسی کی قایممقام نہتی - اگر وہ فریق ضروری
ہی تہی تو وہ اس نالش مین مدعا علیہ ہے اور اگر اوسکو اب کوئی جوابدہی حاصل
نہین ہے تو اوسوقت بہی نہین تہی - مقدمہ ستیا ناتہہ داس بنام رلے کمیہین سنگہ
لارپورٹ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۰) محولہ مسٹر رتن چند متعلق نہین ہے - اوس مقدمہ مین
منجملہ فریق راسے کے ایک جو مالک حصہ ۲ کا تہا نالش سے متروک ہو گیا تہا - لہذا اپیل
مدعیجہ منظور کیا جاتا ہے اور ڈگری عدالت ماتحت بدین استقرار ترمیم کیجاتی ہے
کہ مدعیان مستحق دخلیابی مکان متنازعہ کے بہ بید خلی بیوہ مذکورہ کہ مین

قول صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون -

ضلع آگرہ اپیل اول نمبر ۱۰۶ سنہ ۱۸۸۳ع فیصلہ ۷ جولائی
لچھمن داس بنام جائز رنگیہ کمیں وغیرہ

اقرار نامہ مہتمی — انحراف شرط — معاوضہ — تقریب ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۶۵ء (ایکٹ
وراثت) دفعات ۲۵۶ و ۲۵۷ — ایکٹ ۹ سنہ ۱۸۷۲ء (ایکٹ معاہدہ) دفعہ ۷۴ —

اسمقدمہ کے واقعات ایچ صاحب چیف جسٹس کے فیصلہ مین کافی طور پر درج
ہین اسپنکی و جگرنناتھ چودہری بمقابلہ اپیلانٹ — پورڈ بمقابلہ رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس — یہ نالش بربناء اقرار نامہ مہتمی کے ہے — مدعا علیہ
مہتمان مین اور اقرار نامہ تعدادی مبلغ کا ہے اور منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ
کہ مہتمان ایک صحیح فہرست جایداد کی بناوینگے اور اوسکو بتاریخ ۲۲ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء یا
قبل عدالت صاحب جج آگرہ مین پیش کرینگے — جس شرط کا مین نے ذکر کیا ہے
جسپر اس اپیل مین استدلال ہوا ہے — بطور امر واقعہ کے مہتمم نے اپنی فہرست
عدالت صاحب جج آگرہ مین فروری سنہ ۱۸۸۲ء تک پیش نہین کی — اقرار نامہ جو اقرار نامہ
بموجب دفعہ ۲۵۶ — ایکٹ وراثت ہند کے دیا گیا تہا — اقرار نامہ مذکور بموجب دفعہ
ایکٹ مذکور کے مدعی کے نام منتقل ہوا تہا — یہ مقدمہ واسطے تجویز کے روبرو جج
آگرہ کے پیش ہوا تہا — مشارٌ الیہ نے دعوی بدین خیال ڈسمس کیا تہا کہ کوئی وار
خلاف ورزی اقرار نامہ کی ثابت نہین ہوئی ہے — میری یہ رائے ہے کہ فہرست
پیش کرنے مین قاصر ہونا خلاف ورزی شرط اقرار نامہ کی ہے — معاملہ اہتمام جایداد
مین یہ امر ضروری ہے کہ مہتمم کو اپنا حساب وقت مناسب مین داخل کرنا چاہیے
ہوجہ ہے کہ ہرگاہ یہ خلاف ورزی اقرار نامہ کی ہے جو تسلیم ہوئی ہے تو رقم مبلغ
روپیہ مندرجہ اقرار نامہ مذکور واجب الوصول ہے — یہ کہا گیا ہے کہ اقرار نامہ متنازعہ
ایسا ہے کہ جو دفعہ ۷۴ ایکٹ معاہدہ کے مستثنیٰ مین داخل ہے اور اسلیے کل زر
مندرجہ اقرار نامہ مذکور وقت خلاف ورزی کے واجب الادا ہوگی — مین خیال کرتا ہون
کہ اقرار نامہ متنازعہ مستثنیٰ مذکور اوس قسم کا ہوتا ہے جسکی تمثیل دفعہ مذکور کی تمثیل مین
ہے اور یہ کہ اقرار نامہ متنازعہ اوس مستثنیٰ مین داخل نہین ہے — اگر اقرار نامہ متنازعہ
اوس مستثنیٰ مین داخل ہو اور بحالت انحراف کسی شرط اقرار نامہ مذکور کے کل زر
مندرجہ اقرار نامہ مذکور واجب الادا ہو جاوے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ایسان [illegible]
[illegible] اور [illegible] اپنے ذرون سے لیا

کہ مین جسکا مفصود دفعہ مذکور مین ہے لہذا راے مجسٹریٹ کی دربارہ ملزم پر
بسبب دفعہ مذکور کے الزام نہ قایم کرسکنے کی صحیح ہے۔

بعدہٗ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ مسماۃ سکھو کماری مستغیثہ نے ایک درخواست
نگرانی بحضور ڈلیعلم سشن جج کے بتاریخ ۲۵ جون ۱۸۸۲ء باستدعاء دست اندازی
حسب دفعات ۴۳۵ و ۴۳۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے گذرانی اور درخواست
مذکور مین اصل حجت یہہ ہے کہ نالش بمنزلہ نالش جرائیم مقتضیہ دفعات ۱۴۷ و
۱۵۴ و ۲۵۴ و ۳۰۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے ہے لہذا فعل مجسٹریٹ کا دربارہ تجویز سرسری کے
خلاف قانون ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ڈلیعلم سشن جج نے اس حجت کو منظور کیا ہے
اور اونہون نے حسب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے عمل کرکے استغاثہ کو
بغرض استعمال اختیارات نگرانی عدالت ہذا کے ارسال کیا ہے۔ حکم ذی علم
جج مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۸۲ء سے واضح ہوتا ہے کہ مشار الیہ کو یہہ غلط خیالی کو واقع
ہوئی تھی کہ مستغیثہ کی عرضی مورخہ ۲۵ مارچ ۱۸۸۲ء مین کوئی ذکر دفعات ۱۴۷
و ۱۵۴ و ۳۵۴ مجموعہ تعزیرات ہند کا ہے اور اگرچہ ذکر دفعہ ۳۸۰ مجموعہ مذکور کا عرضی نالش
مین ہے تاہم مجھکو صاف ظاہر ہے کہ بیانات مندرجہ خود عرضی نالش سے کوئی بنیاد
الزام حسب دفعہ مذکور کے حاصل نہین ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غلطی بہ نسبت
اون دفعات کے جنکی بابت نالش کی گئی تھی اون مجسٹریٹ کو بھی وقت بھیجنے جواب
کے لاحق ہوئی ہے جو مجسٹریٹ نے مطابق قواعد عدالت ہذا کے بھیجا ہے اور معلوم
ہوتا ہے کہ اونہون نے یہہ خیال کیا ہے کہ الزام مقتضیہ دفعات مذکور جزو نالش
ابتداے کلے جو مستغیثہ نے ملزم پر دایر کی تھی۔

جو کچھ مجھے اب تجویز کرنا ہے وہ یہہ ہے کہ آیا بنظر حالات مقدمہ کے مجھے بصیغہ
نگرانی بموجب اون اختیارات کے جو عدالت ہذا کو از روے دفعہ ۴۳۹ مجموعہ
ضابطہ فوجداری کے حاصل ہین ضرورت دست اندازی کی ہے یا نہین۔ اس
امر کے تجویز کرنے مین مجھے ابتدا مین یہہ وقت معلوم ہوئی تھی کہ آیا [illegible]
کہ مستغیثہ نے وقت داخل کرنے اپنی نالش مورخہ ۲۵ مارچ [illegible]
[illegible] ۳۸۰ مجموعہ تعزیرات ہند کی [illegible]

حسب خواہش مستغیث کے رفع ہوسکتا ہے۔ اس قسم کے مقدمات مین کوئی سخت اور مستحکم قاعدہ قرار نہین پاسکتا ہے اور منحصر اوپر واقعات اور حالات خاص مقدمہ کے ہوتا ہے۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے رو سے مجسٹریٹ کو چند قیود کے ساتھ نالش مین کارروائی مزید کرنے سے انکار کرنیکا اختیار ہے اور مقدمات ناقابل تجویز سرسری مین بھی یہہ بات صرف اوس حالت مین ہوتی ہے کہ جب مجسٹریٹ وجہ کافی کارروائی مزید کی بمقابلہ ملزم کے دیکھتے ہوئے فرد قرارداد جرم قایم کیا جاتا ہے۔ عبارت مین کہا جاتا ہے کہ یہہ اثر دفعہ ۲۱۰ و ۲۵۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری کا ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ یہہ امر کہ آیا نالش سے وجوہ کافی تجویز سرسری کے حاصل ہین یا یہہ کہ ضرورت تجویز حسب ضابطہ معمولی کے ہے یا نہین ایسا امر ہے جو زیادہ تر مجسٹریٹ کے اختیار تمیزی پر چھوڑ دینا چاہئے البتہ استعمال اختیار مذکور کا بہت احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ بموجب طریق ہائے عدالت بلحاظ حالات ہر مقدمہ کے ہونا چاہئے۔ اس مقدمہ مین حالات مندرجہ عرضی نالش امکانًا دفعہ ۴۱۷ و ۴۵۱ یا ۴۵۲ مجموعہ تعزیرات ہند مین داخل ہوسکتے ہین اور اونمین سے کوئی جرم قابل تجویز سرسری کے نہین ہے۔ لیکن قبل اسکے کہ مجسٹریٹ ملزم پر الزام حسب دفعات مذکور قایم کرے اوسکو اپنا یہہ اطمینان کرلینا چاہئے کہ کوئی وجہ کارروائی مزید کی بموجب کسی دفعہ منجملہ دفعات مذکور کے ہے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ نے کوئی شہادت جانب ثبوت کو نامنظور نہین کیا اور اونکے فیصلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونہون نے اوس کل شہادت کو نامعتبر قرار دیا ہے جو کہ جانب ثبوت کے پیش ہوئی تھی۔ اندرینحالات مین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ مین بصیغہ نگرانی کوئی ضرورت دست اندازی کی نہین ہے۔ لہذا مین دست اندازی سے انکار کرتا ہون۔ مسل واپس ہوگی۔

للت پور — نگرانی فوجداری نمبر ۴۰۴ — منفصلہ ۱۰ ستمبر

قیصر ہند بنام گولوا

بددیانتی سے مال مسروقہ کا لینا۔ علم یا اشتباہ ... [illegible]

... [illegible] تعزیرات ہند ... دفعہ ۴۱۱ ... [illegible]

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ مین محمود صاحب جسٹس کے درج ہین
منجانب سایل نگرانی ماسرکار کے کوئی حاضر نہین ہوا

محمود صاحب جسٹس - اس مقدمہ کو میرے بہائی نرل صاحب نے بذریعہ حکم مورخہ ۱۱ اگست گذشتہ کے طلب کیا تہا اور بصیغہ نگرانی قابل وستاندازی کر قیدی کی نسبت تجویز ثبوت جرم بعلت بددیانتی سے لینے مال مسروقہ حسب دفعہ ۴۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے صادر ہوئی ہے اور حکم سزاے قید سخت میعادی نو مہینہ اور جرمانہ عہ کا صادر ہوا تہا - اور اوسکا اپیل بعدالت سشن کے ۹ جولائی ۱۸۸۷ع کو بعد ایک روز پہلے منظور ہونیکے نامنظور ہوا تہا - مسل سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکم نامنظوری اپیل کا ایک خیال مابعد کا تہا اور محض اس بنیاد پر مبنی تہا کہ اپیل خارج المیعاد تہا -

یہہ امر کہ ایسی کارروائی جایز ہے ایسا ہے جسپر غور کرنیکی مجھے ضرورت نہین ہے - اور نہ مجھے اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت ہے کہ آیا ایسے مقدمہ مین جیسا کہ یہہ ہے ذیعلاسشن جج حسب دفعہ ۴۲۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری بدین خیال عمل نہین کرسکتے ہین کہ فیصلہ مجسٹریٹ سے بادی النظر مین تجویز ثبوت جرم قانونًا ناقص ہے -

مقدمہ ہذا مین مال مسروقہ ایک بچہڑا تہا جو استغاثہ فوجداری کے ڈیڑہ سال پہلے سے گم ہو گیا تہا اور ملزم کے قبضہ مین پایا گیا - مالک نے رپورٹ سرقہ مویشی کی پولیس مین کبھی نہین کی تہی اور اوس نے اپنے اس متروکی کی یہہ وجہ بیان کی ہے کہ اوس نے یہہ خیال کیا تہا کہ شاید جانور اوسکو کہا گئے ہونگے - بجز اس امر کے کہ بچہڑا مذکور کہو گیا ہے اور کوئی شہادت خاص سرقہ کے نہین ہے - جواب دہی ملزم کی یہہ ہے کہ اوس نے بچہڑا خرید کیا ہے لیکن وہ اس عذر کو شہادت سے ثابت نہین کرسکا کیونکہ اوسکو پتہ اوس شخص کا معلوم نہین ہے جسنے بچہڑا اوسکے ہاتہہ بیچا تہا - قیدی کے مقابلہ مین جو کچھ ثابت ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ اوسکے قبضہ مین وہ بچہڑا پایا گیا ہے جو مال مسروقہ بیان کیا جاتا ہے اور سرقہ کو ڈیڑہ برس سے کم عرصہ نہین ہوا ہے - اندرین حالات [illegible]

کہ چونکہ قیدی یہہ ثابت نہین کرسکا ہے کہ اوس نے واقعی بچہڑے کو کسی شخص سے خرید کیا ہے لہذا وہ حسب دفعہ ۴۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے مجرم ہے بالفاظ دیگر معلوم ہوتا ہے کہ مجسٹریٹ نے یہہ قانوناً خیال کیا ہے کہ جس شخص کے قبضہ مین مال مسروقہ برآمد ہوا اوسکی نسبت تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۴۱۱ کے ضرور صادر ہونی چاہیئے الا یہہ کہ نامبردہ شہادت قابل اطمینان سے یہہ ثابت کرنے پر آمادہ ہو کہ اوس نے اوس مال کو بہ نیک نیتی بذریعہ خرید کی یا اور طور پر حاصل کیا ہے۔ یہہ رائے قانوناً بالکل غلط ہے۔ منجملہ اجزاے ضروری جرم مذکور کے ایک یہہ ہے کہ ملزم کا علم مجرمانہ ثابت کرنا چاہیئے۔ یہہ امر بذریعہ شہادت صریحی یا شہادت قراین کے ثابت کرنا چاہیئے جس سے وہ نتیجہ یا قیاس حاصل ہوسکے جو قانون مین تسلیم ہوا ہے مثلاً ہمارے قانون شہادت کی دفعہ ۱۱۴ کے تمثیل (الف) مین بیان اوس قاعدہ کا موجود ہے کہ عدالت یہہ قیاس کرلی کہ جس شخص کے قبضہ مین چوری کی تھوڑے عرصہ کے بعد مال مسروقہ برآمد ہوا ہے وہ یا تو چور ہے یا اوس نے مال مذکور کو مسروقہ جانکر لیا ہے الا یہہ کہ وہ وجہ ایسے قبضہ کی بتا سکے یہہ محض قیاس قانونی ہے اور عبارت تھوڑے عرصہ کے بعد موقوعہ تمثیل مذکور کسی طرح غیر ضروری نہین ہین کیونکہ اوسکے ذریعہ سے قاعدہ قانون انگریزی کا جو اسبارہ مین ہے کہ قبضہ حال سے شہادت قیاسی جرم کے پائی جاتی ہے دوبارہ قایم کیا گیا ہے۔ لیکن یہہ امر ضرورتاً منحصر اوپر واقعات ہر خاص مقدمہ کے ہے کہ آیا قبضہ حال سے ایسی کیا مراد ہے جس سے ایسا قیاس پیدا ہوسکے بمقدمہ سرکار بنام ایڈمس (جلد ۳ سے ایڈ پی صفحہ ۶۰۰) پارک صاحب جسٹس نے یہہ قاعدہ قایم کیا ہے کہ قبضہ مال مسروقہ کا بعد تین مہینہ کے اوس وقت سے کہ جب چوری کیا گیا تہا ایسا قبضہ حال کا نہین ہے جس سے قیدی کو یہہ ثابت کرنا پڑے کہ مال مذکور اوسکو کیونکر ملا الا یہہ کہ شہادت محض اس امر سے کہ کسقدر زیادہ کی ہے کہ اوسکے قبضہ مین مال مسروقہ عرصہ دراز مین بعد اوسکے تلف ہونے کے پایا گیا ہے۔ اور اور انگریزی ججون کے اقوال بہی ایسے مضمون کے ہین اور اونمین سے چند پر ہائیکورٹ کلکتہ مین بمقدمہ ملا تا شیخ بنام ملکہ معظمہ قیصر ہند (انڈین لا رپورٹ

سلسلہ کلکتہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۰) مین لحاظ کیا گیا ہے فی الحقیقت یہہ امر کہ شہادت اشخاص ملزمان پر بہت بطریق ظلم موثر ہوگا بشرطیکہ ایسے مقدمات مین جیسا کہ یہہ قید قبضہ حال کی بطور شرط مقدم نسبت قیام جرم کے نہ قایم کیجاے اس مقدمہ مین جیسا کہ مین اوپر کہہ چکا ہون کہ سرقہ مبینہ بچھڑے کا وقوع بچھڑے کا تاریخ استغاثہ سے ڈیڑھ برس کے پہلے ہوا تہا اور ہرگاہ شہادت نسبت شناخت بچھڑے کی اور بہ نسبت سرقہ کے شبہہ سے خالی نہین ہے تو محض یہہ امر کہ ملزم اپنے خریداری بچھڑے کی ثابت نہین کر سکا یعنی یہہ کہ وہ اپنے قبضہ کی وجہ نہین بتلا سکا کمتر ثبوت جرم متصرحہ دفعہ ۴۱۱ کا ہے۔

بدین وجوہ مین تجویز ثبوت جرم اور حکم سزا منسوخ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ قیدی فوراً رہا کیا جاے۔

ضلع گورکہپور　　　　اپیل دویم نمبر ۱۷۱ سنہ ۱۸۹۶ع　　　　منفصلہ ۲۰ اکتوبر

تہنت رنگ لال بہگت بنام ولو کی نندن وغیرہم

عمل درآمد پیشہ ور قانونی کا بوجہ بیماری کے حاضر نہونا۔ ایسی ناقابلیت کوئی وجہ التوا سماعت اپیل کی نہین ہے۔

واقعات اس مقدمہ کے واسطے اغراض رپورٹ ہذا کے اسٹریٹ صاحب جسٹس کے فیصلہ سے کافی طور پر ظاہر ہین۔ قاعدہ عدالت ہذا جو دربارہ عمل درآمد وکلاء بہ نسبت دیدینے اپنے خلاصہ کے ہے اور جسپر حاکم ممدوح نے استدلال کیا ہے مورخہ ۲۲ رمئی سنہ ۱۸۸۳ع اور رپورٹ مقدمہ ماتادین بنام گنگا بائی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۶۱۴ اور صفحہ ۷۹۶ ماسبق) مین درج ہے۔

للتا پرشاد منجانب اپیلانٹ　　　　مادہو پرشاد منجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس - بہ نسبت اس اپیل دویم کے مسٹر للتا پرشاد وہ وکیل ہین جنھون نے منجانب اپیلانٹ مدعی کے ہدایت پائی ہے یہہ انکا بیان ہے کہ عدالت ہذا مین بجانب مدعی کے بغرض تائید اپیل ہذا حاضر ہون ب نظر اظہار وجہ اپنی غیر حاضری کے انہون نے ایک چٹہی بنام مسٹر اربدین اطلاع

بھیجی گئی ہے کہ وہ بیمار ہین اور درخواست ہمسے یہہ کی ہے کہ اونکا مقدمہ ملتوی کرین — ہمنے ایک مرتبہ سے زیادہ یہہ بات ظاہر کردی ہے کہ یہہ کوئی عذر نہین ہے — ایسی صورت کے غرض کے لیے ہمنے اسباب کو روا رکھا ہے اور منجانب ایک ذی علم وکیل کے دوسرے وکیل کے حاضری کو تسلیم کیا اور ضروری جانتو نہین وکیلونکا اپنا خلاصہ دیدینا منظور کیا — یہہ مقدمہ بالخصوص ایسا ہے کہ وکیل موصوف ایسا کر سکتے تہے جسمین کام عدالت کا معمولی طور پر ہوتا —

اسکو مین بطور کسی قسم کے عذر کے قبول نہین کر سکتا لہذا مجھکو اس مقدمہ کو بطور مقدمہ عدم پیروی کے تصور کرنا چاہیے اور مقدمہ مذکور کو اسطور پر تصور کرکے مین یہہ حکم دیتا ہون کہ چونکہ اس اپیل کی تائید نہین ہوئی ہے لہذا معہ خرچہ کے ڈسمس ہو کیونکہ وکیل رسپانڈنٹ کا بالغرض قایم مقامی فایدہ اپنے موکل کے عدالت مین حاضر ہے —

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

مورخہ ۵ دسمبر سنہ ۱۸۸۱ء

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب ایم اے اسٹیریجی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائے منصف و منشی رگہبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

قیمت سالانہ		نمبر ۴۸
اسپیشن مفیسلات	**فہرست مقدمات**	جلد ۷

بلونت سنگہ بنام سبحان علی	۹۲۲	فتح اڈیک	۹۲۳
رام سرن بنام پرسید پرائے	۹۱۵	قیصر سند بنام سکندر خان	۹۱۹
شیو رام بنام کہیدیرن لال	۹۱۲	گوڈال بنام دی کلنسورتی کمپنی لمیٹڈ	۹۲۷
		مول چند بنام کلتا پرشاد	۹۲۵

فہرست مضامین

اجرائے ڈگری	۹۲۵	جان کر جھوٹی شہادت کا استعمال کرنا	۹۱۹
اختیار عدالت ماتحت دربارہ ترمیم کرنے ڈگری کی جو اپیل سے بحال ہو چکی ہو	۹۱۵	جعلی دستاویز کو بددیانتی سے یا فریباً بطور اصلی دستاویز کے استعمال کرنا	۹۱۹
اطلاع تحریری کہ سود کا دعویٰ ہوگا	۹۲۴	جھوٹی شہادت بنانا	۹۱۹
انتقال حقیت دوران نالش میں	۹۲۷	ٹھیکہ دار	۱۳۲
ایکٹ ۳۲ سنہ ۱۸۳۹ء	۹۲۴	درخواست منسوخی نیلام بعد منسوخی ڈگری مذکور کے	۱۲۵
ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء دفعات ۱۹۳ و ۱۹۶ و ۴۷۱	۹۱۹	ڈگری کا ختم ہونا	۹۱۲
ایکٹ ۲ سنہ ۱۸۸۲ء دفعہ ۸	۹۱۴	ڈگری مشعر انفکاک بیدخلی و استقرار جواز رہن کی	۹۱۴
بیدخلی راہن کی	۹۱۲	رہن منفکہ کی منجانب اسامی دخیلکار	۹۱۲
پیشانی مطبوعہ بل کی کہ اگر پیش ہونے پر بل کا روپیہ ادا نہ ہوگا تو سود قائم کیا جاویگا	۹۲۲		

سود — ۹۲۴
شریک — ۹۱۲
شفیع — ۹۳۲
عدالت کا درباره صدور حکم منظوری نیلام کے غیر مجاز ہونا — ۹۲۵
قرضہ — ۹۲۴
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ — ۹۱۵
دفعہ ۳۱۲ — ۹۲۵
دفعات ۱۳ و ۴۳ — ۹۱۲
مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۷، ۴۳ و ۴۷۲ — ۹۲۷
مرتہن کا بہ نسبت حقوق خیلکاری مستحق ہونا — ۹۱۲
منتقل الیہ کا بعد ڈگری کے فریق کیا جانا — ۹۲۷
نالش بیدخلی مرتہن کی — ۹۱۲
نالش زمیندار کی بغرض انفکاک رہن کے — ۹۱۲
نیلام بصیغہ اجرائے ڈگری دوران اپیل بنا بر انفساخ ڈگری مذکور کے — ۹۲۵
واجب العرض — ۹۳۲

واضح ہو کہ جملہ مراسلات و زرہائے چندہ پاس منشی رگھبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد آنا چاہئے

دعوے مذکور ڈگری ہوا تھا۔ لیکن بر طبق اپیل کے عدالت اپیل نے ڈگری منسوخ
کی اور ۶ مارچ ۱۸۸۳ء کو دعوے ڈسمس کیا اور وہ ڈگری مختتم ہو گئی ہے اور جس کا یہ اثر
ہے کہ رہن موقوعہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۱ء کے نسبت یہ تجویز ہو گئی چاہیئے کہ وہ جواز آ
ہوئی ہے لہذا وہ منسوخ نہیں ہو سکتی ہے۔
فیصلہ مذکور کی روداد یا صحت پر لحاظ کرنا فضول ہے کیونکہ اوس سے
مجھ کو کچھ سروکار نہیں ہے۔ یہہ نالش ۱۳ جولائی ۱۸۸۳ء کو منجانب مدعیان زمینداران
بغرض بیدخلی شیورام مدعا علیہ کے ہے جو نہ محض بطور مداخلت بیجا کنندہ کے بلکہ
مرتہن رہن ۱۱ جولائی ۱۸۸۱ء کا منجانب ڈلو دہونت اسامیان دخیلکار کے ہے اور
جنکو مدعیان نے بذریعہ حیثیت زمینداران بذریعہ حکمنامہ عدالتی کے بیدخل کر دیا ہے اور شخص
اخر الذکر دعویدار تمامیت حقوق مرتہنی نامبردگان کا ہے۔ غرض نالش کی یہہ ہے کہ انفکاک
اوس رہن کا کر دیا جاوے جو ازروے ڈگری ۶ مارچ ۱۸۸۳ء کے جایز قرار
پایا ہے۔ ہر دو عدالت نے اس تجویز مین اتفاق کیا ہے کہ مدعیان مستحق قایمی
رکہنی نالش مذکور کے ہین اور عدالتین موصوف نے ڈگری انفکاک رہن مذکور
بادا سے مبلغ للعہ جو بابت رہن مذکور کے واجب قرار پایا ہے صادر کی ہے
بنار اضی اوس ڈگری کے یہہ اپیل دوم دایر ہوا ہے۔ موجبات
اپیل مصرحہ یادداشت اپیل میری راے مین مقدمہ سے متعلق نہین ہے
کیونکہ عذر اول مین یہہ ذکر ہے کہ ایسا دعوے اوس مقدمہ مین ہونا چاہیے
جسکا انجام ڈگری ۶ مارچ ۱۸۸۳ء کے ساتھہ ہوا تھا اور چونکہ ایسا دعوے انفکاک
اوس وقت پیش نہین ہوا تھا لہذا دفعات ۴۳ و ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے نالش
ہذا مین عارض ہین۔ عذر دوم یہہ ہے کہ ہر گاہ مدعا علیہ اراضی پر بذریعہ رہن
موقوعہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۱ء کے قابض اور دخیل ہوا ہے لہذا نامبردگان باستحقاق
خود با حقوق دخیلکاری حاصل کی ہین اور اوس حیثیت سے مدعیان بطور
زمینداران کے بیدخل نہین کر سکتی ہین۔ بقیہ دو عذرات پر اصرار نہین ہوا
مین کہہ چکا ہون کہ مجھی اختیار نہین ہے کہ مین بلنسبت صحت
تصفیہ ۶ مارچ ۱۸۸۳ء کی اعتراض کر سکون کیونکہ وہ ڈگری مختتم ہو چکی ہے

اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ رہن موقوعہ ۱۱ جولائی ۱۸۸۱ء کا جوازاً مہنا خوتجویز کرنا چاہئے
حیثیت مدعاعلیہ حال کی بجز مرتہن کے اور کچھہ نہین ہوسکتی ہے چونکہ کیفیت یہہ
ہے پس مرتہن بالقبض جس نے اراضی پر دخل باجازت اسامی دخیلکار ہین
کے پایا ہو دعوے کسی شی کا نہین کرسکتا ہے جو بطور استحقاق دخیلکاری مقصود
دفعہ ۵ ایکٹ لگان کے (ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء) کے ہو کیونکہ ایسی حالت ضمن (الف)
شرط اول دفعہ مذکور مین داخل ہے کیونکہ اوسکی نسبت یہہ تصور کیا جاویگا کہ
اوس نے اراضی اسامی دخیلکار سے حسب منشاء دفعہ مذکور کے پائی ہے۔

چونکہ کیفیت یہہ ہے تو چونکہ مدعیان بطور زمینداران کے حسب طریقہ
معمولی قانون لگان کے مدعاعلیہم رااہنان کو بیدخل کرنے مین کامیاب ہوئی ہین اور
چونکہ ڈگری مورخہ ۶ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء بسبب صحت رہن ۱۱ جولائی سنہ ۱۸۸۱ء اونپر قابل
پابندی ہے تو مجھی معلوم ہوتا ہے کہ مین بجز اسکی اور کچھہ تجویز نہین کرسکتا
ہون کہ مدعیان مستحق قایم رکھنی اس نالش انفکاک رہن کے ہین جب کوئی حق
متعالبضت ختم ہوجاتا ہے تو اراضی معہ کل ملکیت اور ہمراہ ان قیود کے جو
نسبت حق ملکیت کے اوس حق متعالبضت سے متعلق ہوئی ہون زمیندار کیطرف
عود کرتی ہے اور اگر بذریعہ فیصلہ منتہمی جیسا کہ اس مقدمہ مین ہے زمیندار اوس رہن کا
کا پابند ہو جو اوسکی اسامی نے پیدا کیا ہے تو بلاشبہ مرتہن دعوے استفادہ
اوس فیصلہ کا یہانتک کرسکتا ہے کہ اوسکا رہن بیباق کردیا جاوے - لیکن مرتہن
مذکور اوس سے زیادہ دعوے نہین کرسکتا ہے کہ جبکا وہ اپنی رہن کے رو سے
مستحق ہوا ہو اور نہ وہ مقابلہ مالک اراضی کا ایسی نالش رہن کرسکتا ہے جیسے کہ
یہہ نالش ہے کہ جسمین مالک بہ تسلیم رہن اوسکی زر رہن ادا کرنیکو امادہ ہے اور
اوس اراضی کی دخلیابی چاہتا ہے جو خود اوسکی ہے اور جسکی نسبت حق دخیلکاری
ختم ہوگیا ہے - چونکہ ہر دو عدالت ماتحت نے دربارہ تعداد زر رہن واجب کے
اتفاق کیا ہے پس کوئی اور وجہ اپیل دویم کی نہین ہے بالضرور یہہ نالش
اوس قسم کی مقدمہ سے مختلف ہے جسکا انجام ڈگری مورخہ ۶ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء کے
ساتھہ ہوا ہے کیونکہ مقدمہ سابق از قسم نالش بیدخلی کے تہا اور مقدمہ حال

نالش انفکاک رہن کی ہے ظاہر ہے کہ مدعاعلیہ اپیلانٹ کو اراضی متنازعہ
مین بجز استحقاق اپنے زر رہن واجب کے نہین ہے اور زر مذکور سپرد عدالت
ہونے اوسکو دلایا گیا ہے۔

لہذا مین اپیل ڈسمس کرتا ہون لیکن چونکہ کوئی شخص منجانب رسپانڈنٹ
کے حاضر نہین ہوا لہذا خرچہ کے نسبت حکم صادر کرنیکی ضرورت نہین ہے۔

ضلع غازیپور — اپیل درجہ دوم نمبر ۲۴۴ سنہ ۱۸۸۲ع — منفصلہ ۱۰ اگست

رام سرن وغیرہ بنام پرسید ہرراے وغیرہم

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۰۶ - اختیار عدالت ماتحت بابت ترمیم کرنے
ڈگری کے جو اپیل سے بحال ہوچکی ہو۔

واقعات اس مقدمہ کی فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

لکھہ رام منجانب اپیلانٹیان — اسپنکی منجانب رسپانڈنٹیان۔

محمود جسٹس — پرسید ہرراے وغیرہم رسپانڈنٹیان عدالت ہذا نے
بنام سرن وغیرہم کے نالش دخلیابی چند قطعات اراضی مندرجہ عرضی نالش کے کی اور
اونکی نالش عدالت مرافعہ اولی مین ۲۸ اپریل سنہ ۱۸۸۱ع کو ڈسمس ہوئی تھی لیکن
برطبق اپیل ڈگری مذکور عدالت اپیل ماتحت نے ۱۹ نومبر سنہ ۱۸۸۱ع کو منسوخ کی جسکی
رو سے دعوے ڈگری ہوا لیکن اوس ڈگری مین نمبر اور تفصیل قطعات کے جو
منشاء دعوے تھی متروک کی۔ بعدہ وہ ڈگری عدالت ہذا سے ۹ مارچ سنہ ۱۸۸۲ع کو
بحال رہی اور جو ڈگری عدالت ہذا مین مرتب ہوئی تھی اوسمین تفصیل اون قطعات
کی درج نہوئی جو متعلق نالش تھی۔

درخواست اجراے ڈگری اور دخلیابی قطعات مذکورہ کی ڈگریداران رسپانڈنٹیان
نے ۶ اگست سنہ ۱۸۸۲ع کو کی لیکن اوسپر مدیونان ڈگری نے اس بنا پر عذر کیا
کہ ڈگری اجرا طلب صرف ڈگری اخیر عدالت ہذا کی ہے اور چونکہ اوس ڈگری مین
تفصیل قطعات مذکور کی نہین ہے لہذا وہ جاری نہین ہوسکتی ہے۔
لیکن عذرات مذکور کو عدالت مرافعہ اولی نے نامنظور کیا اور عدالت

اور یہ کہ ڈگری قطعی عدالت ہذا سے ۱۹ مارچ ۱۸۸۴ء کو صادر ہو چکی ہے جائز ہی یا نہین
بلحاظ نسبت امر اول منجملہ ہر دو امور مذکورہ کے مین اس سے زیادہ کچھ کہنا
ضروری نہین خیال کرتا ہون کہ ہر دو مقدمات مستدلہ متعلق نہین ہین کیونکہ تاثیر
حکم مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۸۴ء مصدرہ صاحب جج کی اس تجویز کے ساتھ ہے کہ تا وقتیکہ
ڈگری بلا ترمیم رہی وہ قابل اجرا نہین ہے اور وہ ترمیم طلب ہے۔ درخواست حال
ایسی نہین ہے جسمین اوس نے ڈگری بلا ترمیم کے اجرا کی استدعا کی ہو بلکہ وہ ایسی
درخواست ہے جو متعلق اجرا ڈگری بعد ترمیم کے ہے۔

لیکن امر دویم ہی دراصل ایک امر متنازعہ مین ہے اور وہ امر قانونی ہے
کیونکہ عبارت دفعہ ۲۰۶ کی جسکی رو سے عدالت صادر کنندہ ڈگری اپنی ڈگری کو ترمیم
کر سکتی ہے اسبارہ مین خاموش ہے کہ آیا ایسی ڈگری عدالت مذکور سے بعد اسکی
ترمیم ہو سکتی ہے یا نہین کہ ڈگری مذکور منشا اپیل بعدالت اعلیٰ کے روبرو ہو چکی ہے
تمثیل اس بات کی کہ کیونکر دقتین بلحاظ نسبت اختیار عطیہ از روے دفعہ مذکور کے
پیدا ہوتی ہین چند مقدمات رپورٹ شدہ مین پائے جاتے ہین یعنی بمقدمہ رگھوناتھ
داس بنام راج کمار (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۲۷۶) و سوبتا بنام
گنگا (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۱۸۴ و ۴۷۸) و رگھوناتھ داس بنام
راج کمار (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۲۷۸) لیکن اول ہی مرتبہ مجھے
اس امر کا بالخصوص طی کرنیکا اتفاق ہوتا ہے کہ آیا استعمال ان اختیارات کا منجانب
عدالت صادر کنندہ ڈگری کے بعد اسکی کہ ڈگری مذکور منشا اپیل ہو چکی ہے جائز ہے
یا نہین منشی سکھ رام کی یہ بحث ہے کہ بموجب فیصلہ اجلاس کامل عدالت ہائی
بمقدمہ شہرت سنگھ بنام گرجین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۴ صفحہ ۳۷۶) کے
صرف ڈگری عدالت اخیر ہی کی ایسی ڈگری ہوتی ہے جو جاری ہو سکتی ہے
اور چونکہ اسموقع پر ڈگری عدالت اخیر کی ڈگری ہائیکورٹ مورخہ ۱۹ مئی ۱۸۸۴ء ہے
اور ڈگری مذکور بلحاظ نسبت تفصیل و تصریح قطعات کے خاموش ہے لہذا ترمیم ڈگری
کی منجانب عدالت ماتحت کے خلاف قانون ہے کیونکہ یہہ وہ ڈگری نہین ہے جو
جاری ہو سکتی ہو۔ اس حجت کے طی کرنے کے لئے مین قبول کرتا ہون کہ یہہ کہنا

ضلع میرٹھ — اپیل فوجداری نمبر ۱۶۴ — منفصلہ ۷ ستمبر

قیصر ہند بنام سکندر خان

جھوٹی شہادت بنانا۔ جانکر جھوٹی شہادت کا استعمال کرنا۔ جعلی دستاویز کو بددیانتی سے یا فریباً بطور اصلی دستاویز کے استعمال کرنا۔ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ع (تعزیرات ہند) دفعات ۱۹۲ و ۱۹۶ و ۴۷۱۔

واقعات مقدمہ کی فیصلہ میں محمود صاحب جسٹس کے کافی طور پر درج ہیں۔

گارڈن منجانب اپیلانٹ — گورنمنٹ پلیڈر (رام پرشاد) منجانب سرکار

محمود صاحب جسٹس۔ قیدی اپیلانٹ کی تجویز بعلت جھوٹی شہادت بنانے حسب دفعہ ۱۹۲ مجموعہ تعزیرات ہند اور نیز حسب دفعہ ۴۷۱ بعلت استعمال کرنے جعلی دستاویز بطور اصلی دستاویز کے ہوئی تھی۔ ملزم جرم اخیر سے بری ہوا ہے لیکن تجویز ثبوت جرم حسب دفعہ ۱۹۲ کے اور حکم سزائے قید محض میعادی تین ماہ اور جرمانہ تعدادی ... کا صادر ہوا ہے۔

واقعات مقدمہ کی یہ ہیں کہ قیدی زمیندار بعض اراضی کا ہے جسکا امیر سنگھ اسامی ہے اور اوسکا نام جمعبندی میں بطور اسامی بادائے لگان مبلغ ۹ کے درج ہے اور مدت اوسکی اسامی ہونیکی ۱۱ سال درج ہے۔ قیدی بحیثیت زمیندار در بارہ بیدخلی امیر سنگھ بتوسط حکمنامہ عدالت مال کے کامیاب ہوا ہے اور یہہ بیان ہوا ہے کہ ماہ جون ۱۸۸۰ع کو نامبردہ نے پٹہ اراضی مذکور کا بنام الیشر سنگھ برادر امیر سنگھ کے واسطے میعاد ۳ سال بہ لگان ۹ کے لکھدیا ہے۔ اس مضمون کی ایک قبولیت لکھی گئی اور وہ بابت سنہ ابتدائے ۱۲۹۳ لغایت ۱۲۹۵ فصلی کی ہے بعدہ قیدی نے اپنا دعوے بہ بنا قبولیت متذکرہ بالا کے الیشر سنگھ پر عدالت مال میں واسطے دلاپانے بقایا لگان بابت سنہ ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ ف کے دائر کیا لیکن شخص اخیر الذکر نے جوابدہی دعوی کی اس بنیاد پر کی ہے کہ وہ کبھی اسامی اس اراضی کا نہیں تھا لہذا ذمہ دار لگان متدعویہ کا نہیں ہے۔

دوران کارروائی مقدمہ مذکور میں قیدی نے بتائید اپنے دعوے کے قبولیت متذکرہ اور نیز نقل مصدقہ جمعبندی سنہ ۱۲۹۳ ف بہ ثبوت اسکے کہ الیشر سنگھ

اسامی مدت دو سال بہ لگان ۴/۲ ۱۰ کے ہے پیش کی۔ لیکن عدالت مال نے یہ
تجویز کی کہ نقل مصدقہ جمعبندی ساختہ ہے یعنی نام امیر سنگھ کا بدلکر الشیر سنگھ کا بنا
دیا اور مدت ۲ سال کی تبدیل کرکے ۲ سال کی بنائی گئی اور اس بنیاد پر دعوی
ڈسمس کیا ہے۔

اس امر کی وجہ سے یہ استغاثہ فوجداری برپا ہوا ہے اور وہ اصل امور جو
جنکی تجویز کرنا ہین حسب ذیل ہین

(۱) آیا نقل جمعبندی کی جھوٹی شہادت بنائی گئی ہے۔

(۲) آیا قیدی اپیلانٹ نے اوسکو ساختہ اور جھوٹا جانکر فاسد طور سے استعمال
کیا ہے یا نہین۔

(۳) اگر ایسا ہے تو آیا جرم داخل دفعہ ۴۷۱ کے ہے یا دفعہ ۱۹۶ مجموعہ تعزیرات
ہند مین داخل ہے۔

بہ نسبت امر اول منجملہ امور مذکورہ کے مین ذیعلم سشن جج سے اس
تجویز مین بالکل اتفاق کرتا ہون کہ اصل جمعبندی اور اس نقل کے ساتھ مقابلہ
کرنے سے جو قیدی اپیلانٹ نے عدالت مال مین داخل کی ہے کوئی شبہ باقی نہین
رہتا ہے کہ نام امیر سنگھ اسامی کا الشیر سنگھ کے نام سے بدلا گیا ہے اور رقم لگان ۱۰/۵ ۹
کی ۴/۲ ۱۰ سے تبدیل کی گئی ہے اور مدت متعلقہ ۲ سال کی ۲ سال سے تبدیل
کی گئی ہے۔ لیکن ذیعلم جج نے یہ تجویز کی ہے کہ قبولیت مذکور کو الشیر سنگھ نے د
لکھا ہے اور اسطرح پر اوس نے اپنے آپ کو ذمہ دار اوس لگان کا کر لیا ہے جسکا
دعوے قیدی نے اوس سے کیا ہے اور اس تجویز کے رو سے بہت بنیاد اوس
تقریر کی پیدا ہوئی ہے جو میرے روبرو مسٹر گارڈن نے منجانب قیدی اپیلانٹ
کے کی ہے۔ ذیعلم کونسل کی یہ حجت ہے کہ گو تبدیلات مذکور قیدی نے کی ہین
یا اوسکی قلم سے ہوئی ہین تاہم حسب منشاء دفعہ ۱۹۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے تبدیلات
مذکورہ کے رو سے جرم جھوٹی شہادت بنانیکا نہین پیدا ہوتا ہے کیونکہ اصل جمعبندی
مین اندراج غلط بہ نسبت دو امور یعنی نام اسامی اور تعداد لگان اور نیز بہ نسبت
مدت کاشت کے ہے اور تبدیلات مندرجہ نقل سے صرف مقصود اظہار صداقت کا

رہا ہے۔ بتائید اس حجت کے ذیل کو لنسل وجوہ فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ ملکہ معظمہ
قیصر ہند بنام سید حسین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۳۰۴) و ملکہ معظمہ
قیصر ہند بنام شبو دیال (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۷ صفحہ ۴۵۹) اور نیز خود
میرے فیصلہ پر جو بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام فتح (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ اباد
جلد ۵ صفحہ ۲۱۷) کے ہے استدلال کیا ہے۔ لیکن مین نہین خیال کرتا ہون کہ منجملہ
فیصلجات مذکور کے اول فیصلہ کو کوئی تعلق مقدمہ ہذا سے ہے کیونکہ امر حصری
مقدمہ مذکور کا یہہ تہا کہ نیت قیدی کی دربارہ تبدیلات کرنیکی محدود اس امر پر تہی
کہ اوسکی تنخواہ کی ناجایز منہائی کا انسداد ہو اور یہہ ثابت نہین ہوا تہا کہ اوسکی
کوئی نیت انتہائے دربارہ استعمال کرنے دستاویز کے بطور شہادت کے تہی اسی
شکل سے دوسرا فیصلہ بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام شبو دیال کو صرف جزوی
تعلق اس مقدمہ سے ہے کیونکہ مقدمہ مذکور دفعہ ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات ہند کے
تعبیر پر محدود ہے اور اوسکی رو سے کوئی قاعدہ بہ نسبت دفعہ ۱۹۶ مجموعہ مذکور
کے قایم نہین ہوا ہے کہ جس دفعہ کے رو سے قیدی اپیلانٹ کے نسبت تجویز
ثبوت جرم صادر ہوئی ہے۔

لیکن مسٹر گارڈن کو اصرار ہے کہ میرا فیصلہ بمقدمہ قیصر ہند بنام فتح
کا متعلق ہے اور اونکو میرے اوس قول پر استدلال ہے جو رپورٹ مطبوعہ
کے صفحہ ۲۲۰ مین درج ہے اور جسمین بعد تذکرہ واقعات مقدمہ مذکور اور بعد کہنے
اس امر کے کہ دفعہ ۱۹۶ مجموعہ تعزیرات ہند کے ساتہہ دفعہ ۱۹۲ کو پڑہنا چاہئے مینے
یہانتک بیان کیا ہے۔ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ دفعہ مذکور کے رو سے دستاویز میز
غلطی کا صحیح کرنا یا جہونٹہا اندراج یا جہونٹہا بیان متصور نہین ہو سکتا ہے اور نہ
یہہ کہا جا سکتا ہے کہ نیت یہہ تہی کہ کوئی شخص غلط رائے نسبت کسی امر کے قایم
کرے جو نتیجہ کسی کارروائی کا ہو۔ اسمقدمہ مین تبدیلی نمبر کی دستاویز مطابق امر
واقعہ کے ہوئی ہے (بمقابلہ صراحت چودہری کے) اوس سے کوئی تبدیلی حقیت
جایداد مبیعہ مین نہین ہوئی ہے اور یہہ امر یعنی صحیح نمبر جایداد کا جس نمبر پر جایداد
خسرہ مین درج ہے امر ضروری نتیجہ مقدمہ دیوانی کے لئے نہین ہے۔

مین چونکہ نقل مذکور خود قیدی سنے حاصل کی تہی اور نیز خود اوسی کے عدالت مال
مین استعمال کی تہی تو بہی باتفاق رائے ذیعلم سشن جج کے اس امر کے تجویز کرنیمین
کچہہ تامل نہین ہے کہ قیدی سنے فاسد طور پر بنائی ہوئی شہادت کو یہہ جانکر کہ وہ
بنائی ہوئی شہادت ہے استعمال کیا ہے۔

جو کچہہ مین کہہ چکا ہون اوس سے میری تجویز بنسبت امر سوم کے حاصل ہوتی
ہے جہانتک دفعہ ۴۷۱ مجموعہ التعزیرات ہند کو تعلق ہے مجہی کوئی وجہ اختلاف کی
ذیعلم سشن جج کی اس رائے سے نہین معلوم ہوتی ہے کہ الیشر سنگہ سنے وہ قبولیت
تحریکی ہے جسکی بنا پر قیدی سنے اوسپر نالش عدالت مال مین کی تہی اور یہہ کہ
اوسکا اصلی دعوے صحیح ہے اور جہوٹی شہادت محض بنظر تقویت پہونچانے دعوے
مذکور اور بلا نیت ضرر یا نقصان پہونچانے کسی دوسرے کے پیش کی گئی ہے جو
کیفیت یہہ ہے پس جرم دفعہ ۴۷۱ مجموعہ التعزیرات ہند مین داخل نہین ہوتا ہے
یہہ ایسی رائے ہے جو مطابق میری اوس رائے کے ہے جو مینے بنسبت دفعہ مذکور
کے بمقدمہ قیصر ہند بنام فتح اور مطابق فیصلہ میرے بہائی براڈہرسٹ صاحب بمقدمہ
ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام شیودیال کے ہے جن دونون مقدمون کا حوالہ اوپر ہوچکا
ہے اور مین یہہ تجویز کرتا ہون کہ فیصلہ ہائیکورٹ کلکتہ بمقدمہ قیصر ہند بنام
اقرار علی (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۴۹۲) اور فیصلہ ہائیکورٹ
مندراس بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام لکشماجی (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مندراس
جلد ۷ صفحہ ۲۰۹) محولہ ذیعلم وکیل سرکار خلاف اون آرا کے نہین ہین جو مینے اس
مقدمہ مین ظاہر کی ہین۔

مین کوئی وجہ دست اندازی کی نہین دیکہتا ہون اور اپیل ڈسمس
کرتا ہون۔

(بہ نسبت دفعہ ۴۷۱ مجموعہ التعزیرات ہند کے دیکہو مقدمہ قیصر ہند بنام
دہو کم قاضی (انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۵۲ و ۶۰) مسمولف)

دیرہ دون	متفرقہ نمبر ۵۳ سنہ ۱۸۸۸ع	مشتہرہ ۳ .....

ہورڈ بجانب مدعیان   مدعا علیہ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا

اسٹریٹ صاحب جٹیس۔ میری یہہ رائے ہے کہ مناسب طور پر مدعا علیہ سے سود واجب الطلب ہے اور ذیعلم جج نے جو رائے ظاہر کی ہے وہ اونکی رائے غلط ہے۔ جواب استصواب کا اسی رائے کے مطابق دیا جاوے۔

ضلع کانپور   اپیل اول احکام نمبر ۹ ۱۸۸۴ء   منفصلہ ۳ نومبر

مولچند   بنام   مکتا پرشاد

اجرائے ڈگری۔ نیلام صیغہ اجرائے ڈگری دوران اپیل بنا رائے ڈگری مذکور کے۔ درخواست منظوری نیلام بعد منسوخی ڈگری مذکور کے۔ عدالت کا درباره صدور حکم منظوری نیلام کے غیر مجاز ہونا۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۳۱۳

یہہ اپیل بنا رائے حکم منصف کانپور مشعر منظوری اوس نیلام کے ہے جو صیغہ اجرائے ڈگری رسپانڈنٹ بنام اپیلانٹ کے ہوا تہا۔ نیلام مذکور اوس اپیل کے دوران مین ہوا تہا جو بنا رائے اوس ڈگری کے ہائیکورٹ مین دائر تہا۔ اپیل مذکور ہائیکورٹ سے منظور ہوا تہا اور قبل اسکے کہ خریدار (جو ڈگریدار تہا) اپنی درخواست منظوری نیلام کی گذرانی ڈگری مذکور منسوخ ہو گئی تہی۔ منصف کی یہہ رائے قرار پائی کہ اونکو اختیار نہین ہے کہ منظوری نیلام سے انکار کر سکین۔ منصف موصوف نے درخواست بدین تحریر منظور کی کہ۔ امین اس تحریر سے باز نہین رہ سکتا ہوں کہ اس صورت مین مدیون ڈگری کو بہت مشکل ہے۔ جس ڈگری کے اجرا مین نیلام ہوا تہا وہ اب اپیل ہائیکورٹ سے منسوخ ہوگئی ہے۔ اور قانون موجودہ وقت کے ہمکو اس قسم کے نیلام مین دست اندازی کرنیکا اختیار نہین ہے جو اور طور پر باضابطہ ہے۔ اور بہت مکان نیلام شدہ کی قیمت ہی ناکافی کیون نہ ہو اگر درخواست بر بنائے بیضابطگی اہم درباره اشتہار یا عمل مین لانے نیلام کے ہو تو ہم نیلام مین دست اندازی نہین کر سکتے ہین۔

مدیون ڈگری نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا۔

راس بجانب اپیلانٹ   دوارکا ناتہ بنرجی و رام پرشاد بجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل ایک درخواست سے متعلق ہے جو
منصف کانپور کے حضور مین واسطے منظوری اوس نیلام کے گذری تہی جو ۱۰ اگست
۱۸۸۶ء کو ہوا تہا - میرے روبرو تاریخ اوس ڈگری کی موجود نہین ہے جسکے
اجرا مین نیلام ہوا تہا اور ریسپانڈنٹ نے خرید کیا تہا لیکن واسطے اغراض
اس مقدمہ کے یہہ بیان کرنا کافی ہے کہ ۱۰ اگست ۱۸۸۶ء کو نیلام جب ہوا تہا
اوسوقت اپیل بنا راضی اوس ڈگری کے عدالت عالیہ مین دائر تہا اور جس اپیل
کی سماعت ۵ نومبر ۱۸۸۶ء کو ہوئی تہی اور نتیجہ اوس اپیل کا یہہ ہوا تہا کہ جو ڈگری
ریسپانڈنٹ نے بنام اپیلانٹ حاصل کی تہی وہ منسوخ ہوئی تہی اور اوسکی نالش
ڈسمس ہوئی تہی باوجود ڈسمسی اوسکی نالش کے ڈگریدار نے ۲۰ مارچ ۱۸۸۷ء کو
درخواست منظوری اوس نیلام کے گذرانی جو نامبردہ نے ۱۰ اگست ۱۸۸۶ء
کو خرید کیا تہا اور منصف نے اوس نیلام کو منظور کیا ہے

منصف کے اوسی حکم کے ناراضی سے یہہ اپیل اب پیش ہوا ہے اور تنہا
اور سادہ عذر جو منجانب مدیون ڈگری کے پیش کیا گیا ہے وہ یہہ ہے کہ منصف کو
اوس نیلام منظور نہین کرنا چاہیئے تہا کیونکہ قبل گذرنے درخواست منظوری نیلام
کے ڈگری منسوخ ہو چکی تہی اور حکم نیلام کا ختم ہو گیا تہا

مجہے شک نہین ہے کہ یہہ حجت صحیح ہے مقصود مجموعہ ضابطہ دیوانی کا یہہ ہے
قبل اسکے کہ نیلام واسطے اغراض قایم کرنے بنیاد منشاء سرٹیفکٹ نیلام کے
قطعی ہو ضرور ہے کہ نیلام مذکور منظور ہو جاوے یعنے یہہ کہ عدالت اجرا کنندہ
ڈگری کو قبل منظوری نیلام کے نہ صرف یہہ اطمینان کرنا چاہیئے کہ مطابق عبارت دفعہ
۳۱۱ مجموعہ کے نیلام معقول ہے بلکہ یہہ بہی اطمینان کرنا چاہیئے کہ اوسکے روبرو
ڈگری ایسی موجود ہے جسکے اجرا مین عدالت موصوف کارروائی عطاے حکم
منظوری نیلام کے کر سکتی ہے - اس مقدمہ مین منصف کو بتاریخ ۲۰ مارچ ۱۸۸۷ء
جبکہ اوسنے حکم منشاء اپیل ہذا صادر کیا تہا اطلاع ہو چکی تہی کہ جس ڈگری
کے اجرا مین نیلام ۱۰ اگست ۱۸۸۶ء کو ہوا تہا وہ منسوخ ہو گئی ہے - مین خیال
کرتا ہون کہ ان حالات مین عدالت اجرا کنندہ ڈگری حکم منظوری

نیلام صادر کر سکتی ہے
اس امر کے نسبت جو میری راے ہے اوسکی تائید فیصلہ ہائیکورٹ
بمبئی سے ہوتی ہے جو بمقدمہ بساپا بن ملاپا اکی بنام دندا یابن سولنگاما (انڈین
لار پورٹ سلسلہ بمبئی جلد ۲ صفحہ ۵۰) کے ہے جو مرجا متعلق واقعات مقدمہ ہذا
کے ہے اور جو مندرجہ فیصلہ مین ذیلم جج سے بالکل اتفاق کرتا ہون جسنے
اوسمقدمہ کی تجویز کی ہے اور اونہین کی راے کو اختیار کرکے مین یہ اپیل معہ خرچہ
ڈگری کرتا ہون اور منسوخی حکم منصف کے یہ حکم دیتا ہون کہ درخواست مشمولہ
منظوری نیلام موقوعہ ۱۰ ارمارچ ۱۸۸۲ء معہ خرچہ ڈسمس کیجاوے -
براڈہرسٹ صاحب جسٹس - مین اتفاق کرتا ہون

ڈیرہ دون — اپیل اول نمبر ۸ ، ۱۸۸۲ء — منفصلہ ۱۱ر نومبر

گوڈال بنام دی مسوری بنک لمیٹڈ وبکس دیگر

انتقال حقیت دوران نالش مین منتقل الیہ کا بعد ڈگری کے فریق کیاجانا

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۷۲ و ۲۴۷ -

واقعات اسمقدمہ کی اسٹریٹ صاحب جسٹس کی فیصلہ مین درج ہین -

پال اسٹرو یکی منجانب اپیلانٹ — ہورڈ منجانب مسوری بنک لمیٹڈ

یہ اس منجانب اے سی رینر

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہ اپیل بنارضی حکم معہ جج ماتحت ڈیرہ دون
مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۳ء کے ہے - ظاہر ہوتا ہے کہ حکم مذکور لعینہ اجرائے ڈگری
عدالت العالیہ پریوی کونسل مورخہ ۱۲ مارچ ۱۸۸۲ء کی صادر ہوا تھا - او مین بغرض
قابل العلم کرنے اس امر کے کہ کیون مین مقدمہ کے نسبت یہ راے قایم
کرتا ہون جو مینے قایم کی ہے چند واقعات اور تاریخین بیان کرنا چاہتا ہون
اسی وقت مین قبل ماہ اگست ۱۸۸۱ء کے ایک صاحب مسمی رینر صاحب
نے نالش بنام مسوری بنک بہ نسبت اوس قرقی کے دائر کی تھی جو بابت
اسپیشل ... واقعہ لنڈارا ودہلی بنک کے ہوئی تھی - نالش مذکور عدالت جج ماتحت

دیرہ دون مین دایر ہوئی تہی اور بالاخر اوس عدالت سے ڈسمس ہوئی تہی - لبعدہ عدالت ہذا مین اپیل ہوا تہا اور سررابرٹ صاحب چیف جسٹس اور سڑل صاحب جسٹس نے جنہون نے سماعت اپیل مذکور کی کی تہی فیصلہ جج ماتحت کا منسوخ کیا تہا اور دعوے مدعی کا ۲ ... اگست ... کو ڈگری کیا تہا -

لبعدہ بنک نے عدالت ہذا کے اون دونو ذیعلم ججون سے جنہون نے اپیل کی سماعت کی تہی درخواست استجازت اپیل بحضور حکام عالیمقام پریوی کونسل کے کی تہی اور ۱۲ جنوری ۱۸۷۶ع کو درخواست مذکور نامنظور ہوئی تہی - اوس بیج نے مین قیاس کرتا ہون کہ بغرض اطلاع دہی فریقین کے ضمنا یہہ تحریر کیا تہا کہ اونکو اختیار ہے کہ براہ راست حکام عالی مقام پریوی کونسل سے رجوع کرین اور اجازت خاص حاصل کرین - مسودہ بنک نے یہہ طریقہ اختیار کیا تہا - اور ۱۱ اگست ۱۸۷۶ع کو اونہون نے اجازت مذکور حکام عالیمقام پریوی کونسل سے حاصل کی اور حکم ممدوح نے اونکی اپیل منظور کی - مابین اوس تاریخ کے جب عدالت ہذا نے اجازت دینے سے انکار کیا تہا اور اوس تاریخ کے جب حکام عالیمقام پریوی کونسل نے اجازت عطا کی تہی بارہ حصہ منجملہ ۲ حصہ لندن و دہلی بنک کے جو منشاء دعوے نالش مذکور کے ہین منجانب اے سی ریز صاحب کے گودال خیر صاحب اپیلانٹ عدالت ہذا کے طرف منتقل ہو گئی تہی - اور یہہ امر کہ آیا انتقال مذکور دوران مقدمہ ہوا تہا ایسا امر ہے جسکی نسبت مجہی کوئی راے ظاہر کرنیکی ضرورت نہین ہے اور مین کوئی راے ظاہر نہین کرتا ہون اگرچہ کلیہ سے غور کرنیکی بعد اوس بنظر تصحیح کسی غلط خیالی کے جو میرے تحریرات کے نسبت ہوئی ہو - میری راے کسیطرح صاف نہین ہے کہ قاعدہ دوران مقدمہ کا حالات مقدمہ ہذا سے متعلق ہے - حکم پریوی کونسل مشعر ڈگری اپیل اور ڈسمسی نالش کے ۱۸ مارچ ۱۸۸۲ع کو صادر ہوا تہا اور معمولی طریقہ پر حکم مذکور واسطے بہیجے عدالت جج ماتحت دیرہ دون بغرض اجرا کے اس عدالت مین آیا تہا - ...

جولائی ۱۸۸۱ء کو درخواست اجرائی گذری تھی اور منجملہ اوس درخواست کے ڈگریدار کے
ایک یہہ تہا کہ جو شخص ریسیور نے ہائیکورٹ کے ڈگری کے اجرامین غیرواجب طور
پر وصول کرلئے ہین وہ واپس کرادیئے جاوین۔ درخواست مذکور پر جج ماتحت
نے بدین ہدایت بنام ریسیور کے حکم صادر کیا کہ جو شخص مذکور پیش کرے اور
جب نامبردہ پیش کرنے مین قاصر ہوا تب حکم اوسکی گرفتاری کا صادر ہوا اور
مین سمجھتا ہون کہ وہ گرفتار ہوا۔ معلوم ہوتا ہے اوس وقت سے مہینہ مارچ
۱۸۸۳ء تک کوئی تدبیر بغرض اجرائے ڈگری بہ مستعدی نہین ہوئی ہے لیکن ۲
مارچ ۱۸۸۳ء کو بنک نے ایک درخواست عدالت جج ماتحت مین بدین استدعا
داخل کی کہ گوڈال اپیلانٹ عدالت ہذا بطور قائمقام ریسیور کے شریک مقدمہ
کیا جاوے۔ یکم اپریل ۱۸۸۳ء کو عدالت نے اطلاعنامہ بنام گوڈال ایسی عبارت
مین جو بہت عجیب ہے جاری کیا اور جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے یعنی یہہ
کہ گوڈال وجہ اس امر کی دکھلاوے کہ کیون اوسکی نسبت حکم واپسی جو شخص
مذکور کا صادر نہ کیا جاوے۔ پس یہی اطلاعنامہ گوڈال کے نام تہا اور صرف
یہی اطلاع ہے جو نامبردہ نے کبھی عدالت جج ماتحت سے بہ نسبت اس امر
کے پائی تہی کہ اوس سے کیا مطلوب ہے اور تاہم باوجود اوس قسم کی اطلاع
کے اور بلحاظ ایک بیان حلفی کے جو گوڈال نے انگلستان سے عدالت جج
ماتحت مین بہیجا تہا عدالت موصوف نے ۲۵ نومبر ۱۸۸۴ء کو گوڈال کو ڈگری
مین بطور مدیون ڈگری کے فریق کردیا۔ نامبردہ کو مسل مین اس حیثیت
سے شریک کرنیکے بعد اور بعد ہونے چند کارروائیوں کے جج ماتحت نے بعد
ازان وہ حکم جسکی نسبت اب شکایت ہے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو صادر کیا جسکے
رو سے گوڈال کو بطور مدیون ڈگری کے اور ایسا شخص تصور کرکے کہ اوس پر
ڈگری جاری ہوسکتی ہے جج ماتحت نے نامبردہ کو یہہ حکم دیا کہ یا تو جو شخص
مذکور حوالہ کردے یا اسکا معاوضہ قیمت مساوی نقد ادا کرے اور یہہ بھی حکم دیا
کہ بحالت قاصر رہنے کے بموجب احکام دفعہ ۲۵۹ کے بعض جایداد گوڈال نامبردہ
کی بغرض ایفائے ڈگری کے نیلام کیجاویگی۔

کل وقت آغاز تقریر کے جو میرے روبرو مسٹر اسٹیری نے منجانب اپیلانٹ
مختصر اً کی تہی مینی اونسے یہہ ایا کیا تہا کہ وہ اپنی بحث کو صرف امر اختیار جج ماتحت
پر محدود کرین جو دربارہ اصدار حکم مذکور بوجہ عدم اختیار دربارہ اصدار حکم مورخہ
۲۵ نومبر ۱۸۸۱ء شمول فریق ڈگری بنانے گوڈال کے ہے۔ مہر یہی ایک امر ہے
جسکی نسبت مباحثہ ہوا تہا یعنی یہہ کہ یہی وہ امر ہے جو مجہکو تجویز کرنا ہے اور
چونکہ میری راے اسبارہ مین مفید اپیلانٹ کے ہے لہذا اونکا اپیل کامیاب
ہوگا اور حکم جج کا منسوخ ہوگا۔
لیکن قبل ختم کرنے اپنی اون تحریرات کے جو مجہی اسمقدمہ مین کرنا ہین مین
یہہ بتلانا چاہتا ہون کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ مین یہہ خیال کرتا ہون کہ حکم جج کا بلا
اختیار کے ہے۔ کل مسٹر ہورڈ نے منجانب رسپانڈنٹ کے یہہ ایا کیا تہا کہ ہرگاہ
بنا راضی حکم مورخہ ۲۵ نومبر ۱۸۸۱ء کے اپیل نہین ہوا جو ہوسکتا تہا حکم مذکور بوجہ
نہونے اپیل کے قطعی ہوچکا ہے اور مسٹر اسٹیری کو اختیار نہین ہے کہ اس
کارروائی مین نسبت اختیار جج دربارہ اصدار حکم مذکور یا کسی اور حکم کے جو نسبت
گوڈال کے صادر ہوا ہو اور جو حکم مذکور کے رو سے بطور مدیون ڈگری کے شریک
کیا گیا ہے اعتراض کر سکین۔
مین مسٹر ہورڈ کے اس حجت سے اختلاف کرتا ہون اور مجہی اس امر کے
تجویز کرنے مین تامل نہین ہے کہ اس قسم کی اپیل مین جو میرے روبرو پیش ہے
اور جسمین اعتراض مطالبہ کی حد تک اور اختیار عدالت دربارہ اصدار حکم مذکور تک
اس منشا مین پہونچتا ہے کہ عدالت موصوف کو مطلق اختیار نہ تہا لہذا مین مستحق
ہون کہ اوسکو منظور کرون اور اگر اوسمین صحت ہے تو اوسکو موثر کرون۔ میری
راے مین جج ماتحت کو قانوناً اختیار نہ تہا کہ بعد ڈگری کے کوئی فریق شریک کرے
یا بغرض متعلق کرنے اون احکام کے جو متعلق اجراے ڈگری کے ہین بلا اسکو مدیون
ڈگری قرار دیوے۔ یہہ کہا گیا ہے کہ دفعہ ۲۴۴ مجموعہ پر لحاظ کرکے جسکی مطابقت دفعہ
۳۳ ۲ پڑہنا چاہئے عدالت اجراکنندہ ڈگری کو اختیار ہے کہ صیغہ اجراے ڈگری مین
وہ کارروائی کرے جو صیغہ ابتدائی مین عدالت اصدار کنندہ ڈگری کر سکتی

ہے یعنی یہہ کہ بعد صدور ڈگری کے کسی ایسی شخص کو جو بذریعہ انتقال یا پیدا ہونے حق یا ورثاً حقدار حقیت شی دعوے مقدمہ مین بحالت دوران مقدمہ کے ہو گیا ہو شریک مقدمہ کر سکتی ہے یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ دفعہ ۳۷۲ اپنی عبارت مین مخصوص ہے۔ اوسمین یہہ بیان ہے کہ سواے مقدمات ابتدائی اور اپیل کے عدالت دیوانی کی اور تمام کارروائیون مین اتباع اوس ضابطہ کا جو اس مجموعہ مین مقرر ہوا ہے وہانتک ہوگا جہانتک کہ ممکن ہو۔ لیکن میری راے مین دفعہ ۳۷۲ کو صیغہ اجراے ڈگری سے متعلق کرنا غیر ممکن ہے کیونکہ خود اوسکی عبارت سے بہ تعلق اوسکا صیغہ اجراے ڈگری سے نفی ہوتا ہے۔ الفاظ مستعملہ دفعہ مذکور یعنی مین انتقال وغیرہ دوران مقدمہ مین۔ جو کچھہ مراد ان الفاظ دوران مقدمہ سے ہین وہ میرے ذہن مین صاف ظاہر ہے یعنی یہہ کہ مقدمہ جب چل رہا ہو اور قبل صدور ڈگری کی اور اس تعبیر کے نسبت میری تائید پاٹیگس صاحب جسٹس کے تحریرات سے ہوتی ہے جو مقدمہ گوکل چندر گوسامی بنام دی ایڈمنسٹریٹر جنرل بنگال (انڈین لا رپورٹس سلسلہ کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۷۲۱) کے ہین۔ علاوہ برین بلحاظ اوس قاعدہ کے جو اسیقدر مشکل قاعدہ ایکٹ جوڈیکیچر مین ہے مین فیصلہ جیسیل صاحب ماسٹر اف دی رولز کا باتفاق جیمس صاحب و بریٹ صاحب ایل جسٹسان کا پاتا ہون جو مقدمہ اٹرنی جنرل بنام کارپوریشن اف برمنگہم (لا رپورٹ جلد ۱۵ چینسری ڈویژن صفحہ ۴۲۵) کے ہے اور جسمین جیسیل صاحب ماسٹر اف دی رولز نے یہہ تحریر فرمایا ہے۔ بیان دعوے مابعد فیصلہ قطعی کے ترمیم نہین ہو سکتا ہے۔ اگر فیصلہ مذکور کا نافذ کرنا بمقابلہ ایسے اشخاص کے ضروری ہو جنہون نے بعد صدور فیصلہ مذکور کے کچھہ حق حاصل کیا ہے تو اوس غرض سے اونپر نالش کیجاتی ہے

اس موقع پر یہہ امر لحاظ طلب ہے کہ الفاظ دفعہ ۳۷۲ مین عبارت قریب قریب مشکل قاعدہ محولہ جیسل صاحب ماسٹر اف دی رولز کے ہے اور اوس سے وہ طریقہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو بہ نسبت دوران مقدمہ یا تجویز مقدمہ کے اوسحالت مین ہونا چاہیئے کہ جب وہ شی دعوے جس سے مقدمہ متعلق ہے کسی دوسرے شخص کے پاس منتقل ہو جاوے۔ اسمقدمہ مین یہہ بیان نہین

ضلع فرخ اباد　　اپیل دوئم نمبر ۱۸۵ ۱۸۸۶ء　　منفصلہ ۲۹ ر اکتوبر

رگہوبیر سنگہ وغیرہ دیگر بنام لچہمن نراین

دہرم شاستر - خاندان مشترکہ ہنود - نیلام جایداد مشترکہ خاندانی کا بصیغہ اجراء ڈگری بمقابلہ باپ کے - سارٹیفکیٹ نیلام مین ذکر صرف حق مرافق باپ کا ہونا حقوق پسران کا بذریعہ نیلام کے منتقل ہونا -

واقعات مقدمہ کی فیصلہ مین اسٹریٹ صاحب جسٹس کے درج ہین -

رام داس چکرپتی بنجانب اپیلانٹ　　رام پرشاد بنجانب رسپاندنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس - یہہ اپیل بنارا ضی فیصلہ ضلع جج فرخ آباد مورخہ ۲۹ ر اپریل ۱۸۸۶ء کے ہے - جس نالش سے اپیل مذکور متعلق ہے وہ نالش مرجوعہ رسپاندنٹ بنام اپیلانٹیان بشمول دیگر اشخاص کے بغرض بازیابی چند قطعہ باغات ہدین بیان تہی کہ نامبردہ باغات سے بوجہ فعل مدعاعلیہم کے بیدخل ہوگیا ہے اور اوسی بنیاد پر وہ مستحق اونکے دلاپانے کا ہے - جس استحقاق پر رسپاندنٹ کو استدلال ہے اور عدالت مین ایا ہے اوس استحقاق کو نامبردہ نے بذریعہ خریداری دو نیلام اون ڈگریون کے اجرا مین حاصل کیا ہے جو مورخہ ۲۰ ر نومبر ۱۸۸۱ء اور ۲۰ ر نومبر ۱۸۸۱ء کے ہین ڈگریات مذکور وہ ڈگریات ہین جو بمقابلہ دو شخص مسمیان لچہمن سنگہ و مادہو سنگہ جو اپیلانٹیان کے باپ ہین حاصل کی گئی ہین - ڈگریات مذکور اونہین دو شخصون کے مقابلہ مین اونہین کے نام صادر ہوی تہین اور سارٹیفکیٹ کہ جسپر رسپاندنٹ کو استدلال ہے ایسا سرٹیفکیٹ نیلام جسکی صورت سے ظاہر ہے کہ استحقاق مدیونان ڈگری اور نہ اوس سے زیادہ از روے اوسکی منتقل ہوا تہا - رسپاندنٹ بتقویت اوسی دستاویز حقیت کے نہ صرف حقیت دو لو مدیونان ڈگری پر اثر پہونچانا چاہتا ہے کہ جنکی مقابلہ مین ڈگریات مذکور حاصل کی گئی تہین بلکہ دو لو اپیلانٹیان کے حقوق پر بہی اثر پہونچانا چاہتا ہے جو اپنے اپنے باپ یعنی مدیونان ڈگری کے شامل و شریک رہتے - اور بر ذیلعلم جج نے اپیل ماتحت مین یہہ راے قایم کی ہے کہ کل حالات سے ضروری قیاس یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈگریات

جو بمقابلہ پدران کے صادر ہوئی تہین وہ ایسی ڈگریان ہین جنکی بابت اپیلانٹیان یعنی پسران پابند ہونگی کیونکہ یہہ قیاس کرنا چاہیے کہ جو قرضہ جات پدران کو عاید ہوئی تہی اور جنکی بابت ڈگریان حاصل کی گئی ہتین وہ قرضہ جات واسطے ضرورت خاندان کے عاید ہوئی تہی —

پس مجہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اصول ایسا نہین ہے جو ایسے مقدمہ مین جیساکہ مقدمہ ہمارے روبرو پیش ہے متعلق کیا جاوے۔ مجہی معلوم ہوتا ہے کہ طریقہ مقدمہ کو اسطور پر طے کرنیکا مطابق اون اصول کے نہین ہے جنکی صراحت فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ باسایل مندرجہ انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۸ صفحہ ۲۰۵ کے ہوئی ہے اور نہ مطابق فیصلہ بنچ ہذا بمقدمہ رام سہای بنام کیول سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ اباد جلد ۹ صفحہ ۶۷۲ و صفحہ ماسبق) کے ہی جو منسلہ ہی اور پر فیصلہ حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ شمبہوناتہہ پانڈے بنام گلاب سنگہ (انڈین لارپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۱۴ صفحہ ۵۷۲) کے ہے مجہی معلوم ہوتا ہے کہ جو اصول ذیعلم جج نے اختیار کیا ہے اوس کے کل عبارت اوس ڈگری کے جو بمقابلہ پدران کے حاصل کی گئی ہے اور عبارت سارٹیفکٹ نیلام کی جو وہ دستاویز حقیت ہے جسکی اعتبار پر ذیحق پاندہنٹ کو جائے استاد حاصل ہوئی تہی خارج ہو جاتی ہے دستاویز اور تضمن انتقال حق و مرافق لجہین اوس کے ہے نہ اوس سے کم و بیش۔ میری رای مین بحوالہ اصول قرارداد حکام عالیمقام پریوی کونسل بمقدمہ متذکرہ بالا اور نیز بحوالہ تعبیر مناسب دستاویز مذکور کے کہ جو فی الحقیقت صرف اصلی تعبیر دستاویز مذکور کی ہے صحیح نتیجہ یہہ اخذ ہوتا ہے کہ از روے دستاویز مذکور کے بجز حق و مرافق اون اشخاص کے اور کچہہ کم و بیش منتقل نہین ہوا ہے کہ جنکی حق و مرافق کا منتقل ہونا اوس دستاویز سے ظاہر ہوتا ہے۔ واسطے اغراض اس مقدمہ کے اون متعدد نظائر پر بحث کرنیکی ضرورت نہین ہے جنکا حوالہ میرے روبرو اور نیز صاحب چیف جسٹس کے روبرو اوس طول و طویل فیصلہ مین کیا گیا تہا جو ہمنی باسایل کے مقدمہ مین صادر کیا ہے۔ مجہی اس امر کے کہنی مین کچہہ تامل نہین ہے اور یہہ مین صرف اپنی نسبت

کہتا ہون کہ جن قواعد کی صراحت ہمنے اوس مقدمہ مین کی ہے وہ مقدمہ حال سے متعلق ہین اور قواعد مذکور کو متعلق کرکے بجاے اسکی کہ وہ سند مقید اوس راے کی ہو جو ذیلی جج نے قایم کی ہے فیصلہ مذکور مقید اوس راے سے مختلف ہے یعنی اوس راے کے مقید ہے جو مینی اسوقت ظاہر کی ہے کہ از روے مضامین سرٹیفکٹ نیلام مذکور کے رسپاندنٹ نے حق موافق مدیونان سے اوس ڈگری کی اجرا مین جو اونکی مقابلہ مین تہی کچہ زیادہ نہین پایا ہے۔

اندرینحالات مین اپیل مع خرچہ رسدی ڈگری اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ کرتا ہون اور مدعی مستحق دخل مشترکہ کا ساتھ مدعا علیہم کے بقدر حصہ حقیت لچھمن اور مادہو کے لبطور خریدار نیلام حقیت اشخاص مذکور کے قرار پاویگا۔

محمود صاحب جسٹس۔ مین اوس حکم سے اتفاق کرتا ہون جو میرے ہائی ایسٹریٹ صاحب نے اسمقدمہ مین تجویز کیا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے بلحاظ ضروریات مقدمہ کے جنکی بحث ہمارے روبرو ہوئی ہے کسی مسلہ دہرم شاستر کے تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ یہہ معاملہ محض عام فہم کا ہے جو بنای اصول قانونی متعلقہ اوس انتقال کے مبنی ہے جو ایک شخص کے طرف سے دوسرے شخص کے طرف ہوتا ہے یعنی یہہ کہ جو شخص خرید کرتا ہے وہ اوس سے کم و بیش نہین خرید کرتا ہے جو اوس نے خرید کیا ہے یہہ بات ہے کیونکہ از خود ظاہر ہے ... کل قاعدہ علم قانون کا اوسکو تسلیم کرتا ہے جسطرحپر کہ اور اور قواعد دوسرے قانون قسم مشمولہ اس مسلہ کے تسلیم کرتے ہین۔ کہ کوئی شخص وہ شے نہین دیسکتا جو اوسکی پاس نہین ہے۔ پس بحث یہہ ہے کہ مسٹر رام پرشاد کے موکلون نے کیا خرید کیا ہے۔ جواب اس سوال کا مضامین خاص دستاویز حقیت یعنی سرٹیفکیٹ نیلام سے دیا جاسکتا ہے۔ اوس سرٹیفکٹ نیلام کا یہہ مضمون ہے کہ جو کچھہ انہون نے خرید کیا ہے وہ کل حق موافق لچھمن اور مادہو کا ہے جو مدعا علیہم کے باپ ہے ہین۔ چونکہ کیفیت یہہ ہے پس اس امر کی تحقیقات کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ وہ لوگ بالپ انکو حیثیت کرتا یا تہم کی حاصل تہی یا نہین۔ اور نہ اس امر کے تجویز کرنیکی ضرورت ہے کہ آیا جو قرضہ عاید ہوا تہا وہ اوس قسم کا ہی جسکی پابندی

سنہ ۱۸۶۰ء کے بیان سے ثابت ہے کہ بیع مذکور تنہا سید منصب علی مدعا علیہ کے نام ہوئی تھی اور یہ کہ اور کوئی خریدار نہ تھا
اور سید منصب علی نے قیمت ادا کی تھی اور دخل پایا تھا۔ رہننامہ مورخہ ۲۲ جون سنہ ۱۸۶۶ء اور رہننامہ بیع بالوفا
مورخہ تاریخ مذکور اور بیعنامہ مورخہ ۱۱ دسمبر سنہ ۱۸۶۷ء سے ثابت ہوتا ہے کہ سید منصب علی مدعا علیہ جایداد
متنازعہ بطور مشتری تنہا اور اوسکی مالک کی تصرف کرتا تھا اور یہ بات فیصلہ ثالثی مورخہ ۱۰ جولائی
سنہ ۱۸۶۳ء کی ہے پرشاد اور گوبر لشکر گواہان کے بیان سے ... (۲۸) جولائی ...
شہادت جگناتھ گواہ مدعا علیہ کی تردید اوس موقع پر جہاں اوسنے
بیان کیا ہے کہ یہ سید علی نے زرثمن کی نسبت کو دیا ہے دیوان زعد البلالع کے بیان سے ہوتی ہے جس نے
بیان کیا ہے کہ سید منصب علی ہی وہ شخص ہے جس نے قیمت ادا کی ہے۔ ہم دیوان گواہ کی بیانکو باور
کرتے ہیں۔ شہادت جگناتھ دھنا اور امراو گواہان مدعا علیہ کے بہ نسبت اوس شخص کے جو تحصیل
پذیر کرتا تھا خلاف بیان تحریری یاد علی و کرم علی و مسماۃ خیر النساء کے ہے جسمین نامبردگان نے
یہ بیان کیا ہے کہ سید منصب علی کاشتکاری اور تحصیل پذیر اور کار عدالت کا انتظام کرتا تھا اور
گوبر لشکر کی شہادت سے اور بطور نتیجہ کے دیوان اور پرشاد کی شہادت سے اوسکی تردید ہوتی ہے۔ مدعا علیہم
رپورٹ تحصیلدار پرگنہ ہو با مورخہ ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۶۱ء (دستاویزات نمبری ۱۴۴ اور ۱۴۰) پر استدلال کیا ہے
جو تحریر ہم بہ نسبت ان دستاویزات کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ کوئی ثبوت اس امر کا نہیں ہے کہ مدعیان درخواست
متذکرہ رپورٹ ہاے مذکور سے واقف تھے اور یہ زیادہ قرین قیاس ہے کہ درخواست مذکور شاید بطور بغرض
حصول شہادت واسطے زایل کرنے حقوق مدعیان کے ... داخل کی گئی
تھی۔ مدعا علیہم نے ہمارے روبرو شہادت مین ایک فیصلہ ثالثی جسکا صادر ہونا ۱۰ جولائی سنہ ۱۸۶۳ء کو بیان ہوا
ہے پیش کی ہے۔ ہمنے اس شہادت کو اس بنا پر نامنظور کیا ہے کہ ہمارے اطمینان کی قابل یہ
ثابت نہین ہوا ہے کہ ایسا کوئی فیصلہ ثالثی صادر ہوا تھا اور اگر صادر بھی ہوا ہو تو اصل کے عدم موجودگی
کی وجہ قابل اطمینان ہمارے روبرو ثابت نہین کی گئی ہے۔ بیان بہ نسبت گمشدگی اصل دستاویز اور دیگر دستاویزات
متذکرہ فیصلہ جج ماتحت اور دستیابی اجزا کی بہ نسبت مشتبہ معلوم ہوتا ہے کہ اوسپر ہم عمل کر سکین
اقرارنامہ ثالثی پیش نہین ہوا ہے حالانکہ سرفراز حسین گواہ مدعا علیہ نے بیان کیا تھا کہ وہ قاضی کے
پاس ہے علاوہ برین کوئی اقرارنامہ سپردگی ثالثی یا فیصلہ ثالثی کا ذکر اقرارنامہ مورخہ یکم نومبر سنہ ۱۸۶۱ء منجانب
سید منصب علی یاد علی و کرم علی مین نہین ہے جسکی رو سے نزاع بہ نسبت جایداد بشمول جایداد متنازعہ کے
ثالثی مین سپرد ہوئی تھی۔ شہادت گواہان مدعا علیہم کی جو بہ نسبت اوسکی ہے کہ منشاء اور حیطہ ثالثی

سطھرہ اور نوعیت فیصلہ ثالثی پیش کیا گیا ہے اس کا پڑتا منظور کرتی ہے کہ اقرار نامہ سپردگی اور فیصلہ
ثالثی مبنیہ پیش نہیں ہوا ہے اور وجہ عدم موجودگی دستاویزات مذکور کی قابل اطمینان ہماری ثابت
نہیں ہوئی ہے بہ نسبت عذر وصول کے ہم فیصلہ جج ماتحت سے اور اونکی وجوہ سے بالکل اتفاق
کرتے ہیں ۔ علاوہ برین اگر شہادت متعلقہ وصول پر اعتبار کیا جاوے تو منصب علی مدعا علیہ نے بعد
تحریر تمسک کے دو سال کے بعد اوسقدر وصول دیا ہے جو واسطے بیباقی اصل و سود واجب سود سے
بہت زیادہ ہے اور کوئی رسید پیش نہیں ہوئی ہے اور اگرچہ تمسک میں یہہ شرط ہے کہ کل رقوم
وصولی ظہر تمسک پر درج ہونگی اور دعوے وصول غیر مندرجہ ظہر تمسک کا سید منصب علی بسط [illegible]
کوئی رقم وصولی ظہر تمسک پر درج نہیں ہے اگر وصول پایا گیا ہے تو اسکی وجہ ظاہر نہیں کی گئی ہے کہ وہ
تمسک کو مرتہن کے قبضہ میں ۱۸۶۸ء سے تاریخ امروزہ تک رہنے دیا ہے ۔ بہ نسبت کاغذ نمبری ۳۲ [illegible]
ہے کہ عدالت ماتحت نے صحیح طور پر اوسکو شہادت سے خارج کیا ہے اور ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں ۔

حسب وجوہ متذکرہ بالا ہم یہہ تجویز کرتے ہیں کہ جایداد مکفولہ دستاویز مورخہ ۵ جنوری ۱۸۶۶ء
[illegible] منصب علی کی ہے اور زر اصل اور سود جو از روے دستاویز مذکور کے واجب الادا ہے وہ اسکے
[illegible] اور غیر سودی ہے یہہ امر تجویز طلب باقی ہے کسقدر دعوے مدعیان کا ڈگری ہونا چاہیے ۔

ظاہر ہے کہ مدعیان مستحق زر اصل مع سود بشرح عہ ماہواری طی یافتہ کے تین سال چھ ماہ
[illegible] تاریخ تحریر تمسک یعنی ۵ جنوری ۱۸۶۸ء لغایت ۳۰ جون ۱۸۷۱ء کے ہیں اسمین بحث نہیں
[illegible] اقل یہہ بتعبیر قانونی تمسک کی اور نتیجہ ہماری تجاویز واقعاتی کا ہے لیکن مدعیان دعویدار ہیں
[illegible] تاریخ ۳۰ جون ۱۸۷۱ء سے اور بعد اسکی مستحق سود مزید کے ہیں ۔ اونکی یہہ حجت ہے کہ خود تمسک
کے رو سے سود مزید صریحاً واجب الادا قرار پایا ہے اور یہہ کہ مضامین تمسک سے ہمکو یہہ نتیجہ اخذ کرنا
چاہیے کہ نیت فریقین کی یہہ تھی کہ تا بیباقی زر اصل کے سود واجب ہوگا یا یہہ کہ مدعیان مستحق پانے
خسارہ کے بوجہ نہ ادا ہونے زر اصل و سود کی تاریخ ۳۰ جون ۱۸۷۱ء کو جو اوسوقت واجب تھا ہیں
اور یہہ کہ خسارہ چھہ برس کا جو بین ما قبل شروع ہونے اس نالش کے گذری ہیں دلایا جاوے

یہہ اخیر حجت اس حجت مزید پر مبنی ہے کہ اصل و سود کے تاریخ معینہ پر ادا ہونے سے خلاف ورزی
مسلسل کیجی جس سے بنا مخاصمت جدید مسلسل روز بروز تاریخ مذکور سے تا آغاز نالش کے پیدا ہوئی
جیسا کہ ہم نے اسناد کو پڑھا ہے سود بطور سود کے بالای زر قرض دادہ کے ہندوستان میں [illegible]
مکفولی پر یا رہن نامہ بیع بالوفا پر روا نہیں رکھا گیا ہے الا یہہ کہ تمسک یا دستاویز مذکور سے یہہ

ثابت ہو کہ نیت فریقین کی یہہ تہی کہ سود واجب الادا ہوگا اور اوس حالت مین صرف زرسپی ماننا کے
ہا ہے جسمین یہہ معلوم ہوتا ہو کہ سود کا واجب الادا ہونا مقصود تہا۔ اسبارہ مین اصل اسناد کا مجموعہ
یادداشت مندرجہ صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ رسالہ قانون رہن واقعہ برٹش انڈیا مولفہ سیکفرسن صاحب طبع
ہفتم مین ہے مقدمہ کوک بنام فولر (لا رپورٹ جلد ۷ ای اینڈ آئی ۲۷) کے ہوس اف لارڈس مین
اجہانتک قانون انگلستان کو تعلق ہے یہہ تجویز ہوی تہی کہ اوس معاہدہ مین جو واسطے ادای زر قرضہ میعادی
کے کسی تاریخ معینہ پر مع سود بشرح معین تا تاریخ مذکور کے ہو معاہدہ مزید بابت ادای شرح سود مذکور
اور تاریخ مذکور کے تا تاریخ وصول واقعی کے مفہوم کرنا چاہئے الا ایسہ کہ عبارت خاص دستاویز مذکور سے کوئی بات
ایسی ثابت ہوتی ہو جس سے یہہ امر مناسب معلوم ہوتا ہو۔ اور اگرچہ اس قسم کے مقدمات مین بعد تاریخ
وجوب کے بوجہ توقف وصول کے سود دلایا جاتا ہی اور یہہ بات معاہدہ معنوی کے اصول کے بنا پر نہین بلکہ
بر بنا اصول خلاف ورزی معاہدہ کی ہوتی ہے مقدمہ مذکور مین فیصلہ لارڈ ویسلیورن ملاحظہ کیجئے۔
رہنامہ متنازعہ کا جہانتک اوسکو تعلق اس امر سے ہی ترجمہ حسب ذیل ہے۔ لہذا مین اقرار
کرتا ہون اور لکہہ دیتا ہون کہ مین زر اصل مع سود بشرح دو روپیہ دوانہ فیصدی ماہواری کے عرصہ مین
سال و چہہ مہینہ مین تاریخ تحریر تمسک ہذا سے تا تاریخ ۳۰ جون ۱۸۸۱ء تمام و کمال ادا و بیباق کر دونگا
کل روپیہ جو مین مقر مرتہنان مذکور کو فصل خریف اور ہر سال مین ادا کرونگا وہ پہلی ادای سود مین صرف کیا
جاویگا اور اگر باقی رہی تو اصل کے بیباقی مین صرف کیا جاویگا اور جو روپیہ مین ادا کرونگا وہ دستاویز
ہذا پر درج کرا دیا کرونگا اور اگر مین مقر نے کوئی وصول غیر مندرجہ پشت دستاویز ہذا کا کرونگا تو دعوی
باطل اور دروغ ہوگا اور اگر زر رہن مع سود تمام و کمال میعاد معینہ پر ادا نہو تو از روی دستاویز
ہذا کے رہن جایداد منقولہ میری کا بیعیات ہو جاویگا اور مرتہنان کو اختیار ہوگا کہ دخل مالکانہ مجہہ
مقر کے حصہ پر کر لین۔ پس اس موقع پر بظاہر کوئی معاہدہ صریحی ادا کرنے سود کا بعد تاریخ وجوب کی
نہین ہے اور ہماری یہہ رای ہے کہ اس دستاویز سے ایسا کوئی معاہدہ مفہوم نہین ہو سکتا ہے
دستاویز کے پڑہنے سے نیت صریحی فریقین کی یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر تاریخ ۳۰ جون ۱۸۸۱ء
کو زر اصل اور سود جو اوس وقت واجب ہو ادا نہو جاوے تو مرتہنان مستحق بیعیات کرانے
کے بعوض زر اصل اور اوس سود کے ہین جو ۳۰ جون ۱۸۸۱ء کو واجب اور غیر سودی تہا
اور نہ بابت سود بعد تاریخ وجوب کے۔ ہماری راے مین از روے عبارت دستاویز کے
ایسا مفہوم نہی ہوتا ہے جسکی حجت منجانب مدعیان کے ہوی ہے۔ اور اس امر کا مدار

نوٹ عند الطلب واجب الادا کے معین ہے لیکن اس امر سے تمثیل قانون انگلستان کی
کم مخالف نہین ہوجاتی ہے۔ ہماری یہہ راے ہے کہ اسقدر مین خلاف ورزی معاہدہ
کی ۱۰ جون ۱۸۶۸ء کو واقع ہوئی اور حسب منشا دفعہ ۳۲ ایکٹ میعاد سماعت ہند
۱۸۵۹ء کے خلاف ورزی مذکور مسلسل نہین ہے۔ قانون کے نسبت یہہ راے
قایم کرکے ہمکو یہہ تجویز کرنا چاہئے کہ دعوے مدعیان بابت معاوضہ خلاف ورزی
معاہدہ مین ازروے ۱۱۶ ضمیمہ دوم ایکٹ میعاد سماعت ہند ۱۸۷۱ء کے تمادی عارض
ہے اور نامنظور ہونا چاہئے۔ نتیجہ یہہ ہے کہ ڈگری بمقابلہ سید منصب علی مدعا علیہ
کے بموجب دفعہ ۸۶ ایکٹ انتقال جایداد ۱۸۸۲ء کے مرتب ہونی چاہئے لیکن تعداد
زر قابل الادا کی اس طرح پر محدود ہونی چاہئے کہ مبلغ ۲۰۰۰ زر اصل اور روپیہ
سود بشرح ۱۲ فیصدی ماہواری طے یافتہ کے بابت تین سال چھہ مہینہ یعنی ابتدای
۵ جنوری ۱۸۶۵ء لغایت ۳۰ جون ۱۸۶۸ء مع خرچہ رسدی اور سود بشرح ۵
فیصدی سالانہ بابت ایام دوران مقدمہ اور بشرح ۶ فیصدی سالانہ ابتدای
تاریخ ڈگری تا تاریخ وصول یا تا وقت اختتام چھہ مہینہ کے تاریخ ڈگری سے ان دونون مین
جو امر پہلے واقع ہو ادا کرایا جاویگا اور اسقدر ابھی سید منصب علی مدعا علیہ
کی میعاد کی خرچہ رسدی کے حساب مین منہا کیا جاویگا نظیر ہوتی ہے۔

زبدة النظائر ہفتہ وار

۱۸۹۶ء

مقدمات منفصلہ ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب
و اے اسٹریچی صاحب بیرسٹران و مترجمہ منشی شیو سہائی سنصف و منشی گوبند پرشاد
وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۳۴ جلد ۷	فہرست مقدمات	قیمت سالانہ ۔۔۔ اسٹیشن مطبوعات

جینی کنور	بنام دواریکا پرشاد	۹۵۰	دیارام بنام اودی سنگھ	۹۵۴
درگیا	بنام اودی رام	۹۵۲	لچھمن پرشاد بنام جمنا پرشاد	۹۴۴

فہرست مضامین

اپیل کا بعد واپسی کے بغیر حاضری ریسپانڈنٹ کے ڈسمس ہونا۔	۹۵۴	حق اپیل مروجہ۔	۹۴۴
		حکم امتناعی چند روزہ۔	۹۵۰
اختیار عدالت اپیل کا بعد واپسی تجاویز کے کل مقدمہ اپیل کو طے کر دے۔	۹۴۴	۔ کا بعد صدور ڈگری کی نافذ نہ ہونا	۹۵۰
		خرچہ۔	۹۵۴
اسامی دخیلکار۔	۹۵۴	دعوی اوس روپیہ کا جو شرح مندرجہ جمعبندی سے زیادہ بطور لگان کے وصول ہوا	۹۵۲
استحقاق دخیلکاری۔	۹۵۴		
امتناع تا حکم ثانی۔	۹۵۰	عملدرآمد۔	۹۴۴ و ۹۴۴
ایکٹ ۱۲ ۱۸۸۱ء دفعہ ۹۔	۹۵۴	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۲۹۲	۹۵۰
۔۔۔ دفعات ۹۳ (ج) و ۲۰۹	۹۵۲	نالش حصہ دار واسطے دلا پانے جز و منافع کے	۹۵۲
پردہ داری۔	۹۴۴	نمبردار و حصہ دار۔	۹۵۲
ثبوت غفلت عظیم کا ضروری نہیں ہے۔	۹۵۲	واپسی۔	۹۴۴

ضلع کانپور | اپیل دوم نمبر ۱۵۱ سنہ ۱۸۸۵ء | منفصلہ ۲۸ نومبر

لچھمن پرشاد بنام جمنا پرشاد وغیرہم

عمل درآمد - واپسی - اختیار عدالت اپیل کا کہ بعد واپسی تجاویز کے کل مقدمہ کو طے کردے - حق آسایش مروجہ - پردہ داری -

مدعیان اور مدعا علیہم مقدمہ ہذا مالکان مکانات ملحقہ واقعہ محلہ نواب گنج شہر کانپور

ہین نالش ہذا واسطے دور کرانے اوس دروازہ کے ہے جو مدعا علیہ نے اپنی دیوار غربی مین اور محاذی مکان مدعی کے کھولا ہے اور جس سے بے پردگی مدعیان کی ہونا بیان کی گئی ہے اور نیز واسطے دور کرانے ایک ابدان کے جو مدعا علیہ نے اپنے مکان مین اوسی طرف تعمیر کیا ہے اور جسکا پانی جائداد مدعی پر بہتا اور ٹپکتا ہے اور ایک چھجہ اور دوسرا چھجہ دیوار شمالی مین مع ایک پنالہ کے جسکا پانی شارع عام مقبوضہ و مستعملہ مدعیان مین گرتا ہے دایر ہوئی ہے -

خلاصہ عذر مدعا علیہ کا یہ ہے کہ پنالے اور چھجے متنازعہ مدت دراز سے موجود ہین اور کوئی ہرجہ خاص مدعیان کا پنالہ موقوعہ دیوار شمالی سے ثابت نہین ہوا ہے اور دروازہ موقوعہ دیوار غربی اوس مقام پر ہے جہان ایک قطعہ مکان مدت دراز سے موجود تھا اور اوسکے نسبت کبھی کوئی شکایت نہین ہوئی تھی -

عدالت مرافع اولی (منصف کانپور) نے دعوے باستثناے دعوے متعلقہ دروازہ اور نابدان جانب شمال کے ڈگری کیا -

بہ نسبت تنقیح متعلقہ دروازہ کے عدالت مذکور نے یہہ تحریر کی ہے۔
یہہ امر بہت صاف ہے۔ انریبل عدالت ہاے ہائی کورٹ سے متواتر
یہہ تجویز ہو چکی ہے کہ نالش بغرض مجبور کرنے مدعا علیہ کے اس غرض
سے کہ وہ اپنا دروازہ جو حال مین کہولا ہے اوس بنیاد پر بند کر لے
کہ اوس سے زنانہ مدعی کا دکھلائی دیتا ہے پذیرا نہین ہو سکتی ہے۔
دیکھیے مقدمات۔ محمد عبد الرحیم بنام ہرجو ساہو۔ بنگال لارپورٹ جلد ۵
صفحہ ۶۷۲) و شیخ غلام علی بنام قاضی محمد ظہور عالم۔ (بنگال لارپورٹ جلد ۶
صفحہ ۲۷) اور جوگل لال بنام جسودا بی بی۔ (رپورٹ ہائی کورٹ
ممالک مغربی و شمالی ۱۸۷۱ع صفحہ ۳۱۱) نظر بران یہہ تنقیح خلاف مدعیان

کی تجویز کیجاتی ہی۔ بہ نسبت تنقیح متعلقہ نابدان جانب شمال کے عدالت نے یہہ تجویز
کی کہ مدعیان کامیاب نہین ہو سکتے ہین کیونکہ کوئی ہرج خاص ثابت
نہین کیا ہے اور مقدمہ کریم بخش بنام لودہا۔ (انڈین لارپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۱ صفحہ ۴۲۹) پر استدلال کیا ہے۔
بنا راضی ڈگری مصدورہ منصف کے مدعا علیہ نے حضور مین
جج ماتحت کانپور کے اپیل کیا اور اوسی وقت مدعیان نے اعتراضات
نسبت اوسقدر ڈگری کے داخل کیے جسقدر اون کے خلاف تھے
جج ماتحت نے کل امور کی نسبت منصف سے اتفاق کیا۔ بہ نسبت
تنقیح متعلقہ دروازہ کے مشارٌالیہ نے یہہ تجویز بیان کی ہے۔ مین
تجویز کرتا ہون کہ اگرچہ دروازہ سے بے پردگی مکان کی ہوتی ہے تاہم چونکہ مدعا علیہ
نے دروازہ مذکور اپنی دیوار مین قایم کیا ہے مدعیان کو استحقاق اوسکے بند

کرا پانیکا نہین ہے - چارہ کار اوسکا خود مدعیان کے اختیار مین ہے - مدعا اپنی دیوار کو
اوسقدر بلند کر سکتے ہین کہ دروازہ متنازعہ سے بے پردگی نہو -

مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا - مدعیان اعتراضات محکومہ دفعہ ۵٦۱
مجموعہ ضابطہ دیوانی کے بہ نسبت دروازہ اور نابدان کے داخل کئے ہین

۲۵ مئی ۱۸۸۵ع کو اولڈفیلڈ جسٹس و محمود صاحب جسٹس نے عدالت اہل ماتحت
مین ایک تنقیح بغرض تجویز اس امر کے بہیجی تہی کہ دروازہ متنازعہ سے کیونکر اور کسقدر بے پردگی
مدعیان کی ہوتی ہے - جج ماتحت نے اپنی تجویز مین یہہ بیان کیا ہے - کہ کھڑکی متنازعہ
سے کل مکان مدعیان کا خصوصاً وہ اجزا مکان مذکور کے دکہلائی دیتے ہین جو مدعیان نے
مستورات کے لیئے قرار دیئے ہین - بر طبق واپسی اس تجویز کے مدعا علیہ نے اعتراضات
محکومہ دفعہ ۵٦۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اس مضمون سے داخل کیے ہین کہ بعالت
نہ ہونے ثبوت استعمال بیست سالہ بلافصل کے مدعیان مستحق نہین ہین کہ مدعا علیہ کو اپنی
کہڑکی کے کہولنے اور استعمال سے اس بنیاد پر باز رکہین کہ اونکی پردہ داری مین خلل
آتا ہے -

۱۱ جنوری ۱۸۸٦ع کو اولڈفیلڈ صاحب جسٹس اور براڈہرسٹ جسٹس نے حکم ذیل
صادر کیا -

ہماری یہہ رائے ہے کہ اپیل مدعا علیہ کی جو بہ نسبت چہجہ اور کسی تعمیر کردہ نابدرو واقعہ
دیوار مغربی مکان اپنے کے ہے سرسبز ہونی چاہیئے - جس بنیاد پر عدالت ماتحت نے
اونکے دور کرنیکا حکم دیا ہے وہ صرف یہہ ہے کہ وہ حال مین تعمیر ہوئی ہین
لیکن یہہ ثابت نہین ہوا ہے کہ اون سے مدعیان کے استحقاق مین ایسا خلل
آیا ہے کہ جس سے وہ اونکے دور کرا پانیکے لیئے اصرار کر سکے -

دربارہ طے کرنے اعتراضات مدخلہ مدعیان کے ہماری یہہ رائے ہے

اور ڈگری پر اوس جج یا اون ججون کے دستخط ہونے چاہیئے کہ جنہون نے اوسکو صادر
کیا تہا۔ اگر پنڈت سندر لعل کی حجتین صحیح ہون تو اس موقع پر دو ڈگریان ہونگی ایک
۱۱ جنوری سنہ حال کی اور دوسری ڈگری آجکی تاریخ کی۔ اگر پنڈت موصوف کی
یہہ حجت صحیح ہے تو ہم ڈگری صدر ورہ ۱۱ جنوری کو بطور اپنی ڈگری کے قبول نہین
کر سکتے ہین کیونکہ ڈگری مذکور بصدور اس تاریخ کی جسے کہ وہ اب موضوع ہی نہین ہے
لہذا مین یہہ نتیجہ اخذ کرتا ہون کہ جو امر اپیلانٹ نے پیش کیا ہے اور جو اعتراضات
ریسپانڈنٹان نے پیش کئے ہین اون دونون کو ہمکو تجویز کرنا چاہیئے۔ ہمارا حکم جو اسبارہ
مین ہے اوس سے یہہ نتیجہ نہین نکلتا ہے کہ جب ججون نے کسی امور تنقیح طلب کے
نسبت بحث کی سماعت کی ہو اور اون امور تنقیحی کے نسبت راے قایم اور ظاہر کی ہو
اور دوسرا امر یا امور تنقیحی قایم اپنے مقدمہ حسب دفعہ ۵۶۶ واپس کیا ہو تو اونہین ججون پر
بطبق واپسی تجویز کے کل مقدمہ کی سرنو تجویز کرنا فرض ہوگا۔ ایسی صورت مین مین خود
کونسل کا اوپر تجویز واپس شدہ کے محدود رکہونگا اور بیشک جیسے تجویز کرنیکا مجہے پہلی مرتبہ موقع
نہین ملا تہا۔ مدعاعلیہ اپنی اپیل مین استدعا منسوخی اوس جزو ڈگری کی کرتا ہے جسکی رو سے
اوس چہجہ اور ناہدان مین خلل انداز ہے جو اوسنے تعمیر کئے ہین۔ یہہ ثابت ہوا ہے کہ قبل
تعمیر اوس عمارت مزید کے جو مدعاعلیہ نے تعمیر کی ہے کوئی چہجہ یا ناہدان موجود نہین تہا
چہجہ مذکور ایک فاصلہ قابل لحاظ اوپر اراضی مدعیان کے پہنچتا ہے ظاہر ہے کہ اگر مدعیان
نسبت ناہدان او چہجہ مذکور کے مستحق ڈگری کے ہون تو کچہ عرصہ مین مدعاعلیہ ایک ایسا
حق آسایش حاصل کریگا جو بدرجہ اہم مدعیان کا استفادہ اپنی اراضی مین مخل ہوگا۔
میری یہہ راے ہے کہ اپیل موخرچہ خارج ہونی چاہیئے۔ بہ نسبت اعتراضات کے
یہہ راے ہے کہ تجاویز واپس شدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعیان مستحق ہین کہ اپنے
استحقاق پردہ داری کو قایم رکہین اور مستحق صدور حکم امتناعی تاکیدی اس مضمون کے

مین کہ مدعا علیہ نے جبراً دروازہ اور کھڑکی دوام کے لیے بند کرا دیا - اسبارہ مین ڈگری عدالت ماتحت کی ترمیم ہوگی - میری یہہ راے ہے کہ اعتراضات سوخریہ منظور ہونا چاہیے -

براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس - بعد غور مزید نسبت اس اپیل دوم کے مین اوس راے کو اب قایم نہین رکھتا ہون جو حکم واپسی مقدمہ مورخہ ۱۱ جنوری گذشتہ مین ظاہر کی گئی ہے اور مین اوس فیصلہ سے اتفاق کرتا ہون جو نعیم چیف صاحب نے صادر کیا ہے -

---

ضلع مین پوری — اپیل نمبر ۱۱۳ سنہ ۱۸۹۶ع — منفصلہ ۱۸ نومبر

جنی کنور بنام دوارکا پرشاد

حکم امتناعی چند روزہ — استفاضہ — بعد صدور ڈگری کے حکم امتناعی کا نافذ رہنا — مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۴۹۲

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین -

راس و موتی لعل نہرو منجانب اپیلانٹ — سندر لعل منجانب رسپانڈنٹ

ایج صاحب چیف جسٹس - اسمقدمہ مین دو مختلف مقدمون کا ذکر نا بغرض سمجھنے حیثیت بقریہ کے ضرور ہے - مسماۃ جنی کنور اپیلانٹ نے عدالت مین ایک نالش بنام دوارکا پرشاد رسپانڈنٹ حال کے دایر کی تھی - دوارکا پرشاد نے بھی اپنی طرف سے ایک نالش جداگانہ بنام مسماۃ جنی کنور کے دایر کی ہے - جس نالش مین مسماۃ جنی کنور مدعا علیہا ہے اوسمین دوارکا پرشاد نے ایک حکم بموجب دفعہ ۴۹۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی اس ہدایت سے حاصل کیا کہ مسماۃ جنی کنور اوس مبلغ لعہ ہزار کے تصرف سے باز رکھی جاوے جو اوسکی ایک مدیون نے عدالت مین جمع کر دیا ہے - از روے حکم مذکور کے مسماۃ مذکورہ اوس روپیہ کے تصرف سے تا صدور حکم ثانی باز رکھی گئی تھی - مسماۃ جنی کنور نے جو نالش دایر کی تھی اوسمین اوسنے ڈگری پائی اور نالش دوارکا پرشاد کی ڈسمس ہوئی تھی - دوارکا پرشاد نے ہر مقدمہ مین اپیل بعدالت عالیہ

شیخ محی الدین بنام شیخ احمد حسین (ویکلی رپورٹ جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۴) سے ہوتی ہے۔
نیرل صاحب جسٹس سے مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع آگرہ — اپیل دویم نمبر ۱۳۱۶ سنہ ۱۸۸۶ع — منفصلہ ۱۷ نومبر

درگیا و یک کس دیگر بنام اودے رام و یک کس دیگر

نمبردار و حصہ دار۔ نالش حصہ دار واسطے دلاپانے جزو منافع کے۔ دعوی ادس روپیہ کا جو شرح مندرجہ جمعبندی سے زیادہ بطور لگان کے وصول ہوا۔ ثبوت غفلت عظیم کا ضروری نہیں ہے۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ع (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعات ۹۳ (ح) و ۲۰۹

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ مین اسٹریٹ صاحب جسٹس کے درج ہین۔

سکھہ رام منجانب اپیلانٹ — منوہان پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

اسٹریٹ صاحب جسٹس۔ اس نالش سے یہہ اپیل متعلق ہے وہ مدعیان اپیلانٹان عدالت مال مین بذریعہ ایک نالش بمنشاے ظاہر اسپ ضمن (ح) دفعہ ۹۳۔ ایکٹ لگان نافذہ ممالک مغربی و شمالی کے دایر کی تھی۔ عدالت مرافعہ اولی مین دو مدعا علیہم ایک اودی مدعا علیہ جو مسلماً نمبردار ہے اور دوسرا بیہاری اوسکا بہائی جسکو اونسے بغرض تحصیل بذریعہ مقرر کیا تھا طلب ہوئے تھے۔ اسموقع پر مجھے یہہ تجویز کرنیکی ضرورت نہین ہے کہ آیا یہہ نالش جہانتک کہ وہ بمقابلہ بیہاری کے ہے بلحاظ عبارت اور حیطہ دفعہ ۹۳ ضمن (ح) کے قابل منظوری کے ہے یا نہین میری رایے مین بغرض تجویز کرنے ذمہ داری نامبردہ کے یہہ کہنا کافی ہے کہ اسمقدمہ مین کوئی امر اس ثبوت مین نہین ہے کہ کوئی ذمہ داری قانونی یا فرض اوسکے ایسا تہا کہ مدعیان کو حساب سمجھا دے یا وہ روپیہ ادا کرے جو اوسنے واسطے اودی کے طرف سے اپنے بہائی نمبردار کے وصول کیا تہا اگر مین صحیح سمجھتا ہون تو مقدمہ مدعیان کی طرف

سے صرف یہہ بیان ہوا ہے اور اونکا یہہ بیان ہے کہ تم او دے نمبردار کو بہ حیثیت
نمبرداری کے فرض ہے کہ ان مواضعات مین مطابق شرح مندرجہ جمعبندی کے تحصیل کرو
اور جب تحصیل کر چکو اور مالگذاری سرکار اور اخراجات دیہی ادا کر چکو تو بقیہ کو مابین حصہ داران
کے تقسیم کر دو - بطور امر واقعہ کے تمنے خود اصالتاً تحصیل نہین کی ہے لیکن جو کچھہ تمنے
کیا ہے وہ یہہ ہے کہ تمنے اپنے بہائی بہاری کو تحصیل کرنیکو مقرر کیا تہا اور جو کچھہ تمکو حسب
شرح مندرجہ جمعبندی کے تحصیل کرنا چاہیئے تہا اوس سے زیادہ تمنے کاشتکاران
سے وصول کیا ہے اور تمنے رقم زاید اوس لگان کی جسپر تمنے پانچ کاشت کا پٹہ اپنے
رشتہ داران اور ملازمان کو دیا ہے وصول کیا ہے - بالفاظ دیگر جیسا کہ مین عرضی نالش کو
سمجھتا ہون اوسمین یہہ بیان نہین ہے کہ تم نمبردار نے موضع مین تحصیل نہین کی ہے اور
بوجہہ تمہاری غفلت عظیم کے جو نہ تحصیل کرنیمین ہوئی ہے مین بموجب دفعہ ۲۰۹ - ایکٹ
لگان کے مستحق اوس رقم کا ہون جو مساوی میرے حصۂ منافع کے ہے - بلکہ یہہ ہے
کہ تم نمبردار نے بذریعہ اپنے ملازم کے یا بذریعہ اپنے بہائی کے نہ صرف رقوم مندرجہ
جمعبندی کے کاشتکاران سے وصول کئے ہین بلکہ رقوم مندرجہ جمعبندی سے زیادہ
بشرح لگان اضافہ کے وصول کیا ہے جسمین مین بقدر اپنے حصہ کی مستحق شرکت کا ہون
پس یہہ ہی جو مینے عرضی نالش سے مقدمہ مدعیان کا سمجہا ہے اور میری راے مین یہان
پر کوئی ذمہ داری بموجب دفعہ ۲۰۹ - ایکٹ لگان کے بابت ثابت کرنے غفلت
عظیم نمبردار کے نہ تہی - چونکہ کیفیت یہہ ہے پس مجہے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت
ماتحت نے دربارہ طے کرنے اپیل مدعیان بہ نسبت حکم ڈسمسی نالش بنام اودے
مصدرہ عدالت مرافع اولی کے اس بنیاد پر غلطی کی ہے کہ ایسا ثبوت ضروری
ہے - جیسا کہ مین پہلے کہہ چکا ہون کہ اگر بار ثبوت مدعیان پر بہی ہوتا تاہم بلحاظ
واقعات اس مقدمہ کے مدعیان پر ذمہ داری بابت ثابت کرنے غفلت عظیم

بکے نہتی۔ اپیل مدعیان بمقابلہ بہاری کے ساقط ہوگی اور اعتراضات مدخلہ بہاری بحکم دفعہ ۵۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کامیاب ہوینگے اور ہر صورت مین خرچہ بقدر رسدی محسوب ہوگا۔

بہ نسبت اودے سکے مقدمہ عدالت اپیل ماتحت مین واسطے تجویز امور ذیل کے واپس جاویگا۔

(۱) آیا اودے نمبردار نے اپنے بہائی بہاری کو بغرض وصول کرنے لگان پانچ کاشت مندکرہ عرضی مدعیان کے مقرر کیا تہا یا نہین۔

(۲) اگر اودے نے بہاری کو اسطور پر مقرر کیا تہا تو آیا نامبردہ نے اودے کیطرف سے لگان بصرف بموجب شرح مندرجہ جمعبندی کے وصول کیا یا کہ ہر حال مین رقوم زاید جو مدعیان نے اپنی عرضی نالش مین بیان کیا ہے وصول کیا ہے یا نہین۔

جب تجاویز قلمبند ہون تو عدالت ہذا مین واپس کیجاوینگی اور دس روز کی مہلت واسطے اعتراضات کے دیجاویگی۔

براڈہرسٹ صاحب جسٹس۔ مین اتفاق کرتا ہون۔

ضلع علیگڈہ　　　اپیل دوم نمبر ۱۳۱۲ سنہ ۱۸۹۳ء　　　منفصلہ ۲۲ نومبر

دیارام　　　بنام　　　اودے سنگہ وبیکس دیگر

اسامی دخیلکار۔ استحقاق دخیلکاری کی وراثت۔ ایکٹ ۱۲ سنہ ۱۸۸۱ء (ایکٹ لگان ممالک مغربی و شمالی) دفعہ ۹۔ عملدرآمد خرچہ۔ اپیل کا بعد واپسی کے بغیر حاضری رسپانڈنٹ کے ڈسمس ہونا۔

واقعات اس مقدمہ کے فیصلہ عدالت مین درج ہین۔

منشی لعل وہر کشندواس منجانب اپیلانٹ　　　لالتا پرشاد منجانب رسپانڈنٹان

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ نالش منجانب مدعی زمیدار موضع کے بنام مدعا علیہم بغرض بیدخلی انکا

آخر الذکر کے بعض آراضی سے ہے جو کاشت دخیلکاری میں بودہی سنگھ متوفی کی تھی [illegible]
مدعیا نکا یہہ ہے کہ بعد وفات بودہی سنگھ مذکور کے مدعا علیہم نے بیجا طور پر آراضی پر دخل کر لیا ہے
لہذا مستوجب بیدخلی کے بذریعہ عدالت دیوانی کے ہیں کیونکہ دخل نامبردگان کا بشخص بطور
مداخلت بیجا کنندگان کے ہے۔ بجانب دیگر مدعا علیہم کا یہہ عذر ہے کہ ہم مداخلت بیجا
کنندگان نہیں ہیں اور ہم رشتہ دار بودہی سنگھ مذکور اسامی دخیلکار کہیت متنازعہ کے ہیں اور
ہم اوس کہیت کی کاشت میں شریک رہے ہیں لہذا ہمنے کاشت دخیلکاری مذکور کو وراثتاً پائی
ہے اور اس وراثت سے نالش ہذا ساقط ہوتی ہے۔ ایک عذر یہہ بہی تہا کہ نالش ہذا
قابل سماعت عدالت دیوانی کے نہیں ہے لیکن یہہ عذر بالآخر کسی عدالت ماتحت میں پیش
نہیں ہوا اور میں خیال کرتا ہوں کہ اوسمیں کوئی وقعت نہیں ہے کیونکہ نالش میں تعلق زمیندار
اور اسامی کا مسئلہ نہیں ہے اور مدعا علیہم پر نالش بطور مداخلت بیجا کنندگان کے ہوئی
ہے اور نالش میں ضرورت تجویز استحقاق کی ہے اور وہ بطور اوس نالش کے منصوبہ نہیں
ہو سکتی ہے جسکی تجویز عدالت مال سے ہو سکتی ہے۔

لیکن دیگر امور عذراتی باحتیاط تجویز اور تصفیہ طلب ہیں یعنی یہہ کہ آیا بفرض اس امر
کے جیسا کہ عدالت اپیل ماتحت نے تجویز کیا ہے کہ مدعا علیہم شریک کاشت آراضی
مذکور کے تہے اس امر سے کوئی استحقاق وراثت کا بہ نسبت کاشت دخیلکاری مذکور کے
نہیں پیدا ہوتا ہے یا کیا۔ مقدمہ گوپال پانڈے بنام پرسوتم (انڈین لا ریپورٹ سلسلہ
الہ آباد جلد ۵ صفحہ ۱۲۱) میں میں اپنی رائے نوعیت کاشت دخیلکاری اور حقوق
اسامیان ممالک ہذا کے ظاہر کرچکا ہوں اور مقدمہ مذکور میں مینے یہہ بیان کیا ہے کہ
یہہ استحقاق قانون کے روسے پیدا ہوا ہے اور اس حیثیت سے وہ تابع اور پیروی
شرائط ہیں کہ بموجب اون قانون کے حقوق مذکورہ عاید ہوئے ہیں حسب قانون
کے روسے استحقاق مذکور پیدا ہوا ہے۔ شرائط مذکور دفعہ ۹ - ایکٹ لگان میں

سند رنج. مین جسمین سے فقرہ اخیر کے روسے درحالیکہ اوسمین یہہ حکم ہے کہ حقوق مذکور
اوسطرہ سیر قابل وراثت ہونگے کہ گویا خود آرامنی اہے بہ شرط وراثت مذکور سیر قایم ہے
کہ وراثت مذکور صرف واسطے اولاد خاندانی اصلی اسامی دخیلکار کے قابل استفادہ ہوگی
اور رشتہ داران طرح کمیصورتمین صرف وہ لوگ مستفید ہوسکین گے جو اوس آرامنی
کی کاشت مین شریک رہے ہون کہ جس آرامنی سے استحقاق دخیلکاری مذکور متعلق ہو۔

ذیعلم جج عدالت اپیل ماتحت نے کسی موقع پر یہہ تجویز نہین کی ہے کہ آیا مدعاعلیہم
حال شجرۂ خاندان مین ایسے رشتہ مین ہین جسکا مقصود دفعہ ۹۔ ایکٹ لگان مین ہے
اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت موصوف نے صرف اس قیاس پر عمل کیا ہے کہ چونکہ
مدعاعلیہم شریک کاشتکار اوس آرامی کے ساتھ لودہی سنگہ متوفی کے تھے اور چونکہ
ناسبردگان قابض آرامنی کے چھہ برس سے زیادہ ہین لہذا وہ بالضرور مستحق قابض رہنے
آرامنی مذکور کے بمقابلہ مدعی زمیندار کے ہین - ظاہر ہے کہ یہہ تجویز واسطے تصفیہ قطعی نالش
کے ناکافی ہے کیونکہ تاوقتیکہ یہہ ثابت نہو کہ مدعاعلیہم لودی سنگہ کے رشتہ سندی مین
بہ منشاء دفعہ ۹۔ ایکٹ لگان کے رشتہ دار ہین تو جو تصفیہ عدالت ماتحت نے
کیا ہے معقول نہین قرار پاسکتا ہے - مین یہہ بھی تحریر کرتا ہون کہ ذیعلم جج عدالت اپیل
ماتحت نے ہنگام تذکرہ کرنے اجزاے شہادت متعلق اس امر کے کہ مدعی نے مدعاعلیہم
حال کو بذریعہ لینے لگان کے اونکو اپنا کاشتکار تسلیم کر لیا ہے کوئی خاص تجویز نسبت
ان امر کے قایم نہین کی ہے - اگر مدعاعلیہم لودی کے ساتھ ایسا رشتہ ثابت نکر سکین جس سے
مستحق درعوے وراثت کاشت دخیلکاری مقتضیہ دفعہ ۹۔ ایکٹ لگان کے ہون تو
تجویز جو اسبارہ مین ہوگی فضول ہوگی -

بدین وجوہ مین اس مقدمہ کو حسب دفعہ ۵۶۶ مجموعہ کے واسطے تجویز
صاف وصریح نسبت تنقیح ذیل کے واپس کرتا ہون -

آیا مدعا علیہم رسپانڈنٹان حال بودہی سنگہ متوفی سے ایسا رشتہ رکہتے ہین کہ جس سے وہ مستحق وراثت اوسکی کاشت دخیلکاری ہین حسب منشاء دفعہ ۹ - ایکٹ لگان کے ہوسکتے ہین یا نہین -

وقت موصول ہونے تجویز کے دس روز کی مہلت واسطے داخل کرنے اعتراض کے دیجاویگی -

تجویز عدالت اپیل ماتحت کی نسبت اس تنقیح کے اثبات مین ہے - ۲۲ نومبر ۱۸۸۶ع کو مقدمہ پہر روبرو محمود صاحب جسٹس کے بغرض تصفیہ کے پیش ہوا -

اسد علی منجانب اپیلانٹ   رسپانڈنٹ کیطرف سے کوئی حاضر نہین ہوا -

محمود صاحب جسٹس - اسمقدمہ مین شاہ اسد علی بیان کرتے ہین - کہ ہم منجانب پنڈت سندر لعل اپیلانٹ کیطرف سے حاضر ہین جو تجاویز بطبق میرے حکم واپسی مقدمہ موخہ ۲۰ جولائی ۱۸۸۶ع کے آئے ہین وہ خلاف مدعی کے ہین اور اون تجاویز کے نسبت کوئی اعتراض حسب دفعہ ۵۶۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے داخل نہین ہوا ہے - شاہ اسد علی کا یہہ بیان ہی کہ اثر تجاویز مذکور کا یہہ ہے کہ اپیل ساقط ہونا چاہیے لیکن وکیل موصوف کی یہہ حجت ہے کہ بہ نسبت خرچہ کے کچہہ حکم نہونا چاہیئے کیونکہ آج میرے روبرو رسپانڈنٹ حاضر نہین ہوا ہے -

مین خیال کرتا ہون کہ اپیل ساقط ہوگا لیکن بہ نسبت خرچہ کے مجھے بہت شکوک ناشی ہوئے ہین - میری راے یہہ ہے کہ چونکہ حکم واپسی کا اس عدالت سے صادر ہوا تہا اور مقدمہ روبرو عدالت موصوف کے بعد اوس اطلاع کے پیش ہوا جو عدالت کو مطلوب تہے پس رسپانڈنٹ کو اب حاضر ہونیکی ضرورت نہین ہے کیونکہ تجاویز مذکور بالکل اوسکے مفید ہین -

لہذا مین اپیل معہ خرچہ ڈسمس کرتا ہون -

زبدۃ النظائر ہفتہ وار

۲۶ دسمبر ۱۸۸۱ع

مرتبہ جی ٹی اسپنکی صاحب و والے اسٹریچی صاحب ترجمہ منشی شیو سہائے منصف

و منشی رگھوبر دیال وکیل عدالت ضلع الہ آباد

نمبر ۴۴ جلد ۲ — قیمت سالانہ اسٹیشن ... مفصلات ...

فہرست مقدمات

بشیشر سنگھ	بنام	رام دور سنگھ	۹۶۶	جھجو	بنام	شیو سہائے	۹۶۲
بمعاملہ درخواست لکھمن لعل			۹۶۲	قیصر ہند	بنام	رگھوبر دیال	۹۶۰
مرلیدہر	بنام	چھج مل					۹۵۸

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اختیار جج واحد کا دربارہ مقبولی درخواست کیطرفی بابت نگرانی فوجداری کے ——	۹۶۰	عدالت اپیل کا دربارہ تبدیل ڈگری کی اسطرحپر کہ مدعی استحقاق شفیع درجہ اعلے کے ہو مجاز نہونا ——	۹۶۴
ازروے ڈگری کی ایک مقدمہ میں شفع کا بشرط قاصر ہونے دیگر شفیع کے منظور ہونا ——	۹۶۲	عملدرآمد ——	۹۶۰
		قواعد عدالت مورخہ ۱۱ جون ۱۸۸۰ء قاعدہ ۱۰ انفس ۸	۹۶۰
اعلی درجہ کے شفیع کی مقدمہ میں ڈگری کا مختتم ہونا	۹۶۴	مسئلہ کہ فعل عدالت سے کسیکو مضرت نہیں پہونچتی ہے۔	۹۶۶
ایکٹ ۱۵ ۱۸۷۷ء دفعہ ۱۴ ——	۹۶۶	منافی اوس زمانہ کی جسمین پیروی نیک نیتی عدالت غیر ذی اختیار مین ہوتی رہی ہے ——	۹۶۴
بار ثبوت ——	۹۵۸	میعاد سماعت ——	۹۶۶
درخواست بحضور مجسٹریٹ بجانب شخص بری شدہ بغرض اظہار نام مخبر کے ——	۹۶۲	نالشات کا یکجا تجویز ہونا لیکن تصفیہ بذریعہ ڈگری جداگانہ کے ہونا ——	۹۶۴
زمانہ مذکور مین ادسکا فیصلہ شامل ہونا جو مابین حکم و اپسی عرضیدعوی نالش کے اور جب واقعی عرضی نالش بیکو واپس ہوئی تھی ——	۹۶۶	نالشات متقابل ——	۹۶۴
شفیع ——		ہائیکورٹ مجاز نہیں ہیکہ مجسٹریٹ سے جبرا اظہار مذکور کرا دے ——	۹۶۴
شفیع ادنے کا صرف اپنے مقدمہ مین اپیل کرنا۔	۹۶۴		
شہادت ——	۹۵۸	ہر شفیع کا ایک دوسری نالش مین مدعا علیہ کیا جانا۔	۹۶۴

و اضح ہو کہ جواب اسیلات ... منشی ... ضلع الہ آباد کے آ جاے ...

لع میرٹھ اپیل دویم نمبر ۱۲۲۹ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ۸ نومبر

مرلیدہر بنام پہج مل

شہادت ۔ بار ثبوت

واقعات اسمقدمہ کے فیصلہ مین ایچ صاحب چیف جسٹس کے درج مین

سینکی وڈلن وسسندر مل منجانب اپیلانٹ امیر الدین منجانب رسپانڈنٹ

ایچ صاحب چیف جسٹس ۔ یہہ نالش منجانب مدعی واسطے دلا پانے قیمت ایک کرنسی نوٹ کی

وایک مدعا علیہ نے دیگر مدعا علیہم مہاجنان مقام میرٹھ سے تبادلہ کیا تھا دایر ہوئی تھی

متنازعہ تعدادی اب سنہ ۱۸۹۳ء مین مدعی کے پاس سے چوری گیا تھا یا کہو گیا تھا

لائی سنہ ۱۸۹۳ء کو مرلیدہر مدعا علیہ نے کرنسی نوٹ مذکور کا مہاجنان مقام میرٹھ سے تبادلہ

یا ۔ جس مدعا علیہ نے نوٹ مذکور کا تبادلہ کیا تھا اوسنے مہاجنان مذکور سے یہہ کہا تھا

سنے نوٹ مذکور رام سرن سے پایا ہے ۔ وقت تجویز کے نامبردہ نے نوٹ مذکور کے

سے انکار کیا اور یہہ کہ نوٹ مذکور کبھی اوسکے پاس تھا یا اوسکے بابت اوسنے کبھی

یہہ کہ ۴ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کو وہ بمقام میرٹھ موجود تھا انکار کیا ۔ نامبردہ نے بحلف بیان کیا

اوس تاریخ کو مقام دہولپور مین تہا اور اوس روز میں ایک درخواست عدالت

دہولپور مین گذرانی تھی

صاحب جج نے یہہ تجویز کی ہے کہ مرلیدہر نے فی الواقع اس نوٹ کو دوکان

ن واقعہ میرٹھ مین ۴ جولائی سنہ ۱۸۹۳ء کو تبدیل کیا ۔ جج ماتحت نے فیصلہ حق مدعا علیہم صادر

صاحب جج میرٹھ نے بر طبق اپیل بہ بحالی تجویز نسبت مہاجنان مدعا علیہم کے فیصلہ

گری بمقابلہ مرلیدہر مدعا علیہ بابت زر نوٹ وخرچہ کے صادر کیا ۔ اسمین شک نہین

ہے کہ جس شخص نے قیمت ایسے کرنسی نوٹ کی دی ہے جو چوری گیا ہے اور جو اوسکی

ی اور بلا علم کے ہے وہ مستحق ہے کہ نوٹ مذکورہ پر قابض رہے اور اوسکی داد ستد

واسطے نوٹ کے کرے اور بلا کسی ذمہ داری اوس شخص کے متصرف رہے جس

ہے یا جس کے پاس سے نوٹ مذکور چوری گیا ہے ۔ یہہ ممکن ہے کہ اگر اسمقدمہ

عا علیہ کوئی شہادت اس معاملہ کی دینا متعلق پسند نکرتا تو بنظر اوس عرصہ دراز کے

ا اوس زمانہ کے جب نوٹ مذکور چوری گیا تھا یا کہو گیا تھا اور اوس زمانہ کے

گذرا ہے جب مدعا علیہ کے نسبت نوٹ مذکور کی دادوستد کرنا ثابت ہوا ہے صاحب
جج کو تجویز مقدمہ کی خلاف مدعا علیہ کے کرنے میں دقت ہوئی۔ میری راے میں خود
مدعا علیہ کی شہادت سے تجویز صاحب جج کی مناسب و معقول ہوگی ہے ایک مقدمہ سابق
میں میرے بھائی اسسٹنٹ صاحب و ٹرل صاحب نے یہہ بتلا دیا ہے کہ صاحب جج
مستحق اسباب کے ہیں کہ کل شہادت پر جو اونکے روبرو ہے نظر کریں اور اوس ہی
نتیجہ اخذ کریں اس سے کچھہ مضایقہ نہیں ہے کہ کس فریق پر ابتداً بار ثبوت تہا۔ یہہ اکثر
ہوتا ہے کہ مدعی جسپر بار ثبوت ہے آخر میں اپنا مقدمہ بمقابلہ مدعا علیہ کے ثابت کرنے میں
قاصر ہو۔ ایسی صورت میں دو طریقے ہیں جو مدعا علیہ اختیار کر سکتا ہے۔ وہ یا تو یہہ
عرض کر سکتا ہے کہ کوئی مقدمہ اوسکے مقابلہ میں ثابت نہیں ہوا ہے اور اگر وہ مناسب
سمجھے تو اپنی شہادت کے طلب کرنے سے انکار کرکے ایسی عرض پردازی پر قایم رہے۔
اور اگر وہ شہادت پیش کرے اور جس شہادت کو اوسنے پیش کیا ہے اوس سے
مقدمہ مدعی کا ثابت ہو جاوے تو اوسکو صرف نتیجہ مدعی کے مقدمہ کے ثابت کرنے کا
برداشت کرنا پڑیگا جسکو خود مدعی ثابت نہیں کر سکتا تہا۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ
جج کل شہادت موجودہ مسل کو ملاحظہ کر سکتا ہے کچھہ مضایقہ نہیں کہ شہادت مذکور کس
جانب سے پیش ہوئی ہے۔ شہادت مدعا علیہ مقدمہ ہذا کی حسب تذکرہ بالا یہہ ہے
کہ اوسکے پاس یہہ نوٹ نہیں تہا اور نہ کسیطرح پر اوسکی دادوستد اوسنے کی ہے اور یہہ کہ
جس تاریخ کو نوٹ مذکور تبدیل ہوا تہا اوس تاریخکو مقام دہولیو میں تہا۔ چونکہ یہہ شہادت
در حقیقت غیر صحیح ہے لہذا یہہ قوی قیاس پیدا ہوتا ہے کہ اوسنے معاوضہ اوس نوٹ کا
ادا نہیں کیا ہے اور یہہ کہ اوسکو معلوم تہا کہ اوسکو استحقاق با دیانت اوس نوٹ پر حاصل
نہیں ہے۔ بمقابلہ اوس غیر صحیح بیان کے جو مدعا علیہ نے کیا ہے یہہ قیاس کرنا
غیر ممکن ہے کہ وہ بہ نیک نیتی بمعاوضہ قیمتی اور بلا علم قابض نوٹ مذکورہ کا ہے۔ بدین وجوہ
میں خیال کرتا ہوں کہ فیصلہ صیغہ اپیل ماتحت کا بنا معقول پر مبنی ہے اور ہم اوسمیں دست اندازی
نہیں کر سکتے ہیں۔ اپیل مع خرچہ ڈسمس کیا جاتا ہے۔

ٹرل صاحب جسٹس۔ میں بالکل اتفاق کرتا ہوں۔

(مقدمہ رام داس چکر جی۔ بنام دی افسل لکو بیدھر کاٹن جننگ کمپنی) انڈین لاء رپورٹ

(سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۳۴۶ وصفحہ ۳۰۱ماسبق بہی ملاحظہ کیجئے مئولف)

ضلع علیگڈہ — نگرانی فوجداری نمبر ۷۳۲ — منفصلہ ۲۲ نومبر

قیصر ہند بنام رگہوبر دیال

عملدرآمد۔ اختیار جج واحد کا دربارہ مقبولی درخواست یکطرفی بابت نگرانی فوجداری کے قواعد عدالت مورخہ ۱۱ جون ۱۸۸۶ع قاعدہ ۱ ضمن ۸۔

یہہ درخواست نگرانی فوجداری کی ہے جو محمود صاحب جسٹس کے حضور مین باجلاس جلسہ واحد کے ۲۴ نومبر کو گذری تھی۔ تاریخ مذکور کی فہرست مقدمات مین کوئی خاص ذکر درخواست ہائے یکطرفہ کا نہ تہا۔ اور محمود صاحب جسٹس کو یہہ شبہہ ناشی ہوا کہ آیا بلحاظ مضامین دفعہ ۱۴ ایکٹ عدالت ہائیکورٹ (جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا باب ۱۰۴) کے اونکو اختیار پذیرائی درخواست مذکور کا نہین ہے۔ قواعد عدالت مورخہ ۱۱ جون ۱۸۸۶ع اور مطبوعہ صفحہ ۲۰۶ ماسبق پر حوالہ کیا گیا تہا۔ منجملہ قواعد مذکور کے اول قاعدہ ان الفاظ کے ساتھہ شروع ہوتا ہے مقدمات از قسم ذیل کی سماعت اور تجویز جلسہ واحد عدالت سے ہوا کرےگی منجملہ اقسام مقدمات مذکور کے ضمن (۱) قاعدہ مذکور مین یہہ تصریح ہے۔ کل درخواست ہای متضمن منظوری اپیل بناراضی ڈگریات عدالت ابتدائی اور اپیل اور احکام کے۔ ضمن (۸) مین یہہ تصریح ہے اپیل و درخواست اور استصواب بموجب ضابطہ فوجداری کے معہ چند مستثنیات کے۔

بالآخر محمود صاحب جسٹس نے اس امر کو بموجب شرط متعلقہ قاعدہ اول متذکرہ بالا کے سپرد ڈویزن بنچ کے کیا تہا۔ شرط مذکور بعبارت ذیل ہے۔ مگر شرط یہہ ہے کہ جج مذکور کو اختیار ہے بشرطیکہ اونکو ایسا معلوم ہو کہ کوئی اپیل یا درخواست یا سوال یا اور معاملہ کو تمیل اسکے کہ خود اونہون نے اوسکا فیصلہ کیا ہو واسطے سماعت کے کسی ڈویزن بنچ کے سپرد کردینا جسمین دو جج اجلاس کرتے ہون۔ حکم استصواب حسب ذیل ہے۔

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ درخواست میرے روبرو مسٹر دوارکا ناتھہ بنرجی نے پیش کی ہے جنکی اعانت مسٹر جوگندر ناتھہ چودہری نے کی ہے۔ جو امر اب پیش ہوا ہے اوسپر مین نے ایک مرتبہ سے زیادہ بہ نسبت اس امر کے غور کیا ہے کہ عدالت ہذا مین بطور جج واحد عدالت ہذا کے اجلاس کرکے بحالت نہونے کسی اختیار منجانب

سلیم چیف جسٹس بنفاذ اونکے اختیارات قانونی مقتضیہ دفعہ ۱۴ جلوس ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا
باب ۱۰۴ کے مجھکو کوئی اختیار متعلق اس سوال کا ہے یا نہیں ۔ مسٹر بنرجی کی یہہ حجت
ہے کہ ہرگاہ ضمن (۱) قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مورخہ ۱۱ جون ۱۸۸۶ء کے بموجب دفعہ ۱۳
قانون مذکور الصدر کے باضابطہ مرتب ہوا ہے تو کوئی ضرورت اختیار مزید کی منجانب
سلیم چیف جسٹس کے مشتہر سکے کہ مجھے اختیار پذیرائی سوال یکطرفی کا حاصل ہو ضروری نہیں ہے
سلیم کونسل اپنی مفید حجت بربنائے تعبیر جامع فقط مقدمہ موقوعہ دفعہ ۱۴ قانون مذکور کی کر سکتے ہیں
اور میں خیال کرتا ہوں کہ جو بحث اسطور پر پیدا ہوتی ہے وہ ایسی ہے کہ جو بعد اظہار اپنی راے کے
[illegible] متعلقات متذکرہ بالا میں ظاہر کی ہے ایسی ضرورت کی ہے کہ اوسکا تصفیہ دو ججوں سے
بطابق کیا جاوے اور نظر بران بموجب شرط متعلقہ قاعدہ ۱ قواعد مورخہ ۱۱ جون ۱۸۸۶ء
کے میں اس مقدمہ کو سپرد کرتا ہون ۔

بروقت سماعت استصواب کے مسٹر ستیش چندر منجانب سائل کے حاضر ہوئے
تھے ۔

اسٹریٹ صاحب جسٹس و براڈہرسٹ صاحب جسٹس ۔ بجواب امر مستصوابہ کے
جو ہمارے بھائی محمود صاحب جسٹس نے ڈویزن بنچ سے کیا ہے ہماری یہہ راے ہے
کہ جس قسم کی درخواست سے ہمکو اس موقع پر تعلق ہے وہ ضمن (۸) قاعدہ اول مورخہ
۱۱ جون ۱۸۸۶ء میں داخل ہے یعنے یہہ کہ درخواست نگرانی محکومہ دفعہ ۴۳۹ مجموعہ ضابطہ
فوجداری بابت حکم برات صادرہ سشن جج صیغہ اپیل کے ہے ۔ ایسی درخواست صریحاً
اندر اختیار ہمارے بھائی محمود صاحب کے تھا کہ تجویز کرتے اور اوس کام کے لئے جو جج واحد
کے لئے اوس روز مقرر تھا کہ جس روز درخواست مذکور پیش ہوئی تھی اور اوسمیں درخواستہاے
معاملات فوجداری کے شامل ہیں ۔

بہ نسبت خود درخواست مذکور کے وکلاء مسٹر ستیش چندر نے منجانب جوگیندر کے بیان
اطلاع کی کہ وہ اب زیادہ درخواست مذکور پر اصرار نہیں کرنا چاہتے ہیں چنانچہ درخواست
مذکور نامنظور کیجاتی ہے ۔

ضلع الہ آباد — متفرقہ نمبر ۲۲۴ — منفصلہ ۲۵ نومبر

بمعاملہ درخواست لکہمن لعل

درخواست بحضور مجسٹریٹ بجانب شخص بری شدہ بغرض اظہار نام مخبر کے ۔ ہائیکورٹ مجاز نہیں ہے کہ مجسٹریٹ سے جبرا اظہار مذکور کرا وے ۔

مضمون درخواست بعبارت ذیل ہے ۔
لکہمن لعل سایل ساکن ضلع الہ آباد بعجز عرض پرداز ہے ۔

۱ ۔ یہہ کہ سایل کی تجویز بعلت الزام فوجداری کے صاحب سشن جج الہ آباد نے کی ہی اور بری ہوا تہا ۔

۲ ۔ یہہ کہ دوران مقدمہ مین سایل نے درخواست کی ہی کہ نام مخبر کا ظاہر کر دیا جاوے ۔ درخواست مذکور نامنظور ہوئی تہی ۔

۳ ۔ یہہ کہ سایل مستدعی ہے کہ مجسٹریٹ کو حکم ہو کہ سایل کو نام اوس شخص کا بتلا دین جسنے سایل کے نام مقدمہ فوجداری دایر کرایا تہا اس غرض سے کہ سایل اوس جہوٹے مخبر کے مقابلہ کارروائی کر سکے ۔

راے اسٹن صاحب جج بجانب سایل

براڈہرسٹ صاحب جسٹس ۔ استدعا سایل کی اس مضمون سے ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کو یہہ حکم دیا جاوے کہ وہ اوسکو یعنی سایل کو نام اوس شخص کا بتلا دین جسنے وہ خبر دی تہی کہ جسکے باعث سے استغاثہ فوجداری بابت الزامات متعلقہ دفعات ۴۲۰ و ۳۰۵ مجموعہ تعزیرات ہند کے اوسپر دایر کیا گیا تہا ۔

اگر مجسٹریٹ کا اظہار بحیثیت گواہ مقدمہ مین ہوتا تو مجسٹریٹ بلحاظ احکام دفعہ ۱۲۵ ۔ ایکٹ شہادت کے اس امر کے کہنے پر مجبور نہین کئے جا سکتے تہے کہ اونہون نے بہ نسبت ارتکاب جرایم مذکورہ کے کہان سے اطلاع پائی تہی ۔ اور میری راے مین بر طبق درخواست سایل کے عدالت ہذا کو اختیار نہین ہے کہ حکم مستدعیہ صادر کر سکے ۔ لہذا درخواست نامنظور کیجاتی ہے

ضلع میرٹھ　　　　اپیل دوم نمبر ۲۲۴ ۱۳۷۱ سنہ ۱۸۹۶ع　　　　منفصلہ ۲۶ نومبر

بنام شیو سہاے
ججہو

شفیع ۔ نالشات متقابل ۔ ہر شفیع کا ایک دوسری نالش مین مقابلہ کیا جانا ۔ نالشات یکجا تجویز ہوا لیکن تصفیہ بذریعہ ڈگریات جداگانہ کی ہونا ۔ از روی ڈگری کے صرف ایک مشفوعہ

شفع کا بنبرط قایم ہونے دیگر شفیع کے منظور ہونا۔ شفیع اعلےٰ کے مقدمہ مین ڈگری کا مختتم ہونا۔ شفیع ادنے کا صرف اپنے مقدمہ مین اپیل کرنا۔ عدالت اپیل کا دربارہ تبدیل ڈگری کے اسطرحپر کہ تقرر استحقاق شفیع اعلےٰ سنکے ہو مجاز ہونا۔

یہہ استصواب محمود صاحب جسٹس نے بموجب شرط متعلقہ قاعدہ ۱ منجملہ قواعد مورخہ ۱۱ جون ۱۸۸۰ء مطبوعہ صفحہ ۲۰۶ ماسبق کے ڈویزن بنچ سے کیا تھا حکم استصواب جسمین واقعات بخوبی درج ہین حسب ذیل ہے

محمود صاحب جسٹس۔ یہہ ایک مقدمہ ہے جسمین بحث پیش شدہ ایسی کافی ضرورت کی ہے کہ ڈویزن بنچ کے سپرد کیجاوے

واقعات یہہ ہین کہ تین اشخاص مسمیان سکندر والہ داد و درحسن نے اپنے حصہ موازی ۔ ابسوہ کا بیعنامہ بنام دو شخص مسمیان شیو سہاے و ہر مکہ کے بتاریخ ۲ جون ۱۸۸۰ء بعوض ایک رقم کے جو بیعنامہ مین ... لکھی ہے لکھدیا تھا۔ بعد ازان جہجو مدعاعلیہ حال اپیلانٹ نے نالش بغرض نفاذ اپنے حق شفع کے ۳ جون ۱۸۸۰ء کو دایر کی اور اوسنے اپنی نالش مین بایعان اور مشتریان کو فریق مقدمہ کیا تھا اور بعد ازان نام شیو سہاے مدعی رسپانڈنٹ کا بہی بڑہایا گیا تھا۔ عدالت مرافع اولیٰ کے رجسٹر مین اس نالش کا نمبر ۱۳۰ قایم ہوا تہا۔

اسیطرحپر شیو سہاے مدعی رسپانڈنٹ نے دوسری نالش بغرض نفاذ اپنے حق شفع بابت اوسی بیع مورخہ ۲ جون ۱۸۸۰ء کے دایر کی اور اوس نالش مین نامبردہ نے بایعان اور مشتریان اور جہجو مدعی مقدمہ نمبری ۱۳۰ شفیع مخالف کو فریق مقدمہ کیا یہہ نالش دو دن بعد نالش اول کے یعنی ۵ جون ۱۸۸۰ء کو دایر ہوئی تہی اور رجسٹر نالشات مین اوسکا نمبر ۱۳۱ قایم ہوا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ان دونون نالشات کی تجویز یکجائی اور ایک ہی شہادت کی بنا پر ہوئی تہی اور نتیجہ مین دو ڈگریان ایک ہی تاریخ یعنی یکم مارچ ۱۸۸۱ء کی صادر ہوئین عدالت مرافع اولیٰ کے فیصلہ مین یہہ تجویز ہوئی تہی کہ جہجو مدعی مقدمہ نمبری ۱۳۰ کا استحقاق شفع بمقابلہ استحقاق شیو سہاے مدعی مقدمہ نمبر ۱۳۱ کے مرجح ہے۔ لہذا عدالت مرافع اولیٰ نے ڈگری مشعر نفاذ استحقاق جہجو کے بابت جائداد متنازعہ بادلے ...

زرمعاوضہ کے مقدمہ نمبر ۱۳۰ مین صادر کی۔ دوسرے مقدمہ نمبر ۱۳۱ مین جسمین شیو سہاے
مدعی تہا عدالت مرافع اولی نے اوسکا دعوے ڈگری کیا۔ لیکن ڈگری مذکور کو اس شرط سے
مشروط کیا کہ اگر جہجو مدعی دوسرے مقدمہ کا اپنی ڈگری جاری کرانے مین قاصر ہو تو شیو سہاے
اپنی ڈگری کو جاری کرا نیکا مستحق ہوگا۔ جہجو مدعی مقدمہ نمبر ۱۳۰ نے اپیل نہین کیا اور نہ
شیو سہاے یا کسی دوسرے مدعا علیہ مقدمہ مذکور نے بنا راضی ڈگری مقدمہ مذکور کے
اپیل کیا۔ لیکن شیو سہاے مدعی مقدمہ نمبر ۱۳۱ نے اوس ڈگری سے ناراض ہو کر جو
اوسکی حق مین صادر ہوئی تہی عدالت اپیل ماتحت مین خاص کر اس بنا پر اپیل کیا کہ زر معاوضہ
بہت زیادہ ہے اور جہجو شفیع اور مدعی مقدمہ ثانی نے اپنا حق زایل کر دیا ہے اور اوس
حیثیت سے وہ مانع استعمال استحقاق شفع نابردہ کا نہین ہو سکتا ہے۔
بر طبق اپیل مذکور جو بنا راضی ڈگری مقدمہ نمبر ۱۳۱ کے تہی ذیلع جج نے ڈگری عدالت
مرافع اولی کو بہ تخفیف زر معاوضہ لغایت لماعصمہ کے اور بدین تجویز ترمیم کیا کہ جہجو کو
استحقاق شفع حاصل نہین ہے کیونکہ وہ مشتریان بیع موقوعہ مرجون سے سازش رکہتا ہے۔
اپیل دوم مین مسٹر سندرلیل نے یہہ حجت کی تہی کہ فیصلہ اور ڈگری عدالت
اپیل ماتحت کا غلط ہے کیونکہ جو ڈگری اوسکے روبرو موجود تہی وہ ڈگری مقدمہ نمبر ۱۳۱
کی تہی اور چونکہ بنا راضی ڈگری مقدمہ نمبر ۱۳۰ کے اپیل نہین ہوا تہا لہذا وہ قطعی ہو گئی تہی
اور اوس حیثیت سے فریقین اور شفیعان متقابل یعنی جہجو اور شیو سہاے پر قابل پابندی
ہے اور عدالت اپیل ماتحت نے بذریعہ تصفیہ کرنے ڈگری مقدمہ نمبر ۱۳۱ کے عملاً ڈگری
مختتم مقدمہ نمبر ۱۳۰ کو منسوخ کر دیا۔ بجانب دیگر مسٹر چودہری یہہ حجت کرتے ہین کہ اثر
ڈگری عدالت اپیل ماتحت کا یہہ قرار پانا چاہیے کہ وہ در بارہ ترمیم ڈگری مقدمہ نمبر ۱۳۱ کے
محدود ہے اور اب امر ہے کہ اثر ڈگری مذکور کا خلاف ڈگری مقدمہ نمبر ۱۳۰ کے ہے
یا نقص صحت ڈگری عدالت اپیل ماتحت مقدمہ ہذا مین نہین پیدا ہوتا ہے۔
بمقدمہ کاشی ناتہہ بنام کمتا پرشاد (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲
صفحہ ۲۷۰) مین نے اپنی راے بہ نسبت زمرہ فریقین اون مقدمات کے ظاہر کی ہے
جسمین ایک ہی بیع کی نسبت نالشات متقابل بغرض نفاذ حق شفع کے دایر ہوئی ہین

لیکن جو بحث اس مقدمہ مین پیدا ہوئی ہے او سپر وہ فیصلہ حاوی نہین ہے اور بحث مذکور ایسی ہے کہ جسکو مین کافی طور سے ڈویزن بنچ کے سپرد کرنا ضروری سمجھتا ہون - لہذا بموجب شرط متعلقہ قاعدہ ۱۔ مورخہ ۱۱ جون ۱۸۷۱ء کے مقدمہ کو اوسی کے مطابق سپرد کرتا ہون -

سندر لعل بجانب اپیلانٹ جوگندر ناتھ چودہری بجانب رسپانڈنٹ

اسٹریٹ صاحب جسٹس و براڈ ہرسٹ صاحب جسٹس - واقعات اس مقدمہ کے ہمارے بہائی محمود صاحب کی حکم استصوابی مین بخوبی اور صاف طور پر درج ہین - ہمارے روبرو جو بحث ہوئی ہے وہ صرف عذر ششم مندرجہ یادداشت اپیل پر مبنی ہے یعنے یہہ کہ ہرگاہ ڈگری بحق مدعا علیہ اپیلانٹ صادرہ مقدمہ نمبر ۱۳۰ بوجہ نہ دایر ہونے اپیل بناراضی ڈگری مذکور کے قطعی ہوچکی ہے تو امور تنقیحی مابین اپیلانٹ مذکور اور مدعی مقدمہ نمبر ۱۳۰ کے جو ہماری روبرو رسپانڈنٹ ہین اور مدعا علیہ مقدمہ نمبر ۱۳۰ ہے مسموع اور قطعاً فیصل ہوچکی ہین اور دوبارہ بمقدمہ اپیل بناراضی اوس ڈگری کے جو مقدمہ نمبر ۱۳۱ مین صادر ہوئی ہے تجویز اور فیصل نہین ہوسکتی ہین بعد غور کے ہم اس امر کے تجویز کرنے پر مجبور ہین کہ یہہ حجت صحیح ہے اور سرسبز ہونی چاہئے - یہہ سچ ہے کہ عدالت مرافعہ اولے نے دونو نالشات نمبری ۱۳۰ اور ۱۳۱ کی تحقیقات یکجائی کی تہی اور بذریعہ ایک ہی تجویز کے اونکو فیصل کیا تہا لیکن ڈگریات جداگانہ مرتب ہوئی ہین کہ جن سے ہر ایک بجانب اوس فریق یا فریقانکے قابل اپیل تہی جو اوس سے ناراض تہا اور بوجہ نہونے اپیل مذکور کے امور نزاعی مابین مدعی ایک جانب اور مدعا علیہ بجانب دیگر کے قطعاً طے ہوگیا - مقدمہ نمبر ۱۳۰ مین مابین بیچو مدعی اور شیو سہاے مدعا علیہ کے ازروے ڈگری کے اوس تنقیح کی تجویز ہوگئی ہے جو بہ نسبت استحقاق ترجیح شخص اول الذکر بمقابلہ شخص اخر الذکر کے تہی اور نیز بہ نسبت اوس رقم کی جو ادا ہونا چاہیئے اور ڈگری مذکور مین حکم اوس مدت کا ہے جس مدت مین زر مذکور مطابق احکام دفعہ ۲۱۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ادا ہوجانا چاہیئے - یہہ ڈگری اسوقت تک قایم ہے اور چونکہ بیچو ڈگریدار نے میعاد معینہ مین ... ہزار روپیہ داخل کردیا ہے لہذا وہ مستحق دخلیابی جائداد کا ہے - بناراضی اسی ڈگری کے یہہ بات تہی کہ شیو سہاے رسپانڈنٹ عدالت ہذا کو اپیل کرنا چاہیئے تہی بشرطیکہ اوسکو اس فیصلہ سے نجات حاصل کرنا تہی جو بہ نسبت حق شفیع بیچو مدعی کے صادر ہوا تہا اور چونکہ اوسنے ایسا نہین کیا لہذا اس اپیل مین جو بناراضی ڈگری مقدمہ نمبر ۱۳۱ کے ہے جج صاحب بحاذ ... کہ ...

عرضیالش کے منصف نے یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ اونکی عدالت مین نالش میعاد کے اندر دائر ہوئی تھی اور ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء کو منصف نے یہہ حکم صادر کیا کہ اونکے دفتر مین بعد داشت نقل عرضیالش کے عرضیالش مذکور مدعیکو واپس کیجاوے ہم بطور امر واقعہ کے جانتے ہین کہ عرضیالش مذکور وکیل کو ۲۹ ستمبر ۱۸۹۵ء کو واپس دیگئی تھی اور ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء کو عرضیالش مذکور عدالت جج ماتحت گورکھپور مین داخل کیگئی تھی۔ مسٹر لیش چند بیجانب عاعلیہ اپیلانٹان یہہ بیان کرتے ہین کہ عدالت منصفی مین کارروائی ۲۶ اگست ۱۸۹۵ء کو شروع اور ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ختم کیگئی تھی اور صرف اوسی زمانہ کے منہا کرانیکا مدعی مستحق ہے اور بلا شبہہ اگر ایسا ہی ہو تو چونکہ نالش صرف روز اخیر اندر میعاد سماعت کے داخل ہوئی ہے اور ارجاع ثانی عدالت جج ماتحت مین تاریخ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء قرار پایا ہے تو اگر بلحاظ احکام مندرجہ تشریح اول متعلقہ دفعہ ۱۴ ایکٹ میعاد سماعت کے روا رکھی جاوے تمام عمل مدعیکا کئی روز بعد میعاد کے ہوگا۔

لیکن مسٹر اپینکی بیجانب مدعی یہہ حجت کرتے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ صحیح ہے کہ وہ ایسی عرضیالش کی اوس وقت تک متصور ہونی چاہئے جب فی الواقع دفتر منصفی سے عرضیالش واپس مدعیکو حوالہ کیگئی تھی یعنی ۲۹ ستمبر ۱۸۹۵ء کو اسموقع پر مجھکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ہے جس سے مجھے ثابت ہو کہ مدعی یا اوسکے کسی قائمقام کی تندہی قرار واقعی مین درباره واپسی عرضیالش کی عدالت منصفی سے کمی ہوئی ہو۔ ہم جانتے ہین کہ ان مابعد التوعلق اکثر دفاتر اور تجاویز کے مرتب کرنے مین بہت عرصہ ہوتا ہے اور جب تک میرے روبرو کوئی ثبوت اس امر کے ثابت کرنیکو نہو مین یہہ نہین خیال کرتا ہون کہ سوائے خود عدالت کے اور کسیکا فعل اس توقف مین تھا اور مدعیکو اس توقف سے یہانتک نقصان پہنچایا ہے کہ اوسکی نالش خارج المیعاد قرار دیجاوے کیونکہ یہہ اصول مسلمہ ہے جسمین ہر شخص کو فعل عدالت سے کسی شخصکو مضرت نہین ہوسکتی ہے کو متعلق کرسکتا ہے اور زمانہ میعاد سماعت مین عہدہ داران عدالت نقل عرضیالش اور حکم متنبہ عرضی مذکور کی نقل طیار کرتے رہے ہین خلاف میعاد کے محسوب ہونا چاہیئے اور نیز اوس زمانہ میعاد کے طور پر متصور ہونا چاہیئے جسمین وہ اپنی کارروائی کی پیروی بہ تندہی قرار واقعی کے نہین کرتا رہا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہہ تجویز عدالت ماتحت کی صحیح ہے کہ کوئی عارضہ میعاد سماعت کا نہین ہے اور اپیل معہ خرچہ کی ڈسمس کرتا ہون۔

12827
14-11-95